
پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی



حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم



ہندوستانی دواخانہ یونٹ دہلی



عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ

# عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا مایۂ ناز عطیہ

# جمیلان



## وہ نسخہ جس سے دو لاکھ مریضانِ جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہو چکا ہے

جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہو جانا۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق وسل وغیرہ اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے۔ آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرضِ جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ جریان چاہے پُرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے دل و دماغ کی کمزوری اور اعضا کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔ دو قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی، تیل، گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز۔

**قیمت شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے (للعہ)**

### جمیلان

فساد خون کی بہترین دوا ہے خارش، گرمی دانے، پھنسی، آتشک، سوزاک، کنٹھ مالا، برص اور جذام اور خون کی خرابی سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ قیمت شیشی ۱۲ قرص ... آنے

### اجملان

قبض کی بے نظیر دوا ہے۔ معدہ کی خرابی، بلغم کی زیادتی اور پیٹ بڑھ جانے کی شکایت دور کرتی ہے۔ قیمت ... قرص ... آنے



ملنے کا پتہ: منیجر ہندوستانی دواخانہ یونٹ دہلی

# اولاد پیدا کرنے کی عجیب ترکیب

## [illegible] ہندوستانی لیڈی ڈاکٹر کا عجیب و غریب کمال

[illegible] لاکھوں آدمی ہیں جن کے پاس مال و دولت سب کچھ ہے مگر ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور وہ اولاد کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں مگر ناکامی ہوتی ہے۔ اس [illegible] سائنس والے سالہا سال سے محسوس کر رہے تھے اور اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح کوئی ایسی ایجاد کی جائے جس کے ذریعے انسان اولاد کی پیدائش پر قابو پا سکے چنانچہ برسوں کی لگاتار کوشش اور تجربہ [illegible] سائنس [illegible] لوگوں کو کامیابی حاصل [illegible] زندہ کارنامہ کئی سال سے تجربہ میں آرہا ہے اور ہر جگہ کامیابی ہوئی ہے۔

**[illegible] کرنے کی ترکیب** سائنس کے اصولوں پر ایک خاص دوا تیار ہوئی ہے۔ ہندوستانی زبان میں اس دوا کا نام [illegible] رکھا [illegible] اس میں عجیب اثر ہے کہ یہ دوا مسلسل سات رات تک عورت کو کھلائی جاتی ہے۔ ان سات دن [illegible] رہتی ہے۔ ٹھیک آٹھویں رات عورت مرد اس پرہیز کو توڑ دیتے ہیں تو اسی رات عورت کو حمل رہ جاتا ہے اور ٹھیک نو مہینے بعد ایک بیٹا یا بیٹی [illegible] ہوتا ہے۔ تجربہ کے دوران میں ہی اس عجیب دوا کی بدولت ہزارہا عورتوں کے ہاں اولاد ہونا شروع ہو گئی۔ ایجاد کرنے والے کو اپنی اس ایجاد پر بڑا فخر ہے اور حقیقت [illegible] ہے کہ اس نے دنیا کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر کسی عورت کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو خواہ [illegible] ہو اسے چاہیئے کہ مسلسل سات رات تک "محافظ اولاد" کی ایک ایک خوراک استعمال کرے۔ اور ان سات دن تک مرد سے بالکل علیحدہ رہے اور ٹھیک [illegible] پرہیز توڑ دے یعنی مرد عورت ایک جگہ ہو جائیں تو اسی رات حمل قائم ہو جائیگا —— "محافظ اولاد" کی ایک شیشی میں ایک عورت کے لئے پوری سات [illegible] ہے۔ اور اس شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔ جسے ضرورت ہو —— وہ

**لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بسی بکس ۲۴ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لے۔ پارسل پر سات آنے محصول لگتا ہے۔

# عورت کو ہر مہینہ ماہواری کی تکلیف

[illegible] موجودہ سال کی نوجوان لڑکی سے لیکر چالیس سال عمر تک کی عورت کے لئے ہر مہینہ ماہواری ایام کا بغیر کسی درد اور بغیر تکلیف کے باقاعدہ آنا بہت ضروری [illegible] کسی عورت کو ماہواری آنے میں تکلیف اور درد ہوتا ہے۔ یا ماہواری خون باقاعدہ نہیں آتا۔ یا مہینہ میں دو بار یا دو تین مہینے میں ایک بار آتا [illegible] آتا ہے۔ یا ماہواری کے دنوں میں اس کی کمر اور ناف تلوں میں یا بدن میں سخت درد ہو جاتا ہے۔ یا کسی عورت کو ماہواری رک [illegible] سے بند ہے یا ماہواری کی اور کوئی خرابی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت بہت جلد کسی خطرناک مرض کا شکار ہو جانے کی [illegible] اس کا علاج بعید دشوار ہو جائے گا۔ لہٰذا ماہواری کی خرابی اور اس زمانہ کے درد وغیرہ کو ہرگز معمولی بات نہ سمجھئے۔ بلکہ جلد سے جلد ماہواری کی اصلاح [illegible] کر لینا چاہیئے۔

**ماہواری کو باقاعدہ کرنے کی ترکیب** یہ ہے کہ ایسی بیمار عورت جو مندرجہ بالا خرابیوں میں سے کسی خرابی اور تکلیفوں میں مبتلا ہو اس کو ایک شیشی دوا "کورس" استعمال کرا دیں۔ [illegible] دوا کی صرف ایک شیشی استعمال کرنے سے [illegible] عورت کو ہر مہینہ بغیر درد اور بغیر کسی تکلیف کے ماہواری باقاعدہ ٹھیک وقت پر اور صحیح مقدار میں آنے لگتی ہے اور اس قسم کی ماہواری کی خرابی اور بے قاعدگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ نہایت [illegible] تقریباً بارہ تیرہ سال [illegible] ہندوستانی عورتوں میں مشہور ہے۔ ایک شیشی دوا کورس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔

**لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بسی بکس ۲۴ دہلی** [illegible] خط لکھ کر بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لینی چاہیئے۔ پارسل پر سات آنے محصول خرچ ہوگا۔

# مسولینی شرمندہ ہے

جس طرح [illegible] جیسے معمولی اور کمزور ملک پر مسولینی حملہ کر کے اور پھر شکست کھا کر شرمندہ ہو رہا ہے۔ بالکل اسی طرح ہندوستان کے [illegible] عین وقت پر پہنچ ... کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اور خاص وقت پر بہت جلد فارغ ہو کر شرمندگی [illegible] ہیں۔ حالانکہ وقت پر مردانہ قوت کا کچھ دیر قائم رہنا ضروری ہے۔ مگر بعض مرد اپنی خاص کمزوری کے باعث وقت پر ... بہت جلد۔ [illegible] ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ ایک مشہور دوا "فارلانگ" منگا کر اپنے پاس رکھ لیں یہ نہایت عجیب اور کارگر دوائی ہے۔ اس کا اثر [illegible] جو مرد وقت خاص پر بہت جلد ...... اُسے چاہیئے کہ وقت ضرورت سے دس منٹ پہلے اس دوا کے چند قطرے اپنی ناک کے نیچے مونچھوں کی جگہ پر لگا لے دس منٹ کے بعد یہ دوا سانس کے ذریعہ اُس مرد کی قوت مردانگی میں مضبوطی پیدا کر دے گی۔ اور پھر وقت پر وہ بہت جلد علیحدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ایک تندرست اور جوان آدمی کی طرح مناسب وقت تک ...... قائم رہے گا۔ نہایت معقول اور بے ضرر دوا ہے۔ فارلانگ کی ایک شیشی عرصہ کے لئے کافی ہوگی۔ جسے ضرورت ہو

**مینیجر آل انڈیا میڈیکل اسٹور پی بی بکس نمبر ۱۵ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی منگا لے۔ جس کی قیمت تین روپے سات آنے ہے۔ وی پی پارسل پر سات آنے محصول لگتا ہے ایک شیشی سے کم [illegible]

---

# اٹلی نے ہتھیار ڈال دیئے

یونان اور البانیہ کے کئی محاذوں پر جس طرح اٹلی کی فوجوں نے بغیر مقابلہ ہتھیار ڈال دیئے ہیں ٹھیک اسی طرح ہندوستان کے اکثر مرد اپنی بچپن کی غلط کاریوں کے باعث اپنے آپ کو بالکل نامرد اور بیکار کر لیتے ہیں اور اس طرح عین وقت پر وہ اپنے ساتھی کے سامنے بالکل .. بیکار ہوتے ہیں اور ناکام ہو کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ شرمندگی بعض اوقات خودکشی جیسا عظیم گناہ کرا دیتی ہے۔

**دوبارہ مرد بننے کی ترکیب** } عین وقت پر بالکل بیکار ہونیوالے اور کسی قابل نہ ہونیوالے مردوں کے لئے اب ایک علاج دریافت ہو گیا ہے۔ جس کی بدولت قطعی بیکار آدمی بھی مرد ہو سکتا ہے۔ اور اس کی قوت مردانہ بھی دوبارہ جوان ہو جاتی ہے۔ یہ سائنس کا منہ بولتا کرشمہ ہے جو شخص وقت خاص پر اپنے کو ناکارہ سمجھے۔ اور اس کی مردانہ طاقت وقت پر نہ جاگے تو ایسے ہی گئے گذرے آدمی کے لئے یہ دوا تیار ہوتی ہے۔ صرف چودہ روز یہ دوا استعمال کرنے سے ہر ایک کا استعمال مریض کو روزانہ ثابت کریگا کہ وہ کتنی جلدی دوبارہ مرد بن رہا ہے۔ اس کی خفیہ طاقت پھر زندہ ہو جائے گی اور وہ عین وقت پر .... اپنے آپکو مرد پائے گا۔ اس دوا کا نام "افغانی طلا" ہے۔ ایک شیشی ایک آدمی کے لئے کافی ہے۔ اس کی قیمت دو روپے نو آنے (۲/۹) ہے۔ اس کے استعمال سے نہ آبلہ وغیرہ پڑے گا۔ اور نہ پان پتہ عضو پر باندھنے کی ضرورت ہے۔ افغانی طلا کے استعمال کے بعد عضو مخصوص کی تمام خرابیاں اور ٹیڑھا پن اور ڈھیلا پن وغیرہ سب دُور ہو جائے گا۔

**مینیجر آل انڈیا میڈیکل اسٹور پی بی بکس نمبر ۱۵ دہلی** کو خط لکھ کر افغانی طلا کی شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجئے پارسل پر سات آنے محصول خرچ ہوگا۔

# عورت کو سفید پانی کی بیماری — سیلان الرحم

جوان عورت کو سفید پانی کا آنا بہت خطرناک ہے۔ یہ سیلان الرحم کی بیماری کہلاتی ہے۔ بعض لوگ اسے سفید پردر کی بیماری بھی کہتے ہیں جب کسی جوان عورت کے خفیہ بدن سے وقت بے وقت سفید رطوبت خارج ہونے لگے۔ یا ماہواری سے پہلے یا اس کے بعد سفید رنگ کا پانی یا لیسدار مادہ نکلنے لگے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی جوان صورت و جوانی کی دلکشی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی کمر میں، اور ناف کے نیچے درد ہونے لگے گا اور طبیعت گری پڑی رہنے لگے گی وہ قبل از وقت ہی اپنے شباب کا خاتمہ کرے گی اور رفتہ رفتہ وہ ان نسوانی امراض میں پھنس جائے گی جن کا علاج بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر سمجھدار عورت کا فرض ہے کہ وہ جب کبھی سیلان الرحم یعنی سفید پانی کی بیمار ہو تو فوراً اس کا مناسب علاج کرے تاکہ بیماری بڑھ کر خطرناک صورت اختیار نہ کر سکے۔

**سفید پانی کو روکنے کی ترکیب** } طبی ماہرین کی مسلسل جد وجہد کے باعث سیلان الرحم کی بیماری کا نہایت آسان علاج دریافت ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سیلان الرحم کی بیمار عورت کو صرف ایک شیشی "روک" استعمال کرنی چاہیئے۔ دوا "روک" کا نہایت نمایاں اثر یہ ہے کہ جب کوئی سفید پانی کی بیمار عورت اس دوا کا استعمال شروع کرتی ہے تو ٹھیک تیسرے دن سفید رطوبت کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اور پوری شیشی استعمال کر چکنے کے بعد سیلان الرحم مکمل طور پر دور ہو جاتا ہے۔ اور عورت کے چہرہ پر ایک بار پھر شباب کی رنگینیاں کھیلنے لگتی ہیں۔ ایک شیشی دوا "روک" ایک عورت کو تندرست کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کی قیمت تین روپیہ ہے۔

**لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی۔ بکس نمبر ۳۴ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ پارسل پر سات آنے محصول خرچ ہوتا ہے۔

# ہٹلر عورت سے ڈرتا ہے

ہٹلر نے شادی نہیں کی کیونکہ وہ عورت سے ڈرتا ہے اور ہر وہ شخص عورت سے ڈرتا ہے۔ جسے جریان کی بیماری ہو یعنی وہ مرد جس کو پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد سفید رطوبت خارج ہوتی ہو۔ یا رات کو سوتے میں احتلام (یعنی خواب) ہو جاتا ہے۔ ایسا آدمی شادی کے مطلب کا نہیں رہتا۔ اس کی قوت مردمی بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور وہ خود اپنے آپ کو ناکارہ سمجھنے لگتا ہے۔ وہ عورت کے سامنے ذلیل ہو جاتا ہے اور عورت سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان حالات میں یہ خبر ایسے مایوس لوگوں میں خوشی کے ساتھ سنی جائے گی کہ طبی تحقیقات کی بدولت اس مرض کا بہت آسان علاج دریافت ہو گیا ہے۔

**جریان کا مرض دور کرنے کی ترکیب** } سالہا سال کے متعدد تجربوں کی بنا پر اب یہ بات آئینہ کی طرح روشن ہو گئی ہے۔ کہ مندرجہ بالا خرابیاں (یعنی جریان کا مرض) دور کرنے کے لئے یونان کی ایجاد کردہ دوا "جوہر اعظم" کے صرف سات روز کے استعمال سے جریان کا مرض ہوا کی طرح غائب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جوہر اعظم کی ایک ایک خوراک مریض کو اپنا حیرت انگیز اثر دکھاتی چلی جاتی ہے۔ مرض میں ہر روز کمی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ جب جوہر اعظم کی پوری شیشی استعمال کر لی جائے تو جریان کا مرض مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر وہی زندہ جوانی اور جوانی کی تڑپ انسان کے بدن میں محسوس ہونے لگتی ہے۔ پھر اس کا دل خود بخود اپنی بیوی کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا تمام ناظرین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب جریان کے مرض میں مبتلا ہوں تو انہیں چاہیئے کہ

**لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی۔ بکس نمبر ۳۴ دہلی** } کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی جوہر اعظم منگا کر استعمال کریں۔ صرف ایک شیشی مرد بنا دے گی۔ ایک شیشی جوہر اعظم کی قیمت تین روپے آٹھ آنے ہے۔ بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ پارسل کا محصول معاف ہے۔

# مرد کی خاص کمزوری کا علاج

## جب شرمندگی ہونے لگے — جب خودکشی کرنے کا ارادہ ہو

# ساڑھے چار روپے کی دوا مفت

## صرف ایک روپیہ خرچ ہوگا

جب مرد کی مردانہ طاقت کمزور ہو جائے۔ جب عین وقت پر شرمندگی ہونے لگے۔ اور مرد اپنی شرمندگی کی وجہ سے خودکشی کا خیال کرنے لگے۔ جب کوئی مرد اپنی خاص کمزوری اور قوت باہ کی کمی کو پھر پورا کرنا چاہے۔ اس وقت صرف ایک ہی علاج کام کر سکتا ہے۔ جسکے بعد پھر کایا پلٹ ہو جائے گی، پھر نوجوانی کام کرنے لگے گی یعنی دوبارہ وہ مایوس اور ناکارہ مرد اپنے بدن میں بجلی کی سی تڑپ اور امنگ محسوس کرنے لگے گا۔ پھر اس کا جی چاہے گا کہ کوئی اس سے محبت کرے اس کی طرف دیکھے اور اس کی نوجوان تمناؤں کی آغوش میں آ جائے، اور وہ ..........

یہ علاج ہے ہندوستان کی سب سے بڑی دوا "معجون کاشمیری" کا استعمال۔ یہی وہ دوا ہے جس نے ہر طاقت ور دوا کے مقابلہ پر اپنا سکہ جمایا ہے۔ اور جس کی ایک ایک خوراک مریض کے جسم میں جوانی اور شباب کا صحیح اور اصل جوش پیدا کرتی ہے۔ ہر خوراک سے مریض خود محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ کیا تھا۔ اور اب جوانی کتنی تیزی سے اس کے جسم میں داخل ہو رہی ہے۔ دوا معجون کاشمیری کی تیاری میں ایک پہاڑی بوٹی شامل ہے۔ اور یہ تمام کرشمہ اس کی بدولت ہے۔ ناکارہ مرد اور وقت پر شرمندہ ہو جانے والے انسان کے لئے یقیناً سب سے بڑی دولت ہے اور کئی سال سے ہندوستانی مارکیٹ میں یہ دوا اپنا سکہ جما رہی ہے۔ اگرچہ ایک شیشی کی قیمت چار روپے ساڑھے آٹھ آنہ ہے۔ لیکن اس کو ملک کے گوشہ گوشہ تک پہنچا دینے کے لئے ایک مختصر عرصہ تک صرف ایک روپیہ قیمت [illegible] ہے۔ اور یہ قیمت قطعی مفت برابر ہے۔

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی مرد مایوس ہو چکا ہو۔ کثرت جماع یا بچپن کی بے احتیاطی یا کسی مرض کے باعث جوانی کی خاص طاقت کمزور ہو گئی ہو یا وقت پر شرمندگی ہوتی ہو۔ یا عمر کی زیادتی کے سبب کمزوری ہو گئی ہو۔ تو ایسے ہی لوگوں کے لئے دوا "معجون کاشمیری" آب حیات ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ

**منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی۔ بکس نمبر ۲۴ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی دوا "معجون کاشمیری" بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیں۔ محصول پارسل سات آنے لگے گا۔

اس طرح ایک روپیہ سات آنے میں "معجون کاشمیری" کی پوری شیشی اسے دیدی جائے گی۔ ایک مریض کو اس رعایتی قیمت میں صرف ایک ہی شیشی دی جائے گی۔ زیادہ نہیں۔ ہاں اس کی اجازت ہے کہ کئی مریض مل کر ایک ہی پارسل میں کئی شیشیاں منگالیں۔ کیونکہ اس طرح محصول بھی کم خرچ ہوگا۔

۵

# سات دن میں نئی جوانی

## ہندوستان کے ہزاروں انسان اپنے ہاتھوں جوانی برباد کر بیٹھے ہیں وہ اب پھر جوان بن سکتے ہیں

ن بنانے کے کتنے ہی اشتہار شائع ہو رہے ہیں جن کی گنتی مشکل ہے۔ مشاہدات نے ثابت کیا ہے کہ کوئی دوا یا علاج اس مقصد کے لئے کامیاب
ں ہو سکا محققین مدت سے اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ آخر نامردی کے علاج میں کونسا طریقہ مفید اور کامیاب ہو سکتا ہے اور ہم کیونکر اس کے
ج میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں چنانچہ چند سال کی لگاتار اور لا انتہا کوششوں کے بعد "ری جووین" ایک کامیاب علاج دریافت کر لیا گیا جو حقیقت میں نامرد
و بنا دیتا ہے۔ کیا آپ نامرد جوش و بُری عادتوں میں مبتلا رہ کر اپنے جوہر حیات کو برباد کر چکا ہو پورے سات دن میں تعجب انگیز طریقہ پر مکمل مردمی حاصل کر لیتا
اگر اس کو وقت پر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہو، جوانی میں بڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے ہوں غرضیکہ جوہر حیات کو برباد کرنے کے بعد جو بری علامات ظاہری و اندرونی
ہو گئی ہوں ان سب کو دور کر دیتا ہے۔ اس علاج کا کمال یہ ہے کہ مریض آدھ گھنٹہ میں دوا کا اثر محسوس کرنے لگتا ہے۔ مگر شرط یہ ہوتی ہے کہ کامل سات
ف اپنے پر قابو رکھنا پڑے گا۔ اگر بے صبری سے کام لیا تو اصول علاج میں خرابی آ جائیگی۔ اس لئے اس کورس کو صرف وہی حضرات طلب فرمائیں
دن تک ضبط سے کام لینے کا اقرار کریں۔

## آپ مرد بننا چاہتے ہیں

ان میں آئیے اور "ری جووین" کا کرشمہ دیکھئے۔ نہیں بتایا جا سکتا کہ طاقت کا کیا حال ہوگا۔ آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ "ری جووین" یقینا
طرح اثر کرتا ہے۔ تیر کی طرح لگتا ہے اور ساری شرمندگی اور ندامت جو بوقت خاص اٹھانی پڑتی تھی ختم ہو جاتی ہے اور حیرت ہونے لگے
ہم کیلئے نور کیا بن گئے، تجربہ کر لیجئے۔ سچائی کو آزما لیجئے۔ آپ کی کمزوری طاقت میں تبدیل ہو کر آپ کو مجبور کر دے گی کہ شادی اور کی جلسے
جسم میں خون ہی خون بنانے گی مردہ اعصاب کو جگائے گی۔ بس ان ہی دنوں میں صبر سے کام لیا جائیگا۔ اعضاء تناسل کی جملہ خرابیاں
جائیں گی۔ اس علاج کے موجد نے دو دواؤں کا کورس تیار کیا ہے ایک کہانے کی دوا "ویلیڈن" اور دوسری لگانے کی دوا "فاسفورس آئل"
س کورس میں دونوں دوائیں پوری مقدار میں ہوتی ہیں۔ جو ایک مریض کیلئے بالکل کافی ہوتی ہیں۔
کی ذات پر یقین کیجئے جس نے اس کورس کے محقق کو معلومات اور تجربات کی دنیا میں خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا ہے
ت کیجئے "ری جووین" ایک انمول علاج ثابت ہوگا۔ ہر عمر اور ہر مزاج کا انسان اس سے ہر وقت فائدہ حاصل کر سکتا ہے
س کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک بر آٹھ آنے خرچ ہوں گے۔ اگر ... یا دوبارہ دوا مفت
رہ سفت (جھوٹ بولنا حرام ہے) مندرجہ ذیل پتہ

**منیجر اکسیری دواخانہ۔ کلاں محل (پ) دہلی**

# دس پیسہ کا سونا مفت

# دہلی میں سونا تین روپیہ تولہ

لاہور امرت سر والوں نے نقلی گولڈ کے ساتھ بچوں کی ایک پیسہ والی گھڑی مفت
دینے کا اعلان کیا۔ منروا گولڈ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے نقالوں اور تہذیبی بے اصولی
نے دو روپیہ اور ڈیڑھ روپیہ تولہ امریکن نیو گولڈ اور پیرس نیو گولڈ کے نام پر انعامی لالچ دیئے۔ نقلی
سستا سونا جو اصل میں پیتل ہے۔ خرید کر اپنے پیسے ضائع نہ کریں۔ ہماری اس خیرفانی ایجاد پر
شمالی ہندوستان کے اخبارات نے مبارکباد دی۔ اور ہمارے سونے کو دیکھ کر اپنی بہترین رائے
کا اظہار کیا۔ دنیا کا آٹھواں عجوبہ منروا گولڈ ہے۔ یہ سائنس کا منہ بولتا جادو بالکل اصلی سونے کیطرح
کوٹا اور پگھلایا جا سکتا ہے۔ ہر قسم کے زیورات آج کل کے فیشن کے مطابق بن سکتے ہیں۔ کسوٹی
پر اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے۔ ہوشیار سے ہوشیار صراف دو جوہری بھی مشکل سے پہچان کر سکتا
ہے۔ ہمارے اصلی منروا گولڈ کی مقبولیت کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ جس جگہ یہ سونا ایک بار گیا۔
وہاں سے بیسیوں تولہ کی فرمائش آئی۔ دنیا کو حیرت ہو رہی ہے کہ یہ گولڈ کسطرح تیار ہوا۔ ہم نے
برسوں کی محنت اور ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کے بعد منروا گولڈ تیار کیا۔ اس کا رنگ کبھی خراب
نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم آپ کو اپنے مال کی آزمائش کے لئے تجربہ دعوت دیتے ہیں۔ قیمت
مشہوری کے لئے ایک تولہ صرف تین روپیہ۔ تین تولہ آٹھ روپیہ، چھ تولہ پندرہ روپیہ۔
چالیس تولہ چالیس روپیہ۔ منروا گولڈ کے بنے ہوئے زیورات: منروا گولڈ کی بنی
ہوئی چوڑیاں فی جوڑا دو روپیہ کانوں کے بندے (کانٹے) فی جوڑا تین روپیہ، انگوٹھی نگ دار فی عدد
تین روپیہ۔ سادہ انگوٹھی بمبئی فیشن دو روپیہ۔ چوڑیاں جالی دار فی جوڑا پانچ روپیہ۔ نکلیس ہار
بارہ روپیہ، لاکٹ چھ روپیہ، دست بند فی جوڑا چودہ روپیہ۔

مال ناپسند ہونے پر واپسی کی شرط۔ محصول ڈاک پارسل پر صرف آٹھ آنہ لگیگا۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ ہر طرح کی سہولیت دی جائیگی۔ منروا گولڈ کی قیمت پڑھنے والی ہے لہٰذا
مفت برابر سمجھ کر جلدی آرڈر دیں۔

**منیجر امریکن کمرشل ہاؤس پوسٹ بکس ۱۲ (بی۔ ڈی۔ ٹی) دہلی**

## ہندوستان کے چند معززین کی رائے

سید محمد حسین نقوی زیدی بشیر
لوہارو سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا
منروا گولڈ اچھی چیز ہے پاس روپیہ کا
بھیجو سال ہے اس کے زیورات
ارسال کریں۔ ۵ دسمبر

مسٹر کرم چند مہاجن بی اے جموں سے
تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے منروا گولڈ
کے زیورات مبلغ ۔ روپیہ آٹھ آنہ
کے وصول ہوئے دیکھنے پر بڑی
خوشی ہوئی آپ نے عام دنیا کی
بھاری ضروریات کو پورا کیا۔

مسٹر ایچ این سہنا لاڈون ہاؤس
سوداچیور سی مورخہ ۲ دسمبر
کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا ارسال کیا
ہوا منروا گولڈ اصلی سونے
اور دوسرے سونے میں کوئی فرق
نہیں گیارہ تولہ منروا گولڈ اور بندے
وی پی ارسال کریں۔

جناب بابو کرشن گوپال صاحب بی اے
ایل ایل بی کلکتہ سے تحریر فرماتے
ہیں کہ آپکا منروا گولڈ میں نے
ایک دوست کے پاس دیکھا اور
بہت تعریف سنی مہربانی فرما کر مجھے
تین تولہ سونا بذریعہ وی پی ارسال
فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب لالہ رام سروپ صاحب ۔ دہلی
مورخہ دسمبر کو تحریر فرماتے ہیں
کہ آپکا منروا گولڈ بھیجا ہوا کہ برابر لا
جواب چیز ہے۔

## اخبارات کی رائے

ہفتہ وار "ریاست" دہلی ۲۹ دسمبر

سہ روزہ "الامان" دہلی یکم دسمبر

ہفتہ وار "گلستان" لاہور ۱۷ دسمبر

روزنامہ "احسان" لاہور ۱۱ دسمبر

روزنامہ "زمیندار" لاہور ۳۰ دسمبر

رسالہ "محشر خیال" اردو بازار دہلی

روزنامہ "ہندی کانگریس" دہلی ۳ دسمبر

روزنامہ "وطن" دہلی یکم دسمبر

ہفتہ وار "دیش سماچار" دہلی ۱۱ دسمبر

روزنامہ "انجام" دہلی ۲۸ نومبر

رسالہ "خاتون مشرق" اردو بازار دہلی

غرضیکہ تمام اخبارات نے مذکورہ
تذکروں میں جو رائے ظاہر کی ہے
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ منروا گولڈ
کو پگھلا کر اس کے بنے ہوئے زیورات
دیکھے جو کہ بالکل اصلی سونے
سے ملتے جلتے ہیں یہ منروا گولڈ
نقلی سونا تیار کرکے مالک فرم نے
لوگوں کی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے
ناظرین فائدہ اٹھائیں۔

# محبوب آپ کے قدموں پر

## جوانی بکتی ہے

اگر عمل ہو تو "سیکسول ٹانک پلز" استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھیے جو یقیناً جادو اثر ثابت ہوگی (انشاء اللہ) اس کے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی پیدا ہو جائے گی اور آپ تعجب کریں گے کہ کیا تھے اور کیا بن گئے۔ یقین کیجیے کہ "سیکسول ٹانک پلز" سے بہتر دوبارہ جوان بنانے والی اور کوئی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی دو روپے۔ تیس گولی والی شیشی تین روپے بارہ آنے۔

## شیر کی طاقت

خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہو، کجی، سستی، لاغری اور نامردی کا شکار ہو کر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو گئے ہوں ——— تو "سیکسول طلاء" استعمال کیجیے جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی قوت مانند شیر پیدا کرتا ہے اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے۔ منگا کر مشاہدہ کیجیے۔ قیمت چھوٹی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے بڑی شیشی دو روپے آٹھ آنے

## امساک کی زیادتی

کے لئے "سیکسول ٹینٹیو پلز" استعمال کیجیے جو خفیہ جذبات کو برانگیختہ کر کے دونوں کے ساتھ عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہیں۔ قیمت ایک درجن ایک روپیہ بارہ آنے اور دو درجن تین روپے چار آنے

## عورت گرفتار

"آلہ تسخیر زن" سے ضرور سے ضرور مجوبہ اگر آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو قیمت واپس ترکیب استعمال بہت آسان بالکل بے ضرر ہے۔ منگا کر لطف اٹھائیے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

## اولاد کی بندش

ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کیلئے جرمنی کا تیار کردہ ربڑ کا خاص آلہ مانع حمل استعمال کریں ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا، آسان ترکیب سوفی صدی کامیاب مدت تک کام دیتا ہے قیمت قسم اعلیٰ دو روپے۔ (عہ/)

## خاوند کو اپنا بنا لو

نئی شادی کا لطف اٹھانے کی ضرورت کے وقت ذرا سی "ورجینول" استعمال کیجیے جس سے ہر رات شب عروسی معلوم ہوتی ہے عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے

نوٹ:- بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے محصول ڈاک ایک دوا کے لئے بھی آٹھ آنے اور تمام ادویات پر بھی آٹھ آنے ہے

تمام دوائیں منگانے کا پتہ:- **منیجر ویسٹرن میڈیکل اسٹور جامع مسجد دہلی** (ٹیلیفون نمبر ٦٢٣٠)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اسعد بازار جامع مسجد۔ دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۰۔ تاریخ
۱۶ سال سے تبلیغ و اشاعت کیلئے
دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ [illegible]
اعلیٰ ایڈیشن [illegible] ارزاں ایڈیشن [illegible]
ممالک غیر سے
جس میں رہا بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

# حضرت مولینا اسمٰعیل شاہ شہید رح نمبر

# پیشوا دہلی

جلد ۱۸ | بابت محرم الحرام سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق فروری سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱

# شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

## تین نئی کتابیں

خدا کا شکر ہے کہ تین نئی کتابیں اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں اور تیار ہوگئیں۔

(۱) ترمذی شریف کامل اردو معہ شرح:۔ ۲۰×۲۶ کا بڑا سائز، اچھی لکھائی چھپائی، پیشوا کے ٹائٹل جیسا سفید چکنا کاغذ، ضخامت تقریباً نو سو صفحے۔ قیمت بلا جلد تین روپے آٹھ آنے، مجلد پارچہ تین روپے بارہ آنے، مجلد چرمی پشتہ چار روپے محصول [illegible]

(۲) بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری:۔ یعنی سرکار بغداد، پیر [illegible] فرزند رسول الثقلین، حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مکمل سیرت پاک، اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ، سائز ۲۲×۲۹/۱۶ ضخامت تقریباً تین سو صفحے قیمت ایک روپیہ۔ علاوہ محصول۔

(۳) اعجاز نما پارہ عم سورہ معہ مجربات و وظائف:۔ اچھی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ، جیبی سائز ضخامت دو سو صفحے۔ قیمت بلا جلد دس آنے، مجلد پارچہ بارہ آنے، چرمی پشتہ اعلیٰ ۱۴ [illegible]

یہ تینوں کتابیں عرصہ سے تیار رکھی تھیں، لیکن کاغذ کی گرانی اور خریداران کتب کی ناپیدی کی وجہ سے کاغذ نہ خریدا جا سکتا تھا۔ اس لئے [illegible] اشتہار دینے کے باوجود کتابیں تیار نہ ہو سکیں۔

[illegible] ان حضرات سے شرمندہ ہوں جنہوں نے کئی مہینے ہوئے اشتہار دیکھ کر فرمائشیں بھیجدی تھیں۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوس یہ ہے کہ وہ فرمائشی کارڈ دفتر کی صفائی کی وجہ سے ضائع ہوگئے

اس لئے جن بھائیوں نے ان تینوں کتابوں کو طلب کیا ہو، وہ اپنی فرمائش پھر بھیج دیں۔ مطلوبہ کتب فوراً ارسال کردی جائینگی۔

نیز قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ پیشوا کے رسول نمبر کے اخراجات کی اعانت کے لئے ان تینوں کتابوں کا خریدنا ضروری ہے۔ تاکہ رسول نمبر کے خرچ کے لئے ہزارہا روپے کی فراہمی میں آپ میرا ہاتھ بٹا سکیں۔

## پیشوا ٹرسٹ کے سپرد

گذشتہ اشاعت میں پیشوا کو ٹرسٹ کے سپرد کرنے کا اعلان پیشوا کے حلقہ میں بہت پسند کیا گیا، اور صدہا تعریفی خطوط آئے حضرت مولانا کشفی شاہ صاحب نے تفصیل طلب کی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسی اسکیم کسی بھائی نے پیش نہیں کی، جس سے مطمئن ہوکر میں ٹرسٹیوں کا اعلان کرتا، اور پیشوا معہ اپنے کتبخانہ کے ٹرسٹیوں کے سپرد کردیتا۔

اگرچہ بعض مقامی وکلا بھی اس سلسلہ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ تاہم جس وقت کوئی صحیح اسکیم میرے سامنے آئی۔ میں قوم کی امانت قوم کے سپرد کردونگا۔ کیونکہ اس کی بقا کا انتظام موجودہ حالات میں صرف ٹرسٹ ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔

## ایک لڑکے کی ضرورت

ایک غریب اور خوبصورت، صحیح النسل سید، بارہ سالہ لڑکے کی شادی کے لئے ضرورت ہے، جس کی صحت اچھی ہو میٹرک میں پڑھ رہا ہو، یا منشی فاضل کی تیاری کر رہا ہو، خوش [illegible]

نیک کردار ہو، دہلی میں رہتا ہوگا، بقیہ تعلیم کے مصارف وہ لوگ برداشت کریں گے جو اپنی سات سالہ بچی سے شادی کرنا چاہتے ہیں یو۔پی، بہار کے رشتہ کو ترجیح دی جائے گی، بعد فراغت تعلیم و سیکھ کاروبار کی نگرانی کی تربیت حاصل کرنے کے بعد کاروبار بلاحجود کے سپرد کر دیا جائے گا۔ خط و کتابت معہ فوٹو کے میری معرفت کی جائے گی۔ عاقبت کے مواخذہ کا خیال کر کے صحیح حالات لکھے جائیں۔

## رسول نمبر تیار ہے

خدا کا شکر ہے کہ توقع سے زیادہ کامیاب رسول نمبر مرتب ہوگیا۔ اس سال رسول نمبر کے دو حصے ہوں گے، ایک نظم کا حصہ ہوگا، دوسرا نثر کا۔

حصہ نثر کے جامع خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی ہیں جنہوں نے صدیوں کا غیر مسلموں کا وہ علمی قرضہ جو مسلمان قوم پر ادھار تھا نہایت خوبی سے ادا کیا ہے جبکہ عیار غیر مسلم ناواقف مسلمانوں کو مرتد بنانے میں دلیر تھے حضور سرور کائنات ﷺ کے قوانین پر جو اعتراضات آریوں، عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں نے آج تک کئے تھے، ان سب کے مدلل جوابات، ان ہی کی مذہبی کتابوں سے مدلل اور مسکت طریقے اس طرح دیئے ہیں کہ اب کسی مسلمان کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہی نہیں رہا۔ غرضکہ اس سال کا رسول نمبر اپنی معنوی افادیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ اشاعت کا محتاج ہے۔

حصہ نظم میں یو۔پی کے مشہور مداح رسول ﷺ حضرت محسن کاکوروی کی کلیات کا انتخاب ہے جس میں مختلف عنوانوں سے پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات آگئے ہیں۔ جگہ جگہ فٹ نوٹوں سے تشریح کی گئی ہے۔ اور ایک لاجواب نظم کا میلاد نامہ مرتب ہوگیا ہے۔ یہ میلاد نامہ منظوم جس وقت ترنم کے ساتھ مجالس میلاد میں پڑھا جائے گا تو ذوق اور وجد و کیف کا وہ عالم ہوگا کہ اس سے پہلے کبھی مجالس میلاد میں دیکھنے میں نہ آیا ہوگا۔ اس حصہ کو یو۔پی کے مشہور علم دوست حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی اور حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری پروفیسر سینٹ جانسن کالج آگرہ نے بے حد محنت اور تلاش سے مرتب فرمایا ہے۔

دنیائے شعر و ادب اور نعت حضور سرور کائنات میں جو درجہ لسان الحسان حضرت محسن کاکوروی کا ہے، وہ محتاج تبصرہ و تعارف نہیں ہے۔ اس سے بہترین اور اولین میلاد نامہ منظوم مجالس نعت میلاد کے لئے ایک لاجواب میلاد نامہ ہوگا، جو پہلی مرتبہ قارئین پیشوا کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ وہ گلدستہ نعت ہوگا کہ اس کی بھینی بھینی مہک سے عالم کون و مکاں معطر ہو جائے گا۔

اب رہ جاتا ہے ضخامت کا سوال، یہ چیز میرے بس کی نہیں ہے۔ میں اپنا کام پورا کر چکا، یہ انصرام پیشوا کے اصل مالکوں یعنی خریداران پیشوا میں سے ہر فرد کا فرض ہے وہ ہر ممکن ذریعہ سے میرا ہاتھ بٹائیں، تاکہ میں زیادہ سے زیادہ ضخیم شائع کر سکوں جس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) زیادہ سے زیادہ کلام الشسا اور کتابیں پیشوا کے منیجر صاحب سے طلب فرمائیں خصوصاً مذکورہ تین نئی کتابیں۔

(۲) پرانے رسول نمبر ایک روپے کے دس کے حساب سے کئی کئی اصحاب مل کر ریل کے ذریعہ طلب فرمائیں۔ اور ان کو محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کے واسطے نادار مسلمانوں اور غیر مسلموں میں مفت تقسیم کریں۔

(۳) ہر خریدار بھائی کم سے کم پانچ نئے خریداروں سے سالانہ قیمت وصول کر کے منیجر پیشوا دہلی کے نام جلد از جلد بھیج دیں۔

(۴) جن خریدار صاحبان کی میعاد خریداری ختم ہو رہی ہے اور وہ خدانخواستہ کسی شکایت یا کسی مجبوری کی وجہ سے سال آئندہ کے لئے خریدار نہ رہنا چاہیں، اگر ممکن ہو سکے تو اس سال کا بے مثل رسول نمبر حاصل کرنے کے لئے اپنی خریداری کے تعلق کو اس سال اور منقطع نہ کریں۔

(۵) جو خریدار بھائی میری درخواست کے باوجود بھی خریدار نہ رہنا چاہیں تو وہ صرف اتنی مہربانی کریں کہ ایک کارڈ کے ذریعہ منیجر پیشوا دہلی کو آج ہی اطلاع دیدیں کہ "سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں" اس کارڈ پر اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں کہ اس کے بغیر کارڈ لکھنا ہی بیکار ہے۔

اگر یہ کارڈ نہ لکھا گیا، تو حسب دستور قدیم سالانہ قیمت کی وصولی کے لئے ۲۵ صفر ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۴۲ء رسول نمبر کا وی پی دفتر سے ارسال کیا جائے گا جس کا وصول کرنا آپکا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے۔

۲۵۔صفر کو تقریباً دو ہزار وی۔پی ارسال ہوں گے۔ اگر ان میں سے ۲۵ فیصدی بھی واپس ہوئے، تو ہر وی۔پی کی واپسی پر ۴ر کا نقصان ہوگا۔ اور اس صورت میں سینکڑوں روپے پیشوا کے غریب دفتر کو نقصان پہنچ جائے گا، جو سال بھر میں بھی پورا

ہو گا۔

آپ کی شرافت اور دینداری اور عشق رسول پاک سے توقع نہیں کہ آپ وی۔ پی واپس کر کے سیرت رسول پاک کی توہین کریں گے، اور ایک حقیر رقم کو اپنے لئے آخرت میں لکھوانا پسند کریں گے۔ اس لئے یا تو فوراً ۲۰ صفر مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۴۲ تک منی آرڈر بھیج دیجئے۔ یا انکاری خط۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ ہمارا وی۔ پی کی اجازت دے رہے ہیں۔

## تین اور نئی کتابیں

۱۔ حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی کی تفسیر ترجمان القرآن (جو پیشوا میں شائع ہو رہا ہے) کی پہلی جلد (دس پارے) کی کتابت ختم ہو گئی ہے۔ بڑا سائز ۲۲×۲۹ رکھا گیا ہے ضخامت قریب چھ سو صفحے کے ہے۔ کاغذ چکنا ہو گا قیمت چار روپے مقرر کی گئی ہے

رسول نمبر کے بعد انشاء اللہ طباعت شروع ہو جائیگی جو بھائی اشاعت کلام اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہیں، وہ خرید کاغذ کے لئے پیشگی قیمت بھیج دیں۔ پیشگی قیمت بھیجنے والوں کے ساتھ ایک روپے کی رعایت ہو گی۔ یعنی وہ صرف تین روپے بھیجدیں، کیونکہ کاغذ خریدنا ہے، اور کاغذ کی قیمت روزانہ بڑھ رہی ہے، اس لئے روپیہ جلد فراہم ہونا چاہیئے۔ اس پہلی جلد کے بعد بقیہ دونوں جلدیں بھی جلد شائع ہوں گی۔ طباعت شروع ہونے پر ان بھائیوں کو جن کے ابتدائی فرمے کم ہیں بلا قیمت دوبارہ مطلوبہ صفحات روانہ کر دیئے جائیں گے۔

۲۔ تفسیر موضح القرآن مع ضروری شرح، حضرت علامہ شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کی تفسیر کی ضروری شرح حضرت مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی نے کی ہے، اور یہ بھی تیار ہے، رسول نمبر کے بعد انشاء اللہ جلد شائع ہو گی قیمت ابھی مقرر نہیں کی جا سکتی۔

۳۔ احکام القرآن :- کلام اللہ کے احکام، ترجمہ، شرح ... میں کوئی کتاب نہ تھی، جس سے مسلمان احکام قرآنی ... اور ان کے فوائد سے واقفیت حاصل کرتے خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا، اور میں نے یہ کتاب تیار کرائی ہے۔

احکام القرآن کا سائز ۲۰×۲۶ ہے۔ ضخامت ساڑھے سات سو صفحے ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی ہے۔ قیمت ساڑھے تین روپیہ مقرر ہے، اس کی کتابت ختم ہو چکی ہے، طباعت کاغذ کی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ رسول نمبر کے بعد اس کی طباعت شروع کروں گا۔

جو بھائی احکام القرآن کی طباعت میں شریک ہونا چاہیں ان کے لئے ایک روپے کی رعایت کی جائے گی، یعنی وہ ساڑھے تین روپیہ کی بجائے ڈھائی روپے منی آرڈر کے ذریعہ آج ہی بھیج دیں۔ انشاء اللہ رسول نمبر کے بعد کتاب ان کے پاس پہنچ جائیگی

قیمتوں کی یہ رعایتیں صرف اس لئے ہیں کہ مجھے کاغذ خریدنے کے لئے روپے کی ضرورت ہے، جونہی یہ ضرورت ختم ہوئی رعایت بھی ختم سمجھ لیجئے، اور اس کے بعد منی آرڈر واپس کر دیئے جائیں گے

یہ دونوں کتابیں اتنی اہم ہیں کہ آپ ان کو خریدنے پر مجبور ہیں۔ پس پہلے ہی قیمت بھیج دیجئے۔ تاکہ دونوں کتابوں میں دو روپے کی بچت بھی ہو جائے۔ اور اشاعت میں شرکت کا ثواب بھی مفت میں مل جائے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ روپیہ بھیجنے میں تساہل برتیں، اور کاغذ کے لئے جتنے روپے کی ضرورت ہے، وہ پوری ہو جائے اور دفتر پھر آپ کی مرسلہ رقم واپس کرے، اور آپ دین کی اس سب سے بڑی سعادت اور اہم رعایت سے محروم رہیں۔

## قیمتوں میں اضافہ

چونکہ کاغذ پر بعض حالتوں میں ایک سو ساٹھ فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے، اور کاغذ تقریباً ناپید ہو رہا ہے، اس لئے مجبوراً یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۱ صفر سے یعنی آج سے ایک مہینے کے بعد حسب ذیل کتابوں اور کلام اللہ کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔

(۱) اسلامی تعلیم :- تین روپے کی بجائے چار روپے۔

(۲) غریبوں کا سستا قرآن، آٹھ آنے کی بجائے دس آنے۔

(۳) اعجاز نما قرآن شریف، ڈیڑھ روپے کی بجائے پونے دو روپے

(۴) تجرید بخاری شریف، ایک روپیہ کی بجائے سوا روپیہ۔

(۵) مسلم شریف دو روپے کی بجائے ڈھائی روپے۔

(۶) مشکوٰۃ شریف (قدیم ایڈیشن) تین روپے کی بجائے ساڑھے تین روپے۔ (بے جلد)

(۷) مشکوٰۃ شریف (جدید ایڈیشن) چار روپے کی بجائے ساڑھے چار روپے۔ (بلا جلد)

(۸) معلومات قرآن، بارہ آنے کی بجائے ایک روپیہ۔

(۹) انتخاب صحاح ستہ بارہ آنے کی بجائے ایک روپیہ۔

(۱۰) خلفائے راشدین ڈیڑھ روپے کی بجائے پونے دو روپے۔

(۱۱) سیدہ فاطمہ کا لال، ڈیڑھ روپیہ کی بجائے پونے دو روپیہ۔

(۱۴) کربلا کے بعد ڈیڑھ روپے کی بجائے پونے دو روپے۔
اس مہینہ جو بھائی مذکورہ کتب منگوالیں گے، ان کو سابقہ قیمتوں پر ملیں گی، اور ۱۶ صفر مطابق ۱۵ مارچ سنہ ء سے مذکورہ کتب کی قیمتوں پر مندرجہ بالا اضافہ ہو جائے گا۔ لہٰذا اس ایک مہینہ کی مدت سے جو بھائی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، وہ اٹھالیں۔ اس لئے کہ مذکورہ کتابیں اسٹاک میں کچھ زیادہ نہیں ہیں، اور جب تک جنگ ختم نہ ہو جائے، دوبارہ چھپنے کی توقع نہیں۔

## غازی اسمٰعیل شہید نمبر

محرم کا پیشوا مجاہد اسلام غازی اسمٰعیل شہید کے تذکار اور خدمات کی یاد میں شائع کیا جا رہا ہے، حضرت مولانا کے اکثر عقائد سے اہل سنت والجماعت کو اختلاف ہے، میرا مسلک اہل سنت والجماعت ہے، اور میں وہابی عقائد کا شدید مخالف ہوں لیکن حضرت مولانا کی مجاہدانہ خدمات اسلام سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور انہیں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے یہ نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔
امید ہے کہ قارئین کرام اس نمبر کو پڑھ کر خوش ہوں گے اور حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب کی محنت، تلاش، اور کاوش کی داد دیں گے، کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

## سال گذشتہ پر ایک نظر 11

مسلمانوں کا نیا سال محرم سے شروع ہوتا ہے، اور اس جلد کے شروع ہونے پر پیشوا کی سترھویں جلد کا خاتمہ ہوتا ہے اس لئے میں گذشتہ سال کا محاسبہ کرنا چاہتا ہوں۔
سال گذشتہ میں نے بہت سے مشاہیر کے ناموں پر خاص نمبر نکالنے کا اعلان کیا تھا، لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے بہت سے نمبر شائع نہ ہو سکے، وجہ، میری مصروفیت، آپ کی غفلت، میری مصروفیت کی کیفیت یہ ہے کہ اس بڑھاپے میں جبکہ ایک دن سال کی عمر ہو چکی ہے، چار بجے اٹھتا ہوں، اور نو بجے سوتا ہوں، وقت کا بڑا حصہ پیشوا کی ترتیب مضامین کی اصلاح، کاپیوں کے پڑھنے میں صرف ہوتا ہے، نئی کتابوں کے مسودات، ان کی کاپیاں، پروف پڑھنا، اور چھپائی کے انتظامات، اسی میں دہلی اور بیرون دہلی کے ملاقاتیوں سے ملاقات کرنا، اور ایک ہفتہ وار اخبار (حریت) کے لئے مضامین لکھنے، کاپیاں پڑھنا، طباعت اور اشاعت کے انتظامات کی ذمہ داریاں۔
ان مصروفیات پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ خانگی زندگی اتنی پُر شور ہے کہ اس کی وجہ سے ایک لمحہ کا سکون میسر نہیں، اور اس پر مرے کو ماریں شاہ مدار والی ضرب المثل صادق آتی ہے کہ کساد بازاری کی وجہ سے کتابوں کی فروخت کم ہوتی ہے۔ اور اس طرح پیشوا جو پہلے ہی نقصان سے چل رہا ہے، اور اس کے نقصان کو پورا کرنے کا سہارا فروخت کتب ہیں، جب وہ سہارا بھی آپ کی غفلت سے ٹوٹ جائے، تو فرمایئے میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں؟
یہی وجہ ہے کہ میں جو پروگرام سال آئندہ کے پیش کرتا ہوں، اس پر پوری طرح عمل نہیں کر سکتا، میں اپنی ذمہ داریوں کو حتی الامکان پورا کرنے کی سعی کرتا ہوں، لیکن آپ حضرات اپنی ذمہ داریوں کی مطلق پروا نہیں کرتے، اگر آپ چوبیس گھنٹوں میں سے صرف پاؤ گھنٹہ بھی پیشوا کے لئے نئے خریدار فراہم کرنے اور کتابوں کے لئے خریدار تلاش کرنے میں صرف کر دیں، تو یقین کیجئے کہ پیشوا ہر لمحہ نیا قدم ترقی کی جانب اٹھانے کیلئے تیار ہے
سال آئندہ کے لئے ارمان تو بہت ہیں، لیکن میرے دلی ارمانوں کے پورا ہونے کا بہت کچھ انحصار آپ پر ہے، آپ میں اگر قوت عمل پیدا ہو گی، تو میں بھی بوڑھی ہڈیوں کو پیلنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا۔ آپ اگر چھوٹیاں چھوٹیاں کرکے تلاب بھرنا چاہیں گے۔ تو میں چونکہ

ترکردہ بہ آب میخوردمی گذرد

پر عامل ہوں، اس پانی سے آپ ہی کے پرچہ کی آبیاری کروں گا۔
میں اس بڑھاپے اور کثیر مصروفیت کے باوجود اس سے زیادہ محنت کرنے کے لئے حاضر ہوں، لیکن روپے کا فراہم کرنا میرے امکان سے باہر ہے، آپ جتنا گڑ ڈالیں گے، اتنا ہی میٹھا ہوگا۔
میں ایک مزدور ہوں، اور مزدوروں کی طرح میں نے اپنی زندگی گذاری ہے، اور مزدوروں کی طرح بقیہ زندگی بھی گذارنا چاہتا ہوں، اور زیادہ سے زیادہ محنت کرکے طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا کر بھی نہیں بھاگنا چاہتا، لیکن وہ کثیر نقصان جو میں فروخت کتب کے ذریعہ پورا کیا کرتا تھا، کتابیں فروخت نہ ہونے کی صورت میں کہاں سے لاؤں؟ اور دو دو روپے کی لاگت کا پرچہ (ارزاں ایڈیشن) کب تک، کاغذ کی اس ہوشربا گرانی کی موجودگی میں بغیر آپ کی امداد کے شائع کئے جاؤں؟ آپ کی امداد کے دو ہی ذریعہ ہیں، نئے خریدار فراہم کرنے، جن کا روپیہ آئے تو گاڑی کا پہیہ چلے، اور چونکہ وہ نئے خریدار ہوں گے، اس لئے اس نئے حلقہ میں کتابوں کی فروخت کے لئے بھی کافی گنجائش نکلے گی۔

امید ہے کہ آپ نے میری گذارش پر غور کر لیا ہوگا۔ اور آپ میں سے ہر بھائی میری مشکلات کو کم کرنے کی اتنی ہی کوشش کرے گا، جتنی کہ اپنی ذاتی پریشانیوں کو کم کرنے کے لئے کرتا ہے۔

جانتا ہوں کساد بازاری ہے، جنگ کا زمانہ ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھتا ہوں کہ تفریح گاہیں آباد ہیں، سینما کی رونق اسی طرح ہے، اور یہ سب مسلمانوں ہی کے دم سے ہے، پھر کیا مذہب کے لئے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان کا تو اوڑھنا بچھونا مذہب ہے۔ وہ تو جینا مذہب ہی کے لئے اور مرنا بھی مذہب ہی کے لئے ہے۔

## اسلامی پرسنل لا اور ضابطۂ فوجداری

دسمبر کے آخری ہفتہ میں کلکتہ ہائی کورٹ نے ایک اہم مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے جس نے محکوم ہندوستان کے غلام مسلمانوں کی مذہبی بیکسی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے، اور اس مقدمہ کے فیصلہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو آزادی کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے، تاکہ اسلامی پرسنل لا اور ضابطۂ فوجداری کے ٹکراؤ سے جو صورت پیدا ہو رہی ہے اس کا انسداد ہندوستان میں جلد از جلد ہو سکے کیونکہ سوراج کی حکومت میں مسلمانوں کے پرسنل لا میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اس جگر خراش واقعہ کی حقیقت یہ ہے:۔

۲۰ مئی ۱۹۳۲ء کو برلن میں ایک روسی خاتون کی شادی یوجین ٹن سکو سے ہوئی۔ روسی خاتون ۱۹۳۸ء میں کلکتہ آئیں اور مسلمان ہو گئیں، ان کا اسلامی نام نور جہاں رکھا گیا، انہوں نے اپنے خاوند کو جو آج کل آسٹریا میں ہیں، تار دیا کہ اگر تم میرے ساتھ تعلقات زوجیت قائم رکھنا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ کیونکہ غیر مسلم مرد کی زوجیت میں مسلمان خاتون شرعاً نہیں رہ سکتی، اس تار کے جواب میں یوجین ٹن سکو نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، اور نور جہاں بیگم نے فسخ نکاح کا دعوی ہائیکورٹ کلکتہ میں دائر کر دیا۔

جسٹس ایڈگلے نے مدعیہ کے خلاف فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوستان میں قانون محمدی کی حکومت نہیں، بلکہ انگریزی قانون نافذ العمل ہے۔ قانون محمدی اسلامی ممالک کے لئے ہوگا، جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے، ہندوستان میں تو انگلستان کی حکومت ہے، اور اسی کا قانون شادی بیاہ کے معاملات پر نافذ ہوگا۔"

اس فیصلہ کے نتائج حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ایک مسلمان عورت غیر مسلم مرد کی زوجیت میں رہنے پر مجبور ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ انفرادی پاکبازی کوئی معنی نہیں رکھتی، بلکہ انگریزی قانون کی رو سے ایک مسلمان خاتون حرام کاری پر مجبور ہے۔

۲۔ ہندوستان کے تمام مسلمان سراسر غیر اسلامی زندگی گذار رہے ہیں، کیونکہ انگریزی قانون ان کے شرعی معاملات میں دخل دے رہا ہے۔

جس وقت شاہ عالم نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اختیارات تفویض کئے تھے تو یہ معاہدہ ہوا تھا کہ "مسلمانوں کے مذہبی معاملات شریعت اسلام کے مطابق طے ہوں گے" لیکن چونکہ اس معاہدہ کی پشت پر طاقت نہ تھی، اس لئے نہ صرف یہ کہ یہ معاہدہ کاغذ کے ردی پرزے کی طرح ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا بلکہ ملکہ قیصر ہند کے اعلان مذہبی آزادی کا بھی مفہوم بدل گیا۔

ان نتائج پر غور کرنے کے لئے غیرت دینی، حمیت اسلامی کی ضرورت تھی، لیکن پورے پندرہ روز گذرنے کے بعد صرف تین مسلمان اخبارات نے اس اہم فیصلہ پر اظہار رائے کیا ہے جس نے مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ تینوں اخبارات مسلم لیگی نہیں ہیں، بلکہ کانگریسی (مسلمان لاہور، مدینہ بجنور، زمزم لاہور) ہیں، مسلم لیگ کے اخباروں کی قلم اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی زبان پر فالج گر گیا تھا، وہ گونگے اور بہرے تھے کہ اسلامی پرسنل لا کی تباہی ۳۳
پر ان سے دو آنسو بھی نہ گرائے گئے۔

جسٹس ایڈگلے نے جو رائے اپنے فیصلہ میں لکھی ہے، اس پر بے نتیجہ تبصرہ کرنے کی بجائے فوراً قانون کے اس سقم کو دور کرانے کے لئے اسمبلی میں ایسا قانون بنوایا جائے کہ کوئی مسلمان عورت کسی غیر مسلم کی زوجیت میں نہ رہ سکے۔ اور انگریزی قانون کے ذریعہ اس متقی مسلمان عورت کو حرام کاری کی زندگی گذارنے پر مجبور نہ کیا جا سکے۔

میں کہہ نہیں سکتا کہ جب میں نے اس فیصلہ کو اور جسٹس ایڈگلے کے تبصرہ کو پڑھا ہے، میرے قلب کی کیا کیفیت ہے۔ خدا کے بندو! ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھو اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو سامنے رکھ کر اس شریف، غیور، روسی نو مسلمہ (نور جہاں) کی مصیبت پر نامردوں اور بزدلوں کی طرح رو لو کہ تم آج اس غیور نو مسلمہ کی مصیبت دور نہیں کر سکتے، اور وہ مجبور ہے کہ قانون کے ماتحت حرام کاری کی جہنمی زندگی بسر کرے۔

اگر تمہارے لیڈروں میں ہندوؤں کی طرح خلوص ہوتا تو آج اس قسم کے قوانین بن چکے ہوتے کہ کوئی غیر مسلم مرد اپنی زوجیت میں کسی مسلمان عورت کو رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

کہنے کو تو اسلام کی حفاظت کا واحد اجارہ مسلم لیگ نے اپنے نام لکھوا لیا ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان پر جان دینے والے لیگ کے قائد اعظم مسلمان خواتین کی اس سب سے بڑی مصیبت کو رفع کرنے کے لئے اسمبلی کے اجلاس دہلی میں کیا قدم اٹھاتے ہیں۔ کافر کانگریسی ممبر بھی نہ ہوں گے، اس لئے اسمبلی پاکستان ہی بنا ہوگی۔

## عید پر فسادات

افسوس ہے کہ یو۔پی (رڑکی) بہار (مظفر پور) میں عید الضحیٰ پر ہندو مسلم فساد ہو گیا، رڑکی میں تو گائے کا گوشت لے جانے پر مہاسبھائی ہندوؤں نے فساد کیا، اور مظفر پور میں نفس قربانی پر فساد کیا گیا۔ پولیس نے گولی چلائی، متعدد ہندو و مسلمان ہلاک اور زخمی ہوئے، اور گرفتاریاں شروع ہو گئیں، ہندوؤں کا بیان ہے کہ رڑکی میں اس راستے سے گوشت کبھی نہیں آیا، اور مظفر پور میں ہندو جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔

بالعموم عید پر فساد کرنے کے لئے یہی دو حیلے تراشے جاتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ روزانہ نوج کے لئے گائے ذبح ہوتی ہے لیکن ہندوؤں نے آج تک فوج کے گوشت پر کبھی فساد نہیں کیا، مفسدوں کا صرف عید کے روز اور وہ بھی ان مقامات پر جہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہے، نام نہاد مذہبی جوش کا جنون کی حد تک پہنچ جانا بتا رہا ہے کہ گڑ گندہ بن کے لئے بہانے تراشے جاتے ہیں، اور اس طریقہ سے مسلم اقلیت پر ہندو راج کی ہیبت بٹھلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس قسم کے فسادات کی ذمہ داری اس ذہنیت پر بھی ہے جو مسٹر ساورکر، مونجے، اینڈ کمپنی اپنی مجنونانہ تقریروں کے ذریعہ پھیلاتے ہیں، اور ہندو راج کا خواب پریشاں دکھا کر جاہل ہندوؤں کو فساد پر آمادہ کرتے ہیں۔

کتنے اندھیر کی بات ہے کہ ایک جانور کے تحفظ کے نام پر انسانوں کا خون مذہب کو بدنام کرنے کے لئے بہایا جاتا ہے، اور ایک بھی ہندو (لیڈر) ایک بھی ہندو اخبار میں جرأت نہیں ہے کہ مفسدوں اور انسانی خون سے ہولی کھیلنے والوں کی ان خونی سرگرمیوں کے خلاف آواز بلند کر سکے، کیا اسی کا نام ایمانداری ہے؟ کیا اسی کا نام نیشنلزم ہے؟ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بہرے اور گونگے ذمہ دار ہندو لیڈر اس قسم کے فرقہ وارانہ فساد کو پسند کرتے ہیں؟ کیا ہندوستان کے علاوہ دنیا کے کسی ملک میں بھی جانوروں کی حفاظت کے بہانے انسانوں کا خون بہانے کا بزدلانہ فعل سرزد ہوتا ہے؟

کیا ہندو مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پسند کریں گے کہ "چونکہ مندروں میں بت پرستی ہوتی ہے، اور بت پرستی سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں، اس لئے بت پرستی یا اس کے مظاہر بند کئے جائیں۔" فرمایئے کتنے ہندو ہیں جو مسلمانوں کے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہوں گے۔ اور اگر مسلمان ہندوؤں کے گائے کی قربانی رد کرنے کے جواب میں یہ تحریک شروع کر دیں تو پھر اس غلام ملک میں کبھی ہندوستان کی آزادی کا خواب بھی دیکھا جا سکتا؟

ہندوستان ایک براعظم ہے، اور اس کے ہر فرزند کو اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی دل شکنی کئے بغیر عبادت اور ہر رسم مذہبی کو ادا کرنے کا حق ہے۔ ہر ہندوستانی کو آپس میں رواداری اور محبت سے رہنا چاہیئے، اور جب تک یہ نہ ہوگا، ہندوستان میں نہ امن ہوگا نہ اتحاد، اور اسی کے ساتھ ہندوستان آزادی کی نعمت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا۔

## آہ پیارے لال شرما

پنڈت پیارے لال شرما میرٹھ کے ایک کامیاب وکیل اور سچے کانگریسی رہنما تھے، جو یو۔پی میں وزیر تعلیم رہ چکے تھے، اور مرکزی اسمبلی کے ممبر تھے، وہ کانگریس کے ان صف اول کے لیڈروں میں تھے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں ہندو مسلم سوال کو ایک منٹ کے لئے بھی اپنے سامنے نہیں آنے دیا۔ وہ ایثار و قربانی کا لافانی مجسمہ تھے وہ اعزاز حاصل کرنے میں سب سے پیچھے اور قربانی کے وقت سب سے آگے رہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ باوجود پیری اور بیماری کے انہوں نے ستیہ گرہ کیا، جب جیل میں بیماری نے زور پکڑا، بلا شرط رہا ہوئے اور دہلی میں دو ہفتہ شدید کرب و بے چینی میں گذار کر پرلوک سدھارے۔

خداوند کریم ان کی روح کو شانتی دے، اور ان کے متعلقین کو صبر عطا فرمائے، اور کانگریس کو ان کا نعم البدل ملے، جس کی اس فرقہ پرستی کے دور میں توقع نہیں کی جا سکتی۔

## حضرت علامہ آزاد کی سزا یابی

صوبائی حکومتوں میں کانگریسیوں کے مقدمات جس مختلف طریقہ سے فیصل ہو رہے ہیں، اور جس طرح ایک ہی قانون کے ماتحت دلچسپ اور مختلف سزائیں دی جا رہی ہیں، اسی طرح ہر صوبہ کی جیلوں میں بھی جداگانہ سلوک ہو رہا ہے، اور ہر مجسٹریٹ جس عجیب و غریب طریقہ سے سزائیں دے کر ان محبان وطن کے لئے جیل خانوں میں درجہ بندی کر رہا ہے، اس پر آنے والا مورخ ہی لکھے گا، جس کا قلم آزاد ہوگا۔

صوبہ سرحد میں کوئی گرفتاری نہیں کی جاتی۔ بنگال میں احتیاطاً عمل جاری ہے۔ پنجاب میں کانگریسیوں اور احراریوں کی سزاؤں اور درجہ بندی میں امتیاز ہے۔ یو۔ پی میں سزائیں سخت اور اکثر درجہ چہارم توہین آمیز ہیں۔ مدراس۔ سی۔ پی اور بمبئی میں سزائیں کم اور سلوک شریفانہ ہے۔

اس کے برعکس ہزارہا اطالوی جنگی قیدی ہندوستان لائے گئے ہیں، جن کے ساتھ یکساں سلوک ہے، اور ان کے ایک معمولی سپاہی پر اتنا خرچ کیا جا رہا ہے، جتنا صوبجاتی حکومتوں کے چیف منسٹروں پر بھی جیل میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ اطالوی درندوں کی آسائش کا خیال حکومت کو ان محبان وطن سے زیادہ ہے جو جیل سے باہر آسائش کی زندگی گذار رہے تھے، اور حکومت کی اونچی کرسیوں پر بیٹھتے تھے، اور جن میں سے کسی نے نہ کسی شہر پر بمباری کی، نہ بے گناہوں کے خون میں ہاتھ رنگے، نہ کسی کی آزادی سلب کی، نہ کسی پر ہاتھ اٹھایا۔ بلکہ ہندوستان کی آزادی کے اعلان کے مطالبہ پر ہر قسم کی اعانت دینے کا وعدہ کیا۔

اگرچہ اس ہنگامہ دار و گیر میں ۸۔ اگست کی پیشکش حکام کی جانب سے اور پونا کی پیشکش کانگریس کی جانب سے قائم رہی، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبروں نے بھی سمجھوتہ کی خواہش کا پیغام بھیجا۔ اور ہندوستان میں لبرل لیڈروں نے کانگریس اور حکومت میں سمجھوتہ کے لئے پیروڈی بھی شروع کی، اور سردار سنت سنگھ ممبر اسمبلی نے ایک معقول تجویز گول میز کانفرنس طلب کرنے کے لئے اسمبلی کے اجلاس دہلی میں پیش کرنے کا نوٹس دیا۔ اور ضرورت سے زیادہ امید پسند حضرات نے حضرت علامہ ابوالکلام آزاد کی لاہور اور دہلی کی تقریروں میں سمجھوتہ کی جھلک بھی دیکھی۔

لیکن ۳ جنوری سلکۂ کو الہ آباد میں سوا پانچ بجے صبح اس پیکر حریت و استقلال، اس مجسمہ تدبر و تفکر اور ایثار و قربانی کو جو بین الاقوامی پوزیشن کا مالک ہے۔ اور جس نے صلح کے دروازہ کو بار بار دستک دی۔ ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۳۸ کے ماتحت ایک تقریر کے مواخذہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور ڈیڑھ سال قید سخت کی سزا دی۔ اور اس طرح کانگریس اور حکومت میں سمجھوتہ کا آخری دروازہ بھی حکومت کی ناعاقبت اندیشی سے بند ہو گیا کیونکہ مہاتما گاندھی کے انچارج ستیہ گرہ ہونے کے باوجود سمجھوتہ کی گفتگو صرف صدر کانگریس ہی سے ہو سکتی ہے، اور وہ آہنی سلاخوں میں بند ہو گئے، جن کی حکومت ہندوستان کے ہر محب وطن کے دل پر ہے۔

بہر حال حضرت علامہ آزاد کی گرفتاری پر کوئی شخص بجز مسٹر جینا اور مولانا ظفر علی خاں کے علاوہ حکومت کو مبارکباد نہیں دے سکتا، اور نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت کے اس غلط قدم کا انجام کیا ہوگا۔

سردست تو صلح کا دروازہ بند ہے، اور زیادہ سے زیادہ گرفتاریوں کی توقع ہے۔

اگر لارڈ لنلتھگو جو اپنی ذاتی حیثیت سے نہایت ہمدرد اور شریف انسان ہیں، چاہیں تو اب بھی وہ تحریک کو آگے بڑھنے سے روک سکتے ہیں، لیکن سردست توقع نہیں ہے کہ وہ تدبر اور دور اندیشی سے کوئی ایسا قدم اٹھائیں کہ ستیہ گرہ کی ضرورت ہی نہ رہے۔ حالانکہ گرفتاریوں اور نظربندیوں سے آزادی کی تحریک آگے بڑھ رہی ہے

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

## رسول نمبر سنہ ۶۰ھ کی مختصر فہرست مضامین

چونکہ اس سال کا رسول نمبر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور بہت ہی محنت سے خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر شاہ صاحب ندوی نے مرتب فرمایا ہے، اس لئے بہت ہی مختصر فہرست مضامین درج کی جاتی ہے کہ قارئین کرام کو معلوم ہو جائے کہ کن کن اہم عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

یہ فہرست صرف حصہ نثر کی ہے۔ حصہ دوم منظوم میلاد نامہ ہوگا، اور وہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا ہے، اس لئے اس کی فہرست مضامین درج نہیں کی جا سکی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تمہید

(از حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی)

من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
وحسن اولئک رفیقا

سنت الٰہی یہ ہے کہ ہر نبی اپنے ساتھیوں اور تربیت یافتہ یاروں کی ایک جماعت اپنی امت میں چھوڑ جاتا ہے۔ یہ جماعت حواری یا اصحاب کے لقب سے ملقب ہوتی ہے، اور در حقیقت نبوت کی سب سے پہلی تعلیم یافتہ جماعت ہوتی ہے۔

یہ لوگ نبی کی سنت کو قائم رکھتے اور ٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتے ہیں یعنی شریعت الٰہی کو جس حال اور جس شکل میں نبی چھوڑ گیا ہے، اس کو بعینہ محفوظ رکھتے ہیں اور اس میں ذرہ بھر فرق نہیں آنے دیتے۔ لیکن ان کے بعد بدع اور فتن کا دور آتا ہے اور ایسے لوگ پیدا ہونے لگتے ہیں جو اسوۂ نبوت سے منحرف ہو جاتے ہیں ان کا فعل ان کے دعوے کے خلاف ہوتا ہے اور ان کے کام ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے شریعت نے حکم نہیں دیا ہے۔

ایسے لوگوں کے خلاف جس کسی نے قیام حق و سنت کی راہ میں اپنے ہاتھ سے کام لیا وہ مومن ہے۔ جو ایسا نہ کر سکا اور زبان سے کام لیا وہ بھی مومن ہے، جس سے جہاد لسانی بھی نہ ہو سکا صرف دل کے اعتقاد اور نیت کے ثبات کو ان کے خلاف کام میں لایا وہ بھی مومن ہے، لیکن اس آخری درجہ کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس درجہ کے بعد رائی برابر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ایک حدیث ہے جس میں ایمان کے تین درجہ بتائے گئے ہیں، پہلا درجہ اصحاب عزیمت کا، دوسرا درجہ اصحاب رخص کا، اور تیسرا درجہ ضعفاء طریق کا، اس آخری درجہ پر ایمان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے اس حدیث کی تشریح ان الفاظ میں کی جا سکتی ہے کہ "علم و عمل کے میدان میں ایک درجہ عزیمت کا ہے، ایک درجہ رخصت کا، اور ایک درجہ ضعف و انحطاط کا: اس تقسیم کا سب سے بڑا میدان عمل مقام دعوت و تبلیغ حق ہے کہ اسی وادی فصل اور عقبۂ آزمائش میں اصحاب طریق کے ادبار و اقدام کا فیصلہ ہوتا اور مدارج ایمانیہ و مراتب علمیہ و عملیہ کے جوہر فضیلت و امتیازات ثابت ہوتے ہیں۔ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم (تم میں جو ایمان لائے ہیں اور علم) والذین اوتوا العلم درجات (کی دولت پا چکے ہیں خدا ان کے درجات بلند کرے گا۔)

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بسے
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

درمیانِ رہ نرسد دعویٔ توحید — منزل گہہ مردانِ موحد سرِ دار است

سنت الٰہیہ اپنی عادت جاریہ کے مطابق قیام حق و دفع باطل کے لئے سرگرم انبعاث و ظہور ہوتی ہے۔ اور توفیق الٰہی اپنے کسی اسیح و اکمل بندہ کے قلب کو عزیمت و دعوت کے لئے انشرح کر دیتی ہے اور اس کے قدم کو طریق منہاج نبوت پر ثابت و مستقیم فرما دیتی ہے۔ صاحب عزیمت دعوت اپنے عہد کے تمام ارباب علم و نظر سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے"۔

تاریخ شاہد ہے کہ عہد ظہور اصلاح و دعوت میں ایک طرف ہزارہا علماء و ارباب زہد و طاعت موجود اور سرگرم کار رہتے ہیں اور دوسری جانب درسگاہیں معمور۔ ذکر و اذکار الٰہی کی محفلیں برپا اور مجاہدات و ریاضات کے حلقے قائم ہوتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی فتنہ و فساد ہر طرف سے محیط نور حق و صداقت مستور و محجوب۔ بدعات و محدثات کی گرم بازاری، منکرات و سیآت کی مقبولیت عام ہوتی ہے۔ ایسے ہی زمانہ میں، اللہ تعالیٰ کسی ایک بندہ کو مقام عزیمت دعوت کے فتح باب کی توفیق دیتا ہے۔

مولانا ابو الکلام صاحب آزاد اپنے "تذکرہ" میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

> "عہد اوائل بنو امیہ میں کہ ابھی ہجرت کی پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی، کتنی بڑی جماعت اجلۂ صحابہ کرام اور ارکان بیت نبوت و بقیہ صالحہ خیر القرون کی موجود تھی اور کون ہے جو ان کی عظمت و شرف میں ایک لمحہ کے لئے بھی شک کر سکے لیکن بدع و محدثات بنو امیہ کے مقابلہ میں سرفروشانہ اقدام عزیمت فتح باب مقاومت اور ثبات فی الحق والعدل کا جو

ایک مخصوص مقام تھا وہ بجز حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور کسی کے حصہ میں نہیں آیا۔ عبد الملک بن مروان کا زمانہ اجلہ تابعین۔ حفاظ سنت اور علوم نبویہ سے معمور تھا لیکن اتباع سنت و قیام حق کی راہ میں سو درّوں کی ضرب سزا سہنا اور برداشت کرنے کے لئے صرف سید التابعین حضرت سعید بن المسیب ہی تھے۔[1]

پھر جب حکومت عباسیہ کا دور آیا تو عہد منصور عباسی میں کون کہہ سکتا ہے کہ اصحاب علم و فن کا کال تھا۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ شاہان جور کے مقابلہ میں ثبات حق و استقامت کا جو مقام عزیمت تھا، اس کے مرد میدان حضرت امام مالکؒ بن انس کے سوا کون تھا جس نے حکومت کی تکالیف اور زیادتیوں کو برداشت کیا ہو اور صبر کیا ہو۔ آپ کی مشکیں اس زور سے کسی گئیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ ستر کوڑوں کی ضربیں آپ کے جسم اقدس پر پڑ رہی تھیں اور آپ خوش تھے۔ پھر آپ کو شہر میں تذلیل کے لئے اونٹ پر سوار کرا کر پھرایا گیا۔ آپ اونٹ پر گشت کرتے اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرماتے جاتے تھے: "جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ہوں مالک۔ انس کا ۱۸ بیٹا، اور اس مسئلہ کا اعلان کرتا ہوں جس مسئلہ کے بیان سے روکا جا رہا ہوں"۔ سبحان اللہ یہی مقام عزیمت کبریٰ کی شاہی فرمانروائی تھی جس کے آگے دنیا کی حکومتیں پرِ مگس کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں، اور یہی وہ ہیبت ربانی اور جلالت روحانی تھی جسے دیکھ کر حضرت سفیان ثوریؒ بے اختیار پکار اٹھے "وہ (یعنی مقام عزیمت کے فرماں روا یا امام مالکؒ) بارعب ہیں حالانکہ بادشاہ نہیں"۔[1]

سنہ ۱۴۶ھ میں اسی عباسی خلیفہ منصور نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو جن کے علم و اجتہاد اور تقدس و ورع کی شہرت اطراف عالم میں جا جا کے گونج رہی تھی) قاضی القضات بنانا چاہا۔ اسی خیال سے اس نے آپ کو دار الخلافہ میں طلب کیا اور آپ کی خدمت میں یہ منصب پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کے قبول سے انکار کیا، کیونکہ آپ سفاح و منصور کی سفاکیوں اور ظالمانہ برتاؤ والے کو خلیفہ ہی نہیں سمجھتے تھے۔ آپ تو ایسی خلافت کے متمنی تھے جو منہاج نبوت پر قائم ہوتی۔ آپ کی آنکھیں ایسی امارت کی تلاش میں تھیں جو خلافت راشدہ کے عہد سے اب تک بیس سال

تک قائم رہی تھی، جبکہ عالم اسلامیہ کا ایک ایک گوشہ غلغلہ عدالت سے گونج رہا تھا۔ اور خدا کی زمین امن و انصاف کا مامن بنی ہوئی تھی۔ مگر آپ کے سامنے اس کے مقابلہ میں ظلم و تشدد کا دور تھا غرض کہ آپ نے منصب قضاۃ سے انکار کر دیا۔ منصور عباسی نے قسم کھا کر کہا کہ آپ کو یہ منصب قبول کرنا پڑے گا۔ امام اعظمؒ نے بھی قسم کھا کر کہا کہ میں ہرگز اس کو قبول نہ کروں گا۔ امام صاحب کی اس جرأت پر سارا دربار محو حیرت رہ گیا۔ ربیع بن یونس حاجب دربار نے آپ سے کہا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ امیر المومنین کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہیں۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ امیر المومنین کے لئے کفارہ ادا کرنا میری نسبت زیادہ آسان ہے۔ آخر خلیفہ منصور نے جلکر آپ کو قید کئے جانے کا حکم دے دیا۔[2] قیدخانہ میں آپ پر بڑی سختیاں کی گئیں یہاں تک کہ قیدخانہ ہی میں علم و عرفاں کا یہ نیر اعظم رحمت الٰہی کے شفق میں غروب ہو گیا۔ امام ہمام کے لئے یہ پہلا ہی واقعہ نہ تھا۔ اس سے پہلے مروان بن محمد اموی کے عہد میں ابن ہبیرہ عامل عراق نے بھی قضاۃ کے عہدہ کو مسترد کر دینے پر امام صاحبؒ کو کوفہ میں یہ سزا دی تھی کہ دس دس کوڑے آپ کے جسم مبارک پر صبح و شام لگائے جاتے تھے، اور آپ صبر و سکون سے برداشت کیا کرتے تھے، اسی صبر و استقلال یا قوت عزیمت کا یہ نتیجہ تھا کہ امام صاحب کے خیالات چار دانگ عالم میں پھیل گئے اور ظالموں کا نام لیوا تک باقی نہ رہا۔

تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنہ اعتزال نے سر اٹھایا تو صرف ایک ہی نہیں، بلکہ لگاتار تین جابر و قاہر حکمرانوں یعنی مامون، معتصم، اور واثق باللہ کی شمشیر استبداد نے اس فتنہ کا ساتھ دیا۔ باوجودیکہ اس وقت بہت سے اساطین علم و فن اور ارباب فضل و کمال موجود تھے۔ اور بغداد علمائے اہل سنت و حدیث کا مرکز بنا ہوا تھا، لیکن عزیمت دعوت کمال مرتبہ وراثت نبوت اور قیام حق و ہدایت خلق کا جو مقام خاص تھا وہ صرف امام المصلحین حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے حصہ میں آیا

قاضی ابن ابی داؤد معتزلی کی رائے زیر سایہ شمشیر حکومت بنی عباس اشاعت پذیر تھی۔ علمائے حق کے لئے اس وقت صرف دو صورتیں تھیں ایک تو اصحاب بدعت کے آگے سر جھکانا اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لاکر ہمیشہ کے لئے دین میں نئے نئے

---

[1] دعوت عزیمت صفحہ ۳۰۔

[2] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ و وفیات الاعیان جلد ۲ صفحہ ۱۹

اضافات و محدثات کا دروازہ کھول دینا، اور دوسرے قید خانہ میں رہنا ہر روز کوڑوں کی مار کھانا اور ایسے تہ خانوں میں قید ہونا جہاں آفتاب کی کرن تک نہ پہنچ سکے۔ یہ حالات سامنے ہوتے ہوئے حضرت امام احمد بن حنبل نے خلق قرآن کے عقیدہ سے انکار کر دیا۔ اللہ اللہ کیا بلند مقام تھا۔

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ خلق قرآن کے عقیدہ سے انکار کر دینے پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو دربار معتصم میں طلب کیا گیا اور جلادوں سے آپ کے جسم پر کوڑے لگوائے گئے، باوجودیکہ آپ روزہ دار تھے۔ کوڑوں کی مار سے آپ کا تمام پیٹ زخمی ہو گیا تھا اور جسم خون سے رنگین تھا، لیکن آپ نے صبر سے کام لیا اور تمام اذیتوں کو خوشی سے برداشت کیا۔ اس کے بعد ایک قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اٹھائیس ماہ قید رہے۔ یہاں تھوڑی تھوڑی مدت میں تازیانے پڑتے تھے، جن کی ضرب سے آپ بے ہوش ہو جاتے تھے، اس کے علاوہ تلوار کے چرکے لگاتے جاتے اور زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندا جاتا تھا۔ تکالیف کا زمانہ امام نے صبر و سکون سے برداشت کیا، اور اسی حالت میں ۲۴۱ھ میں وصال ہوا اور آخر وقت تک راہِ حق سے قدم پیچھے نہ ہٹایا مگر ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ حکومت بنی عباس کی عظمت و جلالت رخصت ہو گئی۔

چوتھی صدی ہجری اسلام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک تھی۔ فلسفہ کی گرم بازاری تھی۔ اسمعیلیہ۔ قرامطہ کا زور تھا۔ اس وقت حضرت امام غزالیؒ مبلغ حق کی حیثیت سے نمودار ہوئے اور حسب ضرورت قلم سے جہاد کیا۔ باطنیہ۔ فلسفی۔ متکلم صوفی۔ زندیق وغیرہ اشخاص سے ملے اور اقتضائے وقت کا لحاظ کر کے اپنے خیالات کی اشاعت کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جم غفیر آپ سے برافروختہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ علمائے عصر نے بھی مخالفت شروع کر دی۔ اور فقہائے معاصر نے تو یہ فتویٰ دیا کہ ان کی تصنیفات اور خصوصاً "احیاء العلوم" کا مطالعہ گناہ ہے۔ محمد شاہ سلجوقی کو بھی مخالفین نے ابھارا۔ مگر وہ عام مقبولیت کی بنا پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرا۔ بایں ہمہ اس زمانہ کے علمائے سو امام صاحب کے حق میں جو برائی کر سکتے تھے اس میں کمی اٹھا کر نہ رکھی۔ ۵۰۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔ حضرت امام غزالیؒ کی مساعی قابل صد تحسین تھیں۔ مگر فرقۂ باطلہ کی خباثت نے شر و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ فرقہ باطنیہ جو امام غزالیؒ کے عہد ہی میں ترقی پذیر تھا۔ اسی زمانہ میں حسن بن صباح متقی شخص نمودار ہوا تھا۔ یہ خلفائے فاطمیہ مصریہ کے پاس گیا اور سند خلافت حاصل کر کے شیخ الجبال کے نام سے قزوین کے پاس پہاڑوں میں قلعہ اموت بنایا۔ اور وہاں بیٹھ کر اکابرین اسلام کو خفیہ طور سے شہید کرانے لگا۔ اور عقائد اسلام میں رخنہ ڈالنے کے لئے نئے نئے مسائل اختراع کئے۔ یہاں تک کہ صوفیا پر جال ڈالا اور ان کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔

صوفیا اس کے دام تزویر میں ایسے پھنسے کہ گمراہی کے خیالات کو علم طریقت سمجھنے لگے۔ علامہ عبد الرحمٰن بن الجوزی "صید الخاطر" میں اپنے عہد کے صوفیا و علماء کے حالات اس طرح لکھتے ہیں کہ:۔

"صوفیوں اور زاہدوں کے حال پر میں نے غور کیا تو ان میں سے اکثر کو شریعت کے جادہ سے منحرف پایا۔ جس کا باعث شریعت سے جہالت اور اپنی رائے سے بدعت تراشنا ہے یہ صوفیہ جن آیتوں سے دلیل پکڑتے ہیں، ان کے معنی تک نہیں سمجھتے۔ اور جن حدیثوں سے سند لاتے ہیں ان کے اسباب نہیں جانتے۔ چنانچہ ان میں سے اکثر حدیثیں موضوع ہوتی ہیں۔ غرضکہ صوفیا کے الحاد و زندقہ نے اسلام کو اور تباہ کر رکھا تھا۔ شر و فساد کا ایک عالم برپا تھا۔ نور حق و صداقت مستور و محجوب 19
بدع و محدثات کی گرم بازاری، منکرات و سیئات کی قبولیت و طلب عام تھی۔ اہل حق و صداقت مقہور، البتہ ظلم و عدوان کے لئے اجر و بخشش عام تھی۔ اعمال و طاعات کی حقیقت بکلی مضمحل اور پژمردہ اور روح صلوٰۃ وغیرہ سے تمام اجسام و قوالب خالی تھے۔

یا ناعی الاسلام قم وانعہ اے اسلام پر ماتم کرنے قد زال عرف وبدا منکر والے اٹھ کر اس پر ماتم کرنے کی ساعت چلی گئی اور برائی شروع ہو گئی۔

حکومت بنی عباس کی چولیں ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔ احکام خدا و رسول فسخ کر دیئے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام کی خالص توحید پیچیدہ اور بعید از فہم عقائد میں تبدیل کر دی گئی تھی، گو معتزلہ کی گرم بازاری سرد ہو چکی تھی، مگر فرق باطلہ میں سے باطنیہ کا فتنہ ترقی پذیر تھا۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ "ایک جزو الہی نے ائمہ اہل بیت میں حلال کیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اسی طرح سے ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہیں جس طرح آدم علیہ السلام مستحق سجود ملائک تھے"۔

وہ یہ بھی کہتے تھے کہ خدا محیط کل کائنات ہے اور

اس کا مظہر کائنات میں سب سے بڑا مرشد ہے جب انسان مرشد کی پیروی اور اتباع میں کامل ہو جائے تو ظاہری اعمال اور شریعت کی پابندی کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان مزخرفات نے اسلام کی رہی سہی آبرو دیگر مذاہب عالم کے سامنے کھو رکھی تھی کہ یکایک رحمت الٰہی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس وقت کی ضرورت کے لائق ایسا وجود باوجود عطا کیا جس نے علوم و عرفان کے دریا بہا دیئے اور بدعات صوفیہ کا خاتمہ ہی کر دیا۔ ہماری مراد اس سے حضرت غوث اعظم پیران پیر حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔

یہی زمانہ تھا کہ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد اول ریاضت و مجاہدہ سے فراغت حاصل کی۔ اور پھر منصب مجددیت و عزیمت و دعوت پر سرفراز ہوئے۔ آپ نے احوال صوفیہ کا مطالعہ کیا اور ان کی اصلاح کی فرق باطلہ سے مجادلہ و مناظرہ کیا۔ وعظ و تذکیر سے ان کے خیالات اور عقائد کا بطلان کیا اور فلسفہ کی طمانیت قلب کیلئے الٰہیات کے ایسے مسائل معرفت کے رنگ میں پیش کیے کہ ان کی زبانیں بند ہو گئیں۔

۲۰ کفار، مشرکین، مرتدین، مبتدعین کی اصلاح تو اس مجدد اعظم، محی امت و الدین نے کی ہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ان مشائخین اور شیوخ و پیروں کی بھی اصلاح کی جن کو مذہب کی تعلیمات میں قدم قدم پر شبہ ہوتا تھا جو معجزات نبوی کے منکر تھے، اور جن کو عذاب قبر، بعد حشر و نشر، و دوزخ و جنت کے بارے میں بہت کچھ شکوک تھے۔ آپ نے اپنے عرفان کی رنگینی سے زنگ آلود قلوب کو جلی اور منور بنا دیا۔ ان سعید ارواح کو جن میں حصول عرفان و بصیرت کی صلاحیت تھی اپنے فیض اثر سے عارف باللہ کیا۔ جو روحیں لطیف تھیں، وہ آپ کے فیض سے لطیف تر ہو گئیں، اور جو روشن ذروں کی صورت میں تھیں، وہ آسمان ولایت کی مہتاب بن گئیں۔ مثلاً حضرت ابو النجیب عبد القاہر سہروردیؒ، شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدینؒ سہروردی، حضرت شیخ الاکبر محی الدینؒ ابن عربی وغیرہ وغیرہ۔

غرضکہ غوث پاکؒ کے فیضان سے عرفان کی اجڑی ہوئی بزم سنور گئی اور معرفت کے پودے میں برگ و بار پیدا ہو گئے باایں ہمہ علمائے سو نے آپ کی مساعی حسنہ کو نظر انداز کیا آپ پر کفر کے فتوے لگائے، اور کوئی دقیقہ آپ کی تذلیل میں اٹھا نہ رکھا گیا۔ ۵۶۱ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔

یہ تو اوائل کا عالم تھا۔ عہد متاخرین میں بھی دیکھو تو ظہور عزیمت و دعوت و تجدید امت کے بوالعجبیوں کا ہمیشہ ایسا ہی حال رہا۔

آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں جب دعوت عامہ امت تجدید شریعت اور احیاء السنت کی روح القدس نے شیخ الاسلام تقی الدین رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک میں ظہور کیا تو شیخ الاسلام ممدوح کے سوا اور کوئی عالم حق نہ تھا۔

تاریخ اسلام میں اس عہد کی جس قدر تفصیلات ملتی ہیں، کسی عہد کی نہیں ملتیں۔ اگرچہ عربی خلافت کے کلی اختتام اور فتنہ عظیمہ تاتار۔ تفریق مذاہب و سنت جماعت و شیوع بدع و احاطہ تقلید و سد باب نظر و اجتہاد کے مفاسد و مصائب اس زمانہ میں پوری طرح ظہور کر چکے تھے۔ اور مسلمانوں کے علمی و عملی تنزل کا بیج اچھی طرح بار آور ہو چکا تھا۔ باایں ہمہ ائمہ دین اور کاملین علوم کی ایک جماعت کثیرہ ہر حصہ ملک میں موجود تھی۔

ابو الفتح ابن سید الناس اشبیلی۔ شمس الدین مقدسی۔ ابو العلا انصاری البکی، قاضی ابن الزملکانی۔ سید ابو المحاسن دمشقی۔ ابو عبد اللہ حریری۔ ابو العباس ابن عمر الواسطی حافظ ابو الفدا عماد الدین، حافظ احمد بن قدامہ مقدسی۔ حافظ بدرالدین الاشبیلی۔ امام ابو العباس بن محبی، حافظ جمال الدین عقیلی۔ تقی الدین السبکی، ابو حیان صاحب تفسیر، حافظ عبد اللہ الذہبی اور ان کے علاوہ بے شمار ائمہ و اعلام عہد جن کے حالات حافظ ذہبی اور ابن قدامہ عسقلانی کی مصنفات میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر بزرگ فضل و کمال و ورع و تقویٰ میں ایک سے ایک بڑھ کر تھا۔ باایں ہمہ یہ حقیقت سورج کی طرح چمکتی ہے اور ہر صاحب بصارت پر روشن ہے کہ مقام عزیمت و دعوت کا جو ایک مقام خاص ہے، وہ ان میں سے کسی کے حصہ میں بھی نہ آیا وہ صرف شیخ الاسلام حضرت تقی الدینؒ کے لئے تھا۔ ایک سو مشاہیر عہد نے بالاتفاق ان کے مجتہد مطلق۔ امام العصر نادرۃ الدہر، نابغۃ الاسلام۔ اوحد الزمن۔ مجدد کتاب و سنت اور محی الملت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ باایں ہمہ امام موصوف کے خلاف علماء سو نے فتنہ اٹھایا۔ اور ربیع الاول ۶۹۸ھ میں آپ مبتلائے محن و آلام ہوئے۔

ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کے اوائل کا زمانہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی نازک اور انقلابی زمانہ تھا۔ مشرق میں خلافت کا کلی خاتمہ ہو چکا تھا۔

تمنا نے بہت سے چراغ بھی بجھ چکے تھے۔ تاتاریوں کا سیلاب ابھی اصلی بلندیوں تک پہنچ چکا تھا۔ یہ وحشی درندے صرف تاخت و تاراج کے لئے آتے تھے لیکن اب پچاس ناکہ مسلمانوں کے خون اور چھ صدیوں کے اسلامی تمدن کی ویرانی پر اپنی سلطنت کی عمارت تعمیر کر رہے تھے۔ مسلمانوں کا کوئی مرکز باقی نہ رہا تھا۔ برسوں تک جمعہ کے خطبے کسی سلطان اسلام کے ذکر سے خالی رہے۔ اس عام بربادی نے مسلمانوں کی تمام اخلاقی قوتیں بھی فنا کر دیں۔ تاتاریوں کی ہیبت نے زندوں کو مردہ بنا دیا تھا وہ صرف خون بہاتے اور نعشوں کے پل بناتے اور سروں کے منارے کھڑے کرتے تھے۔ ایک چھوٹی سی ٹکڑی آبادیوں کی آبادیاں ذبح کر ڈالتی اور بادشاہ علی اور فوجوں کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی جب کوئی مرکز نہ رہا تو شریعت کا بھی کوئی محافظ نہ رہا۔

تاتاریوں کو سب سے پہلی دعوت حنفیوں اور شافعیوں کی باہمی پیکار ہی نے دی تھی۔ نو مسلم حکمران مذہب و علم سے نا آشنا تھے۔ اس لئے مذہبی حکومت تمام تر علماء و فقہاء مذاہب کے ہاتھ آگئی۔ ہر مذہب کے لئے الگ الگ قاضی، الگ الگ مدارس و اوقاف اور مذہبی عہدے قرار پاتے۔ اور یہی چیز صدہا مفاسد و مصائب کا باعث تھی۔ ایک بڑی جماعت علماء دنیا و فقہاء دولت کی ہے جن کو ہندوستان کی موجودہ بول چال میں سرکاری علماء و مشائخ کہہ سکتے ہیں۔ علم و عمل کی وہ ساری بدعتیں جو آج مسلمانوں کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہیں انہیں کی پیدا کی ہوئی تھیں۔ تعلیم و تعلم کی تمام مجتہدانہ قوتیں ختم ہو چکی تھیں اور صرف پہلے ذخیرہ کی مزید آرائش و تزئین میں ہمہ تن مصروف تھیں۔ اسی چیز سے متون و شروح اور تلخیص و تعلیق وغیرہ کا طریقہ رائج ہوا جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ اس کے سوا اور تمام راہیں بحث و بیان کی بند ہو گئیں۔ مذہبی عہدوں کا ذریعہ صرف فروع فقہ کا علم تھا۔ اس لئے علوم دینیہ میں سے صرف اسی پر قناعت کر لی گئی۔ رفتہ رفتہ علوم اصلیہ قرآن و حدیث متروک و مہجور ہو گئے۔ اہل کتاب اور عجمی اقوام کے اختلاط و امتزاج کا معاملہ آخری حد تک پہنچ چکا تھا۔ اس لئے بدع و رسوم کا فتنہ بھی اپنی پوری قوت اور احاطہ تک پہنچ گیا اور بڑے بڑے علماء کی نظریں اس کے نفوذ و احاطہ کے اندر گم ہو گئیں۔

ایک بڑی مصیبت جو مسلمانوں پر نازل ہوئی وہ تصوف حقیقی و صالح کے علم و عمل کا تنزل، جہل و فسق کی کثافتوں سے اس جوہر کا امتزاج اور اہل صلاح و طہارت کی جگہ خانقاہوں اور صومعوں کی عمارتوں کا پیدا ہو جانا ہے۔ یہ چیز اس عہد میں پوری طرح نشو و نما پا چکی تھی، علی الخصوص دیار مصر و شام میں کہ بقیۃ السیف مسلمانوں کے یہی ماویٰ و ملجا تھے۔ صرف رسمی خانقاہوں اور خرقہ پوشوں کی شہنشاہی تھی۔ خود ملوک و سلاطین بھی انہیں کے معتقد تھے، اور حکومت کے زور سے ان کی بدعتیں اور جہالتیں پھیلاتے تھے۔

ملک ناصر اور بیبرس جاشنگیر کے عہد میں اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں نہ صرف ابن تیمیہ بلکہ دوسرے تمام ائمہ عہد مثلاً امام ابن دقیق العید و حافظ مزی و علم الدین برزالی وغیرہم مبتلائے محن ہوئے۔ شیخ نصیر المنبجی صاحب خانقاہ دمشق کا معتقد تھا۔ اسی شیخ نے بیبرس کو ابن تیمیہ کے خلاف بھڑکایا تھا۔ غرضکہ ملت و شریعت کی سیزدہ صد سالہ زندگی میں جو سخت سے سخت انقلابی زمانے گذر چکے ہیں، ان سب سے زیادہ سخت و خطرناک یہ زمانہ تھا۔ بلکہ یہ عہد ایک انقلابی برزخ تھا کہ اصلاح کی تمام پچھلی قوتیں ختم ہو چکی تھیں اور فساد کے تمام تخم آئندہ کے لئے پھل پھول رہے تھے۔ وقت نہ تو بڑے بڑے مدرسوں کا طالب تھا، نہ بڑی بڑی خانقاہوں کا۔ بلکہ صرف ایک ایسی ترپ و قدم کے لئے تشنہ و بیقرار تھا جس میں "عزم" ہو اور عازمانہ دعوت و امامت کا منصب بیکر ہو۔ اعاظم وقت میں سے اس وقت کسی کو بھی نہ لا جز شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ حرانی ہی تھے جو زمانہ کو پلٹ دینے اور دلوں کو بدل دینے کے لئے اٹھے، اور ایک ہی وقت میں وقت کی ہر طلب و سوال کا جواب دیا۔ تاتاریوں کے مقابلہ میں آپ نے ملت و بلاد کی ایک نئی زندگی بلاد مصر و شام میں پیدا کر دی۔ علم ہی میں نہیں بلکہ میدان جہاد و قتال میں بھی ان کا گھوڑا میدان عمل میں سب سے آگے رہتا تھا۔ آپ نے علوم و عقائد کی تجدید و اصلاح کا عظیم الشان کام اس اہتمام سے انجام دیا کہ بڑی بڑی جماعتوں سے بھی انصرام نہ پایا۔ عام تفرقوں اور فرقہ بندیوں اور بدعتی راہوں کے خلاف قولاً و عملاً دعوت اولیٰ کی صدا اس قوت و نفوذ کے ساتھ بلند کی کہ وقت کا کوئی شور و غوغا اس پر غالب نہ آسکا۔

دشمنان حق کے پاس سب سے بڑا آلہ تعذیب قید خانے کی کوٹھریاں ہیں، مگر یہ چیز بھی حضرت امام ابن تیمیہ کی عزیمت دعوت کے مقابلہ میں بیکار رہی۔ مصر میں جب قید کئے گئے

تو تصنیف و تالیف میں مشغول رہے، جب قلم و دوات بھی
چھین لی گئی تو قید خانہ کے اندر قیدیوں پر نظر ڈالی، ان کا بڑا
حصہ ڈاکوؤں، رہزنوں اور قاتلوں پر مشتمل تھا لیکن چند دنوں کے
اندر انہیں شیطان سے فرشتہ بنا دیا، علم و عمل کی جو بستی خانقاہوں
اور مدرسوں کو نصیب نہیں، وہ جیل خانہ کے اندر ہر طرف
نظر آنے لگیں[علہ]۔ آخر ش جیل خانہ میں ہی اس امام وقت نے وفات
پائی۔ اور جنازہ ہی قید خانہ سے نکلا۔ خلیفہ متوکل حضرت امام احمد
حنبلؒ کا معتقد تھا اور سلطان عہد ابن تیمیہ کا مخالف۔ جب
جنازہ اٹھا تو ہجوم کا یہ حال تھا کہ صرف عورتوں کی تعداد پندرہ
ہزار سے زیادہ تھی۔ منارہ مسجد کے قریب جنازہ پہنچا تو مسجد
کے منارہ سے اعلان کیا گیا:۔

ہکذا یکون جنائز اہل السنۃ

اہل سنت کے جنازے ایسی ہی شان کے ہوتے ہیں

سبحان اللہ یہ ہے مقام وراثت نامۂ نبوت۔

حافظ ابن رجب طبقات میں لکھتے ہیں کہ اکثر بلاد اسلام
میں ان کے لئے یعنی ابن تیمیہ کے لئے نماز جنازہ غائب پڑھی گئی
پکارنے والا پکارتا ہے:۔

الصلوٰۃ علی ترجمان القرآن

۲۲

حافظ برزالی لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بعد اور کسی
کے جنازہ پر خلق اللہ کا اس قدر اجتماع نہیں ہوا اور نہ اتنی نمازیں
پڑھی گئیں جس قدر کہ امام ابن تیمیہ کے جنازہ پر[علہ] خود ہندوستان
ہی کی تاریخ دیکھ لو ہمیشہ ایسا ہی معاملہ نظر آئے گا۔ اکبر اعظم کے
عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں بڑے بڑے
اکابر علماء و مشائخ موجود تھے۔ شیخ الاسلام بندگی نظام الدین
عثمانی انبیٹھوی۔ مخدوم شیخ آدم دانشمند مفتی گوپا مئو شیخ نظام الدین
الشدین الرضوی حضرت خواجہ باقی باللہ جنہوں نے اکبر و جہانگیر کی آستان
بوسی کو شرک و کفر کے مترادف سمجھا، اور ان سلاطین کے جبروت
اور نخوت کو ہمیشہ پاؤں سے ٹھکراتے رہے۔ مگر حق یہ ہے
کہ مفاسد وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن
نہ آیا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ
علیہ کا وجود گرامی تنہا مجددیت کے فرائض کے ادا کرنے کا کفیل
تھا۔ اصل یہ ہے کہ اصحاب طریقت میں حضرت خواجہ باقی باللہ
جیسے عارف کامل خود دہلی میں بعہد اکبری مقیم رہے۔

جو حالت اس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام
ترکستان و خراسان کی ہو رہی تھی، ان سب کے سامنے تھی۔ اس
پر بہت آہ و فغاں کرتے تھے، مگر اس سے معاملہ آگے نہیں بڑھتا
تھا۔ ہندوستان میں سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ تمام عوام و خواص
پر تصوف کا رنگ غالب تھا۔ تصوف صالح کا جوہر پاک جہل و
بدعت کی آمیزش سے یکسر مکدر ہو چکا تھا۔ ایک طرح کی اباحت
و مطلق العنانی تھی جس کو طریق باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا
تھا۔ خانقاہوں اور سجادہ نشینی کے سلسلوں کے جال میں پوری اقلیم
جکڑ بند تھی، دوسری طرف عہد اکبری کی بدعتیں تخت و تاج حکومت
کے زور سے ہر طرف پھیل چکی تھیں اور علماء و مشائخ خود ان کے
احداث کے باعث ہوتے تھے، کون تھا جو اس وقت اصلاح
ملت کے لئے اٹھتا۔ کس نے جہانگیر کی شراب خواری کے خلاف
آواز بلند کی، کس نے سجدۂ تعظیمی کے لئے منہ سے ایک لفظ
بھی نکالا، شعائر اسلامی ایک ایک کر کے مٹتے جا رہے تھے،
کوئی بھی تھا جو اس کے خلاف کچھ کہتا۔ صرف مجدد الف ثانی
کی ذات مقدس تھی جس نے تمام اکابر ملک کو اصلی اسلام کی دعوت
نامہ و پیام سے دی، شکوک کو تحریروں سے رفع کیا، بدعات
و محدثات کو مٹایا، علمائے سو کو گھسیٹے، بادشاہ جہانگیر کا دروازہ
کھٹکھٹایا، اس نے وہی کیا جو عمومًا باجبروت سلاطین اصحاب
عزیمت و دعوت کے مقابلہ میں کرتے رہے ہیں یعنی یہ کہ حضرت
مجدد صاحب کو سرہند سے پکڑوا بلایا، جھوٹے اتہام تراش کر ڈانٹ
بتلائی، اور گوالیار کے قید خانہ میں قید کر دیا، مگر امام وقت نے
قید خانہ سے صرف تحریروں اور نامہ و پیام سے ملک میں ایک
آگ سی لگا دی۔ اکابر ملک اور علمائے حق میں آثار بے چینی پیدا
ہو گئے۔ اگر کچھ عرصہ حضرت مجدد صاحبؒ اور قید رہتے تو یقینًا
جہانگیر کی باجبروت حکومت پاش پاش ہو جاتی۔ جہانگیر اپنے
کئے پر پشیمان ہوا، معذرت چاہی، حضور کو بعزت قید سے
آزاد کیا اور خود قدم بوس ہوا۔ آپ آگرہ سے سرہند چلے گئے
اور اپنے کام میں لگ گئے، جب یہ دور علماء و مشائخ سو کا خالی
گیا تو کفر کی دستاویزیں شائع کیں، مگر ہوا وہی جو ہونا تھا (اکبر
و جہانگیر کے) عہد میں بڑے بڑے علماء و اصحاب خانقاہ موجود
تھے۔ بدایونی (منتخب التواریخ) طبقات (اکبری) اور روضۃ
العلما و اخبار الاخیار وغیرہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اس وقت
ہندوستان میں عالموں اور پیروں کے سوا اور کوئی نہیں
بستا تھا۔ کوئی شہر و قریہ نہ تھا کہ خانقاہوں اور مدرسوں سے

علہ رسالہ عزیمت دعوت صفحہ ۱۱۷
علہ رسالہ عزیمت دعوت صفحہ ۱۰۳

خالی ہو۔ علماء میں شیخ وجیہ الدین گجراتی، مخدوم شیخ علی متقی، شیخ علیسی صوفی محدث گوپاموی۔ قاضی صدر الدین سرگامی۔ شیخ جلال تھانیسری۔ ملا محمود جونپوری، مولانا یعقوب کشمیری، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ملا عبد الحکیم سیالکوٹی، مولانا اللہ داد جونپوری وغیرہم اپنے وقت کے مالک اور علم و تعلم کے بادشاہ تھے۔ بایں ہمہ حضرت دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کر گئے۔ اس راہ میں تو ایک ہی فرد واحد نظر آتا ہے، یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی، منجملہ ان اکابر ملت کے ہے، جن کی توقیر تو حسن اعتقاد کی بنا پر بہت ہے، مگر ان کے سوانحات اور اصلی کارناموں پر پردہ پڑا ہے عموماً معتقدین کا خیال یہ ہے کہ ان کی تجدید محض رد بدعات جہال صوفیہ تحقیق بعض معارف تصوف اور اعلان و اشتہار توحید شہودی میں منحصر ہے۔ حالانکہ آپ کی زندگی کی جو اصلی غرض تھی وہ زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ آپ کے عہد میں بھی بیشتر حضرات کی رسائی طبع وہاں تک نہ پہنچی، چنانچہ خود حضرت مجدد صاحب بار بار اپنے مکتوبات میں یہ شعر لکھتے ہیں اور ابنائے عصر کی کوتاہ فہمیوں پر فغاں سنج ہیں۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصہ عجیب و حدیث غریب است

غرضکہ یہ عہد بھی ختم ہوا اور پھر ضرورت ایک ایسے ہی فرد کامل کی پیش آئی۔

زمین بنجر ہو چلی تھی، پھر بھی کھیتوں کی سبزی اور چمنوں کی لالی سے کوئی گوشہ خالی نہ تھا۔ علم و طریقت کے تمام اکابر و اساتذہ اس صدی میں موجود اور سر برآوردہ تھے بعض بڑے بڑے سلاسل درس و تدریس کی بنیادیں اسی صدی میں استوار ہوئیں۔ کہیں درس وجیہہ جاری ہوا، کہیں درس رحیمیہ کا نصاب بنا، کہیں درس نظامیہ کی گرم بازاری ہوئی، مگر صحیح اسلامی درس کسی دور میں بھی نہ تھا۔

ہندوستان سے باہر بلاد عربیہ و عثمانیہ میں اکثر مشاہیر علم و ارشاد کا ظہور ہوا، جیسے شیخ ابراہیم کورانی، محمد بن احمد سفر ہبنی النجدی۔ سید عبد القادر کوکبانی، شیخ عمر نابلسی ٹیونسی۔ شیخ سالم بصری، امیر محمد بن اسمٰعیل یمانی۔ شیخ عبد الخالق زبیدی علامہ فلانی صاحب ایقاظ۔ شیخ محمد حیات سندھی المدنی وغیرہم کہ شاہراہ عام سے اپنی راہ الگ رکھتے تھے۔ اور حقیقت مستورہ سے ناآشنا نہ تھے۔ بایں ہمہ معلوم ہے کہ وہ جو امام وقت کا مقام ہے، وہ صرف حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ کے لئے تھا (آپ کے کارنامے رسالہ پیشوا شاہ ولی اللہ نمبر میں لکھے جا چکے ہیں) حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام ہر رنگ میں انتہا درجہ کا جامع ہے۔ بایں ہمہ یہاں جو کچھ ہوا تجدید و تدوین علوم و معارف تک محدود رہا۔ اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ آپ کے ترجمہ قرآن پر سے ہوئی۔ فتح پوری مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں نے آگھیرا۔ اس پر بھی قناعت نہ کی، بلکہ نجف علی خاں ذوالفقار الدولہ کے ذریعہ شاہ وقت امام العصر کے پہنچے اتروائے، اور دونوں ہاتھوں سے لنجا کرا دیا گو جو کام تھا وہ ہوا، مگر فعلاً حمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا کام تو کسی دوسرے ہی مرد میدان کا منتظر تھا، اور معلوم ہے کہ توفیق الٰہی نے یہ معاملہ صرف حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ کے لئے مخصوص کر دیا تھا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس میں حصہ نہ تھا۔ اگر خود شاہ صاحب بھی اس وقت ہوتے تو انہی کے جھنڈے کے نیچے آتے۔

دعوت و اصلاح امت کے جو بھید عرصہ ہوا پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے گئے تھے، اب اس سلطان دفت و اسکندر عزم کی بدولت شاہجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ظہور پذیر ہوئے ۲۳
اور ایک ہنگامہ مچ گیا۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو حجروں کے اندر بھی قدرت نہ تھی، وہ اب سر بازار کہی جا رہی تھیں، اور خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحہ عام پر ثبت کر رہے تھے۔[1]

اس ذات گرامی کے تفصیلی حالات آگے دیکھئے۔

[1] اس مضمون کی ترتیب میں بہت زیادہ امداد رسالہ عزیمت دعوت سے لی گئی ہے، اور "تذکرہ" سے۔

## اٹھارھویں صدی کے داعی حق

# حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ

(از حضرت مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

ہندوستان کی اٹھارھویں صدی کے آخری ثلث میں سلطنت ہند کی زوال پذیر حالت تھی، افتراق کی تلبیاں گونج رہی تھیں، فتنوں کے بگولے اٹھ رہے تھے، بوڑھی مغلیہ سلطنت کی وراثت خواب پریشاں بن چکی تھی، غرضکہ ہر اعتبار سے مسلمانوں پر زوال طاری تھا۔ کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ دلی کی بجھی راکھ سے شعلہ بلند ہوگا، لیکن قدرت کی عجیب کاریاں ملاحظہ ہوں کہ یاس و ناامیدی کی اس شدید ظلمت میں ملت اسلامیہ ہند کے افق پر ایسے ایسے سیارے طلوع ہوئے، جن کی درخشانی کو اگرچہ طلوع کے ساتھ ہی جہل و غرض پرستی کے غبار نے چھپا لیا تھا، تاہم وہ آنے والی نسلوں کے لئے رہنمائی کا ایک ذخیرہ وافر چھوڑ گئے، اور وہ ایسا ذخیرہ ہے جس نے اصلاحات کا دروازہ مسلمانوں کے لئے کھول رکھا ہے ۲۴
جو جماعت اس دروازہ میں داخل ہوئی وہ لائحہ عمل پر گامزن ہوکر کامیاب ہوگی، پہلا سیارہ جو عظیم تر ہے، اور جس کو آفتاب سے تعبیر کرتے ہیں، وہ حضرت شاہ ولی اللہ کی ذات گرامی ہے اس کے بعد کے سیاروں میں حضرت شاہ عبدالعزیز اور آپ کے برادر زادہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید ہیں جو مرید باخلاص سید احمد صاحب بریلوی کے بھتیجے ان آفتاب عالمتاب کا تذکرہ شاہ ولی اللہ نمبر میں ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔ اب حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی اور حضرت سید احمد بریلوی کے حالات ان کی مساعی جمیلہ اور ان کے کارنامے پیش کئے جاتے ہیں۔

ان حضرات کی اگرچہ متعدد سوانح عمریاں شائع ہوچکی ہیں، مگر گذشتہ سو سال کی مدت میں ان جلیل القدر شخصیتوں کے متعلق جس قدر غلط اور بے سروپا باتیں مسلمانوں میں پھیلائی جاچکی ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ سارے ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں کسی شخصیت کے متعلق اتنی غلط فہمیاں نہیں کی گئیں۔ علماء سوء نے اس نحوطریقہ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بیہودہ مکروہ حملوں سے کام لے کر نہایت غیر منصفانہ طریقہ اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام تو عوام خواص تک حقیقت حال کی تہ تک نہ پہنچ سکے، اور جن لوگوں کو اصلیت سے آگاہی تھی ان کا بڑا حصہ بھی مخالفانہ پروپگنڈے کے خوف و دہشت سے زبان کھولنے کی جرأت نہ کرسکا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخلصانہ تحریک کو سخت نقصان پہنچا، اس لئے ضروری تھا کہ حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے پھر ان کے حالات منظر عام پر لائے جائیں، اور غلط بیانیوں کی تردید کی جائے۔ اس مضمون کی ترتیب و تدوین کا مقصد یہی ہے کہ متذکرہ حضرات کے صحیح سوانح اور ان کی وہ مساعی جمیلہ جن سے اکثر مسلمان بدعات و محدثات کے خطرات سے بچ کر راہ راست پر آگئے تھے۔ اور اصلی اسلام کے پابند نظر آنے لگے تھے، پھر تفصیل کے ساتھ پیش کئے جائیں۔

حضرت شاہ اسمٰعیل[1] بن شاہ عبدالغنی بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم العمری۔ خاندانی حالات کا تفصیلی بیان حضرات شاہ ولی اللہ نمبر میں لکھا جاچکا ہے، جس کی تکرار اس جگہ لاحاصل ہے۔

حضرت شاہ شہید ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۱ء دہلی میں پیدا ہوئے۔ اور آغوش پدر و مادر میں نشو و نما پائی۔ شاہ شہید کا دل و دماغ بچپن ہی سے حیرت انگیز تھا۔ تمام متداول علوم بہت تیزی و جلدی کے ساتھ پڑھ لئے آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ دو تین سال میں فارسی عربی کی صرف و نحو میں مہارت حاصل کرلی، بارہ سال کی عمر میں صدرا پڑھتے تھے۔ علوم معقول کے بعد حدیث اپنے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، غرضکہ سولہ سال کی عمر میں جملہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کرلی۔ قوت حافظہ اور ذکاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک نظر میں ہی مضمون کتاب پر حاوی ہو جاتے تھے۔

گھر میں علوم کا دریا موجزن تھا، شاہ عبدالعزیز،

---

[1] تیرھویں صدی کے دو مجاہد۔ انقلاب عید نمبر

شاہ عبد القادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبد الغنی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے، سب نے اپنے خاندان کے اس ہونہار نوجوان پر اپنی ساری توجہات صرف کر دیں۔

شاہ شہید میں قوت حافظہ کے علاوہ تحریر و تقریر کا ملکہ بھی بے نظیر تھا، دینی علوم کے علاوہ فلسفہ و حکمت، ریاضی اور جغرافیہ میں بڑا کمال پیدا کیا، علی الخصوص جغرافیہ سے دلی شغف تھا۔

## فنون حرب میں دستگاہ

علوم و فنون سے فراغت پانے کے بعد فنون مختلفہ پر توجہ کی، میاں رحیم بخش چابک سوار سے گھوڑے کی سواری سیکھی اور اس قدر مشق بہم پہنچائی کہ چالیس چالیس میل گھوڑے پر دا بدہ کر گھوم آتے اور تکان محسوس نہ کرتے۔ فنون حرب میں بنوٹ و پٹہ مرزا حشمت اللہ بیگ دہلوی سے سیکھا اور تلوار بازی میں ید طولیٰ حاصل کیا۔

تیراکی کی مشق سے اتنی قوت بہم پہنچائی کہ تین تین روز متواتر پانی میں رہا کرتے۔ دہلی سے تیر کر آگرہ جاتے اور پھر آگرہ سے دہلی لوٹ آتے جب ان سے مجاہدانہ علوم سے واقف ہو گئے تو جفا کشی پر کمر باندھی، دھوپ میں ننگے پاؤں دوڑتے اور ایک سانس میں آٹھ آٹھ دس دس میل نکل جاتے۔ دوڑ دوڑ کر درختوں پر چڑھتے، پھر تپتی ہوئی زمین پر آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلنے کی مشق بہم پہنچائی۔ جامع مسجد کے فرش پر دھوپ میں گھنٹوں ننگے پاؤں پھرتے رہتے، کبھی دھوپ میں بیٹھ جاتے اور گھنٹوں بیٹھے رہتے، پھر ایسے ہی جاڑہ کا عادی بنایا۔ دیر تک بھوکے پیاسے رہنے کی مشق بہم پہنچائی، سونا چھوڑ دیا۔ آٹھ آٹھ دس دس راتیں مسلسل بیدار رہتے۔ اس میں اتنا کمال حاصل کیا کہ جب چاہتے سو جاتے اور جب چاہتے بیدار ہو جاتے، غرضکہ اپنے جسم کو کلیتہً اپنے عزم و ارادہ کا مطیع بنا لیا اور دنیا کی ہر تکلیف، ہر رنج، ہر سختی سے بالکل بے پروا ہو گئے[1]۔

اس زمانہ میں دہلی علماء کا مرکز بنا ہوا تھا، مولانا فضل امام خیر آبادی، مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا شاہ عبد القادر، مولانا فضل حق خیر آبادی، مفتی صدر الدین آزردہ، مولوی رشید الدین خاں، مولانا محمد اسحاق، مولوی محمد یعقوب، مولانا نواب قطب الدین خاں، مولوی عبد الخالق، مولوی محبوب علی، مولوی نصیر الدین، مولوی کریم اللہ، مولوی محمد نور الحسن، مولوی کرامت علی، مولوی مملوک علی، مفتی سید رحمت علی خاں، مولوی امان علی، مولوی محمد جان، مولوی محمد رستم علی خاں جیسے علمائے کرام دہلی میں موجود تھے۔ علمی مجالس کی گرم بازاری تھی، شعر و شاعری کے چرچے تھے، حکیم مومن خاں، مرزا اسد اللہ خاں غالب، حکیم آغا جان عیش، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ، حضرت ذوق جیسے اساتذہ شعر کا دور دورہ تھا، بایں ہمہ بدعات اور محدثات کا بھی بڑا زور تھا۔ اہل علم حضرات بھی اہل دل کی خرافات و لغویات میں مبتلا تھے بعض علمائے کرام امور بدعت کو دل سے تو برا جانتے تھے مگر اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے عوام کی مخالفت سے ڈرتے تھے، اس عدم توجہی اور چشم پوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدعات و بدعات مشرکانہ رسوم میں مسلمان مبتلا ہو گئے تھے، یہاں تک کہ نیکو کار امور بدعت میں سے وہ کرتے تھے، اپنی نیک نیتی سے ان کو شرک و بدعت بھی نہیں سمجھتے تھے، کوئی مشکل سامنے آتی تو حضرت علیؓ کا کونڈا کیا جاتا کہ وہی مشکل کشائی کریں گے "مشکل کشا علی" تو عام بات تھی، یا مصیبت میں کوئی دستگیری کر سکتا تھا تو صرف پیر دستگیر حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کر سکتے تھے۔ مرادیں شہداء سے مانگی جاتیں۔

ان بزرگان اسلام کے مزارات پر جن کی تمام عمر اشاعت اسلام اور بدعت کے مٹانے میں گذری تھی، منتیں مانی جاتیں، خدا کے بجائے اپنے پیر کی قسم کھاتے، منت کی چوٹی رکھی جاتی، کسی کے نام کی بدھی پہنائی جاتی، کسی کے نام کی بیڑی ڈالی جاتی۔ مثلاً حضرت امام زین العابدینؑ کے نام کی بیڑی پیر میں ڈالی جاتی، اور شیخ سدو کے نام کا بکرا ذبح کیا جاتا تھا۔ پیروں اور شہیدوں کو لوگ اللہ تعالیٰ کی برابر تو سمجھتے نہ تھے، البتہ یہ کہتے تھے کہ یہ بزرگ بندے تو ہیں مگر مقرب بارگاہ الٰہی ہیں، اللہ نے ان کو تصرفات کی قوت عطا کی ہے، وہ اللہ کے پیارے ہیں، اور ہماری سفارش اس کی بارگاہ میں کر سکتے ہیں اٹھتے بیٹھتے اللہ کا نام لینے کے بجائے یا علیؑ ورد زبان، یا پیہ تکیہ کلام، اس سے بڑھ کر قبر کی، چلوں کی، امام باڑوں کی، پیروں کے آستانوں کی وہ قدر و منزلت کی جاتی تھی کہ اتنی خانہ کعبہ کی بھی مشکل سے ہو گی۔

مزارات پر قربانی کا بکرا چڑھایا جاتا، مزار تو مزار توپ پر قربانی کا بکرا لیا جاتا، مزار پر غلاف، پنکھا، چھڑیں چڑھتیں، قبر کو بوسہ دینا طواف کرنا یہ تو عام اور معمولی بات تھی۔

یہ باتیں عام طور پر مروج تھیں، رازدارانہ طریقہ پر ان کے

[1] حیات طیبہ و انقلاب عید نمبر

خلاف کچھ کہتے تھے، مگر علانیہ تردید کی جرأت کسی کو نہ تھی، تحریک مذاق کے خلاف حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے علانیہ کچھ کہا تھا تو ان کو قتل کر دیا گیا تھا، غرضیکہ اس میدان میں جو شخص سب سے پہلے آیا وہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید ہی تھے۔

حضرت شہید نے ان مشرکانہ رسموں کو دیکھ کر وعظ کا سلسلہ شروع کیا، سب سے پہلا وعظ توحید کے متعلق دہلی کی جامع مسجد میں ہوا، جس میں آپ نے بدعات، محدثات کے رد کے ساتھ حقیقی اسلامی توحید کا نقشہ پیش کیا، اس جگہ آپ کے اسی قسم کے ایک وعظ کا مختصر نمونہ آپ کی تصنیف سے پیش کیا جاتا ہے۔

آپ نے اپنی تصنیف میں توحید کے سلسلہ میں حسب ذیل آیات اور حدیثیں متذکرہ مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر پیش کیں۔

| | |
|---|---|
| ١۔ و ما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون | اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کر شرک کرتے ہیں۔ |
| ٢۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء و من | بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہراوے اس کا اور بخشتا ہے سوا اس کے جس کو |
| ٢٦ یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ (سورۂ نسآء) | چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو بے شک راہ بھولا دور بھٹک کر۔ |

١۔ مشکوٰۃ کے باب الریا میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلعم نے، فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ میں بڑا بے پروا ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کردے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو، سو میں چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کے ساجھے کو اور اس سے بیزار ہوں۔

٢۔ باب الکبائر میں ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلعم نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو، گو کہ مارا جاوے یا جلایا جاوے تو (مشکوٰۃ)

٣۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم! کون سا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک، فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔

غرضکہ قرآن و حدیث سے مضمون بیان کیا گیا تھا جس پر ملانے بوکھلا گئے اور عوام کو بھڑکا دیا، وہ جوش میں آئے اور شورش بپا کردی ان ملولیوں نے قرآن مجید کے ترجمہ پر ان کے دادا شاہ ولی اللہؒ پر حملہ کرایا تھا۔ اب پوتے کی باری تھی، جناب شہید نے یہ رنگ دیکھ کر جہاد باللسان کے بعد جہاد بالید کا سلسلہ شروع کر دیا، یعنی بالعزم بدعتوں اور مشرکانہ رسوم کو روکنے لگے اس پر مخالفت اور بڑھی۔

مولانا فضل حق ابن مولانا فضل امام صدر الصدور دہلی خیرآباد کے رہنے والے تھے، اور شاہ صاحب کے چند بطون کے بعد ہم نسب تھے جس کی تفصیل پیشوا کے شاہ ولی اللہ نمبر میں آچکی ہے۔ مولانا فلسفہ اور منطق کے مشہور امام تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے جو ریذیڈنٹ بادشاہ کے ہاں رہتا تھا اس کے سررشتہ دار تھے، حسن کارگذاری، سلیقہ اور اپنی قابلیت کے باعث ریذیڈنٹ کی نظر میں آپ کا احترام بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ بھی آپ کا احترام کرتا تھا، اور ریذیڈنٹ کے منظور نظر ہونے کے سبب سے دہلی کے سرکاری عملے کے تمام آدمی مولانا کا احترام کرتے تھے۔

سرکاری خدمات کے ساتھ تدریس کا بھی شوق تھا، چنانچہ خالی اوقات میں طلبہ کو منطق اور فلسفہ کا درس دیتے تھے۔

علمائے سوء نے اور کو تو اس قابل نہ سمجھا کہ اس کو شاہ صاحب کے مقابل لا کھڑا کرتے، علامہ فضل حق کو آگھیرا، یہ بر خود غلط مولوی کی طرح میدان میں آگئے، ان کا پہلا اوچھا حملہ یہ تھا کہ طلبا کو سکھا پڑھا کر حضرت شہید کے درس میں بھیجنا شروع کیا مگر جب اس کا اثر الٹا پڑا یعنی جو سخن فہمی کا سلیقہ رکھتے تھے مولانا فضل حق سے جدا ہو کر حضرت شہید کے حلقہ بگوش ہوگئے۔ اور حضرت شہید کے سچے خادم بن کر آپ کے خیالات کی اشاعت کرنے لگے، اس جگہ اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ مولانا فضل حق میرے پر دادا کے بھائی تھے، اور آج بھی اس خاندان سے میری قرابت قریبہ ہے، مگر حق پر پردہ ڈالنا نہیں چاہتا۔

ڈاکٹر محمد علی اکبرآبادی حکایات صالحین میں امیر الروایات سے لکھتے ہیں کہ ایک روز مولانا اسمٰعیل شہیدؒ صاحب دہلی میں جامع مسجد کے حوض پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے کہ اتنے میں تبرکات نکلے اور لوگ ان کے ساتھ بہت زور سے نعت پڑھتے ہوئے آئے، مگر مولانا نے التفات نہیں کیا اور برابر وعظ کہتے رہے، یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ مولانا آپ کیا کر رہے ہیں، اٹھیئے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم کیجئے، مولانا اس پر

بھی نہ اٹھے، اس پر لوگوں کو اور اشتعال ہوا اور انہوں نے اور سختی سے کہا، اس پر مولانا نے فرمایا کہ اول تو یہ تبرکات مصنوعی ہیں پھر میں اس وقت بحیثیت نیابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرض تبلیغ انجام دے رہا ہوں لہذا میں نہیں اٹھ سکتا۔ اس جواب کو سنکر اور شور و شغب ہوا اور فساد تک نوبت پہنچی مگر چونکہ مولانا کے ساتھ بھی فدائی بہت تھے، اس لئے فساد نے کوئی خطرناک صورت اختیار نہ کی اور صرف زبانی ہی تو تو میں میں تک قصہ ہو کر رہ گیا۔ یہ زمانہ اکبر شاہ ثانی کا تھا۔ اور اکبر شاہ اس خاندان کا بہت معتقد تھا۔ علامہ فضل حق نے جاکر بادشاہ سے حضرت مولانا کی بہت شکایتیں کیں۔ اس قصہ کو یہیں چھوڑ کر ایک دوسری بات عرض کرتا ہوں۔

شاہ عالم کے وقت میں جو معاہدہ انگریزوں سے ہوا تھا اس میں بادشاہ کے اختیارات قلعہ اور شہر اور اس کے اطراف اور قطب صاحب اور اس کے اطراف تک محدود تھے لیکن اکبر شاہ کے وقت میں یہ اختیارات صرف قلعہ اور شہر تک رہ گئے تھے۔ اس جملہ معترضہ کے بعد اب پھر قصہ بیان کرتا ہوں جب مولانا کی بادشاہ تک شکایتیں پہنچیں تو بادشاہ نے مولانا کو بلوایا، اور ان سے حوض کے واقعہ کی تفصیل دریافت کی۔ مولانا نے پورا واقعہ بیان فرما دیا، اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تبرکات مصنوعی ہیں، اور ان کی تعظیم ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ اکبر بادشاہ نے کسی قدر تیز لہجہ میں کہا کہ عجیب بات ہے کہ آپ ان کو مصنوعی کہتے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے اور نرم لہجہ میں فرمایا کہ میں تو کہتا ہی ہوں اور آپ ان کو مصنوعی سمجھتے بھی ہیں، اور معاملہ بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، اکبر شاہ نے تعجب سے کہا کہ یہ کیسے؟ مولانا نے فرمایا اس کا ثبوت یہ ہے کہ سال بھر میں دو دفعہ وہ تبرکات آپ کی زیارت کے لئے آتے ہیں، اور آپ ایک دفعہ بھی ان کی زیارت کے لئے نہیں تشریف لے گئے، یہ سنکر اکبر شاہ چپ رہ گیا۔ اس کے بعد مولانا نے کسی سے فرمایا کہ ذرا قرآن شریف اور بخاری شریف لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے، اور آپ نے ان کو ہاتھ میں لیکر واپس کر دیا اور اس کے بعد یہ تقریر فرمائی کہ ان تبرکات میں اول تو یہی کلام ہے کہ وہ مصنوعی ہیں یا اصلی، لیکن اگر ان کو واقعی مان بھی لیا جاوے تب بھی اکثر تبرکات جیسے چادر اور نعلین وغیرہ ایسے ہیں جن میں کوئی شرف ذاتی نہیں بلکہ ان میں محض تلبس سے شرف آیا ہے لیکن قرآن شریف کے کلام اللہ ہونے میں کسی کو

شبہ نہیں، علیٰ ہذا بخاری شریف بھی قریب قریب بالاتفاق اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، اس لئے اس کا کلام رسول ہونا بھی ناقابل تردید ہے، وہ کلام اللہ و کلام رسول کے بجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اوڑھی ہوئی چادر وغیرہ سے اشرف ہوتے ہیں کسی کو [illegible] نہیں ہے مگر باوجود اس کے ہم قابل انکار [illegible] کلام خدا و کلام رسول آپ کے سامنے آیا، مگر آپ تعظیماً کھڑے نہ ہوئے نے ان کی کوئی تعظیم نہ کی، بلکہ برابر اسی طرح بیٹھے رہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرات تبرکات کی تعظیم ان کے شرف کی وجہ سے نہیں کرتے، بلکہ محض ایک رسم پوری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تقریر مولانا شہید نے نہایت بسط اور واضح تقریر ادا فرمایا۔ جب مولانا تقریر فرما رہے تھے تو بادشاہ گردن جھکائے ہوئے خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اسی سلسلہ میں یہ بھی ہوا کہ بادشاہ ہاتھوں میں اور پاؤں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھے، اور آپ کے پاس ایک شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا جس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی حضرت مولانا نے فرمایا کہ شاہزادہ تو چکنا گھڑا ہے کہ پچاس برس شاہ عبد العزیز کا وعظ سنا مگر اب تک داڑھی نہیں رکھوائی، اور بادشاہ کی نسبت بھی کچھ فرمایا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ شاہزادہ نے 27
داڑھی رکھ لی اور بادشاہ نے کڑے اتار کر شاہ صاحب کے سامنے پیش کئے، انہوں نے کہا یہ مسکینوں کا حق ہے، ان میں تقسیم کر دیجئے، غرض اس جنجال سے یوں جان بچی۔ اس کے بعد پھر شاہ صاحب نے وعظ کے سلسلہ کو اور وسیع کر دیا جس کا اثر پڑ رہا تھا۔ اور سیتلا کا چڑھاوا، شیخ سدو کا بکرا، تعزیہ داری وغیرہ اور بھی بڑی بڑی رسمیں جو مروج تھیں کم ہوتی جارہی تھیں۔ عقد بیوگان کا سلسلہ پھر سے شروع کیا تھا۔ اپنے نصائح سے اہل غفلت کے کان کھول رہے تھے، جو مسائل کہ ضروریات دین میں شمار کئے جاتے تھے، اور جن پر مداومت و مواظبت کرنا اہل اسلام کا فرض تھا اور علماء وقت کی سستی و کاہلی کی وجہ سے عوام تو الگ رہے خواص کے بھی گوش وہم تک نہ پہنچے تھے، شاہ صاحب کی سعی سے سب پر کھل گئے، اور اب شرک و بدعت کی بنیادیں متزلزل ہو کر گر پڑیں، اور اعلام سنت کا آوازہ ہر وضیع و شریف کے کان تک پہنچ گیا جن ارباب مشیخت اور صاحبان غرض کے ساتھ خاص و عام کی ارادت کا سر رشتہ اور سلسلہ اعتقاد مضبوط و مستحکم تھا اور کسی کو ان کی مداہنت کا گمان نہ ہوتا تھا، انہیں سخت خلجان پیدا ہوا۔ اور

دنیا طلب مولویوں کے گروہ میں اس وجہ سے تہلکہ پڑا اور مخالفت پر آمادہ ہوئے، انہیں خیال ہوا کہ اگر مسائل حقہ عوام کے کان تک پہنچ گئے تو ہمارے حق میں ضعف اعتقاد کا موجب ہوگا اور رفتہ رفتہ ہماری روزی کی عمارتیں ڈھا دی جائیں گی، جہلا تہ تیغ میں نہ آئیں گے، اور وہ بات بات میں بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ اس بیہودہ خیال نے ان کے دلوں میں ایک آگ مشتعل کر دی، علاوہ کفر کے فتوے دینے کے شاہ صاحب کے خلاف حکومت کے دروازے بھی کھٹ کھٹاتے۔ بادشاہ کچھ نہ کر سکا تو ایک محضر تیار کیا گیا جس پر ڈیڑھ ہزار دستخط تھے، وہ علامہ فضل حق کے ذریعہ ریذیڈنٹ تک بھیجا گیا۔

فتح دہلی کے بعد سے دربار شاہی میں ایک انگریز ریذیڈنٹ رہتا تھا، اس سے علامہ نے محضر پیش کرتے ہوئے شکایت بھی کی کہ اگر مولانا اسمٰعیل وعظ کہتے رہے تو تمام شہر میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔ ریذیڈنٹ نے شاہ صاحب کا وعظ روک دیا۔ شاہ صاحب نے اس حکم کی خرابیاں ایک تحریر کی صورت میں مرتب کیں، اور اسے ریذیڈنٹ کے پاس بھیج دیا۔ اس تحریر کو دیکھ کر ریذیڈنٹ اس درجہ قائل ہوا کہ اس نے اپنا حکم بندش واپس لے لیا۔ ۲۸۱

شہر کی خلقت چونکہ آپ کے وعظ پر شیدا ہو چکی تھی اس لئے بادشاہ نے مجبور ہو کر پھر آپ کو وعظ کہنے کی اجازت دے دی۔ اس جھگڑے میں صرف چالیس روز وعظ کا سلسلہ بند رہا تھا۔

جامع مسجد آگرہ میں تو اس زمانہ میں کبوتر بیچے ہوتے تھے یا رسی بٹی جاتی تھی۔ دلی میں ذرا امتیازی درجہ تھا، یعنے یہ کہ مسجد میں حوض کے کنارے پر بازار لگا کرتا تھا جس میں ہندو مسلمان سب ہی دوکانیں لگاتے تھے، حضرت شہیدؒ نے یہ شرمناک حرکت دیکھ کر شدید احتجاج کیا اور حکومت سے اس بازار کو بند کرا دیا۔ اسی زمانہ کی یادگار جامع مسجد کے سموسے اور سیڑھیاں جو جزو

**وعظ کا طریقہ** سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں حضرت شہید کے وعظ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ شاہ صاحب کی عادت یوں تھی کہ روز جمعہ اور سہ شنبہ کو جامع مسجد میں مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے۔ طرفہ تر یہ ہے کہ سامعین کو کہ ہزارہا سے متجاوز ہوتے تھے، اس چار روز کے عرصہ میں بسبب اغوائے مغویان ضلالت نہاد کے یا بسبب انحراف نفس امارہ کے اگر لوگوں کو کچھ شبہات پیدا ہوتے اور وہ ارادہ کرتے کہ وعظ میں آپ کی حسن تقریر سے اس کو رفع کریں گے جب وہ درس کی مجلس میں آکر حاضر ہوتے تو حضرت ابتدائے وعظ میں چند کلمات بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور ان کی تقریر کی جامعیت سے وہ سب چیزیں مذکور ہوتیں اور ہر شخص اپنے شبہہ کا جواب پا لیتا۔ اور کچھ خدشہ باقی نہ رہتا یہاں تک کہ بعد اختتام درس کے کسی کو یہ خلجان نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کر کے دلیل طلب کرے۔ آپ کا مقصد اعظم دنیا سے تردید شرک و بدعت اور احیائے سنت تھا، آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ جو طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین ہوتے تھے، جہلائے عامی کو بمجرد استماع کے سمجھ میں آ جاتے تھے، اور اس طرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین میں سے بعضے اہل علم چاہتے کہ دلائل علمی سے اس کو رد کر کے اس کے ذہن سے نکال دیں تو ممکن نہ ہوتا۔[۱]

**واقعہ** حکیم خادم علی صاحب اورنگ آبادی سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اور آپ کے کچھ ساتھی جن میں میں بھی تھا شکار کے لئے چلے قطب صاحب کے پرلی طرف میل بھر کے فاصلہ پر ایک مرتاض گسائیں رہتا تھا، اس کے چیلے بھی اس کے پاس رہتے تھے۔ اس کی کٹی کے اطراف میں مور بہت زیادہ تھے، ہندوؤں کے نزدیک مور بہت عظمت کی چیز ہے۔ مولانا نے بندوق سے ایک مور کا شکار کر لیا۔ اس پر اس گسائیں کے چیلوں میں ایک شور مچ گیا اور گسائیں سمیت سب کے سب مولانا اور ان کے ہمراہیوں سے لڑنے کے لئے آئے، مولانا کے ہمراہی بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر ادھر کو چلے، مولانا نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ خبردار جب تک میں اجازت نہ دوں تم کچھ نہ بولنا اور فرمایا تم ذرا نرمی سے کام لو۔ انشاء اللہ ہم مور اس کو کھلا کر چلیں گے۔ اور یہ کہہ کر مولانا مسکراتے گسائیں کی طرف بڑھے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ گسائیں صاحب ذرا میری بات سن لیجئے، اس کے بعد جو آپ کے جی میں آئے کیجئے۔ ہم آپ کے پاس موجود ہیں کہیں جاتے نہیں ہیں، غرض اسی قسم کی نرم گفتگو سے اس کو نرم کیا، اس کے بعد آپ نے مناسب طور سے اسے اسلام کی دعوت دی اور دونوں جانب سے دیر تک اس معاملہ میں گفتگو رہی۔ اس کے بعد وہ گسائیں اور اس کے اکثر ہمراہی مشرف باسلام ہوئے اور کچھ لوگ گسائیں کو اور

[۱] آثار الصنادید باب چوتھا صفحہ

مولانا کو بُرا بھلا کہتے ہوتے رخصت ہوگئے۔ مولانا نے رات کو گشائیں کے پاس آرام فرمایا اور مور پکواکر اس کو کھلایا۔ خادم علی صاحب کہتے تھے کہ یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے اور میں اس وقت مولانا کے ساتھ تھا۔

**واقعہ** دہلی کا مدرسہ عبدالرب پہلے امام کی گلی کی طرف تھا، اور اس میں مولوی احمد حسن صاحب امروہوی و مولوی فخرالحسن صاحب گنگوہی مدرس تھے، مولانا محمد قاسم صاحب اس زمانہ میں منشی ممتاز علی صاحب کے مطبع میں کام کرتے تھے۔ اور مولوی احمد حسن اور مولوی فخرالحسن صاحبان کی وجہ سے اکثر مدرسہ میں سویا کرتے تھے۔ ایک روز مدرسہ کی چھت پر تین چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک مولوی احمد حسن صاحب کی اور ایک مولانا کی، ایک میری، اور ہم اس وقت سونے کے لئے بیٹھے تھے۔ اس زمانہ میں ایک گنبد والی مسجد میں (جو اس گلی میں واقع ہے جو حکیم محمود خاں صاحب کے مکان سے چاوڑی بازار کو جاتی ہے) ایک امام رہتے تھے جو قرآن اچھا پڑھتے تھے یہ شخص پہلے خوش عقیدہ تھے، مگر بعد کو بدعتی ہوگئے تھے اور مولانا کو بُرا بھلا کہتے تھے، مگر مجھے یہ حالت ان کی معلوم نہ تھی، میں نے مولوی احمد حسن صاحب سے کہا کہ صبح کو ایک گنبد والی مسجد میں نماز پڑھیں گے کیونکہ وہاں کے امام قرآن اچھا پڑھتے ہیں، مولوی احمد حسن صاحب سے بے تکلفی تھی، انہوں نے کہا کیا بکتا ہے، تو کچھ احمق ہوگیا ہے، کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاوے، وہ ہمارے مولانا کی تکفیر کرچکا ہے، اور ان کو برا بھلا کہتا ہے۔ یہ سنکر مولانا محمد قاسم صاحب فوراً اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ احمد حسن تم ان کو احمق کہتے ہو، تم خود احمق ہو، میں ان امام صاحب کو بہت اچھا جانتا ہوں، اور یہ بھی ان کی دینداری کی بات ہے کہ وہ مجھے بُرا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو اپنے نزدیک خلاف دین سمجھتے ہیں۔ اس لئے بُرا سمجھتے ہیں۔ اگر وہ میری باتوں کو سمجھتے ہوتے تو کبھی بُرا نہ کہتے، پس یہ ان کا مجھے بُرا کہنا عین دینداری ہے۔ اور اگر ایسی حالت میں وہ مجھے اچھا کہیں تو یہ اچھا کہنا خلاف دینداری ہے اور فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کا یہی طریق ہے، چنانچہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے زمانہ میں عیدگاہ کے امام حاجی قاسم تھے، جو مولانا کے سخت مخالف تھے اور مولانا کو بہت بُرا بھلا کہتے تھے۔ بلکہ کھلی کھلی تکفیر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کا زمانہ آیا اور لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ عید کی نماز کہاں پڑھیں گے؟

مولانا نے فرمایا کہ عیدگاہ میں۔ لوگ تحیرانہ طور پر خاموش ہوگئے مولانا نے ان کے تحیر کو سمجھ کر ان سے پوچھا کہ تحیر کی کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو آپ کی تکفیر کرتے ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ان کی عین دینداری ہے، میری باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں، اور ان کے نزدیک میں خلاف دین باتیں کرتا ہوں، اس لئے میری تکفیر کرتے ہیں اور مجھے بُرا جانتے ہیں، یہ قصہ ختم ہوگیا اور ہم سوگئے، جب صبح ہوئی تو مولانا مجھے اپنے ہمراہ لے گئے اور صبح کی نماز ایک گنبد والی مسجد میں پڑھی۔[1] اس واقعہ کو بیان کرکے امیر شاہ خاں صاحب نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنے کسی بزرگ سے نہیں سنی بلکہ حکیم عبدالسلام صاحب یوں فرماتے تھے کہ میرے حقیقہ میں سید صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب و مولوی عبدالحی صاحب شریک تھے، مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ فرمایا اور یہ کہا کہ اللہ تعالٰے اپنے نیک بندوں کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتا ہے اور جو کام کئی روز میں نہیں ہوسکتا، وہ اس کو چند گھنٹوں میں کرلیتے ہیں، چنانچہ بعض لوگ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کرلیتے ہیں۔ اور یہ مضمون اس انداز سے فرمایا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خود مولانا کو بھی یہ کرامت حاصل ہے ۲۹
اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے متعلق تو صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ عصر سے مغرب تک قرآن ختم کرلیتے ہیں۔ اس بنا پر لوگ مولوی اسمٰعیل صاحب کو لپٹ گئے، اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرادیجئے۔ چنانچہ گومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے اور مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کردیا۔ یہ قصہ بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں سید صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کے دیکھنے والوں میں سے کوئی شخص زندہ نہیں تھا جس سے میں اس واقعہ کی تصدیق کرتا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب بیشک زندہ تھے، اور اس عاجز پر عنایت بھی بے حد کرتے تھے، مگر ان سے اس کی تصدیق کا موقع نہیں ملا، مگر مولوی محمود صاحب نے اس قصہ کو سنکر تصدیق کی۔

مختصر کہ یہ علامہ فضل حق صاحب نے مولانا شہیدؒ کے خلاف جتنی تدبیریں کیں وہ کارگر نہ ہوئیں، آخر تھک کر انہوں نے قلم کو سنبھالا اور مولانا اسمٰعیل سے مسائل پر تحریک کے ذریعہ

[1] امیر الروایات۔

مجلسیں شروع کر دیں۔ دوسرے علما بھی میدان تحریر میں در آئے۔ قاضی مجتبیٰ علی خاں قاضی القضاۃ مدراس۔ افضل العلما قاضی ارتضیٰ علی خاں گوپاموی کے والد، یہ بھی رسائل بازی میں مشغول تھے۔ صرف خان بہادر مفتی انعام اللہ شاہ گوپاموی نے حضرت شہید کا ساتھ دیا، اور شاہ صاحب کے رسالہ کی تائید کی۔ باوجودیکہ مفتی صاحب کی ۳۰ یا ۳۲ سال کی عمر تھی، انہیں کے ہم عمر مولانا فضل حق تھے، دونوں میں باہمی رشتہ داری بھی تھی۔ بایں ہمہ مفتی انعام اللہ شاہ بیباک حق کو حق سمجھ کر سراہتے تھے۔

مناظرہ کا یہ سلسلہ ہندوستان میں برسوں جاری رہا۔ امتناع نظیر، امکان نظیر، رفع یدین در آمین بالجہر کی بحثیں اسی وقت سے باقاعدہ شروع ہوئی تھیں۔

حضرت شہید بھی علم و فضل میں کچھ کم نہ تھے۔ فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث سے مستند فرماتے۔ اور وہ جزئیات فقہ بیان کرتے تھے کہ بڑے بڑے نامور اور مشہور فقیہ سنکر دنگ ہو جاتے تھے۔ معقول میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ علامہ فضل حق سے علمی بحث بھی جھیل سکتے تھے۔ شاہ صاحب نے معقول کی کتابوں پر نہایت وزنی حواشی چڑھائے ہیں جنہیں دیکھ کر
۱۱•۳۰ آپ کی علمیت و قابلیت کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت شہید نے ایک رسالہ منطق میں لکھا ہے جس میں شکل اول کے بعید الطبائع اور شکل رابعہ کے بدیہی الانتاج ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ بلا مبالغہ اگر معلم اول (ارسطو) موجود ہوتا تو اپنے دلائل و براہین کو تار عنکبوت سے زیادہ سست و کمزور سمجھتا۔ اور میر باقر داماد زانوے شاگردی طے کرتا۔ چنانچہ یہی تبحر علمی تھا کہ ایک طرف امام الفلاسفہ اور دیگر علمائے عصر دوسری طرف صرف شاہ صاحب یکہ و تنہا۔ شاہ صاحب نے ہر ایک کے اعتراض کا جواب دیا اور منہ نہ پھیرا۔ اسی زمانہ میں ایک شافعی مذہب کے عرب نے جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کی آمین بالجہر کہی۔ دہلی والے آمین بالجہر سے اس درجہ ناآشنا تھے کہ بعض ختم نماز بعض لوگوں نے عرب صاحب کو بے طرح مارا۔ شاہ صاحب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو دوسرے جمعہ کو شاہ صاحب اس عرب کو اپنے ساتھ لائے۔ اور نماز میں اپنے برابر کھڑا کیا اور خود بلند آواز سے آمین کہی۔ اب کے مار پیٹ تو نہ ہوئی لیکن جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد پھر ایک رسالہ شاہ صاحب نے رفع یدین کے موضوع پر لکھا۔ اس رسالہ کا

لکھنا تھا کہ علما نے وہابی کا خطاب شاہ صاحب کو دے ہی دیا۔

علامہ فضل حق کے دوست مرزا غالب ہی تھے۔ غالب شاعر تھے۔ انہیں ان مذہبی بحثوں سے کیا واسطہ۔ علامہ نے ان کو آمادہ کیا کہ تم بھی لگے ہاتھوں ثواب لوٹ لو اور نہایت اصرار کے ساتھ فرمائش کی کہ فارسی میں وہابیوں کے خلاف ایک مثنوی لکھ دو، جس میں ان کے بڑے بڑے اور مشہور عقیدوں کی تردید کرو، اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کو خاص طور پر مخاطب کر کے امتناع ختم النبیین کے مسئلہ کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرو۔ اس مسئلہ میں شاہ صاحب کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے۔ یعنی خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلعم کا مثل اس لئے پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس کا پیدا ہونا آپ کی خاتمیت کے منافی ہے، نہ اس لئے کہ خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ برخلاف اس کے علامہ فضل حق کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے، اور جس طرح خدا اپنا مثل پیدا نہیں کر سکتا، اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہیں کر سکتا۔

علامہ فضل حق کے اصرار سے غالب نے وہ مثنوی لکھی جو کلیات میں مثنویات کے سلسلہ میں چھٹی مثنوی ہے۔ یہ مثنوی علامہ نے دیکھی اور اپنی رائے کے خلاف کچھ باتیں دیکھ کر چراغ پا ہو گئے۔

مرزا غالب کو نہ شاہ صاحب سے خصومت تھی، اور نہ ان کے مخالفوں سے تعلق، بلکہ صرف دوست کی رضاجوئی مقصود تھی، چنانچہ علامہ کے کہنے سے کچھ اور اشعار کا اضافہ کر کے غالب نے اپنے دوست کو رضامند کر لیا[1]۔

یہ سب کچھ ہوا لیکن چونکہ تائید ایزدی شاہ صاحب کے شامل حال تھی، اور روز ازل سے قاطع بدعت ہونا آپ کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ آپ مخالفوں کی رسائل بازی کے دباؤ میں نہ آئے اور جواب ترکی بہ ترکی دیتے رہے۔ مگر اس میں الجھے نہیں۔ ہدایت و ارشاد کا کام برابر کرتے رہے۔

آپ کے وعظ و نصائح میں اس درجہ اثر تھا کہ خلق کو یہاں تک اختیار سنت نبوی کی توفیق اور ترک بدعات کا ولولہ پیدا ہوا کہ چند روز میں ایک اور ہی طرح کا نور ہر شخص کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا[2]۔

---

[1] یادگار غالب صہ ۷۱ [2] حیات حضرت شاہ ولی اللہ صہ ۲۵۶

یہ حال دیکھ کر آپ زیادہ تیزی سے وعظ کہنے لگے، یہاں تک کہ دعوت کا سلسلہ عام ہوگیا۔

غرض اسلام کی بگڑی ہوئی محفل میں پھر تازگی ورونق کے سامان نظر آنے لگے۔ سیتلا کی پرستش، بیوی کی صحنک، تعزیہ داری، نبروں پر چلہ کشی وغیرہ، تمام شرک وبدعات کی باتیں تھیں جن کو شاہ صاحب نے ہنکرا دیا۔

## حضرت مولانا سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سید صاحب یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۰۱ھ ۱۷۸۶ء کو قصبہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سید عرفان حسنی حسینی تھا۔ یہ امام حسن مثنٰی کی اولاد سے تھے۔ چار سال اور چار مہینے کی عمر میں تعلیم شروع ہوئی صرف تین برس مکتب میں رہے، پھر تعلیم ترک کر دی۔ بچپن ہی سے خدمت خلق کی طرف مائل تھے۔ ضعیفوں، کمزوروں، یتیموں اور مسکینوں کے کام فی سبیل اللہ انجام دیتے، بیوہ عورتوں کے گھر جاکر احوال پوچھتے، اور ان کا کام کاج کرتے۔ جنگل سے لکڑیاں تک لادکر لاتے۔ چودہ برس کی عمر میں اپنے چچا سے باترجمہ قرآن پڑھا۔ قرآن پڑھنے کا ذوق اتنا تھا کہ ہر وقت تلاوت ہی میں منہمک رہتے۔ تیرہ سال کی عمر میں باپ کا انتقال ہوا نوکری کی تمنا میں گھر سے نکلے، لکھنؤ میں آئے وہاں شیعہ سنی کا جھگڑا دیکھ کر دل برداشتہ ہوگئے، اور دہلی کا رُخ کیا۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں آئے، چونکہ وہ ان کے والد سے واقف تھے، اس لئے ان کو شاہ عبد القادر صاحب کے سپرد کردیا۔ ترجمہ قرآن، حدیث اور تفسیر ان سے پڑھی اور سنہ ۱۸۰۶ء میں طریقہ نقشبندیہ میں بیعت سے مشرف ہوکر وطن آئے اور ایک سال رہ کر ٹونک میں نواب امیر خاں کے پاس گئے، اور فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ نواب امیر خاں بانیٔ ٹونک نے انہیں اپنی محافظ فوج کا افسر بنادیا۔

جب نواب امیر خاں اور انگریزوں میں صلح ہوئی تو یہ ملازمت چھوڑ کر سنہ ۱۸۱۸ء میں دہلی آگئے اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے بیعت کی۔

شاہ عبد العزیز صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب نے اپنے اعزا اور احباب کو سید صاحب کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید، مولانا عبد الحی، مولانا وجیہ الدین، حکیم مغیث الدین، مولانا محمد یوسف نبیرہ شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ العمری جیسے حضرات جو صلاح ورشد میں مخصوص امتیاز کے مالک تھے، مع اہل وعیال حضرت سید صاحب سے بیعت ہوگئے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید سید صاحب سے بیعت کرکے ان کے ساتھ ہوگئے اور وعظ وغیرہ کا کام پہلے سے زیادہ سرگرمی سے شروع کردیا۔ اُمرا اور اہل علم رنڈی بازی میں عام طور سے مبتلا تھے۔ شاہ اسمٰعیل شہید نے ان اہل علم سے تو کچھ کہا نہیں۔ رنڈیوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ایک روز بن ٹھن کر میرٹھ پہنچے اور رنڈیوں کے بازار میں جاکر ایک کوٹھے پر چڑھ گئے۔ رنڈی نے آؤبھگت کی۔ آپ نے کہا آج شب ہمارے پاس رہنا۔ جو معاوضہ طے ہوا وہ دیکر چلے آئے۔ اسی طرح چند مشہور رنڈیوں کو رقمیں دے کر اپنا پابند بنالیا۔ رات بھر وہ منتظر رہیں۔ دوسرے دن مولانا پھر پہنچے اور دوگنی رقمیں ان سب کو دیں۔ ایسے ہی تیسرے دن کیا۔ چوتھے روز سب سے جاکر یکے بعد دیگرے کہا، فلاں جگہ آنا، وہیں کہنا سننا ہوگا۔ خیر جو مقام تجویز ہوا تھا، وہ طوائفیں بڑے طمطراق سے پہنچیں۔ تھوڑی دیر میں ایک سے ایک بڑھ کر مہوش موجود ہوگئی۔ اتنے میں شاہ صاحب آئے ہر ایک ان کا منہ تکنے لگی۔ شاہ صاحب نے ان میں بیٹھ کر ایک ایسی پُراثر تقریر کی جس سے ہر طوائف بے قرار ہوگئی، اور شاہ ۱۳۱
صاحب کے قدموں پر گرنے لگی۔ شاہ صاحب نے فرمایا، تم اپنے ملنے والوں میں سے انتخاب کرکے شادی کرلو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے دوستوں نے کہا، مولانا! پہلے روز ہی آپ نے ان عورتوں کو رام کیوں نہ کرلیا کہ اس قدر روپیہ برباد گیا۔ آپ نے فرمایا تین روز تک ان کو حلال کی کمائی کھلائی، جس سے قلب میں اچھی بات سننے کی صلاحیت پیدا ہوئی، ورنہ اِس کان سنا جاتا اُس کان نکال دیا جاتا۔

ایک دن آپ دلی میں سرِ راہ کھڑے تھے، کہ بہت سی نوجوان عورتیں رتھوں میں بیٹھی ہوئی اُدھر سے گذریں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کسبیاں ہیں اور ایک کسبی کے یہاں تقریب ہے اس میں جاکر شرکت کریں گی۔ شاہ صاحب بھی اس طرف چل کھڑے ہوئے۔ محفل رقص وسرود گرم تھی۔ آپ بھی محفل میں در آئے لوگوں نے جو شاہ صاحب کو دیکھا گھبرا کر ادھر ادھر ہونے لگے۔ کسبیاں بھی کونے میں سرکنے لگیں۔ آپ نے سب کو درد مندانہ طور سے اکٹھا کیا اور ایسا پُراثر وعظ کہا کہ کسبیاں رو پڑیں۔ آپ نے توبہ کرائی اور نکاح کی ترغیب دی۔

نواب مصطفٰی خاں شیفتہ عالم اور پڑھے لکھے بزرگ تھے۔ مگر

رجو طوائف سے دل لگا رکھا تھا۔ جس کا حال اپنے تذکرہ گلشن بہار میں اس قدر آب و تاب سے لکھا ہے کہ وہ باعث حیرت و تعجب ہے۔ حکیم مومن خاں مومن کی عیاشی، تو زبان زد عوام و خواص تھی، وہ کسی گھر بند نہ تھے۔ مرزا غالب کی رنڈی بازی، شراب خواری اور قمار بازی سے ہر شخص واقف تھا۔ اور آج کل ان کی یہی علتیں مدح خوانان مرزا غالب کا موضوع بحث اور ادبی شہکار کا درجہ لئے ہوئے ہے۔ مختصر یہ کہ اس وقت کے اکثر اہل علم حضرات ان ممنوع افعال میں بے دھڑک مبتلا تھے۔ اور جو لوگ فرقہ اہل نشاط سے تعلق نہ رکھتے تھے، وہ بہ صورت لونڈوں سے اقل درجہ پیار و اخلاص تو روا رکھا کرتے تھے۔ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں دہلوی مرحوم مرنے سے ایک سال پہلے ۱۴ شعبان کو آگرہ آئے چاند کا تاج میں لطف اٹھایا تھا۔ ہمارے کرم فرما حافظ مولوی عزیز حسن صاحب بقائی بھی ہمراہ تھے۔ راقم سطور کی بھی طلبی ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا چلو تاج محل۔ چنانچہ مع چند احباب کے تاج پہنچے اگلے لوگوں کے قصے حکیم صاحب کہہ رہے تھے اور سن رہے تھے۔ آزردہ کا ذکر آگیا۔ کہنے لگے، ان کو حسینوں اور خوب رووں سے پاک محبت رہتی تھی۔ قنوج کے ایک طالب علم
۳۲ جو بعد کے زمانہ میں مشاہیر مصنفین میں سے ہوئے، وہ آزردہ سے علوم عربیہ پڑھا کرتے تھے، وہ چونکہ خوشرو تھے، آزردہ ان سے محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک روز شمس العلماء مولانا عبد الحق خیرآبادی آزردہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آزردہ اور ان کے والد مولانا فضل حق ہم سبق تھے۔ مولانا ان کو مثل چچا کے سمجھا کرتے تھے۔ محل سرا میں مولانا داخل ہوئے تو دیکھا کہ آزردہ صاحب قنوجی صاحب سے بے تکلف تھے۔ ادب سے الٹے قدموں لوٹ آئے۔ بات آئی گئی ہوئی۔ ایک عرصہ بعد دہلی دربار ہوا جس میں شمس العلماء مولانا عبد الحق بھی شریک تھے اور نواب کلب علی خاں والی رامپور کے ساتھ تھے۔ نواب کلب علی خاں اور قنوجی باہم گفتگو کر رہے تھے کہ شمس العلماء مولانا عبد الحق آگئے۔ نواب کلب علی خاں نے قنوجی صاحب سے کہا، آپ ہمارے مولانا کو تو جانتے ہوں گے، انہوں نے فرمایا آج پہلی بار دیکھا ہے۔ اس پر شمس العلماء مولانا عبد الحق صاحب بولے۔ نواب صاحب میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ یہ جناب آزردہ سے درس لیتے تھے۔ قنوجی صاحب ایسے شرمندہ ہوئے کہ پھر اپنے خیمہ سے باہر نہ نکلے۔

غرض کہ یہ عام ہوا خواص کی تھی، عوام تو کسی گنتی میں نہیں

اور لطیفہ سنیئے آگرہ میں صدر نظامت جب الہ آباد سے آیا تو وابستگان صدر نظامت بھی آئے۔ خان بہادر مفتی انعام اللہ شہابی محکمہ قضاۃ دہلی کے مفتی تھے۔ جب یہ محکمہ شکست ہوا تو دہلی سے الہ آباد گئے اور سرکاری وکیل مقرر کئے گئے۔ چنانچہ یہ بھی اسی زمانہ میں آگرہ آئے۔ مولانا قاسم داناپوری ابو العلائی مثل خوان صدر تھے۔ مولوی غلام امام پیشکار رہتے۔ مفتی عبد الوہاب گوپاموی سررشتہ دار صدر تھے۔ آگرہ کی جامع مسجد میں رسی بٹی جاتی تھی۔ اور کبوتر پلے ہوئے تھے۔ مسلمان اس طرف سے گذرتا تو سیڑھیوں کو چوم لیتا، نماز سے کوئی سروکار نہ تھا۔ مولوی اکرام اللہ شہابی کہتے تھے، پہلے پہل جو صدر کے آنے کے بعد جمعہ آیا تو ۶۰۔۷۰ نمازی جمعہ کی نماز میں شریک ہوئے۔ تمام شہر میں شہرہ ہوگیا کہ آج بہت بڑا جمعہ ہوا۔ یہ تھی نماز کی حالت۔ اس کے بعد کے ارکان کا جو کچھ حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔

## رشوت کا قصہ

صدر نظامت میں پیشکار مولوی غلام امام تھے۔ مولوی خوب اللہ جو مولانا محمد فاخر الہ آبادی کے بھائی ہیں، وہ یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ غلام امام صاحب کے پاس جو طوائف تھی، اس کی بہن مہاراجہ گوالیار کے یہاں منسلک تھی۔ گوالیار والی کے یہاں تقریب میں آگرہ والی گئی، مگر عالم یہ تھا کہ صبح و شام جوڑا بدلا جاتا، اور جوڑا بھی بھاری ہوتا۔ گوالیار والی نے راجہ صاحب سے شکایت کی کہ میں ایک والی ملک کی داشتہ ہوں لیکن دوسرے روز بھی لباس تبدیل نہیں کر سکتی۔ مجھ سے بہتر میری بہن ہے جو ایک پیشکار کی نوکر ہے، مگر یہ عالم ہے کہ صبح و شام نئے لباس میں ملبوس ہوا کرتی ہے۔ مہاراجہ صاحب کو یہ بات ناگوار گذری، اور وہ آگرہ آئے، اور لاٹ صاحب سے تمام حالات بیان کرکے کہا کہ صدر نظامت میں رشوت کا بازار اتنا گرم ہے کہ جب پیشکار کی آمدنی ہزار ہا روپیہ ہے تو عہدہ دار تو لاکھوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوں گے۔ لاٹ صاحب نے تمام عملہ والوں پر مقدمات رشوت ستانی قائم کردیئے چنانچہ غلام امام صاحب بھی اس مقدمہ میں ماخوذ تھے۔ اسی سلسلہ میں وہ حضرات بھی رکھ دیئے گئے، جنہوں نے احمد اللہ شاہ کی معاونت کی تھی۔ اس کی تفصیل انشائے بیجز میں دیکھئے۔ غرضکہ بدقت اس بلا سے نجات ملی۔

صدر کے وکلا بڑے بڑے معاملہ میں حکام رشوتیں

روا تھے، چنانچہ مفتی اسد اللہ خاں، خان بہادر قاضی القضاۃ صدر نظامت کے یہاں ایک راجہ کا مقدمۂ قتل درپیش تھا، جس میں راجہ کا بھائی ماخوذ تھا۔ اس نے مولوی محمد شفیع وکیل الہ آباد کو ایک لاکھ روپیہ دیا کہ قاضی صاحب کو دیدو، وہ مجھ کو قتل کے مقدمہ سے بری کر دیں۔ وکیل صاحب گلاب خانہ رہا کرتے تھے اور قاضی صاحب نصیر خاں کی گلی میں رہتے تھے۔ وکیل صاحب نے قاضی صاحب سے کہا جب عدالت سے آئیں تو میرے مکان پر قدم رنجہ فرمایئے گا۔ میں اپنا مکان تعمیر کرا رہا ہوں صحیح مشورہ سے مدد دیجئے گا، چنانچہ دوسرے روز قاضی صاحب پہنچے، نئی محلسرا تھی، ہر گوشہ وکیل صاحب دکھاتے رہے۔ ایک تہ خانے میں لے جاکر ایک صندوق کے پاس کھڑا کر دیا۔ ایک زریں رومال اس صندوق میں سے نکال کر قاضی صاحب کے کندھے پر ڈالا اور کہا میاں اے اللہ! یہ ایک لاکھ روپے کی اشرفیاں کے توڑے تمہارے لئے ہیں۔ فلاں راجہ نے بھیجی ہیں، جس کا مقدمہ تمہارے یہاں درپیش ہے۔ قاضی صاحب یہ سنکر رونے لگے۔ اور کہا، چچا صورت تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ رشوت میں لیتا ہوتا اور تم ڈانٹ دیتے۔ یہ الٹا معاملہ ہے کہ چچا بھتیجے کو رشوت کھانے کی ترغیب دے رہا ہے۔ آپ فوراً اس کا روپیہ واپس کیجئے ورنہ حاکم صدر سے کہدوں گا۔ اور حاکم صدر کے پاس جاکر قاضی صاحب نے کہا کہ مجھ پر راجہ کے متعلق زور پڑ رہا ہے کہ اس کو چھوڑ دو، یہ مقدمہ کسی اور کی عدالت میں بھیجدیجئے۔ حاکم صدر نے کہا آپ کے سوا کسی اور پر مجھ کو بھروسہ نہیں۔ چنانچہ مقدمہ کا فیصلہ قاضی صاحب کی عدالت سے ہوا۔ راجہ بری ہوگیا محمد شفیع وکیل نے کہا یہ کس نے چھوڑا۔ قاضی صاحب بولے واقعات کی بنا پر فیصلہ ہے جو کیا گیا۔

زوالِ حکومت کے ساتھ مسلمانوں کی معاشرتی و تمدنی حالت بھی بہت ہی گر گئی تھی۔ یعنی ان کو شرک و کفر کا امتیاز تک نہ رہا تھا، جو رسمیں باپ دادا سے چلی آرہی تھیں وہ جزو دین قرار پا گئی تھیں، عوام تو عوام خواص بلکہ علماء اور مشائخ تک کے گھروں میں مشرکانہ رسمیں اور اعمال برتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ سیتلا کی توقیر و منزلت مثل اہل ہنود کے کی جاتی تھی چنانچہ آگرہ کا ایک واقعہ میرے علم میں ہے۔ صدر نظامت کا زمانہ تھا شاہ محمد سجاد صاحب جو مشائخ میں سے ہیں یورپ سے آئے ہوئے تھے۔ ان کے بھائی صدر میں مثل خوان تھے، اور بہت باعزت اہل کار تھے، ان کے ایک صاحبزادہ

کہ جن کی عمر نو برس کی تھی، سیتلا نکل آئی، گھر کے لوگ تلک لگاکر ان کو قندھارے جانے لگے، جو سیتلا کا استھان تھا، کہ عمدۃ النسا بیگم زوجہ خان بہادر ذوالقدر خواجہ غلام غوث بیخبر الہ آبادی کو جو بیماری کا حال سنکر شاہ صاحب کے یہاں آئی تھیں دیکھ کر سب بیبیاں رک گئیں۔ یہ اس لڑکے کے پاس بیٹھ کر مورچھل جھلنے لگیں گھر کی عورتیں ذرا ادھر اُدھر ہوئیں تو لڑکے نے کہا بہن یہ لوگ سیتلا پر چڑھاوا چڑھانے جا رہی ہیں۔ تم کو دیکھ کر رک گئیں تھیں۔ میرا وقت تو آخر آچکا۔ یہ لوگ کیوں اپنا ایمان بلاوجہ کھو رہے ہیں۔ ادھر تو بیگم صاحبہ اپنے گھر روانہ ہوئیں اور اُدھر خواتین شاہ صاحب قندھار کی طرف چلیں۔ ابھی سب راستہ ہی میں تھے کہ لڑکے نے دم توڑ دیا۔ یہ واقعہ میری ہمشیرہ احمد النسا بیگم بنت مولوی ڈاکٹر انعام اللہ مرحوم نے مجھ سے بیان کیا۔ یہ حال تھا مشائخ کے گھروں کا۔ ایک اور واقعہ سنیئے:۔

مولوی سعید احمد مارہروی کہتے تھے کہ قندھار میں سیتلا کے استھان کے دو متولی تھے۔ ایک مسلمان اور دوسرا ہندو، چنانچہ تیس یا بتیس برس ہوئے کہ ہندو نے مسلمان پر چڑھاوے کے حق سے بے دخلی کا مقدمہ چلایا تھا، اور عدالت نے مسلمان کو بے دخل کر دیا تھا۔ یہ تھی حالت اگلے زمانہ کی، جس زمانہ کے ۲۴۳
لوگوں کو آج ولی سے کم نہیں سمجھا جا رہا ہے۔

ایک لطیفہ اور یاد آیا۔ آگرہ میں غدر کے بعد یہ ہوا چلی کہ ہر کچے مزار کا عرس ہوتا تھا۔ میرے ہمسایہ میں ایک بزرگ تھے کرامت علی خاں نام کمسریٹ میں ملازم تھے۔ گھر پنشن لے کر آئے تو کافی سرمایہ ساتھ لائے، انہوں نے جو یہ حال دیکھا کہ ہر ایک خاندان میں عرس کا سلسلہ قائم ہے، اور عرس میں زیادہ خرچ بھی نہیں ہے، تو انہوں نے بھی اپنے والد بزرگ کے عرس کا اعلان شائع کر دیا۔ محمد زماں خاں رسالدار منشی سخن سنج اور خوش فکر شاعر تھے، انہوں نے عرس کا اشتہار دیکھا تو یہ شعر لکھا اور مرزا صاحب کے پاس بھیج دیا۔

کرامت خاں کرامت تا چہ لم کرد ۔۔۔ بزور زر پدر را اولیا کرد

عرس ہوا مگر جو آتا تھا اس کی زبان پر یہی شعر تھا۔ مرزا صاحب بہت خفیف ہوئے۔ دوسرے سال پھر باپ کا عرس نہیں کیا۔

جاٹ گردی اور مرہٹہ گردی کے زمانہ میں آگرہ کی بے حد خراب حالت ہو گئی تھی حتیٰ کہ شاہان مغلیہ کی طرف سے آگرہ کے جو قاضی مقرر تھے وہ سید علی ہمدانی کشمیری کی اولاد سے تھے اس وقت عہدہ قضاۃ پر قاضی میر باسط علی خاں ہمدانی سرفراز

تھے، سورج مل جاٹ نے ان کو معزول کرکے تلو بھٹ برہمن کو قاضی کے عہدہ پر مقرر کیا۔ تمام شہر کے مسلمانوں کی یہ نمیت دینی رہ گئی تھی کہ وہ ہندو قاضی کی بھی اطاعت کرنے لگے تھے، اور وہی نکاح بھی پڑھاتا تھا۔ قاضی یاسط علی خان دلی پہنچے اور بادشاہ سے جاکر سب حال کہا تو نجف علی خاں نے ذوالفقار الدولہ کو اس خدمت پر مقرر کیا، کہ وہ جاٹوں کی گوشمالی کریں، چنانچہ اس نے آگرہ پر تسلط حاصل کرکے تلو بھٹ سے اہل آگرہ آباد کو نجات دلوائی۔

اس سے بڑھ کر بے غیرتی کا اور کیا عالم ہوگا کہ فرانسیسیوں کے حرموں میں غلام عورتیں رہتی تھیں، جن کی قبریں آج تک سیر گیدڑ میں موجود ہیں۔ مغلانی کا نام اور فرانسیسی کا نام کتبہ پر تحریر کندہ بھی ہے، جب ہندوستان کی دوسری قوموں نے یہ حال دیکھا کہ مسلمان بے غیرت ہوچکے ہیں، تو سکھوں نے بھی مسلمان عورتیں گھروں میں ڈالنی شروع کیں۔ بلکہ ان کے قدم اور آگے بڑھنے لگے یعنی یہ کہ وہ مسجدیں مسمار کرتے اور ان میں گدھے گھوڑے باندھتے، اور مسلمانوں کو بے حد ذلیل و خوار سمجھتے۔ یہ سب کچھ ہوتا تھا، مگر کسی عالم یا مشائخ کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ مولانا فضل حق بھی موجود تھے، خان بہادر مفتی انعام اللہ شہابی مفتی محکمہ قضاۃ دہلی بھی زندہ تھے۔ مفتی صدر الدین خاں آزردہ بھی ۴۴
تھے، ان کے سوا بیسیوں جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں، مگر کسی کو اس کا احساس نہ ہوا، احساس ہوا تو صرف مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو یعنی جب شاہ صاحب کو مختلف ذرائع سے یہ اطلاعات ملیں کہ پنجاب میں مسلمانوں پر بے حد ظلم اور سختیاں ہورہی ہیں، حتیٰ کہ متعدد مقامات پر مسلمانوں کا ناموس پامال کیا گیا ہے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، اور اذان دینے میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے۔ گائے بھی ذبح کرنے سے روکا جاتا ہے، تو شاہ صاحب خود تحقیق حال کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ دہلی سے نکل کر امرتسر، لاہور کا دورہ کیا۔ اس دورے میں بعض مقامات کے درد انگیز حالات معلوم ہوئے اور شاہ صاحب کے دل میں خیال بیٹھ گیا کہ سکھوں کو حقوق اسلامی کے تحفظ پہ آمادہ کرنے کے لئے کوئی وسیع اور موثر کوشش ہونی چاہیئے۔

عین اسی زمانہ میں سید احمد بریلوی امیر خاں کی ملازمت ترک کرکے دلی آچکے تھے، جیسا کہ لکھا جاچکا ہے۔ سید صاحب نے بھی مختلف مقامات پر سکھوں کی سختیوں کے حالات سنے تھے اور ان کے سدباب کا ارادہ کیا تھا۔ غالباً یہی اشتراک مقاصد تھا جس کی وجہ سے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے دل پر حضرت سید احمد کی شخصیت کا بے انتہا گہرا اثر پڑا تھا، اور انہوں نے سید صاحب کی بیعت کرلی تھی

سید صاحب حج کو گئے۔ واپس آئے تو شاہ صاحب اور مولانا عبدالحی سید صاحب کی ہمراہی میں رہے، اور ملک میں دورہ کرنا شروع کردیا۔

یہ قافلہ دہلی سے رائے بریلی گیا، اور وہاں سے لکھنؤ پہنچا، لکھنؤ کی حالت دلی سے بھی بدتر تھی، شیعہ حضرات نے اصلی اسلام پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ یہاں کے بادشاہ اسلام کے لئے کلنگ کا ٹیکہ بنے ہوئے تھے۔ آصف الدولہ کا باپ شجاع الدولہ ہی تو وہ شخص تھا جس نے مغلیہ حکومت کے پرخچے اڑانے اور اسلام کو سرنگوں کرانے کے لئے مرہٹوں سے سازباز کرکے دلی پر بھاؤ مرہٹہ سے فوج کشی کرائی، اور بھاؤ اس خیال سے فوج کے ہمراہ ایک بت لیکر چلا کہ دلی کی جامع مسجد میں نصب کرکے اس کو بت خانہ قرار دے۔ اس کے مقابلہ میں نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ کی تدبیریں کارگر ہوئیں اور شجاع الدولہ کی تدبیریں خاک میں مل گئیں اور مرہٹے تباہ و برباد ہوگئے۔ بایں ہمہ نوابان اودھ کی اسلام دشمنی باقی رہی جنہوں نے اپنی حکومت کے اقتدار سے اعیان اسلام یعنی علمائے وقت کے گھر برباد کئے، ان کی وہ جائیدادیں جو حکومت سے معافی میں ملی تھیں، وہ ضبط کرلیں، اور جبر و اکراہ کے ذریعہ اپنے خیالات علمی گھرانوں میں پھیلائے۔ جو شخص شیعہ ہوجاتا تھا، اس کو جاگیر بخشی جاتی تھی، لکھنؤ کے اکثر قصبات کے لوگ دام تزویر میں آچکے تھے۔ گوپامئو اور خیرآباد پر کم اثر پڑا تھا لیکن لکھنؤ کی بدعتیں وہاں بھی پہنچ گئی تھیں، لکھنؤ میں شیعیت کا بے حد زور تھا۔ تعزیہ داری نے مشرکانہ صورت اختیار کرلی تھی۔ غضب خدا کا کہ مجتہدین نے نوابان اودھ کو ایسا آلہ کار بنا رکھا تھا کہ ائمہ علیہم السلام کے نام سے دیویوں کی طرح اچھوتیاں رکھی جاتی تھیں، یعنی ہر امام کی ایک کنواری مقرر کی گئی تھی، اور متعہ عام طور سے مروج تھا۔ نہ نماز سے غرض تھی، نہ روزے سے، زکوٰۃ کا ذکر ہی اٹھ چکا تھا۔ قرآن کی تلاوت کی جگہ نوحہ، سوز، مرثیہ خوانی نے لے لی تھی۔ مرتے وقت بھی نوحہ ورد زبان ہوتا۔ مساجد ویران تھیں۔ البتہ امام باڑہ کی سجاوٹ اور تو قیر بڑھی ہوئی تھی، لکھنؤ میں نجف اشرف، کاظمین وغیرہ درگاہیں بنائی گئی تھیں، اور فرضی قبریں بناکر ان پر منتیں مانی جاتیں، اور چڑھاوا چڑھتا تھا۔ یعنی کھلی ہوئی بت پرستی کی جاتی تھی۔

علمائے فرنگی محل اس کے خلاف آواز بلند کرتے ڈرتے تھے۔ ایسے پرآشوب عہد میں علمائے فرنگی محل جو کام کررہے تھے وہ معقولات کی کتب پر حواشی نویسی تھی، جو ان کی قابلیت کا نتیجہ

یادگار رہا ہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں، بدعات کی طرف سے چشم پوشی کے سلسلہ میں میں اپنے خاندان ہی کے علما کا ذکر لئے دیتا ہوں، جس سے اس عہد کے عام علمار کا نقشہ صاف نظر آجائے گا۔

گوپامئو جہاں کی خاک سے شیخ آدم محدث ملیرہ۔ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، خواجہ مبارک اولیاء ادھمی۔ مخدوم شیخ عبدالحی عمری۔ قاضی شیخ عبدالرحمٰن زید پوری۔ ملا وجیہہ الدین مولف ربع حصہ فتاوی عالمگیری۔ قاضی مجتبیٰ علی خاں جیسے حضرت پیدا ہوئے ہیں۔ وہاں افضل العلما قاضی ارتضیٰ علی خاں کے خاندان میں نواب والا جاہ کی اولاد میں سے کسی کی جائداد وقف ہوتی ہے، تو اس وقف میں سے جہاں مساجد وغیرہ کے مصارف کے لئے رقم مقرر ہوتی ہے وہاں امام باڑے اور تعزیہ داری کے لئے بھی رقم منظور کی جاتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عشرہ محرم میں امام باڑہ میں روزانہ جو مجالس منعقد ہوتی ہیں، افضل العلمار کے برادر خورد مولوی مظفر علی صاحب ان میں نوحہ خوانی کرتے تھے وہ اردو میں ذکر شہادت پر ایک کتاب بھی لکھ گئے ہیں جو آج تک سالانہ مجالس عزا میں برابر پڑھی جاتی ہے۔

وہ خانقاہ جہاں سنہ سے لیکر سنہ۱۲ تک قرآن وحدیث وفقہ کا درس ہوتا تھا، جہاں قاضی مبارک شارح مسلم قاضی عصمت اللہ بن ملا عبدالقادر بدایونی۔ ملک بہاء الدین بلگرامی۔ مولانا آفاق لکھنوی۔ ملا نظام الدین سہالوی جیسے حضرات نے علوم وفنون کے درس کی تکمیل کی تھی، اس کے بالکل سامنے ایک چبوترہ بنایا جاتا ہے، جہاں شب عاشورہ کو علمائے گوپامئو بیٹھتے ہیں، اور جس وقت والا جاہی خاندان مذکور کا تعزیہ رات کو دو بجے آتا ہے، اس کو تعظیم دیتے ہیں۔

یہ تھی عام حالت علمائے کرام کی۔ اس سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ قاضی محمد اسمٰعیل قاضی القضات مدراس کے پوتے مفتی محمد حسن صاحب خود خانقاہ مذکور میں تعزیہ رکھتے تھے اور اپنا تصنیف کیا ہوا مرثیہ خود سناتے تھے آخر یہ صاحب بدترین افلاس اور نکبت کی حالت میں پانسو روپے ماہوار کی جائداد کو تہس نہس کرکے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

اس زمانہ میں تعزیہ داری میں لکھنؤ کے بعد آگرہ کا نمبر بڑھا ہوا تھا، بلکہ آج بھی بڑھا ہوا ہے۔ براق یعنی چار پاؤں کا گھوڑا جس کا جسم سینہ سے چہرہ تک انسان کا ہے، اور جس کے بازوؤں پر دو پر بھی لگے ہوتے ہیں، آگرہ میں اب بھی نکلتا ہے یہ تصویر مصریوں کے بت کا نقشہ ہے، جس کی ہیئت بائبل انسائیکلوپیڈیا میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ تابوت سکینہ، اور شدے وغیرہ بھی اسی زمانہ کی یادگاریں ہیں۔

تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ جس وقت امام عالی مقام مع خاندان کے کوفیوں کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو امام کا سر اتارا گیا اور شہدا کے ہاتھ پنجوں سے کاٹے گئے، اور ان سب کو نیزوں پر نصب کرکے اہل حرم کے ساتھ کوئی دف بجاتے ہوئے کوفہ سے دار الخلافہ تک لے گئے۔ غالباً یہ وہی عمل ہے جو آج تک تمام نہلو محب اہل بیت کرتے ہیں۔

لطف یہ ہے کہ تعزیہ داری بھی مقامی خصوصیات سے کی جاتی ہے، بھوپال میں شیر بنتے ہیں۔ بڑودہ میں ایک آدمی کو تاڑی پلاکر دولہ بنایا جاتا ہے۔ نعل صاحب اٹھائے جاتے ہیں۔ غرضکہ بدتہذیبی کی کوئی بات ایسی نہیں جو عشرہ محرم میں نہ کیجاتی ہو۔ آگرہ میں پھولوں کے تعزیہ پر اس قدر عرضیاں چڑھتی ہیں جس کی مثال کسی مزار پر بھی نہیں مل سکتی۔ اس تعزیہ پر [illegible] امام شہید دسویں محرم کی صبح کو الوداع پڑھا کرتے تھے۔

غرضکہ لکھنؤ سب جگہ سے اس بدعت میں آگے تھا۔ اسی ۳۵
وجہ سے اس دورہ میں شاہ اسمٰعیل صاحب شہید اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی۔ رائے بریلی سے پہلے لکھنؤ ہی آئے دونوں کے مرید ہمراہ تھے۔ لکھنؤ پہنچ کر ان حضرات نے وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔

**ایک واقعہ** امیر شاہ خاں صاحب نے فرمایا، کہ جس واقعہ کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں، اس کو میں نے اپنے استاد میاں جی محمدی صاحب۔ حکیم خادم علی صاحب حکیم عبدالسلام صاحب ملیح آبادی۔ قاضی عبدالرزاق اور مولوی عبدالقیوم سے سنا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل شہید صاحب نے لکھنؤ میں قیام کرکے ایک روز اعلان فرمایا کہ کل ہم شیعوں کی عیدگاہ میں وعظ کہیں گے۔ چنانچہ آپ حسب اعلان وعظ کہنے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ اس اعلان کی اطلاع عام طور پر ہوچکی تھی۔ اس لئے دونوں فریق کے لوگ جمع ہوگئے، اور بہت بڑا مجمع ہوگیا۔ مولانا منبر پر تشریف لائے، اور وعظ شروع فرمایا مولوی عبدالقیوم صاحب مولوی عبدالحی کے صاحبزادے آپ کے قدموں میں بیٹھے تھے۔ وعظ میں آپ نے مذہب شیعہ کی خوب دھجیاں اڑائیں۔ اس وعظ میں دو نوجوان لڑکے جو بھائی

بھائی تھے اور جن میں سے ایک کا نام محمد ارتضیٰ تھا۔ اور دوسرے کا محمد مرتضیٰ تھا، مولانا کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پر بھی وعظ کا اثر ہوا، اور ان میں سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ مولانا کی تقریر کو سنکر میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اس شہر میں ہماری حکومت ہے اور یہ شخص جو مذہب شیعہ کی اس بیباکی سے تردید کر رہا ہے، محض ایک معمولی اور دُبلا پتلا آدمی ہے نہ کہیں کا بادشاہ ہے، نہ نواب، نہ اس کے پاس فوج ہے، نہ ہتھیار۔ باوجود اس بے کسی و بےبسی کے یہ جو اس قدر جرأت دکھلا رہا ہے تو وہ آخر کون سی بات ہے، جو اس کو اس بیباکی اور سرفروشی پر آمادہ کر رہی ہے، وہ صرف اس کا ایمان ہے۔ اب ہم اپنے ائمہ پر نظر کرتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ہمارے مذہب کی روایات کے مطابق اس قدر قوی اور شجاع تھے کہ ان کی قوت کو نہ کسی فرشتہ کی قوت پہنچتی تھی اور نہ جن کی۔ باایں ہمہ وہ تقیہ بھی اس قدر کرتے تھے کہ مخالف تو درکنار خود اپنے شیعوں سے بھی صاف بات نہ کہتے تھے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ مذہب شیعہ تو کسی طرح حق نہیں ہو سکتا، کیونکہ یا تو ان کی بہادری کے افسانے جھوٹے ہیں۔ یا ان کے تقیہ کی کہانی غلط ہے۔ اب صرف دو
۳۲۶ مذہب سچے ہو سکتے ہیں، یا مذہب خوارج جو ان کو کافر کہتے ہیں یا مذہب اہل سنت وجماعت، جو کہتے ہیں کہ ائمہ نہایت راست گو اور نہایت باایمان تھے، اور ان کی شان لایخافون فی اللہ لومۃ لائم تھی، اور اس کا مذہب وہی تھا جو اہل سنت کا مذہب ہے جو باتیں ان کی طرف شیعہ نسبت کرتے ہیں، وہ ان کا اختراع ہے اور جب مذہب شیعہ بالکل افسانہ ثابت ہوا، اور حق دائر ہو گیا خوارج اور اہل سنت کے مذہب کے درمیان، تو پھر جب میں ان دونوں مذہبوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو مجھے اہل سنت کا مذہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ اس کو سنکر بڑے بھائی نے کہا کہ مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے، جب وہ دونوں متفق ہو گئے تو چھوٹا بھائی اٹھا اور کہا کہ مولانا ذرا منبر سے اُتر جائیے، مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ مولانا سمجھے کہ شاید یہ میری تردید کرے گا۔ اور یہ خیال کر کے آپ نیچے تشریف لے آئے۔ اس لڑکے نے منبر پر جا کر تمام شیعوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صاحبو! آپ کو معلوم ہے کہ اس مقام پر شیعوں کی حکومت ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مولانا جو اس جرأت سے مذہب شیعہ کی تردید فرما رہے تھے، ان کو نہ تو بادشاہ کا خوف تھا، نہ ارکان دولت کا اور نہ عام رعایا کا۔ یہ محض ایک معمولی شخص ہیں، کہ نہ ان کو جسمانی قوت میں ہم لوگوں سے کوئی امتیاز حاصل ہے، اور نہ ان کے پاس کوئی فوجی قوت ہے، پھر باوجود اس بےکسی اور بےبسی اور کمزوری کے جو وہ اس قدر جرأت دکھلا رہے تھے، اس کا سبب کیا ہے، اور وہ کون سی قوت ہے جس نے ان کو اس قدر جانباز اور جری بنا دیا ہے۔ میرے نزدیک وہ قوت صرف قوت ایمانی ہے اب میں دریافت کرتا ہوں کہ ہمارے ائمہ جو عمر بھر تقیہ کرتے رہے، حتیٰ کہ خود اپنے شیعوں سے بھی ڈرتے رہے تو اس کمزوری کا کیا سبب ہے اگر اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں قوت نہ تھی، تو اول تو مذہب شیعہ اس سے انکار کرتا ہے، اور ان کے اندر انسانی طاقت سے زیادہ طاقت بتلاتا ہے پھر اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ قوت میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے کسی صورت سے کم نہ ہوں گے، پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں مولوی اسمٰعیل کی سی جرأت نہ تھی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے بھی کمزور تھے اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ کسی طرح حق نہیں ہو سکتا اگر حق ہو سکتا ہے تو مذہب خوارج یا مذہب اہل سنت، اور یا تو ائمہ (نعوذ باللہ) سراسر بے ایمان تھے، جیسا کہ خوارج کہتے ہیں اور یا وہ پکے سنی تھے، جیسا کہ اہل سنت کہتے ہیں۔ یہ میرا شبہ ہے اگر کسی شیعہ کے پاس اس کا جواب ہو تو اس کا جواب دے ورنہ میں مذہب شیعہ سے تائب ہوتا ہوں۔ اور میرے ساتھ میرا بڑا بھائی بھی تائب ہوگا۔ اس مجمع میں مجتہدین بھی تھے، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر کہا کہ یا تو کوئی صاحب جواب دیں ورنہ میں سنی ہوتا ہوں۔ اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا۔ آخر وہ منبر سے اترا اور مولانا سے عرض کیا کہ میں اپنا کام کر چکا۔ اب آپ وعظ فرمائیں۔ مولانا نے فرمایا کہ وعظ سے جو میرا مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور جو تقریر تم نے کی میں ایسی نہ کرتا۔ اس لئے اب مجھے کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ دونوں کسی بڑے وثیقہ دار کے لڑکے تھے جب یہ سنی ہو گئے تو انہوں نے اپنا سب گھربار چھوڑ دیا۔ اور مولانا کے ساتھ ہو گئے، اور انہی کے ساتھ رہے۔ یہاں تک جنگ میں مولانا کے ساتھ شہید ہو گئے۔

کانپور میں سید محمد لسنین کے مکان پر سید صاحب اور شاہ صاحب مقیم تھے۔ منڈورصاحب فرنگی کی میم سید صاحب کی تحریک سے مشرف باسلام ہوئی۔ اور ایک ہفتہ سید صاحب اور شاہ صاحب کو مہمان رکھا۔ مس موصوف نے اپنی ایک کوٹھی مع سامان آرائش حضرت کی نذر میں پیش کی۔ سید صاحب نے اس کو قبول فرما کر وقف کر دیا اور مس موصوف کو اس کا متولی بنا دیا اور ہدایت کر دی

کر مسافروں اور بالخصوص سلسلہ مبارکہ کے مسافروں کی خدمت کرتی رہیں گی[۱]

سید صاحب کانپور سے کوڑہ جہان آباد گئے پھر پھلواری پہنچ کر قاضی کی مسجد میں قیام کیا۔ یہاں سے قصبہ دلمئو ہوتے ہوئے دریائے گنگ کی راہ سے کشتیوں کے ذریعہ کلکتہ کا سفر کیا۔ موضع محمد سدادہ میں ٹھہرا۔ اتر پڑے شیخ مظہر علی نے قافلہ کی دعوت کی۔ آپ کے ساتھ کثیر التعداد مرید بن گئے۔ ڈگڈگی موضع کے محمد پناہ اور ان کے فرزند شیخ محمد کفاہ نے قافلہ کی دعوت کی۔ تین روز ڈلمگی میں قافلہ رہا۔ سینکڑوں آدمی اطراف و جوانب سے آ کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ڈلڈگی میں جا بجا تعزیہ رکھنے کے چبوترے امام باڑہ کے نام سے تھے۔ حضرت سید صاحب نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ ان چبوتروں کو توڑ دو۔ اور تعزیہ داری سے توبہ کرو، چنانچہ سب چبوترے توڑ دیئے گئے۔ یہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے۔

الہ آباد پہنچے تو شیخ غلام علی صاحب نے پندرہ روز قافلہ کو ٹھیرا کر اور بڑے پیمانہ پر دعوت کی۔ پچیس ہزار روپیہ صرف کیا۔ ڈاکٹر شاہ اجمل کے مشائخ میں سے بعض حضرات آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے مرزا پور پہنچے۔ شیخ عبد اللطیف سوداگر نے ایک ہفتہ تک ان لوگوں کو ٹھہرایا۔ اور چار ہزار روپے نقد دیئے۔ یہاں سے چنار گڈھ پہنچے۔ پھر بنارس گئے۔ بنارس میں حیات النسا بیگم اور خاندان مغلیہ کے شہزادوں نے ہاتھوں ہاتھ قافلہ کو لیا۔ ایک ماہ قیام کیا نماز عید الضحیٰ یہیں پڑھی۔ بنارس سے کشتیاں روانہ ہوئیں۔ اور غازی پور اور زمانیہ ہو کر دانا پور پہنچے۔ یہاں ایک ہفتہ رہے۔ پھر پٹنہ عظیم آباد گئے۔ وہاں سے مونگیر اور بھاگل پور ہوتے ہوئے سید صاحب مرشد آباد پہنچے اور یہاں کے شیعوں کو وعظ سنایا۔ پھر ہگلی گئے اور مقام سی پور میں ٹھہرے خلیفہ سید عبد اللہ نے تواضع و مدارات کی۔ شی پور سے کلکتہ پہنچے۔

منشی امین الدین کلکتہ کے معزز عمائدین میں سے تھے حکومت کی جانب سے وکیل سرکار تھے، انہوں نے قافلہ کو اپنا مہمان کیا۔ اور بڑی مدارات کی۔ امین الدین صاحب کے پاس ایک طوائف نوکر تھی، یہ اس کے عاشق و شیدا تھے۔ شاہ صاحب اور سید صاحب کے پاس آتے تو توبہ کر کے آتے۔ واپس جاتے تو اس کی صحبت میں رہتے۔ سید صاحب کو خبر لگی تو آپ رنڈی کے پاس پہنچ گئے۔ رنڈی چلمن میں جا چھپی۔ سید صاحب نے ایسی پر اثر گفتگو امین الدین صاحب سے کی کہ وہ بہت پشیمان ہوئے۔ فوراً رنڈی چلمن سے نکل کر قدموں پر گر پڑی، اور تائب ہوئی۔ چنانچہ سید صاحب نے دونوں کا نکاح کر دیا۔

حاجی جیون بخش صاحب رحمن کی اولاد میں حاجی محمد اسمٰعیل صاحب جیسی دہلی میں) کلکتہ کے مشہور سوداگر تھے۔ حضرت شہید کے ایک وعظ میں ان کی وساطت سے انگریزوں نے بھی شرکت کی۔ انگریز مرد و زن اور بچوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی۔ حضرت شہیدؒ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرما کر ایسا رقت انگیز بیان فرمایا کہ حاضرین سے ضبط ناممکن ہو گیا۔ روتے روتے سارے مجمع کی ہچکیاں بندھ گئیں، اور آنسو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے۔

اثنار وعظ میں کسی شخص نے حضرت شہیدؒ سے دریافت کیا کہ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت شہیدؒ نے فرمایا۔ اس بے ضرر قوم سے جہاد نہیں کرنا چاہیئے البتہ سکھوں سے جہاد کرنا فرض ہے جن کا ظلم حد سے بڑھ چکا ہے[۱]

کلکتہ میں زنا اور شراب خواری کا بازار بہت گرم تھا۔ ہزاروں عورتیں عصمت فروشی کی وبا میں مبتلا تھیں۔ ہزاروں مرد بے نکاحی عورتیں گھروں میں ڈالے ہوئے تھے۔ ختنہ کی سنت تقریباً متروک تھی۔ سید صاحب اور حضرت شہید کی تبلیغ و تلقین کا یہ اثر ہوا کہ شراب ۴۲ کے
کے ٹھیکہ دار اپنے ٹھیکہ منسوخ کرانے لگے۔

مولانا شہید اور مولانا عبد الحی صاحب پیر، منگل اور جمعہ کے دنوں میں نماز ظہر و جمعہ کے بعد سے عصر تک وعظ کہا کرتے تھے۔ اور سید صاحب داد و دہش کرتے تھے۔ دس ہزار روپیہ قیام کلکتہ میں فقراء اور حاجت مندوں کو دیا گیا۔

ہر جگہ بدعت و شرک اور کفر کے خلاف وعظ کہتے جاتے جو علمائے سو مناظرہ کرتے، ان کے مقابل ہوتے اور بحثیں کرتے۔ فتاوے لکھے جاتے اور استفسارات کے جواب دیئے جاتے تھے اسی دوران میں سکھوں کے مقابلہ کے لئے سید صاحب رضاکار بھی بھرتی کرتے تھے۔ جب سارا انتظام حسب منشا ہو گیا تو ۱۸۲۶ء میں سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے روانگی عمل میں آئی۔

مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر اخبار انقلاب لاہور "تیرھویں صدی کے دو مجاہد" کے زیر عنوان ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ

"سفر جہاد اور جدال و قتال کی مفصل کیفیت اس مضمون میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ سفر کے نقشہ پر نظر پڑتی ہے تو ان مجاہدوں کی اولو العزمی پر رو رہ کر

[۱] سوانح احمدی صفحہ ۴۶

[۱] سوانح احمدی صفحہ ۵۷

تعجب ہوتا ہے۔ غزنوی، غوری اور تیموری ترکتازوں نے تو دنیا میں دھوم مچا رکھی ہے۔ لیکن سید احمد اور شاہ شہید کے نام سے بہت ہی کم لوگ واقف ہیں، اور جو واقف ہیں، ان میں سے بھی اکثر حصہ خلاف ہے۔ حالانکہ باقی واقعات کو ترک کر کے محض سفر جہادی کو مد نظر رکھ لینے سے ان بزرگوں کی عظمت کا ایسا منظر سامنے آتا ہے کہ مسلمان قیامت تک اس سے عزیمت کا درس لیں۔ محمود غزنوی اور تیمور کے عزم اور سید احمد و حضرت شہید کے عزم میں فرق اگر ہے تو یہ ہے کہ پہلا طبقہ اصولاً دنیا کے لئے لڑا۔ دوسرا طبقہ خالصۃً دین کے لئے لڑا۔ پہلے کو حالات کی سازگاری سے کامیابی نصیب ہوئی۔ دوسرے کو گرد و پیش کی ناسازگاری نے ناکام رکھا۔ اس کے سوا نفس عزیمت و ارادہ میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔"

حضرت سید احمد بریلوی جنوب کی طرف سے پنجاب پر حملہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس طرف انگریزی سلطنت تھی اور وہ مزاحم
۴۸ نہ تھی، اور اسے کچھ سروکار نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک گونہ ذاتی منفعت کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمان بادشاہ کی مرہٹہ وغیرہ کے مقابلہ میں مدد و معاونت کر رہی تھی۔

آپ رضاکاروں کو لے کر تھانیسر، مالیرکوٹلہ۔ ممدوٹ۔ بھاول پور۔ حیدر آباد سندھ۔ خان گڑھ۔ درہ ڈناوڑ۔ درہ بولان وغیرہ سے ہوتے ہوئے شین پہنچے۔ وہاں سے قندھار گئے۔ قندھار سے کابل۔ پھر کابل سے درہ خیبر کے راستہ سے پنجاب میں داخل ہوئے۔ ذرا رائے بریلی کو دل میں بٹھا کر اس طول سفر کا تصور ذہن میں لایئے۔ اور سوچئے کہ جو دل و دماغ ایک پاک دینی مقصد کی خاطر یہ سفر برداشت کر سکتا ہے۔ کیا اس کی فوق العادت عزیمت میں دنیا کے کسی انسان کو شک کی جرأت ہو سکتی ہے۔ مگر جاہل مولوی ایسے اصحاب عزیمت و دعوت کو کافر کہتے اور ان کی مساعی جمیلہ پر پردہ ہی ڈالتے رہے۔ خدا نے ان کو ذلیل و رسوا کیا، اور اہل حق کا بول بالا رہا۔

راستے میں امیر دوست محمد خاں کے بھائی بیعت کر چکے تھے سید صاحب پنجاب میں داخل ہوئے تو سردار بدھ سنگھ دس ہزار فوج لے کر اکوڑہ پہنچا، جو شہر سے سات، آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ سید صاحب نے سب سے پہلے شریعت اسلامی کے مطابق ایک اطلاع نامہ دربار لاہور کے نام بھیجا۔ بعد ازاں لڑائی ہوئی جو جنگ اکوڑہ کے نام سے مشہور ہے۔ سید صاحب کا لشکر کئی ٹکڑیوں پر منقسم تھا۔ بدھ سنگھ مجاہدین کے مقابلہ میں نہ ٹھیر سکا۔ اور اکوڑہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ سکھوں کے دو سو سپاہی مارے گئے اور مجاہدین میں سے ۳۷ آدمی شہید اور ۴۵ آدمی زخمی ہوئے۔

## جنگ سیدو

اس جنگ کے بعد مختلف چپقلشیں ہوتی رہیں مجاہدین نے ایک شبخون مارا۔ فتوحات سے متاثر ہو کر سرداری سردار جوق در جوق بیعت کرنے لگے۔ پھر سیدو کے مقام پر دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی۔ دربار لاہور اس دوران میں پشاور کے مسلمان سرداروں کو ساتھ ملا چکا تھا۔ اگرچہ وہ بظاہر سید صاحب کے ساتھ تھے۔ یار محمد خاں کے نوکروں نے سید صاحب کو زہر دے دیا۔ ادھر جنگ شروع ہوئی، ادھر سید صاحب بیہوش ہو گئے۔ مجاہدین نے شکست کھائی، اور وہ سید صاحب کو موضع چپہ میں لے گئے۔ ہوش آیا تو شاہ اسمٰعیل صاحب نے پوری کیفیت عرض کی۔ جن لوگوں نے زہر دیا تھا، ان کو گرفتار کر کے حضرت کے روبرو لایا گیا، مگر آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ وہ علماء جو قتل کے لئے فتوے تیار ہوئے۔ مگر سید صاحب برابر نرمی فرماتے رہے۔ اس زمانہ میں سید صاحب کے لشکر پر بڑی عسرت تھی۔ آپ بنیر اور سوات کا دورہ کر کے برابر لوگوں کو حلقہ بیعت میں داخل فرماتے رہے۔ مساوات کا یہ عالم تھا کہ سب لوگ یکساں طور پر خدمات انجام دیتے تھے۔ بعد ازاں مجاہدین نے ڈمگلہ پر شبخون مارا۔ پھر شنکاری کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں شاہ شہید نے بارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر حسن تدبیر سے حملہ آوروں کی ایک بڑی جماعت کو بھگا دیا۔ اس جنگ میں حضرت شاہ صاحب کی ایک انگلی مجروح ہو گئی۔

## مولوی محبوب علی صاحب دہلوی

دہلی اور ہندوستان سے امداد کا سلسلہ جاری تھا۔ لوگ بھی آ رہے تھے، اور روپیہ بھی۔ انہیں آنے والوں میں مولوی محبوب علی صاحب دہلوی بھی تھے۔ چونکہ ان کی آمد تک پہاڑی قبائل خلاف ہو چکے تھے، اس لئے محبوب علی صاحب کو بڑی تکلیفیں پیش آئیں، وہ ذرا تند مزاج تھے، حاضر ہو کر کہنے لگے کہ سکھوں سے پہلے ان نام نہاد مسلمانوں کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ مجاہدین کے درمیان رہنے سے انہیں بعض اور شکایات بھی پیدا ہو گئیں۔ اور وہ واپس لوٹ گئے۔ ان کی واپسی نے مجاہدین کی امداد پر بڑا اثر ڈالا۔ لیکن شاہ محمد اسحاق اور آپ کے بھائی شاہ محمد یعقوب

لوردوسرے عزیز بدستور سرگرم امداد رہے، اور دہلی سے برابر امداد بھیجتے رہے۔ ۱۸۲۶ء میں مولانا عبدالحی صاحب نے بمقام کھبر انتقال کیا۔ گویا سید صاحب کا ایک قوی بازو ٹوٹ گیا۔ سید صاحب نے بخارا، بدخشاں، کاشغر وغیرہ میں بھی اپنے قاصد بھیجے تھے۔ سلیمان شاہ والی کاشغر نے ایک بی بی آپ کے نکاح کے لئے بھیجی۔ انہیں ایام میں سید صاحب کا نکاح ہوا۔ سید صاحب کی شہادت کے بعد یہ ٹونک چلی گئیں، اور تادم مرگ وہیں مقیم رہیں۔ ان کا انتقال ۱۸۶۳ء میں ہوا۔

## مختلف جنگیں

اس کے بعد مختلف جنگیں ہوتی رہیں، مثلاً آتمان زئی کی جنگ جس میں درانیوں اور پٹھانوں سے مقابلہ ہوا۔ پنج تار کی جنگ، جس میں سکھ فوج کی کمان جنرل ونتورا کے ہاتھ میں تھی، اس میں مجاہدین کو کامیابی ہوئی۔ زیدہ کی جنگ درانیوں کے حملہ کے باعث ہوئی، لیکن درانیوں نے اس میں بھی شکست کھائی، اور یار محمد زخمی ہوکر وفات پاگیا۔ تربیلا کی جنگ میں مجاہدین لپسپا ہوئے، بعد ازاں انب، پھولڑہ، پنج تار، ہنڈ وغیرہ پر جنگیں ہوئیں۔ سید صاحب حقیقتاً بہت پریشان ہوگئے تھے اس لئے کہ ایک طرف سرحدی مسلمان ان پر حملہ کرتے تھے اور دوسری طرف سکھوں سے معرکہ جاری تھا۔ سید صاحب مسلمانوں کے خلاف جنگ سے بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے، اسی زمانہ میں آپ نے سرحد کو چھوڑ کر کشمیر جانے کا ارادہ فرمایا، اس لئے کہ کشمیر کو مرکز جہاد بناکر آگے بڑھیں، لیکن اس میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

## فتح پشاور

جنگ ہنڈ میں سرحدیوں کو شکست دینے کے بعد شاہ اسمٰعیل نے ہوتی مردان پر قبضہ کرلیا پشاور بھی فتح ہوگیا۔ اس کے بعد یار محمد خاں کے بھائی سلطان محمد خاں نے معافی مانگی۔ سید صاحب نے پشاور اس کے حوالہ کردینے کا فیصلہ کیا۔ تمام مشیروں نے اس رائے کی مخالفت کی۔ ارباب بہرام خاں سید صاحب کا نہایت وفادار محب تھا۔ اس نے آخر میں سید صاحب سے کہا کہ میں کسی علاقے کا خواہاں نہیں ہوں لیکن صرف آپ کو نقصان سے بچانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ علاقہ سلطان محمد خاں کو نہ دیجئے۔ میں چار ہزار فوج رکھوں گا، اس کا سارا خرچ خود ادا کروں گا، وہ فوج ہر وقت مجاہدین کے ساتھ رہے گی۔ سید صاحب کے دل میں تالیف قلب کا خیال تھا۔ اس لئے سلطان محمد خاں ہی کو علاقہ دے دیا۔ سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی قاضی پشاور مقرر ہوئے، اور خود سید صاحب پنج تار لوٹ آئے۔

## سلطان محمد کی بے وفائی

سلطان محمد خاں نے اس طرح پشاور اور ملحقہ علاقہ واپس لینے کے بعد ظاہری برتاؤ اچھا رکھا۔ لیکن اندرونی طور پر ریشہ دوانیاں کرتا رہا۔ آخر اس نے ایک طرف مظہر علی صاحب کو شہید کرڈالا۔ اور اس کے ساتھ ہی تمام علاقہ میں سید صاحب کی طرف سے عشر کے جو تحصیلدار مقرر تھے، ان سب پر حملہ کرادیا، اور ان میں سے بہت کم زندہ بچے۔ اس واقعہ ہائلہ نے سید صاحب کو شدید صدمہ پہنچایا، اور آپ نے فیصلہ فرمالیا کہ یا تو کشمیر چلے جائیں یا واپس لوٹ کر کسی دوسرے مقام سے جہاد کا سلسلہ شروع کریں۔ سید صاحب سارا علاقہ چھوڑ کر روانہ ہوئے تو سکھوں نے خالی کردہ علاقے میں سخت ظلم برپا کئے۔ صدہا مسلمان مارے گئے یہ ۱۸۲۹ء کے واقعات ہیں۔

## شہادت گاہ بالاکوٹ

سید صاحب لوٹے آرہے تھے اور غنیم تعاقب میں تھا۔ جابجا چپقلشیں ہوئیں۔ جب سید صاحب تمام مجاہدین کو لیکر بالاکوٹ آگئے تو سکھوں کے سردار شیر سنگھ نے ایک کثیر لشکر کے ساتھ مجاہدین پر حملہ کا ارادہ کرلیا۔ سید صاحب نے تمام راستوں پر گارد متعین کردی۔ صرف ایک ہی راستہ تھا، جس سے حملہ ممکن تھا ۳۹
اس راستہ کے گارڈ کے ایک شخص نے نمک حرامی کی اور راجہ شیر سنگھ کو راستہ بتادیا، چنانچہ وہ اسی راستہ سے فوج کو لاکر بالاکوٹ پر حملہ آور ہوا۔ اب موت وحیات کا آخری فیصلہ تھا۔ سید صاحب نے سیاہ لباس پہن کر اسلحہ زیب بدن فرمائے، اور جب سکھ بہت آگے بڑھ آئے تو سید صاحب خود بھی مجاہدین کے گروہ میں شامل ہوگئے۔ اس کے بعد کسی نے سید صاحب کو نہ دیکھا۔ راجہ شیر سنگھ کامیاب ہوا۔ سید صاحب شہید ہوگئے۔ اور ارباب بہرام خاں بھی جو سید صاحب کے نہایت سچے جاں نثار تھے شہید ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ شیر سنگھ نے شہدا میں سے سید صاحب اور شاہ صاحب کی لاشیں علیحدہ کرائیں اور سیاہ دوشالہ اڑھاکر انہیں اعزاز کے ساتھ دفن کرادیا۔ شاہ صاحب کی قبر اب تک موجود ہے لیکن سید صاحب کی قبر کا پتہ نہیں۔ ارباب بہرام خاں کو بھی باعزاز دفن کیا گیا۔

شہادت کے وقت حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کی عمر ۵۲ سال کی تھی، اور شاہ سید احمد بریلوی کی عمر ۴۴ سال کی تھی ۱۲۴۶ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

## شاہ شہیدؒ کی تصانیف

تو یہاں مقیم ہوئے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی کی مفتی صاحب سے قرابت قریبہ تھی۔[۱]

## مولانا فضل حق خیر آبادی

**نام و نسب** فضل حق بن فضل امام بن شیخ ارشد ہرگامی بن محمد صالح بن عبد الواحد بن عبد الماجد بن قاضی صدر الدین ہرگامی بن قاضی اسمٰعیل بن قاضی عماد الدین بدایونی بن شیخ ارزانی بن شیخ منور بن خضیر الملک بن حضیر الملک بن سالار شام بن وجیہ الملک بن بہاء الدین بن عطاء الملک بن ابو الفتح ملک بن عمر الحاکم بن ملک عادل بن قارون بن خیر حسن بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔[۲]

مولانا کے اجداد میں سے اکثر ایران کے بعض قطعات کے حکمراں رہے۔ زمانہ کے دور سے حکومت چھین لی تو اپنے آبائی مشاغل علم و فضل کی طرف جھک گئے۔ بشیر الملک کے دو بیٹے تھے مفتی شمس الدین اور مفتی بہاء الدین یہ بھی تارک وطن ہوئے مفتی شمس الدین رہتک کے مفتی ہوئے، انہیں کی اولاد سے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تھے۔[۳] مفتی بہاء الدین بھی وارد ہند ہوئے اور مفتی بدایوں مقرر ہوئے۔ ان کے پڑپوتے عماد الدین ہرگامی تھے، جو قاضی ہرگام کے شاگرد ہوئے، قاضی نے اپنی دختر کی شادی ان سے کی۔ اور قاضی کے مرنے پر یہ قاضی ہرگام ہوئے ان کے خلف قاضی اسمٰعیل تھے، جن کے صاحبزادے قاضی صدر الدین تھے۔ ۴۲

قاضی صدر الدین ہرگامی عالم متبحر فاضل جلیل نواسہ شیخ سعدی کاکوری کے تھے۔ شاہ بہا الزود قاضی صدر ان کے بہنوئی ہوتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، ملا ابو الواعظ ہرگامی جو عالمگیر کے استادوں میں سے تھے اور فتاویٰ عالمگیری کے مولفین میں سے تھے۔[۴] دوسرے ملا عبد الواجد تھے۔ ایک صاحبزادی تھیں جو مفتی حبیب اللہ بن مخدوم شیخ عیسیٰ محدث گوپاموی کو منسوب تھیں جن سے مفتی علیم اللہ تھے۔[۵] انہیں کے اخلاف میں سے خان بہادر مفتی انعام اللہ شہابی گوپاموی تھے۔

ملا عبد الواجد کے صاحبزادے حافظ محمد صالح عہد محمد شاہ میں منصب دار تھے۔ ان کے پوتے مولانا فضل امام تھے۔

مولوی فضل امام بن شیخ ارشد ہرگامی نے فضل و کمال اور علم بھی مولوی سید واجد کربلی جو علاو تاج الدین گوپامئی کے شاگرد تھے۔ ان سے علوم عقلیات و نقلیات کی تحصیل کی، دہلی میں صدر الصدور ہو گئے، مگر درس و تدریس جاری تھا، حضرت شاہ صلاح الدین صفوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مرقات اور افق المبین کا حاشیہ آمدنامہ، تحفۃ الصیر وغیرہ کتب تصنیف کی ہیں۔ ۱۲۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

**ولادت** مولانا فضل حق ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ کے سایہ میں نشو و نما پائی۔

**تحصیل علم** چار سال کی عمر میں بسم اللہ ہوئی۔ آٹھ برس کی عمر میں رسائل صرف و نحو پڑھنے لگے۔ علوم معقول کی تکمیل باپ سے کی۔ اور علم حدیث مولانا شاہ عبد القادر دہلوی سے حاصل کیا۔ بہت کم عمری میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری، مولوی امجد علی اور مولوی احمد علی خیر آبادی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی فضل حق صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب جس روز کوئی کتاب ختم کر کے آتے، اس روز شاہ عبد القادر صاحب سبق پڑھاتے اور جس روز کتاب خدمت گار ہاتھ کے ہاتھ لاتے اس روز سبق نہ پڑھاتے۔ مولانا حدیث پڑھانے جاتے تو ہاتھی پر سوار ہو کر جاتے ........ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے فرمایا کہ مولوی فضل حق اور مفتی صدر الدین یہ کہا کرتے تھے کہ اس خاندان کے لوگ علوم دینیہ جیسے حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ خوب جانتے ہیں، مگر معقولات نہیں جانتے چنانچہ ایک روز جس وقت پڑھنے جا رہے تھے ابھی دروازہ شاہ صاحب تک پہنچے بھی نہ تھے کہ شاہ صاحب نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ ایک بوریا مسجد سے باہر ڈال دو اور ایک صحنک کے اندر جب فضل حق اور صدر الدین آئیں تو ان کو وہیں بٹھا دینا یہ حسب الحکم بٹھا دیے گئے اور جب دونوں آ گئے، تو ان کو وہیں بٹھا دیا گیا۔ ان کے آنے کی شاہ صاحب کو اطلاع ہوئی تو شاہ صاحب تشریف لائے اور آ کر بوریے پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میاں فضل حق اور میاں صدر الدین آج میں پڑھانے کو جی نہیں چاہتا۔ البتہ جی چاہتا ہے کہ کچھ معقول کے خرافات میں گفتگو ہو چنانچہ فرمایا کہ جسے جی چاہے سوال کرو جیسے حضرت کی خوشی ہو۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ متکلمین کونسا مسئلہ ایسا ہے جو فلاسفہ کے مقابلہ میں بہت ہی کمزور ہے۔

---

[۱] الفضائل جعفر [۲] تذکرۃ الانساب [۳] حیات ولی اللہ دہلوی [۴] آمدنامہ للمولوی فضل امام [۵] تذکرۃ الانساب للمولوی مصطفیٰ علی خان گوپاموی۔

انہوں نے عرض کیا کہ حضرت متکلمین کے تو اکثر مسائل کمزور ہی ہیں۔ مگر فلاں مسئلہ تو بہت ہی کمزور ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا تم فلاسفہ کا مسئلہ لو اور ہم متکلمین کا۔ اور پھر گفتگو کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ بہت اچھا۔ اس پر گفتگو ہوئی اور شاہ صاحب نے دونوں کو ناچار کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اچھا اب یہ بتلاؤ۔ فلاسفہ کا کون سا مسئلہ سب سے کمزور ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ فلاں مسئلہ بہت کمزور ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا اب تم متکلمین کا پہلو لو اور ہم فلاسفہ کا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شاہ صاحب نے اب بھی ان کو چلنے نہیں دیا۔ جب بہت رگڑا ان کو ملزم کر دیا، تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں فضل حق و میاں صدر الدین تم یہ نہ سمجھو کہ ہم کو معقول نہیں آتی ہے بلکہ ہم نے اس کو ناقص اور واہیات سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ مگر انہوں نے تو اب تک نہیں چھوڑا۔ وہ اب تک جاری قدم ہی کہتے جاتے ہیں[1]

**فراغت علم** — علامہ نے تیرہ برس کی عمر میں فراغت علمی حاصل کر لی تھی۔ حافظہ قوی رکھتے تھے۔ چار ماہ میں کلام مجید حفظ کیا تھا۔

**درس و تدریس** — بعد فراغ تحصیل ہونے کے باپ کے ارشاد پر طلبہ کو درس دینے لگے۔ [illegible] میں طلبا حاضر ہوتے تھے [illegible] سب کو علامہ ہی سبق دیا کرتے۔ مولانا [illegible] سے منقول ہے کہ مولوی فضل امام نے ایک طالب علم سے فرمایا کہ میاں جاؤ۔ فضل حق سے سبق پڑھ لو۔ وہ آیا۔ غریب آدمی، بدصورت، عمر زیادہ، علم کم، ذہن کند [illegible] نازپروردہ، جمالی صورت، کمسنی سے آراستہ چہرہ [illegible] بھلا ایسی سے تو کیسے ملے [illegible] تھوڑا سا سبق پڑھایا تھا کہ [illegible] اس کی کتاب پھینک دی، برا بھلا کہہ کر نکال دیا۔ وہ روتا ہوا مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال بیان کیا۔ فرمایا کہ جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔ مولوی فضل حق صاحب آئے اور درس لینے کو بیٹھے ہی تھے۔ مولانا نے ایک تھپڑ ایسے زور سے دیا کہ ان کی دستار فضیلت دور جا پڑی، پھر فرمانے لگے کہ تو تمام عمر [illegible] ناز و نعم میں پرورش پائی، جس کے سامنے کتاب [illegible] پڑھا لیا۔ طالب علموں کی قدر [illegible] گھر گھر [illegible] بھیک مانگتا اور طالب علم

[illegible]

جانا تو حقیقت معلوم ہوتی۔ طالب علم کی قدر کیسے ہے پوچھ۔ خبردار تم جانتے کہ اگر آئندہ بات سے طالب علموں سے کچھ کہا۔ یہ چپ کھڑے روتے رہے [illegible] خیر قصہ رفع دفع ہوا لیکن پھر کسی طالب علم کو کچھ نہیں کہا[1]

**واقعات** — ایسٹ انڈیا کمپنی کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔ علما بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے۔ کوئی منافرت نہ تھی۔ اور نہ یہ احساس تھا کہ آنکھوں دیکھتے اپنا وجود ختم ہو رہا ہے۔ قومی حمیت جا چکی تھی۔ زندگی کے آثار بالکل باقی نہ رہے تھے۔ محکمہ قضاۃ کمپنی نے توڑا۔ باوجودیکہ یہ عمل مداخلت فی الدین تھا۔ مگر کسی عالم کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مفتی انعام اللہ خان بہادر گوپاموی محکمہ قضاۃ کے مفتی (وکیل) تھے۔ وہ اس سے علیحدہ کر کے صدر نظامت جو قائم کیا گیا اس کے سرکاری وکیل مقرر کئے گئے۔ محکمہ صدر الہ آباد سے آگرہ آیا تو وابستگان صدر بھی آئے[2]

دہلی میں مولانا فضل امام صدر الصدور تھے۔ مولوی فضل حق کچھ عرصہ کے لئے ریذیڈنٹ دہلی کے محکمہ کے سررشتہ دار ہو گئے۔ مولوی صدر الدین خان آزردہ صدر الصدور ہوئے۔ مولوی مملوک علی مدرس مدرسہ سرکاری مقرر کئے گئے۔ یہی وہ وقت تھا کہ مولانا شہید نے آواز اصلاح بلند کی۔ اور علماء سو گرم تھے۔

**ملازمت** — علامہ عدالت ضلع میں سررشتہ دار ہو گئے۔ پھر کمشنری میں تبدیلی ہوئی۔ نازک مزاج واقع ہوئے تھے۔ حکام اس وقت تنگ مزاج تھے۔ حفظ مراتب کا کیا خیال۔ ارباب علم اور بے علم سب برابر۔ ادنیٰ اعلیٰ یکساں دیکھے جاتے تھے۔ علامہ نے استعفیٰ دیا۔ نواب فیض محمد خان رئیس جھجر نے پانسو روپیہ ماہوار معاوضے کے لئے پیش کیا۔ اور قدردانی کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ دہلی سے روانگی کے وقت ولی عہد سلطنت صاحب عالم مرزا ابوظفر (بہادر شاہ) نے اپنا ملبوس دوشالہ علامہ کو اڑھا دیا اور بوقت رخصت آبدیدہ ہو کر کہا، چونکہ آپ جانے کے لئے تیار ہیں۔ میرے لئے بجز اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ میں بھی اس کو منظور کر لوں۔ مگر خدا علیم ہے کہ لفظ وداع دل سے زبان پر نہ آتا ہے[3]۔ ایک عرصہ تک نواب جھجر کے پاس رہے۔ پھر مہاراجہ صاحب الور نے بلا لیا۔ کچھ عرصہ سہارنپور میں رہے پھر ٹونک چلے گئے۔ آخر میں لکھنؤ میں صدر الصدور کے عہدہ پر سرفراز ہوئے

[1] تذکرہ غوثیہ از مولانا گل حسن شاہ پانی پتی [2] تاریخ خاندان مفتیان گوپامئو از مفتی محمد حسن [3] آب حیات صفحہ [illegible]

**شطرنج** } مولوی رحمٰن علی خاں تذکرہ علمائے ہند میں اپنا مشاہدہ لکھتے ہیں کہ میں نے ۱۲۶۵ھ میں بمقام لکھنؤ مولانا کو دیکھا کہ حقہ نوشی کی حالت میں شطرنج بھی کھیلتے جاتے تھے، اور ایک طالب علم کو افق المبین کا درس اس خوبی سے دیتے تھے کہ مضامین کتاب طالب علم کے ذہن نشین ہوتے چلتے۔

مولوی اکرام اللہ شہابی گوپاموی نے شمس العلماء مولانا عبد الحق سے پوچھا تھا، بھائی دنیا میں حکیم کا اطلاق کن کن پر ہے۔ مولانا کہنے لگے بھتیا! ساڑھے تین حکیم صرف دنیا میں ہیں، ایک معلم اول (ارسطو) دوسرے معلم ثانی (ابو نصر فارابی) تیسرے والد ماجد (مولانا فضل حق) اور نصف بندہ۔

غرضکہ مولانا اپنے زمانہ میں ایک فخر روزگار فاضل اور فلسفی تھے۔ آپ کی جودت طبع رسائی ذہن، بلند خیالی، دقیق النظری بے نظیر تھی۔

**شعر و شاعری** } فضل و کمال و علمی حیثیت سے علامہ بڑی قدر و منزلت کا شخص تھا۔ اس کی نظیر مشکل سے ملیگی علوم معقول کے مجتہد و امام تھے ہی، مگر علم ادب جو عربیت کا بڑا جوہر ہے۔ اس میں وہ کمال حاصل تھا جس کے آج تک ماہرفن تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ عبارت ایسی لکھتے تھے جس کی مثال علمائے ۴۴
ہند میں ملنا مشکل ہے۔ شاعری کی طرف متوجہ ہوئے تو عرب کے معاصرین شعراء میں گوئے سبقت لے گئے۔ قدمائے عرب کے کلام سے نتائج فکر کسی طرح خیالات و جذبات میں کم نہیں علامہ کو عربی نظم پر بڑی قدرت حاصل تھی، عروض و علم شعر میں اہل عصر سے ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ چار ہزار سے زیادہ اشعار کہے آپ کے کلام کا بڑا ذخیرہ مولوی سبحان اللہ گورکھپوری کے کتب خانہ میں منتقل ہو گیا۔ دو بیاضیں مولوی ولایت حسین لاہر پوری کے کتب خانہ میں ہیں۔ راقم سطور کے کتب خانہ مفتیان گوپامئو میں علامہ کے دستی مسودہ علمی سرمایہ کی زینت ہیں۔

**کمال** } علامہ نے ایک قصیدہ عربی میں ایک قصیدہ کی طرز پر لکھا اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کو سنانے کے لئے لے گئے۔ شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دیئے۔ مولوی فضل امام بھی اس وقت وہاں موجود تھے، وہ فرمانے لگے کہ صاحبزادے علامہ نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر و حدیث تو ہے نہیں فن شاعری ہے۔ اس میں بے ادبی کی کیا بات۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ برخوردار تم سچ کہتے ہو۔ مجھ کو سہو ہوا۔ غرضکہ آپ کی قادر الکلامی اور انشاء عربی بڑے پایہ کی تھی۔ آپ کی عربی نظم و نثر علم ادب کی جان اور اس کی روح ہے۔

**بیعت** } مولانا زہد و تقویٰ کے مجسم پیکر تھے۔ خوش اخلاقی منکسر مزاجی، زہد و اتقا، احتیاط حد درجہ کی تھی آپ حضرت شاہ دھومن دہلوی شیخ المشائخ سلسلہ قادریہ کے مرید بھی تھے اور ان کے خلیفہ بھی۔

**وفات** } ۱۲ صفر المظفر ۱۲۷۸ھ میں وفات پائی، رنگون میں دفن ہوئے۔

**تصانیف** } الجنس الیغالی شرح جواہر الغالی حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک گوپاموی۔ حاشیہ افق المبین حاشیہ تلخیص الشفاء۔ الہدیۃ السعیدیہ۔ روض المجود در تحقیق حدوث رسالہ قاطیغوریاس۔ رسالہ در تحقیق علم و المعلوم۔ رسالہ تاریخ غدریہ۔ رسالہ جیادیہ۔ شرح ہدایت الحکمت وغیرہ۔

**اولاد** } شمس العلماء مولانا عبد الحق۔ مولوی شمس الحق۔ سیدۃ النساء حرماں متخلص ایک صاحبزادی تھیں۔

**حضرت آزردہ** | مولانا صدر الدین خاں آزردہ خلف مولوی لطف اللہ کشمیری۔ حدیث حضرت شاہ عبد القادر دہلوی سے پڑھی اور علوم عقلیات مولانا فضل امام سے حاصل کی حکام وقت کی طرف سے غدر سے قبل عہدہ صدر الصدور پر ممتاز ہو گئے تھے۔ علمی شغل قائم تھا، عدالتی کاموں سے فرصت پا کر درس و تدریس میں لگ جاتے شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ مجرم اکبر آبادی سے مشورہ سخن لیا۔ نواب یوسف علی خاں۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی۔ سر سید احمد خاں آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ذوق۔ مومن۔ غالب۔ علامہ فضل حق خیر آبادی دوست تھے۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے سلسلہ میں ان کو بھی جیل ہوئی ۱۶ جولائی ۱۸۶۸ء کو انتقال ہوا۔

مولانا کی آخر زندگی بڑی کلفت سے گذری جیل سے چھوٹے تو چالیس روپے ماہوار پنشن ملتی تھی، اسی میں اپنے قدیم خدمت گاروں کو گلے سے لگائے رکھتے۔ کسی کو آخر دم تک جدا نہیں کیا۔ خود فاقہ سے رہتے مگر نوکروں کو تنخواہ ضرور دیتے۔

**مولانا رشید الدین خاں دہلوی** | علم کلام کے عالم متبحر تھے اپنے وقت میں علمائے معاصرین میں امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ ۱۲۴۹ھ میں انتقال کیا

مولوی کریم اللہ بن مولوی لطف اللہ فاروقی } مولوی محمد کاظم

صاحب نے اکتساب علم کیا۔ سید آل احمد صاحب مارہروی سے بیعت تھے۔ صاحب تصانیف ہیں۔ ۴ شوال [illegible]ھ کو انتقال فرمایا۔

**مولوی مخصوص اللہ صاحب** فرزند رشید مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی۔ علم و فضل میں گوئے سبقت اقران و امثال سے لے گئے۔ ایک عرصہ تک درس و تدریس مشغلہ رکھا۔ حدیث و تفسیر میں ملکہ خاص تھا۔ عربی نظم میں اچھا ملکہ تھا۔

**مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی** حدیث و فقہ مولانا اسحاق نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ علمی ذوق کے بزرگ تھے بادشاہ دہلی کے دربار سے تعلق تھا۔ مذہبی رسائل اردو میں شائع کئے۔ وعظ گوئی کی مجلس روزانہ آپ کے یہاں منعقد ہوتی تھی مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ مع حاشیہ مظاہر الحق کے نام سے کیا۔

مولوی عبد الخالق صاحب آثار الصنادید میں لکھتے ہیں "آپ کا شہرہ علم و فضل کا اوائل حال سے آج تک شہر شاہجہاں آباد میں بلند ہے۔ تقویٰ شعار ترویج ملت میں ساعی ہیں اور مواعظ دینیہ پیرایہ۔ بہت سے لوگ ان کے ارشاد ہدایت سے براہ راست پر آئے۔ تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی۔

**مولوی سید محبوب علی صاحب** علم حدیث و فقہ میں اقران و امثال سے پیش چنانچہ اکثر کردہ تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی کے خاندان سے کی۔ تمام عمر درس و تدریس میں گذاری۔

**مولوی نصیر الدین شافعی دہلوی** شاگردان مولانا محمد اسحاق سے ہیں۔ مقربان بادشاہ سے تھے۔ قناعت و استغنا میں شہرت رکھتے تھے۔

**مولانا محمد نور الحسن دہلوی** شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق صاحب خیرآبادی ذی علم و ذی لیاقت بزرگ تھے۔ اپنے وقت میں صاحب کمال لوگوں میں سے گنے جاتے تھے آثار الصنادید میں آپ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ مولوی کرامت علی خلف الرشید مولوی حیات علی خوش نویس شاگرد رشید مولانا فضل امام خیرآبادی بغرض ملازمت دلی سے حیدرآباد چلے گئے۔ ہزار روپے ماہانہ کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

**مولوی مملوک علی** شاگرد رشید مولوی رشید الدین خاں صاحب علم معقول و منقول میں دستگاہ کامل تھی

مدرسہ شاہجہاں آباد میں عہدہ مدرسی پر فائز رہے۔ اسی شغل میں عمر تمام کی۔

**مفتی سید رحمت علی خاں عرف میر لال دہلوی** حضور سلطانی سے بخطاب سراج العلما ضیا الفقہا سید رحمت علی بہادر سے ممتاز تھے دربار شاہی کے معززین سے تھے۔

**آخون شیر محمد افغانی** مولانا شاہ عبد القادر کے شاگرد اور مولانا اسمٰعیل شہید کے ہم سبق تھے بعد تحصیل علم درس و تدریس علوم عقلی و نقلی سے شغل رہا۔ کسب فیض باطن حضرت شاہ غلام علی سے کیا اور مرتبہ خلافت پایا ۲۹ صفر ۱۲۵۷ھ کو وصال ہوا۔

**مولوی سید امان علی** شاگرد شاہ عبد القادر دہلوی ارباب علم و فضل سے تھے۔

**مولوی محمد جان** اہل علم سے تھے۔ مدت تک سرکار انگریزی میں عہدہ سررشتہ داری فوجداری پر مامور تھے۔ آثار الصنادید کی تحریر کے وقت بقید حیات تھے۔

**مولانا محمد اسحاق** نواسہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نانا سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ درس و تدریس شغل تھا۔ آخر میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے، اور وہیں انتقال کیا۔

## حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کے دور کے مشائخ

۱۔ الشیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ کمالات ظاہری اور مقامات باطنی طے کئے ہوئے تھے علم و عمل و فضل و کمال اور تجرید اور تجر۔ علم و سخاوت۔ ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم تھے۔ ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کو وصال ہوا۔

۲۔ مولانا شاہ ابو سعید خلیفہ اعظم حضرت شاہ غلام علی حضرت مجدد صاحب کی اولاد سے تھے۔ علم قرأت میں یکتائے روزگار سے تھے۔ وفات ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ ٹونک میں انتقال ہوا۔ دہلی میں دفن کئے گئے۔

۳۔ مولانا شاہ احمد سعید مولانا ابو سعید کے خلف اور جانشین تھے۔ حافظ کلام اللہ اور متبع سنت رسول اللہ تھے۔ ۱۲۶۳ھ میں بقید حیات تھے۔ ان کے صاحبزادے مولانا شاہ عبد الغنی تھے۔

۴۔ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ میں تمام عالم میں مشہور تھے۔ اولیائے کرام سے تھے۔ بیعت خواجہ ضیاء الدین مجددی سے کی۔ آپ

مظلوم کربلا

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

# دس ہزار روپیہ کے نقد انعامات

اصلی اور سب سے پہلی ایجاد

## اصلی کالا تیل سنگار

[illegible] کا استعمال سفید بالوں کو قدرتی طور پر سیاہ کرتا ہے۔ نزلہ زکام و دیگر دماغی بیماریوں کو روکتا۔ آنکھوں کو طراوت بخشتا، اور بالوں کو گرنے سے روکتا، عورتوں کے بالوں کو لمبا کرتا چمکدار اور ملائم کرتا ہے۔ لاکھوں نفر بفائدہ استعمال کرتے ہیں قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک الگ۔ تین شیشی پر محصول معاف

## دیکھو وہ دوشیزہ کتنی حسین ہے

گویا آسمان سے حور اتر آئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے شروع ہی سے اسے استعمال کیا ہے، وہ ہزاروں میں ایک حسین دکھائی دیتی ہے۔

### خوب صورتی کا خفیہ راز رجسٹرڈ کیا ہے؟

بیسویں صدی کی ایک ایسی حیرت انگیز ایجاد ہے جو مفید دواؤں اور نفیس خوشبوؤں سے تیار ہو کر کالے رنگ کملائے ہوئے چہرے کو جھائیوں اور مہاسوں کو جڑ سے کھو دیتا ہے۔ جلد کو اندر سے صاف مثل کی مانند ملائم اور گلاب کی پتی کی طرح سرخ و سفید بنا دیتا ہے۔ ہر عورت اس کے عاشق، لڑکے لڑکیاں اس کے متوالے ہیں۔ [illegible] سے جاری ہے

## عورت کی مصیبت

اکثر عورتوں کو ہر مہینہ حیض کی خرابی کی وجہ سے ایسی مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں، جس کا مرد خیال بھی نہیں کر سکتے۔ حیض کم آتا ہو یا دیر سے آتا ہو تو بے فکر ہو کر ایلا پلز کا استعمال کر لیجئے تمام تکلیفیں تین روز کے استعمال سے ہی دور ہو جائیں گی قیمت فی شیشی مکمل خوراک صرف تین روپے آٹھ آنے محصولڈاک معاف۔ ان گولیوں کا حمل کے دنوں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ ڈر ہے ان گولیوں کا استعمال حمل گرا دے۔

**اصلی ہندوستانی شفاخانہ پی ڈی بکس ۱۵۲ نئی دہلی P.D.**

---

## مفت

ہر ایک قابل حکیم۔ ڈاکٹر۔ وید۔ طبیب حاذق۔ وید راج یا ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ کی خوب صورت آنریری سند نصف فیس یعنی پانچ روپیہ میں منگوا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی M.H.R.S کی سند بھی مفت دی جاتی ہے۔ نصف فیس کی شرط تھوڑے عرصہ کیلئے ہے۔ اس لئے جلد از جلد فائدہ اٹھائیں۔ لٹریچر مفت۔

**انڈین میڈیسن کمپنی (۱۹) بیٹ نمبر ۴ لاہور**

## مفت

تھوڑا [illegible] سرمایہ سے منافع بخش کاروبار شروع کرنے اور اپنے [illegible] رہکر عزت سے معقول آمدنی کمانے دکاروبار [illegible] [illegible] کا لٹریچر مفت منگوائیں۔

**[illegible] ۳ [illegible] لاہور**

---

## چودہ ۱۴ روز میں نئی جوانی

### جلدی کیجئے جوان بننے کا یہی موسم ہے

عالی جناب شفاء الملک حکیم دلبر حسن خاں صاحب صدر آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس طبیب اعظم دہلی نے شاہی مطب کو چند ایسے لاجواب نسخے عنایت فرمائے ہیں، جن کے صرف چودہ روز کے استعمال سے بالکل نکمے اور گئے گذرے انسان بھی نئی جوانی حاصل کر سکتے ہیں۔ پیدائشی بیماری کے علاوہ ہر قسم کی نامردی۔ کمزوری بستی کا شرطیہ اور حکمی علاج کیا جاتا ہے۔ ہزارہا نامردی، جریان، احتلام، سوزاک اور آتشک کے بگڑے ہوئے مایوس بیمار فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ جو صاحب دہلی تشریف لاکر علاج نہ کرا سکیں، وہ مفصل حالات بھیج کر مشورہ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

**مینیجر شاہی مطب رجسٹرڈ نزد جامع مسجد دہلی ٹیلیفون [illegible]**

## تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قبضہ چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے، تو احباب کا مسخر کرنا، رشتہ داروں کا مطیع کرنا اعداء [illegible] قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا [illegible] کے عامل کیلئے معمولی بات ہے قیمت ۶

## معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز [illegible] نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ کیوں حضور [illegible] جاتے تو وہ افسانوں کا بہترین افسانہ بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں مذہب۔ اسلامی عبادت کی حکمت، احکام عبادات کے منافع۔ ثمرات عبادت۔ ثمرات آخرت۔ تارک نماز کے نقصانات، [illegible] عقلی عبادت۔ نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت۔ اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور ترجمہ مع اصل عربی قیمت ۸ ر

## ضروریات دین

دفتر [illegible] ایک [illegible] کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں صرف ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔ دینی ضروریات کو مسلمانوں میں تقسیم کرنی چاہئے۔ دینی ضروریات کو کم فرصت کیلئے تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف بیلا [illegible] دوسرے پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے۔ ضخامت تین سو صفحے قیمت ۸ ر

## [illegible]

[illegible] کے پہلے [illegible] دیکھ پایا [illegible] خانہ [illegible] شریف کا [illegible] کا فاقہ [illegible] کا فاقہ، جو [illegible] پڑھنے سے [illegible] درج ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

---

# دہلی کا مشہور بے لاگ ہفتہ وار اخبار

# حریت

## جس سے مکار سیاسی لیڈر اور عیار مذہبی رہنما کانپتے ہیں

**حریت :-** کی بے باک نکتہ چینی کی سارے ہندوستان میں دھوم ہے۔

**حریت :-** کسی پارٹی کا اخبار نہیں ہے، وہ ہر مظلوم کا حامی ہے، اور ہر ظالم کا دشمن۔

**حریت :-** کی حق گوئی میں مزیدار کڑواہٹ ہے، جس کو صرف حق پسند محبوب رکھتے ہیں۔

**حریت :-** مزدوروں، کسانوں، غریبوں کا ہمدرد، اور سرمایہ داروں کا دشمن ہے۔

**حریت :-** میں ایک بلند پایہ، اور ترقی پسند اخبار کی تمام خصوصیات ہیں۔

**حریت :-** میں ہفتہ بھر کی اہم خبریں، بلند پایہ مقالات، بے باک تنقیدیں، نصیحت آموز افسانے [illegible]

**حریت :-** بہت ہی سستا اخبار ہے۔ پیشوا سے دوگنا سائز اور [illegible] صفحے کی ضخامت ہے۔

**حریت :-** کی سالانہ قیمت بہت ہی کم ہے (دو روپے) ششماہی ایک روپیہ ہے۔

**حریت :-** کے ایڈیٹر ملک کے نامور اہل قلم سیف الحق جناب سید [illegible] صاحب [illegible]

**حریت :-** دہلی سے ہر جمعہ کو پابندی وقت سے شائع ہو رہا ہے۔

**حریت :-** کی خریداری کے لئے ٹکٹ قبول نہیں کئے جاتے۔ وی پی بھیجا جاتا ہے۔

**حریت :-** کا نمونہ دیکھے بغیر آج ہی خریداری کے لئے ذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج [illegible] ہونے پر اپنی قیمت واپس منگا لیجئے۔ اس سے زیادہ ضمانت اور کیا ہو سکتی [illegible]

معہ پیچے کا پتہ :- منیجر رسالہ شہرِ اولیاء [illegible]

---

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور عشق آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھئیے اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط ہیں جس کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں۔ متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک ہیں۔ قیمت صرف ۸ ر

## عورت سے لطف بالتصویر

حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھیئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صدہا مشرقی و مغربی کتابوں کا عطر ہے، یہ وہ کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور رنگین تصاویر ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں [illegible] [illegible]

## خطابت

[illegible] فن خطابت، تقریر کی جادو بیانی [illegible] اسلام کی [illegible] گفتگو [illegible] اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی [illegible] خطابت کا مطالعہ فرمائیے [illegible] آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں [illegible] آپ کی تقریر میں [illegible] پیدا [illegible] ہزاروں کے مجمع میں [illegible] قیمت ۱۲ر

## [illegible] معاشرت

یہ ناز الخلیہ واد کے قلم کی [illegible] دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک افسانہ اسلامی معاشرت کی بولتی تصویر ہے۔ افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے۔ کسی مسلمان گھر کو اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ضخامت ۸۰ صفحے۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف ۸ر جلد طلب فرمائیں بہت کم باقی ہیں

## اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں، جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط وکتابت نہیں کر سکتے، ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیے۔ تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسوں میں اونچے، کلبوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشمند بن جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے۔ مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا طول عمل، پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ ہے تین حصوں میں اور تینوں یکجا۔ قیمت ۱۲ر

## میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں؟ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل ہو جائیں۔ ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلیں۔ یہ اسلامی جوڑہ ایک ایسا جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہتر ہوں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں

قیمت ۸ر محصول ۲ر

## معلم عربی

ہر انسان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے۔ اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا۔ اس کے ابتدائی مرحلے ہی [illegible] چھڑا دیتے ہیں۔ معلم عربی میں صرف و نحو کے [illegible] سلسلہ سے [illegible] بتایا گیا ہے کہ [illegible] تھوڑے [illegible] قیمت [illegible]

## غیبی نوشتے

علم نجوم، علم رمل، اعداد، پامسٹری، فال اور شگون، علم قیافہ، تعبیر نامہ خواب وغیرہ کی انسائیکلوپیڈیا۔ چونکہ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنے آئندہ واقعات معلوم کرنے کیلئے بعض دفعہ بےتاب ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ نجومیوں اور رمالوں کے پھندے میں پھنس کر جھوٹے سچے واقعات سے اپنا مستقبل خراب کر لیتا ہے۔ یہ کتاب منگانے کے بعد آپ اپنے مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں علوم ہی نہیں بلکہ زبان بھی ہے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۸ صفحے قیمت ۴ر

## تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت اور طغیانی کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب وغریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں آ جاتا ہے۔ یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

## زندگی کو جنت کی کھیتی بنا

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی، وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے اعمال کو اس سانچہ میں ڈھال لو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کیلئے قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو۔ تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دولتوں [illegible] کی حقدار ٹھہراتے ہوئے کیا کیا ہدایات فرمائی ہیں قیمت ۱۲ر

## آفتاب رسالت

مولانا [illegible] صاحب [illegible] سیرت [illegible] رسول خدا [illegible] کے بہت [illegible] حصوں میں لکھی ہے پہلا حصہ [illegible] دوسرا [illegible] قیمت [illegible]

## خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضی، حضرت عمر فاروق رضی، حضرت عثمان غنی رضی، حضرت مولا علی، حضرت امام حسن کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات، ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات پچاس سے زائد [illegible] کا مجموعہ [illegible] لکھائی چھپائی، ضخامت پانسو صفحے [illegible] کاغذ [illegible] مجلد [illegible] قیمت [illegible]

## قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابوالبصیر [illegible] کے ہم سال مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے، کفار قریش اور منکرین کلام الہٰی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا، قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجزنما ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل، اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے [illegible] قیمت [illegible]

## پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب، فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بےمثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں تو مختلف [illegible] اور رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوتی ہیں مگر اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے تھے۔ اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے گئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی [illegible] کی تشریح نہایت [illegible] عمر خیام [illegible] قیمت [illegible]

# سفید داغ پھلبہری کو پورا فائدہ ہوا

جناب بابو محمد حیات خاں ریٹائرڈ ہیڈ کلرک چیف انجنیئر دسٹرکٹ پی ڈبلیو ڈی ارکیشن برانچ پٹیالہ تحریر فرماتے ہیں مجھے یہ تصدیق کرتے ہوئے خوشی ہے کہ سفید داغ پھلبہری کی جو دوا میں نے گذشتہ ماہ آپ کے ہاں سے منگائی تھی، اس کے استعمال سے میری رشتہدار لڑکی کو پورا فائدہ ہوا اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی دیگر دوائیاں بھی ایسی ہی کارگر ثابت ہوں گی۔

## مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام

### سفید داغ برص پھلبہری کا مجرب علاج

اگر اس فقیری مرہم کو تین یوم مالش کرنے سے بغیر کسی ضرر تکلیف کے سفید داغ جڑ سے نہ جاتے رہیں تو کل قیمت واپس۔ اعتبار نہ ہو تو اقرارنامہ لکھا لیں اپنی حالت اور عمر ضرور تحریر فرمائیں۔ قیمت فی شیشی ۲ روپیہ

مندرجہ بالا سرٹیفکیٹ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائیگا

بواسیر کی شرطیہ دوا } پہلے روز درد اور خون بند۔ تین روز میں مکمل آرام قیمت دو روپے۔

پتہ:- امریکن میڈیکل سٹور پی ٹی بکس ۵۲ نئی دہلی

---

آپ مرنے سے پہلے

# بیکسی کی موت نہ مریئے

دل کی حرکت بند ہو جانے سے موت کا ایک دم واقع ہو جانا [illegible] کہہ سکتا کہ وہ شخص جس کا دل کمزور ہے جو معمولی سی ہنسی خوشی کی خبر [illegible] ہے اور جس کا خطا معمولی سی محنت مشقت کرنے سے شروع ہو جاتا ہے کب دل کی حرکت [illegible] کا شکار نہ ہو جائے۔ ایسی موت بھی کتنی بیکسی کی موت ہوتی ہے کہ انسان کسی سے کچھ نہ کہہ سکتا ہے نہ کسی سے مل سکتا ہے۔ مناسب ہے دل کی کوئی پیشبندی کر لیجیے [illegible] بوڑھا مرد عورت کوئی بھی ہو دل کی حرکت بند ہو جانے سے محفوظ نہیں۔ اگر جسم کمزور ہے مزاج چڑچڑا ہے جسم میں خون کی کمی ہے جسم جلدی سے تھک جاتا ہے تو لاپرواہی کو چھوڑ کر فوراً حبوب مقوی دل کا استعمال شروع کر دیجیے ان گولیوں کا صرف ایک ہفتہ کا استعمال آپ کی کایا پلٹ دیگا اور دل کو پوری طور پر طاقتور بنانے کے علاوہ کثیر تعداد میں خون صالح پیدا کر دیگا جس سے آپ کی صحت میں حیرت انگیز اضافہ ہو جائیگا۔ یہ گولیاں بدہضمی دور پیٹ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے سیروں گھی اور دودھ ہضم کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں۔ اچانک موت کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہتا قیمت پوری شیشی ۱۲۰ گولی چار روپے نمونہ کی شیشی ۴۰ گولی [illegible]

اصلی ہندوستانی شفاخانہ پی ٹی بکس ۷ نئی دہلی

---

# انگریز لیڈروں سے سبق لیں

جنہوں نے لڑائی کے شروع میں ہی یہ اعلان کر دیا کہ زیادہ اور پوری نیند موجودہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے، جو ہمیں دشمن کے مقابلہ کے قابل بنا سکتی ہے۔ آپ بھی اپنی تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے ویسٹن کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں سائنس کی حیرت انگیز ایجاد ویسٹن رجسٹرڈ (Weston) کسی سوتے یا جاگتے کو سونگھا دیجیے، وہ ایک گھنٹہ کے لئے گہری نیند سو جائے گا، اور ہلانے جلانے سے بھی نہ جاگے گا۔ قیمت صرف دو روپے (عاوہ) محصول ڈاک آٹھ آنے (۸/) اگر ایک گھنٹہ سے پہلے جگانا ہو تو ریکشن رجسٹرڈ (Rection) سونگھائیے قیمت صرف دو روپے (عاوہ) کم مقدار یا نمونہ مفت نہیں مل سکتا گارنٹی کی جاتی ہے کہ ویسٹن یا ریکشن دل کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں۔

ایسٹرن آرٹس اکاڈیمی نمبر P.D. P.D. دہلی

---

# داخلہ شروع ہے

کالج میں داخل ہو کر یا گھر بیٹھے پرائیویٹ امتحان دے کر ہومیوپیتھک۔ یونانی حکمت۔ آیورویدک دندان سازی۔ علاج الچشم۔ علاج شمسی علاج بجلی وغیرہ میں کامیابی کی سند یعنی ڈپلومے حاصل کرنے کے قواعد

## مفت طلب کریں

پرنسپل اولڈ [illegible]

# اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے، جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ ہے اور تعارف کا محتاج نہیں ہے بے نیاز ہے۔ تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے مقتضائے حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی، اس کا اردو ترجمہ علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ جو حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں مقدمہ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمہ میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ جامع ہے اور مطالعہ کلام اللہ اور صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے۔ ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوشنویس زینت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی محمد علی صاحب مہاجر مکی نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا بھی خیال ہوگا یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد عہ، مجلد پارچہ سفید نارنجی کا کاغذ مجلد چرمی کامل نقرئی کار ۔ اعلیٰ ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار سے، مجلد اعلیٰ سنہری کام ہے محصول ڈاک ۱۳ر

# قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی لاگت سے بھی کم ہو لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کیلئے ہے، اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہوگیا ہے۔ اور اس مرتبہ میں نے بشکرانہ فضل ایزدی اور با منیان و معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالص اس کا صرفہ ہوا ہے حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں۔ مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جن کیلئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے

# آسان ترجمہ والا قرآن مجید

یہ ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے حاشیہ پر انہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے۔ شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں پہلے باب میں مذہب اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں، چوتھے باب میں [illegible] قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت ہے۔ [illegible] میں قرآن حکیم کی ہر سورت کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست [illegible] ہے سفید نارنجی کاغذ ہے۔ [illegible] مجلد نقرئی کار [illegible] حاشیہ [illegible]

[illegible]

# [illegible] بات صرف عورتوں کے لئے

نوجوان اور میری زیادہ عمر والی بہنوں کے اندرونی مرضوں کیلئے دنیا میں پہلی اور سب سے زیادہ کامیاب مجرب چیز بہار شاہی تیل [illegible] بیاری بہنو میں بھی آپ کی ایک بہن ہوں اور آپ کی زندگی میں آنیوالے کل حالات اور اندرونی ہر دکھ درد کو خوب جانتی ہوں پیاری بہنو تندرستی کی حالت میں عورت ہی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور دنیا کی ہر لذت اس سے پوری ہوتی ہے مگر جب یہ صنعت نازک کمزوری مرضوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس کی زندگی سخت کڑوی ہو جاتی ہے اور رات دن دائی حکیموں اور لیڈی ڈاکٹروں کا منہ دیکھتی ہے۔ مثلاً بچہ دانی سے سفید یا زرد بدبودار پانی کا بہنا۔ سر۔ کمر۔ پنڈلیوں میں درد رہنا آنکھوں کے سامنے چکر آنا۔ ماہواری کا بے قاعدہ اور تکلیف سے آنا۔ بچہ دانی کی ڈوریاں کمزور ہو کر کچے حمل گر جانا یا خون بہنا یا بچہ دانی میں ورم اور تلوں میں درد رہنا۔ زیادہ عمر میں بچہ دانی کی گردن چوڑی ہو جانے سے زندگی کا مزہ جاتے رہنا اور اپنے مرد کا خوش نہ رہنا وغیرہ مرضوں کیلئے میں نے بہت سی محنت اور پیسہ خرچ کر کے آپ بہنو کے واسطے بہار شاہی تیل ایجاد کیا ہے جو مذکورہ مرضوں کے واسطے شرطیہ مجرب ہے اگر پہلی بار استعمال کرنے پر اثر معلوم نہ ہو تو واپس کر کے اپنے پیسے منگوالیں۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ساتھ ہوگا۔ ۲ تولہ تیل کی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱؍۸) ہے۔ محصول ڈاک آپ کے ذمہ ہوگا۔ پتہ [illegible] یہ ہے:۔

آپکی ہمدرد لیڈی ڈاکٹر مسز ایچ۔ اے چودھری چتلی قبر پہاڑی راجان دہلی

# طلا شاہی مشکی

اس زمانہ میں ادویہ کی کثرت سے مانگ نے بہت سے جھوٹے اور خود ساختہ عطائی پیشہ ور حکیموں کو اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ وقت کو غنیمت جان کر ہر قسم کی جھوٹی قسمیں اور ایمان فروشی کر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچیں اور ہمارے ضرورت مند بھائی اس مکر کو اپنی زندگی کا سہارا اور سچ سمجھ کر اپنی محنت کے پیسے اور پیاری زندگی کو خراب کرتے ہوئے لائق اطباء اور قابل ڈاکٹروں سے بھی بدگمان ہو جاتے ہیں لہذا یہ اعلان حلفیہ کیا جاتا ہے کہ ہمارے کارخانہ کا ایجاد کردہ طلا شاہی مشکی جو بڑے بڑے قابل حکیموں اور ڈاکٹروں نے کیمیاوی طریقہ پر ہمالیہ پہاڑ کی جڑی بوٹیوں سے نامردی اور جلق اور بچپن کی غلط کاریوں کیلئے ایجاد کیا ہے شرطیہ مجرب اور سو فی صدی کامیاب ہے جس کی گارنٹی یہ ہے کہ اگر پہلی ہی مرتبہ استعمال کرنے پر فائدہ معلوم نہ ہو تو فوراً واپس کر کے اپنے پیسے منگوالیں جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

قیمت ۱ تولہ چھ روپیہ آٹھ آنہ (۶؍۸) نمونہ ۳ ماشہ ایک روپیہ دس آنے (۱؍۱۰)

[illegible] اے خان چتلی قبر پہاڑی راجان۔ دہلی

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے

اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۝ وَاِنْ

آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور اگر

عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ۝

بدلا لینے لگو تو اتنا ہی بدلا لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا

اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے

یَمْکُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ع

تنگدل نہ ہوجیئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں

**تفسیر** ادع الی سبیل سے ھم محسنون تک۔ آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین) کی طرف (لوگوں کو) علم کی باتوں (کے ذریعہ سے جن سے مقصود اثبات مدعا ہوتا ہے) اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے (جن سے مقصود ترغیب و ترہیب و ترقیق قلب ہوتا ہے) بلایئے اور (اگر بحث آن پڑے تو) ان کے ساتھ اچھے طریقے سے (کہ جس میں شدت و خشونت نہ ہو) بحث کیجئے (بس اتنا کام آپ کا ہے پھر آپ اس تحقیق میں نہ پڑیئے کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا کیونکہ یہ کام خدا کا ہے پس) آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور (اگر کبھی کفار جدال علمی کی حد سے گذر کر جدال عملی تک پہنچ جاویں اور ید یا لسان سے ایذا پہنچاویں اس میں آپ کو مع آپ کے تابعین کے بدلا لینا بھی جائز ہے کہ رخصت ہے اور صبر کرنا بھی جائز ہے کہ عزیمت ہے پس) اگر (شق اول اختیار کرو یعنی) بدلا لینے لگو تو اتنا ہی بدلا لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے (اس سے زیادتی مت کرو) اور اگر (شق ثانی اختیار کرو یعنی ان کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو وہ (صبر کرنا) صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے (کہ مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور دیکھنے والوں پر بھی اور آخرت میں موجب اجر عظیم ہے) اور (ہر چند کہ صبر کرنا عموماً سب کے لئے عزیمت ہے لیکن خصوصاً آپ کے لئے بوجہ اعظمیت شان کے اوروں سے زیادہ عزیمت ہے اس لئے آپ کو خصوصیت کے ساتھ حکم ہے کہ) آپ صبر کیجئے اور (چونکہ) آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق (خاص) سے ہے (اس لئے آپ تسلی رکھیں کہ صبر میں آپ کو دشواری نہ ہوگی) اور ان (لوگوں کی مخالفت) پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ (مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہوجیئے (اس سے آپ کا کوئی ضرر نہیں ہوگا کیونکہ آپ تقویٰ و احسان کے ساتھ موصوف ہیں اور) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی ان کا ممد و معاون ہوتا ہے) جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ وھی مائۃ واحدی عشرۃ آیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

125

آداب تبلیغ و احکام رخصت و عزیمت در انتقام

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۞

جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

اس سورت میں زیادہ مضامین توحید متضمن انعامات کے اور رسالت کے ہیں چنانچہ قصہ معراج سے کہ تمارق عظیم ہے اس کی ابتدا کی گئی جو کہ تنزیہ الٰہی کے ساتھ دلالت کرتی ہے رسالت پر اور اس مضمون سے اس کی ابتدا سورہ نحل کی انتہا سے بھی تناسب ہے اور تقویت رسالت کے لئے موسیٰ اور نوح علیہما السلام کا ذکر لایا گیا اور اس کی تصدیق کی ترغیب کے لئے نجات طوفان نوح اور تکذیب کی ترہیب کے لئے قصہ فساد بنی اسرائیل اور ان کی سزایابی کا سنایا گیا پھر قرآن کو کہ دلیل رسالت ہے ہادی بتایا گیا یہ رکوع اول ہے پھر توقف عذاب سے جو رسالت پر شبہہ تھا اس پر کلام کیا گیا عذاب کا وقت بتایا گیا قرون سابقہ کا عذاب سنایا گیا دنیا کی مذمت کی گئی جس کی محبت مانع ایمان ہے یہ رکوع دوم ہے قرآن کے بعض احکام بتلائے گئے جن کے لفظی اعجاز اور معنوی خوبی سے رسالت پر استدلال کیا جا سکتا ہے یہ رکوع سوم وچہارم ہے اس کے بعد توحید کا اثبات ہے پھر قرآن اور رسالت کی بحث ہے اور رسالت پر جو اخبار عن البعث سے شبہہ تھا اس کا جواب ہے یہ رکوع پنجم ہے پھر انکار و اعتراض پر جو مسلمانوں کو غصہ آجاتا تھا اس میں نرمی کا حکم ہے پھر رسالت داؤدیہ سے رسالت محمدیہ کی تقویت ہے پھر شرک کا ابطال ہے پھر انکار پر وعید ہے، پھر ایک شبہہ متعلقہ رسالت کا جواب ہے یہ رکوع ششم ہے پھر ضرر مخالفت ظاہر کرنے کے لئے ابلیس کا قصہ ہے پھر دلائل توحید ہیں یہ رکوع ہفتم ہے پھر مخالفت پر قیامت کی وعید ہے پھر کچھ رسالت کے متعلق مضمون ہے یہ رکوع ہشتم ہے پھر کچھ قرآن کے بعض آثار اور منکرین کی ناشکری کا ۵۹
تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان ہے یہ رکوع نہم ہے پھر رکوع دہم سے آخر سورت تک رسالت کے متعلق بحث چلی گئی ہے اور ساتھ ساتھ کچھ کچھ مضامین وعید کے ہیں اس تقریر سے سورت ہذا کے اجزاء کا باہمی ارتباط اور اس کے ابتدا کا سورت سابقہ کے انتہا سے تناسب اور نیز دونوں سورتوں کا تقارب بوجہ مشترک فیہ ہونے توحید و رسالت کے مع قطع نظر کے کمی وبیشی سے ظاہر و باہر ہے۔

تفسیر واقعہ معراج

تفسیر:۔ سبحن الذی سے ھو السمیع البصیر تک - وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اس واسطے) لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ان کی باتیں سننا وغیرہ ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالےٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اس لئے ان کو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) ف اس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لئے مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہے اس لئے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لئے احقر نے ترجمہ میں لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جس کی برق رفتاری بھی عجیب تھی تنبیہ دوم اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے کو اسراء کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں لفظ مجموعہ پر اطلاق کئے جاتے ہیں تنبیہ سوم یہاں بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہیں ایک تو اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر

الوہیت کا شبہ نہ کریں **تنبیہ چہارم** مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہاں دونوں معنے صحیح ہوسکتے ہیں، کیونکہ بعض
حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ اس وقت حطیم میں تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ ام ہانی کے گھر میں تھے، پس آیت کو دونوں
پر محمول کرسکتے ہیں اور وجہ تطبیق دونوں حدیثوں میں بہت سہل ہے کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم میں آجانا اور وہاں سے آگے
جانا کوئی امر مستبعد نہیں **تنبیہ پنجم** مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصےٰ کے معنی عربی میں ہیں بہت دور، چونکہ وہ مسجد مکہ سے
بہت دور ہے اس لئے اقصیٰ کہا گیا **تنبیہ ششم** رات کی تخصیص میں یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وقت خلوت کا ہے اس میں بلانا
دلیل ہے زیادہ اختصاص کی **تنبیہ ہفتم** یہاں مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت میں مسجد اصالۃً زمین ہی
ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان میں اس کی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقضینا الی بنی اسرائیل
میں مذکور ہوگا اس لئے ظاہراً اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا جب اس وقت وجود ہی نہ تھا پھر وہاں تک لے جانے کے کیا معنے
پس اس مراد کی تعیین سے وہ شبہ جاتا رہا اور اگر اس حدیث پر شبہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت
دریافت کی تھی اس کے کیا معنے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ
اس کے اس زمین کے قرب میں لوگوں نے کچھ عمارتیں بنام نہاد بیت المقدس کے بنالی تھیں اس سے بھی سوال ممکن ہے **تحقیقات**
**تحقیق اول** یہاں مسجد اقصےٰ تک جانا مذکور ہے۔ اندر جانا احادیث میں مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء
علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز میں ان کے امام بنے **تحقیق دوم** آگے آسمانوں کی طرف جانا اس آیت میں مصرح نہیں ہے
گو اشارہ اس کی طرف ہے اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورۂ والنجم میں ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ
المنتہیٰ یعنی آپ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل وھو بالافق
الاعلیٰ میں مذکور ہوا ہے سو اس سے ظاہراً معلوم ہوا کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تھے کیونکہ عند متعلق راٰہ کے ہے پس راٰہ
عند السدرہ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونوں سدرہ کے پاس ہوں گے پھر حدیثوں میں تو اس کی اس ٦٦٠
قدر تصریح ہے کہ مجال انکار نہیں **تحقیق سوم** جمہور اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی
اور دلیل اس کی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہیں **اول** حق تعالےٰ نے جس اہتمام سے قصہ اسرار کو بیان
فرمایا ہے اس سے اس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ نوم میں یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے
**دوسرے** بعبدہ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنے جاءنی عبد فلاں کے یہی ہیں کہ وہ بیداری میں دھڑ
اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور اس فعل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے **تیسرے** اگر یہ خواب
کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتی تو جس وقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے
جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے تو آپ اس وقت بہت سہولت سے جواب دے دیتے کہ میں بیداری میں اس کے ہونے کا کب
مدعی ہوں جو تم ایسی باتیں کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر میں نہ پڑتے جیسا حدیثوں میں ہے
کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالےٰ نے منکشف کردیا اور آپ نے بتلادیا اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہ ہوا ہے سو اول
تو وہاں احتمال ہے کہ واقعہ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں جن کا ذکر اجمالاً اذ یریکہم اللہ فی منامک
ولقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا میں آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنے رؤیت ہے کیونکہ راٰے کے دونوں مصدر
ہیں مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب کی رؤیت کو رؤیا کہتے ہیں گو بیداری میں ہو یا تشبیہاً رؤیا کہہ دیا ہو اور وجہ تشبیہ
کی یا عجائب کا دیکھنا ہے اور یا شب کے وقت واقع ہونا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس
معراج سے پہلے خواب میں عروج ہوا ہے جس کی حکمت یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہوسکے اور بعض
کو حضرت معاویہؓ وحضرت عائشہ رضؓ کے اقوال سے شبہ پڑ گیا ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس وقت تک آپ کے
نکاح میں بھی نہ آئی تھیں اور حضرت معاویہ اس وقت تک اسلام بھی نہ لائے تھے، خدا جانے کسی سے سنکر کہا ہے یا اجتہاداً
کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہے **تحقیق چہارم** بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے اور تاویل مبتدع ہے

اور آگے جانے کا منکر اور مادِّل ممتنع ہے اور ہرچند کہ سورۂ نجم میں قریباً تصریح ہے لیکن عند میں احتمال ہے کہ وہ رآہ کے مفعول کا حال ہو اس لئے آپ کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے میں نص نہیں ہے تحقیق تحم اس امر اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اس شب میں آپ نے دیکھا یا نہیں اس میں سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو ہیں کیونکہ روایت مثبتہ رویت میں احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت میں جو انکشاف ہو گا یہ انکشاف اس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس مسئلہ میں توقف بہتر ہے۔ **ربط** اوپر حق تعالیٰ نے اپنی تنزیہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل بیان فرمائی تھی آگے موسیٰ علیہ السلام کا صاحب کتاب ہونا کہ مؤید نبوت محمدیہ ہے اور درمیان میں اس کتاب کے ہادی ہونے کا علی الاطلاق اطاعت احکام پر حامل ہے اور اس کتاب کا ایک مہتم بالشان مضمون کہ مؤید تنزیہ و توحید حق تعالیٰ ہے بیان فرماتے ہیں اور مخاطبین کو اولاد اصحاب سفینۂ نوح کے عنوان سے پکار کر نوح علیہ السلام کا شاکر ہونا بیان فرماتے ہیں کہ عنوان ہذا سے اپنا احسان جو مقتضی تنزیہ و توحید و اطاعت کو ہے اور ان کے شاکر ہونے سے تنزیہ و توحید و اطاعت کی ترغیب اور ان کے نام کی تصریح سے بوجہ مشہور بالنبوۃ ہونے کے نبوت محمدیہ کی تائید مفہوم ہو جاوے۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

قرار دو　　اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا وہ نوح بڑے شکرگذار بندے تھے

**تفسیر** واٰتینا سے شکورا تک۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے (اس لئے) ہدایت بنایا (جس میں اور احکام کے ساتھ یہ توحید کا عظیم الشان حکم بھی تھا) کہ تم میرے سوا (اپنا) کوئی کارساز مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (ہم تم سے خطاب کر رہے ہیں تاکہ اس نعمت کو یاد کرو کہ اگر ہم ان کو کشتی پر سوار کر کے نہ بچاتے تو آج تم ان کی نسل کہاں ہوتے اور نعمت کو یاد کر کے اس کا شکر کرو جس کی بڑی فرد توحید ہے اور) وہ نوح (علیہ السلام) بڑے شکرگذار بندے تھے (پس جب انبیاء شکر کرتے رہے تو تم کیسے اس کے تارک ہو سکتے ہو) **ربط** اوپر وجعلناہ ہدی لبنی اسرائیل میں اتباع ہدایت اور اطاعت احکام الٰہیہ کی ترغیب تھی اور کان عبدا شکورا میں اس کی اور تائید تھی آگے ان بنی اسرائیل کی مخالفت احکام کا جن کی ہدایت کے لئے وہ کتاب آئی تھی بیان کر کے اس مخالفت و معصیت سے ترہیب اور عبرت دلانے کا مضمون ہے۔ وقضینا الخ ان آیات میں اجمالاً دو واقعوں کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک بار معاصی میں انہماک کیا تو ان پر اعدا مسلط ہوئے اور ان کو تباہ کیا پھر ذرا شرارت کم ہوئی تو پھر سنبھل گئے مگر بعد چندے پھر ویسی ہی شرارت کی اور پھر اسی طرح تباہ ہوئے اھ اور تاریخ سے ان لوگوں پر چھ حادثوں کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہے **واقعہ اول** سلیمان علیہ السلام کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حاکم بیت المقدس نے بے دینی اختیار کی اس پر شاہ مصر چڑھ آیا اور بیت المقدس سے بہت سا اسباب چاندی سونے کا لوٹ لے گیا مگر شہر اور مسجد کو منہدم نہیں کیا **واقعہ دوم** تخمیناً چار سو سال کے بعد بعضوں میں بت پرستی اور بعضوں میں نااتفاقی پیدا ہونے کی نحوست سے ایک اور بادشاہ مصر کا چڑھ آیا اور کسی قدر شہر کی عمارتوں اور مسجد کو بھی صدمہ پہنچایا **واقعہ سوم** چند سال بعد بخت نصر شاہ بابل نے چڑھائی کی اور شہر کو فتح کر کے اپنے ساتھ بہت سے قیدی پکڑ لے گیا اور مال و دولت لوٹا اور ایک شخص کو پہلے بادشاہ کے خاندان میں سے اپنا نائب مقرر کر کے چلا گیا **واقعہ چہارم** اس نئے بادشاہ نے جو کہ بت پرست و بدکار تھا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کی نصیحت نہ سنتا تھا بخت نصر سے بغاوت کی وہ پھر چڑھ آیا اور اس قدر کشت

تعریف توحید و رسالت مع ترغیب اطاعت و طاعت

۱۶۱

ترہیب از مخالفت و معصیت

قتل وغارت کیا جس کی حد نہیں اور شہر اور مسجد میں آگ لگادی اور بالکل میدان کردیا اور یہ حادثہ عظیم تخمیناً چارسو پندرہ سال بعد تعمیر مسجد کے گذرا ہے اور اس کے بعد یہود جلاوطن ہوکر ستر سال تک بابل میں نہایت ذلت وخواری سے رہے پھر شاہ بابل کا شاہ ایران کے ہاتھوں استیصال ہوا تو شاہ ایران نے پھر یہود پر رحم کرکے ان کے ملک شام میں پہنچا دیا اور سامان بھی واپس دیا پھر یہود نے شاہان ایران کی مدد سے پھر مسجد کو نمونہ سابقہ پر تیار کیا اور شہر پناہ وغیرہ کو بھی از سر نو بنایا اور اب تک یہود اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب تھے **واقعہ پنجم** مگر اس کے بعد پھر وہی پرانی شرارتیں سوجھیں تو ایسے اسباب جمع ہوئے کہ ایک بادشاہ جس نے انطاکیہ آباد کیا ہے بیت المقدس پر حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک سو ستر برس پہلے چڑھ آیا چالیس ہزار یہود کو قتل کیا اور مسجد کی بڑی بے حرمتی کی مگر مسجد بچ رہی پھر اس بادشاہ کے جانشینوں میں سے ایک بادشاہ نے شہر اور مسجد کو ویران کردیا پھر بعد چندے سلاطین روم کی اس جگہ حکومت ہوگئی، انہوں نے مسجد کو پھر درست کیا اور اس کے آٹھ سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ **واقعہ ششم** پھر یہود نے سلاطین روم سے بغاوت اختیار کی آخر رومیوں نے پھر شہر اور مسجد کی وہی حالت بنائی، اس وقت کے بادشاہ رومی کا نام طیطس تھا جو نہ یہودی تھا نہ نصرانی کیونکہ اس کے بہت روز بعد قسطنطین اول عیسائی ہوا ہے، یہ حادثہ عیسیٰ علیہ السلام کے صعود سے چالیس برس بعد ہوا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک یہ مسجد ویران پڑی رہی حتیٰ کہ آپ نے تعمیر کرائی۔ یہ ہے اجمالی حکایت ان واقعات کی اب قرآن میں جو مجملاً دو واقعہ مذکور ہیں ہر چند کہ ان کی تعیین یقینی تو مشکل ہے لیکن انسب اور اقرب یہ ہے کہ ان میں جو بڑے واقعات ہیں جن میں شرارت بھی زیادہ کی اور سزا بھی سخت ملی ان پر محمول کیا جاوے، سو ان میں ایک تو واقعہ چہارم ہے اور ایک واقعہ ششم۔ اب تفسیر شروع ہوتی ہے اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ مرتین سے مراد دو شریعتوں کی مخالفت ہو یعنی لتخالفن شریعتین گو ہر شریعت کی مخالفت کئی کئی بار ہو پس اس طرح اس میں سب واقعات داخل ہوجاویں گے کہ بعض حوادث شریعت موسویہ کی مخالفت کی سزا تھی اور بعض شریعت عیسویہ کی مخالفت کی سزا پھر ان کے بعد ان عدتم میں شریعت محمدیہ کی مخالفت پر وعید ہے اور اس طرح کلام نہایت جامع اور متناسق ہوجاوے گا اور بعض نے خوب ٦٦٢
کہا ہے کہ قرآن کا جو اصل مقصود ہے کہ جب معاصی کی کثرت ہوتی سزا دی گئی اس کے لئے تعیین واقعات کی کوئی ضرورت نہیں

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلادی تھی کہ تم سرزمین میں دوبار خرابی کروگے اور بڑا زور

عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ

چلانے لگوگے پھر جب ان دوبار میں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے

شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ

جو بڑے جنگجو ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑینگے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہوکر رہیگا پھر ہم پھر ان پر تمہارا غلبہ کردیں گے

عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ

اور مال اور بیٹوں سے ہم تمہاری امداد کریں گے اور ہم تمہاری جماعت بڑھادیں گے اگر اچھے کام کرتے

اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا

رہوگے تو اپنے نفع کے لئے اچھے کام کروگے اور اگر تم برے کام کروگے تو بھی اپنے ہی لئے پھر جب پچھلی بار کی میعاد آویگی ہم پھر دوسرا

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا

کو بدسلوکی کرنے کیلئے تاکہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور

تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ ع

چلے سب کو برباد کر ڈالیں عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرماوے اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا جیل خانہ بنا

تفسیر وقضینا سے حصیرا تک ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں (خواہ توریت میں یا اور انبیاء بنی اسرائیل کے صحف میں)
یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلادی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دوبار (گناہوں کی کثرت سے) خرابی کروگے (ایک بار شریعت موسویہ کی
مخالفت دوسری بار شریعت عیسویہ کی مخالفت) اور (دوسروں پر بھی) بڑا زور چلانے لگوگے (یعنی زیادتیاں کروگے پس لتفسدن
میں حقوق اللہ کے اور لتعلن میں حقوق العباد کے ضائع کرنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ دونوں بار سخت سزا میں مبتلا
کئے جاؤگے) پھر جب ان دو باروں میں سے پہلی بار (کی سزائے شرارت) کی میعاد آوے گی (تو) ہم (تمہاری سزا کے لئے) تم پر اپنے
ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے پھر وہ (تمہارے) گھروں میں گھس پڑیں گے (اور تم کو قتل اور قید اور غارت
کریں گے) اور یہ (وعدہ سزا) ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا پھر (جب تم نادم وتائب ہوگے تو) ہم پھر ان پر تمہارا غلبہ
کردیں گے (گو بواسطہ سہی کہ جو قوم ان پر غالب آوے گی وہ تمہاری حامی ہوگی پس تمہارے وہ دشمن اس قوم سے اور تم سے
دونوں سے مغلوب ہوں گے) اور مال اور بیٹوں سے (جو کہ قید اور غارت کیے گئے تھے) ہم تمہاری امداد کریں گے (یعنی یہ چیزیں
تم کو واپس ملیں گی اور ان سے تم کو قوت پہنچے گی) اور ہم تمہاری جماعت (یعنی تابعین کو) بڑھادیں گے (پس جاہ اور مال اور
اولاد اور اتباع سب میں ترقی ہوگی جیسا کہ کرہ اور اموال اور بنین اور نفیرا اس پر دال ہے ۔ اور اس کتاب میں بطور نصیحت کے
۴۴۳ یہ بھی لکھا تھا کہ) اگر (اب آئندہ کے لئے) اچھے کام کرتے رہوگے تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کروگے (یعنی دنیا وآخرت
میں اس کا نفع حاصل ہوگا) اور اگر (پھر) تم برے کام کروگے تو بھی اپنے ہی لئے (برائی کروگے یعنی پھر سزا ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا
جس کا آگے بیان ہے کہ) پھر جب (ان دو باروں سے) پچھلی بار کی (سزا کی) میعاد آوے گی (اور تم شریعت عیسویہ کی مخالفت
اور شرارت کروگے) ہم پھر دوسروں کو مسلط کریں گے تاکہ (تم کو مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ (پہلے) لوگ مسجد
(بیت المقدس) میں (لوٹ مار کے ساتھ) گھسے تھے یہ (پچھلے) لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس چیز پر ان کا زور چلے سب کو
(ہلاک و) برباد کر ڈالیں (اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر اس بعث ثانی کے بعد جب دورہ شریعت محمدیہ کا ہو تم مخالفت و
معصیت سے باز آکر شریعت محمدیہ کا اتباع کرلو تو) عجب نہیں (یعنی امید یعنی وعدہ ہے) کہ تمہارا رب تم پر رحم فرماوے (اور تم کو
ادبار و ذلت سے بچاوے) اور اگر تم پھر وہی (شرارت) کروگے تو ہم بھی پھر وہی (سزا کا برتاؤ) کریں گے (چنانچہ حضور کے وقت میں
انہوں نے آپ کی مخالفت کی پھر قتل اور قید اور ذلیل ہوئے یہ تو دنیا کی سزا ہوگئی) اور (آخرت میں) ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں
کا جیل خانہ بنا رہی) رکھا ہے ف الکتاب کے ترجمہ میں جو احقر نے تردید کی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ بقول بعض علماء یہ مضمون
اب توریت نہیں ہے پس یا تو تحریف ہوئی ہے اور یا دوسری الہامی کتب مراد ہیں کہ ان میں اب تک یہ مضامین بکثرت
پائے جاتے ہیں ربط شروع سورت میں معجزۂ معراج سے آپ کی رسالت پر استدلال تھا آگے قرآن کی جو کہ رسالت
کی بڑی دلیل ہے مدح ہے اور جیسے اوپر تنزیہ باری تعالیٰ کا بھی مضمون تھا ایسے ہی للتی ہی اقوم مشتمل ہے اس مضمون کو

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب ملے گا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کیلئے ایک دردناک سزا تیار کر

تفسیر ان ھذا سے عذابا الیما تک۔ بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی اسلام)
اور اس طریقہ کو ماننے اور نہ ماننے والوں کی جزا و سزا بھی بتلاتا ہے چنانچہ) ان ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری
دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب ملے گا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ایک
دردناک سزا تیار کر رکھی ہے **ربط** اوپر توحید و رسالت و قرآن کی حقیت کا اثبات اور غیر اہل ایمان کے لئے عذاب کا استحقاق
مذکور تھا اس پر کفار کو یہ شبہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حق ہیں اور ان کا انکار موجب عذاب ہے تو ہم پر دنیا ہی میں عذاب موعود
کیوں نہیں آجاتا کقولہ تعالیٰ ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر وقالوا ربنا عجل لنا قطنا الخ آگے اس شبہ پر کلام ہے
کہ اول ویدع الانسان میں کفار کا استعجال ذکر فرمایا پھر کل انسان الزمناہ سے رسولا تک حساب وکتاب اور موعود عذاب
کا معین وقت پر واقع ہونا بیان فرمایا اور درمیان میں تخلیق لیل ونہار کی حکمت سے کہ تحدید اوقات ہے بطور تنظیر کے اس
طرف اشارہ فرمایا کہ جس طرح معمولی واقعات محسوب بالاوقات ہیں اسی طرح واقعات عذاب وغیرہ بھی جن میں جو دنیا میں
واقع ہونے والے ہیں وہ اپنے وقت پر ہو جاویں گے اور باقی قیامت کے یوم موعود میں ہو جاویں گے اور اس مجموعہ سے ان
کے شبہ کا جواب ہو گیا اور ممکن ہے کہ درمیان میں آیت وجعلنا اللیل الخ تقریر توحید کے لئے ہو جو کہ اوپر بھی مذکور ہوئی
ہے اور کل شیء فصلناہ سے یا تو قرآن کی مدح کرنا ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور نیز یہ مضامین مفیدہ بھی اس میں بیان
ہو رہے ہیں اور یا اگر لوح محفوظ مراد ہو تو حساب وکتاب کے مقدر فی اللوح ہونے سے اس کے موقت ہونے کی تقریر ہے

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ

اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست اور انسان جلد باز ہے اور ہم نے رات اور دن

۲۲۴ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ

کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تاکہ اپنے رب کی

رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

روزی تلاش کرو اور تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر

مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ مَنِ اهْتَدٰى

سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لیگا اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے جو شخص راہ پر چلتا

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

ہے وہ اپنے نفع کیلئے راہ پر چلتا ہے اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے

وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھاویگا اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے



# اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے۔ ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

# اسلامی تعلیم

میں ملیگی اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے۔ اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔ اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ

قیمت . . تین روپے (عـــہ)

فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے:-

**کتاب العقائد**
عقائد کی تعریف عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں۔ کلام کی تاریخ۔
معتزلہ اشاعرہ کا ذکر۔
فلسفہ و کلام میں تمیز کرنا۔
سائنس اور علم کلام
اسلامی عقائد ضروری ہیں
خدا کا ثبوت اس کی ذات صفات
خدا کا ایک ہونا
خدا کے صفات کیا ہیں۔
خدا . . . پیغمبر کا ان آنکھ کے

خدا عرش پر ہے اس کا مطلب
مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت
خدا کی صفات کا عقیدہ
رسول کی تعریف اور احکام عقائد
رسولوں میں افضل کون ہے۔
آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات
آنحضرت کے باقی خصائص
معراج کا تفصیلی ذکر
اعتراضات اور اس کے جواب
جسمانی معراج کا ثبوت
آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا

آنحضرت کو خدا نے غیب کی باتیں بتائیں۔
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
اولیاء اللہ کی تعریف
کرامت کا ثبوت
کتب الہیہ
یہود و نصاری کس نبی کی امت ہیں
خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا

قرآن کی ترتیب لوح محفوظ کیا چیز ہے
قرآن کی سات قرأت
قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
حروف مقطعات محکم متشابہات
دین کے احکام قرآن، حدیث
اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں قیاس و اجتہاد کے مشہور امام
علم حدیث کی تعریف اس کی کتب
حضور نے صحابہ کو حدیث کی تعلیم دی

صحابہ میں کون فقیہ تھے۔
دینی مسائل فقہ کے ذریعہ
فرشتے اور جن کی خصلت
شیطان کون تھا۔
ایمان کی حقیقت کفر و ایمان
تصدیق قلبی اقرار زبانی
موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ
قضا و قدر
خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں
انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے
مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

عذاب قبر حشر منکر نکیر
راحت ابدی
ایصال ثواب فاتحہ
قیامت کی علامتیں اجمالی تفصیل
مہدی کا خروج دجال
حضرت عیسی کا نزول
یاجوج ماجوج حضرت عیسی کی وفات مغرب سے طلوع آفتاب
حشر روح اور جسم دونوں کا ہوگا
حساب و کتاب میزان پل صراط
گناہ میزان حوض کوثر صراط

آنحضرت کی شفاعت
علماء اور شہداء بھی شفاعت کریں گے
جنت و دوزخ کا حال
جنت اور دوزخ دونوں موجود ہیں
امامت نصب امامت سیاسی
خلفائے راشدین کی خلافت
عشرہ مبشرہ صحابہ کی توہین
شیعوں کے امام امام مہدی غائب ہیں۔ احکام اسلام کا مذاق اڑانا
**کتاب الطہارت**
فقہی اصطلاحات

طلاق کا بیان تعریف
حکم طلاق رجعی و بائن کا فرق
تفویض طلاق
صورتیں
عدت
عورتوں کے لئے حکم
پرورش اطفال کا حکم
نفقہ کے احکام
عورت کی جنایات
حقوق بیوی اور شوہر
رسوم شادی اور اس کا حکم
دعوت ولیمہ کے مسئلے
پیدائش کے وقت کے مسائل

## کتاب الذبائح

## کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

## کتاب اللباس

## کتاب الحقوق

حقوق انسانی حقوق والدین
حقوق اولاد میاں بیوی کے حقوق
رشتہ داروں کے حقوق

## کتاب المیراث

مقرر حصے باپ کا حصہ
دادا کا حصہ
اخیافی بہن بھائی کا حصہ
شوہر کا حصہ
عورتوں کے حصے
بیوی کا حصہ بیٹی کا حصہ
پوتی کا حصہ
حقیقی بہن کا حصہ
سوتیلی بہن کا حصہ
ماں کا حصہ
نانی دادی کا حصہ
عصبات
عصبات کی تقسیم اور ان کی تعریف
عول کی تعریف
مسائل میراث
کفن و دفن وغیرہ
عصبات، وصیت
وصیت کے متعلق مسائل

## کتاب الطلاق

ضمیمہ رسالہ پیشوا دہلی

# پیشوا

ایک ماہوار مذہبی اصلاحی رسالہ

ایڈیٹر : سید عزیز حسن بقائی

# عورت سے ہر وقت سفید پانی

جب عورت سیلان الرحم کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس کے خفیہ جسم سے ہر وقت یا کبھی کبھی سفید پانی (یا سفید رطوبت) خارج ہونے لگتی ہے۔ یہ مرض عورت کی جوانی کے لئے زہر ہے اور اس کا فوراً علاج کرانا ضروری ہے۔ ورنہ رفتہ رفتہ عورت کی جوانی ختم ہو جاتی ہے۔ وہ سفید پانی دراصل جوانی کا جوہر ہوتا ہے۔ پس اگر کسی عورت کے خفیہ جسم سے سفید رطوبت وقت بے وقت خارج ہوتی ہو اور وہ ہر وقت جسم میں ایک تکلیف اور بے چینی محسوس کرتی ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ سب کام چھوڑ کر اس کا فوراً علاج کرے۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔

**لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی سی بکس ۲۴۱ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی دوا "روک" منگالے۔ اس دوا کے استعمال شروع کرنے کے تیسرے ہی دن اگر سفید رطوبت نکلنی بند نہ ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ پوری شیشی استعمال کرنے کے بعد عورت کا اندرونی جسم (رحم) بالکل تندرست ہو جاتا ہے۔ سفید رطوبت کا اخراج بھی بند ہو جاتا ہے اور عورت اپنے اندر پھر جوانی اور جوانی کی اُمنگ محسوس کرتی ہے۔

آزمودہ مجرب دوا ہے۔ اور ہزارہا عورتوں کو تندرست کر چکی ہے۔

ایک شیشی دوا "روک" کی قیمت تین روپے ہے۔

محصول پارسل پر سات آنے لگتا ہے۔

## [illegible] کا [illegible]

[illegible] کر حیرت انگیز ایجاد [illegible] [illegible] کی
[illegible] کے [illegible] ایک [illegible] گہری نیند
[illegible] جانے سے [illegible] جائے گا۔ قیمت [illegible]
[illegible] محصول ڈاک آٹھ آنے۔ اگر ایک گھنٹہ سے پہلے جگا نا
ہو تو [illegible] قیمت صرف [illegible]
[illegible] کم مقدار یا نمونہ مفت نہیں مل سکتا انکار نہیں کی جاتی
ہے کہ وہ [illegible] کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچتا۔

---

### بغیر اپریشن

## فوطہ بڑھ جانے کا علاج

اگر فوطہ میں آنت اتر آتی ہو یا پانی آگیا ہے تو اس کی حیرت انگیز دوا "کنول رجسٹرڈ" استعمال کیجئے۔ خواہ کتنا ہی پرانا مرض ہو ایک ہفتہ میں مستقل طور پر فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس خطرناک بیماری کے لئے نہایت مجرب دوا ہے۔ کنول رجسٹرڈ کی مالش سے پسینہ کے ذریعہ مادہ خارج ہو کر فوطہ اصل حالت پر آجائیں گے۔ اپریشن کرانے کی ضرورت نہیں مکمل فائدہ کیلئے ایک شیشی کی قیمت پانچ روپیہ چھ آنے اور نمونہ کی شیشی [illegible] روپے علاوہ محصول ڈاک

---

## ہجیروں یعنی کنٹھ مالا (خنازیر)

### کے مریضوں کیلئے

جیسا کہ عام پبلک کو معلوم ہے کہ ہم ایک عرصہ دراز سے ہجیروں یعنی کنٹھ مالا کیلئے [illegible] حیرت انگیز سنیاسی اکسیری نسخہ تقسیم کر رہے ہیں اور ہزارہا مریض دنیا کے مختلف ملکوں میں اس سے مکمل صحت پا چکے ہیں۔ قیمت مکمل علاج کی [illegible] [illegible] محصول ڈاک بارہ آنے علاوہ۔

---

[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] استعمال سے [illegible]
آپ کی [illegible]

## مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام

### سفید داغ برص پھلبہری کا مجرب علاج

اگر اس فقیری مرہم کو تین یوم مالش کرنے سے بغیر کسی مزید تکلیف کے سفید داغ [illegible] دھلتے رہیں تو کل قیمت واپس، اعتبار نہ ہو تو اقرار نامہ [illegible] ضرور تحریر فرمائیں۔ قیمت فی شیشی تین روپے آٹھ آنے [illegible] ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

بواسیر کی [illegible] [illegible] مکمل آرام [illegible] اصلی کالا [illegible] استعمال [illegible] ہیں۔ اور [illegible] ہی [illegible] پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت [illegible]

---

## امراض ناک کا

### واحد اکسیری نسخہ

ناک میں سوزش یا پھنسیاں ہو گئی ہوں۔ [illegible] ہو گیا ہو۔ ناک [illegible] ہو۔ یا سونگھنے کی قوت میں فتور آگیا ہو۔ ناک سے [illegible] ہوں۔ جما ہوا لیسا سا مواد نکلتا ہو۔ اکثر نزلہ یا زکام [illegible] ہوتی رہتی ہو۔ ناک اکثر بند رہتا ہو۔ یا چھینکیں زیادہ [illegible] نزلہ گلے دحلق میں ٹپکتا رہتا ہو۔ جس سے [illegible] رہتی ہو۔ ان تمام شکایات کے لئے ہماری [illegible] "تریاق خاکی" نہایت ہی [illegible] ہوئی ہے۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک آٹھ آنے علاوہ۔

---

[illegible] تمام سول سرجن صاحبان اور ان سے اعلیٰ سرکاری ڈاکٹر [illegible] سرکاری [illegible]
[illegible] کے لئے صرف محصول ڈاک بھیج کر بالکل مفت منگا سکتے ہیں۔

جالندھری [illegible] ڈی [illegible]

[illegible]

# امرتسر میں سونا دو (۲) روپے تولہ ہوگیا



[illegible] جس گھر میں یہ اصلی امریکن نیو گولڈ گیا اس سے دوبارہ فرمائش آئی یہ سونا ایک لاجواب چیز ہے اصلی [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کا امریکن نیو گولڈ کا پارسل ملا دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی چیز واقعی کمال کی ہے آپ کے امریکن نیو گولڈ [illegible]

[illegible]

# تین سو روپیہ مفت انعام

[illegible] ہمارا [illegible] تعویذ [illegible] اپنے پاس رکھ کر اپنے دل میں جس کسی کا نام لیں گے وہ کیسا ہی بہتر [illegible] کیوں نہ ہو جہاں کہیں بھی ہوگا آپ سے ملنے کے لئے تڑپنے لگ جائیگا اور جب بھی آپ اس کے سامنے جائیں گے [illegible] پیار محبت کریگا۔ ہر وقت آپ کے ساتھ رہنے کی خواہش کریگا۔ نیز گم شدہ کی تلاش کرنا کسی کے دل کا بھید معلوم کرنا حسب [illegible] حاصل [illegible] آپ کے ہر ایک سوال کا جواب آپ کو مل جائیگا۔ اور آپ کے دل میں کوئی ایسی خواہش ہے جو باوجود کئی [illegible] پوری نہیں ہوئی تو وہ بھی ہمارے اس جادو تعویذ کے پاس رکھنے سے گنتی کے دنوں میں پوری [illegible]۔ ہدیہ تعویذ دو روپے ۲ محصول ڈاک معاف۔

[illegible] ثابت کرنے والے کو تین صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ موہنی بھنڈار۔ پی ڈی۔ سبا تھو شملہ

## ڈاک کے ردی ٹکٹوں سے

### دولت کمانے کا راز

[illegible] ٹکٹ اکٹھے کرنے کا شوق ہندوستان میں [illegible] بہت کم اصحاب یہ جانتے ہیں کہ ان ٹکٹوں سے کس طرح [illegible] کمایا جا سکتا ہے۔ معمولی قیمت کا ایک ٹکٹ ہزاروں [illegible] ہوتا ہے۔ ردی ٹکٹ کہاں سے ملتے ہیں۔ کون [illegible] [illegible] ردی ٹکٹوں کی تجارت کے راز جاننے کیلئے [illegible] آج ہی منگا کر پڑھیں [illegible] ردی ٹکٹوں میں [illegible] [illegible] جو آپ کی معلومات میں بے حد اضافہ کرے گی [illegible] میں ہزاروں روپیہ کما سکیں گے۔

[illegible] رسالہ آشفتہ کے خریداروں کو [illegible] ہے۔ رسالہ کا [illegible] کا

ملنے کا پتہ [illegible]

## قینچی رسٹ واچ مفت انعام

ہمارا مشہور عطر سینٹ نلا اور نہایت عمدہ پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے جو بہت [illegible] اور تمام گھر کو معطر کر دیتا ہے۔ لطف یہ کہ ہر پانچ منٹ کے بعد نئی خوشبو دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چودہ آنہ (عہ) اس عطر کو ہر گھر میں [illegible] کے لئے ہماری فرم نے ہر شیشی کے خریدار کو ایک قینچی رسٹ واچ مفت کا فیصلہ کیا ہے۔ گھڑی کیا ہے خوبصورت تحفہ ہے۔ اس کی چمک دمک [illegible] خوبصورتی قابل دید ہے۔ مضبوطی اور پائیداری کی گارنٹی دس سال ہے۔ جو گارنٹی کے اندر خراب ہو جائے تو کمپنی دوسری گھڑی مفت دے گی۔ دو یا ایک شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک و پیکنگ خرچ [illegible] علاوہ دینے پڑیں گے مگر تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف اور تین گھڑیاں مفت

### دربار حسن و عشق

اس البم میں پوسٹ سائز کی ۲۲ تصاویر ہیں۔ اگر آپ عاشق و معشوق کی تنہائی کی ملاقات اور حسن و جمال کے صاف صاف نظارے دیکھنا چاہتے ہیں تو ضرور منگائیں۔ قیمت مکمل البم ایک روپیہ [illegible] [illegible]

[illegible] ۲۲ [illegible] لاہور

# محبوب آپ کے قدموں میں

## جوانی بکتی ہے

اگر خریدنی ہے تو "سیکسول ٹانک پلز" استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ [illegible]
جو یقیناً جادو اثر ثابت ہوگی (انشاء اللہ) اس کے چند روز کے استعمال سے نئی [illegible]
پیدا ہو جائیگی اور آپ تعجب کریں گے کہ کیا تھے اور کیا بن گئے یقین کیجیے کہ "سیکسول ٹانک پلز" سے بہتر
دوبارہ جوان بنانیوالی اور کوئی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی قیمت سولہ گولی والی شیشی ۱۲/ بتیس گولی والی شیشی [illegible]

## شیر کی طاقت

خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہو [illegible]
لاغری اور نامردی کا شکار ہو کر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو گئے
ہوں تو "سیکسول طلا" استعمال کیجیے جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی تحریک [illegible]
پیدا کرتا ہے۔ اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے منگا کر مشاہدہ کیجیے قیمت چھوٹی شیشی ۱۲/ بڑی شیشی [illegible]

## امساک کی زیادتی

کیلئے "سیکسول رشینو پلز" استعمال کیجیے جو جنسی جذبات کو برانگیختہ کر کے
دعوے کے ساتھ عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہیں قیمت ایک درجن ۱۲/ اور دو درجن [illegible]

## عورت گرفتار

"آلہ تسخیر زن" سے مغرور سے مغرور محبوبہ اگر آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو قیمت واپس
ترکیب استعمال بہت آسان۔ بالکل بے ضرر ہے منگا کر لطف اٹھائیے قیمت [illegible]

## اولاد کی بندش

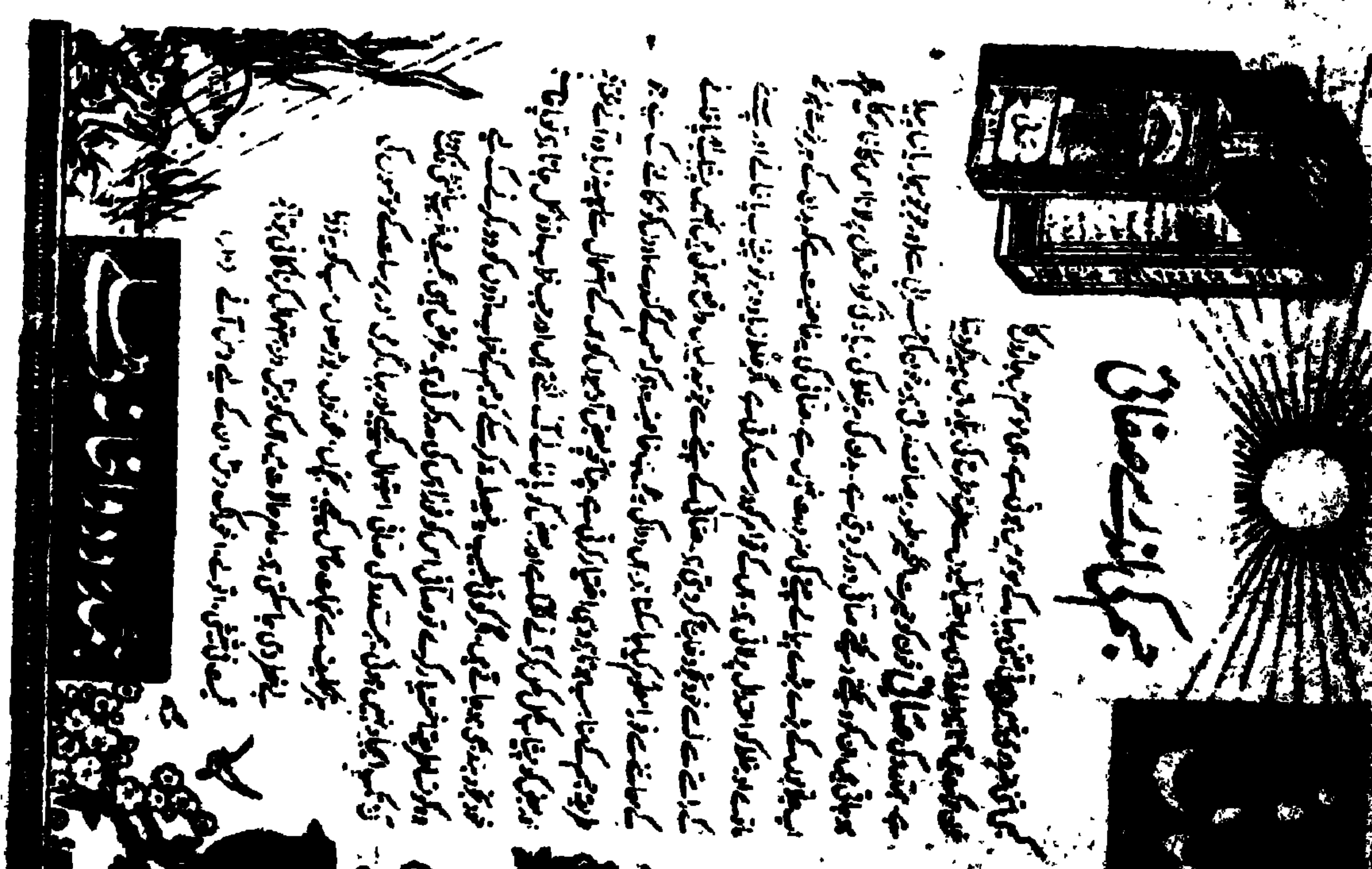
ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کے لئے جرمنی کا تیار کردہ ربڑ کا غلاف [illegible]
"مانع حمل" استعمال کریں۔ ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا
آسان ترکیب، سو فیصدی کامیاب، مدت تک کام دیتا ہے۔ قیمت قسم اعلیٰ دو روپے (۲/)

## خاوند کو اپنا بنا لو

نئی شادی کا لطف اٹھانے کی ضرورت کے وقت زنانہ "ورجینول" استعمال کریں
جس سے ہر رات شب عروسی معلوم ہوتی ہے عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں [illegible]

(نوٹ) بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے۔ محصول ڈاک ایک دوا کیلئے [illegible] اور تمام ادویات [illegible]
دوائیں منگانے کا پتہ

**منیجر ویسٹرن میڈیکل اسٹور جامع مسجد دہلی** [illegible]



# مغل لائن لمیٹڈ

## مسلمانوں کی قائم کردہ واحد حج لائن

**بمبئی اور کراچی سے مختصر وقفوں کے بعد عدن، پورٹ، سوڈان، جدہ اور سوئز کو جہاز روانہ ہوتے ہیں**

مسافروں اور مال کے جہاز بمبئی اور کراچی سے عدن، پورٹ، سوڈان اور سوئز کو روانہ ہوتے

ہیں۔ اور بمبئی اور کراچی سے پورٹ لوئی اور ماریشس کو بھی جاتے ہیں

جہازوں کی روانگی اور تاریخ بغیر کسی اطلاع کے منسوخ کی جا سکتی ہے

تفصیلات کیلئے اس پتہ پر لکھیئے:- **ٹرنر ماریسن اینڈ کو لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی**

---

### فردوس آسیہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن میرا ہی قرن ہے۔ اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس شان کے ساتھ نہیں ہوئے۔ اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیات سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ فردوس اول فردوس آسیہ ملاحظہ فرمائیں اس تاریخ میں پیدائش رسالتمآب سے لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات معہ ترقی اسلام، غزوات اسلامی، اسلامی نظام حکومت بالتفصیل درج ہیں قیمت عہ

### سائیں انکھیاں کھیریاں سو بیری ملک جہان

اگر بابا کبیر داس کے اس دوہے کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب

### آہ مظلوم

پڑھیئے۔ یہ ہندو عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے۔ آہ جس عورت کے سامنے اس کے [illegible] کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آئیگا۔ یہ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸/

### محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور اپنے خیالات کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جب دیکھ کر [illegible] جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام [illegible] اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں [illegible] قیمت عہ

---

### کربلا کے بعد
#### ایک ہزار سالہ خونی تاریخ

حضور سرور کائنات کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین کے زمانے کے مفصل حالات اور بنو امیہ کے مظالم آل رسول کربلا کے بعد کیا ہوا۔ قاتلان حسینؓ کا عبرتناک انجام اور بنو عباس کی حکومت اور ان کے بے پناہ مظالم سادات [illegible]

### پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا اطمینان اور سکون رخصت [illegible] کو قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کیلئے دلہا اور دلہن [illegible] بے چین رہتی ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھانا جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپکے ہاتھ سے نہیں چھوٹیگی۔ ضخامت [illegible] صفحے قیمت [illegible]

### بچی کی استانی

تربیر لڑکی ماں باپ کے لئے اس دنیا میں [illegible] مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ [illegible] پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی استانی [illegible] کو پڑھنے لکھنے میں مصروف [illegible] بننے کے قابل بنا دیتی ہے [illegible] اور تمیزداری و سلیقہ آجاتا ہے [illegible] شروع کرکے ختم کئے بغیر [illegible]

---

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

# بڑے پیر کی گیارھویں

آئندہ مہینہ ربیع الثانی کی گیارھویں شریف کو تمام ہندوستان اور ہندوستان سے باہر جہاں بھی ممکن ہوگی اور جہاں بھی قادری قادریہ خاندان کے پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے لئے محافل گیارھویں منعقد کریں گے۔ آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول پاکؐ حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں وہ دنیا میں کیوں آئے۔ انہوں نے کیا کیا؟ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ ان کی تردید ناممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ سائز ۲۲×۲۹/۱۶ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۷۲ صفحے قیمت ایک روپیہ۔ فہرست مضامین ملاحظہ ہو

## اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں جو تعلیم استاد کے انگریزی میں گفتگو نہیں کرسکتے ہیں اور تجارت پیشہ انگریزی خط وکتابت نہیں کرسکتے۔ ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسوں میں اونچے کلبوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشمند بن جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہوکر پڑھنا بہت طول عمل ہے تو آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگالیتے تھوڑے عرصہ میں انگریزی بولنے لگیں گے قیمت ۱۲ر

## تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو یا عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو، بڑے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرسکیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے تو شباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے عجیب کتاب ہے قیمت ۱۲ر

## خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضہ حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رضہ حضرت مولا علی رض حضرت امام حسن ع کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات پچاس سالہ مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے گلیز کاغذ بلا جلد ۲ے مجلد پارچہ ۱۲ے قیمت مجلد چرمی پشتہ ۶ے اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۳ے مجلد چرمی پشتہ ۳ے محصول علاوہ۔

## تعلیم خانداری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں۔ عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف ۲ر میں آپ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک مہینے بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجیئے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۲ر

## فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپکی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمایئے اور اس کی ہدایت پر عمل کیجیئے اور پھر دیکھیئے کہ آپکے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپکی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کرینگے۔ قیمت ۸ر

## عکسی قرآن مجید مصری

۱۰ انچ لمبا، ۷ انچ چوڑا۔ ساڑھے آٹھ سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت بہترین ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی ایک لاکھ روپیہ خرچ کرکے اس کے فوٹو بلاک بنوائے گئے ہیں پانچ سال کی محنت اور ایک لاکھ نقد خرچ کرنے کے بعد یہ اعلیٰ درجہ کا قرآن تیار ہوا ہے جس کو دیکھ کر یورپ و امریکہ کی اعلیٰ ترین مطبوعات شرماتی ہیں کاغذ اتنا اعلیٰ درجہ کا کہ آپ خیال بھی نہیں کرسکتے۔ قیمت مجلد قسم اول تین روپے علاوہ محصول

## سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں ان میں سب کچھ ہے جو ..... کی لذت میں ہوسکتا ہے سہیلیوں کی پرلطف نوک جھونک محلات لکھنؤ کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز غرضکہ کتاب سہاگن کا سہاگ دنیا کی صنفیات میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے بیان کیا ہے بڑی نایاب اور پرکیف کتاب ہے قیمت ۴ر

## برتھ کنٹرول بالتصویر

عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کیلئے ان کی پرورش سوہان روح ہوتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔ برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جسکو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے عورت کی زندگی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور یقین کے ساتھ اولاد کی پیدائش تمہارے اختیاری ہوگی قیمت ۴ر

## دوشیزہ سے لطف بالتصویر

حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھیئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صدہا مشرقی و مغربی کتابوں کا عطر ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور سادہ تصاویر ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں اور عورتوں کی تمام جسمانی صورتیں خفیہ اور کارآمد تصاویر ہیں اردو میں آج تک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپکو وہ تجربہ ہو جائیگا جو سالہا سال تک نہیں ہوسکتا قیمت ۲ے

## بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں گیارہ حصے ہیں حصہ الف اور ب اور کچھ عقائد حصہ وضو اور طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوٰۃ حج قربانی حصہ طلاق۔ نکاح۔ مہر۔ ولی عدت وغیرہ حصہ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح باطن، تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ بیبیوں کی حکایتیں حصہ مفید علاج حصہ دنیاوی ہدایتیں حصہ مردوں کیلئے خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۹۰۰ صفحے قیمت اصلی ۱۲ے رعایتی مجلد چرمی ۶ے

## ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں ہوسکتا۔ دینی ضروریات کو مسلموں میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ضخامت ۳۰۰ صفحے قیمت ۸ر

## آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا ﷺ کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۳۰۰ صفحات، اس میں زیادہ تر تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول ﷺ حصہ دوم ۲۲۴ صفحات اس میں پوری رسالت کے چند کل حالات مثل بلوغت شادی، تبلیغ، غزوات اور سیاسی تجربات اور متفرق واقعات تذکرے آخر میں حضور ﷺ کی معاشرت اور ازدواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت مجلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار۔ جامع مسجد دہلی

# پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو ۱۶ سال سے
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | دو روپے |
| ارزاں ایڈیشن | ایک روپیہ |

ممالک غیر سے
جس میں ہر جا محصول شامل ہے

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | ۵ شلنگ |
| ارزاں ایڈیشن | ۳ شلنگ |

جلد ۱۸ ‖ بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق مئی سنہ ۱۹۴۱ء ‖ نمبر ۴




# شذرات

(عزیز حسن بقائی)

## پیشوا کو موت کے منہ سے بچاؤ

میں نے نہ تو کبھی سرمایہ کو اہمیت دی، اور نہ میں اس کا قائل کہ بغیر سرمایہ کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ عمر کا بڑا حصہ دہلی جیسے شہر میں بڑی عزم و استقلال سے گذر گیا یہی وجہ ہے کہ کبھی سرمایہ جمع کرنے کا خیال بھی نہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سولہ روپے ماہوار کرایہ میں دفتر اور زنانہ مکان ہے۔ اس سے میری قناعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کبھی کوئی ضرورت اٹکی نہیں رہی۔ لیکن اس آخری وقت میں دنیا کی اس مہیب اور آخری جنگ نے میری مشکلات کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ میرے بوڑھے جسم نے جواب دے دیا ہے۔

کاغذ کی گرانی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور برابر قیمت بڑھ رہی ہے جو یقیناً ناقابل برداشت ہے۔ پیشوا کی ضخامت دیکھئے، میری محنت دیکھئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ پیشوا کو اس وقت موت کے منہ سے کیونکر بچایا جائے؟

پیشوا امن کے زمانہ میں بھی فائدہ کا کاروبار نہ تھا۔ لیکن کتابوں کی فروخت سے اس کا نقصان پورا کر دیا جاتا تھا۔ مصیبت یہ ہے کہ اب کتابیں بکتی نہیں، نئے خریدار پیدا ہوتے نہیں، جوان کا روپیہ آتے۔ اور گاڑی کا پہیہ ٹوٹ محفوظ سرمایہ یہ نہ پہلے تھا نہ اب۔ فرمایئے کام چلے تو کیونکر؟

خدا کا شکر ہے کہ پیشوا کے دفتر میں کتابوں کا کافی ذخیرہ ہے اور اگر وہ فروخت ہوتا رہے، تو جب تک کتب خانہ ہے پیشوا زندہ ہے۔ لیکن کتب خانہ ہونے سے پیشوا کو اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا، جب تک وہ فروخت نہ ہو۔ میں اس سے واقف ہوں کہ دنیا کی قوت خرید گھٹ رہی ہے، لیکن سینما مسلمانوں سے آباد ہیں، اور دنیا کا کوئی کام رکا ہوا نہیں ہے۔

دنیا کے ہر کتب فروش نے کتابوں کی قیمت بڑھا دی لیکن مطبوعات پیشوا کی قیمت میں ایک پائی کا اضافہ نہ ہونے پر بھی پیشوا دہیں اٹا ہوا ہے۔

میں کساد بازاری اور گرانی کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں اس لئے قارئین کرام سے مشورہ چاہتا ہوں۔ کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا۔ مہربانی فرما کر اس رسالہ کے پہنچتے ہی اپنی قیمتی رائے سے مطلع فرمایئے۔

## رسول نمبر کی واپسیاں

رسول نمبر کے پندرہ سو وی۔ پی گئے۔ اور تقریباً پانسو واپس آئے۔ وصولی کا یہ اوسط بہت کامیاب کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جو نیا قرضہ رسول نمبر کی وجہ سے ہو گیا ہے، اس کی فوری ادائیگی کے لئے پانسو نئے خریدار فوراً فراہم کرنے ہیں۔

براہ کرم فوراً اٹھیئے اور جتنے جلدی ہو سکے، اپنے حلقہ احباب سے نئے خریدار فراہم کیجئے۔ پانچ خریداروں کی قیمت وصول ہونے پر ایک روپیہ اگر آپ لینا چاہیں تو پیش کر دیا جائے گا۔ بلکہ بہتر ہے کہ چار روپے کا منی آرڈر بھیج کر پانچ حضرات کے نام رسالہ جاری کرا لیجئے۔ فرمایئے اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ ایک روپیہ کے بارہ آنے ہو گئے۔

مہتمم عزیز حسن بقائی ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے کمال ہند ساری پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

رسول نمبر کیسا تھا اور کتنا پسند کیا گیا؟ اس کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اگر مجھے اپنی تعریف اپنے پرچہ میں چھپنے کا مرض ہوتا تو پانسو کے قریب خطوط ایسے تھے جن میں پیشوا کے رسول نمبر کو اس سال کا سب سے بہتر، سب سے مفید، معلومات غیر مسلموں کے تمام معقول اعتراضات کے مدلل، مسکت، معقول جوابات کا لاجواب ذخیرہ پہلا حصہ بتایا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں نظم کا بہترین منتخب میلاد نامہ ہے، جو اس سے پہلے ناپید تھا۔

نظم و نثر کا یہ بہترین مجموعہ جو اس سال کا بہترین اور معیاری میلادی لٹریچر ہے۔ فوراً اپنے خریدار صاحبان کے پاس پہنچا دیجیے۔ مجھے پانسو نئے خریدار ملیں گے۔ اور اس نئے حلقہ میں کتابوں کی مانگ ہوگی۔ اور یہ پیشوا کی سب سے بڑی امداد ہوگی جو آپ کی سعی سے اس کو ملے گی۔

شمع رسالت کے ایسے پروانوں کی فہرست آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

## پیشوا نہ پہنچنے کی شکایت کرنیوالے

یوں تو کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا ہے، جس میں چار پانچ خریداروں کی شکایتیں پیشوا نہ پہنچنے کی نہ آتی ہوں۔ لیکن صفر اور ربیع الاول کے پرچے نہ پہنچنے کی شکایتیں اس کثرت سے آئی ہیں کہ پناہ بخدا۔

شکایتیں کرنے والے حسب ذیل گروہ پر تقسیم کئے گئے۔

(۱) پیشوا کی قیمت سال گذشتہ میں ختم ہو گئی۔ اسٹاف کی نالائقی سے پرچہ اب تک جاری ہے۔ حالانکہ سال گذشتہ وی۔ پی جانا چاہیے تھا۔ لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک سال کی قیمت ادا کر کے دو سال پرچہ وصول کیا۔ پھر بھی شکایت ہے کہ پرچہ نہیں پہنچا۔

(۲) نمبر خریداری نہیں لکھا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ دو چار نام ہیں حافظہ کی مدد سے نکل آئیں گے۔ حالانکہ رجسٹروں میں تقریباً پچاس ہزار نام ہیں۔ اور رجسٹر ابجدوار ہیں، نہ صوبہ وار، فرمایئے کیونکر ان کی شکایت رفع کی جائے؟ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ بغیر نمبر خریداری کے کسی شکایت کی تعمیل کارکنان دفتر کے امکان سے باہر ہے۔ اگر ہوتا تو بار بار کیوں نمبر خریداری پر زور دیا جاتا؟

(۳) رسول نمبر وی۔ پی گیا یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میعاد ابھی باقی ہے جس وقت خریدار بنایا جاتا ہے، تینوں رجسٹروں میں رقم اور میعاد لکھی جاتی ہے کہ کس مہینے سے پرچے بھیجے گئے، اور کس مہینہ میں میعاد ختم ہوگی، لیکن خریدار صاحب اپنے حافظہ کو تین چار برس کے اندراج سے زیادہ قوی سمجھتے ہیں، اور جب وی۔ پی واپس آتا ہے تو شکایت لکھتے ہیں۔ شکایتی خط کے جواب میں حساب لکھا جاتا ہے تو ایک روپیہ بھیج دیتے ہیں۔ گویا روپیہ کی بجائے ۱۱ر وصول ہوتے۔

(۴) کوئی دوست پرچہ اٹھا کر لے گیا، یا کسی وجہ سے پرچہ گم ہو گیا، جھٹ شکایتی خط لکھ دیا کہ پرچہ نہیں پہنچا۔

(۵) ڈاک خانہ کے بے ایمان ملازم خصوصاً آر۔ ایم۔ ایس یا دیہاتی پوسٹ مین پرچہ اپنے یا اپنے دوستوں کیلئے رکھ لیں۔

میں ہر مہینے کے شروع میں تمام پتوں کے فائل کا مقابلہ اپنی موجودگی میں کراتا ہوں۔ اور پھر اپنی موجودگی میں پتوں کی چٹیں چیک کرا کر ڈاک خانہ روانہ کرتا ہوں۔ جہاں دس سرکاری ملازموں کی موجودگی میں پرچہ آر۔ ایم۔ ایس کو بھیجا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد نگرانی میرے امکان سے باہر ہو جاتی ہے۔

تاہم اگر کسی بھائی کا پرچہ راستہ میں کوئی ڈاک کا شیطان چرا لیتا ہے اور وہ اپنا نمبر خریداری لکھ کر شکایت کرتے ہیں، تو ان کے پتہ اور حساب کی جانچ کر کے دوبارہ پرچہ مفت روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ستم دیکھئے کہ نمبر خریداری نہیں لکھتے۔ پتہ تبدیل ہونے کی اطلاع نہیں دیتے۔ چھ چھ مہینے گذرنے کے بعد شکایتیں لکھتے ہیں، فرمایئے ایسے حضرات کی شکایات کا ازالہ کیونکر کیا جائے؟

## پیشوا کی امداد کا ایک اور طریقہ

پیشوا کا رسول نمبر ۱۶ سال سے شائع ہوتا ہے۔ اور سیرت پاک کا یہ عظیم الشان اور نادر اور معیاری لٹریچر ناپید ہے۔ لیکن متفرق سنوں کے بچے ہوئے کئی ہزار رسول نمبر دفتر میں موجود ہیں جن میں سے ہر رسول نمبر پر ۸ر فی لاگت ہے۔ لیکن اچھوتوں، ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کے لئے اور نادار مسلمانوں میں رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کی تبلیغ کی نیت سے تقسیم کرنے کے لئے بہترین اور موثرترین ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ، خیرات، و صدقات کے روپے سے تبلیغ اسلام کا یہ بہترین طریقہ آپ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے سب سے سستا اور موثر طریقہ ہے۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا کارگر ہتھیار ہے۔ نادار مسلمانوں میں رسول اللہؐ کی زندگی کی پیروی کا شوق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایک روپیہ کے دس رسول نمبر منگا لیجیے۔ اور مفت تقسیم کر کے دین اور دنیا کی اس سب سے بڑی سعادت کو کوڑیوں میں لوٹ لیجیے۔ دوڑو لوگو کہ جنت مفت لٹ رہی ہے۔ کئی بھائی اگر ایک ساتھ آرڈر کر دیں تو محصول کی بچت ہوگی۔

اس وقت پیشوا کے دس ہزار رسول نمبر بچے ہوئے ہیں، جن کی فروخت

## مجھ پر کیا بیتی ؟

یوں تو میں ۱۹۲۰ء سے جامع مسجد میں اصلاحات کا حامی ہوں اور اس کے لئے ہمیشہ کوشاں رہا. لیکن ۱۹۳۶ء سے سال سلطنت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور حریت تو نکالا ہی صرف اسی کام کے لئے ہے جس میں تقریباً پانچ ہزار روپے کا نقصان ہو چکا ہے پمفلٹ اور پوسٹروں کا خرچہ علیحدہ رہا.

اس عرصہ میں جسمانی اور روحانی حملے اس کثرت سے مجھ پر کرائے گئے کہ اگر خداوند قدوس نے عزم و استقلال کی دولت سے مالا مال نہ کیا ہوتا تو میرا چٹان کی طرح اپنے ارادہ پر قائم رہنا مشکل تھا۔ مقامی حکام سے چغل خوری کی گئی۔ سر سکندر حیات اور سر چھوٹو رام کی سفارشی چٹھیاں لائی گئیں۔ حکام کو دھوکہ دیکر مجھ پر یہ الزام لگایا گیا کہ میں ذاتی اغراض کے لئے لکھ رہا ہوں، اور جب ایک ہزار روپے کے چیک کے ساتھ ثبوت مانگا گیا تو سانپ سونگھ گیا پریس والوں کو میرا کام نہ چھاپنے کے لئے رشوتیں دی گئیں۔ پیشوا اور حریت چھاپنے کی صورت میں پریس سے ضمانتیں طلب کرانے کی دھمکیاں دی گئیں۔ بعض مقامی حکام سے میرے لئے مشکلات پیدا کرائے، اور مجھے جامع مسجد میں اصلاحات کے مطالبہ سے دست بردار ہونے کے لئے کہا گیا۔ جھوٹے مقدمات تیار کرا کرا اپنے دوست مجسٹریٹوں کے ہاں سے سزا دلانے کے پروگرام بنے۔ خنجر بکف گنڈے میرے جسم ودرح کا تعلق منقطع کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ حتیٰ کہ میرے لئے خانگی مشکلات پیدا کی گئیں۔ میرے لڑکے کو سبز باغ دکھا کر مجھ سے جدا کیا گیا۔ وفادار اسٹاف کو غداری پر آمادہ کیا گیا جس نے بلا کسی نوٹس دیئے اور چارج دیئے بغیر اسٹرائک کی، اور اس طرح تقریباً دو ہفتہ دفتری کام بند رہا۔ کیونکہ نئے کارکنوں کو جب تک ڈسپیچنگ کا سابقہ تجربہ نہ ہو۔ دفتر کا کام ان کے سپرد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اس کے لئے عرصہ درکار تھا۔

بہرحال خدا کا شکر ہے کہ دو ہفتہ کے تعطل کے بعد سر دست اس وقت کام کچھ قابل اطمینان طریقہ سے ہو رہا ہے، اور جس وقت تک موجودہ اسٹاف غداری نہ کرے اور موجودہ انتظام درہم برہم نہ ہو اور شیطان ان لوگوں کو ورغلانے کی سعی نہ کرے، تو کام سر دست جاری رہے گا۔

مجھے اس کا اعتراف ہے کہ بعض بھائیوں کو تعمیل نہ ہونے کی جا تو شکایات ہوتیں۔ ان کا غصہ سر اور آنکھوں پر لیکن میری مشکلات جن سے وہ بے خبر ہیں، ان کے سامنے جب آئیں گی تو شکوہ کی بجائے ان کو مجھ سے ہمدردی ہوگی اور میرے استقلال سے خوشی ہوگی

بہت سے پیشوا کے خریدار ہوں گے جنہوں نے روپیہ بھیجا ہوگا اور تعمیل میں دیر ہوئی ہوگی. بہت سے ہوں گے جنہوں نے پیشوا نہ پہنچنے کی شکایت کی ہوگی، اور ان کی شکایت کی تعمیل نہ ہوئی ہوگی. ہوتی کہاں سے اسٹاف ہڑتال پر اور میں ڈسپیچنگ سے نا آشنا۔؟

کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا؟ لیکن اگر پھر کوئی ایسی سازش ہوئی تو بہت ممکن ہے کہ اس سے زیادہ شکایات خریداران پیشوا کو پیدا ہوں جس کے لئے انکو ابھی سے تیار رہنا چاہئے۔ اس لئے اگر وہ چاہتے ہیں کہ میں ہمالہ پہاڑ کی طرح عزم و استقلال کا ثبوت دوں تو ان کو شکایت کے ساتھ بدگمانی اور بدزبانی اور بے صبری نہ کرنی چاہئے۔ پیشوا سولہ سال سے شائع ہو رہا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس عرصہ میں اپنی جگہ سے نہ ہلا سکی تو دہلی کی امام پارٹی کی حیثیت ہی کیا ہے کہ ان کی سازشوں اور جاسوسیوں سے مجھ میں لچک پیدا ہو جائے۔ اگر قارئین کرام مجھے زیادہ پریشان نہ کریں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قصر امامت و امارت میری سعی سے منہدم ہی نہیں ہوا۔ بلکہ تکفین و تدفین بھی انشاء اللہ میرے ہی ہاتھوں ہوگی۔

خدا کا شکر ہے کہ دہلی کے اوقاف کی حفاظت کے لئے ایک مسودہ آنریبل مولوی حسین امام ممبر کونسل آف اسٹیٹ پیش کر چکے ہیں جو کسی طرح بھی ان مطالبات اور ضروریات کو پورا نہیں کرتا جو مسلمانان دہلی کی ہیں۔ البتہ مولوی عبدالغنی صاحب بہاری ممبر اسمبلی کا پیش کردہ مسودہ قانون باوجود اپنی کمزوریوں اور خامیوں کے اس قابل ہے کہ اس کی تائید کی جائے اور اس میں ترمیمات پیش کر کے زیادہ سے زیادہ اس کو مفید بنایا جائے۔ اور تا قیامت یہ نیک عمل خریداران پیشوا کے نام لکھا جائے گا۔

مولوی عبدالغنی صاحب کے بل نے میرے کام کے بڑے حصہ کو تقریباً ختم کر دیا ہے اور اگر میری مجوزہ ترمیمات ان   لی جائیں تو اوقاف کی حفاظت کا جو پروگرام میرے پیش نظر تھا وہ ختم سمجھئے اور خداوند قدوس کا فضل اگر شامل رہا تو نہ صرف یہ کہ بل مناسب ترمیمات کے ساتھ قانون بنے گا بلکہ تمام مسجد کے محراب و منبر سرکار برطانیہ کی ان سڑی ہوئی لاشوں اور جاہل اور خود غرض امام اور اس کے خاندان سے پاک ہوگا ہضم شدہ لاکھوں روپے جس نے کھائے ہوں گے، اس کو اگلنے پڑیں گے اور امام جی کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ پُراسرار طریقہ سے کھوپتی کیوں کر ہو گئے۔ اور چالیس سال کا حساب جس طرح دبا کر مسلمانوں کے مطالبہ کو ٹھکرایا گیا ہے، اس کی جواب دہی کرنی ہوگی اور مسجد کی تمام ضروریات پوری ہوں گی اور نمازیوں کی وہ تمام شکایات جو پچاس سال سے امام جی پر اُدھار ہیں ادا ہونگی، اور یہ سب کچھ

خدا چاہے میرے سامنے ہوگا۔ اور ایک سیہ کار علم و عمل سے بے بہرہ لیکن مخلص اور حزیں مسلمان جس کو حکام سے مرعوب کرایا گیا جس پر حصول زر کا شرمناک الزام اس لئے لگایا گیا کہ اس نے امام جی کے ناجائز حصول زر کا پردہ فاش کیا تھا۔ اپنی آنکھوں سے خانہ خدا کی تطہیر دیکھ کر سجدہ شکر بجا لائے گا۔

## پاکستان کی برسی

۲۳۔ مارچ کو حسب قرارداد پاکستان ڈے منایا گیا۔ دہلی میں چونکہ مسٹر جینا موجود تھے، اور میونسپل الیکشن میں سو فیصدی شکست کے بعد مسلم لیگ کی ہوا اکھڑ ہوئی تھی، اس لئے کوشش کی گئی تھی کہ پاکستان ڈے کا جلسہ اور جلوس کامیاب ہو، اور بگڑی ہوئی ہوا پھر بندھ جائے۔

اعلان تھا کہ پراونشل مسلم لیگ کے دفتر سے تین بجے جلوس نکلے گا لیکن چار بجے تک اتنے آدمی فراہم نہ ہو سکے کہ جلوس روانہ ہوتا۔ بالآخر طبیہ کالج کے طلبا اور یتیم خانہ کے بچوں کو ساتھ لے کر جلوس روانہ ہوا راستہ میں کچھ رونق پہنچی، اور جب جلوس اردو پارک میں واپس آیا تو حاضرین کی تعداد کسی حالت میں ایک ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ نواب زادہ لیاقت علی صاحب نے پرچم کشائی کی رسم ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ

"مجھے آج اس جھنڈے کو بلند کرنے کی عزت
حاصل ہوئی ہے جو ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں
امن کا پیغام لایا تھا۔ یہی وہ جھنڈا تھا جس نے بنی نوع
انسان کو غلامی سے آزاد کیا۔ اور پیغام اخوت دیا"

جو تقریر انہوں نے کی اس پر بہت ہی مختصر تبصرہ قلت وقت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

یہ قطعی غلط ہے کہ اسلام کا کوئی خاص جھنڈا تھا، کیونکہ سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت کو جب کبھی عساکر اسلامیہ کو جھنڈا دینے کی ضرورت ہوتی ہے، تو وہ جھنڈا ہمیشہ سفید ہوا کرتا تھا۔ سبز رنگ اور ہلال تاتاریوں کا جھنڈا ہے۔ جن کی سفاکی اور بربریت سے تاریخ کا ہر بچہ بھی واقف ہے، اور اسی جھنڈے کو مسلم لیگ نے اپنایا ہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ نواب صاحب کی تاریخی اور اسلامی معلومات کیا ہے۔

اس کے بعد لیگیوں کا جلسہ مسٹر جینا کی صدارت میں ہوا، وہ لیگ کے سب سے بڑے عہدہ دار ہیں، اس لئے ان کی تقریر بلا خطہ ہو

(۱) جہاں ہم اکثریت میں ہیں وہاں ہندوؤں کی غلامی ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ جہاں ہم اقلیت میں ہیں، وہاں ہم مررہے ہیں لیکن ہم کو مرنے دیجئے۔ ہم ان صوبوں کو ضرور آزاد کرائیں گے، جو اکثریت میں ہیں۔

(۲) ہندو چاہتے ہیں کہ مرکز میں ہماری اکثریت ہو، اور اس طرح وہ ہمارے اکثریت والے صوبوں پر حکومت کریں۔ اگر ایسا ہو تو ہماری زبان، تہذیب، تمدن برباد ہو جائے گا۔

(۳) مسلمانوں کو پاکستان حاصل کرنے کے لئے تعلیم، تجارت انڈسٹری پر زیادہ سے زیادہ قبضہ حاصل کرنا چاہیئے۔

(۴) مسلم لیگ نے نیشنلسٹ علما کا خاتمہ کر دیا ہے، اور جو باقی بچے ہیں ان کا بھی جلد از جلد خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(۵) مسلمانوں کے لئے صرف ایک راستہ ہے، اور وہ پاکستان ہے۔ اور اس میں ہندوؤں کا بھی فائدہ ہے۔

ان فقروں پر قوم پرور مسلمانوں کے تاثرات یہ ہیں:-

(۱) مسلمانوں کی اکثریت کے صوبے پانچ ہیں۔ سرحد، بلوچستان، سندھ، پنجاب، بنگال۔ ان پانچوں صوبوں میں سے ایک صوبہ بلوچستان ہے، جو ابھی منٹو مارلے اسکیم سے بھی محروم ہے اور لیگ میں ہمت نہیں ہے کہ اس میں اصلاحات کے مطالبہ کے لئے درخواست جیسے ذلیل طریق کار کے علاوہ ایثار و قربانی کی راہ اختیار کر سکے۔ اب رہ گئے سندھ اور سرحد، سرحد میں خالص کانگریسی حکومت رہی اور باوجود کوشش کے مسلم لیگ وہاں وزارت بنانے میں ناکام رہی۔ اب گورنر کی حکومت ہے، جب بھی ڈیڈلاک ختم ہوگا منسٹری کانگریس کی ہوگی۔ سندھ کی حالت یہ ہے کہ وہاں خان بہادر اللہ بخش کی نیم کانگریسی وزارت کے علاوہ دوسری پارٹی کی وزارت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مسلم لیگ کو الیکشن میں بھی شکست ہوئی۔ اور وزارت تو ابھی ٹوٹی ہے، آنسو بھی خشک نہیں ہوتے۔ بنگال میں مسلم لیگ پارٹی نے پرجا کرشک پارٹی سے الیکشن میں شکست کھائی اور فضل الحق صاحب انگریزوں اور مہا سبھائیوں کی امداد کے بغیر ایک منٹ وزارت نہیں کر سکتے۔ پنجاب میں یونینسٹ پارٹی نے مسلم لیگ کو الکشن میں ذلت انگیز شکست دی۔ سر سکندر کی وزارت ایک منٹ بھی سکھوں اور مہا سبھائی یونینسٹوں کی امداد کے بغیر نہیں رہ سکتے اگرچہ موخر الذکر ہر دو وزرا لیگ ہائی کمانڈ میں بھی شامل ہیں لیکن لیگ کی تجاویز سب سے زیادہ ان ہی دونوں صوبوں میں ٹھکرائی جاری ہیں۔ اور سر سکندر صاحب نے تو علانیہ پاکستان سے بغاوت کر دی ہے۔ فرمایئے اب وہ کون سا صوبہ ہے جہاں رائے عامہ (بذریعہ انتخاب) مسلم لیگ کے ساتھ ہو، اور مسٹر جینا کے پاس علاءالدین کے چراغ کے جن کی طرح وہ کون سی طاقت ہے جس سے وہ چار کروڑ اقلیت کے صوبوں کے مسلمانوں کی قربانی کر کے پاکستان

کا تصور تعمیر کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر ہندوؤں سے مراد کانگریس ہے، تو اس کا تو یہ اعلان موجود ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی اور سیاسی معاملات اپنی کثرت سے فیصلہ کریں گے۔ ہندو اکثریت کو اس میں دخل دینے کا حق نہ ہوگا۔ اس کے بعد کچھ زبان، تہذیب کے ماتم کا مطلق خوف نہیں رہتا۔ اور پھر ان چیزوں کا مرثیہ اس شخص کی زبان سے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا جس کی صورت، لباس، زبان، کردار، عمل، اخلاق، تہذیب، معاشرت سے اسلام کو دور کی بھی نسبت نہیں۔

(۳) اس سے کس کو انکار ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسلم لیگ کے سرمایہ داروں نے ان شعبہ جات میں مسلمانوں کی کیا رہنمائی کی۔ شور و ہنگامہ کے علاوہ کسی ایک صوبہ یا ایک ضلع میں کوئی پرائمری سکول کھولا کوئی صنعتی درس گاہ قائم کی۔ کوئی کمرشیل اسٹور کھولا، کوئی ادبی سالہ جاری کیا۔ پھر جو کام لیگ کے کروڑپتی سرمایہ دار نہ کرسکے، اس کی توقع اس مجمع سے کرنا جو ہنگامہ پسندی کے جذبہ سے ہر قسم کے جلسوں میں شرکت کا عادی ہے، حماقت نہیں تو کیا ہے۔

(۴) اس سے مراد اگر جمعیۃ العلماء ہند کے حق پرست علماء ہیں، تو افسوس ہے کہ مسٹر جناح نے خود بھی جھوٹ بولا، اور تاریخ کو بھی جھٹلانے کی سعی ناتمام کی۔

جمعیۃ علماء کے سرفروش اور مجاہد مسلمانوں کو اگر مسٹر جناح جھوٹ بول کر دام فریب میں مبتلا نہ کرتے۔ اور ان کو حریت و آزادی کے نام پر لیگ کے پلیٹ فارم پر الیکشن جیتنے کے لئے دھوکہ دے کر نہ بلاتے تو مسٹر جناح کی کرسی صدارت بہت ہی نیچے پڑی ہوتی۔ تاہم ان علماء کو جنہوں نے سراب کو چشمۂ حیات سمجھا، اور لیگ جیسی انگریزی مقاصد کی حمایت کرنے والی جماعت کا ساتھ دیا۔ اس کے صدر نے کام نکالنے کے بعد جس طرح طوطے کی طرح آنکھیں بدلی ہیں، وہ کسی اسلامی جماعت کے صدر کا کردار نہیں ہو سکتا۔

مسٹر جناح نے جن کو صحیح کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا اور جن کی اسلامی ہمدردی کا یہ عالم ہے کہ مسجد شہید گنج کے مقدمہ کی بغیر فیس کے پیروی نہ کی۔ غازی علم الدین شہید کے مقدمہ کی فیس طلب کی اور جو ایک نوٹس کی چند سطریں بغیر فیس لئے نہ لکھے، وہ ان بلند مقام علماء کے کردار کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جنہوں نے لاکھوں فتوے بغیر فیس کے لکھے۔ اور ملک و ملت کے ناموس کے لئے پھانسی کے تختہ کو لبیک کہا اور اس قسم کے مجاہد علماء کے سرتاج حضرت علامہ ابوالکلام آزاد حضرت علامہ سید حسین احمد مدنی اور حضرت علامہ کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم وغیرہما جن کے شاگردوں کی جوتیوں میں بیٹھنے کی بھی ان غرض مند

قائد اعظم میں اہلیت نہیں۔

علماء حق کے استیصال کی سعی مسٹر جناح سے پہلے حجاج و سفاح وغیرہ کر کے اسلام کی خدمت انجام دے چکے ہیں۔ اس زمانہ میں ان کے قائم مقام پیدا ہوں تو تعجب ہی کیا ہے۔

(۵) مسلم لیگ کے تین آسان لیڈروں کے پاس ممکن ہے کہ کوئی حل نہ ہو، لیکن لیگ اور مسلمان دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ اس لئے لیگ کے صدر کو کوئی حق نہیں ہے کہ جو لوگ لیگ کے ممبر نہیں ہیں، ان کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی طرف سے پاکستان کی تائید کریں اور لیگ کے چار آنے والے ممبر تمام ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ ہوں گے۔ حالانکہ مسلمانوں کی آبادی دس کروڑ ہے۔ بیشک مسٹر جناح لیگ کے ممبروں کی طرف سے بول سکتے ہیں۔ لیکن دس کروڑ مسلمانوں کے نمائندے نہ وہ کبھی تھے، نہ ہیں، نہ آئندہ کبھی ہونگے۔

## سی کلاس

ہندوستان کی بدنصیبی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ مادر وطن سے محبت کرنے کے جرم میں جو فرزندان وطن اسیر ہوں، ان کو چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ جیل میں رکھا جائے اور ان کے ساتھ برتاؤ بھی وہی ہو جو جرائم پیشہ قیدیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

نئے انتخاب میں کانگریس برسر اقتدار آئی، تو انہوں نے جیل خانوں کی اصلاح کی۔ اور سیاسی قیدیوں کے لئے بہتر سلوک کیلئے قوانین بنائے۔ لیکن سب سے بڑی غلطی پولیٹیکل قیدیوں کی درجہ بندی تھی جن میں "سی کلاس" کی ولادت ہے۔ سی کلاس مجاہد وطن اور نام ملک کی سب سے بڑی توہین ہے اور غالباً دنیا میں غلام ملک ہندوستان ہی ایک ایسا بدنصیب ملک ہے، جس میں پولیٹیکل قیدیوں کو اس بدنیت کے دور میں اس تہذیب کی ترقی کے زمانہ میں سی کلاس دی جاتی ہے جو اس ملک کے شرف کی سب سے بڑی توہین ہے۔

میں ۱۹۲۱ء میں خلافت کی تحریک میں قید ہوا تو اس وقت کوئی درجہ پولیٹیکل قیدیوں کے لئے نہ تھا۔ چھ مہینہ کے قیام جیل میں مجھے ان تمام حالات کا علم ہوا۔ جو چھ سال کے قیدیوں کو بھی نہ ہوا تھا۔ میں نے اس ذلیل اور توہین آمیز اور کمینہ اور منتقمانہ وحشیانہ سلوک کو برداشت کیا جو جیل اہلکار سپرنٹنڈنٹ نے تو ڈیوں کی سازش اور مقامی حکام کی خوشنودی کے لئے مجھ پر روا رکھے۔ میں دیکھتا تھا کہ جرائم پیشہ گورا محض سفید چمڑی کی خصوصیت کی وجہ سے مجھ سے بہتر سلوک کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ شہرہ پشت اور جرائم پیشہ قیدی سیاسی قیدیوں سے زیادہ آرام حاصل کرتے تھے۔ میں نے اس غذا کو استعمال کیا جس کو کتے بھی سونگھنا

پسند نہیں کرتے تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ روپیہ خرچ کر کے کس طرح خونی اور ڈاکو آرام سے رہتے تھے۔ میں نے اس کو بھی تحقیق کیا کہ جیل کے ملازم کس طرح قیدیوں کی روٹی چرا تے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ حکام جیل کی ان چوریوں کے خلاف دم مار سکے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ قیدی پوری خوراک نہ ملنے کی وجہ سے جو گیہوں ان کو پیسنے کے لئے دیئے جاتے تھے، ان کا کچا آٹا پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے کھاتے، اور وزن پورا کرنے کے لئے مٹی ملا دیتے تھے۔ میں نے گھوڑا دال بھی کھائی۔ اور جانوروں کے آگے ڈالنے والی کیڑے پڑی سبزی بھی کھائی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ امیر قیدیوں کی مشقت غریب قیدیوں سے پوری کرائی گئی۔ اور غریب قیدی کو محض افلاس کے جرم میں دوہری مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی میں نے یہ بھی دیکھا کہ ہسپتال میں کتنا روپیہ لے کر اچھے بھلے قیدی داخل ہوئے اور روپیہ نہ ہونے کے جرم میں جاں بلب مریض مشقت کے لئے مجبور کئے گئے، اور مشقت نہ ہونے کی وجہ سے پیشی ہوئی، جو جیل کی اصطلاح میں سب سے بڑی مصیبت ہے، اور یہی سی کلاس ہے، جس میں شریف محبان وطن رکھے جاتے ہیں ممکن ہے کہ اب کچھ اصلاح ہو گئی ہو۔ لیکن خاکہ تقریباً یہی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ سی کلاس پولیٹیکل قیدیوں کے لئے ختم کر دینی چاہئے اور اس کی بجائے اسپیشل کلاس کا اضافہ ہونا چاہئے۔

ضرورت ہے کہ محبان وطن سے بہتر سلوک کے لئے زیادہ سے زیادہ ایجی ٹیشن کیا جائے اور جب تک اس منحوس سی کلاس کا جیل کے ضوابط سے خاتمہ نہ کرا لیا جائے، یہ ایجی ٹیشن برابر جاری رہنا چاہئے۔

## شربت روح افزا

ہندوستانی طب کا شعبہ دواسازی جس قدر بدنام ہے اسی قدر اس فن میں دہلی کا مشہور ہمدرد دواخانہ نیک نام ہے۔ جس میں ترقی یافتہ میڈیکل سائنس کی تمام خوبیوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں تمام دواخانہ میں لاکھوں روپے کے صرف سے بجلی سے چلنے والی بالکل نئی مشینیں لگائی گئی ہیں جن کے ذریعہ دواسازی سائنٹیفک اور اپ ٹو ڈیٹ طریقہ سے ہوتی ہے۔ ڈسپنسنگ ہوتا ہے۔ اور سارے کام بغیر انسانی ہاتھ لگائے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ اور یورپ و امریکہ کے کسی بہتر سے بہتر دواساز کی دوائیں جتنی نفیس اور زود اثر ہونے کا تخیل ہو سکتا ہے وہ ہمدرد دواخانہ کی تیار شدہ ادویہ سے عمل میں آتا ہے۔

شربت روح افزا اسی ہمدرد دواخانہ کا قدیم شربت ہے جو مقوی، مفرح، تازہ پھلوں اور عطر بیز پھولوں اور فرحت انگیز دواؤں کا ایسا مرکب ہے کہ اس کا ثانی مشرقی اور مغربی دواساز کارخانوں میں تلاش کرنا عبث ہے۔ جس کو نئی برقی مشینوں کی دواسازی کے ذریعہ زیادہ مقوی، مفرح اور سودمند بنایا گیا ہے۔

میں سالہا سال سے اختلاج قلب اور معدہ کا مریض ہوں اور اس سلسلہ میں مشہور مغربی اور مشرقی اطباء کے زیر علاج رہا ہوں اور موسم گرما کی ناقابل برداشت تپش اور لو سے گھبرا کر شملہ، مسوری چلا جاتا ہوں۔ لیکن گذشتہ دو سال سے میں مسلسل موسم گرما میں شربت روح افزا استعمال کرتا ہوں۔ بوتل کا کاگ کھلتے ہی پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ایک گھونٹ حلق سے نیچے اترا اور کلیجہ یخ ہو گیا۔ گھبراہٹ اور دل کی دھڑکن اور اختلاج قلب کافور ہو جاتی ہے۔

عام طور سے شربت معدہ کے لئے مضر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن شربت روح افزا میں ایسے مفید اجزا شامل کئے گئے ہیں جو مفرح دل و دماغ ہونے کے علاوہ مصلح معدہ بھی ہیں، اور مسکن روح بھی ہیں۔ زود ہضم بھی ہیں۔

غرضکہ شربت روح افزا میں ان تمام شکایات کی اصلاح کا خیال رکھا گیا ہے، جو ایک انسان کو موسم گرما میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ یہ میں نے ذاتی طور سے اطمینان کر لیا ہے کہ کوئی نشیلی چیز نہیں پڑتی، اور کوئی دوا ایسی نہیں ڈالی جاتی کہ کسی مذہب کے متبع کے لئے منع ہو۔ کیونکہ ہمدرد دواخانہ کے مالک جناب مولوی حکیم حاجی عبدالحمید خاں صاحب خود نہایت متقی اور بااصول طبیب اور دیانت دار اور فرض شناس منتظم ہیں۔

لہذا میں اپنے ان تمام ہندو، مسلمان ہموطنوں سے جو میری رائے پر اعتماد رکھتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ گرمی کے موسم میں کم سے کم ایک بوتل شربت روح افزا کی ضرور خریدیں۔ اس کے استعمال کے بعد شربت روح افزا اپنے عدیم النظیر فوائد سے خود ان کو اپنا گرویدہ بنالے گا۔ اور بہت ممکن ہے کہ متعدد بیماریوں اور ڈاکٹروں کی گرانبار فیسوں اور پہاڑوں کے صدہا روپے کے فضول مصارف سے بچانے کا باعث شربت روح افزا کا استعمال ثابت ہو۔

اس مفید اور صحت بخش بوتل کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہے جو اس کے فوائد کے مقابلہ میں اور اس گرانی کے زمانہ میں بہت ہی کم ہے۔ اسی سلسلہ میں موسم گرما کی مکمل ہدایات "ہمدرد گرما" نامی پمفلٹ میں درج کی گئی ہیں

پتہ: مینجر صاحب ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

# احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک سلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلندشہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بعض علماء کہتے ہیں کہ آیات مذکورۂ بالا میں سے پہلی آیت تو ان عورتوں کی بابت ہے جو باہم بدفعلی یعنی ساحقت (چپٹی) کریں، اور دوسری آیت ان دو مردوں کی بابت ہے جو باہم بدکاری یعنی لواطت کریں اور سورۂ نور کی آیت زناکرنیوالے مردوں اور عورتوں کی بابت ہے۔ اس تشریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا آیات اپنے حکم پر قائم ہیں، منسوخ نہیں ہوئی ہیں اور اسی بنا پر بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ساحقت اور لواطت کی سزا یہی ہے جو ان آیات میں بیان کی گئی ہے۔

## (۷۴)

## زندگی سے مایوسی کی حالت میں ایمان لانا مقبول نہیں

| | |
|---|---|
| انما التوبۃ علی اللہ للذین | اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے |
| یعملون السوء بجہالۃ | جو جہالت سے برائیاں کرتے ہیں |
| ثم یتوبون من قریب | اور پھر وہ جلدی سے توبہ کرلیتے |
| فاولئک یتوب اللہ علیہم | ہیں تو اللہ بھی ان کی توبہ قبول کرلیتا |
| وکان اللہ علیماً حکیماً ہ | ہے۔ اللہ دانا حکمت والا ہے۔ ان |
| ولیست التوبۃ للذین | لوگوں کی توبہ قبول نہیں کی جاتی جو |
| یعملون السیئات حتی اذا | برائیاں کرتے رہتے ہیں اور یہاں |
| حضر احدھم الموت قال | تک کہ جب موت آموجود ہوتی ہے |
| انی تبت الآن ہ ولا الذین | تو کہتے ہیں "میں نے اب توبہ کی" |
| یموتون وھم کفار ہ اولئک | اور نہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے |
| اعتدنا لھم عذاباً الیماً ہ | جو کافر ہی مرگئے ہیں۔ انہیں لوگوں |

کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

**تفسیر**۔ ان آیات میں برائیوں اور گناہوں سے توبہ کرنے اور توبہ کے قبول ہونے نہ ہونے کا بیان ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ جملہ انما التوبۃ کے معنی قبول توبہ کے ہیں یعنی اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور لفظ علی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرمانے کا وعدہ کرلیا ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ علی اللہ کے معنی یہ ہیں کہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ پر لازم ہے۔ بجہالۃ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بُرے کاموں کو جہالت کے سبب کرتے ہیں، اس جملہ میں ان لوگوں کے افعال کو جو بُرائی اور گناہ سے واقف ہوتے ہیں جہالت سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ لوگ ناروا افعال کو جانتے ہیں اور جاننے کے باوجود ان کا ارتکاب کرتے ہیں حقیقت میں وہ ان کے انجام یا عاقبت کی سزا سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اگر وہ حقیقت سزا سے واقف ہوتے تو ہرگز ان افعال کو نہ کرتے یا کم عقلی و سفاہت سے اس قسم کے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ بھی ایک قسم کی جہالت ہی ہے۔ اور جملہ من قریب کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ ان لوگوں کی توبہ قبول فرمالیگا جو جہالت سے بُرے کام کرتے ہیں اور پھر بعض قریب کے زمانہ میں ان سے توبہ کرلیتے ہیں یعنی مرنے سے پہلے جیسا کہ آیت کے جملہ اذا حضر احدھم الموت سے واضح ہوتا ہے کہ موت کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی موت سے پہلے یعنی موت کے آثار نمایاں ہونے سے پہلے کی توبہ قبول ہوجاتی ہے ضحاکؒ کہتے ہیں کہ موت کا وقت آنے سے پہلے کی ہر توبہ قریب کے مفہوم میں شامل ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تک ملک الموت نظر نہ آجائے اس وقت تک کی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ حضور صلعم فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ اس وقت تک اپنے بندے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے جب تک کہ انسان کا سانس نہ اکھڑ جائے یعنی موت کی حالت طاری نہ ہوجائے۔ مختصر یہ کہ ارتکاب گناہ کے بعد سے موت کی حالت طاری ہونے سے پہلے تک کے زمانہ کو علماء و فقہاء نے زمانۂ قریب میں شامل کیا ہے۔

اور دوسری آیت یعنی ولیست التوبۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی توبہ خداوند تعالےٰ قبول نہیں فرماتا جو گناہ کرتے ہیں اور برابر کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی موت کا وقت آجاتا ہے اور موت کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں، ملک الموت نظر آنے لگتا ہے، اور موت کا یقین ہوجاتا ہے، اور اس وقت وہ مایوسی کی حالت میں یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! میں نے اب توبہ کی اس لئے کہ اس وقت کی توبہ اضطراری یعنی مجبوری کی توبہ ہوتی ہے، اختیاری نہیں۔

اور ولا الذین یموتون الخ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کفر کی

حالت میں مرے ہیں اور آخرت میں عذاب الہی کو دیکھ کر اپنے جرائم سے توبہ کریں گے، ان کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔

مختصر یہ کہ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص اختیاری حالت میں موت کے آثار نمایاں ہونے یا عذاب کا معائنہ کرنے سے پہلے اپنے جرائم سے توبہ کریگا، اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی، اور جو شخص حالتِ اضطرار میں توبہ کرے گا خواہ وہ فاسق ہو یا کافر اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور اس معاملہ میں دونوں کی حالت یکساں ہوگی یعنی وہ کفر کی حالت میں مریں گے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کوئی ایک برا کام کرنے والے شخص کو نافرمان مومن کہا جائے اور جو مسلسل برے کام کرتے رہیں گے، ان کو منافق کہا جائے گا اور جو لوگ برے کام کرتے کرتے مرجائیں گے، ان کو کافر کہا جائے گا۔

مایوسی کی حالت میں گنہگار شخص کی توبہ اور کافر کے ایمان لانے کی قبولیت کے بارہ میں علماء کا اختلاف ہے، امام زاہد نے اس پر طویل بحث کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی سے مایوس ہوجانے کی حالت میں کسی کافر کا ایمان لانا شرع میں معتبر نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کے ایمان کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اب رہی معاصی سے ایسی حالت میں توبہ وہ خدا کی مشیت پر موقوف ہے اگر وہ چاہے تو شرف ایمانی کو ملحوظ رکھ کر توبہ کو قبول کرلے اور چاہے تو اس کی تاخیر کو ملحوظ رکھ کر قبول نہ فرمائے۔

مشہور یہ ہے کہ ایمان وکفر کا اعتبار خاتمہ پر کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاتمہ اضطراری حالت طاری ہونے سے پہلے ایمان پر ہوا تو اس کو مومن قرار دیا جائے گا۔ اور اضطراری حالت طاری ہونے کے بعد اسلام وایمان کا اعتراف کیا گیا تو شرعاً قبول نہ ہوگا۔

اسی سلسلہ میں علماء کا یہ فیصلہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اگرچہ اضطراری حالت طاری ہونے کے بعد کا ایمان شرعاً مقبول نہیں ہے لیکن آخرت میں اس کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے گا، اس کی نسبت کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ خداوند تعالیٰ اس کے ظاہر وباطن سے واقف ہے۔ ممکن ہے اس کے ظاہر کو باطن کے موافق پاکر خداوند تعالیٰ اس کو بخش دے اور ظاہر وباطن یکساں نہ ہونے پر نہ بخشے۔

(باقی آئندہ)

# ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵۲)

## اشرار کی مدارات کا بیان

| | |
|---|---|
| عن عائشہ رضؓ ان النبی صلعم | عائشہ رضؓ کہتی ہیں حضورؐ نے فرمایا |
| قال ان شر الناس عند اللہ | ہے کہ قیامت کے دن خدا کے |
| منزلۃ یوم القیامۃ من ترکہ | نزدیک شریر ترین شخص وہ ہوگا |
| او ودعہ الناس اتقاء | جس کو لوگوں نے (دنیا میں) اس کے |
| شرہ۔ رواہ البخاری و مسلم | شر سے بچنے کے لئے چھوڑ دیا ہو۔ |

(بخاری و مسلم)

**تشریح الفاظ۔** ودعہ۔ وہ شخص جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو۔

**تشریح معانی۔** آخرت میں لوگوں کے مختلف درجات ہوں گے جیسا کہ دنیا میں اعمال کی حیثیت سے انسانوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری ہے :۔

ولکل درجات مما عملوا — ہر ایک کے اعمال کے درجے ہیں

اس اعتبار سے وہ شخص جو بہترین اعمال کرتا ہوگا مرتبہ میں سب سے بڑا ہوگا اور جو شخص بدترین اعمال کرتا ہوگا وہ درجہ میں سب سے کمتر ہوگا۔ پھر اعلیٰ و ادنیٰ درجات کے درمیان کے مراتب ہیں اور ان کا فرق اعمال کی حیثیت سے ظاہر ہوگا۔

اس حدیث میں حضورؐ نے یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جس کو لوگوں نے دنیا میں چھوڑ دیا ہو یعنی اس سے تعلقات منقطع کرتے ہوں۔ اور اس سے ملنا جلنا ترک کر دیا ہو۔ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یا اس سے کسی نفع کی توقع نہیں ہے بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ اس کے شر اور مکر و فریب سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور اس کی بدعہدی۔ غداری اور شرارتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔

جس شریر کو لوگوں نے تنہا چھوڑ دیا ہو اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس کے عمال سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے تو اس سے ان کو ضرر پہنچتا ہے۔ اس کے ظلم و ستم پر اس کو نصیحت کرتے ہیں تو وہ پروا نہیں کرتا ہے اس سے ملتے جلتے اور بات چیت کرتے ہیں تو ہر وقت خطرہ رہتا ہے

مختصر یہ کہ ہر حال میں لوگ اس کے ہاتھوں اپنی عزت و آبرو اور مال و مناصب کو خطرہ میں پاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ وہ شر پھیلانے والا اور مجرم ہے۔ نہ نیک اس کے ہاتھوں سے محفوظ ہے اور نہ گنہگار لوگ اس کے پاس جاتے ہیں تو وہ ذلیل کرتا ہے، اس سے ملتے ہیں تو نجاست میں آلودہ ہوتے ہیں، اس بنا پر بہر نوع اس سے علیحدگی اور دور رہنا موجب سلامتی ہے۔ یا پھر اس کی مدارات میں عافیت ہے۔

ایسا شخص قیامت کے دن بدترین شخص ہوگا، اس لئے کہ وہ دنیا میں انسانی مجمع کے لئے وبا کی مانند تھا۔ کیا ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے۔ ہاں اس دوزخ کے سوا جس کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے، جس میں پینے کے لئے گرم پانی ہوگا، جس کا کھانا زقوم ہوگا، اور جس کے کپڑے رال کے ہوں گے، پھر ایسا شخص یقیناً اسلام سے بیگانہ ہوگا، اس لئے کہ مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان مامون و محفوظ ہیں اور مومن وہ شخص ہے جس سے مومن اپنی جان اور اپنے مال کو محفوظ و مامون سمجھتے ہوں ایسے شخص کو مسلمان کہا جائے تو غلط ہوگا اور مومن کہا جائے تو جھوٹ ہوگا۔

اس حدیث کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضؓ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی، وہ حاضر ہوا تو حضورؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا "قبیلہ یا قوم کا بدترین بھائی۔ یا خاندان کا بدترین بیٹا" پھر وہ بیٹھ گیا تو حضورؐ نے بشاش چہرے سے اس کی طرف دیکھا اور اظہار مسرت فرمایا جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! اس شخص کو دیکھ کر آپ نے یہ الفاظ فرمائے تھے اور پھر اس کی طرف بشاش چہرہ سے دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا تھا، اس کا کیا سبب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا "تو نے مجھ کو فحش گو کب پایا ہے؟ بدترین انسان قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لئے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو۔"

بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص جو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مخرمہ بن نوفل تھا، اور بعض نے کہا ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری تھا

جو اپنی قوم کا سردار تھا اور جس کو عام طور پر احمق سردار کہا جاتا تھا۔ حضورؐ اس کی تالیف قلب اس لئے فرمایا کرتے تھے کہ اس کی قوم مسلمان ہو جائے۔ حضورؐ کے عہد میں یہ شخص اسلام لایا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑا اور اس کے بعد پھر مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں بعض فتوحات میں اس نے حصہ لیا۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں اس کے بھتیجے حر بن قیس نے حضرت عمرؓ سے اس کی حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔ جب وہ حر کے ساتھ حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ سے عرض کیا عمرؓ! تم نہ تو ہم کو عطیات دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف سے کام لیتے ہو۔ یہ الفاظ سنکر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور قریب تھا کہ آپ اس کو مارتے لیکن حر نے اور بڑھ کر عرض کیا، امیر المومنین! خداوند تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو یہ حکم دیا ہے کہ

خذ العفو وامر بالعروف — اے محمدؐ! معاف کرنے کا خوگر رہ
واعرض عن الجاھلین — اور نیک کام کرنے کا حکم کر۔ اور جاہلوں سے کنارہ کش رہ۔

یہ شخص بھی (یعنی عیینہ بن حصن) جاہلوں میں سے ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! آیت کو سنکر حضرت عمرؓ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

حضورؐ کی خدمت میں مخرمہ حاضر ہوا ہو یا عیینہ واقعہ میں بعض اشکال ہیں اول تو یہ حضورؐ اس شخص کی مذمت کیونکر کر سکتے ہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایک شخص خدمت مبارک میں حاضر ہوتا ہے اور آپؐ اس کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ کا بدترین بھائی یا خاندان کا بدترین بیٹا اور ساتھ ہی بشاش چہرہ سے اس کی طرف دیکھتے اور اظہار مسرت فرماتے ہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے، گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ معاذ اللہ آپ کا ظاہر و باطن یکساں نہ تھا، یعنی دل میں اس شخص کی نسبت برا خیال تھا اور ظاہر میں اس کی مدارات تھی۔ خدا کے رسول کی شان سے یہ بات قطعاً بعید ہے۔ ہاں اس رسول کی شان سے جس کی نسبت خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔

اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضورؐ کا یہ طرز عمل امت کے لئے نصیحت و ہدایت تھی اور یہ بتانا تھا کہ انسان کی ظاہری شان و شوکت سے وہ دھوکہ نہ کھائے ممکن ہے۔ اس شان و شوکت میں خباثت پنہاں ہو اور وہ دھوکہ کھا کر اس کے شر میں مبتلا ہو جائے۔ اسی واقعہ سے علماء نے اس امر کو جائز قرار دیا ہے کہ جس شخص کا فسق اور فحش ظاہر ہو یا جس کا ظلم و ستم آشکارا ہو یا جو شخص علانیہ بدعات کی دعوت دیتا ہو اس کی غیبت ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے۔ لیکن یہ جواب صرف اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جبکہ وہ شخص جس کی مذمت حضورؐ کی تھی۔

(باقی آئندہ)

# سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف ناظرین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از سید مرزا حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۳۳) مُردے قرابتداروں سے تعلق رکھتے ہیں

ایک عابدہ جس کا نام باہیہ تھا، اپنے وقت کی مشہور ہستی گذری ہے، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور پروردگار عالم سے یہ دعا کی:-

"میری آخرت کے ذخیرے! میرا بھروسہ زندگی اور آخرت میں تجھی پر ہے۔ مجھ کو موت کے وقت رسوا نہ کر اور قبر میں مجھ کو وحشت سے بچا۔"

اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اول وہ قرآن کا کچھ حصہ پڑھتا اور پھر اس کی اور اہل مغفرت کی دعا مانگتا۔

اس کے بیٹے کا بیان ہے کہ ایک روز رات کو خواب میں میری ماں نظر آئی۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا: "ماں! کیونکر گذری اور تمہارا حال کیا ہے؟" ماں نے کہا بیٹا! موت انتہا درجہ کی اذیت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس وقت برزخ میں ہوں جہاں پھولوں کا فرش ہے۔ اور نتھی مسندیں بچھی اور تکیے لگے ہوئے ہیں۔ اور قیامت تک اسی حال میں رہوں گی۔" میں نے پوچھا: "ماں کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔" ماں نے کہا بیٹا! "صرف ایک حاجت ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس طرح تو اب تک زیارت کو آتا۔ قرآن پڑھتا اور ہمارے لئے دعا کرتا رہا ہے۔ اسی طرح آئندہ بھی اس طریقہ کو جاری رکھ۔ جب تو جمعہ کی رات اور دن کو یہاں آتا ہے تو میں تیری آمد سے بہت خوش ہوتی ہوں۔ اور مقبرہ کی تمام روحیں مجھ سے کہا کرتی ہیں کہ اے باہیہ! یہ تیرا بیٹا آیا ہے۔ ان کی اس بات سے مجھے بڑی فرحت حاصل ہوتی ہے، اور وہ روحیں بھی اظہار مسرت کرتی ہیں۔"

اس کے بیٹے کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد میں بدستور جمعہ کی رات اور دن کو زیارت کو جاتا۔ قرآن پڑھتا اور دعا کرتا رہا دعا میں یہ بھی کہا کرتا تھا کہ "اہل قبور! تمہاری وحشت میں خدا تمہارا مونس بنے۔ تمہاری غربت پر رحم فرمائے، اور تمہارے گناہوں کو بخش دے

اور نمازیں۔ عملاً سنت کو قبول فرمائے۔" کچھ عرصہ بعد میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت میرے پاس آئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: "تم کون لوگ ہو اور کس غرض سے میرے پاس آئے ہو؟" ان لوگوں نے کہا: "ہم فلاں گورستان کے مُردے ہیں۔ تمہارا شکر ادا کرنے آئے ہیں۔ اور تم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ جس طرح تم اب تک زیارت کو آتے، قرآن پڑھتے اور ہمارے لئے دعا کرتے رہے ہو اسی طرح آئندہ بھی کرتے رہو۔" چنانچہ میں برابر ایسا ہی کرتا رہا۔

اس واقعہ میں تلاوت قرآن اور دعا سے مُردے کو فائدہ پہنچنے کا بیان کیا گیا ہے۔ علماء کی ایک بڑی جماعت اس کی قائل ہے۔ اور اس موضوع پر ہم آگے بحث کریں گے۔

## (۱۳۴) تلاوت قرآن کا ثواب مُردے کو پہنچتا ہے

ایک اہل علم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ایک قبرستان کے مُردوں کو خواب میں دیکھا، اس صورت میں کہ وہ اپنی اپنی قبروں سے باہر نکل آئے ہیں اور قبرستان کے میدان میں چیزوں کو ڈھونڈتے اور اٹھاتے پھرتے ہیں۔ میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ کیا چیز ڈھونڈ رہے ہیں، اور کون چیز اٹھا رہے ہیں۔ مجھ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا پھر میری نظر ایک شخص پر پڑی جو ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے قریب گیا اور پوچھا: "یہ لوگ کون چیز اٹھاتے پھر رہے ہیں؟" اس نے جواب میں کہا: "یہ لوگ اس چیز کو اٹھاتے پھر رہے ہیں جو مسلمانوں نے ان کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجی ہے یعنی قرأت قرآن۔ صدقہ اور دعا۔" میں نے پوچھا: "اور تم ان لوگوں کے ساتھ کیوں شامل نہیں ہو؟" اس نے کہا: "مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے پوچھا "کیوں؟" اس نے کہا "اس لئے کہ میرا بیٹا شب و روز تلاوت قرآن کا ہدیہ میرے پاس بھیجتا رہتا ہے۔" میں نے پوچھا "تمہارا بیٹا کہاں ہے؟" اس نے کہا وہ فلاں بازار میں زلابیہ (ایک قسم کے پیڑ) بیچا کرتا ہے۔" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو اٹھ کر میں اس بازار میں گیا، اور ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ پیڑ بیچ رہا ہے، اور آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہارے ہونٹ کیوں حرکت

گیا ہیں" نوجوان نے کہا: "میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اور اس کا ثواب اپنے والد کو پہنچاتا ہوں" کچھ عرصہ کے بعد میں نے پھر اس قبرستان کے مردوں کو اسی حال میں دیکھا، اور اب کی مرتبہ مجھ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ شخص جو پہلی مرتبہ علیحدہ بیٹھا ہوا نظر آیا تھا، اب کی مرتبہ جماعت میں شامل تھا اور یہ کوڑھ بند رہا تھا۔ دوسرے دن صبح کو اٹھ کر میں پھر اس بازار میں گیا، جہاں نوجوان شیرینی بیچا کرتا تھا۔ میں نے وہاں اس کو نہ پایا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔

(۱۳۵)

## ایک اور واقعہ

ایک عورت کا انتقال ہوا اس کی ایک سہیلی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تخت پر بیٹھی ہے، اور تخت کے نیچے نور کے برتن ڈھکے ہوئے رکھے ہیں۔ عورت کا بیان ہے کہ میں نے اس سے پوچھا "ان برتنوں میں کیا ہے؟" عورت نے کہا "یہ وہ ہدیہ ہے جو میرے شوہر نے کل مجھے بھیجا ہے۔" عورت نے بیدار ہو کر عورت کے شوہر سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اس نے کہا "ہاں کل میں نے قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچایا تھا۔"

ان واقعات کے راوی کا بیان ہے کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ یمن کے بعض لوگوں نے اپنے وفات یافتہ دوستوں کو خواب میں دیکھا، جن کو ان کے بعض دوستوں نے قرآن کی تلاوت کا ثواب بخشا تھا۔ انہوں نے خواب میں کہا کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہمارا سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے۔ تم نے ہمارے پاس تلاوتِ قرآن کا ہدیہ بھیجا ہے۔

بعض علماء نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام مفتی انام عزالدین بن عبدالسلام سے ان کے مرنے کے بعد خواب میں کسی نے دریافت کیا تھا کہ آپ نے تلاوتِ قرآن کا ثواب مردوں کو نہ پہنچنے کی بابت جو کچھ کہا تھا، اب اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔؟ شیخ ممدوح نے جواب میں فرمایا: "میرا خیال غلط نکلا، یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن کا ثواب مُردے کو پہنچتا ہے اور اس میں قطعاً شک نہیں۔"

باقی آئندہ

---

# ملفوظاتِ باقی باللہ رح

(یہ بیش بہا اور بے مثال کتاب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز ثانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ دہلوی کے ملفوظات تصوف کے نادر و نایاب قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۶۵)

## نماز کی حقیقت کا بیان

حضرت خواجہ صاحب رح نے کسی مخلص مرید کے استفسار پر یا بطور خود مریدوں کی اصلاح کے خیال سے ایک تحریر نماز کی حقیقت کے موضوع پر لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"نماز کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی اور ایک صوری (یعنی نماز کی دو شکلیں ہیں ایک تو وہ جس کو حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں اور جو نماز حقیقی ہے۔ اور دوسری وہ جس کا تعلق ظاہر سے ہے اور اس کو نماز صوری کہتے ہیں) نماز کی حقیقت کو حاصل کرنے یا حقیقی نماز کا لطف اٹھانے کے لئے ضروری چیز یہ ہے کہ انسان اختیاری طور پر موت کے شرف کو حاصل کرے (یعنی نماز کے اندر اتنا محو ہو جائے کہ غیر اللہ کا خیال تک قلب میں نہ آئے اور حواس خمسہ ظاہری معطل نظر آئیں دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کے ظاہری حواس بیکار ہو جائیں یا افعال ان سے اتنا بے تعلق ہو جائے کہ اس پر موت کی سی حالت طاری ہو جائے اور روح دربار الٰہی میں حاضر نظر آئے) اور اس شرف کو حاصل کرنا سلوک میں دس باتوں پر موقوف ہے (یعنی نماز حقیقی کے طالب کو یہ بات ان اصول سے حاصل ہو سکتی ہے)۔

۱۔ **توبہ**۔ اگر نماز حقیقی کا طالب اپنے اندر جذب الٰہی کے نزول کی استعداد رکھتا ہے اور سلوک پر جذب کو مقدم رکھنے کی قابلیت سے آراستہ ہے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے وہ اپنے باطن کو خالص توبہ سے پاک کرے۔

۲۔ **زہد**۔ زہد سے مراد یہ ہے کہ دل کو نفسانی اور روحانی خواہشات سے پاک و صاف کرے۔

۳۔ **توکل**۔ تمام امور کو خدا کے حوالے کر دے اور اسباب کو مدنظر نہ رکھے۔

۴۔ **قناعت** جو کچھ وجہ حلال سے میسر آئے، اس کو کافی سمجھے۔

۵۔ **عزلت**۔ اعتقادات کو شکوک و شبہات سے صاف کرکے اور مجسم توجہ بن کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو اور انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا کو اپنے باطن کا شعار بنائے۔

۶۔ **ذکر**۔ ذکر الٰہی کو روح کا وظیفہ یا خوراک قرار دے۔

۷۔ **توجہ** توجہ بارگاہ الٰہی کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ کسی دوسرے کا خیال بھی قلب میں نہ آئے اور وما انا من المشرکین کے معانی کو ذہن میں رکھے۔

۸۔ **صبر** اگر کسی وقت کسی وجہ سے اضطراب و بے چینی پیدا ہو یا وساوس و تردوات میں مبتلا کریں تو صبر و استقامت سے کام لے۔

۹۔ **مراقبہ** مقصود کے حاصل ہونے کے انتظار کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ میں ظاہر و باطن کو اس قدر صاف رکھنا ضروری ہے کہ تجلی ذات کے پر تو قلب پر اثر انداز ہو جائے۔

۱۰۔ **رضا** یعنی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کو ہر وقت ذہن میں رکھے۔ اور جو کام کرے خدا کی رضامندی کے حصول کو مقدم رکھے۔

مختصر یہ کہ نماز حقیقی کے طالب کو لازم ہے کہ دل یا باطن کو خالص توبہ سے پاک کرے اور دل کو نفسانی اور روحانی خواہشات سے خالی کرے۔ پھر عقائد کو درست کرکے مکمل اور مجسم توجہ بن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو۔ امید ہے کہ اس کو غیبی کشش اپنی طرف کھینچ لیگی۔ اور وہ اپنی ہستی اور خودی کو فنا اور محو کر دے گا اور وما انا من المشرکین کے معنی اس کے اختیار کے بغیر اس میں جلوہ گر ہو جائیں گے۔ پھر جب اس طریقہ سے اس کو بقا کے معنی کا شرف حاصل ہوگا تو اس کی تشنگی بڑھ جائے گی، اور اس کا تعلق قوی ہو جائے گا۔

جب سالک یا نمازی کو وما انا من المشرکین کی تلاوت سے کامل توجہ حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے ظاہری و باطنی حواس و قویٰ عمل سے معطل و محو ہو جاتے ہیں، اور وہ طالب عزلت بن جاتا ہے، اور جب راز کریک ازانیت ذہن میں جگہ حاصل کر لیتا ہے اور وہ خداوند تعالے کو تنزیہہ و تقدیس کے الفاظ سے یاد کرتا ہے اور توحید و اتحاد کے مقام میں قدم رکھتا ہے تو وہ اس حد تک ترقی کر جاتا ہے کہ تمام موجودات اس کی نظر میں فانی اور بے حقیقت ہو جاتے ہیں اور لا الہ اس کی زبان پر ہوتا ہے، اور مخفی شے سے نقاب اٹھ جاتا ہے۔ اس مقام پر قناعت کا اثر طالب کو نیست کی حد تک پہنچا دیتا ہے اور اس کے بعد وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اور جب طمانیت و سکون اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو وہ فی صلوتہم دائمون کا مصداق بن جاتا ہے۔

صلوٰۃ صوری کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات چونکہ بے مثل و بے مانند ہے، جیسا کہ لیس کمثلہ شئی سے واضح ہوتا ہے اس لئے

ہر شخص خدا کی ذات کے ادراک کا حوصلہ نہیں رکھتا اور نہ ادراک کا احاطہ ممکن ہے جیسا کہ لا یدرکہ الابصار سے واضح ہوتا ہے۔ بایں ہمہ ہر چیز میں خدا جلوہ گر ہے اور اس طرح ظاہر ہے جس طرح آئینہ میں صورت ہوتی ہے یعنی صورت آئینہ میں نظر آتی ہے۔ لیکن آئینہ کے اندر نہیں ہوتی اس لئے انسان کا فرض ہے کہ وہ خدا وند تعالے کو حاضر و ناظر تصور کرے۔ نماز صوری میں اسی کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے اور اسی نماز کو صوری نماز کہتے ہیں

## (۱۶۶) ذات باری علم کے احاطہ میں نہیں آسکتی

حضرت خواجہ صاحب بارم نے اپنی ایک تحریر میں لکھا ہے کہ محققین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ذات (باری تعالےٰ) مطلق علم کے احاطہ میں نہیں آسکتی خواہ اس کو خلق کی طرف منسوب کریں خواہ حق کی طرف اس بنا پر بعض لوگوں کا یہ خیال جہالت پر مبنی کہ جو چیز علم کے احاطہ میں نہ آئے اس کا وجود نا ممکن ہے یا محال ہے، اس لئے کہ علم محدود و محفوظ ہے، اور خدا کی ذات مطلق غیر محدود و غیر محوط اور غیر محدود و غیر محوط کا ادراک محدود و محوط چیز سے ممکن نہیں ہے۔ میر سید علی تو ام جونپوری مجذوب مرید شیخ الرحمٰن رح کا فیصلہ یہی ہے۔

(باقی آئندہ)

---

# موطا شریف اردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

**تلامذہ** امام صاحب کے بہت شاگرد تھے۔ مگر جلیل القدر تلامذہ میں سے امام شفعر۔ محمد بن حسن، ابن دہب، ابن قاسم بڑے محدثین میں سے یحییٰ بن سعید قطان۔ عبد الرحمن بن مہدی عبد الرزاق وغیرہ ہیں۔[1]

**وفات** حضرت امام مالک کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مزار آج تک مرجع خلائق ہے۔

## ترجمہ تجرید موطا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

### نماز کے اوقتوں کا بیان

**نماز فجر** عطا بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اور آپ سے نماز صبح کا وقت دریافت کیا تو (آپ) چپ ہو رہے۔ جب دوسرا روز ہوا تو آپ نے اندھیرے منہ نماز پڑھی صبح کے نمودار ہوتے ہی۔ پھر تیسرے روز نماز پڑھی فجر کی روشنی میں۔ اور فرمایا کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے نماز فجر کا وقت دریافت کیا تھا۔ وہ شخص بول اٹھا کہ میں ہوں یارسول اللہؐ! فرمایا آپ نے نماز فجر کا وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم پڑھتے تھے فجر کی نماز، پھر عورتیں نماز سے فارغ ہو کر پلٹتی تھیں چادریں لپیٹے ہوئے اور کوئی شخص اندھیرے کے سبب سے ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔[2]

ابوہریرہ (عبد الرحمن بن صخر) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جس شخص نے پالی ایک رکعت نماز صبح کی آفتاب نکلنے سے پہلے تو پا چکا وہ صبح کو، اور جس شخص نے پالی ایک رکعت نماز عصر کی آفتاب ڈوبنے سے پہلے تو پا چکا وہ نماز عصر کو۔[3]

نافع عبد اللہ بن عمر کے مولی (آزاد) سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز بہت ضروری اور اہم ہے۔ میرے نزدیک جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کئے اور وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا۔ اور جس نے نماز کو تلف کیا تو اور خدمتیں زیادہ تلف کرے گا۔ پھر لکھا۔ نماز پڑھو ظہر کی جب آفتاب ڈھل جاوے اور سایہ آدمی کے ایک ہاتھ برابر ہو یہاں تک کہ سایہ آدمی کا اس کے برابر ہو جاوے اور نماز پڑھو عصر کی جب تک کہ آفتاب بلند اور سفید و صاف رہے ایسا کہ بعد نماز عصر کے اونٹ کی سواری پر چھ میل یا تو میل قبل غروب کے آدمی پہنچ سکے۔ اور نماز پڑھو مغرب کی جب سورج ڈوب جاوے اور عشا کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جاوے۔ تہائی رات تک جو شخص سو جاوے عشا کی نماز سے پہلے تو خدا کرے نہ لگے آنکھ اس کی، نہ لگے آنکھ اس کی، نہ لگے آنکھ اس کی اور نماز پڑھو صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوئے ہوں۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ نماز پڑھو عصر کی اور آفتاب سفید صاف ہو اتنا دن باقی ہو کہ اونٹ کا سوار بعد نماز عصر کے تو میل جا سکے اور پڑھو عشا کی نماز تہائی رات تک آخر درجہ آدھی رات تک اور غافل مت ہو۔

**فائدہ**۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص محافظت کرے پانچوں نمازوں پر صحیح اوقات کے مطابق نہ لکھا جائیگا غافلین میں اس کو روایت کیا ابی ہریرہ زرقانی اس کو صحیح کہتے ہیں۔

عبد اللہ بن رافع جو آنحضرت صلعم کی بی بی ام سلمہ کے مولیٰ ہیں، انہوں نے ابوہریرہ رضہ سے نماز کا وقت پوچھا۔ ابوہریرہ نے کہا میں تجھ کو بتا دوں (کہ) نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جاوے اور عصر کی جب سایہ تیرا تجھ سے دونا ہووے۔ اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جاوے۔ اور عشا کی تہائی رات کے ادھر اور صبح کی (نماز) اندھیرے منہ۔

(**حاشیہ**) امام محمد نے اس حدیث میں فلانامت عیناک امام مالک سے روایتاً سنا ہے (یعنی نماز پڑھے بغیر عشاء کی) خدا کرے تیری آنکھیں نہ سوئیں۔ پھر امام محمد فرماتے ہیں کہ یہی ہے قول امام ابوحنیفہ کا عصر کے وقت میں اور فجر کے وقت میں ان کا مذہب خنفی میں پڑھنے کا ہے و لیکن ہمارے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۰۴ [2] بخاری ۳۵ (حاشیہ۔ صبح کی نماز اور عصر کی نماز دونوں اوا بھی جادیں گی نہ قضا)

# شرح دیوانِ حافظ

(از مدیر و معاون)

روزگاریست کہ سودائے بتاں دینِ منست
غمِ ایں کار نشاطِ دلِ غمگینِ من است

ترجمہ :- مدتوں سے بتوں کا عشق میرا دین بنا ہوا ہے اور اس کام کا غم میرے غمگین دل کی خوشی ہے۔

تشریح :- مدت سے عشق کا روگ مجھ کو لگا ہوا ہے اور عشق کے روگ کا غم میرے غمگین دل کے لئے وجہ تسلی بلکہ موجب مسرت ہے۔ یعنی معشوقانِ مجازی کے عشق نے جو آگ میرے قلب و جگر میں لگا رکھی ہے، وہ بظاہر ایک جہنم دائم کا دکھ رکھتی ہے، لیکن محبت مولیٰ کے غم میں دل کی جو حالت ہے اس کے لئے وہ وجہ تسلی اور موجب مسرت ہے۔ اس لئے کہ یہی عشق مجازی ایک نہ ایک روز مولیٰ تک پہنچنے اور سچی نعمت حاصل کرنے کا موجب ہے گا اور سچی راحت حاصل ہوگی۔

دیدنِ روئے ترا دیدۂ جاں می باید
ویں کجا مرتبہ چشمِ جہاں بینِ منست

ترجمہ :- تیرے چہرے کو دیکھنے کے لئے جان کی آنکھ چاہیئے، اور میری جہاں بیں آنکھ کو یہ مرتبہ کہاں حاصل ہے۔

تشریح :- آقا و مولیٰ کی زیارت کے لئے روح کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ یعنی معشوق حقیقی کو روحانی طریقہ ہی پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ابھی مجھ کو حاصل نہیں ہوا ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ میں ابھی عشق مجازی ہی کی منزل میں پڑا ہوں اور اس کی استعداد نہیں رکھتا کہ معشوق حقیقی کا مشاہدہ کر سکوں اور یا اس وجہ سے کہ ابھی مجھ کو خاص روح سے دیکھنے کا یارا نہیں ہے۔ اس لئے کہ روح جسم کی قید میں ہے اور جسمانی آنکھ اس مرتبہ سے محروم ہے۔

تا مرا عشقِ تو تعلیمِ سخن گفتن کرد
خلق را وردِ زباں مدحت و تحسینِ من است

ترجمہ :- جب سے تیرے عشق نے مجھے گویائی کا سبق دیا ہے شب و روز مخلوق کی زبان پر میری تعریف و تحسین وظیفہ ہے۔

تشریح :- جب سے مجھ کو خداوند تعالیٰ نے اپنی ثنا و صفت بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی ہے اور میں اس کام میں مشغول ہوں مخلوق الٰہی میری تعریف و تحسین میں سرگرم ہے۔

واعظِ شحنہ شناس ایں عظمت گو مفروش
زانکہ منزلگہِ سلطان دلِ مسکینِ من است

ترجمہ :- حاکم کو جاننے والے واعظ سے کہہ دو کہ وہ بزرگی و عظمت کا اظہار نہ کرے۔ اس لئے کہ بادشاہ کے رہنے کی جگہ تو مجھ مسکین کا دل ہے۔

تشریح :- واعظ سے مراد نفس ہے۔ شحنہ شناس واعظ کی صفت ہے۔ اور اس سے مراد عقل معاش ہے اور بادشاہ سے مراد خدا کی ذات ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے نفس اپنی عقل معاش یا کامیابی پر مغرور نہ ہو اور اپنی بڑائی کا اظہار نہ کر اس لئے کہ حقیقی عظمت و بزرگی تو میرے دل کو حاصل ہے کہ اس میں نور الٰہی جلوہ گر ہے۔

یارب ایں کعبہ مقصود زیارت گہ کیست
کہ مغیلانِ طریقش گل و نسرینِ من است

ترجمہ :- اے پروردگار یہ کعبہ جو میرا مقصود ہے کس کی زیارت گاہ ہے کہ اس کی راہ کے کانٹے میرے لئے گلاب اور سیوتی کے پھولوں کے مانند ہیں۔

تشریح :- اے اللہ! یہ کعبہ جس کی زیارت کو میں جا رہا ہوں کس بزرگ و برتر ذات کی جلوہ گاہ ہے کہ اس کی راہ کے کانٹے میرے لئے گلاب اور سیوتی کے پھولوں سے زیادہ فرحت بخش ہیں۔ شاعر کا مقصود کعبہ کی عظمت کا اظہار ہے اور پھر خداوند بزرگ و برتر کی اس تجلی کا اظہار جو زیارت کعبہ سے دلوں پر پڑتی ہے کہ اس کے ذوق کے حصول کیلئے عازمان کعبہ راستہ کے کانٹوں کو پھولوں سے زیادہ فرحت بخش خیال کرتے ہیں۔

# ترمذی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## باب ٥٩۔ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور پانی منگا کر کلی کی اور فرمایا اس میں روغن کی چکناہٹ ہے۔ اس باب میں سہل ابن سعد اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کی (اسی حدیث کی بنا پر) رائے ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہیئے (اور ہم لوگوں کے نزدیک مستحب ہے) بعض اہل علم نے دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی[1]

## باب ٦٠۔ بے وضو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے

٧٩ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ کو سلام کیا آپ نے اس کو جواب نہ دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے نزدیک (سلام کا جواب دینا) یہ اس وقت مکروہ ہے جبکہ پیشاب پائخانہ کر رہا ہو۔ بعض اہل علم نے (اس حدیث کا) یہی مطلب بیان کیا ہے۔ اور یہی اس باب میں حدیث بقیہ راویوں سے کچھ اچھی ہے اور اس باب میں حضرت مہاجر ابن قنفذ حضرت عبد اللہ ابن حنظلہ حضرت علقمہ ابن شفوا سے روایت ہے۔

## باب ٦٠۔ کتے کا جھوٹا

٨٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کتا (کسی) برتن میں منہ ڈال جائے تو اس کو سات بار دھو ڈالنا چاہیئے پہلی بار یا (فرمایا) پچھلی بار مٹی سے اور جب بلی (کسی برتن میں) منہ ڈالے تو ایک دفعہ دھو دینا چاہیئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحٰق کا یہی قول ہے۔ یہ حدیث کئی طریقوں سے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے رسول اللہؐ سے مروی ہے۔ مگر ان روایتوں میں یہ ذکر نہیں کہ جب بلی منہ ڈال جائے تو ایک دفعہ دھوئیں۔

## باب ٦١۔ بلی کا جھوٹا

٨١۔ کعب ابن مالک کی بیٹی کبشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ میں نے ان کے لئے وضو کا پانی (وضو کے برتن میں) ڈالا۔ اتنے میں ایک بلی آکر پینے لگی۔ حضرت قتادہ نے بلی کے لئے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ اچھی طرح پی لے)۔ اور بلی نے پی لیا۔ کبشہ کہتی تھیں، ابوقتادہ رضؓ نے مجھے دیکھا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی، کہا بھتیجی کیا تو تعجب کر رہی ہے، میں نے کہا، ہاں (یعنی تعجب کی تو بات ہی ہے کہ آپ بلا تکلف یوں بلی کو پانی پلا رہے ہیں) حضرت قتادہ رضؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے یہ ناپاک نہیں ہے۔ بلیاں اور بلے تو (عموماً) تم پر گھومتے پھرتے رہتے ہیں (یعنی گھروں میں پھرتے رہتے ہیں) اس باب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین رحمہم اللہ کے بعد اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ جن میں امام شافعیؒ امام احمد اور اسحٰق بھی ہیں۔ ان سب کے نزدیک بلی کے جھوٹے سے وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہ حدیث اس باب میں سب سے اچھی ہے۔ امام مالک نے اس حدیث کو جید بتلایا ہے اور امام مالک سے بہتر اور پورے طور پر یہ روایت کسی نے روایت نہیں کی۔

## باب ٦٢۔ موزوں پر مسح کرنے کا بیان

٨٢۔ ہمام ابن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا (یہ دیکھ کر) کسی نے کہا آپ ایسا کرتے ہیں؟ کہا کیا تم مجھے منع کرتے ہو۔ حالانکہ میں نے رسول اللہؐ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ جریر کی یہ حدیث سب کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ سورۃ مائدہ نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوئے (سورہ مائدہ میں وضو کی آیت ہے) جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اس کے نازل ہونے کے بعد جو موزوں پر مسح کیا وہ اس بات کی دلیل بن گیا کہ قرآن حکیم میں جو پاؤں دھونے

---

[1] نووی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اسی طرح علما کہتے ہیں کہ تمام ماکول و مشروب میں یہی حکم ہے۔ مترجم۔

[2] ایک روایت میں پہلی بار سات مرتبہ مٹی سے، ایک دوسری روایت میں بعد آیا ہے کہ ساتویں مرتبہ مٹی سے اور ایک تیسری روایت میں آیا ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے یہی وجہ ہے کہ ان مختلف روایات کی بنا پر فقہا میں اختلاف ہے۔ مترجم

کا حکم [illegible] بچوں کے لئے ہے جو موزے پہنے ہوئے نہ ہوں نیز چونکہ جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اسلام آیت مائدہ کے نزول کے بعد ہے تو اس سے [illegible] معلوم ہوا کہ ان کی حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے ورنہ اگر ان [illegible] سے پہلے ہوتا تو سمجھا جاتا کہ آیت مائدہ موزوں کے مسح کی ناسخ ہے پس ثابت ہوا کہ آیت مائدہ اس شخص کے لئے ہے جو موزے پہنے ہوئے نہ ہو) اس باب میں حضرت علی رضہ حضرت [illegible] حضرت [illegible] رضہ حضرت مغیرہؓ حضرت بلال رضہ، حضرت [illegible] رضہ حضرت ابو ایوبؓ، حضرت سلمانؓ حضرت [illegible] حضرت انسؓ، حضرت عبادہ ابن صامت رضہ حضرت اسامہؓ اور حضرت جابر رضہ وغیرہ اکابر صحابہ کرام رضہ سے روایت ہے جریر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جریر کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا، اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا آپ نے ایسا سورۃ مائدہ [illegible] نزول سے پہلے کیا یا بعد؟ کہا میں مسلمان ہی سورۃ مائدہ کے بعد ہوا ہوں۔ یہ حدیث دوسرے راویوں نے بھی حضرت جریر رضہ سے روایت کی ہے (جو لوگ موزوں کے مسح کے قائل نہیں یا یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے مسح کیا تھا ان پر یہ حدیث زبردست حجت ہے)

## باب ۶۳۔ مسافر اور مقیم کے لئے مسح کا بیان

۸۳۔ حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موزوں کے مسح کے متعلق حضور سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا مسافر کے لئے تین (دن رات) اور مقیم کے لئے ایک دن (اور رات) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت علیؓ، حضرت ابوبکر رضہ، حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن عمر رضہ اور حضرت جریر (وغیرہ) سے روایت ہے۔

۸۴۔ حضرت صفوان ابن عسال رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم لوگوں کو حکم کیا کرتے تھے کہ جب تک تم سفر میں رہو تین دن و رات موزے نہ نکالو، نہ پیشاب پاخانہ سے اور نہ نیند سے مگر جنابت سے (یعنی اگر ناپاک ہو جاؤ تو موزے نکال لو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے اچھی حدیث صفوان ابن عسال کی ہے۔ علماء کا یہی قول ہے جن میں صحابہ کرام، تابعین اور فقہا داخل ہیں۔ ان سب کی رائے یہی ہے کہ مسافر تین دن رات تک اور مقیم ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرے۔ بعض علما کے متعلق یہ رائے بتلائی جاتی ہے کہ وہ موزوں کے مسح کیلئے کوئی میعاد اور وقت مقرر نہیں کرتے۔ (باقی آئندہ)

# نسائی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## بچے مسجد میں آسکتے ہیں

(۲۰۵) حضرت ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ حضورؐ اپنی نواسی کو گود میں اٹھا کر مسجد میں تشریف لائے، اور اُسے کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھی، حضورؐ جب رکوع کرتے یا سجدہ میں جاتے تو اپنی نواسی کو زمین پر بٹھا دیتے اور پھر اٹھا لیتے۔ حضورؐ نے ساری نماز اسی طرح پڑھی۔

## مسجد میں مجرم کو سزا دینا جائز ہے

(۲۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے چند آدمیوں کو نجد کی طرف بھیجا۔ وہ واپسی میں اپنے ساتھ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک مشتبہ شخص پکڑ لائے۔ یہ شخص اپنی قوم کا سردار تھا۔ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا گیا۔

## مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

(۲۰۷) حضرت عاص رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔

## ہر نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے کی ممانعت

(۲۰۸) حضرت عاص رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مسجد میں جمعہ کی نماز میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

## مسجد میں شعر بازی کی ممانعت

(۲۰۹) حضرت عاص رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

## اگر کوئی چیز باہر گم ہو جائے تو اُسے مسجد میں تلاش کیا جائے

(۲۱۰) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی کہیں کوئی چیز گم ہو گئی، وہ اُسے مسجد میں تلاش کرنے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا خدا کرے تمہاری گم شدہ چیز نہ ملے۔

## مسجد میں ہتھیار لے جانا

(۲۱۱) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں تیر لئے ہوئے داخل ہوا۔ حضورؐ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔ تم نے تیر کی نوک سے لوگوں کو بچانے کے لئے کیا کیا؟ کہیں کسی کے لگ نہ جائے۔

## مسجد میں چت لیٹنا جائز ہے

(۲۱۲) حضرت عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو مسجد میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے چت لیٹے دیکھا ہے۔

## مسجد میں سونا جائز ہے

(۲۱۳) حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں تجرد کے عالم میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔

## مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

(۲۱۴) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مسجد قبا میں قبلہ کی طرف کی دیوار پر تھوک لگا دیکھا۔ حضورؐ کو یہ چیز بہت ناگوار گذری، اور آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ایک انصاریہ آ گے بڑھیں اور انہوں نے تھوک صاف کر کے اس جگہ خوشبو مل دی۔ حضورؐ نے فرمایا اس انصاریہ نے کتنا اچھا کام کیا ہے۔

## مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے وقت کی دُعا

(۲۱۵) حضرت ابو حمیدؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جب کوئی مسلمان مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:-

اللّٰهُمَّ افتح لی ابواب رحمتك

(۲۱۶) حضرت ابو حمید رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب کوئی مسلمان مسجد سے باہر نکلنے لگے تو یہ دعا پڑھے:-

اللّٰهُمَّ انی اسئالك من فضلك

## مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو نفل

(۲۱۷) حضرت ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں آئے اور بیٹھنے کا ارادہ کرے تو اُسے دو رکعت نفل پڑھنے چاہئیں۔

## مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا

(۲۱۸) حضرت سہیل رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے گویا وہ نماز میں ہے۔

## اونٹوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت

(۲۱۹) حضرت عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اونٹوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے سے روکا ہے۔

## نماز کیلئے سترہ

(۲۲۰) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضورؐ سے نمازی کے سترہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا پالان کی لکڑی کے برابر یعنی ایک ہاتھ لمبا سترہ ہونا چاہیئے۔

## سترہ سے مل کر کھڑے ہونیکا حکم

(۲۲۱) حضرت سہل رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص سترہ سامنے رکھکر نماز پڑھے، اُسے سترہ سے مل کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ کہیں شیطان اس کی نماز خراب نہ کردے۔

## نمازی کے سامنے سے جن چیزوں کے گذرنیسے نماز ٹوٹ جاتی ہے

(۲۲۲) حضرت ابوذر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو تو عورت، گدھے، اور کالے کتے کے گذر جانے سے نماز خراب ہو جاتی ہے۔

## نمازی کے سامنے سے گذرنیکی ممانعت

(۲۲۳) حضرت ابوسعید رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کوئی مسلمان کسی شخص کو نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے۔ اگر گذرنے والا نہ مانے تو اُسے زبردستی روکدے۔

## قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کی ممانعت

(۲۲۴) حضرت ابومرثد رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا نہ تو قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو، اور نہ ہی قبروں پر بیٹھو۔

## قبلہ کی طرف ایسا پردہ نہ لٹکایا جائے جسپر تصاویر ہوں

(۲۲۵) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میرے ہاں قبلہ کی طرف کی دیوار پر ایک ایسا پردہ لٹک رہا تھا جس پر تصویریں بنی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عائشہ رضؓ! اسے سامنے سے ہٹادو اور اس کے تکیہ کے غلاف بنالو۔

## نماز پڑھنے کا لباس

### (۲۲۶) صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے

حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، اس کے دونوں کنارے حضورؐ کے کندھوں پر پڑے تھے۔

## ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا

(۲۲۷) حضرت عقبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو کسی نے تحفہ کے طور پر ایک ریشمی قبا دی۔ حضورؐ نے اُسے پہن کر نماز پڑھی۔ پھر اُسے بُرا سمجھ کر اُسے اتار دیا اور فرمایا یہ لباس اللہ سے ڈرنیوالوں کیلئے موزوں نہیں ہے

## سرخ رنگ کے کپڑوں میں نماز پڑھنا

(۲۲۸) حضرت ابوجحیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ سرخ رنگ کا لباس زیب بدن فرماکر باہر تشریف لائے۔ حضورؐ نے نماز کا ارادہ فرمایا تو حضورؐ کے سامنے ایک برچھی سترہ کیطور پر گاڑدی گئی حضورؐ نے اُسے سامنے رکھکر نماز ادا فرمائی۔

# ابن ماجہ شریف کامل اردو

(ترجمہ مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

گذشتہ سے پیوستہ

## نیک اور بُری عادت و رسم کے رواج کا بیان

(۱۶۶) حضرت جریر رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بھی کسی نیک کام کی رسم ڈالتا ہے اور خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور دوسرے بھی اس پر عمل کرتے ہیں تو اس کو اپنے عمل اور دوسروں کے عمل کا بھی برابر ثواب ملتا ہے۔ اور ان میں سے کسی کا اجر کم نہیں ہوتا۔

اور جو کوئی کسی بُرے کام کی رسم ڈالتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو اُسے اس کا گناہ ہوتا ہے اور جو دوسرے اس کی دیکھا دیکھی وہی کام کرتے ہیں تو ان کا گناہ بھی برابر اس کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور ان کی سزا میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔

(۱۶۷) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی احتیاج بیان کی حضور نے لوگوں کو اس کی احتیاج رفع کرنے کی ترغیب دی صحابہؓ میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا میں اس کو یہ اور یہ چیز دونگا حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ بچا جس نے تھوڑا بہت صدقہ نہ دیا، اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نیک کام میں سبقت کی، تو اس کو اس کا پورا اجر مل گیا، اور دوسرے لوگوں نے جو اس کی تقلید میں وہی نیک کام کیا تو ان کو بھی ان کا اجر مل گیا۔ لیکن ان کی وجہ سے پہلے شخص کو بھی ان کی بھلائی کا اجر ملے گا، مگر ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو شخص بُرا کام کرے گا، اسے اس کی بُرائی کی سزا ملے گی، اور جو اس کی دیکھا دیکھی وہی کام کریں گے، تو ان کو بھی اس کی سزا ملے گی، مگر پہلے کو بعد میں عمل کرنے والوں کے گناہ کی برابر سزا ہوگی؛ اور ان کی سزا میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

## مُردہ سنت کے زندہ کرنیکا ثواب

(۱۶۸) عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میری مردہ سنت کو زندہ کیا اور اس پر لوگوں نے اس کے اتباع میں عمل کیا تو اس کا اتنا ہی اجر ملے گا جو اس کے اتباع میں نیک کام کرنے والے کو ملے گا، اور ان سب کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے میرے دین سے کوئی نئی چیز پیدا کی اور اس پر لوگوں نے عمل کیا تو اس شخص کو لوگوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا، اور اس گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

## قرآن سیکھنے اور اس کے سکھانے کا ثواب

(۱۶۹) حضرت عثمان بن عفان رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(۱۷۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، ترنج کی ہے کہ اس کا مزا بھی میٹھا ہے اور خوشبو بھی میٹھی ہے، اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی ہے کہ اس کا مزا تو میٹھا ہے، مگر خوشبو نہیں۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل کی ہے کہ اس کا مزا بھی کڑوا ہے اور خوشبو بھی نہیں۔

(۱۷۱) حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں کچھ اللہ والے ہیں۔ حضرت انس رض نے عرض کیا، وہ کون لوگ ہیں، حضور نے فرمایا۔ وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں۔

(۱۷۲) حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے قرآن پڑھا اور اُسے حفظ کیا، اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اسے اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کی شفاعت کا حق عطا فرمائے گا، اور یہ سب ایسے ہوں گے جن پر دوزخ واجب ہوچکی ہوگی۔

(۱۷۳) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو اور اگر نہیں تلاوت کروگے اور سوتے رہوگے تو اس کا بوجھ تمہاری گردن پر ہوگا) اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور اس پر عمل کیا، اس برتن کی ہے جو مشک سے بھرا ہو اور اس سے خوشبو نکل کر تمام مکان میں پھیل رہی ہو، اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن پڑھا اور سوجاتا رہا (یعنی قرآن پڑھنے میں سستی کی) اور قرآن اس کے سینہ میں ہے، اس کی مثال

اس بدتمناکو سے جس میں مشک تو بھرا ہو مگر اس کا منہ بند ہو، اور اس سے خوشبو نہ پھیلتی ہو۔

(۱۷۴) عمر بن واثلہ رضی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت نافع بن حارث نے عسفان میں حضرت عمر رضی سے ملے حضرت عمر رضی کی طرف سے وہ مکہ کے حاکم تھے۔ حضرت عمر رضی نے ان سے پوچھا۔ تم نے وادی والوں پر کس کو حاکم مقرر کیا ہے۔ حضرت نافع نے جواب دیا۔ ابن ابزی کو حضرت عمر رضی نے پوچھا۔ ابن ابزی کون ہے حضرت نافع نے جواب دیا۔ ابن ابزی ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے حضرت عمر رضی نے فرمایا کیا وادی والوں پر تم نے آزاد کردہ غلام کو حاکم بنا دیا ہے حضرت نافع نے جواب دیا۔ جی ہاں کیونکہ وہ کتاب اللہ کا قاری ہے۔ اور علم فرائض اور قضاۃ کے مسائل کا عالم ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی نے فرمایا اللہ تعالےٰ قرآن حکیم کے باعث بعض لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے اور بعض کو ذلیل کرتا ہے یعنی جو اسے پڑھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں وہ عزت پاتے ہیں اور جو اس کو فراموش کر دیتے ہیں، وہ ذلیل ہوتے ہیں۔

## علما کی فضیلت اور طلب علم کی ترغیب کا بیان

(۱۷۵) حضرت ابوذر رضی فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کے وقت اگر تم قرآن پاک کی ایک آیت سیکھ لو تو یہ سو رکعت سے بہتر ہے اور اگر صبح کے وقت تم علم کا ایک باب سیکھ لو خواہ اس پر عمل کر دیا نہ کرو تو یہ ایک ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

(۱۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ جس سے اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے، اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

(۱۷۷) حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک فقیہ الف عابدوں پر بھاری ہے۔

(۱۷۸) کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی کے پاس جامع دمشق میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس مدینہ سے آرہا ہوں، تاکہ آپ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کریں۔ حضرت ابو درداء نے فرمایا۔ کیا تم تجارت کی غرض سے تو نہیں آئے۔ اس شخص نے جواب دیا نہیں۔ حضرت ابو درداء نے فرمایا اس کے سوا کوئی اور غرض تو پیش نظر نہیں؟ اس شخص نے کہا کوئی اور غرض بھی نہیں۔ اس پر حضرت ابو درداء نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا، جو علم کی تلاش میں نکلا اللہ تعالےٰ اس پر جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جس راستہ پر طالب علم چلتا ہے، فرشتے اس پر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ طالب علم کے لئے آسمان اور زمین کی ہر چیز بخشش کی دعا مانگتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلی بھی۔ عالم کو عابد پر ویسی فضیلت حاصل ہے جو چاند کو دوسرے ستاروں پر ہے۔ انبیاء نبیوں کے وارث ہیں، انبیاء تو ورثہ میں دینار چھوڑتے ہیں نہ درہم۔

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر تم کو کرامت اور خرق عادت یوں عطا ہوتی ہے کہ عالم میں تصرف کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے، اور کائنات کے بست و پیدا کرنے کا کام تمہارے سپرد ہوتا ہے۔ پس تم کائنات میں بست و تصرف کرنے لگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے صاف و صریح و روشن حکم و اجازت سے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کا غبار یا الہام و ابہام کی آمیزش نہیں ہے۔ اور ایسی کھلی ہوئی اور واضح ہدایتوں کے بموجب جو آفتاب کی طرح روشن ہیں اور سب سے زیادہ لذیذ اور مزے دار باتوں سے اور ایسے سچے الہام کے بموجب جو دل کے اندر بغیر شک و التباس کے ڈال دیا جاتا ہے اور ہواجس نفس اور وساوس شیطان سے صاف کیا ہوا۔

"ہواجس" جمع ہے ہاجس کی جو بات یکایک دل میں آپڑے۔ خاطر تو وہ ہے جو چکر کھائے اور جولانی کرے یہاں مراد عام ہے جس میں خطرہ بھی شامل ہے۔ "وساوس" جمع ہے وسوسہ کی۔ لغوی معنی ہلکی آواز کے ہیں۔ جو آہستہ کان میں پہنچے۔ اصطلاح شرع میں اندیشہ کو کہتے ہیں جو دل میں پیدا ہوتا یا آپڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بعض صحائف میں فرماتا ہے:-

| | |
|---|---|
| یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول للشئ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئ کن فیکون۔ | اے آدمی! میں ہی خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں کسی چیز کو کن کہہ دیتا ہوں پس وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ تم میری |

فرمانبرداری کرو، تم کو بھی ایسی صفت دیدوں گا کہ کن کہکر چیزیں پیدا کرو گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ بہت سے بنی آدم پیغمبروں اور اپنے اولیاء خواص کو دیا بھی ہے۔

اور خواص میں ایک اکمل فرد خود حضرت شیخ رضی اللہ عنہ تھے، جو ہوا اور ارادت سے کلیتہً فانی تھے۔ اور امر و فعل حق کے ساتھ باقی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصریف اقتدار سے کائنات میں تصرف فرماتے تھے۔ اور فی الحقیقت جو حال و مقام کہ ان مقالات میں ذکر فرمایا ہے، وہ خود اپنے ہی حال شریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ شعر:

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

## مقالہ (۱۷)

### وصول الی اللہ

جب تم خدا تک پہنچتے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے تم کو اپنی نزدیکی عطا فرماتا ہے۔

حق سے وصل ہونا یہی ہے کہ غیر حق سے تعلق منقطع ہو جائے اور قرب حق یہ ہے کہ غیر حق سے دوری ہو۔ جیسا کہ مقالہ (۷) میں ذکر ہے۔ اور اس کا حال آگے فرماتے ہیں۔

اور وصول الی اللہ کب نصیب ہوتا ہے، جب تم مخلوقات کے بند تعلق سے رنفع ہو یا نقصان۔ تعریف ہو یا مذمت۔ وجود ہو یا عدم، آزاد ہو جاؤ اور ہوائے نفس سے بھی باہر آجاؤ۔

ساتھ ہی شریعت کے امر و نہی کی متابعت اور طاعت الٰہی کو لازم پکڑو۔

اور خواہشوں اور آرزوؤں سے بھی باہر آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فعل و ارادت پر قائم رہو کہ وہ کچھ چاہے کرے اور جیسا چاہے رکھے ہر حال میں خوش رہو۔ بلا اس کے کہ تدبیر و خواہش میں تمہاری طرف سے کوئی حرکت پائی جائے نہ تمہاری طرف سے دوسروں کے لئے اور نہ دوسروں کی حرکت تمہارے لئے، بلکہ جو حرکت و تدبیر کہ عمل میں لاؤ وہ اللہ تعالیٰ کے علم و فعل سے ہونا چاہیئے اور تم کو اپنے اندر کوئی تدبیر و تصرف و نخوت نہ رہے اسی حالت کا نام "فنا" ہے جس کو اصطلاح صوفیہ میں لفظ "وصول" سے تعبیر کرتے ہیں۔ پس معنی وصول کے فنا ہوئے اور معنی واصل کے "فانی" اور قرب کے معنی بھی اسی کے لگ بھگ ہیں۔

پس خدا تک (وصول الی اللہ) کا مفہوم اس طرح کا نہیں ہے جس طرح کسی شخص (مخلوق) کا کسی دوسرے شخص تک پہنچنے کا ہوتا ہے۔ وہاں راستہ چل کر یا مسافت طے کرکے پہنچنا نہیں ہوتا۔ اس کو عوام کی عقل سمجھ نہیں سکتی کیونکہ عام طور پر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک معین فاصلہ طے کرنے پر کوئی کسی سے ملاقات کے لئے پہنچ سکتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر مخلوقات میں

سے کوئی اس کا مثل ہو نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے جسم نہیں نہ جسم کی کوئی صفت اس میں ہے۔ اور با وجود اس کے بلا تعلق کان و آنکھ کے سنتا و دیکھتا ہے۔ اسی طرح قرب وصول میں بھی بلا تعلق مخلوق کے موصوف ہے اللہ تعالیٰ خالق ہے اور اپنی ہی پیدا کی ہوئی مخلوق کی نسبت سے پاک و بزرگ ہے۔ یا اپنی ہی بنائی ہوئی مصنوع پر اندازہ و قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ پس خدا تک پہنچنے کی تعریف ان خدا رسیدہ لوگوں کو معلوم ہو چکی ہے، جن کو خود اللہ جل شانہٗ نے بتلایا ہے۔

یعنی جب بندہ حق جل و علیٰ سے واصل ہوتا ہے تو اس کے باطن میں ایک ایسی نسبت و حالت پیدا ہوتی ہے جس کو وہ صرف ذوق کے ذریعے معلوم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے بتلانے سے پہچان سکتا ہے اور یہ جو کچھ خلق سے اور ارادت سے باہر آنے کی بابت اور فعل و ارادت حق میں فنا ہو جانے کی بابت ذکر کیا گیا ہے یہ وصول نہیں بلکہ وصول کا آغاز اور اس کی علامتیں ہیں۔ اس کی مثال محبت پر قیاس کرنا چاہیے کہ اصل محبت دل کی ایک کشش و انجذاب کا نام ہے اور امتثال، خدمات وغیرہ اس کے علامات و آثار ہیں۔ علامات ظاہر کا دل ہے کہ بندہ کی محبت خدا کے ساتھ یہی ہے کہ وہ اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اور اس کی مثالیں ظاہر و باطن میں بہت ہیں۔ جیسے حالت بلوغ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ "وصول بحق" ایک نور ہے اور ایک باطنی حالت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے اہل وصول ہی پہچانتے ہیں۔

"قرب" میں ہر ایک جدا جدا ہے اور "وصول" میں اپنے سوا کوئی بھی ایک دوسرے کا شریک نہیں۔ اگرچہ اصول سب کا ایک ہی معنی میں ہے لیکن باطن میں ہر ایک کی تجلی مختلف ہے۔ اس میں تکرار نہیں، کیونکہ اصلاً درگاہ قرب یعنی رسل، انبیا، اولیا میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ایک جداگانہ راز رکھتا ہے۔ اور اس راز سے بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی واقف و خبردار نہیں ہے۔ ابیات۔

اے ترا با ہر دلے رازِ دگر — ہر گدا را بر درت نازِ دگر
در رُبابِ عشق تارے بیش نیست — ہست ہر جا نغمہ سازِ دگر

احوال باہمدگر کا تباین اور اسرار کا یہ تفاوت اس حد تک ہے کہ مرید کو جو راز و نیاز جناب باری سے ہے، اس سے اس کا پیر بھی واقف نہیں۔

(باقی آئندہ)

# شرح مثنوی مولانا روم

(از مدیر معاون)

**ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت**

**ترجمہ:-** جہاں کان تھے خدا کے لطف سے وہ آنکھ بن گئے اور جہاں پتھر تھے وہ یشب بن گئے۔

**تشریح:-** یہاں سے مولانا گوشِ قبول اور طلب صادق کا ذکر کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جہاں اثر پذیر کان تھے یعنی معرفت کی باتیں سنتے اور قبول کرتے تھے۔ وہ آخر خدا کے لطف وکرم سے آنکھ بن گئے۔ یعنی سماعت کے ذریعہ علم الیقین حاصل ہونے پر وہ عین الیقین کی حد تک پہنچ گئے۔ یعنی مشاہدہ جمالِ باری ان کو نصیب ہو گیا۔

اس مصرعہ میں مولانا نے یہ بتایا ہے کہ راہِ سلوک میں اگر سالک طلب صادق رکھتا ہے تو معرفت کے نکات آسانی سے سمجھ کر قبول کر لیتا ہے اور اثر پذیری یا قبولیت کا یہ درجہ آخر اس کو خدا کے لطف وکرم سے اس درجہ پر پہنچا دیتا ہے، جو اس کی منزلِ مقصود ہوتی ہے یعنی مشاہدۂ جمالِ باری۔

دوسرے مصرعہ میں مولانا نے یہ بتایا ہے کہ جہاں بیکار پتھر تھے، وہ خدا کے لطف وکرم سے قیمتی پتھر یشب بن گئے، یعنی جو لوگ سنگ دل تھے اور معرفت کی باتوں سے بیگانہ وہ طلبِ صادق اور گوشِ قبول کی بدولت ناقص سے کامل بن گئے۔

دونوں مصرعوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے فضل وکرم کے بغیر اور پھر بھی طلب اور اثر پذیری کے بغیر کوئی شخص سلوک کی منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ یعنی جب تک خدا کا فضل وکرم شاملِ حال نہ ہو گا سالک میں نہ تو کبھی طلب پیدا ہو گی اور نہ گوشِ قبول۔ اور جب تک یہ باتیں پیدا نہ ہوں گی منزلِ سلوک میں پیش قدمی اور ترقی ناممکن ہو گی۔ اس لئے سالک کا فرض یہ ہے کہ معبودِ حقیقی کی طاعت کو مقدم سمجھے، اور اس کے فضل وکرم کا ہر وقت طالب رہے، تاکہ اس کی سماعت اور دل و دماغ میں نکاتِ معرفت کو سمجھنے اور قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اور وہ اس صلاحیت کے ذریعہ گوش یعنی سماعت سے بصارت بن جائے یعنی معبودِ حقیقی کے انوار کا مشاہدہ کرنے لگے۔

**کیمیا ساز است چہ بود کیمیا معجزہ بخش است چہ بود سیمیا**

**ترجمہ:-** خداوند تعالیٰ کیمیا ساز ہے اور کیمیا کی کیا حقیقت ہے اور خدا انبیا کو معجزہ عطا کرنے والا ہے۔ اور سیمیا کی کیا حقیقت ہے

**تشریح:-** اس شعر کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پہلے شعر میں چونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ خداوند تعالیٰ قلبِ ماہیت پر قادر ہے جو کیمیا کے مرادف ہے۔ اس لئے خداوند تعالیٰ کیمیا ساز ہے۔ مولانا کہتے ہیں کہ بظاہر خدا کی مثال کیمیا ساز کی سی ہے۔ لیکن اس کی قدرتوں کے مقابلہ میں کیمیا بے حقیقت چیز ہے۔ کیمیا کا اثر تو یہ ہے کہ وہ تانبے وغیرہ کو سونے کی صورت میں بدل دیتی ہے۔ یا سونے کے مانند رنگدار کر دیتی ہے۔ خدا کی قدرت اس سے بالا اور بالاتر ہے۔ وہ پتھر (دل کا فردل) کو اکسیر بنا دیتا ہے۔ یعنی قلب انسانی کو معمولی توجہ سے کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ اور اس کی قدرت کے مقابلہ میں سیمیا یعنی سحر و جادو بھی بے حقیقت چیز ہے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ اپنے رسل و انبیاء کے ہاتھوں ایسے معجزات دکھاتا ہے جو انسانی عقل سے بالاتر ہوتے ہیں۔

شعر کے دوسرے معنے یوں ہو سکتے ہیں کہ کیمیا بے حقیقت چیز ہے۔ خداوند تعالیٰ تو کیمیا ساز ہے جو ان کے ان میں ناقص کو کامل بنا دیتا ہے۔ اور اس کے سامنے سیمیا یعنی سحر و جادو بھی بے حقیقت چیز ہے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ انبیا و رسل کو معجزات عطا فرماتا ہے جن کے مقابلہ میں سحر و جادو کوئی چیز نہیں ہیں۔

مختصر یہ کہ ان دونوں شعروں میں خداوند تعالیٰ کی قدرت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ کائنات کی تمام چیزیں اپنے وجود اور بقا وغیرہ میں خدا کی محتاج ہیں۔ اور تمام حیوانات، نباتات اور جمادات میں خدا ہی کا لطف اور فضل وکرم جلوہ گر ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے لطف کی مظہر ہیں۔

# مذہبی معلومات

## اسلام اور جمہوریت

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی)

اسلامی حکومت کی بنیاد بترتیب یہ چار چیزیں ہیں :-

(۱) قرآن مجید،

(۲) احادیث نبوی۔

(۳) ملک اور قوم کے اہل الرائے اور ارباب حل وعقد

(۴) بصورت اختلاف آرا اس جانب کو ترجیح جو احکام قرآن واحادیث سے زیادہ متناسب اور مشابہ ہو کیونکہ کثرت رائے میں صواب رائے کا ہونا کچھ ضروری نہیں ہے۔

اب ہم کو یہ بتانا چاہیئے کہ جمہوری سلطنت کی خصوصیات کیا ہیں اور وہ اسلام کی خلافت میں کہاں تک پائے جاتے ہیں۔ جمہوریت کی حسب ذیل خصوصیات ہیں :-

(۱) پریسیڈنٹ جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔ اس کا تقرر کسی خاص خاندانی وراثت کی بنا پر نہ ہو۔ بلکہ اسکا انتخاب عام قوم کی رائے سے ہو۔

(۲) ملک کے اہل الرائے اصحاب کے مشورہ سے امور سلطنت انجام پائیں۔

(۳) عام افراد پر خلیفہ کو کوئی ترجیح نہ ہو۔

تاریخ اسلام کا غور سے مطالعہ کرو، کیا موجودہ جمہوریت کی کوئی ایسی خصوصیت بھی ہے جو اسلامی خلافت میں موجود نہ تھی ؟

**انتخاب** یہ دنیا کو معلوم ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر حق وراثت یا خاندانی اثر پر نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ قبیلہ تیم کے تھے، حضرت عمرؓ کا قبیلہ عدی تھا، حضرت عثمانؓ خاندان امیہ میں سے تھے، حضرت علیؓ ہاشمی تھے، حضرت عمرؓ نے صاف فرمادیا ہے الخلافة الاعن الشورة۔ خلافت صرف باہمی مشورت سے طے ہو سکتی ہے[1]

حضرت عمرؓ کو جب ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اپنے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنائیں تو آپ نے اس کو خاموش کردیا[2] حضرت عمرؓ نے وفات کے وقت خلافت کے لئے جب اشخاص ستہ کا نام لیا تو اس کے ساتھ اس کی بھی تصریح کردی کہ میرے بیٹے کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

وراثت کا ذکر چھوڑو، خلافت کے لئے آقا اور غلام کی بھی قید نہ تھی حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر ابو حذیفہ کا غلام سالم زندہ ہوتا تو میں خلافت کے لئے اس کا انتخاب کرتا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کا انتخاب قوم کی عام رائے سے ہوا حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب بنو ساعدہ کی نشست گاہ میں حضرت عمرؓ کی تحریک اور مہاجرین وانصار کی تائید سے ہوا حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابوبکرؓ کی تحریک اور اہل الرائے مسلمانوں کی پسندیدگی سے ہوا۔ حضرت عثمانؓ کا انتخاب اہل مدینہ کی رائے سے ہوا۔ واقعہ تحکیم میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کی معزولی بھی قوم ہی کی رائے سے ہوئی تھی۔

گو خلفائے راشدینؓ کے بعد یہ زریں اصول مسلمانوں سے بالکل چھوٹ گیا لیکن اس کا ایک حصہ ہمیشہ باقی رہا یعنی بیعت۔ بیعت کے معنی یہ ہیں کہ تمام ملک کے لوگ بجبر یا برضا اپنے اپنے شہر کے گورنروں کے سامنے خلیفہ کو خلیفہ تسلیم کرنے کا اقرار کریں اور اس کی اطاعت کا وعدہ کریں۔ سلطنت کے بڑے عہدہ دار مثلاً وزراء، قاضی، شیخ الاسلام سپہ سالار، افواج، حکام ملک، خود خلیفہ کے سامنے آکر اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کریں، دولت امویہ، دولت عباسیہ اور اکثر اسلامی سلطنتوں کے خلفاء اور بادشاہ کے لئے تخت نشینی کے وقت ہمیشہ بیعت لی جاتی تھی۔

ہمارے یہاں فقہا اور متکلمین نے خلافت کی جو شرطیں قرار دی ہیں اُن میں سے بھی کسی قدر انتخاب خلیفہ کے مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ گو انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ صرف حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے انتخاب خلافت کو اصول قرار دے کر لکھا ہے۔ قاضی ماوردی المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| الامامة تنعقد بوجهين احدهما باختيار اهل العقد والحل والثاني بعهد الامام من قبل (الاحکام السلطانیہ صفحہ ۴) | خلافت دو طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ ایک تو اہل الرائے لوگوں کے انتخاب سے۔ دوسرے یہ کہ خلیفہ سابق خود اپنا کسی کو جانشین بنا جائے۔ |

[1] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۹

[2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۸، جزو ۳ قسم ثانی۔

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :-

وتنعقد الامامۃ بطرق احدها بیعۃ اهل الحل والعقد من العلماء والرؤساء ووجوہ الناس (بحث امامت)

خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ علما رسوا[؟] اور معززین قوم بیعت کریں۔

اس بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اسلام میں خلیفہ کا انتخاب بالکل قوم کی رائے پر موقوف ہے۔

**مشاورت فی الامر** جمہوریت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسٹیٹ ملک کے اہل رائے اصحاب کے مشورہ سے انجام پائیں۔ اس نقطۂ بحث پر ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید نے خود اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو اسلام کے اعتقاد میں بالکل معصوم ہیں، ان کو بھی خدا نے باہمی مشورہ کا حکم دیا ہے۔

وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (آل عمران)

اور کام میں ان لوگوں سے مشورہ لے اور جب عزم کرے پھر خدا پر بھروسہ کر

خدائے پاک نے مسلمانوں کی تعریف ان اوصاف کے ساتھ کی ہے۔

والذین استجابوا لربهم واقاموا الصلوة وامرهم شوریٰ بینهم ومما رزقناهم ینفقون (ع ۵ شوریٰ)

اور جو لوگ خدا کا حکم قبول کرتے ہیں نماز پابندی سے پڑھتے ہیں اور جن کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ان دو آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام عام معاملات باہمی مشورہ سے طے ہونے چاہئیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نے مشورہ و شوریٰ کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ یہ مؤخر الذکر آیت جس سورہ میں واقع ہے، اس کا نام ہی اس نے سورۂ شوریٰ قرار دیا ہے۔

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا شوریٰ کے متعلق کیا طرز عمل تھا۔ اس کا جواب احادیث ذیل سے معلوم ہوگا۔

عن عبد اللہ بن عمر کتب ابوبکر الصدیق الی عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاورنا فی الحرب فعلیک بہ (کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۲۳)

عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ہم لوگوں سے مشورہ کرتے تھے۔ تم بھی ایسا کیا کرو۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض دونوں کا طرز عمل معلوم ہوتا ہے۔

عن ابن شهاب کان عمر بن الخطاب اذا نزل الامر المعضل دعا الفتیان فاستشارهم یبتغی حدة عقولهم (کنز العمال ج ۱ صفحہ ۱۶۳)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر کو کوئی امر مشکل پیش آتا تھا تو نوجوانوں کو بلا کر ان سے رائے طلب کرتے تھے تاکہ ان کی ذکاوت کی پیروی کریں۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہونے کے علاوہ کہ وہ ہر اہم امر میں لوگوں سے مشورہ لیتے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شروع ہی سے نوجوانوں کو امور سیاست میں غور و فکر کا عادی بنانے تھے۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خلفائے راشدین کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تھی یا کسی امر کا فیصلہ مطلوب ہوتا تھا تو منادی الصلوۃ جامعۃ کہہ کر اعلان کرتا تھا، تمام مسلمان مسجد نبوی میں آ کر جمع ہوتے تھے۔ اکابر صحابہ خاص طور سے شریک مجلس ہوتے تھے۔ خلیفہ منبر پر چڑھ کر حمد و نعت کے بعد ایک مختصر تقریر میں حاضرین کے سامنے مسئلہ پیش کرتا۔ اہل الرائے لوگ باری باری سے تقریریں کرتے تھے اور آخر میں اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اس قسم کے مجالس میں جو واقعات طے ہوئے اگر تفصیل کے ساتھ ان کو بیان کیا جائے تو بحث بہت طویل ہو جائے گی۔ اس لئے ہم صرف واقعات کے اجمالی اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

**عہد رسالت :-** اذان۔ تکذیب۔ واقعہ افک۔ فدیہ اسیران جنگ بدر۔ جنگ احد میں مدینے سے باہر نکل کر لڑنا۔ غزوہ خندق میں مدینہ میں محصور ہو کر لڑنا وغیرہ۔

**عہد خلافت راشدہ :-** ترتیب قرآن مجید، جنگ اہل ارتداد، جنگ شام، مجوسیوں سے جزیہ لینے کی بحث، عراق و شام کے ملک کو فوج کی جاگیر میں دینے کی بحث، بعض عمال اور گورنروں کا تقرر، سپہ سالاروں کا انتخاب، تقسیم غنیمت، فوج کی تنخواہ، سنہ ہجری کا تعین، غسل جنابت بغیر خروج کی بحث، دفاتر کی ترتیب، وبائی ملک میں داخل ہونے کی بحث، غیر قومی تجارت پر محصول، جنگ افریقہ۔

**عدم ترجیح** جمہوریت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ بادشاہ یا پریسیڈنٹ کو عام افراد قوم پر ترجیح اور امتیاز نہ ہو۔ یہ خصوصیت اسلام میں جس قدر نمایاں ہے، حقیقت یہ ہے کہ آج امریکہ اور روس کی جمہوری حکومتوں میں بھی نہیں ہے۔ واقعات کی ضرورت نہیں۔ خلفائے راشدین کی مجامع عامہ کی تقریریں، ان کی زبان سے نکلے ہوئے فقرے، غیر قوموں کی بادشاہ پرستی کے مقابلہ میں سفرائے اسلام کی گفتگوئیں، یہ تمام تصریحات ہمارے دعوے کی دلیلیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے اپنی خلافت کے وقت جو سب سے پہلی تقریر کی۔ اس کے بعض فقرے یہ ہیں :-

یا ایها الناس قد ولیت امرکم ولست بخیرکم ..... ایها الناس انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعینونی

لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں ..... لوگو میں پیرو ہوں کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں اگر میں ٹھیک کام

| | |
|---|---|
| وان زغت فقوموني | کردوں تو مجھے مدد دو اور اگر میں کج |
| (ابن سعد قسم اول جزو ثالث صفحہ ۱۲۹) | ہوں تو مجھے سیدھا کرو۔ |

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ میں جب اختلاف آرا ہوا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خطبہ دیا، جس کے چند الفاظ یہ ہیں:-

| | |
|---|---|
| فانی واحد کاحدکم ... | کیونکہ میں تم میں سے ایک کے برابر ہوں |
| ولست ارید ان تتبعوا هذا | ... میرا یہ منشا نہیں کہ جو چاہتا |
| الذی هوای۔ | ہوں، اس کو آپ بھی مان لیں۔ |

(کتاب الخراج قاضی ابو یوسف صفحہ ۱۵)

حضرت عمر رضہ نے ایک موقع پر لوگوں سے کہا،

| | |
|---|---|
| اخبرکم بما استحل لی منه | میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے |
| حلتان حلة فی الشتاء و | مجھے کتنا لینا جائز ہے۔ دو جوڑے |
| حلة فی القیظ وما احج علیه | کپڑے، ایک جاڑے کا اور ایک گرمی |
| واعتمر من الظهر وقوتی و | کا۔ اور ایک سواری جس پر حج اور عمرہ |
| قوت اهلی کقوت رجل من | ادا کروں۔ اور قریش کے ایک متوسط |
| قریش لیس باغناهم ولا | الحال آدمی کے اخراجات طعام کے |
| بافقرهم ثم انا بعد رجل | برابر اپنے اور اپنے عیال کے لئے |
| من المسلمین یصیبنی ما | اخراجات طعام، اس کے بعد میں معمولی |
| اصابهم (ابن سعد جز ثالث قسم اول صفحہ ۱۹۹) | مسلمان کے برابر رتبہ رکھتا ہوں جو |

ان کا حال ہوگا وہی میرا حال ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضہ ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں، روم کے دربار میں وہ سفیر بن کر گئے تھے۔ رومی سردار نے قیصر کے جاہ و جلال، اعزاز و اختیارات سے ان کو مرعوب کرنا چاہا، یہاں مسلمانوں پر دوسرا رنگ چھایا ہوا تھا۔ حضرت معاذ نے اس کے مقابلہ میں امیر عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی وہ حسب ذیل ہیں:-

| | |
|---|---|
| امیرنا رجل منا ان عمل فینا | ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے |
| بکتاب دیننا وسنة نبینا | اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے |
| صلی الله علیه وسلم اقررناه | پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ |
| علینا وان عمل بغیر ذلک عزلناه | کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا سردار |
| عنا وان هو سرق قطعنا | باقی رکھیں اور اگر ان کے سوا وہ کسی |
| یده وان زنا جلدناه وان | اور چیز پر عمل کرے تو ہم اس کو معزول |
| شتم رجلا منا شتمه بما | کردیں۔ اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں |
| شتمه وان جرحه اقاده من | اور اگر زنا کرے تو سنگسار کریں اور اگر |
| نفسه ولا یحتجب منا ولا | وہ کسی کو گالی دے تو وہ بھی اس کو |
| یتکبر علینا ولا یستاثر علینا | اسی طرح گالی دے۔ اگر وہ کسی کو |
| فی فیئنا الذی افاء الله | زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے |
| علینا وهو کرجل منا۔ | وہ ہم سے چھپ کر پردہ میں نہیں بیٹھتا |
| (فتوحات ازدی صفحہ ۱۰۵ کلکتہ) | وہ ہم سے غرور نہیں کرتا۔ مال غنیمت |

میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو اور پھر پڑھو، کیا اس سے واضح تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے؟ کیا حکومت کی اس سے بہتر نوعیت ہو سکتی ہے؟

# ایمان ویقین

(از جناب مولوی محبوب علی صاحب کاکوروی بی۔ اے)

یوں تو ہم سب اس امر کے مدعی ہیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم کو اللہ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی فرمودہ باتوں پر کامل ایمان اور ان کی صحت و واقعیت پر پورا یقین ہے۔ لیکن افسوس کہ حقیقت حال اس کے برخلاف ہے۔ کاش ہم کبھی تھوڑی دیر کے لئے نظر انصاف سے دیکھیں اور غور کریں کہ ہم اپنے اس دعوے میں کس حد تک سچے ہیں۔

دراصل خود کو باایمان سمجھ کر ہم نے اپنے نفس کو سخت مغالطہ میں ڈال رکھا ہے۔ وہ قوت ایمانی جس کے ہم شد و مد کے ساتھ دعویدار ہیں آزمائش کے شدید اور نازک موقعوں پر بسا اوقات بے بنیاد اور باطل ثابت ہوجاتی ہے۔ خصوصاً صحابہ کرام کے، جو اس وقت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، حالات کا ایک سرسری مطالعہ ہمارے ان دعاوی کو بے اصل قرار دینے کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ بیشک یہ ان نفوس قدسیہ کی اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تھا کہ ان کی دعائیں مستجاب ہوتی تھیں، ان کے اقوال باثر ہوتے تھے، اور ان کے اعمال خاطر خواہ دینی و دنیاوی نتائج پیدا کرتے تھے۔ ایک ہم ہیں کہ اسی خدا کے بندے، اسی رسول ؐ کی امت، اسی قرآن اور انہیں احادیث کے احکام کے پیرو، ہمارے بھی شب و روز وہی اوراد و اذکار ورد زبان ہیں جو ان کے تھے، ہم بھی اسی طرح نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں، جو صحابہ کرام کا طریقہ عمل تھا۔ لیکن اگر ان کے اثرات و نتائج کا مقابلہ کیا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ یہی قوت ایمانی اور یقین قلبی کی کمی۔ صحابہ کرام کا یقین اللہ اور رسول ؐ کے مواعید پر حق الیقین کی حد کو پہنچا ہوا تھا جس کو اہم ترین حالات اور سخت ترین حادثات متزلزل نہیں کرسکتے تھے۔ ہماری حالت اس کے خلاف ہے۔ ہمارے ایمان و یقین کی بنیادیں نہایت ضعیف ہیں۔ ہم صرف اس وقت تک باایمان نظر آتے ہیں، جب تک کسی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوتے، لیکن ابتلا کا دور آتے ہی کھرے کھوٹے کا فرق ظاہر

ہونے لگتے ہے۔ ہم اس وقت مختلف حیلے ڈھونڈتے اور دنیا وی سہارے پکڑنے لگتے ہیں۔ اگر ہم حقیقی ایمان رکھتے تو یقیناً ہم بھی ان موقعوں پر ایسے ہی ثابت قدم رہتے جیسے کہ ہمارے مقتدا ایمان دین رہتے تھے۔ ذیل کے ایک مستند واقعہ سے اس کی اصلیت بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ آپ کا گھر جلا جاتا ہے جلد جاکر اس کی خبر لیجئے۔ انہوں نے نہایت یقین کے لہجہ میں کہا "نہیں میرا گھر نہیں جلتا ہے" وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہنے لگا، جاکر دیکھئے تو، اس میں آگ لگی ہوئی ہے اور جل کر خاک ہوا جاتا ہے انہوں نے کہا نہیں، خدا کی قسم میرا گھر نہیں جلتا۔ اس مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا، حضرت آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا گھر جل رہا ہے۔ اور آپ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میرا گھر نہیں جلتا، اس کے کیا معنی؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس شخص نے صبح ہوتے ہوئے پڑھا۔ ان ربی لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اشھد ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما اعوذ باللہ الذی یمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ من شر کل دابۃ ربی اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم تو اس کو یا اس کے اہل و عیال کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اور میں نے آج اس کو پڑھا تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرا گھر نہیں جل سکتا۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو اللہ تعالےٰ کے سچے اور برحق نبی کے ارشادات کی صداقت پر کس پایہ کا یقین تھا۔



# حقوق والدین

(از جناب مولوی محمد رحمت اللہ صاحب)

(۱) بچوں کے لئے والدین سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ ان کی خدمت کی بجا آوری بھی جناب باری کی شکر گذاری ہے۔ کیونکہ جو جذبۂ محبت والدین کو بچوں کی ہر طرح کی نگرانی کے لئے مجبور کرتا ہے، وہ حقیقتاً اس محبت کا پرتو ہے جو خالق کو اپنے مخلوق کے ساتھ ہے۔ لہٰذا والدین کے ساتھ محبت کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم بجا لانا۔ دراصل خدائی محبت کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ والدین موجب وجود و وسیلۂ تربیت ہیں تا بلوغ اغذیہ والبسہ کا تہیہ ان کے ذمہ ہوتا ہے۔ نیز آداب و اخلاق صنعت و حرفت علم دینہ تمیز و سلیقہ کل باتوں کا انصرام وہی کرتے ہیں جب حیثیت دنیاوی ذخیرہ فراہم کرتے ہیں کہ بچے باآرام زندگی بسر کر سکیں۔ ان کے لئے محنت و مشقت کو عین راحت سمجھتے ہیں۔ والدہ اس حالت میں خبرگیری کرتی ہے جب حس و حرکت کی قوت بھی نہیں رہتی۔ خداوند عالم اپنی مقدس کتاب قرآن پاک میں فرماتا ہے: ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا حتی اذا بلغ اشدہ (پ ۲۶ س احقاف ع ۲) انسان کو کہا گیا ہے کہ والدین سے نیکی کرے کیونکہ والدہ نے ناقابل بیان تکلیف اٹھائی۔ شیرخوارگی کے زمانہ میں خون جگر سے پرورش کی۔ خود مصائب و تکلیف کی آماجگاہ بنی رہی۔ مگر حتی الامکان بچہ کو آرام میں رکھا تا آنکہ بچہ سن تمیز کو پہنچا ؎

جنت کہ رضائے مادراں است
زیر قدم مادراں است

(۲) دوسری جگہ خداوند جل و علیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

| | |
|---|---|
| وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا | اور تمہارے پروردگار نے حکم |
| ایاہ وبالوالدین احسانا | قطعی دیدیا ہے کہ لوگو اس کے سوا |
| اما یبلغن عندک الکبر | کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین |
| احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما | کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا |
| اف ولا تنھرھما وقل لھما | اور اگر والدین میں کا ایک یا دونوں |
| قولا کریما (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع) | تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں |

تو ان کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور دونوں سے ادب و نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا۔

| | |
|---|---|
| واخفض لھما جناح الذل | اور محبت سے خاکساری کا پہلو |
| من الرحمۃ | ان کے آگے جھکائے رکھنا۔ |
| وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی | اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے |
| صغیرا۔ | پروردگار جس طرح انہوں نے |

[illegible]

نہ پہونچے سے کو پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم کیجیو۔

سبحان اللہ کتنا بڑا رتبہ والدین کا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ خدا کی پرستش کے بعد والدین کی اطاعت و خدمت سب سے مقدم ہے جس طرح بحیثیت بندہ ہونے کے اس کی عبادت ناگزیر ہے اسی طرح والدین کی فرمانبرداری ضروری اور فرض عین ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ من رضی عنہ والداہ فانا عنہ راضی یعنی جس سے ماں باپ خوش ہیں اس سے خدائے عزوجل بھی خوش ہے حتیٰ کہ ماں باپ اگر اولاد کا قتل بھی چاہیں تو شرع اسلام نے ...

(۳) غرض والدین کا وجود وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی برابری دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ پس سعادت مند ہیں وہ فرزند جو اس نعمت کی قدر کرتے ہیں۔ ہر طرح دست و زبان دل و جان مال و دولت سے والدین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کا نصب العین بجز خوشنودی والدین اور کچھ نہیں کیونکہ ان کی اطاعت بجز ممنوعات شرعی کے ہر حال میں فرض ہے۔ اور اس صورت میں بھی انکار محض نرمی و ملاطفت سے ظاہر کیا جائے کہ ان کو کسی طرح ناگوار نہ ہو۔ نیز ایک دوسری جگہ خلق سے ارشاد باری ہے:۔

| | |
|---|---|
| قل ما انفقتم من خیر فللوالدین | کہہ دو کہ جو مال خیرات میں خرچ |
| والاقربین والیتمیٰ والمسکین | کرو وہ ماں باپ، قرابتوں یتیموں |
| وابن السبیل وما تفعلوا من | مسکینوں اور مسافروں کو دو اور جو |
| خیر فان اللہ بہ علیم ۔ | کچھ خیرات کرو گے اللہ کو معلوم |
| رپ۲ سورہ بقرہ ع ۲۶) | ہے۔ |

غور کرو خیرات کے مال میں پہلا حصہ والدین کا ہے۔ بعدازاں دوسرے لوگوں کا۔ اول والدین کی خدمت میں مال صرف کیا جائے بعدہ دوسرے مصارف میں پس جس صورت میں کہ والدین تنگ حالی میں اوقات بسر کریں دوسروں کو خیرات دینا محض لاحاصل ہے۔ یہ ہیں احکام خداوندی والدین کے حقوق کے متعلق۔

(۴) اس زمانہ میں اکثر بچے والدین کی تعظیم و فرمانبرداری جیسی کہ چاہیئے نہیں کرتے جس کی وجہ غالباً مغربی تعلیم کا اثر ہے۔ مگر اس مضر اثر سے بچنے کے لئے ہمیں اپنے دستور العمل کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے ہادی و رہبر کے ذریعہ خدائے عزوجل نے کیا طریقہ بتایا ہے۔ ہمارے اعمال و افعال کلیتہً اسی کتاب مقدس کے مطابق ہونے لازم ہیں کیونکہ یہی مسلمانوں کا دین و ایمان ہے۔ اسی میں کل دنیاوی و دینی امور کے متعلق ہدایات ہیں جن پر عامل ہونا موجب نجات ہے۔

| | |
|---|---|
| ان ھذا القرآن یھدی للتی | یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب |
| ھی اقوم ویبشر المومنین الذین | سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے انکو |
| یعملون الصلحت ان لھم | جنہوں نے نیکی کی انکو ثواب بڑا ہے |
| اجراً کبیرا (بنی اسرائیل ۱ع) | |

اس آیت شریف سے ظاہر ہے کہ قرآن پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے۔ اب وہ بچے سوچیں جن کے نزدیک والدین کی حکم عدولی۔ بے ادبی۔ ان سے گستاخانہ سلوک۔ چنداں مضائقہ کی بات نہیں۔ یہ بڑا افسوسناک امر ہے اور اسی لئے یہ چند سطریں لکھی گئیں۔ امید ہے کہ وہ بچے جو انہیں پڑھیں گے ہرگز ہرگز والدین کو کوئی شکایت کا موقع نہ دیں گے۔ دل و جان سے اطاعت شعار و خدمت گزار بنے رہیں گے۔ دوسروں کے لئے نمونہ قائم کریں گے۔ اسلامی تعلیم کے یہی معنی ہیں۔

| | |
|---|---|
| اتبعوا ما انزل الیکم | چلو اسی راہ پر جو اتری تم کو تمہارے |
| من ربکم۔ | رب کی طرف سے۔ |

(پ ۸ س اعراف ع ۱)

---

تفسیر۔ ویدع الانسان سے نبعث رسولا تک ۔ اور (بعضا) انسان (جیسے کفار ہیں) برائی (یعنی عذاب) کی ایسی درخواست (تقاضے سے) کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست (تقاضے اور رغبت ہی کے ساتھ کرتا ہے) اور انسان (کچھ طبعی ہی) جلد باز ہوتا ہے
مگر جنہوں نے اپنی تہذیب کر لی ہے وہ تعجیل ممنوع سے بچتے ہیں اور جو ہدایت یافتہ نہیں ہیں وہ انجام اندیشی نہیں کرتے اور عذاب
مانگتے ہیں اور اس کے نہ آنے سے اس کا انکار کرتے ہیں) اور (ہم نے جس طرح تمام واقعات کا حساب وقت مقرر رکھا ہے اسی طرح عذاب بھی
اپنے وقت پر ہوگا۔ آخرت میں تو ضرور اور ممکن ہے کہ کچھ دنیا میں بھی چنانچہ دنیا کے واقعات کا محسوب ہونا دیکھو کہ) ہم نے رات اور دن
کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی (یعنی خود رات) کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ اس میں
سب چیزیں بے تکلف دکھائی دیں) تاکہ (دن میں) اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تاکہ (رات اور دن کی آمد و رفت و اختلاف
الوان و مقدار و اختلاف مبدا و منتہا سے) برسوں کا شمار اور (دوسرے چھوٹے چھوٹے) حساب معلوم کر لو (جیسا سورہ یونس کے پہلے
رکوع میں بیان ہوا ہے) اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے (خواہ لوح محفوظ میں پس کل سے عام ہے اور یا قرآن میں پس
کل شے سے مراد ضروری ہے اول صورت میں تقریر مطلب کی یہ ہے کہ لوح محفوظ میں ہر شے کا جدا جدا وقت معین لکھا ہے اور دوسری صورت
میں یہ تقریر ہوگی کہ دیکھو قرآن میں کیسے مفید مضامین ہدایت آگیں شبہات میں موجب تسکین مذکور ہیں) اور ہم نے ہر (عمل کرنے والے) انسان
کا عمل (نیک ہو یا بد) اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے (یعنی ہر شخص کا عمل اس کے ساتھ لازم ہے) اور (پھر) قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال
اس کے (دیکھنے کے) واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لیگا (اور اس سے کہا جاوے گا کہ لے) اپنا نامہ اعمال (خود) پڑھ
لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے (یعنی اس کی ضرورت نہیں کہ تیرے اعمال کوئی سنا دے نامہ اعمال پڑھتا جا اور دل میں یاد کر کے
ملزم ہوتا جا مطلب یہ کہ گو ابھی عذاب نہیں آیا لیکن وہ بلا ٹلنے کی نہیں، ایک وقت ایسا ہوگا کہ اپنے سب اعمال مخزونہ کا نمونہ کھلی آنکھوں
دیکھ لیگا اور حجت استحقاق عذاب کی اس پر قائم ہو جاوے گی اور) جو شخص (دنیا میں) راہ پر چلتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے راہ پر چلتا ہے (اس
وقت اس کا نفع اس کو نظر آوے گا) اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے (وہ اس وقت اس کا خمیازہ
بھگتے گا کسی دوسرے کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ) کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اٹھا ویگا اور (یہ جو کچھ سزا معذب ہونے ۶۶۵
سے پہلے اتمام حجت کے بعد کیونکہ ہمارا قانون اور معمول ہے کہ) ہم (کبھی) سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو (ہدایت کے لئے) نہیں بھیج دیتے۔
(اور بشرطیکہ اس شخص کو بواسطہ یا بلا واسطہ اس رسول کی خبر پہنچ چکی ہو اور پھر بھی نہ مانے اس وقت البتہ سزا تجویز کرتے ہیں) ف ما کنا معذبین
الخ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جن قوموں تک رسول کی اصلا خبر نہیں پہنچی وہ کفر و معاصی پر معذب نہ ہوں گے چنانچہ بعض کا یہی مذہب ہے
اور جو بعض اس کے قائل ہیں کہ جن عقائد و اعمال کا قبح مدرک بالعقل ہو سکتا ہے اور کسی سبب سے ادراک کی توفیق بھی ہوئی اور زمانہ تامل اور ادراک
کا بھی ملا گو بوجہ عدم تامل کے ادراک نہ ہوا ہو یا یہ کہ ادراک ہو گیا ہو اور پھر ایسے عقائد و اعمال کے مرتکب ہوئے ہوں وہ معذب ہوں گے تو ان
بعض کا قول بھی اس آیت کے موافق اس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ صورت بھی مثل بعث رسل کے ہے کیونکہ فائدہ بعث رسل سے یہی امر ہے پس
مقصود اصلی آیت میں یہی فائدہ مشترکہ ہوگا پس مطلب آیت کا یہ ہوگا ما کنا معذبین حتی ننبہہ بالنقل او بالعقل واللہ اعلم (ربط) اوپر وما کنا
معذبین الخ میں بدون بعثت رسول کے عذاب نہ ہونا بیان فرمایا آگے بعثت رسل کے بعد جبکہ اطاعت نہ کریں عذاب کا ہونا بیان فرماتے ہیں
تاکہ سننے والے متنبہ ہوں کہ ہماری طرف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں نہ ماننے سے ہم بھی مستحق عذاب ہو جاویں گے گو وقت معین
سے قبل نہ ہو جیسا ان پر بھی معین وقت پر آیا تھا اور اوپر جواب شبہ میں یہ مضمون بھی مذکور تھا۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تام ہو جاتی ہے

تَدْمِيْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

پھر اس بستی کو تباہ و غارت کر ڈالتے ہیں اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوح کے بعد ہلاک کیا ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے

تفسیر: واذا اردنا سے خبیرًا بصیرًا تک - اور جب ہم کسی بستی کو (جو کہ کفر و معصیت کے سبب بمقتضائے حکمت قابل ہلاک ہو) ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو (اس کو قبل بعثت رسل ہلاک نہیں کرتے بلکہ کسی رسول کی معرفت) اس (بستی) کے خوش عیش (یعنی امیر و رئیس) لوگوں کو (خصوصاً اور دوسرے عوام کو عموماً ایمان و طاعت کا) حکم دیتے ہیں پھر (جب) وہ لوگ (کہنا نہیں مانتے بلکہ) وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ و غارت کر ڈالتے ہیں اور (اسی طرز کے موافق) ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام) کے (زمانہ کے) بعد (ان کے کفر و معصیت کے سبب) ہلاک کیا ہے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم اور نوح علیہ السلام کی قوم کا ہلاک ہونا مشہور و معروف ہے اس لئے من بعد نوح پر اکتفا کیا گیا) اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے (پس جیسا جیسا گناہ ہوتا ہے ویسی ویسی سزا دیتا ہے) ربط اوپر آیات ویدع الانسان الخ میں اس شبہ کا جواب تھا کہ اگر ہمارا طریقہ موجب عذاب ہو تو دنیا ہی میں کیوں نہیں وہ عذاب آجاتا اب آگے اس شبہ کا جواب ہے کہ اگر ہمارے بعض اعمال مختلف فیہا موجب عذاب بھی ہوں لیکن جو اعمال ہم سے ایسے صادر ہوتے ہیں جو بالاتفاق حسن ہیں جیسے ایمانداری و اعانت مظلوم و انجاح سوال وغیرہا یہ نجات کا ذریعہ ہو جاویں گے حاصل جواب یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ان اعمال سے تم کو نفع دنیا مقصود ہے جیسا کہ یہی واقع بھی ہے چنانچہ انکار آخرت اس کی دلیل ہے تب تو تم یرید العاجلۃ میں داخل ہو جس کا انجام جہنم ہے اور اگر تم کو نفع آخرت مقصود ہے جیسا کہ محض فرضی صورت ہے تو اس میں فہو مومن کی قید ہے جو تم میں مفقود ہے اس لئے وہ بھی نجات کا ذریعہ نہیں ہو سکتا پس ہر حال تم مستوجب عذاب رہے و نیز ساتھ ساتھ دنیا کی تذلیل اور آخرت کی تفضیل بھی مذکور ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ

جو شخص دنیا کی نیت رکھیگا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدیں گے پھر ہم اس کیلئے جہنم تجویز کرینگے

يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ۶۶۶

وہ اس میں بدحال راندہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہیئے ویسی ہی سعی بھی کریگا

فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ

بشرطیکہ وہ شخص مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی آپ کے رب کی عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ

اور آپ کے رب کی عطا بند نہیں آپ دیکھ لیجئے ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور البتہ

اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے

تفسیر: من کان سے تفضیلاً تک - جو شخص (اپنے اعمال نیک سے صرف) دنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا (خواہ اس لئے کہ آخرت کا منکر ہے یا اس لئے کہ آخرت کی نیت نہیں کی) ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے (اور پھر سب کے لئے نہیں بلکہ) جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدیں گے (یعنی دنیا ہی میں کچھ جزا مل جاوے گی) پھر (آخرت میں خاک نہ ملیگا بلکہ وہاں) ہم اس کے لئے جہنم تجویز کرینگے وہ اس (جہنم) میں بدحال راندہ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص (اپنے اعمال میں) آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھے گا اور اس (آخرت) کے لئے جیسی سعی کرنا چاہیئے ویسی ہی سعی بھی کرے گا (مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ عمل قواعد شرعیہ کے موافق کیا کیونکہ آخرت کے لئے وہی سعی کرنا چاہیئے جس کا امر ہوا ہو بخلاف ان اعمال کے جو ہوائے نفسانی کے موافق ہوں کہ وہ مقبول نہیں غرض شرع کے موافق عمل کیا)

بشرطیکہ وہ شخص مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی (مذکور عند اللہ) مقبول ہوگی (غرض قبول سعی یعنی عمل کی تین شرطیں ہوئیں۔ تصحیح نیت جس پر اراد الآخرۃ دال ہے تصحیح عمل حسب شرع جس پر سعیھا دال ہے تصحیح عقیدہ جس پر مومن دال ہے پس شرائط قبول کے یہ ہیں اور یہ دنیاس کے غیر مقبول اور کافروں پر نعم دنیویہ ہونا علامت ان کے قبول اعمال کی نہیں ہے کیونکہ نعمت دنیویہ مخصوص مقبولین کے ساتھ نہیں بلکہ آپ کے رب کی (اس) عطا (دنیوی) میں سے تو ہم ان (مقبولین) کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان (غیر مقبولین) کی بھی (امداد کرتے ہیں) (اور) آپ کے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہیں (چنانچہ) آپ دیکھ لیجئے ہم نے (اس عطا دنیوی میں بلا قید ایمان وکفر کے) ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے (حتیٰ کہ اکثر کفار اکثر مومنین سے زیادہ تنعم رکھتے ہیں پس یہ چیز یہ قابل وقعت نہیں) اور البتہ آخرت جو مخصوص ہے مقبولین کے ساتھ وہ درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے پس اس کا اہتمام چاہیے جو مشروط بشرائط مذکورہ ہے

**ربط** اوپر قبول اعمال کی شرطیں بتلائی ہیں اب آگے بعض اعمال ضروریہ بتلاتے ہیں کہ طالب آخرت ان کو اختیار کرے اور چونکہ بڑی شرط ایمان وتوحید تھی اس لئے ان احکام کو توحید سے شروع کیا اور توحید ہی پر ختم کیا اور دونوں جگہ زیادہ اہتمام کے لئے متقارب ہی الفاظ فرمائے لا تجعل الخ پس اس میں ہو مومن کی قید سے تفصیل ہوگئی اور درمیان احکام میں ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ اور الفوا دکل اولئک الخ کے عنوان عام میں اشتراط نیت بھی داخل ہوگیا پس یہ اراد الآخرۃ کے مناسب ہوگیا اور باقی احکام بتلانے سے قانون شرعی کی تعیین ہوگئی اس سے سعیٰ لہا سعیہا کی تبیین ہوگئی اور یہ احکام مختلف انواع کے متعدد اوامر اور متعدد نواہی ہیں جو اپنی حسن وخوبی کی وجہ سے اہل بصیرت کے لئے رسالت محمدیہ کے دلائل بھی ہوسکتے ہیں جس میں اوپر کلام تھا۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر ورنہ تو بدحال بے یار مددگار ہوکر بیٹھ رہیگا اور تیرے رب نے حکم کردیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو

**تفسیر**۔ لا تجعل سے ایاہ تک (اے مخاطب) اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر (یعنی شرک مت کر) ورنہ تو بدحال ۴۶۷
بے یار مددگار ہوکر بیٹھ رہے گا اور (آگے پھر اسی کی تاکید ہے کہ) تیرے رب نے حکم کردیا ہے کہ بجز اس (معبود برحق) کے کسی کی عبادت مت کرو

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ

اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں سو ان کو کبھی ہوں بھی مت

وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ

کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ

میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کردیتا ہے

**تفسیر** وبالوالدین سے غفورا تک۔ اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر (وہ) تیرے پاس (رہتے ہوں اور) ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے (کی عمر) کو پہنچ جاویں (جس کی وجہ سے محتاج خدمت ہو جاویں اور جبکہ طبعاً ان کی خدمت کرنا ثقیل معلوم ہو) سو (اس وقت بھی اتنا ادب کرو کہ) ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب

ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور (ان کے لئے حق تعالیٰ سے) یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن (کی عمر) میں پالا پرورش کیا ہے (اور صرف اس ظاہری توقیر و تعظیم پر اکتفا مت کرنا دل میں بھی ان کا ادب اور قصد اطاعت رکھنا کیونکہ) تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے (اور اسی وجہ سے تمہارے لئے ایک تخفیف بھی سناتے ہیں کہ) اگر تم (حقیقت میں دل ہی سے) سعادت مند ہو (اور غلطی یا تنگ مزاجی یا دل تنگی سے کوئی ظاہری فروگذاشت ہو جاوے اور پھر نادم ہو کر معذرت کر لو) تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے **ف** ہر جہاں جو دعا کے لئے فرمایا ہے ظاہرا امر ندب و استحباب کے لئے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وجوب کے لئے ہے لیکن عمر بھر میں ایک بار دعا کرنے سے بھی واجب ادا ہو جاوے گا اور بدلائل شرعیہ یہ دعا کرنا مقید ہے ایمان (والدین) کے ساتھ البتہ اگر حالت کفر میں زندہ ہوں اور دعائے رحمت بمعنی دعائے ہدایت کی جاوے تو جائز ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ

اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور بے موقع مت اڑانا بیشک بے موقع

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہئے

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہئے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے

**تفسیر:** — واٰت ذا القربیٰ سے خبیراً بصیراً تک۔ اور قرابت دار کو اس کا حق (مالی و غیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (ان کے حقوق) دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند (یعنی ان کے مشابہ ہوتے) ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ حق تعالیٰ نے اس کو دولت عقل کی دی مگر اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کو صرف کیا اسی طرح مبذرین کو دولت مال کی دی مگر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کو صرف کرتے ہیں) اور اگر (آپ کے پاس کسی وقت ان لوگوں کے دینے کو نہ ہو اور) اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں (اس کے نہ آنے تک) تجھ کو ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو (اتنا خیال رکھنا کہ) ان سے نرمی کی بات کہہ دینا (یعنی دلجوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہیں سے آوے گا تو دیں گے اور دل آزار جواب مت دینا) اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہئے (کہ غایت بخل سے بالکل ہی ہاتھ روک لیا جاوے) اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہئے (کہ اسراف کیا جاوے) ورنہ الزام خوردہ (اور) تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے (اور محض کسی کے نفرد احتیاج پر ترحم کر کے اپنے کو پریشانی میں ڈالنا بیکار ہے کیونکہ) بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی (جس پر چاہے) تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں (کی حالت اور ان کی مصلحت) کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے (تم اس فکر میں کیوں پڑتے کہ باوجود گنجائش نہ ہونے کے کچھ دینا چاہئے) **ف** اسراف اور تبذیر کا حاصل ایک ہی ہے کہ محل معصیت میں خرچ کرنا خواہ وہ معصیت

بالذات ہو جیسے شراب و قمار و زنا خواہ بالغیر ہو جیسے فعل مباح میں بہ نیت شہرت و تفاخر خرچ کرنا اور بعض نے یہ فرق کیا ہے کہ اسراف میں جہل بالکمیۃ ہے کہ مقادیر حقوق سے تجاوز ہو اور تبذیر میں جہل بالکیفیۃ ہے کہ محل و موقع نہ سمجھے اور حق عام ہے مالی اور غیر مالی کو مثل حسن معاشرت کے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے

**تفسیر:** ولا تقتلوا سے کبیرا تک۔ اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو (کیونکہ) ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی (البتہ اگر تم رازق ہوتے تو ایسی باتیں سوچتے) بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے **ف** عادت تھی بعضے آدمی بیٹیوں کو خوف فقر سے مار ڈالتے تھے پس اولاد سے مراد بنات ہوں گی اور اولاد کے عنوان سے تعبیر کرنا اظہار تعلق و اختصاص کے لئے ہے کہ جوش رحم ہو

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے

**تفسیر:** ولا تقربوا سے سبیلا تک۔ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو (یعنی اس کی مبادی و مقدمات سے بھی بچو) بلاشبہ وہ (فی نفسہ بھی) بڑی بے حیائی کی بات ہے اور (باعتبار مفاسد کے بھی) بری راہ ہے (کیونکہ اس پر عداوتیں اور فتنے اور تضییع نسب مرتب ہوتے ہیں)

٦٦٩ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا

اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اس کے وارث کو

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

اختیار دیا ہے سو اس کو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے

**تفسیر:** ولا تقتلوا سے منصورا تک۔ اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے (قواعد شرعیہ کی رو سے) حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو مگر حق پر (قتل کرنا درست ہے یعنی جب وجوب یا اباحت قتل کا کوئی سبب شرعی پایا جاوے اور اس وقت وہ حرم اللہ میں داخل نہیں) اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اس کے وارث (حقیقی یا حکمی) کو (قصاص لینے کا شرعاً) اختیار دیا ہے سو اس کو قتل کے بارے میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے (یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے کیونکہ) وہ شخص (زیادتی نہ کرنے کی صورت میں تو شرعاً) طرفداری کے قابل ہے (اور زیادتی کرنے سے پھر فریق ثانی طرفداری کے قابل ہو جاوے گا۔ اس لئے زیادتی کر کے منصوریت سے خارج نہ ہونا چاہیئے) **ف** ولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو حق قصاص ہو اگر کوئی وارث موجود ہو تو وہ ورنہ سلطان۔ کہ وارث حکمی ہے یہی مراد ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے

**تفسیر:** ولا تقربوا سے اشدہ تک۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ (یعنی اس میں تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقہ سے (تصرف کی اجازت

ہے اور جو کہ رشرعاً ممکن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے ف یہی الفاظ سورۂ انعام کے اخیر رکوع سے پہلے رکوع میں آئے ہیں وہاں اس کی تفسیر دیکھ لی جاوے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝

اور عہد کو پورا کیا کرو　　بیشک عہد کی باز پرس ہونے والی ہے

حکم یازدہم امر بوفاء عہد

تفسیر :- واوفوا سے مسئولا تک ۔ اور عہد (مشروع) کو پورا کیا کرو بیشک (ایسے) عہد کی (قیامت میں) باز پرس ہونیوالی ہے ف عہد میں تمام احکام الٰہیہ اور تمام عقود جو فیما بین العباد ہیں داخل ہوگئے چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے کل عقد تقدم لاجل توثیق الامر وتوکیدہ فہو عہد اور خازن میں ایسی تفسیر کی ہے کہ وعدہ کو بھی شامل ہے وہ یہ ہے قیل اراد بالعھد مایلتزمہ الانسان علی نفسہ لیکن وعدہ کا وجوب دیانۃً ہوگا قضاءً نہیں اور مشروع کی قید سے غیر مشروع نکل گئے اور نیز وجوب وفائے وعدہ میں دوسرے دلائل سے عدم عذر کی بھی قید ہے اور عذر میں وجوب ساقط ہے۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

اور جب ناپ کرو تو پورا ناپو　　اور صحیح ترازو سے　　تول کر دو　　یہ اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے

حکم دوازدہم وسیزدہم امر بایفاء کیل ووزن

تفسیر :- واوفوا سے تاویلا تک ۔ اور (ناپنے کی چیزوں کو) جب ناپ کر دو تو پورا ناپو اور (تولنے کی چیزوں کو) صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے (آخرت میں ثواب اور دنیا میں اعتبار)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر　کان اور آنکھ اور دل　ہر شخص سے　ان سب کی پوچھ ہوگی

حکم چہاردہم نہی از اتباع غیر علم

تفسیر :- ولا تقف سے مسئولا تک ۔ اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی (کہ آنکھ کا استعمال کہاں کیا کان کا کہاں استعمال کیا، دل سے بے دلیل بات کا کیوں خیال جمایا اس لئے بے تحقیق بات پر وثوق کرکے اس پر عمل درآمد مت کر)

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝

اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل　　تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے　اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے

حکم پانزدہم نہی از کبر

تفسیر :- ولا تمش سے طولا تک ۔ اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل (کیونکہ) تو (زمین پر زور سے پاؤں رکھ کر) نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے (پھر اترانا عبث) ف یعنی زور سے پاؤں رکھنے کے لئے کم از کم اتنی قوت تو ہونا چاہیے اور تننے کے لئے کم از کم اتنی قدرت ضرور ہے، جب اس سے بھی عاجز ہے پھر قوت و قدرت کی وضع کیوں بناتا اور جن چیزوں پر انسان قادر بھی ہے ان پر بھی حقیقۃً قدرت نہیں رکھتا پس تکبر ہر امر میں مذموم ہوا ربط اوپر جن امور جزئیہ کی نہی آئی ہے منہیات میں تو عین مذکورات اور مامورات میں ضد مذکورات آگے عنوان کلی سے سب کا قبیح ہونا بیان فرماتے ہیں۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝

یہ سارے برے کام تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہیں

حکم جامع منہیات مذکورہ

تفسیر:- کل ذٰلک سے مکروھا تک۔ یہ سارے (مذکورہ) برے کام تیرے رب کے نزدیک (بالکل) ناپسند ہیں **ف** جو کہ منہیات میں تو صریحاً مذکور ہیں اور مامورات میں دلالۃً مثلاً اوفوا سے اس کی ضد یعنی عدم ایفاء کی حرمت پر دلالت نکلتی ہے ربط اوپر مضامین مذکورہ بیان فرما کر آگے ان پر عمل کرنے کی ترغیب کے واسطے ان کا عین علم و حکمت ہونا بیان فرماتے ہیں اور ان مضامین کو اسی مضمون توحید پر ختم کرتے ہیں جس سے ان کا آغاز فرمایا تھا۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ

یہ باتیں اس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام

جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاوے گا۔

تفسیر:- ذٰلک سے مدحورا تک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں (جو مذکور ہوئیں) اس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور (اے مخاطب) اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاوے گا ربط اوپر توحید کی تقریر اور تکریر تھی آگے بھی وہی مضمون ہے۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۟

تو کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنائی ہیں بے شک تم بری بات کہتے ہو

٦٧١ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۟ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ

اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح سے سمجھ لیں اور ان کو نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے۔ آپ فرمائیے کہ اگر اس کے

اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۟ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے تک انہوں نے رستہ ڈھونڈ لیا ہوتا۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ

عُلُوًّا كَبِيْرًا ۟ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا

اس سے بہت زیادہ برتر ہے تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف

يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۟

کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے

تفسیر:- افاصفٰکم سے حلیما غفورا تک۔ (جب اوپر شرک کا قبیح اور باطل ہونا سن لیا) تو کیا (پھر بھی ایسی باتوں کے قائل ہوتے ہو جو توحید کے خلاف ہیں مثلاً یہ کہ) تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں (جیسا بعض جہلا کا زعم تھا پس وجہ انکار اس میں دو ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد قرار دینا پھر اولاد بھی وہ جو اپنے لئے ناکارہ سمجھی جاوے پس دو نقص کا نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف لازم آیا) بیشک تم بڑی (سخت) بات کہتے ہو اور افسوس تو یہ ہے کہ) ہم نے (اسی مضمون اثبات توحید و ابطال شرک کو) اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ (اس کو) اچھی طرح سمجھ لیں

(جیسا کہ بار بار اور مختلف طرق سے بیان کرنے کا مقتضا یہی ہے کہ سمجھ میں آجاوے) اور (باوجود اس کے) ان کو (اس توحید سے) نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے آپ ابطال شرک کے لئے (ان سے) فرمائیے کہ اگر اس (معبود برحق) کے ساتھ اور معبود بھی (شریک الوہیت و ربوبیت) ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے (یعنی خدائے حقیقی) تک (مخالفانہ طور پر پہنچنے کا) انہوں نے (کبھی کا) رستہ ڈھونڈ لیا ہوتا (یعنی مخالفت اور مقابلہ واقع ہوتا پھر عالم کا نظام موجود کیسے باقی رہتا حالانکہ نظام عالم قائم ہے معلوم ہوا کہ سبب فساد یعنی تعدد آلہ منتفی ہے پس ثابت ہوا کہ) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے (وہ ایسا پاک ہے کہ) تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے (آدمی اور جن اور فرشتے) ان میں (موجود ہیں) (سب کے سب قالاً یا حالاً) اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں (چنانچہ فرشتے اور مومنین ثقلین کے قالاً بھی اور کفار صرف حالاً) اور (ان ہی پر کیا انحصار ہے اور بھی جتنی چیزیں ہیں ان میں) کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن (اے مشرکین) تم لوگ اُن (عقلاء و اشیاء مذکورہ) کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو (حالی کو تو اس لئے نہیں سمجھتے کہ اس کی حقیقت استدلال ہے اور وہ موقوف ہے تامل پر اور تم تامل کرتے نہیں اور قالی کو بعض اشیاء میں تو اس لئے کہ وہ امور کشفیہ سے ہے اور مومنین کی تسبیح قالی کو اس لئے کہ باوجود سننے کے اس کے معنے اور اس کی حقیقت میں تدبر نہیں کرتے اور تمہاری اس غفلت مذمومہ پر جو عذاب نہیں ہوتا اس سے حقیت توحید میں شبہ نہ کرنا کیونکہ وجہ توقف عذاب کی یہ ہے کہ) وہ بڑا حلیم ہے (ورنہ تمہارا عقیدہ ضرور موجب عذاب ہے البتہ اگر توبہ کر لو تو وہ) بڑا غفور (بھی) ہے (سب معاف کر دیگا) (ربط اوپر فرمایا تھا کہ باوجود قرآن میں مضمون توحید مکرر ہونے کے ان کو تذکر نہیں ہوتا۔ آگے اس عدم تذکر کی وجہ عدم تدبر و تفکر کو فرماتے ہیں جس کے ساتھ تنفر و تمسخر بھی ہوتا تھا اور اس سے ان کے انکار رسالت و قرآن پر بھی دلالت ہو گئی اور مضمون سابق ان کے انکار توحید کے اخبار کے ساتھ بھی مناسبت ہو گئی۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا ٤٧

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل

مَّسْتُوْرًا ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ

کر دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے

رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ

ہیں اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں جس وقت یہ لوگ آپ کی

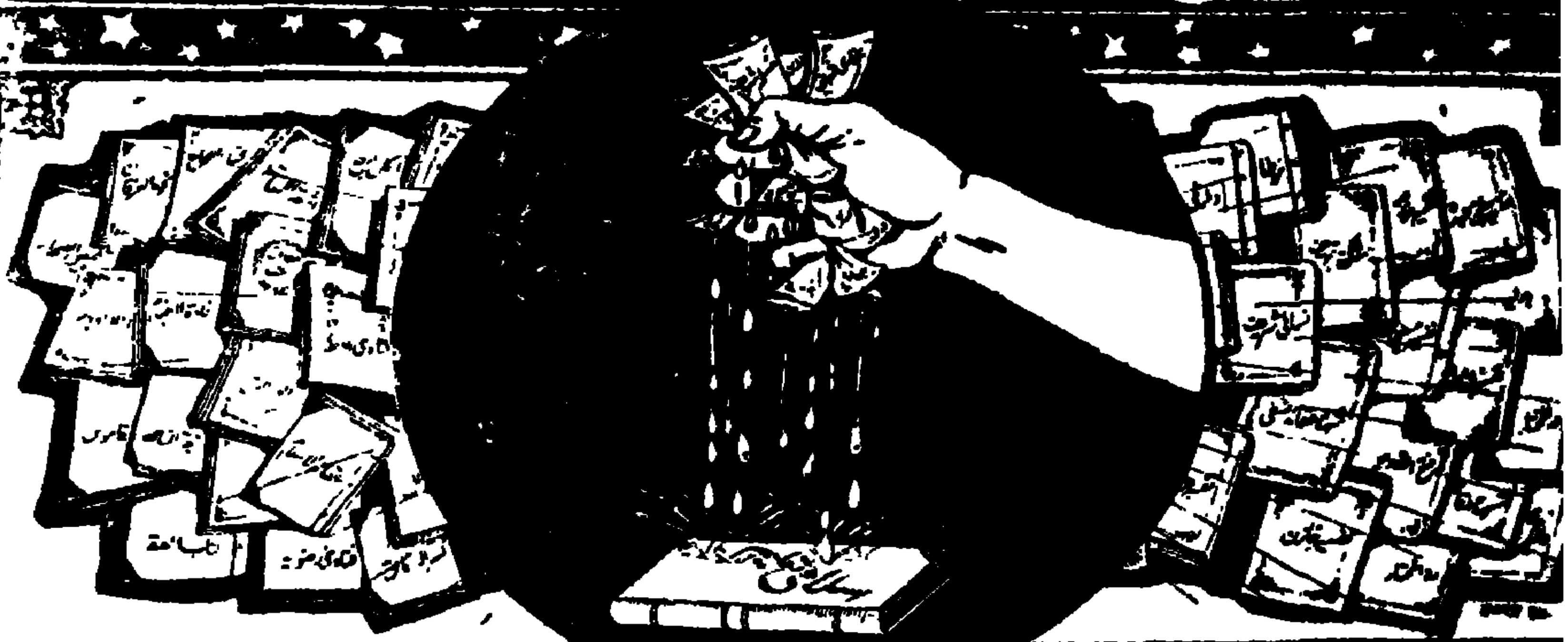
بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں جبکہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ

مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر جادو کا اثر ہو گیا ہے آپ دیکھئے تو یہ لوگ آپ کیلئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے

تفسیر:- واذا قرأت سے سبیلا تک۔ اور جب آپ (تبلیغ کے لئے) قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈال دیتے ہیں اس سے کہ وہ اس (قرآن کے مقصود) کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں (اس کے بغرض ہدایت سننے سے) ڈاٹ دے دیتے ہیں (یعنی وہ پردہ عدم فہم اور عدم ادراک فہم ہے جس سے وہ آپ کی شان نبوت کا ادراک نہیں کر سکتے) اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کے



باب فرائض غسل … مفصل … احکام مستحبات وضو … تیمۃ الوضو و مکروہات الوضو … مسح کا مسح … کن کن چیزوں کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا … وضو توڑنے والی چیزیں … خون پیپ نکلنا … قے کے مسائل … کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا … دلا دینے بچہ کا حکم … غسل … غسل کے سنتیں … احتلام کے مسائل … پانی کی … حوض دہ در دہ … تیمم کا حکم … موزوں پر مسح کرنے کے مسائل … مسح کی مدت … سونے اور لیٹنے کا حکم … نجاست کا بیان … نجاست کا حکم … کپڑے پاک کرنے کا طریقہ … معذور کے احکام

حیض و نفاس و استحاضہ … حیض و نفاس کے احکام … معذور کے مسائل

## کتاب الصلوٰۃ

نماز کی فرضیت قرآن و حدیث سے … نماز کے اوقات … اذان … نماز کی پوری ترکیب … قرأت کے احکام … نماز کے واجبات … سنتیں … مستحبات … مکروہات … نماز توڑنے والی چیزیں

مسبوق و لاحق … امامت کے مسائل … جماعت … نماز کی پوری ترکیب … احکام قرأت … نماز کے مستحب … نماز کے فرائض … قرآن شریف کے پڑھنے کے مسائل

نماز وتر … نماز جمعہ … عیدین … عیدین میں فرق … سجدہ سہو کا حکم … سجدہ تلاوت … نماز قضا … قضا کرنے کا عذر … بعض مسائل نماز مسافر … مسافر کی تعریف … قصر کے لیے … سنت کی … مسائل … نماز استسقاء … نماز خوف … نماز جنازہ … میت کو غسل دینا … کفن … جنازہ کے آداب … قبر کا طریقہ … دفن

مسائل تعزیت۔ نوحہ کرنا، ماتم کرنا، سیاہ لباس پہننا۔ احکام شہید۔ کفن و نماز کعبہ میں نماز۔

## کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اس کے فضائل۔ روزہ کی قسمیں۔ فرض روزہ، واجب، نفل، مکروہ، حرام روزہ کی تعریف … روزہ کی نیت اور اس کے احکام اور چند مسائل … کی ضرورت ہے … قضا کی ادا اور چند مسئلے۔ چاندی شہادت کو … کے مسائل … کی گواہیاں۔ روزہ توڑنے اور نہ توڑنے والی چیزیں … وہ اسباب … روزہ توڑتے ہیں … کفارہ لازم ہونے کی شرطیں … اور چند مسئلے۔ روزہ کے مکروہات … سحری … کا حکم۔ روزہ کا فدیہ اور چند ضروری مسئلے … کے روزے کے … فضیلت اعتکاف کے متعلق مسائل … متعلق روزہ۔

## کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اسکے فضائل … زکوٰۃ کی تعریف، وجوب کی شرطیں … زکوٰۃ … سونے چاندی … مال … عشر … قرض … زمین … احکام … کتاب العشر

صدقہ فطر کے مسائل۔ بھیک مانگنا اور بھیک دینا۔

## کتاب الحج

چند اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نام مفصل۔ حرم، احرام، تلبیہ، حج، حاجی، عمرہ، … میقات، قرآن، تمتع، استلام، وقوف … اصطباع، اشعار … تحلیق، حطیم، حجر اسود، رکن یمانی … عرفات … منیٰ … مزدلفہ … جبل رحمت … احکام حج۔ اس کی فرضیت اور فضائل۔ حج کی تعریف، شرائط فرض … حج بدل … والدین کی اجازت … حج کے واجب … سنت، میقات، احرام کے … احرام کے مکروہات … طواف کے … متفرق مسائل … حج کی قربانی … حاضری مدینہ طیبہ

## کتاب النکاح

کن عورتوں سے نکاح درست ہے … نکاح کے شرائط اور اس کے تمام احکام … نکاح کے مستحب … ایجاب و قبول … عورتوں سے … نکاح … غیر مذہب … نکاح مفصل … کا حکم۔ دودھ کا رشتہ … رضاعت کا بیان … احکام ولی۔ نابالغ کا نکاح اور چند ضروری مسائل … مسائل کفو … کفو کی تعریف … ضروری مسئلے … مہر کے مسئلے … نفقہ … حکم … کا وعدہ … مفصل

## کتاب الطلاق

طلاق کے معنی اور اسکی قسمیں۔ طلاق صریح … غیر مدخولہ کی طلاق۔

طلاق کنایہ کی تعریف اور اسکا حکم۔ طلاق رجعی و بائن کا فرق۔ تفویض طلاق اور اسکی قسمیں۔ طلاق امر بالید کا حکم اور اسکے مسائل۔ مشیت میں طلاق کی صورتیں۔ طلاق معلق کی تعریف اور اس کا حکم اور اس کے مسائل۔ طلاق … تعریف اور احکام … ایلاء … مسائل۔ ظہار کا حکم اور اس کے مسئلے۔ کفارہ ظہار کی تشریح و تفصیل۔ لعان کی تعریف اور اسکے مسائل۔ عدت کی تعریف اور اسکے احکام۔ سوگ کی اجازت۔ عدت میں عورتوں کے لیے حکم۔ شوہر نامرد کا حکم۔ پرورش اطفال کا حکم۔ نفقہ کے احکام و مسائل۔ عورت کی خدمات و فرائض۔ بچوں کا دودھ پلانا اور اس کا نفقہ۔ ماں باپ و دادا دادی کا نفقہ۔ حقوق بیوی اور شوہر … شادی … کا حکم۔ دعوت ولیمہ کے مسئلے۔ پیدائش کے وقت کے مسائل۔ عقیقہ اور ختنے کے مسائل۔

## کتاب الذبائح

جانور کس طرح ذبح کیا جاتا ہے اور چند مسئلے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کا حکم۔ ذبح کرنے والے کے متعلق چند مسئلے۔ حرام و حلال جانوروں کی تفصیل … کے متعلق تمام مسائل … شراب … کی تعریف اور اس کے تمام مسائل۔

## کتاب الاشربہ والاطعمہ

کھانے پینے کی تمام چیزوں کا حکم۔ نشہ والی چیزوں شراب کا حکم۔ آداب طعام۔ کھانے کا مسنون طریقہ۔ مہمان نوازی۔ آداب خواب و بیداری۔

## کتاب اللباس

کونسا کپڑا پہننا درست ہے۔ آنحضرت کا لباس۔ چاندی سونے کا زیور اور برتن … ناجائز افعال … کی مجلس۔ غیر عورت پر نظر ڈالنا … کا حکم۔

## کتاب الحقوق

حقوق انسانی۔ حقوق والدین۔ حقوق اولاد۔ میاں بیوی کے حقوق۔ رشتہ داروں کے حقوق۔ یتیم و مسکین و مسافر کے حقوق۔ بیوہ کے حقوق۔ ہمسایہ کے حقوق۔ مہمان و میزبان کے حقوق … کے حقوق … حق … گواہی دینا۔ عوام کو بری باتوں سے روکنا۔ حاجت روائی کرنا … کی بدلہ …

کسی کا مال ناجائز طور پر لینا … خوشامد … معاوضہ … رشوت … کرنا … خرید و فروخت … بچے کے لئے … کرنا … خود کشی … ضروری مسئلے … تعلیم احکام اسلام … خیرات و صدقات … اشاعت اسلام …

## کتاب المیراث

ترکہ و میراث … وارث … کرنے والے سب … باپ کا حصہ۔ دادا کا حصہ۔ اخیافی بہن بھائی کا حصہ۔ شوہر کا حصہ۔ عورتوں کے حصے۔ بیوی کا حصہ۔ بیٹی کا حصہ۔ پوتی کا حصہ۔ حقیقی بہن کا حصہ۔ سوتیلی بہن کا حصہ۔ ماں کا حصہ۔ نانی دادی کا حصہ۔ عصبات۔ عصبات کی قسمیں اور انکی تعریف۔ بیان حجب حصہ … حصے مقررہ۔ باب العول۔ عول کی تعریف اور اسکی قسمیں۔ نسب اربعہ کی تعریف۔ تصحیح تقسیم مسائل۔ بیان ذوی الارحام۔ مسائل مناسخہ۔ بیان مناسخہ۔ وارثوں اور قرض خواہوں پر ترکہ تقسیم کرنا۔ میراث حمل، مفقود الخبر کی میراث، مرتد کی میراث، میراث اسیر، مقاسمہ … تعریف اور اسکے مسائل۔ مسائل خنثیٰ۔ خنثیٰ کی تعریف اور اس کو ورثہ ملنے کی صورتیں۔ مسائل غرقی و حرقی و دبلی۔ تمام مسائل میراث۔ کفن دفن وغیرہ … ذوی الفروض … قرآن مجید میں … عصبات۔ وصیت … وارثوں کے لئے وصیت … وصی کے متعلق مسائل۔

عرض حکم

یہ کتاب … ہر مسلمان … کا ترجمہ … تقریباً … علاوہ …

ملنے کا پتہ ۔ مینجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

# عورت کی عمر ۲۵ سال جوانی ختم

## سفید پانی کی بیماری کا ہولناک نتیجہ

اگر کسی جوان عورت کو پانی گرنے کی بیماری ہو جائے یعنی وقت بے وقت...... سفید پانی جانے لگے تو یہ عورت کی جوانی کیلئے زہر ہے. اس بیماری کو سیلان الرحم اور لیکوریا بھی کہتے ہیں. یہ خطرناک بیماری عورت کی جوانی کو چند دنوں میں تباہ کر ڈالتی ہے. اس کی کمر اور ناف، نلوں اور پیٹ میں بلکہ تمام جسم میں بے کلی اور بے چینی کا درد ہونے لگتا ہے. ماہواری بھی بے قاعدہ کر دیتی ہے.



**پانی بند کرنے کا طریقہ**

اس مرض کا سب سے آسان علاج یہ ہے کہ ایسی بیمار عورت کو ایک شیشی دوا "روک" استعمال کرا دینی چاہئے اس دوا کے مسلسل استعمال سے تیسرے دن سفید پانی آنا بند ہو جائیگا اور پوری شیشی استعمال کرنے سے سیلان الرحم یعنی لیکوریا بالکل ختم ہو کر مریضہ پوری تندرست ہو جائے گی. اور پھر سفید رطوبت خارج نہ ہوگی. دوا "روک" سالہا سال سے اس مرض کا بہترین علاج تسلیم ہو چکی ہے. صرف ایک شیشی عورت کو تندرست کر دیتی ہے. نسکے کو رنے کو نے میں یہ دوا اپنا شاندار ریکارڈ قائم کر چکی ہے. ایک شیشی دوا کی قیمت تین روپے ہے. جس کو ضرورت ہو

**لیڈی ڈاکٹرز زنانہ دواخانہ پی بی بکس ۳۲ دہلی**

سے منگا کر دوا روک کی شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگالیں استعمال [illegible] پانی آنا بند ہو [illegible]

# اس کے پڑھنے سے لاکھوں کا بھلا ہو

ناظرین اگر آپ دولت عزت۔ عیش و عشرت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آرام سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو فوراً تجربہ شدہ تعویذ [illegible] دل کی مراد پوری کریں۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت فوراً واپس ہوگی۔

## محبت کا تعویذ

محبت کے مارے ہوؤں کیلئے ایک بیش بہا اور نادر تحفہ ہے خواہ محبوب کوئی بھی ہو ایسا مطیع ہوگا کہ عمر بھر جدائی کا نام نہ لے گا۔ اس تعویذ کو دہ گلے میں ڈال کر محبوب کے سامنے چلے جاویں۔ یعنی آنکھ لگے گی کام ہو جائے گا پھر نتیجہ تین روز کے اندر ہی اندر ظاہر ہو جائے گا اور اثر سات کو گھڑیوں کے اندر بھی کیوں نہ ہو بے قرار ہو کر آپ کے پاس چلا آئے گا قیمت دو روپے۔

## اکسیر محبت

یہ بھی محبوب کو مطیع کرنے اور قابو میں لانے کیلئے عجیب چیز ہے۔ محبوب خواہ کوئی ہو ہر ایک پر یکساں اثر کرتا ہے نہانے کے بعد یہ اکسیر تھوڑے پانی میں ملا کر اپنے بدن پر مل لیں۔ نہایت خوشبودار اور عطر والے کپڑے پہن کر ان کے نزدیک سے گزر جاویں۔ یعنی اسکو خوشبو آنے گی مطیع ہو جائے گا اور تین دن کے اندر اندر آپ کے پاس پہنچ جائیگا قیمت فی شیشی صرف تین روپے۔

## اکسیر تسخیر عالم

اس اکسیر کے ذریعہ آپ تمام دنیا کو قابو میں لا سکتے ہیں نہایت لاجواب چیز ہے۔ یہاں بھی آپ جائیں گے لوگ عزت سے پیش آئیں گے جو بھی دیکھے گا مہربان ہو جائے گا جس قسم کی ضرورت پیش آئے گی فوراً پوری ہو جائے گی۔ حاکم یار میں مہربان ہو جائیں گے۔ قیمت صرف تین روپے۔

## فوراً طلاء

جن لوگوں میں سستی ہو اور وقت پر استادگی نہ ہوتی ہو۔ اور خاص وقت پر شرمندہ ہونا پڑتا ہو ان کے لئے زبان باندھنے کی ضرورت سے انتظار کی بے چینی۔ بے حد تکلف انگیز ہے۔ وقت پر ڈھیلے اور اس قدر تیزی اور سختی پیدا ہوتی ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ناکارہ سے ناکارہ آدمی بھی اسے استعمال کر کے وقت پر کامیاب و سرخرو ہو جاتے ہیں۔ قیمت تین روپے۔

## گہری نیند کا لطف

[illegible] ایجاد ( اور کو [illegible] ) کسی سوتے یا جاگتے کو [illegible] ایک گھنٹہ کے لئے گہری نیند میں سو جائیگا۔ اور جگانے [illegible] بھی نہ جاگے گا۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے [illegible] علاوہ محصول [illegible] اگر ایک گھنٹہ سے پہلے جگانا ہو تو [illegible] منگا لیجئے قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔ کم مقدار یا نمونہ مفت [illegible] مل سکتا گارنٹی کی جاتی ہے کہ [illegible] سے [illegible] قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔

## غائب کو بلانا

اگر آپ کا کوئی [illegible] دوست کہیں [illegible] ہو گیا ہے۔ اور آپ اس کو واپس گھر بلانا چاہتے ہیں تو یہ کام ہمارے منتر طلسماتی دھوئی سے نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ عجیب و غریب ہے خالی نہیں جاتی۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے۔

## نقش بشارت

اس نقش کو رات کو سوتے وقت [illegible] رکھ دینے سے [illegible] خواب میں بشارت ہو جاتی ہے۔ اور خواب میں یہ معلوم ہو جاتا [illegible] کرنے میں فائدہ ہوگا یا نقصان۔ صحیح بشارت ہونے میں [illegible] نقش ہے۔ ہدیہ صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## تعویذ دولت

اس تعویذ کو [illegible] سے اس قدر ترقی ہوتی [illegible] دکھائی دیتی ہے۔ دو ماہ کے اندر اندر کافی دولت آ جاتی [illegible] صورت میں اسکو افسر کے سامنے جیب میں رکھ کر جائے تو [illegible] ہے کہ قسمت کا کرشمہ نظر آتا ہے اور اس کے دل میں [illegible] کا خیال دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ہدیہ صرف دو روپے۔

[illegible] آنند سوامی آنند کٹی پوسٹ بکس [illegible] [illegible]

# بڑے پیر کی گیارھویں

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے بڑی سوانح عمری جس میں حضور غوث پاک کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے لئے گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب

آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول پاک حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں۔ وہ دنیا میں کیوں آئے؟ انہوں نے آکر کیا کیا؟ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانح عمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ ان کی تردید ناممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ سائز ۲۰×۲۹ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۷۰ صفحے قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیشوا دہلی

[illegible] اشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
[illegible] اخلاقی و اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱۔ تاریخ کو ۱۶ سال سے
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | دو روپے |
| ارزاں ایڈیشن | ایک روپیہ |

ممالک غیر سے جس میں برما بھی شامل ہے

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | ۵ شلنگ |
| ارزاں ایڈیشن | ۳ شلنگ |

جلد ۱۸ | بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۶۰ھ مطابق جون سنہ ۴۱ء | نمبر ۵

# شذرات

(عزیز حسن بقائی)

## گذشتہ مہینہ کی رپورٹ

میں نے گذشتہ مہینہ جو نئے خریداروں کی اپیل کی تھی، اس پر حسب ذیل حضرات نے توجہ فرمائی:۔

| | | |
|---|---|---|
| گل [illegible] احمد صاحب | پشاور | ایک خریدار |
| [illegible] صاحب | اٹک | تین خریدار |
| چودھری رسول بخش صاحب | مظفر نگر | ایک خریدار |
| ملک [illegible] صاحب | احمد نگر | چھ خریدار |
| [illegible] احمد صاحب | بردوان | ایک خریدار |
| [illegible] صاحب | احمد پور دکن | ایک خریدار |
| [illegible] صاحب | اعظم گڈھ | ایک خریدار |

[illegible] اگرچہ بہت کم ہے، اور [illegible] کن ہے، لیکن میں نے [illegible] کامیابی کا آفتاب طلوع ہوتے دیکھا ہے۔

[illegible] کے ساتھ ہی ایک اور بھائی ہیں، جنہوں نے دس روپے [illegible] کے ساتھ بھیجا ہے۔

[illegible] بھائی! جب کبھی ضرورت ہو مجھے خط تحریر [illegible] آپ حضرت عمرؓ کے اوصاف رکھتے ہیں۔ [illegible] آپ سے منافق راضی نہیں ہو سکتا[2] اگر نزدیک [illegible] کرتا[3] دعا ہے کہ خدا آپ کے ساتھ [illegible]

[illegible] کے حامی ہیں، غریب مسلمانوں [illegible]

پیشوا جب سے جاری ہوا ہے مدح اور قدح کے خطوط آتے ہی رہتے ہیں۔ ایک طرف گالیاں ہوتی ہیں، تو دوسری طرف محبت و اعتراف خدمت اور حد سے بڑھی ہوئی عقیدت ہوتی ہے۔ میں ان پر ایک سرسری نظر ڈالتا ہوں۔ اور ایک منٹ ضائع کئے، اور ایک لمحہ کے لئے متاثر ہوئے بغیر ان خطوط کو ردی کی ٹوکری کے سپرد کر دیتا ہوں۔

پیشوا کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ میں نے پیشوا کو ذاتی پروپیگنڈے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ میں نے وہ قصائد کبھی شائع نہیں کئے، جو بعض بھائیوں نے پیشوا کی خدمات کے اعتراف میں ارسال فرمائے۔

لیکن اس منی آرڈر کی عبارت کو آج پورے سولہ سال کے بعد بصد شرم و ندامت اپنے اصول کے خلاف نقل کر رہا ہوں اور وہ بھی اس لئے کہ آج اس طلسم عقیدت و محبت کو توڑ دوں، جو بعض بھائیوں کو میرے متعلق ہے۔

جن صاحب نے دس روپے کا یہ عطیہ مرحمت فرمایا ہے، یہ جہلم کے باشندے ہیں، اور ان کی سخت تاکید ہے کہ ان کا نام رسالہ میں شائع نہ کیا جائے۔ میں تو ان کی ہدایت کا پابند ہوں۔ لیکن کیا وہ ان فرشتوں سے بھی اپنا نام چھپا سکیں گے، جنہوں نے ان کی اس نیکی کی شہرت عالم بالا میں پہنچا دی ہوگی۔

آپ کی ہدایت کے موافق آپ کے مرسلہ روپے سے کئی نادار بھائیوں کے نام رسالہ مفت جاری کر دیا گیا ہے۔ اور بقیہ [illegible] کے نام [illegible] جاری [illegible]

اب آپ اپنے خط کا جواب ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) میں اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا کہ رسالہ کی مالی حالت جب خراب ہو، خریدار صاحبان کو اس سے مطلع کر دوں۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق ہر مہینہ اچھی بری حالت سے مطلع کرتا رہتا ہوں۔ رہ گیا آپ کو اپنی ذات کے لئے تکلیف دینا، قطعی ناممکن ہے۔ رسالہ کی امداد کا جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے، مستحسن ہے۔ اور دوسرے بھائیوں کیلئے قابل تقلید۔

(۲) آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ میں حضرت عمرؓ کی گلی کے کتوں تک کے درجہ کو بھی اپنے سے بہت بلند سمجھتا ہوں۔ اللہ اللہ! اس بلند مرتبہ انسان کے درجہ کا حال کس کو معلوم ہو سکتا ہے جس کے فیصلوں کو خدا نے پسند کیا، جس کے مسلمان ہونے کی دعا رسول خدا نے کی، اور جس نے اپنے تدبر سے روم و ایران کی قدیم سلطنتوں اور تہذیبوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ مجھ کو تو اگر اس ذات عالی کی جوتیوں کے نیچے کی خاک بھی مل جاتی تو میری سیہ کاری کی پردہ پوشی قیامت کے روز ہو جاتی۔

(۳) اگر آپ میری زیارت کو آتے تو ایک رند مشرب علم و عمل سے بے بہرہ، داڑھی مونچھ صاف، انتہائی سیہ کار انسان کو دیکھ کر دوسرے بھائیوں کی طرح خوش نہ ہوتے۔ جس کو خداوند قدوس نے دولت فقر و غنا سے نوازا، حق پرستی کی راہ پر ڈالا، اور خطرات سے بے پرواہ ہو کر کلمہ حق کہنے کے بلند و برتر مقام پر پہنچایا۔ مصائب و آلام پر صبر و استقامت کی لازوال دولت عطا فرمائی۔ یہ لکھ کر بھی میں واما بنعمت ربک فحدث کی تعمیل کر رہا ہوں۔

اگر مجھے مکر و فریب، خوشامد اور چاپلوسی سے روٹی کمانی ہوتی تو کیا میرے جد اعلیٰ (حضور خواجہ باقی باللہؒ) کا مزار اور احمق مسلمانوں کو پیری مریدی کے جال میں پھانسنا کافی نہ تھا؟ کیا والیان ریاست، لیگ کے سرمایہ داروں، اور حکومت کی تھیلیوں کے خزانے میرے لئے کھل نہ سکتے تھے۔ خدا کی قسم یہ سب کچھ ممکن تھا اور خدا شاہد ہے کہ اکثر اوقات حکومت اور لیگیوں کی تھیلیوں کے منہ کھلے، لیکن یہ خدا ہی کا فضل تھا کہ اس نے مجھے ان لعنتوں سے بچایا۔ اور امید ہے کہ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں آئندہ بھی وہی میری حفاظت کرے گا۔

آپ کی اس محبت کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دوسرے بھائیوں سے آپ کی تقلید کی درخواست کرتا ہوں۔

## علامہ سندھی بنام مسٹر جینا

بمبئی کے مہا سبھائی اخبار جنم بھومی (گجراتی) نے ایک خط حضرت علامہ عبید اللہ صاحب سندھی بنام مسٹر جینا شائع کیا ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ دونوں حضرات بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے پاکستان کی اسکیم کو ہندوستان میں چلانا چاہتے ہیں۔

علامہ سندھی کے اس مفروضہ خط کو بنیاد بنا کر ہندو اخبارات نے طوفان بدتمیزی برپا کر دیا ہے۔ اور مسٹر جینا اور علامہ سندھی کی گرفتاری کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

میں نے پاکستان اور مسٹر جینا کے خلاف جتنا لکھا ہے اتنا ہندوستان کے تمام اخبارات نے بھی نہیں لکھا ہے۔

میں علامہ سندھی سے ۱۹۱۰ء سے واقف ہوں، ان کے مشن سے بھی واقفیت ہے، ان کے ہندوستان واپس آنے پر بھی ان کے خیالات کی تبدیلی کا علم ہے۔

لہٰذا ذاتی واقفیت اور علم کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ ان کا یہ خط جعلی ہے، ان پر جھوٹا الزام ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین الظالمین

نیز اس سے بھی خط کا جعلی ہونا ثابت ہے کہ علامہ سندھی جیسا بین الاقوامی سیاست کا ماہر مسٹر جینا سے پاکستان اور غیر ملکی حکومتوں سے ساز باز کا مشورہ کرے گا۔ جھوٹ اور قطعی جھوٹ۔

مسٹر جینا کو بین الاقوامی سیاست کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ پکے انگریز پرست اور سامراج پسند ہیں۔ وہ تو ہندوستان کی آزادی کے لئے بنگال کے میر جعفر کا پارٹ ادا کر رہے ہیں، وہ کیونکر روس کے اشتراکی نظریہ کو قبول کر سکتے ہیں۔ اور پھر علامہ سندھی کا مسٹر جینا کی لیڈری قبول کرنا حضرت علامہ سندھی کی اخلاقی موت ہے، اور یہی ان سازشی ہندوؤں کا گدھا پن ہے، کہ ان کو دونوں کے نظریوں کو مطابق کرنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ہندو جاپان سے ساز باز کا خبط اپنے دلوں میں رکھتے ہیں، اور ممکن ہے حکومت کو اس کا علم ہو لیکن اگر کبھی، خدانخواستہ ہندوستان پر جاپان کا حملہ ہوا، اس وقت حکومت ہند کو معلوم ہو گا کہ سازشی کون ہے۔

مسلمانوں نے اپنے دور حکمرانی میں غیر ملکی حملہ آوروں کے مقابلہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بہایا ہے۔ اور پان اسلامزم کے داعی ہونے کے باوجود اب بھی وہ غیر ملکی حملہ آور کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔

تاہم اب جبکہ حضرت علامہ سندھی اور مسٹر جینا دونوں اس قسم کی خط و کتابت سے انکاری ہیں، تو کیا حکومت بمبئی کا فرض نہیں ہے کہ وہ جنم بھومی کے ایڈیٹر کے خلاف موثر قدم اٹھائے؟

## ڈاکٹر مکرجی کے اشتعال انگیز بیانات

ڈاکٹر شیام پرشاد صاحب مکرجی آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے ورکنگ صدر ہیں۔ اس لئے دروغ گوئی اور اشتعال انگیزی میں اپنے گرد میسر ز مونجے، ساورکر، پرمانند اور بھائی جی سے آگے رہنا چاہتے ہیں۔

یہ جب سے مہاسبھا کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں، اپنی آتش فشاں تقریروں اور جھوٹے الزامات اور کردہ بیانات اور ہندوؤں پر فرضی مظالم کی داستانیں سنا کر ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب کرنا، "جنت کی لالچ" کی بجائے اپنی لیڈری کے قیام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

اگر کوئی آزاد اور غیر جانب دار کمیشن، ہندوستان کے ان تازہ فسادات کی تحقیقات کرے تو مجھے یقین ہے کہ اسکی فیصدی ڈاکٹر مکرجی ان کے پہلے ملزم ثابت ہوں گے۔ جنہوں نے ہندوستان میں فسادات کے لئے سندھ، پنجاب، سرحد، بنگال کے ہندوؤں کی فرضی مظلومیت کی کہانی سنا کر ان فسادات کے لئے زمین تیار کی، تاکہ آئندہ الیکشن میں کانگریس کو چاروں شانے چت کیا جاسکے۔ اور مہاسبھا کے امیدوار کامیاب ہوسکیں۔

بنگال میں مسلم لیگ کے داہنے ہاتھ میں مسٹر فضل الحق چیف منسٹر بنگال کہے جاتے ہیں، جن کی خصوصیتیں یہ ہیں:۔

(۱) بنگال میں مسلم لیگ کے تمام امیدواروں کو انتخاب میں چاروں شانے چت کرنا، اور پھر مسلم لیگی کے مسلم لیگی رہنا۔

(۲) نہایت بے تکے اور غیر ذمہ دارانہ بیانات اشاعت کے لئے دینا، اور نتیجہ صفر۔

(۳) اسلام کی خدمت کرکے ہاتھی کی طرح پھولنا۔

(۴) خدمت اسلام کے طفیل چار چار ہزار روپے ماہوار تنخواہ لینا۔

(۵) مسکرات اور قمار کی بندش سے انحراف۔

(۶) شیام پرشاد قسم کے مہاسبھائی لیڈروں کو اشتعال انگیزی کی اجازت دینا۔

(۷) مہاسبھائیوں کی مفسدہ پردازی کو روکنے سے عاجز ہونا۔

(۸) مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ سے عاجز رہنا۔

(۹) یوروپین ممبران اور مہاسبھائیوں کی ناز برداری اپنی وزارت کے قیام کے لئے کرنا۔

ان اہم "اسلامی خدمات" کے باوجود بھی مسٹر فضل الحق کی وزارت مہاسبھائیوں کے لئے ناقابل برداشت تھی، اور وہ اس کا انتقام لینے کے لئے خفیہ سازشیں کر رہے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈھاکہ میں خوفناک، تباہ کن فساد ہوا۔ اور انتہائی شرمناک طریقے سے شروع ہوا یعنی دتاری پینے والے ہندو مسلمان نشہ کی حالت میں لڑے۔ اور اس نے "دھرم یدھ" کی صورت اختیار کرلی جس کے بعد ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کو اپنی لیڈری کی اونچی دوکان کے لئے چٹ پٹے بیان شائع کرنے پڑے۔ اور ان بیانوں میں سے ایک بیان اس وقت میرے سامنے ہے جس پر آج کی صحبت میں مجھے لکھنا ہے۔ اور جس پر اب سے پہلے کانگریسی ہندو اخبارات کو اور مسلم لیگی اخبارات کو لکھنا چاہئے تھا۔ لیکن دونوں ہی نے اپنے فرائض کو فراموش کیا۔ تو کیا مجھے بھی خاموش رہنا چاہئے تھا؟ ڈاکٹر صاحب کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) "ان واقعات کی ذمہ داری اس معنی میں وزارت پر ہے کہ اس نے ایسی پالیسی پر عمل درآمد کیا جس سے لوگوں کو یقین ہوگیا کہ صوبہ میں مسلم راج قائم ہوگیا ہے۔ اور اگر ہندوؤں کو ستایا جائے گا، تو ان ستانے والوں کو نتیجہ کا کوئی خوف نہ ہونا چاہئے"۔

(۲) "مسٹر شہید وزیر مالیات (بنگال) نے ڈھاکہ میں ایک جلسے کی صدارت کی۔ اور اس پارک کا نام پاکستان رکھ دیا، جو ہندو کی ملکیت تھا۔ اور یہ کہا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں"۔

(۳) "اس جلسہ کی تقریروں کا نتیجہ بہت اشتعال انگیز ہوا۔ اس کے ساتھ ہی وزیر اعظم بنگال کا وہ ایجی ٹیشن جو انہوں نے مسلم مفاد کے محافظ کی حیثیت سے جاری رکھا"۔

(۴) "۴۔ مارچ کو ڈھاکہ میں بلوہ شروع ہونے سے تقریباً دو ہفتے پہلے اسٹار آف انڈیا نے ہندوؤں کا حوالہ دیتے ہوئے یہ لکھا کہ وہ وقت آگیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چوہوں کو دکھا دیا جائے کہ شیر مرا نہیں ہے بلکہ صرف سو رہا ہے۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بنگال کس کا ہے، اور ان کو وہ سبق سکھا دیا جائے گا جس کی ضرورت ہے"۔

(۵) "چار سال سے موجودہ وزارت برابر فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہی ہے۔ جب تک اس کا خاتمہ نہ کیا جائے گا، اس وقت تک صوبہ میں امن و سکون کا قیام نہیں ہوسکتا۔ پاکستان کے پراپیگنڈا نے دماغوں میں زہر بھر دیا ہے۔ اس لئے ہندوؤں نے بنگال میں آئین معطل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ موجودہ وزارت

میں ہندوؤں کا جان و مال محفوظ نہیں ہے۔"

(تیج دہلی ۲۵۔ اپریل ۱۹۴۲ء)

یہ اس بیان کا خلاصہ ہے جو غلط ہے، اور جس میں ڈھاکہ کے فسادات کا پس منظر اور اس کے تدارک کا واحد ذریعہ آئین کا تعطل بیان کیا گیا ہے۔

اس اخبار نے اس بیان کو نمایاں مقام پر جاذب نظر سرخیوں سے شائع کیا ہے، جس کے حیدر آبادی سوامی شردھانند جی آنجہانی تھے، اور جس کی کلک یعنی قلم کی قومیت پرستی کانگریسیت، دیابھائی تیت، سودیشیت سرمایہ پرستی، مزدوروں کی حمایت کا جھانڈا میں چور ہے۔ میں چھوڑ چکا ہوں اور جس کی سرمایہ دارانہ ذہنیت یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ایک پیسہ والے اخبارات زندہ رہیں۔ کیونکہ ان کی مانگ کا اثر اس ایک آنے والے جگادری مہاسبھائی اخبار پر پڑتا ہے۔

اس بیان پر سب سے پہلے میں مسٹر اے ایس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور مسٹر ناتھو رام سٹی مجسٹریٹ کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے، جو نہیں چاہتے کہ باہر کی آگ دہلی میں لگے۔ اور جنہوں نے انتہائی نیک نیتی اور خدمت خلق کے جذبہ کے ماتحت پریس سے اپیل کی ہے کہ وہ دہلی کو فساد سے بچانے میں ان سے تعاون کریں۔

اگر اس قسم کے شرمناک جھوٹے، اشتعال انگیز اور یک طرفہ بیانات کی اشاعت کو نہ روکا گیا تو ان کے جوابات دینے کا غیر خوش گوار فرض پیشوا کو انجام دینا پڑے گا۔

## ٹیسو دہیں اڑا

جن لوگوں نے سول سروس اور ٹوریوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے انہوں نے سر تیج بہادر سپرو کی نان پارٹی کانفرنس اور ہز ایکسیلینسی لارڈ لن لتھگو کی ملاقات پر کچھ توقعات قائم کر لی تھیں۔ لیکن جو لوگ برطانیہ کے ٹوریوں اور سول سروس والوں سے واقف ہیں، ان کو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہوئی تھی۔

چنانچہ ۲۳۔ اپریل کو مسٹر ایمری وزیر ہند نے جو تقریر ہندوستان کے ڈیڈ لاک کو ختم کرنے کے لئے کی ہے، وہ کافی سے زیادہ دلچسپ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) مسٹر جینا کا مطالبہ پاکستان بڑھتی ہوئی طاقت کی نہایت اہم علامت ہے۔

(۲) بلقان کا تجربہ ہندوستان میں نہیں دہرایا جائے گا یعنی ہندوستان کو تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ گویا پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ اسی لئے ہندو مہاسبھا کے سکریٹری نے وزیر ہند کا شکریہ ادا کیا ہے)

(۳) ہندوستان کا نیا آئین برطانوی حکومت نہیں بلکہ خود ہندوستانی تیار کریں۔

(۴) نیا آئین ہندوستان کی قومی زندگی کے بڑے بڑے اہم عناصر کے باہمی سمجھوتہ کا نتیجہ ہونا چاہئے۔

(۵) بمبئی کانفرنس کے مطالبات کو عوام کی تائید حاصل نہیں ہے اس لئے ان کو منظور نہیں کیا جا سکتا۔

(۶) اگست کی پیش کش سے آگے نہیں بڑھا جا سکتا۔

(۷) درجہ نوآبادیات کی حیثیت سے ہندوستان کا درجہ پہلے ہی مان لیا گیا ہے۔

یوں تو کرنل وزیر ہند کی ساری تقریر ایسے ہی دلچسپ عجائبات سے بھری پڑی ہے۔ لیکن اس پر بہت ہی مختصر طور پر بہت طویل بحث ہو سکتی ہے، جس کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہے۔ اور اکثر روزانہ اخبارات نے اس بحث میں حصہ لیا ہے۔ تاہم قارئین پیشوا بہت ہی مختصر الفاظ میں جواب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مسٹر جینا کے مطالبہ پاکستان کی نوعیت سندھ کے مسلمانوں کے وفد سے زیادہ نہیں ہے اور دو دوٹوں کے ذریعہ جو نمائندہ حکومتیں مسلم اکثریت کے صوبوں میں قائم ہوئیں، ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی تائید نہیں کی ہے۔ اور نہ مسلم عوام اور سمجھدار مسلمان ۸ کروڑ اقلیت کے صوبوں کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم پر چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ مسٹر جینا صرف مسلم لیگ کے نائٹوں، خان بہادروں، جاگیرداروں کے نمائندے ہیں۔ ورنہ مسلم لیگ کے ممبروں سے بہت زیادہ مسلمان مسلم لیگ کو سرکار کی پیدا کردہ جماعت سمجھتے ہیں، جس کی زندگی انگریز کی سرپرستی پر منحصر ہے۔

(۲) یہ سچ ہے کہ بلقان کی کمزور ریاستوں کے تجربہ کے بعد مطالبہ پاکستان کی لغویت آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے لیکن پھر اس لغویت کی سرپرستی کن اصولوں پر کی جا رہی ہے؟

(۳) کیوں نہیں کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کی تجویز اس اصول پر مان لی جاتی کہ اقلیتیں خصوصاً مسلمان اپنے پرسنل لا کے تحفظ کے لئے جو متحدہ مطالبہ با کثرت رائے سے پیش کریں گے۔ اس پر غیر مسلموں کو ووٹنگ کا حق نہ ہوگا، اور وہ اسی صورت میں قانون بن جائے گا۔ پھر اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ کانگریس اس کو تسلیم کر چکی ہے۔

(۴) ہندوستان کے اہم عناصر ہندو، مسلمان، اچھوت، والیان ریاست ہیں۔ جن میں سمجھوتہ ایک دن میں ہو سکتا ہے۔ اگر سامراجی مقاصد اس میں حائل نہ ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ منٹو مارلے اسکیم سے لے کر آج تک اصلاحات کے لئے ان اہم عناصر کو کیوں فراموش کیا گیا۔ اور جب ان اہم عناصر نے گول میز کانفرنس لندن

تب سر آغا خاں کی سرکردگی میں متفقہ میمورنڈم پیش کیا تو اس کو کیوں ٹھکرایا گیا۔ کرنل صاحب! ہندوستانی، بے احمقوں کی جنت میں نہیں رہتے، وہ خوب جانتے ہیں کہ درجہ نوآبادیات کی حیثیت کے معنی

(۵) ٹھیک ہے بمبئی کے مطالبات کو عوام کی تائید حاصل نہیں تھی، لیکن جو اصلاحات ۱۹۳۵ء میں نافذ کی گئی تھیں، ان کو عوام کی تائید کب حاصل تھی؟ اور عوام کی تائید جس مطالبہ کو حاصل تھی اس کو مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی لیڈر کانگریس پارٹی نے عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ اسمبلی میں پیش کیا اور مسٹر جینا نے اس کی تائید کی، تو حکومت نے اس کو کیوں نہیں قبول کیا، فرمایئے، کیا آپ اب قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟

(۶) اگست کی پیش کش کو کیا عوام کی تائید حاصل ہے؟ عوام سے مراد اگر ہندوستان کے عوام ہیں تو سکھ لیگ، مسلم لیگ، لبرل لیگ، اچھوت لیگ، اور ہندوستان کی سب سے زیادہ نمائندہ آرگنائزیشن (کانگریس) نے اس پر جس ملامت کا اظہار کیا ہے، کیا وہ ہندوستان کی حقیقی آواز نہیں ہے؟ اور کیا اس سے وہ مقاصد جنگ پورے ہو جاتے ہیں، جس کے لئے حکومت لڑ رہی ہے۔

یہ ہندوستان کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ اس میں اتفاق نہیں ہے۔ اور یہ نااتفاقی ان برکتوں میں سے ایک برکت ہے، جو ہندوستان میں غیر ملکی راج کی بدولت نازل ہوئی ہیں۔ لیکن اس نااتفاقی کے باوجود اگست کی پیش کش کی نامنظوری میں سب متفق ہیں۔ پھر یہ کیا تماشا ہے کہ اس اگست کی پیش کش کو بار بار اس طرح دہرایا جا رہا ہے۔ گویا یہ کوئی الہام ہے۔ جس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔

ہندوستان اس قسم کے بہت سے الہاموں سے واقف ہے، اگر آج اس بدنصیب ملک میں اتحاد ہو جائے تو ایک دن یہ برا عظم غلام نہیں رہ سکتا۔

(۷) درجہ نوآبادیات کی حیثیت اگر یہی ہے کہ سات صوبوں کے وہ وزرا جن کو عوام کے ووٹوں نے وزیر بنایا تھا جیل میں بند ہوں، اگر درجہ نوآبادیات کی یہی حیثیت ہے کہ بجٹ عوام کے نمائندوں کی بجائے وائسرائے کے سرٹیفکیٹ سے پاس ہو، اگر درجہ نوآبادیات کی یہی حیثیت ہے کہ ضمیر کی پکار پر کم و بیش پچاس ہزار محبان وطن جیل خانوں میں بند ہوں، اگر درجہ نوآبادیات کی یہی حیثیت ہے کہ سات صوبوں کا آئین معطل ہو، اگر درجہ نوآبادیات کی یہی حیثیت ہے کہ ہندوستان کا ڈیفنس ابھی مباویات طے کر رہا ہو، حالانکہ دشمن ہندوستان کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ اگر درجہ نوآبادیات کی یہی حیثیت ہے کہ گرانبار ٹیکسوں سے ہندوستان کی کمر دوہری ہو جائے، اگر درجہ نوآبادیات کی یہی کیفیت ہے تو اس درجہ نوآبادیات کو دور ہی سے سلام ہے۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان۔

بہر حال وزیر ہند کی تقریر انتہائی غیر مدبرانہ، مایوس کن نا عاقبت اندیشانہ ہے جس سے دوست اور خوشامدی دونوں ہی ناراض ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے اس ڈیڈلاک سے سبق لینا نہیں چاہتے، ورنہ اس کو کافی سمجھتے ہیں۔

اگر انگلستان کے عوام بوزر حقیقت ہندوستان کے ہمدرد ہیں اور جن میں سے کچھ حالات سے باخبر ہیں۔ اور جن کی طاقت کے آگے وزیر ہند ایک منٹ نہیں ٹھہر سکتے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کا ڈیڈلاک ختم ہو تو ان کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے مسئلہ میں اس سے زیادہ دلچسپی لیں۔ اور وزیر ہند بہادر کو بتائیں کہ ہندوستان کے باہر جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے آنکھیں بند کرنی دانشمندی نہیں ہے۔

## ویر بھارت کی بکواس

ہندوستان کا کوئی اخبار نویس یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے مسلم لیگ اور مسٹر جینا اور پاکستان کے خلاف مجھ سے زیادہ لکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان ٹائمز، بمبئی کرانیکل جیسے معتمد انگریزی اخبارات نے میرے وہ مضامین نقل کئے ہیں، جو میں نے حریت اور پیشوا میں پاکستان، مسلم لیگ اور مسٹر جینا کے خلاف لکھے تھے۔ لیکن کتنی دلچسپ بات ہے کہ سردار سردول سنگھ کویشر جیسے ذمہ دار سکھ لیڈر نے پاکستان کے مطالبہ کو روسی سازش کا نتیجہ قرار دیا۔ اور جب ثبوت مانگا گیا تو سردار صاحب بغلیں جھانکنے لگے۔ لیکن وہ تو اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں، جس کو مسٹر رمزے میکڈانلڈ نے ایک "دلچسپ قوم" کا خطاب دیا تھا۔

پنجاب کے لیڈروں سے ایڈیٹر پیچھے رہنے والے نہ تھے، وہ اس سے بھی زیادہ دور کی کوڑی لائے۔ چنانچہ ویر بھارت کی بکواس ملاحظہ ہو:

"مسٹر جناح نے برطانوی گورنمنٹ کو دھمکی دی ہے کہ پاکستان بناؤ ورنہ نازیوں کو بلا کر میں مقصد پورا کروں گا۔ یقیناً یہ حرکت ہندوستان کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرنے والی ہے۔ اور انہیں یہ خیال دینے والی ہے کہ اگر خدانخواستہ وہ ہندوستان کی طرف رخ کریں تو مسلم لیگ انگریزوں کے خلاف ان کی امداد کرے گی۔ پنجاب کے ہندوؤں کی طرف سے ہم مسلم لیگیوں کو جو جواب دینا چاہتے ہیں، اسے وہ کان کھول کر سن لیں۔ پنجاب کے ہندو اور سکھ

کسی بھی ایسی غیر ملکی طاقت کو ہندوستان میں نہیں
آنے دیں گے، جو مسلم لیگیوں کے ارادوں کو کامیاب
کرنے کا سامان مہیا کرنے والی ہو۔

پنجاب ہندوستان کا انسرپتہ اور اس کی وجہ سے ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ بار ہا معرض [illegible] میں پڑا ہے پانچ دریاؤں والی سرزمین مادر وطن کے لئے ایک مستقل لعنت ہے جس سے چھٹکارا ملنا ممکن نہیں۔

ہم نے مدراس کے اجلاس لیگ کی ہر تقریر کو غور سے پڑھا ہے خصوصاً مسٹر جینا کی تقریر کے ایک ایک سطر کا مطالعہ کیا ہے اس پر تنقید کی ہے لیکن جو تقریر ویر بھارت نے ان سے منسوب کی ہے وہ غلط ہے۔ نہ انہوں نے یہ تقریر کی، نہ ان کی یہ تقریر ہو سکتی ہے۔ اور اس سے زیادہ غیر ذمہ دارانہ اور غیر شریفانہ حرکت کوئی نہیں ہو سکتی کہ جو تقریر کسی نے نہ کی ہو اس کو اس کی طرف سے شایع کیا جائے۔

اگر یہ تقریر ویر بھارت کے دفتر میں نہیں گھڑی گئی ہے تو ایڈیٹر ویر بھارت کا فرض ہے کہ وہ ان کی اس تقریر کا ماخذ بتائے۔

ویر بھارت کا ایڈیٹر تو پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں کی طرف سے یہ کہہ رہا ہے کہ "وہ کسی غیر ملکی حکومت کو ہندوستان میں نہ آنے دیں گے" لیکن وہ بھولتا ہے کہ پنجاب کی ان دونوں قوموں کی مشترکہ آبادی سے بھی زیادہ ایک اور قوم آباد ہے جو مسلمان ہے۔ اور وہ قوم نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام دنیا میں نازی ازم پر لعنت بھیج رہی ہے۔ اور اس کی قومی اور فوجی اور سیاسی اہمیت سے پنجاب کے سکھ، مہا سبھائی ہی واقف نہیں، بلکہ وہ قوم بھی واقف ہے، جو آج نازی ازم سے ویر بھارت کی طرح زبانی نہیں، بلکہ میدان جنگ میں نبرد آزما ہے۔

مسٹر جینا جیسے سامراج پرست کو نازی ایجنٹ ظاہر کرنا کسی عقل مند انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ مسٹر جینا کی مخالفت میں تہمت تراشی کی اس حد تک پہنچنا صرف پاگلوں کا کام ہے۔ مسٹر جینا کی سیاسی روش پر نکتہ چینی کرنے کے لئے اگر تمہارے دماغوں میں بھیجے کی جگہ گوبر بھرا ہوا ہے، تو دریائے راوی میں جا کر ڈوب مرو۔ لیکن خدا کے لئے جرنلزم کو بدنام نہ کرو۔

کیا پنجاب کے ہندو پریس میں ایک بھی ایماندار اخبار نویس نہیں ہے، جو اپنے قومی شرف کے تحفظ کے لئے ویر بھارت کے ایڈیٹر کی بیہودہ بکواس کا جواب دے؟

کیا پنجاب کے اہل علم میں ایک بھی غیر مسلم ایسا نہیں ہے جو اس بدتمیزی کو روک سکے؟

کیا پنجاب کی سیاست سے کھیلنے کی، ایسے بدتمیزوں کو اجازت دی جائیگی؟

## اسیران سیاسی اور حکومت کا فرض

یہ مسلمہ ہے کہ جو محبان وطن صرف آزادی وطن کے لئے جیل خانوں میں جا رہے ہیں، ان کے طریق کار سے اختلاف تو ممکن ہے، لیکن جیل میں جو ناروا سلوک ان کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے، اس کے جواز کے لئے ہندوستان میں صرف مسٹر جینا ہی کی زبان کھلی ہے ورنہ ہندوستان کا کوئی شریف انسان ایسا نہیں ہے جس نے محبان وطن کانگریسی اور احراری بھائیوں کے ساتھ بُرے برتاؤ پر حکومت کے خلاف رائے نہ دی ہو۔ جینا صاحب کے دماغ کے پیچ ڈھیلے ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کے بیان پر توجہ کرنی اپنا وقت ضائع کرنا ہے۔

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سرکس والا کسی جانور کی آزادی سلب کرتا ہے، تو اس کو وہی غذا کھلاتا ہے جس کا وہ سلب آزادی سے پہلے عادی تھا۔ مثلاً شیر کو گوشت ہی دیا جائے گا۔ چاہے سرکس کا مالک ہندو ہو۔ یہ نہ ہوگا کہ شیر کے آگے گھاس رکھدی جائے یہی طریقہ مہذب حکومتوں کا ہوتا ہے، کہ وہ سیاسی اسیروں کی سیاسی سرگرمیوں کی روک تھام اگر اپنے نقطہ نظر سے ضروری سمجھتی ہوں، تو وہ پھر تمام آسائشیں جو ان کو جیل سے باہر حاصل تھیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک دشمن کا سپاہی خواہ وہ کتنا ہی خوفناک ہو لیکن جس وقت وہ اسیر ہو جاتا ہے، اس وقت اس کی اسی حیثیت اور درجہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ جو اس کو اپنی فوج میں حاصل تھا۔

لیکن ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ انگریز ہندوستان کے باہر ہندوستان کی آزادی کا اتنا ہی ہمدرد ہوتا ہے، جتنا انگلستان کی آزادی کا ہے لیکن اکثر انگریز ہندوستان میں آکر ہندوستان کا نمک کھا کر، ہندوستان کی آب و ہوا میں رہ کر ہندوستان کی آزادی کے دشمن ہو جاتے ہیں، اور آزادی خواہ جماعت کے ساتھ وہ سلوک کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے جو وہ جرمن اور اٹالین سپاہیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں دشمن کے کئی لاکھ فوجی اور غیر فوجی اسیر ہیں، جن کو ان کی پوزیشن کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت سے بہتر ان کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن ایک ہندوستان کی آزادی کا سپاہی ہے جو گرفتار ہوتے ہی انسانیت کے ابتدائی مجد و شرف سے محروم سمجھ لیا جاتا ہے۔ گرفتاری کے وقت ممبران اسمبلی بھی اس قابل نہیں سمجھے جاتے کہ ان کو ہتھکڑیاں اور بیڑیوں سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ حالانکہ سرکاری دو ملاز

نے ان کو پبلک نمائندگی کا حق دیا ہے۔ صوبوں کی حکومتوں کے وزرا اس برتاؤ کے مستحق نہیں سمجھے گئے جو قلمدان وزارت سنبھالتے وقت حکومت نے ان کا خود تسلیم کیا تھا جس معاشرت کے حضرات عادی تھے، اس سے جیل خانوں کی معاشرت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ بعض مقامات پر تو اتنا شرمناک سلوک کیا گیا ہے کہ اس پر برطانوی شرافت، برطانوی تہذیب نوحہ خواں ہے جب وزرائے حکومت کے ساتھ یہ سلوک ہو، تو وہ غریب کس شمار میں ہوں گے جن کو سی کلاس دی جاتی ہے۔ ان کی تکالیف کا اندازہ وہ لوگ ہرگز نہیں کر سکتے جو جیل نہیں گئے۔ یا جیل سے باہر ہیں۔

بہر حال ضرورت ہے کہ مادر وطن کا ہر فرزند ان بہادر اور غیور مجاہدین وطن کی آسائش کے لئے منظم اور موثر پراپیگنڈہ کرے جو اس وقت آزادی وطن کے جرم میں جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔

میری رائے میں اس کام کے لئے دہلی میں ایک مرکزی جماعت "انجمن اعانت نظر بندان وطن" کے نام سے قائم ہو، اور ہندوستان کے ہر حصہ میں اس کی شاخیں ہوں۔ اس کو عملی سیاسیات سے کچھ بھی تعلق نہ ہو۔ ہر طبقہ اور ہر خیال کے ہندو مسلمان اس میں شریک ہوں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ سیاسی قیدیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کی جائیں۔ اور ان کے متعلقین کی پریشانیاں ہر ممکن ذریعہ سے رفع کی جائیں۔

لیکن کیا حکومت کا فرض نہیں ہے کہ وہ ایجی ٹیشن سے پہلے سیاسی قیدیوں کی مشکلات رفع کرے؟

## مسٹر جینا کیوں خاموش ہیں؟

ڈھاکہ، بمبئی، احمد آباد، ادھجانی (بدایوں) کانپور، بہار وغیرہ میں ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ ہزارہا مسلمان خانماں ویران ہوئے۔ صدہا مسلمان خواتین بیوہ ہوئیں۔ معصوم بچے یتیم ہوئے کلام اللہ اور مساجد الہیہ کی بے حرمتی ہوئی۔ صدہا مسلمانوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپیں لیکن کانگریسی حکومتوں کے رضا کارانہ اختتام پر یوم نجات منانے والے، شیطانی کانگریسی حکومتوں کے مظالم کے خلاف پیر پور کمیٹی کی رپورٹ شائع کرنے والے مسلم لیگ کے قائد اعظم نرسنگھوں کی حکومتوں میں مسلمانوں پر ہونے والے ہولناک مظالم پر خاموش ہیں۔ آخر معلوم تو ہو وجہ کیا ہے؟

کیا یہ شہید، یہ مظلوم، یہ بیکس مسلمان اس قابل بھی نہیں سمجھے گئے کہ ان کی تباہی پر دو آنسو بھی گرائے جاتے۔ کیونکہ ان کی زندگی در...

۹۔ ترقی۔ اور مسٹر جینا ان ہزاروں مسلمانوں کی بربادی کے مقابلہ میں اپنے سفید نام آوروں کی بدنامی کا تذکرہ بھی پسند نہیں کرتے۔

ہندو مہاسبھا ان فسادات پر اپنے نقطۂ انظر سے مسلمانوں کو مجرم بنا چکی، حکومت اپنے ملازموں سے تحقیقات کرا کے اپنی بے گناہی ثابت کر چکی۔ لیکن ایک سیاسی جماعت ایک لاوارث قوم مسلمانوں کی طرف سے ابھی تک اس کی مظلومیت بے کسی بے بسی پر دو آنسو گرانے والا بھی کوئی نہیں۔

حالانکہ اسی کے ووٹوں سے ممبران اسمبلی میں موجود ہیں اسی کے ووٹوں کی طاقت کے گھمنڈ پر مسٹر جینا دس کروڑ مسلمانوں کے خود ساختہ تنہا واحد نمائندے ہیں۔ لیکن ان سب کو سانپ سونگھ گیا۔ مرنے والے مر گئے۔ زخمی شفاخانوں میں موت کے منتظر ہیں خانماں ویران فاقہ کشی اور مظلومیت کا شکار ہوں گے۔ لیکن ان سفاک بیگمیوں کے دلوں میں ان مظلوم اور فاقہ کش بیکس غریب مسلمانوں کے لئے ہمدردی، اخوت اسلامی کا کوئی جذبہ نہیں ہے اسی لئے یہ اور ان کے قائد اعظم خاموش ہیں۔ کیا یہ انہیں مسلمانوں کے لیڈر نہیں ہیں؟

## مہاتما گاندھی کی غلط بیانی

مہاتما گاندھی نے احمد آباد، بمبئی وغیرہ کے فسادات پر جو بیان شائع کیا ہے، وہ نہایت گمراہ کن ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسادات کی کوئی سازش پہلے سے مسلمانوں نے کر رکھی تھی اور فسادات کی ذمہ داری تمام تر مسلمانوں پر ڈالی گئی ہے۔

چونکہ مہاتما جی فسادات کے موقعہ پر موجود نہ تھے، اور ان کو یہ گمراہ کن اطلاع ان بدمعاش مہاسبھائیوں نے دی ہوگی، جن کا دامن اس قسم کے فرقہ وارانہ فسادات پر پاک نہیں ہوتا۔ اس لئے میں مہاتما جی سے بصد ادب درخواست کروں گا کہ وہ اپنے بیان کی روشنی میں فسادات کی تحقیقات کانگریس کے ایسے کمیشن کے ذریعہ کرائیں، جس میں جمعیۃ العلماء اور مجلس احرار کے رہنما شریک ہوں تاکہ ان پر حقیقت کا انکشاف ہو۔

## دو خاص نمبر تیار ہیں

(۱) رجب میں چونکہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا عرس ہوتا ہے۔ اس لئے آئندہ مہینہ کا پیشوا "غریب نواز نمبر" ہوگا۔ جس میں حضور کی زندگی کے حالات، کرامات، عملیات وغیرہ کا مفصل حال ہوگا۔

(۲) رجب کا پرچہ "حدیث نمبر" ہوگا۔ اس پرچہ کو آگرہ کے مشہور عالم و محدث حضرت مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب نے

مرتب فرمایا ہے۔

امید ہے کہ ان دو خاص نمبروں کے علاوہ بھی اس سال پیشوا کے کچھ اور خاص نمبر بھی شائع کئے جائیں گے۔

لیکن کیا خریداران پیشوا بھی اپنے اس فرض کو محسوس کریں گے، جو کاغذ کی ہر لحظہ بڑھنے والی گرانی نے اُن پر عائد کیا ہے۔ اور اس تباہ کن گرانی کا مقابلہ صرف جدید خریداروں کی فراہمی اور فروخت کتب ہی سے کیا جارہا ہے۔

## لندن میں مسلمان سپاہی!

جناب آغا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے (انڈین سکشن بی بی سی لندن) نے ایک خط معاصر منادی میں شائع کرایا ہے جس میں مسلمان سپاہیوں کے لئے کلام اللہ، مذہبی کتب کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے ارباب خیر سے اپیل کی ہے کہ وہ ان مسلمان ہندوستانی سپاہیوں کے ذوق مطالعہ کو پورا کریں۔ جو اس وقت ہندوستان کا نام سربلند کرنے کے لئے انگلستان میں موجود ہیں۔

میں آغا صاحب کی اس اپیل پر ادارہ پیشوا و حریت کی طرف سے ۲۵ جلدیں مترجم کلام اللہ، موسومہ غریبوں کا سستا قرآن شریف اور سو جلدیں سیرت سید المرسلین ؐ موسوم تذکرہ جمیل و رسول نمبر ۱۳۵۵ھ اور دس جلدیں مسلم شریف کی اس شرط پر پیش کرتا ہوں کہ محصول ڈاک معاف ہو۔ یا حکومت برداشت کرے۔

مذکورہ کتب میں کوئی ذمہ دار امدادی ادارہ یا چیف کمشنر صاحب دہلی جس وقت چاہیں طلب کرسکتے ہیں۔

نیز قارئین پیشوا سے بھی درخواست کرتا ہوں، کہ وہاں بہادر سپاہیوں کے ذوق مطالعہ کو پورا کرنے کے لئے کلام اللہ اور دوسری مذہبی کتابیں جلد از جلد ارسال کریں۔

## سرکار کا تجربہ

سال گذشتہ کانگریسی حکومت نے سنیوں کا یہ حق تسلیم کر لیا تھا کہ ان کو صحابہ کرام کی تعریف کا حق حاصل ہے۔ جو لکھنؤ کے شیعوں کو ناپسند ہوا، اور انہوں نے شیعہ عقائد کے اصول کے خلاف خلفائے راشدینؓ کو گالیاں دینی شروع کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "بہادران شیعہ" نے "تبرا شریعت" کا محاذ قائم کیا۔ گرفتاریاں شروع ہوئیں بلوے ہوئے۔ بالآخر تھک کر بیٹھ گئے۔ جو بیہودہ حرکتیں لکھنؤ کے شیعوں نے کیں، ان کا تذکرہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تاہم اس سال سرکار طالاتبا نے دوسرے رنگ کی گولی تھیلے میں سے نکالی۔ قاعدہ اور سمجھوتہ کے خلاف سنیوں کے جلوس پر پابندیاں لگائیں۔ اس پر سنیوں نے سول نافرمانی شروع کر دی۔ اس وقت تک کئی ہزار سنی صرف اس جرم میں گرفتار کئے جا چکے ہیں کہ وہ حکم خدا اور رسول ؐ کے ماتحت ان صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہیں جنہوں نے اسلام کی خدمت کی لیکن چونکہ لکھنؤ کے شیعہ اس تعریف کو محض ضد کی وجہ سے برداشت نہیں کرسکتے، اس لئے لکھنؤ کے حکام سنیوں کو اور ان کے علماء کو گرفتار کر لیتے ہیں۔

یہ کیا تماشا ہے کہ تبرا عراق میں جرم ہے، ایران میں جرم ہے اور یہی دونوں مرکزی مقامات شیعہ عقائد کے ہیں۔ ہندوستان میں رامپور، خیرپور جیسی شیعہ ریاستوں میں خلفائے راشدینؓ کی تعریف جُرم نہیں ہے۔ لیکن لکھنؤ کے شیعوں کا مسلک ہی نرالا ہے، وہ لکھنؤ میں آریوں کے جلوس برداشت کرسکتے ہیں، سکھوں کے برداشت کرسکتے ہیں، لیکن شیعہ عقائد کی سربفلک عمارت اسی دن منہدم ہو جائے گی، جس دن مدح صحابہؓ کا جلوس نکل گیا۔

اللہ! اللہ! لکھنؤ کے شیعوں کا بھی کیا اسلام ہے کہ سوامی شردھانند کی تعریف سے شیعہ ناراض نہیں ہوتے سوامی دیانند کی تعریف سے شیعوں کا مذہب خطرے میں نہیں پڑتا لیکن جونہی حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی تعریف کی گئی، اور شیعوں کے ہاں ہلچل مچ گئی۔ اور ان کو سرخ خطرے کی جھنڈی نظر آئی۔ حالانکہ حضور مولا مشکل کشاؑ نے ان حضرات کی تعریف کی ہے۔ ان کے عہد کی برکات کو سراہا ہے۔ لیکن یہ کیسے علیؑ کے شیعہ ہیں کہ حضرت علیؑ کی تعلیم کو بھول رہے ہیں؟

اگر لکھنؤ کے حکام عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے تو کچھ پروا نہیں، ہندوستان کے ہر صوبہ کے مسلمان اپنا حق ادا کریں گے، اور ناموس صحابہؓ پر قربان ہونے کے لئے اپنے خرچ پر نہایت نظم اور ضبط سے احرار کے جھنڈے کے نیچے قربانی کے واسطے اپنے تئیں پیش کرینگے کہ دنیا کا کوئی قانون خلفائے راشدینؓ کی تعریف سے نہیں روک سکتا۔ اور نہ کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی ایک طبقہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مذہبی فرائض میں مداخلت کرے۔

لکھنؤ کے شیعہ سنی قضیہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ مسلم لیگ نہ سنیوں پر کنٹرول رکھتی ہے، نہ شیعوں پر، اس لئے مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی سند کانگریس سے حاصل کرنے والی لیگ پر شیعہ اور سنی دونوں ہی لعنت بھیجتے ہیں۔ اگر لیگ کا کوئی اثر ہوتا، تو شیعوں کے دو بڑے لیڈر جناح اور راجہ محمود آباد لکھنؤ کے شیعوں کو اس لغویت سے باز رکھنے کی کوشش کرتے لیکن تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی لیڈری کا خواب دیکھنے والے راجہ صاحب کا اپنے گھر میں کیا حال ہے؟ اس کا جواب لکھنؤ کے سنی مسلمانوں سے پوچھو، ریاست محمود آباد کے سنیوں کی بے کسی سے لو، جن کو اپنے

[illegible]

# احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین ہی کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۷۵)
## نکاح وغیرہ کے متعلق عرب جاہلیت کی بعض عادات کے نسخ کا بیان

یا ایھا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ٥ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا وکیف تاخذونہ وقد افضیٰ بعضکم الیٰ بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا ٥

مومنو! تمہیں یہ روا نہیں ہے کہ تم عورتوں کو میراث سمجھ کر ان پر جبراً قبضہ کر لو۔ اور نہ ان کو اس لئے روک رکھو کہ جو تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں وہ کھلی ہوئی بے حیائی کریں تو ان کو روک رکھو۔ عورتوں کے ساتھ تم حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اگر تم انہیں برا جانتے ہو تو عجب نہیں ہے کہ تم ایک شے کو برا جانو اور اللہ اس میں خیر کثیر دے۔ اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہو تو جو مال بہت سا اسے دیدیا ہے اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم بہتان لگا کر اور صریح بیجا بات کر کے اسے لے لوگے؟ کیسے واپس لے سکتے ہو جبکہ ایک نے دوسرے سے حظ حاصل کر لیا ہے اور عورتوں نے تم سے پکا وعدہ (ادائے مہر کا) کرا لیا ہے۔

**تفسیر:۔** یہ دو آیتیں ہیں پہلی آیت یعنی یا ایہا الذین آمنوا سے بفاحشۃ مبینۃ تک کا شان نزول بعض مفسرین نے یہ بتایا ہے کہ عرب کے ایام جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تھا اور بیوی کو اور بیٹے کو چھوڑتا تھا تو بیٹا سوتیلی ماں پر فوراً کپڑا ڈال دیتا تھا اور یہ گویا اس امر کا اعلان ہوتا تھا کہ بیوی پر قبضہ کر لیا گیا یعنی بیٹا اس کا وارث ہو گیا یا زبردستی اس کو اپنی بیوی بنا لیا۔ اور میت کا بیٹا نہ ہوتا تو بھائی یا اور کوئی قرابت دار ایسا کرتا تھا وہ بیوہ کا وارث بن جاتا تھا۔ جو لوگ اس طرح بیوہ کے وارث ہوتے وہ میت کے مہر پر بیوہ کو اپنی بیوی بنا لیتے تھے۔ یا دوسرے سے اس کا مہر لے کر اس کا نکاح کر دیتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ نہ تو اس کو اپنی بیوی بناتے تھے اور نہ اس کا کسی دوسرے سے نکاح کرنے دیتے تھے، بلکہ اس کو نظر بند یا قید کر دیا کرتے تھے، تاکہ جو مال اس کے متوفی شوہر کا اس کے پاس ہے وہ متوفی کے بیٹے بھائی یا اور کسی قرابت دار کے حوالے کر دے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ عورت ان مظالم سے بچنے کے لئے شوہر کی وفات کے وقت یا وفات سے پہلے گھر سے نکل جاتی اور اپنے عزیزوں میں چلی جاتی تھی۔ ایسی صورت میں میت کے عزیز بیوہ کو میت کے مال سے محروم کر دیتے تھے۔

مختصر یہ کہ ابتدائے اسلام تک عرب میں یہی طریقہ رائج تھا انہیں ایام میں ایک شخص ابو قیس نامی نے وفات پائی اور اس کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کبیشہ پر کپڑا ڈال دیا اور اس کو اپنی بیوی بنا لیا، اور پھر اس سے انتہا درجہ کی بدسلوکی کی، اور سخت اذیتیں اس کو دیں۔ وہ مظالم سے تنگ آ کر ایک روز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ عرض کیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگو! تم میں سے جب کوئی مر جائے تو اس کی بیوہ اپنے نکاح کی مختار ہے۔ میت کے بیٹے۔ بھائی یا اور کسی قرابت دار کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زبردستی بیوہ کو اپنی زوجیت میں لے لے۔ اور نہ یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوہ کو نکاح سے روکیں اور نہ وہ اس کے مختار ہیں کہ خاوند کے ترکہ میں سے جو کچھ اس کو ملا ہے (خواہ مہر کی رقم یا حصہ) اس میں سے سب یا کچھ لے لیں۔ ہاں تم کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ بدکاری کریں تو تم بدچلنی سے ان کو روکو۔

آیت کے لفظ کرہاً پر ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر میت کے ورثاء بیوہ پر زبردستی نہ کریں بلکہ بیوہ اپنی خوشی سے بیٹے، بھائی یا کسی قرابت دار کی زوجیت کو قبول کر لے تو نکاح درست ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سوتیلی ماں سے نکاح کے متعلق خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ

لا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء جن عورتوں نے تمہارے باپ سے نکاح کیا ہے تم ان سے نکاح نہ کرو۔

اس حکم کی موجودگی میں سوتیلی ماں سے کسی صورت میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ بالبتہ وہ اپنی خوشی سے میت کے ان عزیزوں سے جن سے نکاح حرام نہیں ہے نکاح کر سکتی ہے۔

آیت کے جملہ ولا تعضلوھن الخ کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ بیوہ کو اس غرض سے محبوس یعنی بند رکھیں کہ وہ اپنا وہ مال جو اس کو شوہر سے ملا ہے، یا اپنے مہر کی رقم ان کے حوالے کر دے۔ اور اگر اس جملے کو علیحدہ جملہ شمار کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ لوگو! اپنی بیویوں کو اس غرض سے گھروں میں بند کر کے نہ رکھو کہ جو مال یا مہر کی رقم تم نے ان کو دے دی ہے وہ ان سے واپس لے لو۔ البتہ جبکہ وہ عورتیں بدفعلی کی مرتکب ہوں تو تم کو یہ حق حاصل ہے کہ تم ان سے خلع کر لو۔ علماء کی ایک بڑی جماعت کا بیان ہے کہ ارتکاب زنا کے بعد کا یہ حکم زنا کی سزا کے حکم سے منسوخ ہو گیا ہے۔

دوسری آیت یعنی وعاشروھن سے خیرا کثیرا تک کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ معاشرت یعنی گفتگو اور معاملات وغیرہ میں اخلاق و نرمی سے کام لو۔ ان کی بدخلقی اور بدتمیزی پر صبر کرو اور ان کے ساتھ ایسا سلوک روا نہ رکھو جیسا کہ ایام جاہلیت میں روا رکھا جاتا تھا۔ بہت ممکن ہے جن عورتوں میں تم بری عادتیں پاتے ہو، ان میں خدا نے کچھ خوبیاں بھی رکھی ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو بات عورتوں کی تم کو پسند نہیں آتی ہے، خدا نے اس میں تمہارے لئے کوئی دینی یا دنیوی بھلائی رکھی ہو۔ یعنی بہر نوع عورتوں کی بدخلقی وغیرہ پر صبر سے کام لو خداوند تعالےٰ تم کو ان کی بھلائیوں سے بھی فائدہ پہنچائے گا۔

آیت کے جملہ وان اردتم استبدال زوج الخ کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب کے اندر یہ دستور تھا کہ جب کسی شخص کو کسی عورت کا حسن و جمال پسند آ جاتا تھا، یا کوئی مالدار عورت نظر آتی تھی اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا تو موجودہ بیوی سے رستگاری حاصل کرنے یا اس کو طلاق دے دینے کے لئے عذر و حیلہ تراشتا تھا اور اکثر اوقات اس پر بدکاری وغیرہ کی تہمت لگا دیتا تھا۔ اور اس طریقہ سے اس کے مہر کی رقم یا وہ مال جو وقتاً فوقتاً اس کو دیا گیا تھا واپس لے لیتا تھا تاکہ اس کو دوسرے نکاح کے مہر میں ادا کر سکے۔ خداوند تعالےٰ نے اس طریقہ سے مسلمانوں کو منع فرمایا اور حکم دیا کہ اگر تم کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور موجودہ بیوی کو علیحدہ کرنا منظور ہے تو جو مال تم انہیں کو دے چکے ہو، اس کو واپس نہ لو۔ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ بیوی پر ظلم کرکے اور بہتان لگا کر اپنا مال واپس لو جو قطعاً ناجائز ہے۔ اور پھر اس ناشائستہ حرکت کی برائی اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ جو مہر تم نے دیا ہے اس کے معاوضہ میں تم اس سے اختلاط و صحبت کا نفع اٹھا چکے ہو ایسی حالت میں مہر کا واپس لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

اس آیت سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ خلوت صحیحہ کے بعد مہر کامل شوہر پر واجب ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

# ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایسے اوصاف سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے متصف ہو۔

دوسرا شبہہ یہ ہے کہ حضور نے ضمیر کے خلاف اس شخص کی طرف بشاش چہرہ سے کیوں دیکھا، اور اظہار مسرت کیوں فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر مدارات میں سے تھا، اور ایسے موقع پر مدارات جائز ہے، جبکہ مطلوب اس کے شر سے محفوظ رہنا ہو، دینی مداہنت اس میں نہ تھی، اور دینی مداہنت کو حضور کسی طرح گوارا نہ فرما سکتے تھے۔

قرطبی کا بیان ہے کہ مدارات، اور مداہنت کے درمیان بڑا فرق ہے۔ مدارات اس فعل کو کہتے ہیں جس میں دین کی بھلائی کے لئے یا دین اور دنیا دونوں کی بھلائی کے لئے دنیوی ایثار سے کام لیا جائے۔ حضور نے اسی ایثار سے کام لیا تھا۔ اور ایک بدزبان شخص سے لطیف پیرایہ میں گفتگو کی تھی اور بشاش چہرے سے اس کو خوش کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا مسلمان کو دوست ہونا چاہیئے دشمن نہیں، مسلمانوں سے امن و سلامتی کے طریقہ پر تعلق رکھنا چاہیئے، منافقانہ نہیں۔ اور شرارت و مکر و فریب کے مقابلہ میں احتیاط و اجتناب اختیار کرنا چاہیئے۔ اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی قدرت تمام قوتوں سے بالا تر ہے۔ اس کی گرفت سخت ہے۔ اگر یہ خیال پیش نظر رہے گا تو انسان اپنی قوت پر نازاں نہ ہوگا، اور لوگوں کو اپنی سطوت دکھلانے کے لئے مرعوب نہ کرے گا۔

## (۵۳)
## چغلی اور اس کے انجام کا بیان

| | |
|---|---|
| عن حذیفۃ رض قال سمعت النبی صلعم یقول لا یدخل الجنۃ قتات وفی روایۃ نمام رواہ الشیخان وابوداؤد والترمذی والنسائی۔ | حذیفہ رض کہتے ہیں میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور ایک روایت میں قتات کی جگہ نمام کا لفظ ہے۔ |

**تشریح الفاظ۔** قتات چغل خور، نمام چغل خور۔ علماء کی تحقیق یہ ہے کہ نمام اس شخص کو کہتے ہیں جو واقعہ میں موجود ہو، اور وہاں کی باتیں دوسروں سے بیان کر دے۔ اور بعض کی تحقیق یہ ہے کہ نمام وہ شخص ہے جو غیر معتبر طریقہ پر کسی بات کو سنے اور دوسرے سے بیان کر دے۔ اور بعض کی تحقیق یہ ہے کہ نمام وہ شخص ہے جو بعض لوگوں کی باتیں بعض لوگوں کو پہنچائے۔ اور اس سے اس کی غرض شکایت، چغلی اور فساد پیدا کرنا ہو۔

**تشریح معانی** خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

| | |
|---|---|
| ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم | ایسے شخص کا کہنا کبھی نہ ماننا جو قسمیں کھاتا ہے۔ ذلیل ہے طعنہ زن ہے۔ چغل خور ہے۔ |

اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے اس شخص کی اطاعت سے منع کیا ہے جو ذلیل اور طعنہ زن ہو۔ دوسروں پر عیب لگانے والا اور چغل خور ہو اور جو لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور لڑانے کے لئے فساد انگیز باتیں پھیلاتا ہو۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص فتنہ کا باعث ہوتا ہے۔ فساد کی تخم ریزی کرتا ہے۔ تعلقات میں کشیدگی اور انقطاع پیدا کرتا ہے۔ جماعت میں تفریق ڈالتا ہے دوستوں کو دشمن بناتا ہے۔ بھائیوں کو اجنبی کر دیتا ہے۔ میاں بیوی میں نفرت پیدا کرتا ہے۔ بیٹے کو باپ کا دشمن بناتا ہے اور باپ کو بیٹے کا مخالف بنا دیتا ہے۔

یقیناً ایسا شخص شدید ترین شخص ہے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکانے والا ہے اور عداوت و منافقت کے جذبات کو بڑھاتا ہے ایسے شخص سے ملنا اور اس کی باتوں کو درست سمجھنا حرام اور قطعی حرام ہے پس اے مسلمانو! ایسے شخص سے تم ہرگز تعلق نہ رکھو۔ اس کی بات کو ہرگز صحیح تسلیم نہ کرو۔ ورنہ انجام یہ ہوگا کہ تم میں پھوٹ پڑ جائیگی اور تم باہم لڑ کر اپنی قوت کو کمزور کر لوگے۔

ایسا شخص یقیناً فاسق ہے۔ اور خدا نے ہم کو فاسق کی بات پر اعتبار نہ کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین

مومنو! کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو جانچ لیا کرو، مبادا تم کسی قوم پر نادانستگی میں دوڑ پڑو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

لوگو! اگر تم مومن ہو تو اپنے آپ کو ایسی باتوں میں شریک نہ کرو جو کسی کے عیب یا چغلی پر مبنی ہوں۔ بے وقوفوں کی باتوں میں اپنے وقت کو ضائع نہ کرو اور اپنے بھائیوں اور قرابتداروں کی نسبت ہمیشہ نیک گمان رکھو۔ ہاں تم چغل خوروں کی صحبت سے دور رہو، ان کو جاہل اور جھوٹا سمجھو، ان کے اعمال کی مذمت کرو۔ اور جو شخص چغلی کھاتا ہو اس کو برا خیال کرو۔ اور جب کسی سے ایسی بات سنو تو فوراً کہہ دو کہ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد نہ ڈلواؤ۔ اور میرے اعوان و انصار کو میری نظر میں میرا دشمن نہ بناؤ۔ بلکہ ایسی باتیں کرو جو باہمی تعلق کو مضبوط کر دیں۔ اخوت کی کڑی کو پیوستہ رکھیں اور محبت و الفت کو استوار کریں۔

واضح ہو کہ بعض مواقع پر خبروں کا نقل کرنا یا خبروں سے آگاہ کرنا شرعی مصلحت بھی رکھتا ہے۔ اور عام منفعت بھی مثلاً کوئی شخص کسی شخص کو آ کر یہ خبر دے کہ تمہارے دشمن نے تمہارے لئے مکر کا جال پھیلایا ہے، اور وہ تم کو قتل کرنا یا تمہارا مال چرانا چاہتا ہے۔ یا یہ کہ موجودہ بادشاہوں اور اماموں کو ظالم بادشاہوں اور خائن کارکنوں کے حالات بتائے۔ اس قسم کی باتوں میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ ایسی اطلاعات دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ ایسا کرنے سے خونریزی رکتی ہے اور رعیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دین نصیحت ہی کا نام ہے۔

اس حدیث میں حضورؐ نے یہ بتایا ہے کہ "چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا"۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جنت پرہیزگاروں کا ٹھکانا ہے اور چغل خور مجرموں میں سے ہے اور مجرم کو جنت میں داخل نہیں کیا جاتا۔ بشرطیکہ اس کی نیکیاں اتنی نہ ہوں جو اس کی برائیوں کو محو کر دیں۔ حدیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ چغل خور حساب و کتاب کے بعد فوراً ہی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ بلکہ جو جرائم دنیا میں اس نے کئے ہیں اول ان کی سزا بھگتے گا۔ اور جب دوزخ کی آگ اس کے جرائم کو جلا کر اس کو پاک کر دے گی؛ تب اس کو جنت میں داخل ہونے کا موقع ملے گا۔

(باقی آئندہ)

---

# سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۳۶)
## ایمان دار کو بخشا جائے گا

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں چند لوگوں کو ایک جنازہ لے جاتے دیکھا۔ جنازہ کے ساتھ صرف یہی لوگ تھے۔ کندھا دینے والا اور کوئی نہ تھا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا "یہ کون ہے؟" انہوں نے کہا "یہ شخص بڑا گنہگار ہے۔ ساری عمر فواحش، اسراف اور نافرمانی میں گذاری ہے۔" مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ قبرستان میں پہنچ کر ہم نے جنازہ کی نماز پڑھی، اور پھر اس کو قبر میں اتار دیا۔ میں دفن سے فارغ ہوکر ایک درخت کے سایہ میں چلا گیا اور سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔ قبر کو انہوں نے کھول لیا ہے اور ایک فرشتہ قبر کے اندر اتر گیا ہے۔ چند منٹ تک اس فرشتہ نے میت کو دیکھا اور پھر باہر نکل کر دوسرے فرشتہ سے کہا: "اس شخص کا نام دوزخیوں کے رجسٹر میں لکھ دو۔ میں نے اس کے جسم کے کسی عضو کو معاصی اور نافرمانی سے خالی نہیں پایا۔" دوسرے فرشتے نے یہ سنکر کہا: "بھائی! جلدی نہ کرو، اس کی آنکھوں کا امتحان اور کرلو۔" فرشتے نے دوبارہ اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور پھر کہا: "میں نے غور سے اس کی آنکھیں دیکھیں، ان میں خدا کے محارم (حرام کی ہوئی چیزوں کی تحلیل وحلال کرلینا) کے سوا اور کچھ نہیں ہے، (یعنی اس شخص نے ہمیشہ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو بری نگاہوں سے دیکھا ہے) دوسرے فرشتے نے کہا: "اچھا اس کے کانوں کو اور دیکھو۔" فرشتے نے کانوں کو غور سے دیکھ کر کہا "میں نے اس کے کان دیکھے، ان میں فحش اور خدا کی منع کی ہوئی باتوں کے سننے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔" دوسرے فرشتے نے کہا "اچھا اس کی زبان پھر دیکھو۔" اس نے زبان دیکھ کر کہا "میں نے اس کی زبان میں ممنوع باتوں کے کہنے اور حرام اشیاء کے ارتکاب کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔" دوسرے فرشتے نے کہا "اچھا اس کے ہاتھوں کو دیکھو۔" فرشتے نے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا "اس کے ہاتھ حرام اشیاء کو چھونے اور لذات وشہوات ممنوعہ سے متمتع ہونے سے لبریز ہیں۔" دوسرے فرشتے نے کہا "اس کے پاؤں کو دیکھو۔" اس فرشتے نے پاؤں کو دیکھ کر کہا "نجس وممنوع امور کی طرف جانے کے سوا ان پاؤں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔" دوسرے فرشتے نے کہا بہرحال ابھی جلدی نہ کرو اور اس کا نام دوزخیوں میں نہ لکھو۔ یہ کہکر دوسرا فرشتہ خود قبر میں اترا اور تھوڑی دیر میت کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے ساتھی سے کہا: "بھائی! میں نے اس کے قلب کو دیکھا اور ایمان سے لبریز پایا اس کا نام نیک بخت اور سعید ومرحوم اشخاص میں لکھ دو۔ امید ہے کہ خداوند تعالے کا فضل وکرم اس کے تمام گناہوں پر چھا جائے گا اور وہ اس کو بخش دے گا۔

واقعہ کے راوی کا بیان ہے کہ اس شخص کی بخشش سعادت ایمانی کے سبب سے ہوئی ہے، یا اور کسی عنایت الٰہی پر ہر عاصی اور نافرمان کی نسبت یہ حکم نہیں دیا جاسکتا، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس واقعہ سے اعمال صالحہ کو ترک نہ کردیں اور اپنے ایمان پر مغرور نہ ہو جائیں۔ نافرمان اور گنہگار اشخاص، ہر وقت خطرہ میں ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ عبادت گذار بھی خطرہ میں ہیں ہمارا فرض یہ ہے کہ خدا سے ڈرتے رہیں اور حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہیں۔

## (۱۳۷)
## خدا کے دوستوں کے مراتب عالیہ کا بیان

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے خداوند تعالےٰ سے یہ دعا کی تھی کہ مجھ کو اہل قبور کے مقامات ومراتب دکھادے۔ ایک روز رات کو میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور قبریں پھٹ گئی ہیں۔ میں نے غور سے کھلی ہوئی قبروں پر نظر ڈالی تو ان میں بعض کو قالینوں پر، بعض کو تختوں پر اور بعض کو پھولوں پر سوتا ہوا پایا۔ بعض مردے جاگ رہے تھے اور ہنس رہے تھے اور بعض رو رہے تھے۔ میں نے یہ کیفیت دیکھ کر جناب باری میں عرض کیا "میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو عزت وعظمت میں ان سب کو مساوی کرسکتا تھا۔ یہ فرق آخر کیوں ہے؟" فوراً ایک آواز قبروں کے اندر سے آئی جس نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا: "اے فلاں شخص! یہ مراتب اعمال کے اعتبار سے ہیں، جو لوگ قالینوں پر سو رہے ہیں وہ اہل خلق ہیں۔ جو لوگ سو رہے ہیں

کے فرش پر محوِ خواب ہیں، وہ شہدا ہیں۔ جو لوگ پھولوں پر آغوشِ خواب میں ہیں، وہ روزہ دار ہیں۔ جو لوگ ہنس رہے ہیں، وہ اصحابِ توبہ ہیں، جو لوگ رو رہے ہیں، وہ گنہگار ہیں، اور جو اصحاب مراتبِ عالیہ رکھتے ہیں، وہ خدا سے محبت رکھنے والے ہیں۔

اس واقعہ کے راوی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ میں نے انہیں الفاظ میں مستند اور بعض کتابوں میں دیکھا ہے۔ یعنی واقعہ مذکور میں مراتبِ عالیہ رکھنے والے اصحاب کا ذکر تو ہے، لیکن ان کی تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے۔ پھر جو لوگ تختوں پر محوِ خواب تھے، ان کا ذکر بھی نہیں کیا گیا ہے، ممکن ہے ان سے مراد وہی لوگ ہوں جو مراتبِ عالیہ رکھتے ہیں۔ یعنی خدا کو دوست رکھنے والے۔

میرا خیال یہ ہے کہ مراتبِ عالیہ سے مراد مناصب شریفہ اور مقاماتِ عالیہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ تختوں پر جلوہ فرما تھے ان کا مرتبہ بہت بلند اور عالی تھا۔ اور قالینوں اور حریر و دیبا والوں سے وہ بہتر و برتر تھے۔ اس لئے کہ تختوں سے مراد وہ تخت ہیں جن پر قیمتی فرش اور گرانقدر مسندیں اور تکیئے ہوں۔ کیونکہ تخت انہیں چیزوں سے آراستہ کئے جاتے ہیں، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان الفاظ میں

| | |
|---|---|
| اخوانا علیٰ سرر متقابلین | آپس میں وہ بھائی بھائی ہو جائیں گے اور آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے رہیں گے۔ |

تختوں کا ذکر کیا ہے، اور فرش وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

دوسرا قرینہ تختوں کے آراستہ ہونے کا یہ ہے کہ عام طور پر تختوں پر بیٹھنے سے مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ فرش وغیرہ سے آراستہ ہوں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہوا، اور ہم اس کے پاس بیٹھے" اس محاورہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ بادشاہ کا تخت قیمتی فرش سے آراستہ تھا، اگرچہ اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، اور دوسرے یہ کہ بادشاہ تخت پر اس لئے بیٹھا کہ دوسرے لوگوں سے بلند مقام پر رہے اور عوام سے ممتاز رہے۔ پھر اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ کسی کو اپنے تخت پر نہیں بٹھاتا۔ بلکہ دوسرے لوگ اس کے اطراف میں زمین پر یا کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔

منقول ہے کہ احنف بن قیس کسی ضرورت سے خلیفۂ وقت کے پاس گیا، اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر خلیفہ کے تخت پر جا بیٹھا۔ احنف نے دیکھا کہ اس کی اس جرأت نے خلیفہ کو غضبناک بنا دیا ہے۔ فوراً اس نے خلیفہ کو مخاطب کر کے کہا "آپ پر تعجب ہوتا ہے کہ آپ ایک ایسی ہستی ہو کر جو اپنی غلاظت کو دن میں دو تین مرتبہ اپنے ہاتھ سے دھوتے ہیں، عزبد و تکبر کرتے ہیں"۔

ایک اور واقعہ یہ ہے کہ عبد المطلب (حضور صلعم کے دادا) ایک بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے ان کو انتہا درجہ کا حسین و جمیل پایا، اور لوگوں سے ان کی عزت و عظمت کا حال اور ان کی خطابت کی کیفیت سنی تو اس کے دل میں ان کی بڑی عظمت پیدا ہوئی۔ اور اس نے ان کو اپنے سامنے فرش پر بٹھانا پسند کیا۔ اور نہ یہ گوارا ہوا کہ وہ خود تخت پر بیٹھے۔ اور عبد المطلب کو زمین پر بٹھائے۔ پھر اس کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ تخت پر اپنے برابر عبد المطلب کو بٹھلائے۔ اس لئے وہ تخت سے نیچے اتر آیا۔ اور عبد المطلب کے برابر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور عبد المطلب جس غرض سے آئے تھے، ان کی وہ غرض پوری کر دی۔

مختصر یہ کہ خدا کو دوست رکھنے والوں کا مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ

| | |
|---|---|
| قال اللہ عز وجل المتحابون فی اللہ لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء | خداوند بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے (جنت میں) نور کے منبر ہوں گے اور ان پر نبی اور شہدا رشک کریں گے۔ |

مؤطا کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

| | |
|---|---|
| یقول اللہ عز وجل وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔ | خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہیں، ان سے محبت کرنا مجھ پر لازم ہے۔ اور جو لوگ بیٹھ کر میرا ذکر کرتے ہیں، اور جو لوگ میری زیارت کے شائق ہیں، اور جو لوگ میری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں، ان سے بھی میں محبت کرتا ہوں۔ |

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اُن بزرگ نے خواب میں خدا سے محبت رکھنے والوں کو جن مراتبِ عالیہ میں پایا تھا، وہ برحق ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ قدر و عظمت کے مستحق ہیں۔ یعنی خداوند تعالیٰ ان کو انتہا درجہ کا عیش و آرام دے گا۔ ان کو خوش رکھے گا۔ اور اپنی ہمسائیگی کے شرف سے بھی ممتاز فرمائے گا۔

(باقی آئندہ)

# ملفوظاتِ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ملفوظات تصوف کی نادر اور علمی کتابوں سے اخذ کی گئی)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۶۷)
## توحیدِ الٰہی کا ذکر

سالکان طریقت کی ایک تعداد کو کان اللہ ولم یکن معہ شیئ (جب کہ کوئی چیز موجود نہ تھی صرف خدا ہی موجود تھا) کے معنی میں کچھ مغالطہ تھا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس مغالطہ کو دور کرنے کے لئے ایک تحریر لکھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

کان اللہ ولم یکن معہ شیئ حضورؐ کا ارشاد ہے، اور چراغ نبوت ہی کے انوار سے بعض صوفیوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں۔ الآن کما کان (یعنی خدا اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا) یہ الفاظ چونکہ اوپر کے الفاظ سے ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے صوفیاً اس سے توحید مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ العالم لم یظہر خطہ (جہاں کبھی ظاہر نہیں ہوا)

یہ اصل میں ایک مغالطہ ہے۔ خدا ہم کو اس سے محفوظ رکھے حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اس سلسلہ میں چند الفاظ لکھتا ہوں۔

جاننا چاہیئے کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئ اشارہ ہے مرتبہ اطلاق کی جانب۔ یعنی خدا کی ذات مطلق اپنے وجود میں سب پر تقدم رکھتی ہے، اس کا وجود قدیم اور دائمی ہے۔ اور الآن کما کان کا مطلب یہ ہے کہ ذات الٰہی مرتبہ اطلاق میں اب بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ یعنی مقیدات (یا کائنات) کے ظہور نے اس کے اطلاق کے جلوہ کو دور نہیں کیا اور اس کی بارگاہ میں ازل و ابد اور ظاہر و باطن سب ایک نقطہ پر جمع ہیں (یعنے تقدم نہیں رکھتے بعد میں ظہور پذیر ہوئے ہیں)

اس جہان کے ذرات کا ظہور (جو حقیقت میں یہی اتصال رکھتے ہیں۔ اور چند روز کے بعد فنا ہو کر عدم کو چلے جاتے ہیں اور ان کے وجود۔ بقا اور فنا سے حقیقی وحدت آشکارا ہوتی ہے) حقیقت میں خداوند تعالےٰ کے غیر متناہی اطلاقات کے مقابلہ میں ایک محدود ظہور ہے یعنی خداوند تعالےٰ کے اطلاقات بے شمار ہیں اور مقیدات کا ظہور ان کے مقابلہ میں بہت کم اور محدود ہے۔

مختصر یہ کہ الآن کما کان کا مطلب یہ ہے کہ اشیاء یا کائنات کے موجودات ایک بے حقیقت یا بے بود نمود ہیں یعنی حقیقت میں ان کو موجودات نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کان اللہ کے جملہ سے ظہور وقت کے بعد کا زمانہ مراد ہے۔ یعنی ظہور وقت سے بھی پہلے خدا موجود تھا۔ اور اس وقت اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔

## (۱۶۸)
## پناہ طلب کرنے کا طریقہ

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت (خواہ نماز میں پڑھیں یا نماز کے علاوہ) اعوذ کا پڑھنا حضور صلعم پر فرض تھا۔ اور حضرت حضورؐ کے اتباع میں حضورؐ کی امت پر اعوذ کا پڑھنا (قرآن کی تلاوت کے وقت) سنت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ جب اعوذ پڑھتے ہوں گے، اس وقت اس کے بہترین معنی کو پیش نظر رکھتے ہوں گے۔ یعنی اس کے صحیح مفہوم کا علم آپ کو حاصل ہوگا۔ یا اس کے صحیح معنے اور حقیقی مطلب آپ کے ذہن میں ہوگا۔ اس لئے حضورؐ کے اتباع میں ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم جب اعوذ کو پڑھیں تو صرف اس کلمہ کو کہنے پر اکتفا نہ کریں یعنی زبان سے رسمی طور پر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہی کہہ کر خاموش نہ ہو جائیں۔ بلکہ اس کے جامع مفہوم کو ذہن میں رکھیں۔ اور دل میں اپنے آپ کو انتہا درجہ کا عاجز قرار دے کر شیطان کے وسوسوں سے خدا کی پناہ طلب کریں۔ یعنی خداوند بزرگ و برتر سے عاجزی کے ساتھ یہ التجا کریں کہ وہ اپنے کرم سے ہم کو شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے۔ تاکہ قرآن مجید پڑھتے وقت دل و دماغ شیطانی اندیشوں سے پاک و صاف رہیں۔

## (۱۶۹)
## خدا کی پناہ بڑی چیز ہے

حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاضیؒ مرید حضرت خواجہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ ایک گھڑی کے لئے اپنے آپ کو ہستی فانی سے خالی کر کے یعنی اپنی

ہستی کو گم کر کے اگر خدا کے حوالہ کر دیا جائے تو ایک کیفیت حالت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ہستی انسان کا درمیانی واسطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اور غیب سے غیر معمولی مدد پہنچ جاتی ہے۔ اس قول کو نقل کر کے حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ اگر انسان تلاوت قرآن کے ارادہ سے خدا سے پناہ طلب کرے اور ایمانی حقیقت اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ تو قرب الہی کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ: فی الحقیقت آیہ استعاذہ من المتکلم میں (اپنی ہستی کو گم کر کے اور خدا کی مدد طلب کر کے) جب کسی آیت کو بار بار ذوق وشوق کے ساتھ) پڑھتا ہوں تو پھر متکلم حقیقی یعنی ذات باری سے اس کے کلام کو سن لیتا ہوں۔

(۱۷۰)

### تعوذ کا ایمانی جذبہ کن لوگوں کا حصہ ہے

یوں تو ہر شخص اپنی کمزوری کو محسوس کر کے خدا کی پناہ کا طالب ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ تعوذ کا حقیقی ایمانی جذبہ بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ جس طرح ایمانی قوت مختلف ہوتی ہے اسی طرح تعوذ کا جذبہ مختلف بھی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحبؒ سے اس کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ: اس قسم کا تعوذ جس میں انسان اپنے آپ کو اور اپنے تمام امور کو خدا کے حوالے کر دے، اور خدا پر کامل بھروسہ کرے (یعنی اخلاص کو کامل بنا لے) یعنے اُن لوگوں کو جو منازل طریقت کا بڑا حصہ طے کر چکے ہیں اور قرب وحضوری کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں) یا پھر اس کا کچھ حصہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کی نہایت اس کی ہدایت میں مندرج ہے (یعنی جس کو خداوند تعالےٰ نے اپنے کرم سے یہ شرف مرحمت فرمایا ہے کہ اس کی ابتدا میں انتہا کی قوتیں ودیعت فرما دی ہیں) لیکن وہ لوگ جو یقین ایمانی سے مشرف نہیں ہے، ان کو واجب ہے کہ وہ احسان کے آخری مرتبہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب عبادت کرے (جس میں تلاوت قرآن بھی شامل ہے) تو یہ خیال رکھے کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور یہ یقین حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ سمجھے کہ خداوند تعالےٰ اُس کو دیکھ رہا ہے یعنی تلاوت قرآن کے وقت یہ یقین رکھے کہ خداوند تعالےٰ اُس کو دیکھ رہا ہے۔ یا وہ یہ عمل (یعنی تلاوت قرآن) اس کے حضور میں کر رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

# ترمذی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری)
(گذشتہ سے پیوستہ)

## باب ۶۵ موزوں کے نیچے اور اوپر مسح کرنا

۸۵۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے (دونوں طرف) مسح کیا۔ کئی اصحاب نبی کریم کا یہی قول ہے۔ امام مالک، امام شافعیؒ اور اسحٰق بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ حدیث معلول ہے (مرقاۃ المصابیح میں ہے کہ حدیث معلل وہ ہے جس میں اس کے رد کا کوئی سبب خفیف ہو اور غالباً چون وچرا ہو) میں نے (امام ترمذی نے) اس حدیث کے متعلق ابو ذرعہ رضا اور محمد رضا سے پوچھا، انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں۔

۸۶۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضا کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے دیکھا ہے یہ حدیث حسن ہے۔ سفیان ثوری، امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔

## باب ۶۶ جرابوں اور عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

۸۷۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضا کہتے ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اور جرابوں پر اور دونوں جوتیوں[1] پر مسح کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور چند اہل علم کا یہی قول ہے۔ سفیان ثوری رضا۔ امام ابن مبارک رضا۔ امام شافعی رضا، امام احمد رضا اور اسحٰق رضا بھی اسی کے قائل ہیں کہ جرابوں پر مسح کرنا چاہیئے، جبکہ ان میں نعل زنگی ہو (یعنی اس کے تلے میں چمڑا لگا ہوا ہو) اور جراب موٹی و دبیز چیز کا ہو۔ اس باب میں حضرت ابو موسیٰ رضا سے بھی روایت ہے (یاد رہے جراب بھی ایک قسم کا موزہ ہوتا ہے، جو ٹخنوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ اور اس کو پاؤں کی یا موزوں کی مزید حفاظت کے لئے پہنا کرتے ہیں)

۸۸۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضا سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں پر اور عمامہ پر مسح کیا۔ محمد ابن بشار رضا نے اسی حدیث میں دوسری جگہ یوں بیان کیا ہے کہ حضور نے سر کے اگلے حصے اور عمامہ پر مسح کیا۔ یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضا سے کئی طریقوں سے مروی ہے جن میں سے بعض راویوں نے (اسی بات کو بیان کیا ہے کہ آپ نے سر کے اگلے حصہ اور عمامہ پر مسح کیا اور بعض راویوں نے صرف عمامہ کا ذکر کیا ہے۔ اس باب میں حضرت عمرو بن امیہ رضا حضرت سلمان رضا حضرت ثوبان رضا حضرت ابو امامہ رضا سے روایت ہے حضرت مغیرہ رضا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اکابر صحابہ کرام اور فقہاء میں سے چند اس کے قائل ہیں کہ عمامہ پر مسح کرنا چاہیئے۔ حضرت وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا صرف عمامہ پر مسح کر لینا کافی ہے۔

۸۹۔ محمد ابن یاسر رضا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضا سے موزوں کے مسح کے متعلق پوچھا، انہوں نے فرمایا بھتیجے! یہ سنت ہے (نیز) میں نے ان سے عمامہ کے مسح کے بارے (میں بھی) پوچھا فرمایا، بالوں کا چھونا یعنی بالوں کو چھونا چاہیئے (مسح نہیں کرنا چاہیئے۔ کئی اصحاب نبی کریم صلعم اور تابعین کا یہی قول ہے کہ صرف عمامہ کا مسح نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ عمامہ کا مسح بھی کر لیا جائے حضرت سفیان ثوری رضا۔ حضرت مالک ابن انس رضا، حضرت ابن مبارک رضا اور حضرت امام شافعی رضا کا بھی یہی قول ہے۔

۹۰۔ حضرت بلال رضا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے موزوں اور دوپٹے پر مسح کیا (یعنی عمامہ پر مسح کیا)

## باب ۶۷ غسل جنابت

۹۱۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا۔ آپ نے غسل جنابت فرمایا۔ بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ پر برتن جھکایا اور دونوں ہتھیلیاں دھوئیں (یعنی پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھوئے) پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر اپنے عضو مخصوص پر پانی ڈالا۔ پھر دیوار یا زمین پر ہاتھ ملا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا۔ دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر سر پر تین دفعہ پانی ڈالا، پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہایا اور پھر اس جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ام سلمہ رضا حضرت جابر رضا۔ حضرت ابی سعید رضا حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت ابو ہریرہ رضا سے روایت ہے۔

اس سے اگلی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ جس میں غسل جنابت کا یہی طریقہ بیان ہوا ہے۔ اس میں صرف اتنا

---

[1] اپا الطیب سندی کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہاں نعلین (جوتیوں) سے مراد ایسی جرابیں ہوں جن کے نیچے چمڑا لگا ہو اور مسح سے مراد ان کا دھونا ہو (مترجم)

الفاظ زائد ہیں کہ عضو مخصوص دھونے کے بعد نماز جیسا وضو کرتے پھر بالوں میں پانی پیوست کرتے اور تین چلو سر پر ڈال لیتے۔ علماء نے غسل جنابت کے لئے اسی طریقہ کو منتخب کیا ہے کہ نماز جیسا وضو کیا جائے اور پھر تین دفعہ سر پر پانی ڈالا جائے پھر تمام بدن پر پانی بہایا جائے پھر دونوں پاؤں دھوئے جائیں۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اگر جنبی پانی میں غوطہ لگائے اور وضو نہ کرے تو جائز ہے۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا یہی قول ہے۔

## باب ۶۷۔ کیا عورت غسل کے وقت اپنا جوڑا کھولے؟

۹۳۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہا۔ یا رسول اللہ! میرے سر کی چوٹی بہت سخت گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ کیا غسل جنابت کے وقت اسے کھول لیا کروں؟ حضور نے فرمایا نہیں تمہارے لئے تو (صرف) اتنا ہی کافی ہے کہ تین چلو سر پر پانی ڈال لو پھر سارے بدن پر پانی بہا لیا کرو۔ بس پاک ہو جاؤ گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ اگر عورت غسل جنابت کرے اور جوڑا نہ کھولے تو سر پر پانی بہا لینا کافی ہے مگر اس طرح کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جائے۔ اگر ایک بال کی جگہ بھی سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا)

## باب ۶۸۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہے

۹۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بال کے نیچے جنابت (ناپاکی) ہے۔ پس بالوں کو دھوؤ اور کھال کو پاک و صاف کرو۔ اس باب میں حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث غریب ہے۔

۹۴۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ اصحاب نبی صلعم اور تابعین کا یہی قول ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کیا جائے۔

## باب ۶۹۔ جب مرد عورت کی ختنے کی جگہیں مل جائیں تو غسل کرنا واجب ہے

۹۵۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ختنہ سے ختنہ مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ میں نے اور رسول خدا صلعم نے ایسا کیا اور پھر دونوں نے غسل کیا۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ اس سے اگلی حدیث بھی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور اس میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ جب مرد و عورت میں سے ایک کی ختنہ کی جگہ دوسرے کی ختنہ کی جگہ سے گذرے تو غسل واجب ہے۔ (باقی آئندہ)

# ابن ماجہ شریف کامل اُردو

(ترجمہ مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۷۹) حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں، علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے، اور ایسے لوگوں کو علم سکھانا جو اس کے اہل نہیں ہیں، اتنا ہی بُرا ہے، جتنا کہ سوروں کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار ڈالا جائے۔

(۱۸۰) حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں جس شخص نے اس دنیا میں کسی شخص کی مصیبت دور کی ، اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کی سختی دور کرے گا۔ اور جس نے اس دنیا میں کسی مسلمان کی ستر پوشی کی اس دنیا و آخرت میں اللہ اس کی ستر پوشی کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کے لئے سہولت بہم پہنچائی۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے اس دنیا اور آخرت دونوں میں سہولت بہم پہنچائے گا۔ اللہ اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اپنے بھائی کی امداد کرتا ہے۔ اور جو شخص علم کے لئے کہیں جائے اللہ تعالےٰ اس پر جنت کا رستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جب تک لوگ اللہ کے گھروں میں بیٹھ کر کتاب اللہ پڑھتے اور پڑھاتے رہیں ہوتی فرشتے موجود رہتے ہیں، اور ان پر سکون کی بارش ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر اپنی محفل میں کرتا ہے۔ اور جس شخص نے اس پر عمل کرنے میں تاخیر کی اس کا نسب جلدی نہیں چلتا۔

(۱۸۱) زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا علم کی خاطر، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو علم کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا، فرشتے اس کے رستہ میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(۱۸۲) حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضور م نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں جو اس غرض سے آیا کہ نیکی کی بات سیکھے یا سکھائے، اس کی حیثیت مجاہد فی سبیل اللہ کی ہے۔ اور جو اس مسجد میں کسی اور غرض کے لئے آیا تو اس کی حیثیت اس شخص کی ہے، جو دوسرے کے سامان پر نظر رکھتا ہے۔

(۱۸۳) حضرت ابوامامہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں چاہیئے کہ علم کے اُٹھ جانے سے پہلے پہلے اسے حاصل کر لو، پھر فرمایا عالم اور طالب علم دونوں ثواب میں شریک ہیں۔

(۱۸۴) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے حجرہ شریف سے مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت مسجد میں دو گروہ تھے ایک گروہ قرآن پڑھ رہا تھا اور عبادت کر رہا تھا اور دوسرا گروہ پڑھ اور پڑھا رہا تھا، حضور م نے فرمایا ہر شخص اچھا کام کر رہا ہے یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور عبادت کر رہے ہیں اگر اللہ چاہے انہیں عطا فرماوے اور اگر چاہے نہ عطا فرمائے۔ اور یہ لوگ پڑھ اور پڑھا رہے ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ فرمایا اور آپ ان ہی آخر کے لوگوں میں بیٹھ گئے۔

## اشاعت علم کا بیان

(۱۸۵) حضرت زید بن ثابت رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے میرا بیان سنا اور اس کی اشاعت کی کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مبلغ سے زیادہ سامع فقیہ ہوتا ہے۔ اس حدیث میں علی بن محمد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جس مسلمان میں اللہ کے لئے اخلاص اور ائمہ مسلمین کی نصیحت اور جماعت کی پابندی کی صفات پائی جاتی ہوں، وہ کبھی خیانت نہیں کرتا اور نہ ہی گمراہ ہوتا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا اس وقت جو کوئی بھی میرے پیغام کو سُن رہا ہے، اُسے چاہیئے کہ آگے آگے پہنچائے۔ کیونکہ بسا اوقات مبلغ سے زیادہ سامع اس کا اہل ہوتا ہے۔

## جو شخص نیکی کی ابتدا کرے

(۱۸۷) حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ نیکی کی ابتدا کرنے والے اور شر کو روکنے والے ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ شر کی ابتدا کرنے والے اور نیکی کو روکنے والے ہوتے ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو نیکی کی ابتدا کرتے ہیں، اور افسوس ہے ان پر جن کی وجہ سے بدی پھیلتی ہے۔

## لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے کا اجر

(۱۸۸) حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عالم کے لئے زمین و آسمان کی مخلوق حتیٰ کہ پانی کی مچھلی بھی بخشش کی دعا کرتی ہے۔

(۱۸۹) معاذ بن انس رضہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے علم کی اشاعت کی، اس کو ہر اس شخص کے عمل کا ثواب ملے گا جو اس کی تعلیم کی بنا پر نیک عمل کرے گا۔ اور عمل کرنے والے کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

(۱۹۰) عبد اللہ بن ابی قتادہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص بہت اچھا ہے جو اپنے بعد تین چیزیں چھوڑ جاتا ہے۔ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ صدقہ جاریہ جس کا اجر اسے ملتا رہتا ہے۔ اور علم جس پر اس کے بعد عمل ہوتا ہے۔

(۱۹۱) حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی موت کے بعد بھی اس کی نیکیوں میں اس کے اس علم کی وجہ سے اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کی اس نے اشاعت کی۔ اور نیک اولاد کی وجہ سے بھی جسے اس نے اپنے پیچھے چھوڑا۔ اور قرآن حکیم کی وجہ سے بھی۔ اور مسجد کی وجہ سے بھی جس کو اس نے اپنی زندگی میں بنوایا۔ اور اس گھر کی وجہ سے بھی جسے اس نے مسافروں کی خاطر بنایا۔ اور اس نہر کی وجہ سے بھی جسے اس نے جاری کیا، اور اس صدقہ کی وجہ سے بھی جسے اس نے اپنی زندگی اور صحت میں اللہ کی راہ میں دیا۔

(۱۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہتر صدقہ وہ علم ہے جو کسی مسلمان نے سیکھا، اور پھر اسے آگے کسی مسلمان بھائی کو سکھایا۔

## اس چیز کی کراہت کہ کوئی شخص اپنے پیچھے دوسرے آدمیوں کو رکھے

(۱۹۳) سقیب بن عبد اللہ بن عمرو رضہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو کبھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ دیکھا کہ حضور نے کبھی اپنے پیچھے لوگوں کو چلنے کی اجازت دی ہو۔

(۱۹۴) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ قبرستان کی طرف سے گذرے، اور لوگ آپ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ آپ نے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنی تو آپ نے اسے برا محسوس فرمایا اور آپ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کو آگے گذار دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں حضور کے دل میں تکبر

# شرح مثنوی مولانا روم

(از مدیر معاون)

اے ثنا گفتن ز من ترکِ ثنا است
کایں دلیلِ ہستی و ہستی خطا است

ترجمہ:- خدا کی یہ تعریف کرنا حقیقت میں ترکِ ثنا ہے۔ اس لئے کہ تعریف کرنا ہستی کی دلیل ہے اور ہستی فانی چیز ہے۔

تشریح:- خداوند تعالیٰ کی قسموں اور صفات کا جو ذکر اوپر کیا گیا ہے، وہ حقیقت میں تعریف نہیں ترکِ ثنا ہے۔ یعنی میرا یہ تعریف کرنا تعریف نہ کرنے کے مثل ہے۔ اس لئے کہ خدا کی تعریف کرنا گویا زبان سے کام لینا ہے۔ اور زبان کی گویائی ہستی کا ثبوت ہے۔ اور ہستی حقیقت میں پائدار چیز نہیں، فنا ہونے والی چیز ہے۔ ایک فنا ہونے والی چیز قائم و باقی چیز کی تعریف کیونکر کر سکتی ہے۔

دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسانی ہستی ایک بے کار ہستی ہے۔ اور ہمیشہ قائم و برقرار رہنے والی خدا کی ہستی کے سامنے انسانی ہستی اس قابل ہے کہ اس کو فنا کرکے بقا بعد فنا کی عظمت حاصل کی جائے اس بنا پر انسان اگر اپنی زبان سے کام لیتا اور خدا کی ثنا و صفت کرتا ہے تو وہ گویا اس کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ اپنی ہستی کو عزیز سمجھتا ہے اور بقا بعد فنا کو عزیز نہیں سمجھتا۔

پیش ہست او بباید نیست بود
چیست ہستی پیش او کور و کبود

ترجمہ:- خدا کی ہستی کے سامنے انسانی ہستی کو فنا ہو جانا چاہیئے اس لئے کہ اے انسان تیری ہستی اس کے سامنے کور و کبود ہے۔

تشریح:- مولانا نے اوپر یہ بتایا تھا کہ انسانی ہستی ناپائدار اور فنا ہونے والی چیز ہے۔ اب یہ بتاتے ہیں کہ انسانی ہستی خدا کی ہستی کے روبرو کور و کبود یعنی لاشے اور نابود چیز ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو فنا کر دے۔ اور اپنی ہستی کو ہستی خیال کرکے خداوند تعالیٰ کے جمال کے مشاہدے سے اپنے آپ کو باز نہ رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ انسان کی ہستی جمال الٰہی کی زیارت کی اہلیت نہیں رکھتی، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دیدار جمال الٰہی میں حارج ہے۔ اس لئے اس کو فنا کر دینا چاہیئے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا کی ہستی کے سامنے ہماری ہستی کور و کبود یعنی بے نور اور تاریک ہے۔ بے نور تو اس لئے کہ اگر وہ (یعنی انسانی ہستی) حقیقت بیں ہوتی اور اپنے آپ کو نابود خیال کرتی، تو حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو فنا کر دیتی اور خداوند تعالیٰ کی ہستی کو پہچان لیتی۔

چونکہ وہ اس سے قاصر رہی ہے اور جمال حق کی روشنی، گرمی تک محسوس نہیں کر سکی ہے۔ اس لئے بے نور ہے اور کبود (تاریک) اس لئے ہے کہ وہ (یعنی انسانی ہستی) دنیا کی تاریکیوں (انکار و ترددات باطلہ اوہام و آلام ناشائستہ) میں گرفتار ہے۔ اور دنیا پر اس قدر شیدا ہے کہ اس سے قطع تعلق پر آمادہ نہیں ہوتی۔

گر نبودی کور ازو بگداختی
گرمیِ خورشید را بشناختی

ترجمہ:- اگر انسانی ہستی کور نہ ہوتی یعنی اس کی آنکھیں بے نور نہ ہوتیں تو وہ گرمی خورشید یعنی خداوند تعالیٰ کی ہستی کے کمال کو شناخت کر لیتی۔

تشریح:- اوپر مولانا نے انسانی ہستی کو کور و کبود بتایا تھا۔ اس شعر میں اور اگلے شعر میں اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کی ہستی یعنی اس کا بقا اس کی کوری و کبودی کی علامت ہے۔ اور باری تعالیٰ کے صفات کے حقوق ادا کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ وہ فنا ہو جاتا۔ تاکہ زبانی ثنا و صفت کی حد سے گذر کر حقیقی ثنا کے فرض کو ادا کر سکتا۔

ور نبودی او کبود از تعزیت
کے فسردی ہمچو یخ ایں ناحیت

ترجمہ:- اگر انسانی زندگی دنیوی غم و الم سے تاریک نہ ہوتی تو برف کی مانند اس جانب (یعنی دنیا میں) کیوں جم جاتی۔

تشریح:- انسانی زندگی تاریک اس لئے ہے کہ وہ دنیا کے مشاغل میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور برف کی مانند جم کر رہ گئی ہے۔ انسان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ اپنی ہستی کو فنا کر دیتا۔ اور خدا شناسی کا مرتبہ حاصل کر لیتا۔

ان تمام اشعار میں انسانی ہستی سے مراد وہ ہستی ہے، جو فنا سے پہلے ہو۔ بقا بعد فنا مراد نہیں ہے۔

# نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## جوتے سمیت نماز پڑھنا جائز ہے

(۲۲۷) حضرت انس رضؓ سے حضرت سعید رضؓ نے پوچھا، کیا حضورؐ جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضؓ نے جواب دیا، ہاں پڑھا کرتے تھے۔

# کتاب الامامت

## امامت کے شرائط اور تفصیلات

## نااہل اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز

(۲۲۸) حضرت عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا بہت جلد ایسا دور آئے گا کہ تمہیں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑے گا جو وقت پر نماز نہیں پڑھیں گے، ایسی صورت میں تم نماز کے اصل وقت پر اپنے طور پر نماز پڑھ لینا۔ اور اگر ان کی نماز کے وقت تم ان کے ساتھ ہوتے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔ یہ نماز نفل ہو جائے گی۔

## امامت کی اہلیت

(۲۲۹) حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے امامت کا سب سے زیادہ اہل وہ شخص ہے، جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ اگر اس خصوصیت میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جس نے پہلے ہجرت کی، اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں، تو وہ امامت کرائے جسے زیادہ حدیثیں یاد ہوں۔ اگر یہ خصوصیت بھی سب میں یکساں پائی جائے تو سب سے معمر امام ہے، اور یہ جائز نہیں کہ جہاں کوئی امام ہو اس کی جگہ کوئی دوسرا اصل امام کی اجازت کے بغیر امامت کرائے اور بلا اجازت اس کی مسند پر خود جا بیٹھے۔

## اندھا امام بن سکتا ہے

(۲۳۰) حضرت محمود رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان اندھے تھے۔ اور اپنی قوم کے امام تھے۔

## نابالغ کی امامت جائز ہے

(۲۳۱) حضرت عمرو رضؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان سوار ہمارے گاؤں سے گذرا کرتے اور ہم ان کے پاس جا کر ان سے قرآن پڑھا کرتے میرے والد حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نماز کے امام کے متعلق پوچھا، حضورؐ نے فرمایا۔ تمہیں نماز وہ پڑھائے جو سب سے زیادہ قرآن داں ہو، میرے والد واپس آئے۔ تو انہوں نے قوم کو حضورؐ کا پیغام سنا دیا، سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور چونکہ مجھے سب سے زیادہ قرآن یاد تھا، اس لئے سب نے مل کر مجھے امام چن لیا۔ اس وقت میری عمر ۸ سال کی تھی۔

## امام اگر جنابت کی حالت میں بھول کر نماز پڑھانے کے لئے مصلیٰ پر کھڑا ہو جائے

(۲۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ گھر سے باہر نکلے تکبیر کہی گئی اور حضورؐ نماز پڑھانے کے ارادہ سے مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔ ناگاہ آپ کو کچھ یاد آیا اور نمازیوں کو ٹھیرنے کا حکم دے کر اندر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد غسل فرما کر اس حالت میں باہر نکلے کہ حضورؐ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اور ہم لوگ صفیں باندھے کھڑے تھے۔

## امام کا اتباع ضروری ہے

(۲۳۳) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ دائیں کروٹ کے بل گھوڑے سے گر پڑے۔ تمام صحابہ رضؓ حضورؐ کی عیادت کو حاضر ہوئے۔ اس وقت نماز کا وقت ہو گیا۔ حضورؐ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا، امام کے تقرر کا مقصد یہ ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے جب وہ رکوع کرے تو مقتدی بھی رکوع کریں۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہیں، جب وہ سجدہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ کریں۔

## ضمنی امامت

(۲۳۴) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے (اپنی بیماری کے دنوں میں) حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، حضرت صدیق رضؓ نے اس طریق سے نماز پڑھائی کہ حضورؐ ان کے آگے بیٹھے امامت فرما رہے تھے اور دوسرے لوگ حضرت صدیقؓ کے پیچھے کھڑے تھے، جب حضور تکبیر کہتے، تو حضرت صدیقؓ بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ تاکہ پچھلے والے سن لیں۔

## امام کے پیچھے ایک عورت کے نماز پڑھنے کا طریقہ

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میری خالہ نے حضورؐ کو دعوت

کی۔ حضور تشریف لاتے۔ کھانا کھا چکے تو حضور نے فرمایا تم لوگ کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔ میں اٹھا اور ایک پرانا بوریا بچھونے آیا۔ حضورؐ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں اور ایک اور حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور ہماری خالہ اکیلی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ اور حضورؐ نے نماز پڑھائی۔

## ایک مرد اور ایک عورت اگر امام کے پیچھے نماز پڑھیں

(۲۳۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رات کے وقت حضورؐ نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ اور میں آپ کے ساتھ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ میرے پیچھے کھڑی تھیں۔

## اگر امام اور ایک مقتدی ہو

(۲۳۷) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت میمونہ رضؓ اپنی خالہ کے ہاں سویا۔ حضورؐ نماز کے لئے کھڑے ہونے تو میں بھی آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ حضور نے مجھے سر سے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔

## امام کے پیچھے قریب تر کون لوگ کھڑے ہوں

(۲۳۸) حضرت ابو مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ جب نماز کی صفیں کھڑی ہو جاتیں تو حضورؐ اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے اور فرماتے برابر برابر کھڑے ہوا کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں ایک دوسرے سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ اور یاد رکھو پہلی صف میں میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو تم میں سے زیادہ عقل مند ہیں۔ پھر وہ لوگ کھڑے ہوں جو ان سے کم درجہ کے ہیں پھر ان سے ترتیب ان سے کم تر درجہ کے لوگ کھڑے ہوں۔ ابو مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے جو فرمایا تھا سچ نکلا۔ آج تم لوگوں میں منافرت پھیل گئی ہے۔

## صفوں کو برابر کرنے کا طریقہ

(۲۳۹) حضرت نعمان رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صفوں کو تیروں کی طرح برابر کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے ایک شخص کو صف سے آگے سینہ نکالے ہوئے دیکھا، تو فرمایا "صفیں سیدھی رکھا کرو، ورنہ یاد رکھو، تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔

## حضور صفیں کھڑی ہونیکے بعد کیا فرمایا کرتے

(۲۴۰) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صفیں کھڑی ہونے کے وقت تین دفعہ فرمایا کرتے کہ صفیں سیدھی کر لو۔ خدا کی قسم میں تمہیں پیچھے سے بھی آگے کی طرح سے دیکھ سکتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

# شرح دیوان حافظ رح

(از مدیر معاون)

دی وعدہ داد وصلم و در سر شراب داشت امروز تا چہ گوید و بازش چہ در سر است

ترجمہ:- کل مجھ سے اس نے اس حال میں وصل کا وعدہ کیا کہ اس کے قلب و دماغ میں محبت بھری ہوئی تھی۔ آج کی خبر نہیں کہ وہ کیا کہے اور اس کے خیال میں کیا ہے۔

تشریح:- کل تو محبوب حقیقی نے الفت کے ساتھ وصل کا وعدہ کیا تھا۔ آج معلوم نہیں اس کا خیال کیا ہے، اور وہ کیا کہتا ہے۔ یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے۔

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان میں (یعنی اللہ) ایک مخفی خزانہ تھا

اعرف فخلقت الخلق پھر میں نے اپنے آپ کو شناخت

کرانا چاہا اور اس کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔

مطلب یہ ہے کہ کل تو محبوب حقیقی نے زیارت جمال و مظاہر کی سعادت و عزت بخشی تھی، آج معلوم نہیں یہ عزت و سعادت ہم کو نصیب ہوتی ہے یا نہیں اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کی شان روزانہ جداگانہ ہوتی ہے۔ کل یوم ہو فی شان، آج عزت و سعادت کا دن ہے تو کل ابتلا و آزمائش کا۔ حافظ رح فرماتے ہیں کہ شرف دیدار خداوند تعالے کی مرضی پر موقوف ہے، وہ جب چاہے طالبوں کو اس سعادت کی عزت بخشے اور جب نہ چاہے نہ بخشے۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم با پادشہ بگوئے کہ روزی مقدر است

ترجمہ:- ہم فقر و قناعت کی عظمت و عزت کو ضائع نہ کریں گے۔ بادشاہ سے کہہ دو کہ روزی تو تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

تشریح:- روزی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس کو جتنا ملنا ہے اس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں کیا ضرورت ہے کہ ہم فقر (استغنا) اور قناعت کو ضائع کر دیں اور دولت مندوں یا بادشاہوں کی خوشامد کریں۔ اے مخاطب تو دولت مندوں اور بادشاہوں سے کہہ دے کہ جو کچھ خداوند تعالے نے ہمارے لئے تجویز کر دیا ہے ہم کو وہی ملے گا اور ہر حال میں ملے گا۔ اس لئے ہم تمہاری طرف کیوں متوجہ ہوں۔

فرق است از آب خضر کہ ظلمات جائے او تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

ترجمہ:- ہمارے اور خضر کے آب زندگانی میں فرق ہے۔ آب خضر ظلمات میں ہے اور ہمارے آب کا منبع اللہ اکبر ہے۔

تشریح:- شعر کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ ہمارے اور خضر کے چشموں میں بڑا فرق ہے خضر کا چشمہ ظلمات میں ہے اور ہمارا چشمہ اللہ اکبر نامی پہاڑ پر ہے جس میں ذات الہی کے مبارک نام کی سعادت شامل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ خضر کے آب حیات میں اور ہمارے چشمہ میں بڑا فرق ہے۔ خضر کا آب حیات ظلمات میں ہے اور ہمارے زندگی بخش چشمہ کا منبع اللہ اکبر ہے۔ یعنی ہمارے لئے دائمی یا روحانی زندگی بخشنے والا چشمہ وہ چشمہ ہے جو خداوند تعالے کی پاک ذات سے والبستہ ہے۔

آب خضر سے مراد آب حیات ہے جس کو حضرت خضر ع نے پی کر زندگی دوام حاصل کی تھی۔ یہاں اس سے مراد عشق ہے۔ چنانچہ دوسری غزل میں حافظ رح نے کہا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اس بنا پر شعر کا مطلب یہ ہے کہ خضر کے آب حیات اور ہمارے آب حیات میں بڑا فرق ہے۔ خضر کے آب حیات کا منبع ظلمات ہے اور ہمارے آب حیات کا منبع اللہ اکبر ہے۔ یعنی ظاہر پرست اگر ایمان اور عبادات سے اپنے آپ کو آراستہ رکھتے ہیں، یعنی ان کا عنصری وجود ظلمت ہے اور ہم یعنی عشق الہی رکھنے والے لوگ باطن کو آراستہ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ کرتے ہیں عشق کے حکم سے کرتے ہیں۔ اور عشق کا منبع قلب ہے نہ زمین اور نہ پانی۔ یعنی لوگو! میرے عشق کو دوسروں کے عشق پر قیاس نہ کرو۔ میرا عشق اعلیٰ مدارج طے کر چکا ہے اور دوسروں کا عشق ابتدائی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

بر دیگرے قیاس مکن درد من کہ او دارد نمک بدست و ما اشد بعضو ریش

# مفتاح الفتوح

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

باوجود اس کے کہ جو کچھ تعلیم و تربیت راہِ سلوک کی مرید کو حاصل ہوئی ہے، اور وصول کے جس مرتبہ پر ترقی پاکر وہ فایز ہوا ہے وہ پیر ہی کی مدد سے ہوا ہے۔ اور فی الحقیقت مرید نے جو کچھ پیر سے تعلیم پائی ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ علوم۔ قواعد۔ آداب۔ اور سلوک کے علاوہ تصرف باطن بھی ہے جو پیر نے مرید کے دل میں نور داخل کرنے۔ اور اس کی زمین استعداد میں تخم محبت بونے۔ اور اس کو بیضہ بشریت سے باہر لانے میں کیا ہے۔ لیکن مقامی خصوصیت اور زمین کی قابلیت اور اس کے وجود کی آب و ہوا کو اس کی شخصیت میں کچھ دخل نہیں۔

اور پیر کو جو راز و نیاز حاصل ہے، اس سے مرید بھی خبردار نہیں ہے۔ حالانکہ وہ مرید سیر و سلوک میں اپنے پیر کے آستانہ تک پہنچ چکا ہے۔

یعنی باوجودیکہ وہ اپنے شیخ کے مقام تک پہنچ چکا اور اس کی حالت کو معلوم کر چکا ہے۔ پھر بھی شیخ کے مخصوص راز باطنی کو نہیں معلوم کر سکتا۔ اس عبارت میں مرید کو پیر کے ساتھ ادب کی مزید رعایت برتنے کی تنبیہ کی گئی ہے کہ اگرچہ وہ پیر کے مقام تک پہنچا ہے۔ مگر پھر بھی ابھی چوکھٹ ہی پر پڑا ہوا ہے۔ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اس حقیقت کا اعتقاد کر لیا ہے کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر بھی پہنچا دے، پھر بھی میرا سر وہاں ہوگا جہاں کہ شیخ عبدالرحمٰن، شیخ علی لالا، و شیخ نجم الدین قدس اسرارہم کے قدم مبارک ہوں گے۔ بیت

بلند مرتبہ زیں خاک آستاں شدہ ام
غبار کوئے تو ام گر سر بر آسماں شدہ ام

اگرچہ ممکن ہے کہ مقام شیخ تک پہنچنے پر مرید اپنی قوت استعداد کی مدد سے اس سے گذر کر اعلیٰ مقام پر ترقی کر جائے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

ایسی حالت میں جبکہ مرید اپنے پیر کی حالت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پیر سے اس کا تعلق علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اور تب اللہ تعالیٰ اپنے کرم و عنایت سے اس کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پس اس کا تعلق تمام خلقت سے منقطع و علیحدہ کر دیتا ہے۔ کیا شیخ اور کیا غیر سب سے۔

جیسے کہ زمانہ شیرخوارگی کے ختم ہونے پر بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں اس بچہ کی تربیت انواع و اقسام کی غذاؤں اور طرح طرح کے کھانوں سے کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

گویا شیخ دودھ پلانے والی دایہ ہے اور مرید بمنزلہ شیرخوار کے یعنی جب تک اس میں ہر قسم کے کھانوں کے تغذیہ کی قابلیت نہ ہو دایہ کی سپردگی میں ہے اور جب دودھ بڑھا دیا گیا تو اس کی حالت دوسری ہے۔ زمانہ شیرخوارگی دو سال کے بعد نہیں رہتا۔ اسی طرح خلق کا تعلق ہوا و خواہش کے دور ہونے کے بعد نہیں رہتا۔ شیخ کا کام ہے کہ سالک کے باطن سے ہوا و ارادت کو دور کر دے۔ پس جب ہوا و ارادت دور ہوگئی تو شیخ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ ہوا و ارادت کے زائل ہونے پر تاریکی۔ کدورات۔ نارسائی وغیرہ نہیں رہ جاتیں۔

کیونکہ فنا حاصل ہونے کے بعد کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور (سیر الی اللہ و سلوک) اپنی انتہائی حد کو پہنچ جاتا ہے اور سالک مرتبہ کمال کو پہنچ کر دائرہ ولایت میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو بقا حاصل ہو کر "سیر فی اللہ" کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ اور اب وہ تجلیات متنوعہ الٰہی کی تربیت میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کی مدد سے مرتبۂ تکمیل میں ہو کر مقام "بقا" میں پہنچے گا۔ فرماتے ہیں کہ شیخ و مرشد کی حاجت سلوک کے مرتبہ میں ہوا و ارادت کے توڑنے و زائل کرنے کے واسطے ہے۔ کیونکہ سالک ضعف باطن کے باعث اس کے توڑنے کی قوت نہیں رکھتا ہے۔ ہوا و ارادت کی مزاحمت کے باعث مقام "فنا" و وصول تک نہیں

نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا کہ بچہ شیرخوار ضعف بدن کے باعث کھانوں اور غذاؤں کو کھا نہیں سکتا۔ یہ مواد ارادت کے زائل ہونے اور فانی ہونے کے بعد کرسی کو صفت بشریت سے باہر آنا کہتے ہیں۔ اور عادت یوں جاری ہے کہ یہ کام شیخ کامل کی تربیت و تصرف پر موقوف رکھا گیا ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد احتیاج شیخ کی باقی نہیں رہتی ہے

آں شد کہ بار منت ملاح بردمے گوہر چو دست داد بدریا چہ حاجت است

بعض مجذوبوں کا ایسے بھی ہیں کہ ابتدا ہی میں اگرچہ صحبت مشائخ اہل تربیت میں ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت ان کی تربیت و ترقی دوسری جگہ سے ہوتی رہتی ہے۔ اور یہی کیفیت حضرت خنیث آپ رضی اللہ عنہ کی تھی۔ جیسا کہ آپ کا قول ہے۔ انما مارباني رسول الله وليس لاحد علي منة بعد الله ورسوله

شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری نے شیخ مکین الدین اسمر سے نقل کیا ہے کہ انا ما رباني الا رسول الله عليه السلام۔ اور شیخ عبدالرحیم قناوی سے نقل ہے کہ انا لا منة لاحد علي الا رسول الله صلى الله عليه وسلم باوجود اس کے بھی حق نعمت شناسی و ولی نعمتی و شکر گذاری کے ادب کی رعایت واجب ہے۔ یہ دونوں اشعار ان دونوں مضامین کے حامل ہیں۔ بیت

حافظ مرید جام مئے است صبا برو از بندہ بندگی برساں شیخ جام را

دیگر

دلا اگرچہ زشت کردار بود در خلوت معشوق نگر اشاید بود

بہر حال نفی غیر و قطع ماسوائے حق کے وصول ہونے کے بعد کا وظیفہ آگے بیان فرماتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

# موطا شریف اردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)
(گذشتہ سے پیوستہ)

قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رض کہتے ہیں کہ میں نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر عشی یعنی ٹھنڈے وقت پڑھتے دیکھا۔[1]

## وقت جمعہ

مالک بن عامر اصبحی رض سے روایت ہے، کہا انہوں نے میں دیکھتا تھا ایک بوریا عقیل بن ابی طالب کا ڈالا جاتا تھا جمعہ کے دن مسجد نبوی کے پچھم کی طرف کی دیوار کے تلے۔ تو جب سارے بوریا پر دیوار کا سایہ آجاتا۔ عمر بن الخطاب نکلتے اور نماز پڑھتے جمعہ کی (امام) مالک نے کہا کہ ہم بعد نماز (جمعہ) کے اگر چاشت کے عوض سویا کرتے۔

عبداللہ بن اسید بن عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ عثمان رض نے نماز جمعہ پڑھی مدینہ میں، اور عصر کی ملل[2] میں۔

## جس نے جماعت کی ایک رکعت پالی اس کو جماعت کا ثواب ملیگا

ابی ہریرہ رض نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔

امام مالک رض کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابو ہریرہ رض سے فرماتے تھے کہ جب رکوع پالیا تو اس نے سجدہ پایا یعنی وہ رکعت پائی۔ اور جس کو سورہ فاتحہ پڑھنا نہ ملا تو اس کی بہت خیر جاتی رہتی۔

دلوک الشمس وغسق اللیل اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر (قرآن مجید)

روایت ہے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے۔ دلوک الشمس سے آفتاب کا ڈھلنا مراد ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتے تھے۔ دلوک الشمس جب ہوتا ہے کہ سایہ پلٹے پچھم سے پورب کو۔ اور غسق اللیل رات کا گذرنا اور اندھیرا اس کا۔

## وقتوں کا بیان

عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس کی نماز عصر کی گذر جاوے تو گویا لٹ گیا گھر بار اس کا۔

یحییٰ بن سعید رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی جماعت میں نہ تھا۔ پوچھا آپ نے کس وجہ سے تم رک گئے جماعت میں آنے سے؟ اس نے عذر کیا۔ تب فرمایا آپ نے طَفَّفْتَ (یعنی تو نے ثواب اپنا کم کیا)

یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ نماز پڑھتا ہے اور وقت جاتا نہیں رہتا۔ لیکن جس قدر وقت گذر گیا وہ اچھا اور بہتر تھا اس کے گھر بار سے۔[1]

## نماز سے سو جانے کا بیان

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگ خیبر سے لوٹے رتوں رات کو چلے۔ جب اخیر رات ہونے کو آئی، بلال رض سے فرمایا کہ صبح کی نماز کا تم خیال رکھو، اور آپ سو رہے، اور اصحاب بھی سو رہے (جتنی کہ خدا کو منظور تھا) بلال جاگتے رہے۔ پھر بلال نے اپنے اونٹ پر تکیہ لگایا، اور منہ اپنا صبح (مشرق) کی طرف کئے رہے۔ اور لگ گئی آنکھ بلال کی تو نہ جاگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور نہ بلال رض اور نہ کوئی شتر سوار، یہاں تک کہ پڑنے لگی اُن پر تیزی دھوپ کی۔ تب چونک اٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا ہے یہ اے بلال! کہا بلال نے زور کیا مجھ پر اس چیز نے جس نے آپ پر زور کیا (یعنی نیند نے) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوچ کرو، تو لادے لوگوں نے کجاوے اپنے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ حکم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال کو تکبیر کہنے کا تو تکبیر کہی بلال نے نماز کی۔ پھر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی۔ بعد اس کے فرمایا جب نماز پڑھ چکے، جو شخص بھول جاوے نماز کو تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جب یاد آوے۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے: اقم الصلوٰۃ لذکری، قائم کر نماز کو جس وقت یاد کرے مجھ کو۔

## ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ ولی اللہ رح نے مصفیٰ میں لکھا ہے کہ عشی اہل مدینہ کے عرف میں ایک مثل کے قریب کو کہتے ہیں۔
[2] ملل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

[1] ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ قول یحییٰ کا حکم میں حدیث مرفوع کے ہے (زرقانی)

نے جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کر نماز میں ٹھنڈک تک۔ اس لئے کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے۔ اور فرمایا آپ نے جہنم نے گلہ کیا پروردگار سے، تو اذن دیا پروردگار نے اس کو دو سانسوں کا۔ ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔

## مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت

سعید بن المسیب رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھایا اس درخت (لہسن یا پیاز کچی) میں سے تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہم کو تکلیف دیوے اس کی بو سے۔

## نماز میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت

عبد الرحمن بن المجبر سے روایت ہے کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر رضؓ جب کسی کو دیکھتے تھے کہ منہ اپنا ڈھانپے ہے نماز میں۔ کھینچ لیتے تھے کپڑا زور سے یہاں تک کہ کھل جاتا منہ اس کا۔

## وضو کی ترکیب

عمرو بن یحییٰ مازنی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن زید سے جو دادا ہیں عمرو بن یحییٰ جو صحابی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کیا تم مجھ کو دکھا سکتے ہو کس طرح وضو کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ کہا انہوں نے ہاں، تو منگایا انہوں نے پانی پھر کا، پھر ڈالا اس کو اپنے ہاتھ پر، دھویا دونوں ہاتھوں کو دو دو بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار، پھر منہ دھویا تین بار، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار، پھر مسح کیا سر کا دونوں ہاتھوں سے آگے سے پیچھے اور پیچھے سے لائے۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے مسح شروع کیا پیشانی سے گدی تک، پھر گدی سے پیشانی تک لائے پھر دونوں پیر دھوئے۔

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب وضو کرے کوئی تم میں سے تو پانی ڈال کر چھینکے اور جو ڈھیلے لیوے واسطے استنجا کے تو طاق لیوے۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے[1]۔

عبد الرحمن بن عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضؓ کہتے تھے کہ پانی سے اپنے ستر کو دھوتے۔

[1] ایڑی اگر وضو میں سوکھی رہ جائے تو اس کے لئے حکم ہے ایسے ہی تمام اعضائے وضو کے لئے ہے۔

(باقی آئندہ)

# ضروریات دین

## مسلمانوں کی مالی حالت

(از جناب مولانا سید طفیل احمد صاحب علیگ)

**محنت اور زمین** انسان جب اول دنیا میں آیا تو اس کی حالت دوسرے جانوروں سے زیادہ مختلف نہ تھی درختوں کے پھلوں، پتوں اور جڑوں سے لیکر جانوروں کے گوشت اور خون تک جو کچھ اسے ملتا اُسے کھاتا تھا۔ کھانا حاصل کرنے کے لئے اُسے جنگل میں جانے اور شکار کے لئے جانوروں کا پیچھا کرنے اور ان کاموں میں محنت کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس لئے اس وقت انسان صرف "محنت" سے واقف تھا۔

رفتہ رفتہ اس کی عقل نے اُسے بتایا کہ دانوں اور گٹھلیوں کو زمین میں دبا کر اس سے زیادہ بیج اور غلہ اور پھل تیار کرے۔ تجربہ سے اُسے معلوم ہوا کہ جو محنت وہ شکار کے پیچھے بھاگنے اور درختوں سے غذا حاصل کرنے میں صرف کرتا تھا، اس سے کم محنت میں وہ زمین سے بہت زیادہ غلہ اور پھل تیار کر سکتا ہے، اس لئے اس کے دل میں "زمین" کی قدر ہوئی۔ اس طرح اس کی معاش کے لئے دو چیزیں وجود میں آئیں۔ محنت اور زمین۔

ابتدا میں وہ جس قدر غذا حاصل کرتا، اُسے کھا کر ختم کر دیتا تھا مگر بعد میں اس نے شہد کی مکھیوں کی طرح بچی ہوئی غذا کا ذخیرہ رکھنا شروع کیا جو خزاں اور خشکی کے زمانہ میں اُسے کام دیتا تھا۔ یہ ذخیرہ "دولت" کہلایا۔ دولت اگر کسی شخص کے پاس زیادہ ہوتی اور اس کے بھائی یا پڑوسی کے پاس نہ ہوتی تو ضرورت کے وقت اُسے اُدھار کے طور پر دیدی جاتی تھی۔ مگر اُس پر تھوڑی بہت بڑھوتری لینا ناجائز سمجھا جاتا، کیونکہ اس زمانہ میں "دولت" مزید دولت پیدا کرنے کے کام میں نہ لائی جاتی تھی۔ اور محض ضروریات زندگی پورا کرنے کی چیز تھی۔ اسی بنا پر یونان کے مشہور فلسفی ارسطو کا قول تھا کہ "روپیہ انڈے بچے نہیں دیتا" باوجود اس ممانعت کے بعض دولت مند لوگ اپنا غلہ یا سکہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو دے کر اُس پر اضافہ یا سود لیتے تھے، جس سے ان کی دولت اور زیادہ بڑھتی تھی اس کے ساتھ قرض دار غریبوں کی غربت اُسی نسبت سے بڑھتی جاتی تھی۔ اور جب یہ غریب قرضہ کا روپیہ مع سود کے ادا نہ کر سکتے تھے، تو اس کے بدلے میں وہ ان کے غلام بن کر اس کی خدمت کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ جب تک کہ اس کا قرضہ پورا نہ ہو۔ ان وجوہ سے قرض داروں کے ساتھ عام طور پر لوگوں کو ہمدردی اور دائنوں سے نفرت ہوتی تھی۔ غرضکہ ملکی اور مذہبی دونوں قسم کے قوانین میں سود کے لین دین کی قطعی ممانعت تھی، اور اس کے لئے سخت سزائیں تھیں۔ جیسا کہ ذیل کے مذہبی احکام سے معلوم ہوگا۔

**مذہب میں سود کی ممانعت** (۱) یہودیوں کا مذہب جو دنیا کا نہایت پرانا مذہب ہے: ان کی آسمانی کتاب خروج میں تحریر ہے۔

"اور اگر تمہارا بھائی تمہارے بیچ میں محتاج اور تہیدست ہو جائے تو تم اس کی دستگیری کرو خواہ وہ اجنبی ہو خواہ مسافر، تاکہ وہ تمہارے ساتھ زندگانی بسر کرے۔ تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنے خدا سے ڈر۔" (اخبار باب ۲۵۔ آیت ۳۵-۳۶)

(۲) عیسائیوں کی آسمانی کتاب لوقا کی انجیل میں آیت ۳۵ پر تحریر ہے۔

"اپنے دشمنوں سے محبت کرو اور احسان کرو، اور قرض دو بحالیکہ اور کسی قسم کی نا امید نہ رکھو پس تمہارا اجر بڑا ہوگا، اور تم خدا کے بیٹے ہوگے۔"

(۳) ہندوؤں کی کتاب منوسمرتی میں تحریر ہے:-

"سود کھانے والے کا اناج کھانا ممنوع ہے۔"

(منوسمرتی ادھیائے ۴۔ اشلوک ۲۱۰)

نیز لکھا ہے کہ:-

"سود کھانے والے کا اناج پاخانہ ہے۔" (اشلوک ۲۲۰)

(۴) قرآن حکیم میں متعدد آیتوں میں سود کی ممانعت ہے۔ مگر ذیل کی آیتیں خاص طور پر اُس زمانہ کے سود کے طریقہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔

(۱) وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اٰتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون (روم)

اور جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال بڑھیں پس وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتے اور جو دیتے ہو صدقہ جس سے تمہاری مراد خاص اللہ کی رضا ہوتی ہے پس یہ صدقہ دینے والے لوگ

مال کتنی گنا کر لیتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

(ب) یمحق اللّٰہ الربوٰ و یربی الصدقات و اللّٰہ لا یحب کلّ کفار اثیم (بقرہ) — گھٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو اور اللہ ناپسند کرتا ہے ہر ناشکر مجرم کو۔

نیز ارشاد ہے:-

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و ذروا ما بقی من الربوٰا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ و ان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون (بقرہ) — اے مسلمانو! خدا کی مواخذہ سے اندیشہ کرو اور جو کچھ تمہارا سود کسی کے ذمہ رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم حکم ماننے والے ہو۔ پس اگر تم نے نہ کیا، تو ہوشیار ہو واسطے لڑنے خدا اور رسول کے۔ اگر تم نے معاملات سودی سے توبہ کر لی تو تمہارا حق صرف اصلی مطالبہ ہے۔ نہ تم ظالم ہو اور نہ مظلوم۔"

ان چاروں مذاہب کی کتابوں سے واضح ہوتا ہے کہ اُن زمانوں میں روپیہ محض ضروریات پوری کرنے کے لئے لیا جاتا تھا، خواہ وہ سود پر ملے یا بلا سود ملے۔ یا بطور صدقہ اور زکوٰۃ کے حاصل ہو۔

**سرمایہ** مگر با وجود مذہبی ممانعتوں کے سود کا لین دین ہندوستان میں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے سود پر روپیہ لے کر اُسے کھیتی باڑی اور تجارت کے کاموں میں لگانا شروع کیا جس سے اور زیادہ مال و دولت پیدا ہوئی۔ فریقین نے اس نفع کو دیکھ کر ہندوستان میں سود کے جواز کی یہ صورت نکالی گئی کہ "دام دوپٹ" کا قانون جاری کیا گیا جس کی رو سے سود کی مقدار اصل رقم سے نہ بڑھ سکتی تھی۔ مثلاً ایک شخص ایک سو روپیہ قرض لیتا تو اس کا سود جمع ہو کر اس سے ایک سو روپیہ سے زیادہ وصول نہ کیا جا سکتا تھا۔ اب جبکہ "دولت" قانون کی رو سے نفع آور کاموں میں لگائی جانے لگی، تو اس کا نام "سرمایہ" ہو گیا۔ اس طرح انسانی معاش کے لئے تین چیزیں وجود میں آگئیں یعنی محنت، زمین اور سرمایہ۔ ان تینوں ذرائع سے ہندوستان میں خوب دولت پیدا ہوئی اور وہ تمام طبقوں میں تقریباً یکساں تقسیم تھی۔ اور کوئی ایک طبقہ حد سے زیادہ دولت مند نہ تھا۔ روپیہ والوں کی ایک جماعت ضرور تھی جو کاشتکاروں، کاریگروں اور دکانداروں کو سودی قرض دیتی تھی۔ مگر چونکہ سود کی مقدار محدود تھی اس لئے مہاجنوں کی دولت بھی محدود تھی۔

**انگلستان میں سرمایہ** ہندوستان کی اسی خوش حالی کے زمانہ میں یہاں انگلستان کی حکومت ہو گئی۔ انگلستان کی جگہ اگر یہاں انگریزی قوم کی حکومت ہندوستان میں رہ کر ہوتی تو اس میں نقصان نہ تھا، کیونکہ اس سے پہلے آریوں اور ہنوں، غوریوں اور مغلوں وغیرہ کی حکومتیں ہو چکی تھیں جن میں ہندوستان کا روپیہ ایران یا وسط ایشیا کو نہ جاتا تھا۔ مگر اٹھارھویں صدی میں جو حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی۔ وہ انگلستان کی تھی۔ اس وقت ہندوستان کی مالی حالت کا اندازہ مورخ ڈو کی حسب ذیل تحریر سے ہو سکتا ہے۔

"سراج الدولہ کے انتقال کے بعد جن لوگوں نے بنگال میں سے ہو کر سفر کیا، ہم ان سے اس بات کی تصدیق کرانا چاہتے ہیں، کہ اس وقت یہ سلطنت دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند، آباد اور کاشت کے اعتبار سے بہترین تھی۔ یہاں کے شرفا اور تاجر دولت اور عیش و عشرت میں لوٹ لگاتے تھے۔ اور ادنیٰ درجہ کے کاریگروں اور کسانوں پر خوش حالی اور آسائش کی برکتیں نازل ہوتی تھیں۔"

اس کے مقابلہ میں انگلستان کی جو مالی حالت تھی اور ہندوستان کے روپے سے انگلستان کو جو فائدہ پہنچا، اس کی کیفیت حسب ذیل اقتباسات سے ہو گی۔

"قبل اس کے کہ جنگ پلاسی فتح ہوتی، اور ہندوستان کے خزانے بہہ بہہ کر انگلستان میں آنے شروع ہوتے ہمارے ملک (انگلستان) کا جوار بھاٹا نہایت نیچا تھا خود انگلستان کی صنعتی ترقی بنگال کے بے شمار دولت کے ذخیروں، اور کرناٹک کے خزانوں کی بدولت ہوئی۔" (سر ولیم ڈگبی)

"ہندوستان کے ساتھ انگلستان نے جس کا اب وہ ماتحت ہے، بڑی نا انصافی کی ہے، اور اس کی ایک افسوسناک مثال یہ ہے کہ ۱۸۱۳ء میں ایک گواہ نے (تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے) بیان کیا تھا کہ اس وقت تک ہندوستان کے سوتی اور ریشمی کپڑے برطانیہ کے بازاروں میں برطانیہ کے بنے ہوئے مال سے ۵۰ اور ۶۰ نیصدی سستے بکتے تھے اور پھر بھی نفع کے ساتھ۔ لہٰذا ضروری ہو گیا کہ ۷۰ اور ۸۰ نیصدی تک کے امتناعی محصول لگا کر انگلستان کی مصنوعات

کی حفاظت کی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا ہوتا اور یہ
انسدادی محصول اور احکام نہ ہوتے، تو مانچسٹر اور
پیسلی کے پتلی گھر کھلتے ہی بند ہو گئے ہوتے اور بھاپ
کی طاقت بھی ان کو حرکت میں نہ لاسکتی۔"

(روشیش چندردت صفحہ ۲۶۳)

غرضکہ ہندوستان کے روپے سے انگلستان میں سرمایہ کی
ریل پیل ہوئی جس سے وہاں کی شرحِ سود گھٹی، اور اسی کے مطابق
وہاں سود کے قانون بنتے گئے۔ چنانچہ ۱۵۴۵ء میں بشپ جان مرٹن
کی تحریک سے انگلستان میں یہ قانون پاس ہوا کہ مہاجن کو دس فیصدی
سے زیادہ سود نہ دلایا جائے۔ ۱۶۲۴ء میں شرح گھٹا کر آٹھ فیصدی
کردی گئی ۱۶۵۱ء میں ۶ فیصدی کی گئی۔ پھر پانچ فیصدی کی گئی۔
اور انجام کار ۱۸۵۴ء میں تعین شرحِ سود کا قانون بالکل منسوخ کر دیا
گیا، اس لئے کہ وہاں سرمایہ کی اس قدر زیادتی تھی کہ شرحِ سود
از خود نہایت کم ہوتی چلی جاتی تھی۔

## شرح سود کی آزادی سے بربادی

کاش شرحِ سود کی آزادی صرف انگلستان تک محدود رہتی، جہاں دولت کی افراط تھی، غضب تو یہ ہوا کہ اس قانون کا نفاذ ۱۸۵۵ء میں ہندوستان میں کر دیا گیا جہاں کی دولت مسلسل ایک سو سال سے مختلف صورتوں میں انگلستان چلی جا رہی تھی۔ اور جس کی نسبت لارڈ میکالے نے لکھا تھا کہ ہندوستان سے دولت کے دریا بہہ کر انگلستان جاتے تھے۔

اس جدید قانون کی رو سے ہندوستان کا "دام دوپٹ" کا پرانا قانون منسوخ ہو گیا، جس کی رو سے اصل سے زیادہ سود کی رقم نہ بڑھ سکتی تھی۔ اس وقت تک یہاں ایک روپیہ سیکڑہ ماہوار سے زیادہ سود لینا مہاجنوں میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر سود کی آزادی نے ملک میں بے شمار سودخوار مہاجن پیدا کر دیئے، جو غریبوں کو چند روپے دیکر ان کے گھربار اور زمین نیلام کرا لیتے تھے۔ اس سے ہر قوم کے کاشتکاروں، کاریگروں اور دوکان داروں کو نقصان پہنچا۔ مگر خصوصیت کے ساتھ مسلمان زیادہ برباد ہوئے جو بالعموم مذہب کے زیادہ پابند ہیں۔ اور اس لئے سود کا لینا نہایت گناہ کا کام سمجھتے ہیں۔ ان کی اس بربادی کو دیکھ کر ان کے متعدد علماء نے ہندوستان میں سود کے لین دین کے فتوے دیئے۔ سب سے اول دہلی کے سب سے بڑے عالم شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو انیسویں صدی میں تھے، ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ غیر مسلموں سے سود لیں

پھر ستر علماء کے فتووں سے اسی قسم کے مسئلہ کی اشاعت ہوئی اور بعض علماء نے "مضاربت برقم معین" کی بنا پر یہ طے کیا کہ تجارت کرنے کی غرض سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ایک رقم دے کر اس سے معین منافع لے سکتا ہے۔ اسی طرح بہت سے علماء نے بینک کے سود کے جواز کے فتوے دیئے۔ مگر باوجود اس کے اب تک مسلمانوں میں عام طور پر سود لینے کا رواج نہیں ہوا ہے اور اگرچہ سود دینا بھی ایسا ہی گناہ ہے جیسا کہ سود لینا تاہم مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم سود نہیں دیتی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں مسلمان سرمایہ داروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم نے عدالت ہائے دیوانی کی ڈگریوں کا جو مسلمانوں پر ہوتی ہیں، ایک نقشہ دیا تھا، جس میں دکھایا تھا کہ ایک مدیون کو ننانوے روپے کے چھ ہزار روپے دینے پڑے۔ اسی طرح بندوبست کی رپورٹوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر تیس سال میں مسلمانوں کی کتنی جائدادیں نکل جاتی ہیں۔ چنانچہ ضلع مظفرنگر کی رپورٹ میں تحریر ہے کہ تیس سال میں سیدوں کی جائداد ایک لاکھ ستاسی ہزار ایکڑ سے گھٹ کر ایک لاکھ انچاس ہزار ایکڑ رہ گئی (اور واقعہ یہ ہے کہ اس باقی ماندہ جائداد میں سے نصف کے قریب مکفول اور رہن ہو گی) سادات کی نسبت رپورٹ مذکور میں تحریر ہے کہ "وہ سب سے زیادہ جائداد کی تحصیل میں ہیں، وہ نہایت مسرف ہیں اور انہیں کوئی اندازہ اپنے اخراجات کو اپنی حالت کے مطابق رکھنے کا نہیں ہے۔ ان کا تنزل اس قدر سرعت کے ساتھ جاری ہے کہ جیسے کوئی شخص پہاڑ سے اتر رہا ہو۔ اور اگر یہ رفتار اسی طرح جاری رہی، تو وہ بہت جلد مالکان آراضی کے زمرہ سے خارج ہو جائیں گے۔"

یہی حال مسلمان دوکانداروں اور کارخانہ داروں کا ہے۔ وہ بالعموم سود پر روپیہ لے کر اپنا کام چلاتے ہیں، اور چونکہ ملک میں روپیہ کم تعداد میں ہے، اس لئے شرحِ سود زیادہ دی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی زندگی سختی سے گذرتی ہے۔

## حقیقی علاج

کچھ عرصہ سے بعض صوبوں کی حکومتوں کو اس طرف توجہ ہوئی ہے، کہ وہ قانون کے ذریعہ شرحِ سود کم کریں، مگر اب تک جس قدر قوانین پاس ہوتے ہیں، وہ زیادہ تر کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں کے نفع کے ہیں۔ کاریگروں اور دوکانداروں کی حفاظت کے

قانون اب تک نہیں بنے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نظام سرمایہ داری کی موجودگی میں اس قسم کے توانین سے غریبوں کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انگلستان میں اس وقت بے انتہا دولت موجود ہے۔ مگر نظام سرمایہ داری ہونے کی وجہ سے اگر ایک طرف بہت سے کروڑپتی اور ارب پتی ہیں، تو دوسری طرف لاکھوں آدمی سخت غریبی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک طرف زیادتی دولت سے کچھ لوگ عیش پرست اور کاہل ہو جاتے ہیں، اور ضرورت سے زیادہ کھا کھا کر اور اس سے بیمار پڑ کر جلد مر جاتے ہیں، تو دوسری طرف زیادہ آدمی بھوکے رہ کر حد سے زیادہ محنت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جس سے وہ جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ پس حقیقی علاج جو ان خرابیوں کو دور کرنے کا ہو سکتا ہے، وہ یہی ہے کہ انفرادی سرمایہ داری کو مٹا کر حکومت وقت ذرائع پیداوار اور ذرائع تقسیم مال اپنے ہاتھوں میں لیلے۔ وہ رعایا کے ہر فرد کو کام دیتے اور اس کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہو اور اس بات کی نگراں ہو کہ ایک بڑا سرمایہ دار بہت سے غریب آدمیوں کی محنت اور وقت کو خرید کر انہیں اپنا غلام نہ بنا سکے اس قسم کا انتظام قائم ہونے سے نہ صرف مسلمان بلکہ جملہ اقوام ہند کے غرباء سرمایہ داروں کی غلامی سے نکل سکینگے۔

---

# مذہبی معلومات

## زندیق کی حقیقت

(از جناب مولوی محمد ادریس صاحب ندوی)

پروفیسر براؤن نے اپنی مشہور کتاب "تاریخ ادبیات ایران" صفحہ ۱۵۹ میں لفظ "زندیق" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"زندیق ایک فارسی اسم صفت ہے جس کے معنی ہیں وہ لوگ جو زند کی پیروی کرتے ہیں" مذہب مانی کے ماننے والے بھی زندیق کہلاتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دوسرے مذاہب کی کتابوں کی تفسیر اپنے ہی خیالات کی روشنی میں کرتے تھے۔ یہ طریقہ غناسطیوں اور پچھلے اسماعیلیوں کی مدد سے مطابقت رکھتا تھا۔ لیکن پروفیسر بیوان کی تعریف بہت قریب قیاس ہے جیسا کہ فہرست ابن ندیم اور البیرونی سے معلوم ہوتا ہے کہ "سماع" (سننے والا) کا لفظ معمولی درجے کے مانویوں کیلئے استعمال ہوتا تھا، کیونکہ وہ اعلیٰ درجہ تجرد، تحرک کلی ایسے مذہبی فرائض کی پابندی عائد نہیں کرتے تھے اور وہ برگزیدہ اور صدیقین جنہوں نے اپنے لئے غربت کو دولت پر ترجیح دی ہو، ہوس، خواہش نفسانی سے اجتناب اور اس پر سختی سے قائم رہنا، فاقہ کرتے رہنا، از حد خیرات کرنا اپنا شعار بنا لیا ہو "صدیق" کہلاتے تھے (واحد جمع صدیقون) یہ ایک عربی لفظ ہے لیکن غالباً اصلی آرمینک حالت میں "صدیقائے" تھا جو فارسی میں "زندیک" ہو گیا، ذکو ن دے بدل دیا جیسے فارسی میں شنبہ (Sabbath) سے شنبعہ (Shambadh) موجودہ شنب ہو گیا اور سنسکرت میں "سمصانت" سے "سندصند" ہو گیا۔ اس خیال کے مطابق "زندیک" عربی میں منتقل ہو گیا۔ یہ علامت ان کے آرمینک نام کی فارسی صورت ہے۔ یہ پہلے صرف اسی طبقہ کیلئے مخصوص تھا، لیکن بعد میں عام کافروں کے لئے استعمال ہونے لگا۔

براؤن نے اس آخری رائے کو ترجیح دی ہے لیکن یہ تیقن علمائے اسلام کی تحقیق کے مقابلہ میں حقیقت سے بہت دور معلوم ہوتی ہے۔ بے شبہ بیرونی کی آثار الباقیہ اور فہرست ابن ندیم میں مانویوں کے ذکر میں "سماع" اور "صدیق" دو جماعتوں کے نام آتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ زندیق کی اصل یہی ہے۔ آثار الباقیہ صفحہ ۲۰۷ میں ہے۔

وشرع نوامیس یفترضها الصدیقون وهم ابرار المانوية وترهبوا وهو على انفسهم من ايثار المسكنة وقمع الحرص والشهوة ورفض الدنيا والزهد فيها ومواصلة الصوم والتصديق بما امكن وتحريم اقتناء شيء خلا قوت يوم واحد ولباس سنة وترك النساء وادامة التطواف في الدنيا للدعوة والارشاد ورسوماً اخر يفرضونها على السماعين اعني اتباعهم والمستجيبين لهم من المخلصين بالاكتساب الدنيا دينا۔

اور کچھ قوانین بنائے جن کو صدیقین یعنی مانویوں کے درویشوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا، مثلاً مسکنت کی ترجیح حرص اور شہوت کو ترک، دنیا میں زہد، پے در پے روزے، جتنا ممکن ہو صدقہ کرنا، ایک دن کی غذا سے زائد اور ایک سال کے لباس سے زائد جمع نہ کرنا، دنیا میں برابر تبلیغ کے لئے گشت کرنا، اور کچھ قوانین سماعین کے لئے بنائے۔ سماعین ان کے پیرو اور دنیا کے سامان سے متمتع تھے۔

اسی طرح ابن ندیم نے الفہرست میں مانویہ کے ذکر میں کئی موقعوں پر "صدیق" کا لفظ اور ایک موقع پر "سماع" کا لفظ استعمال کیا ہے، لیکن کہیں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے کہ یہ لفظ فارسی میں جا کر زندیق ہو گیا ہے۔

زندیق کا لفظ بے دین اور لامذہب لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر اس کی اصل صدیق ہی ہو اور اس سے مراد وہ فرقہ

مانویہ کے "صدیقین" ہوتے، تو اس کا محل استعمال ضرور بہتر ہوتا۔

لفظ "صدیق" کا احترام یہاں تک کیا گیا کہ جوہری نے "صدیق" کا وزن بتلاتے ہوئے مثال میں "فسیق" کو پیش کردیا اس پر صاحب لسان برہم ہوتا ہے اور کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| لقد اساء التمثیل فی ھذا | اس جگہ بری مثال دی |

(المکاتب زائد العروس جلد ۶ صفحہ ۲۶)

علمائے لغت کا فیصلہ ہے کہ "زندیق" عربی لفظ نہیں ہے بلکہ فارسی اور معرب ہے۔ لسان العرب جلد ۱۲ ص ۳ میں ہے

| | |
|---|---|
| زندیق، القائل ببقاء الدھر | زندیق بقائے دہر کے |
| فارسی معرب، وھو بالفارسیۃ | قائل کو کہتے ہیں، فارسی معرب |
| زندکر۔ ای یقول بدوام | ہے، فارسی میں اس کی اصل زندکر |
| بقاء الدھر | یعنی قائل دوام بقائے دہر ہے۔ |

تاج العروس جلد ۶ ص ۳۷۳ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| الصواب ان الزندیق | درست یہ ہے کہ زندیق کی |
| نسبۃ الی الزند وھو | نسبت مانی مجوسی کی کتاب زند |
| کتاب مانی المجوسی | کی طرف ہے۔ |

خوارزمی کی مفاتیح العلوم ص ۳۷ میں ہے

| | |
|---|---|
| الزنادقۃ: ھم المانویۃ وکان | زنادقہ مانویہ ہیں، یہی نام |
| المزدکیۃ یسمون بذلک | مزدکیوں کا تھا، مزدک وہی |
| (مزدک) ھو الذی ظھر فی ایام | ہے جو قباد کے زمانہ میں ظاہر ہوا |
| قباد وزعم ان الاموال | اس کا خیال تھا کہ مال اور |
| والحرم مشترکۃ واظھر کتابا | عورت مشترک ہیں۔ اس نے |
| سماہ زندا وھو کتاب المجوسی | زند نامی ایک کتاب کو ظاہر کیا |
| الذی جاء بہ زرداشت | یہ زردشت (جس کو یہ لوگ |
| الذی یزعمونہ انہ نبی | اپنا پیغمبر مانتے ہیں) کی کتاب |
| فنسب اصحاب مزدک الی | ہے۔ اس لئے اصحاب مزدک |
| زند واعرب الکلمۃ فقیل | زند کی طرف منسوب ہوئے۔ |
| زندیق۔ | عربی میں یہ لفظ زندیق ہوگیا |

غیاث اللغات ص ۲۱۰ میں ہے،

| | |
|---|---|
| صحیح آنست کہ معرب زندی است | صحیح یہ ہے کہ یہ زندی کا معرب |
| یعنی آنکہ اعتقاد زند کتاب زرتشت | ہے یعنی "وہ جو زرتشت کی کتاب |
| دارد، کہ قائل یزدان واہرمن | زند کا معتقد ہے" (زرتشت |
| بود موافق قاعدہ تعریب قاف | جو کہ یزدان اور اہرمن کا قائل |
| در آخر زیادہ کردہ اند چوں وزن | ہے) قاعدہ تعریب کے موافق |
| فعلیل بالفتح در کلام عرب نبود | ق کو آخر میں زیادہ کر دیا فعلیل |

(بالفتح) کا وزن عرب میں نہ تھا

| | |
|---|---|
| لہذا حرف اول را کہ زا است | اس لئے حرف اول "ز" کو کسرہ |
| معجمہ است کسرہ دادہ اند، در | دیدیا۔ معربات اور خیابان میں |
| رسالہ معربات و در خیابان | ہے، کہ زندیق بالکسر زندیک کا |
| نوشتہ کہ زندیق بالکسر معرب | معرب ہے اور یہ زند اور یائے |
| زندیک است و آں مرکب | نسبت سے مرکب ہے۔ کاف |
| از زند، بالفتح کہ نام زردشت | تصغیر تحقیر کے لئے ہے۔ پہلے |
| است و یائے نسبت وکاف | حرف کسرہ بموجب قاعدہ تعریب |
| تصغیر برائے تحقیر و کسر اول | ہے۔ |
| بجہت تعریب است۔ | |

ان تصریحات سے یہ چیز تو واضح ہوگئی کہ زندیق کی اصل فارسی ہے، جو کچھ اختلاف ہے وہ اس میں کہ فارسی میں اس کی اصل کیا ہے؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ اس کی اصل "زندہ" ہے ان کے نزدیک یہ لوگ دوام بقاء دہر کے قائل تھے، اس لئے "زندہ" سے زندیق کہلائے، دوسری جماعت کے نزدیک یہ لوگ "زند" نامی ایک کتاب کے پیرو تھے، اس لئے زندی اور زندیق کہلائے۔

زند زرتشت کی کتاب تھی یا مانی کی یا مزدک کی؟ یا کسی زبان کا نام ہے؟ ہم اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتے، اس لئے کہ یہ مسئلہ ہماری موجودہ بحث سے خارج ہے، البتہ "زندیق" کے محل استعمال پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر ضرور پہنچتے ہیں، کہ اس کی اصل یہی زند (بمعنی کتاب) ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ لفظ "زندیق" (بمعنی عقیدہ بقائے دوام دہر) کا استعمال ان مواقع پر بھی کیا جائے۔ جہاں بقائے دوام دہر کے عقیدہ کا کوئی سوال نہیں ہے۔

مشہور مورخ مسعودی نے اس لفظ پر جو فاضلانہ کلام کیا ہے، اس سے اصل حقیقت سامنے آجاتی ہے، وہ کہتا ہے:۔

"مانی کے زمانہ میں زنادقہ کا نام ظاہر ہوا، اور اسی کی طرف زندقہ منسوب ہوا، اس کی حقیقت یہ ہے کہ زرتشت جب اہل فارس کے پاس اپنی کتاب بستاہ لایا۔ جو فارسی کی قدیم زبان میں تھی اور اس کی ایک تفسیر لکھی۔ اس کا نام زند ہے، پھر تفسیر کی تفسیر لکھی۔ اس کا نام پازند ہے، زند پہلی نازل شدہ کتاب کی تاویل کی شرح تھی، مانی نے اس شریعت میں ایسی چیزیں ملائیں جو اس سے نہ تھیں، بلکہ بستاہ کے خلاف تھیں، اس کا رجحان

زندگی طرف تھا، اسی وقت سے لوگ کہنے لگے کہ
یہ زندی ہے، یہ لقب اس لئے تھا کہ وہ ظاہری
الفاظ سے انحراف کرتے ہوئے اس تاویل کی طرف
راغب تھا، جو اصل کے خلاف تھی، جب اہل عرب
نے اس لفظ کو لیا تو وہ زندیق کہنے لگے۔

(مروج الذہب جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

مسعودی کے اس بیان سے اصل راز کھلا کہ مانی کا اصل کام تحریف اور غلط تاویل تھا۔ ابتدا میں لفظ زندیق فرقہ مانویہ کے ساتھ مخصوص رہا، جو لوگ مانویت قبول کرتے، ان کو زندقہ کا الزام بھی ملتا، چنانچہ قریش کے بعض لوگوں میں حیرہ والوں سے زندقہ آیا، حیرہ والوں سے زندقہ حاصل کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مانویت کی دعوت قبول کی، زمانہ اسلام میں امویوں کے دور حکومت میں اس لفظ کا استعمال کم ہوا۔ اس لئے کہ ان کے زمانے میں زیادہ تر علوم دینیہ کا چرچا تھا، کتاب و سنت سے شغف تھا، تحریف و تاویل کی گنجائش نہ تھی، البتہ عباسیوں کے عہد میں جب کہ فلسفہ نے زور پکڑا، اس وقت زندقہ بھی عام ہوا، اور دوسرے مذاہب کے خیالات کو اسلام کی اصطلاحات اور قرآن و حدیث کے الفاظ میں چھپانے کی کوشش کی جانے لگی، اب "زندیق" کا لفظ فرقہ مانویہ کے ساتھ مخصوص نہیں رہا، بلکہ ہر اس شخص اور جماعت کے لئے استعمال ہوا جن کا کام تحریف اور غلط تاویل تھا، جو دوسروں کے الفاظ کی تشریح اپنے عقائد کی روشنی میں کرتے۔

اس لفظ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے بعد اب علمائے اسلام کے اقوال پر غور کیجئے کہ وہ اپنی اصطلاح میں زندیق کی جو تعریف کرتے ہیں، وہ زندیق کی اس حقیقت سے کس قدر مناسب ہے!

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۹ میں فرماتے ہیں:-

"اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہونے لگا، جو
کفر کو چھپائے اور اسلام کو ظاہر کرے۔ یہاں
تک کہ مالک نے کہا کہ زندقہ وہی ہے جس
پر منافقین تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰
میں فرماتے ہیں:-

"دین حق کا مخالف اگر ظاہر و باطن دونوں میں
مخالف ہے تو وہ کافر ہے، اگر زبان سے معترف
ہے، اور قلب سے منکر ہے، تو وہ منافق ہے
اگر ظاہر میں تو معترف ہے، اور قلب سے منکر
ہے، تو وہ منافق ہے، اگر ظاہر میں تو معترف ہے
لیکن دین کی بعض باتوں کی تفسیر صحابہ تابعین اور
اجماع امت کے خلاف کرتا ہے تو وہ زندیق ہے
جیسے کہے کہ قرآن حق ہے، اور اس میں جنت
و دوزخ کا جو ذکر ہے، وہ بھی حق ہے، لیکن جنت
سے مطلب وہ مسرت ہے، جو خصائل حمیدہ
سے ظاہر ہوتی ہے، اور دوزخ سے مراد وہ
ندامت ہے جو صفات مذمومہ کی وجہ سے ہوتی
ہے، اور خارج میں جنت و دوزخ کوئی چیز
نہیں ہے، ایسا آدمی زندیق ہے۔

اسی سے ملتی ہوئی تعریف علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار جلد ۳ ص ۴۰۵ میں کی ہے، شرح مقاصد میں بھی یہی کہا گیا ہے۔

غور کیجئے کہ محدثین، متکلمین، اور فقہاء "زندیق" کا اطلاق انہی لوگوں پر کرتے ہیں، جو اسلام کی تحریف اور اس کی غلط تاویل کے مجرم ہیں۔ مانویوں کا بھی اصلی جرم یہی تھا کہ وہ زرتشتی دین میں غلط تاویلیں کرتے تھے۔ درحقیقت علمائے اسلام کی یہ تعریف زندیق کے ماخذ سے بہت مناسبت رکھتی ہے۔ اس کے برخلاف زندیق کی اصل صدیق بتانا ایک بے دلیل بات ہے۔

صدیق کا ماخذ "صدق" ہے، جس کے معنی انتہائی سچ بولنے والے کے ہیں۔ یہ لفظ اپنے معنی کے اعتبار سے ہمیشہ اچھے موقع پر مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس زندیق کا استعمال اہل کذب و افترا کے لئے ہے، اس لئے زندیق اور صدیق میں مناسبت کے بجائے تضاد ہے۔



---
مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۲۰۵

# افسانے



## کھلونے

(از جناب مسیح الحسن صاحب رضوی)

ہندو، مسلمان اور سکھ، تم کیا تم ہر ایک کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہو، دماغ میں اس سوال کے پیدا ہوتے ہی میں نے جھٹ کی اندرونی جیب میں اپنا پسیجا ہوا ہاتھ ڈال دیا۔ سرد فولاد کے مس سے بزخود غلط شجاعت انگڑائیاں لینے لگی۔ پوری ایک درجن گولیاں بھیجے پاش پاش کر دوں گا مردودوں کے۔ اللہ اکبر، بجرنگ بلی کی جے۔

میں کولتاری سڑکوں پر کرایہ کے تانگے میں سوار اس انسانیت سوز منظر کو دیکھتا گذر رہا تھا۔ خون کے چھینٹوں سے زمین لالہ فام بنی ہوئی تھی۔ سڑکوں پر جابجا پولیس اور فوج گشت لگا رہی تھی۔ بھاری بھاری سنگینیں، ڈراؤنے جوتے۔ اللہ! مادر وطن کی جہالت سے دشمن کتنا فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہی کھولتا ہوا خون جو نہایت بے دردی سے سڑکوں پر بہایا گیا ہے۔ اگر آزادی کی دیوی کے بھینٹ چڑھایا جاتا تو ملک کی آزادی کا ضامن بنتا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر،

چند کلمہ گو ایک مندر کو ڈھانے کی کوشش کر رہے تھے اور چند ہندو مسجد کو۔ فضا میں چند گولیوں کی آواز گونج گئی۔ مجمع چھٹا چھٹاتا فرار ہو گیا۔

---

کانپور جہاں پورے چالیس کروڑ انسانوں کا مذہب سمٹ کر جمع ہو گیا ہے۔ اب اپنے ہنگاموں میں کچھ زیادہ جاذبیت نہیں رکھتا۔ اسی باعث جب اناؤ اسٹیشن پر میں نے سنا کہ کانپور میں بلوہ ہو گیا ہے۔ تو چنداں اہمیت نہ دی۔ لیکن اسٹیشن پر اترتے ہی مجھے معلوم ہوا جیسے میں قبرستان میں کھڑا ہوں۔ اس دارو گیر میں سواری کا دستیاب ہونا مشکل تھا۔ لیکن میں نے بدقت تمام ایک تانگہ حاصل کر ہی لیا۔ برجیندر ناتھ میرا بچپن کا ساتھی ہے۔ اور ساتھی کیا دوست بھی ہے۔ جب محسوسات ایک ہوں، جذبات ایک ہوں، تو ہمارا دوست ہو جانا امر حیرت نہیں۔ لیکن میں مسلمان وہ ہندو۔ میں برابر تانگے میں بیٹھا غور کرتا رہا کہ میرا اس کے یہاں ٹھیرنا مناسب بھی ہے؟

بابو کدھر چلوں؟ تانگے والے نے مول گنج کے چوراہے پر گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے پوچھا۔

برجیندر ناتھ وکیل کے ہاں، آمادہ بازار میں۔ تانگے والا حیرت سے میری طرف دیکھنے لگا۔

میں نے اس کی زرد آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا، کیوں کیا ڈر لگتا ہے؟

بابو میں آگے نہیں چل سکتا۔ میں مسلمان ہوں ––

اور میں نے سوچا کہ اگر خدا کوئی چیز ہے تو اس مجہول نفرت کی برادری کو جو ہندوستان میں پیدا ہو گئی ہے۔ اپنے عذاب سے بھسم کیوں نہیں کر ڈالتا؟

مجھے مجبوراً تانگے سے اتر کر پیدل چلنا پڑا۔ ایک چھوٹا سا سوٹ کیس، ہولڈال اور ٹفن کیریر، میں لدا پھندا جس وقت برجیندر کے یہاں حیوان ناطق کی بربریت سے بچتا بچاتا پہنچا، تو وہ ستم ظریف میری اس ہیئت کذائی پر اپنے مخصوص قہقہے بلند کئے بغیر نہ رہ سکا۔

---

ہم دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے سامنے ریڈیو پر دلی ریڈیو اسٹیشن جنگ کی خبریں ختم کر کے ہندوستان اور خصوصاً کانپور کی خبریں سنا رہا تھا۔

آج قدرے امن ہے۔ چند مسلمان غنڈوں نے ایک ہندو نوجوان کی عصمت دری کر ڈالی، اور پھر اس کی ناک کاٹ ڈالی۔ اس کے جواب میں چند ہندو غنڈوں نے ایک مسلمان طوائف کی چھاتیاں کاٹ لیں۔ اب تک تقریباً پانسو گرفتاریاں ––

برجیندر نے گھبرا کر ریڈیو بند کر دیا۔ ہم ایک دوسرے کو تھوڑی دیر سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا کئے۔ اگر مذہبی جنون برجیندر میں بھی عود کر آئے تو ––؟ میرا دل اس خیال سے بیٹھا جا رہا تھا نو بج رہے تھے میں کھانا کھا کر ان وسوسوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو نیند کے آغوش میں دے دینا چاہتا تھا کہ برابر کے کمرہ کا پردہ ہلا اور ایک بارہ تیرہ سالہ بچی جس کے سیاہ بال گلاب جیسے گالوں پر بکھرے ہوئے تھے جھانکی، اور بچپن و جوانی کی درمیانی آواز سے جس میں معصومیت بھی تھی، اور انسانیت بھی، شوخی بھی تھی، اور متانت بھی کہا۔ بابو کھانا بھی نہیں کھاؤ گے؟

کملا، برجیندر نے پکارا۔

جی!

اپنے چچا سے ملو،

کملا دبی سہمی اپنے باپ کی کرسی کی پشت پر کھڑی ہوگئی

سامنے آؤ بیٹی! برجندر نے محبت سے اس کا ہاتھ پکڑتے

ہوئے کہا،

پرنام کرو،

میں نے آشیرباد دیتے ہوئے پانچ کا نوٹ اس کے ہاتھ

میں دیدیا۔ اس نے پہلے نوٹ کو دیکھا، پھر غالباً میری ڈاڑھی کو

اور کچھ حیرت زدہ سی گھر میں لوٹ گئی۔

---

اور پھر میں ایک ہفتہ کانپور میں قیام کرکے جب مکان لوٹ

رہا تھا تو مجھے رخصت کرنے کے لئے کملا، برجندر اور اس کی بیوی

سب ڈرائنگ روم میں جمع تھے۔ لیکن کملا کی آنکھوں میں وہی اجنبیت

جو ایک ہفتہ پہلے تھی، بجنسہ موجود تھی، جس کا مجھے افسوس تھا۔

اب تم آؤ بھابی، دیہات کی بھی سیر کرو۔ وہ بھی دنیا

ہی ہے،

بھابی نے ہنستے ہوئے، اب کی پھاگن میں ہمارے گاؤں

آنے کا اقرار کیا۔ اور میں سب سے پکا وعدہ لے کر تانگے میں سوار

ہو رہا تھا، کہ مجھے کملا کی آواز سنائی دی۔

ماں کیا مسلمان بھی محبت کرتے ہیں؟ کیا مسلمان بھی ہمارے

چچا ہو سکتے ہیں؟ مجھے معلوم ہوا جیسے کسی نے کھولتا ہوا سیسہ

میرے کانوں میں ڈال دیا۔ میں نے تانگے ہی سے جواب دینا چاہا۔

بیٹی! اگر ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے محبت نہیں

کرسکتے، اگر وہ ایک دوسرے کے چچا اور ماموں نہیں ہو سکتے، تو

انسانیت کی عالمگیر برادری میں تو یہ ممکن ہے۔

لیکن جیسے کسی نے میرا گلا گھونٹ دیا۔ میں چپ چاپ

اسٹیشن روانہ ہوگیا۔

---

# درس معاشرت

ایک نامور فاضل مصنف کے زور قلم، عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا

مجموعہ نہایت ہی دلکش مجموعہ ہے۔ ہر ایک افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی بولتی

تصویر ہے۔ افسانے کے پیرایہ میں مسلمانوں کو نہایت موثر انداز میں اصلاح رسوم

کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے۔ کسی مسلمان کا گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ کاغذ لکھائی

چھپائی عمدہ۔ ضخامت ۸۰ صفحے۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت بہت ہی کم یعنی

صرف ۶ر۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

---

# گیسو دراز

(از جناب محمد حسن خان صاحب اثر ایم۔ اے)

جے پور کی پرانی راجدھانی آمیر اپنی نوعیت اور قدامت

کے اعتبار سے راجپوتانہ کی تاریخ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے راستہ کا طویل پیچ و خم جو ایک بلند کوہستانی سلسلہ سے

ہو کر گذرتا ہے، اپنی متعدد دلفریبیوں کے باوجود چشم حقیقت بیں

کے لئے حیات انسانی کی تعبیر کا ایک عبرت آموز ورق ہے۔

آمیر سے متصل ایک وسیع اور سنسان میدان میں ایک

قدیم اور غیر آباد عمارت استادہ ہے، جو جل محل کے نام سے

موسوم ہے۔ کسی کتبہ یا تاریخی روایت سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ

جل محل کب، کس لئے، اور کون سے راجہ کے زمانہ میں تعمیر ہوا

تھا۔ لیکن عمارت کی مضبوطی اور بنیاد کی پختگی زبان حال سے عرفی

کا مصرعہ معروف "آثار پدید است صنادید عجم را" دہرایا کرتی

ہے۔ قرب و جوار میں بہت دور تک کوئی آبادی نہ ہونے کے باعث

جل محل کے ساتھ بہت سی مشکوک روایات وابستہ ہوگئی ہیں۔ اور

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ عرصہ سے اس میں بھوتوں کا استھان

ہے، اور اسی وجہ سے آج تک کسی شخص کو اس طرف تنہا جاتے ہوئے

نہیں دیکھا گیا۔

کوئی ڈیڑھ سال گذرا ہوگا۔ اس جل محل میں کہیں باہر سے

ایک فقیر آکر مقیم ہوئے، چونکہ اس غیر آباد اور خطرناک مقام کی طرف

کوئی دلیر سے دلیر آدمی بھی کبھی رخ نہ کیا کرتا تھا۔ اس لئے فقیر

موصوف کا وہاں شب و روز قیام کرنا معجزہ سے کچھ کم نہ تھا۔ پھر

ان کا تقدس مآب چہرہ، چمکتا ہوا رنگ، پھیلا ہوا سینہ، چوڑی پیشانی

ستواں ناک، گول گول سیاہ آنکھیں، خشخشی ڈاڑھی، اور لمبے

لمبے گیسو تسخیر قلوب کا حکم رکھتے تھے۔ ان کی کم گوئی، خاموش منشی

اور بے طمعی نے بہت جلد ان کے تقدس کا سکہ دلوں پر بٹھلا دیا،

اور عام طور پر وہ میاں گیسو دراز کے نام سے پکارے جانے لگے

سب سے بڑی کسوٹی جو اس زمانہ میں پیروں اور فقیروں

کو پرکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے، استغنا ہے، اور اسی قدر متقی

خدا رسیدہ اور صاحب مکاشفہ کسی پیر کو خیال کیا جاتا ہے جتنا اس

کے لئے یہ مشہور ہو کہ وہ کسی سے کچھ لیتا دیتا نہیں۔ یہی صفت ہمارے

"گیسو دراز" کے ساتھ مخصوص تھی۔ طمع سے ان کو دور کا بھی واسطہ

نہ تھا۔ کسی سے لینا تو الگ رہا۔ اکثر وہ خود لوگوں کو اٹھنیاں، چونیاں

اور دوانیاں تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور معتقدین اپنی اپنی سمجھ اور

استعداد کے مطابق ان سے بجز اسرار مطالب اخذ کیا کرتے تھے۔

ایک مدت گذر گئی، اور اسی طرح صاحبان غرض جوق درجوق "میاں" کی خدمت میں حاضر ہو ہو کر اپنے دامن امید کو گوہر مراد سے بھرتے رہے۔ خوش عقیدگی یہاں تک بڑھی کہ اکثر و بیشتر یہاں عورتوں نے بھی آنا شروع کیا۔ بلکہ تسخیر کا یہ عالم تھا کہ گویا میں شہر کو بھی میاں نے کھینچ بلایا، اور جل محل کے مہالکے موٹروں، بگھیوں اور بہلیوں کا ہر وقت ٹھٹ لگا رہتا تھا۔

---

نوخیز رشیدہ کا شوہر عقیل تین مہینے سے گم تھا۔ عقیل کے والد سعید مرزا نے اپنے لخت جگر کی تلاش میں سینکڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا۔ اخباروں میں نکلوایا کہ جو کوئی عقیل کا پتہ دے گا، اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا، خود شہر در شہر مارے پھرے، مگر کہیں عقیل کا پتہ نہ لگا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عقیل سعید مرزا کے بڑھاپے کا عصا، اور ان کی ضعیفی کا سہارا تھا، ان کو عقیل کی جدائی کا جتنا بھی رنج ہوتا کم تھا، مگر اس کی گم شدگی کا اثر جتنا رشیدہ کی ذات کے ساتھ وابستہ تھا کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو سکتا تھا بدنصیب رشیدہ نے سینکڑوں تعویذ گنڈے اور ہزاروں جتن کئے مگر بے سود۔ شہر میں جو میاں گیسو دراز اور ان کے کرامات کی خبر مشہور ہوئی تو مایوس اور حرماں نصیب رشیدہ کے کان میں بھی بھنک پڑی، سوچا کہ جہاں اتنی تدبیریں کی ہیں ایک آخری جتن یہ بھی سہی کہ گیسو دراز کی بارگاہ میں جاکر خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی التجا پیش کروں۔ کاش وہ کچھ توجہ کریں۔

عورت کو اپنے جذبات پر جو قدرت ہوتی ہے۔ مرد اس کا عشر عشیر بھی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ہر چند وہ فرقت کی آگ میں جلتی تھی، اور کباب سیخ کی طرح پہلو پر پہلو بدلتی تھی مگر یہ ممکن نہ تھا کہ وہ فرط جوش میں کوئی ایسا کام کر گذرتی جو ایک نوعمر لڑکی کے شرم و حیا کے منافی ہوتا۔ گھر میں اللہ رکھے دو دو دیور اور دو دو مامائیں تھیں۔ اگر چاہتی تو ان میں سے کسی کی زبانی اپنے دل کا درد میاں کو کہلا سکتی تھی، مگر شرم مانع آتی تھی کہ دل پر جو گذر رہی ہے وہ گھر میں کسی کو سنائے، کئی روز اسی تشویش میں گذر گئے۔ مگر کوئی حل سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک طرف تو بے پناہ شرم و حیا تھی، جو ادھر رخ کرنے میں مانع آتی تھی۔ دوسری طرف میاں گیسو دراز کی عالمگیر شہرت اور ان سے رجوع کرنے میں کامیابی کا یقین دل کو کھینچتا تھا کہ چل اور چل۔

موسم گرما کی رات ہے۔ پچھلے پہر کی خاموش فضا میں گرجا کے گھنٹہ نے تین بجائے۔ رشیدہ نے ہلکی سی انگڑائی کے ساتھ کروٹ بدلی اور گردن اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ ایک سناٹا تھا۔ اور نسیم صبح گاہی سب کو تھپک تھپک کر سلا رہی تھی۔ وہ چارپائی سے اٹھی، آہستہ سے دوپٹہ سنبھالا۔ دو منٹ کھڑی رہی۔ اور کچھ سوچ کر پھر بیٹھ گئی۔

دس منٹ کے بعد وہ پھر اٹھی چاروں طرف دیکھ کر کسی بات کا جائزہ لیا اور چپکے سے گھر سے نکل گئی۔

---

آمیر کے راستہ میں جو جل محل ہے وہی ہے نا؟ بگی میں آمیر جاتے ہوئے میں نے بارہا دور سے جل محل کو دیکھا ہے۔ اسی میں گیسو دراز رہتے ہیں۔ سنا ہے بڑے رحمدل اور خدا رسیدہ بزرگ ہیں، یقیناً وہ مجھ پر رحم کریں گے، اور کوئی نقش ایسا دے دیں گے کہ وہ واپس آجائیں۔ گیسو دراز نے سینکڑوں امیدواروں کی امیدیں اور ہزاروں آرزومندوں کی آرزوئیں پوری کی ہیں۔ وہ ضرور میری بھی مدد کریں گے۔ میں ان سے التجا کروں گی، ان کے قدم پکڑوں گی اپنی عصمت اور ان کی بزرگی کا واسطہ دلا کر مدد کی درخواست کروں گی۔ وہ سنیں گے اور ضرور سنیں گے اور خدا سے دعا کریں گے کہ میرے ...... وہ آجائیں۔ ان کے آنے پر میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گی۔ اور گیسو دراز کی خدمت میں آمیر کی گنجیاں[1] بھجواؤں گی (قدم تیز اٹھنے لگتے ہیں) اف ان کے واپس آنے کا خیال کتنا دل کش اور روح افزا ہے میرے پیار حسن کے گلچیں، میری اجڑی تمناؤں کے بسانے والے، میرے ارمانوں کی دنیا، میرے سرتاج۔ میرے آقا میرے مالک۔ میرے آقا واپس آجائیں گے۔ سب گھر والے خوشی کے مارے پھولے نہ سما رہے ہوں گے، اور میں دل ہی دل میں مسکراؤں گی کہ یہ محض گیسو دراز کی جوتیوں کا صدقہ ہے (اور تیز قدم) رات کو جب وہ میرے کمرے میں آئیں گے تو میں سو جانے کا بہانہ کر کے لیٹی رہوں گی۔ مجھے سوتا دیکھ کر وہ کچھ جھجکیں گے۔ پھر محبت سے میرے نزدیک بیٹھ جائیں گے اور اپنے ریشمین رومال سے ہلکے ہلکے میری پیشانی کا پسینہ پونچھیں گے میں بے حس و حرکت پڑی رہوں گی۔ وہ چپکے سے میرے زیر بغل گدگدائیں گے، میں سنجیدگی کے ساتھ کروٹ بدل لوں گی تاکہ ان کو میری دل آزاری کا احساس ہوگا، اور اتنے عرصہ اپنے غائب رہنے کی تاویل کرنا چاہیں گے۔ میں اپنا ہاتھ چھڑا لینے کی کوشش کروں گی۔

الگ بیٹھ جاؤں گی، اور خوب قائل کردوں گی۔ کیا اسی بُتے پر یہ دعویٰ باندھا تھا جو یوں تنہا چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ آپ کو تو سب سہانے سوجھتے ہیں۔ آپ کو کسی کی فکر کیوں ہونے لگی۔ وہ ابھی گھر میں پہنچ گئے ہوتے میری ساری شکایتیں سنیں گے اور پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی ندامت کا اعتراف کرینگے اور جوشِ محبت میں مجھے اپنے دونوں بازوؤں میں لے کر زور سے بھینچیں گے۔ اتنے زور سے کہ ......

جل محل آگیا۔ رشیدہ اپنے بدن میں ایک سنسنی سی محسوس کر رہی تھی۔ کچھ جھجکی، رکی۔ بار بار واپس ہو جانے کا ارادہ کرتی تھی۔ مگر دل کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی کھینچے لئے جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر چڑھی۔ نبض کی حرکت تیز ہوتی جا رہی تھی، اور دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ ہلکے سے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے کسی نے پوچھا "کون ہے"؟

"ایک بدنصیب خاتون" رشیدہ نے جواب دیا۔

گیسو دراز نے رشیدہ کو اوپر بلایا۔ اور تمام حال سنا۔ پھر تسلی دیتے ہوئے ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

---

صبح سات بجے گیسو دراز کے عقیدت مندوں کا گروہ جو جل محل پہنچا، تو ایک ہولناک واقعہ درپیش تھا۔ میاں گیسو دراز کا کہیں پتہ نہ تھا اور ایک نوعمر لڑکی کی لاش بارہ دری میں پڑی ہوئی تھی۔ پولیس کو اطلاع دی گئی (راقم الحروف) سپرنٹنڈنٹ پولیس موقع پر پہنچا اور معائنہ سے ظاہر ہوا کہ لڑکی کے بائیں ہاتھ میں ہیرے کی ایک انگوٹھی تھی۔ جس کو چوس چوس کر اس بدنصیب نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ میں ابھی گیسو دراز کی تفتیش میں مصروف ہوں۔

---

## مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتابیں

آپ بیتی حضرت خواجہ صاحب کی بے مثل خود نوشت سوانحعمری قیمت ۱۲؍
آسمانی کہانی ارکان اسلام کی تعلیم قیمت ۱؍
اردو خطبے جمعہ اور عیدین کیلئے مفید اردو خطبے قیمت ۱۲؍
اردو سکھانے کے مضامین اردو مضمون نگاری کی تعلیم قیمت ۴؍
اسلام کے ضروری عقائد عقائد کا مختصر اور جامع بیان قیمت ۱؍
اسلامی رسول کے معجزات مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۴؍
امام الزماں کی آمد حضرت امام مہدی کب اور کہاں ظاہر ہونگے قیمت ۸؍
انسداد گداگری حیدرآباد کے ایک عالم کا لکھا ہوا رسالہ قیمت ۱؍
اورنگ زیبی حکومت کی اصلی تاریخ متعصب ہندو مورخین کا جواب ۶؍
اولاد کی شادی اولاد کی شادی کی ضروری ہدایات قیمت ۸؍
اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں بچوں کی تربیت کی ضروری کتاب ۴؍
ایڈورڈ ڈائری ملک ایڈورڈ ہشتم کی تخت سے دست برداری کا مکمل تذکرہ مجلد ۲؍
بلا جا عورتوں کو اصلاحی پیغام قیمت ۲؍
بوتل کا کال شراب خواری کے خلاف عجیب مضمون قیمت ۱؍
بیوی کی تربیت بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ قیمت ۸؍
پانچ سال کی عمر سے جوانی تک از ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی قیمت ۴؍
پکی قبر دیں اور قبوں کا جواز از مولانا نور الدین صاحب قیمت ۲؍

پنواڑی کی دکان پان کی دوکان کا طریقہ قیمت ۴؍
تائید اسلام از مولانا حفیظ الدین صاحب ۴؍
تاریخ مسیح حضرت عیسیٰ کے موثر حالات زندگی قیمت ۵؍
تبلیغی اشتہارات کا مجموعہ خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے تبلیغی ۵ پوسٹروں کا مجموعہ قیمت ۲؍
ترغیب حساب حساب کی طرف رغبت دلانے والا قیمت ۲؍
تشریح الکافر از مولانا عبد الرحیم صاحب مصدیاچہ حضرت خواجہ صاحب قیمت ۲؍
تعلیم خدمتگاری خدمتگاری کی ہدایات قیمت ۲؍
جگ بیتی کہانیاں نہایت دلچسپ ۸؍
جواز عکسی تصاویر از مولانا سید سلیمان ندوی فوٹو کے جواز پر بحث۔ قیمت ۲؍
حق پرستوں پر ستم ان مظالم کا تاریخی تذکرہ جو مسلموں پر ڈھائے گئے قیمت ۱؍
حلال خور حلال خوروں کے حالات قیمت ۲؍
خطوط اکبر الہ آبادی حضرت اکبر الہ آبادی کے نایاب خطوط قیمت ۱۲؍
خوشامدی اور سرکش دلچسپ سیاسی مکالمہ ۱؍
دلائل اسلام از حکیم عبد العزیز صاحب قیمت ۴؍
رشتے کے احکام و مسائل از مولوی عبد الرحیم صاحب مع دیباچہ خواجہ صاحب قیمت ۴؍
سفرنامہ حجاز و مصر و شام (باتصویر) نہایت دلکش و پر اثر سفرنامہ قیمت ۳؍
سفرنامہ افغانستان (باتصویر) شاہ افغانستان اور خواجہ صاحب کا مجموعی سفرنامہ قیمت ۲؍
سفرنامہ بمبئی کاٹھیاواڑ و سومنات ۲؍
سفرنامہ یورپ از مولوی محمد صاحب ۲؍
سیر دہلی (باتصویر) دہلی کی مشہور عمارات کے حالات ۱؍
سترہ سورہ قرآنی تعلیم کی تیسری کتاب قیمت ۱؍

## تصانیف حضرت علامہ راشد الخیری صاحب

**حیات صالحہ یا صالحات** ایک نیک لڑکی کی زندگی کے وہ واقعات نہایت موثر پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں۔ سوتیلے رشتوں پر کوئی لاجواب ناول ہے قیمت صرف ۱۲؍

**تمغہ شیطانی** اس تصنیف میں امت شیطانی کے آٹھ کیرکٹر دکھائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کے جو نیک انسان سمجھے جاتے تھے مگر ان کے صرف ایک فعل سے جو بظاہر بہت معمولی بات تھی حلقہ شیطانی میں داخل ہوئے واقعات اس قدر درد انگیز کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں بیحد موثر و سبق آموز قیمت ۱۲؍

**ریڈیا کی سرگذشت** فیشن و جدت کی دلدادہ ایک انگریز عورت کی کہانی۔ اسی کی زبانی مغربی معاشرت کا ایک نہایت کامیاب مرقع۔ میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو قیمت صرف ۴؍

**جوہر عصمت** حضرت علامہ مغفور کے بہت مشہور ۱۳ سبق آموز مختصر افسانے (۱) مظلوم بیوی کا پاک جذبہ (۲) بھنور کی دلہن (۳) اگلی محبتیں (۴) فسانۂ تنویر (۵) بیگم کا قتل (۶) بجا دینے کا کنبہ (۷) ہارون رشید کا دربار اور ایک بیکس عورت (۸) عدل جہانگیری (۹) بلبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہزادہ (۱۱) بہشت کی مستحق (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر ان ۱۳ افسانوں کا جوہر عصمت ہر شریف مرد اور شریف عورت کی نظر سے گذرنا چاہیے۔ بہت مشہور و مقبول ہے قیمت ۸؍

**طوفان اشک** یعنی رواج کی چھ گھٹ پر مظلوم عورتوں کی ترجمانیاں، وہ موثر اور سبق آموز کتاب جس میں ۱۲ دل ہلا دینے والی کہانیاں اور سب درد ولولہ پسند گلدانوں میں ڈوبی ہوئی قیمت ۱۲؍

**شہید مغرب** طرابلس اور مراکش میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلے۔ اسلام اور نصرانیت کے معرکے مسلمان عورت کی ناموس اسلام پر قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کے اسباب اور تنزل کے اسباب شدھی اور تبلیغ کا اثر۔ سبق آموز افسانے قیمت ۱۲؍

**قلب حزیں** چھوٹے چھوٹے نہایت لطیف ادبی مضامین کا دلاویز مجموعہ۔ جذبات نسوانی کی درد انگیز ترجمانی۔ ان مضامین میں علامہ مغفور نے شاعری کی ہے اور نظم نما نثر کا یہ کتاب بہترین نمونہ ہے قیمت صرف ۸؍

**امین کا دم واپسیں** شہنشاہ ہارون الرشید اور ملکہ زبیدہ خاتون کے لخت جگر شہزادہ امین الرشید کا دردناک قتل اسلامی تاریخ کا ایک درد انگیز واقعہ ہے اس پر مصور غم نے قصہ کے دلکش پیرایہ میں عبرت انگیز واقعات اپنے خاص رنگ میں لکھے ہیں۔ قیمت صرف ۴؍

**تیغ کمال** اگر آپ کو غازی اعظم مصطفیٰ کمال کے مفصل حالات یونان کے برخلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح کے منظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب میں دیکھیے جس میں یورپ کی سازشوں کے راز افشا کئے گئے ہیں۔ شکست یونان کے عبرت انگیز مناظر اور ترکوں کی شجاعت اور کمال پاشا کا کمال قیمت ۱۲؍

اوصاف وکمالات کا ذکر کرتے ہیں (اور ان کے معبودین سے ان کمالات کی نفی کرتے ہیں) تو وہ لوگ (اسی عدم تفہیم کے سبب اس سے) نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں (آگے اس پر وعید ہے کہ) جس وقت یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ قرآن کو سنتے ہیں (یعنی وہ غرض بھی اعتراض وطعن ہے) اور (نیز) جس وقت یہ لوگ (قرآن سننے کے بعد) آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں (ہم اس کو بھی خوب جانتے ہیں) جبکہ (اس سرگوشی میں) یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ (یعنی تمہاری برادری میں سے جو ان کے ساتھ ہوگئے ہیں) محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر جادو کا (خاص) اثر (کر وہ جنون) ہوگیا ہے (یعنی یہ جو عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں یہ سب مالیخولیا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذرا) آپ دیکھئے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو (ایسی ایسی باتیں اور ایسی ایسی مخالفتیں کرکے) یہ لوگ (بالکل ہی) گمراہ ہوگئے تو (اب حق کا) رستہ نہیں پاسکتے (کیونکہ ایسے امور سے استعداد ضائع ہو جاتی ہے غرض قرآن کے ساتھ بھی استہزاء اور رسول کے ساتھ بھی استہزاء اس سے بڑھ کر کیا ضلالت ہوگی **ف** صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ پر ایک دفعہ جادو چل گیا تھا بعض لوگوں نے اس آیت سے اس حدیث کی تکذیب کی ہے کہ یہ قول تو کفار کا تھا اور باطل تھا۔ جواب اس کا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہوگیا کہ ان کا مقصود مسحور کہنے سے بطور کنایہ کے مجنون کہنا تھا جس کے خیالات اور مقالات سب ہذیانات اور توہمات ہوتے ہیں اور وہ وحی کو اسی قبیل سے کہتے تھے یہ بیشک قرآن میں منفی ہے اور آپ پر جو سحر ہوا تھا اس سے بعض جزئی امور عادیہ میں ایک گونہ ذہول ہوگیا تھا باقی دنیوی امور میں بھی کوئی اختلال نہیں ہوا اور دینی امور میں تو ایسا ذہول بھی نہیں ہوا ورنہ بعد زوال اس کے اثر کے اللہ تعالیٰ ان امور پر متنبہ فرما دیتے جیسا خطاء اجتہادی میں متنبہ ہو جاتا تھا۔ پس آیت میں سحر کے اثر خاص یعنی جنون کی نفی ہے اور حدیث میں اثبات مطلق سحر کا آیا ہے اور نفی خاص سے نفی عام کی لازم نہیں آتی پس آیت و حدیث میں کچھ تعارض نہیں **ربط** اوپر ان کفار کے انکار توحید و رسالت و قرآن کا جواب تھا آگے ان کے انکار بعث کا جواب ہے (نیز اس سے نبوت پر بھی شبہہ کرتے تھے کہ ایسے معاملات کی خبر دینے والا رسول کس طرح ہو سکتا ہے پس اس طور پر ان آیات میں بعث اور رسالت دونوں کے متعلق شبہات کا حل ہے۔

۴۷۳ وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ کئے جاویں گے آپ فرما دیجئے کہ تم پتھر

اَوْ حَدِيْدًا ۝ۙ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ

یا لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کریگا آپ فرما دیجئے

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى

کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ یہ کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ عجب

اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ۧ

نہیں یہ قریب ہی آپہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔

**تفسیر**۔ وقالوا سے الا قلیلا تک۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور (ہڈیوں کا بھی) چورا (یعنی ریزہ ریزہ) ہو جاویں گے تو کیا اس کے بعد (قیامت میں) ہم از سر نو پیدا اور زندہ کئے جاویں گے (یعنی اول تو مر کر ہی زندہ ہونا مشکل ہے کہ محل میں قابلیت نہیں رہی پھر خاص کر ایسی حالت میں کہ محل میں اجتماع بھی نہ رہے) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تم ہڈیوں ہی سے حیات کو بعید کہتے ہو اور ہم کہتے ہیں کہ) تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی ایسی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں (قبول حیات سے) بہت ہی بعید ہو (دیکھو زندہ کئے جاؤ گے یا نہیں اور یہ پتھر کا بعید عن الحیات ہونا ظاہر ہے کہ کبھی ان میں حیوانی حیات نہیں آئی بخلاف اجزاء انسان کے کہ ایک بار حیات کے ساتھ موصوف ہو چکے ہیں جب ابعد کا احیاء ممکن ہے تو اقرب کا احیاء تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے اور کونوا سے مقصود امر نہیں ہے بلکہ تعلیق ہے کہ اگر حدید و حجارہ بھی ہو جاؤ تب بھی محل قدرت رہو گے) اس پر (یعنی جب قابل کی قابلیت ثابت ہوگئی تو اب فاعل کی تحقیق کرنے کے لئے آپ سے) پوچھیں گے کہ وہ کون ہے

(ہاں یہ) ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس (کی اتنی بڑی قدرت ہے کہ اس) نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا (جبکہ تم تبادۂ محض تھے اب اس کی قدرت کہاں گھٹ گئی خصوص ایسی چیز پر کہ اس میں قابلیت بھی زیادہ ہے غرض قابل تام اور فاعل کامل پھر فعل میں کیا استبعاد ہے) اس پر (جب قابل وفاعل دونوں کی تحقیق ہو چلی زمانہ وقوع کی تحقیق کے لئے) آپ کے آگے (بطور انکار کے) سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ اچھا یہ بتلایئے) یہ (زندہ ہونا) کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آپہنچا ہو (آگے اس کے وقت وقوع کی حالت کا بیان ہے کہ) یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو (زندہ کرنے اور میدان حشر میں جمع ہونے کے لئے فرشتہ کے ذریعہ سے) پکارے گا اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد (وثنا) کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کروگے (یعنی زندہ بھی ہو جاؤ گے اور میدان حشر میں بھی حاضر ہو جاؤ گے) اور (اس روز کی ہول وہیبت دیکھ کر یہ حال ہوگا کہ دنیا و قبر میں رہنے کی نسبت) تم یہ خیال کروگے کہ تم (قبر و دنیا میں) بہت ہی کم (مدت) رہے تھے (کیونکہ قبر و دنیا میں اس دن کی نسبت سے پھر بات تھی اور راحت کا زمانہ شدت کے زمانہ کے سامنے کم معلوم ہوتا ہے) ف فتستجیبون بحمدہ کی تفسیر میں صاحب روح نے عبد ابن حمید سے ابن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ قبروں سے سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک کہتے ہوئے نکلیں گے گو کافر کو یہ نافع نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ کنایہ ہے انقیاد سے یعنے منقاد ہوں گے انقیاد الحامدین اور یہ فرشتہ جس کے ذریعہ سے پکارا جاوے گا اسرافیل علیہ السلام ہیں ان کے نفخہ میں یہی حکم ہوگا اور بالاضطرار اس لئے کہا کہ حیات میں تو مطلق اختیار نہیں اور میدان حشر میں جمع ہونے پر کامل اختیار نہیں ربط اوپر کفار کی جہالت کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو غصہ آنے کا مظنہ تھا اس لئے آگے جواب میں نرمی برتنے کی تعلیم ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ

اور آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ٦٧٤

کا صریح دشمن ہے تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرما دے یا اگر وہ چاہے تو

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا ۝

تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا

**تفسیر**:۔ وقل لعبادی ۔ سے وکیلا تک۔ اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ (اگر کفار کو جواب دیں تو) ایسی بات کہا کریں جو (اخلاق کے اعتبار سے) بہتر ہو (یعنی اس میں سب وشتم اور خشونت واشتعال نہ ہو کیونکہ) شیطان (سخت جواب کہلوا کر) لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے (اور وجہ ہمارے اس حکم کی یہ ہے کہ سختی سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ہدایت وضلالت بالکل مشیت ازلیہ کے متعلق ہے سو) تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے (کہ کون کس قابل ہے پس) اگر وہ چاہے تم (میں سے جس) پر (چاہے) رحمت فرما دے (یعنی ہدایت کردے) یا اگر وہ چاہے تو تم (میں سے جس) کو (چاہے) عذاب دینے لگے (یعنی اس کو توفیق ہدایت نہ دے اور اس پر عذاب ہو) اور ہم نے آپ (تک) کو ان (کی ہدایت) کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا (جب آپ باوجود نبوت کے ذمہ دار نہیں بنائے گئے تو اور امتی تو کیونکر ذمہ دار ہو سکتے ہیں پھر اس قدر درپے ہونا اور سختی سے کام لینا کیا ضرور) ف مراد اس سے بے ضرورت سختی کرنا ہے جیسا اکثر مجادلات میں ہو جاتی ہے ورنہ ضرورت اور مصلحت کے موقع پر اس سے زیادہ قتال تک کی اجازت ہے خوب کہا گیا ہے ۔ اے حکم شرع آب خوردن خطا ست ؛ وگر خون بفتویٰ بریزی رواست ربط اوپر واذا قرات القرآن اور قالوا ءاذا کنا میں کفار کے انکار رسالت پر دلالت تھی منجملہ ان کے وجوہ انکار رسالت کے ایک ان کا یہ بھی خیال تھا کہ رسول فرشتہ ہونا چاہیئے یا اگر بشر ہو تو کوئی رئیس ہو جیسا ان کا قول نقل کیا گیا ہے لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم آگے اس شبہ کا جواب اور ذکر داؤد علیہ السلام سے آپ کی رسالت کی تائید اور رسولوں میں سے آپ کے افضل ہونے کی طرف اجمالی اشارہ فرماتے ہیں۔

اثبات رسالت و تفضیل بعض رسل بر بعض

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ

اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے

وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

اور ہم داؤد کو زبور دے چکے ہیں

تفسیر۔ وربك سے زبورا تک۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو (بھی) جو کہ آسمانوں میں ہیں اور ان کو بھی جو کہ) زمین میں ہیں (آسمان والوں سے مراد ملائکہ اور زمین والوں سے جن اور انسان مطلب یہ کہ ہم خوب واقف ہیں کہ ان میں سے کس کو نبی بنانا مناسب ہے اور کس کو نہیں پس اگر آپ کو نبی بنا دیا تو کیا تعجب ہے) اور (اسی طرح اگر آپ کو فضیلت دی تو کیا تعجب ہے کیونکہ) ہم نے پہلے بھی) بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور (اسی طرح اگر آپ کو قرآن دیا تو کیا تعجب ہے کیونکہ آپ کے قبل) ہم داؤد (علیہ السلام) کو زبور دے چکے ہیں ف زبور کی تخصیص میں یہ نکتہ ہے کہ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ملک و سلطنت ہونے کی خبر دی گئی ہے قال تعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصلحون چنانچہ تفسیر حقانی میں اس مضمون کا حوالہ ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارہویں درس پر کیا ہے ربط اوپر چند آیتوں میں شرک کا ابطال تھا آگے اس میں سے بعض خاص صورتوں کا رد ہے اور وہ خاص صورت یہ ہے کہ بعض لوگ ملائکہ اور جنات کی پرستش کرتے تھے پھر وہ جنات مسلمان ہو گئے اور فرشتے تو مومن ہیں ہی لیکن یہ لوگ پھر بھی ان کی پرستش کرتے رہے اس باب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

٤٧٥ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی سو وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ

یہ لوگ کہ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ اس کی رحمت

وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

عجز و ابطال شرک

کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل

تفسیر۔ قل ادعوا سے کان محذورا تک۔ آپ (ان لوگوں سے) فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو (جیسے ملائکہ و جنات، ذرا ان کو (تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو تو سہی سو (یقینا) وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا (اختیار رکھتے ہیں مثلاً شدید سے خفیف ہی کر دیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ گو جنات و ملائکہ نفس اختیار کی صفت سے موصوف ہیں لیکن اپنے اختیار میں محتاج حق تعالیٰ کے ہیں پس جس چیز کا اختیار عطا نہیں ہوا اس پر اختیار نہیں رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ کہ جن کو مشرکین (جلب منفعت یا دفع مضرت کے لئے) پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے (یعنی خود ہی طاعت و عبادت میں مشغول ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہو جاوے اور چاہتے ہیں کہ زیادہ قرب ہو جاوے) اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے (درصورت نافرمانی کے) ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل (مطلب یہ کہ جب وہ خود عابد ہیں تو معبود کیونکر ہوں گے اور جب وہ خود ہی منفعت یعنی رحمت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اوروں کو کیا منفعت دے سکتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ خود مضرت یعنی عذاب سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو اوروں سے مضرت کو کیا دفع کر سکتے ہیں پھر ان کا معبود معین بنانا محض باطل ہوگا) ربط اوپر آیات وعید

الانسان الی وکم اہلکنا من القرون ہیں فی نفسہٖ کفار کا استحقاق عذاب اور اس کا عارض کی وجہ سے توقف مذکور تھا اب پھر اس کے وقوع کا یقینی ہونا بیان فرماتے ہیں بعض پر دنیا میں بھی اور بعض پر آخرت میں مقصود یہ کہ ٹلنے کا نہیں اگر یہاں نہیں تو وہاں ضرور ہوگا اور نیز اس کے قبل کی آیت کے خاتمہ پر انّ عذاب ربک کان محذورا میں عذاب کو قابل حذر بتلایا تھا اب اس عذاب کے وقوع کو بتلاتے ہیں دونوں توجیہ مناسبت کی ہوسکتی ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

اور ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اس کو سخت عذاب نہ دیں

كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے

ترہیب کفار از ہلاک و عذاب

تفسیر۔ وان من سے مسطوراً تک۔ اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا (قیامت کے روز اس (کے رہنے والوں) کو (دوزخ کا) سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے (پس اگر کوئی کافر یہاں کسی آفت میں ہلاک ہونے سے بچ گیا تو قیامت کے روز آفت کبریٰ سے نہ بچے گا) ف ہلاک ہونے میں آفت کی قید اس لئے ظاہر کردی کہ موت طبعی سے تو سب ہلاک ہوتے ہی ہیں اس میں کفر کی تخصیص نہیں ہے ربط اوپر چند آیات میں رسالت کے متعلق کلام تھا چنانچہ آیت وربکم اعلم الخ کی تمہید میں عنقریب مذکور ہوا ہے آگے بھی رسالت ہی کے متعلق ان کے ایک شبہہ کا جواب ہے منشا شبہہ کا بعض خاص فرمائشی معجزات کا واقع نہ ہونا تھا آیت میں ان کے عدم وقوع کی حکمت کے بیان سے جواب دیا گیا ہے۔

۶۶۷

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

اور ہم کو خاص معجزات کے بھیجنے سے صرف یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ

تھی جو کہ بصیرت کا ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کیلئے بھیجا کرتے ہیں اور آپ وہ وقت یاد کیجئے جبکہ

اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب تمام لوگوں کو محیط ہو رہا ہے اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے

الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کیلئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے

حکمت عدم ظہور بعض معجزات فرمائشی

تفسیر وما منعنا سے کبیراً تک۔ اور ہم کو خاص (فرمائشی) معجزات کے بھیجنے سے صرف یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان (کے ہم جنس فرمائشی معجزات) کی تکذیب کر چکے ہیں (اور طبیعتیں ان کی اور ان کی مشابہ ہیں پس یہ بھی تکذیب کریں گے) اور (نمونہ کے طور پر ایک قصہ بھی سن لو کہ) ہم نے قوم ثمود کو (ان کی فرمائش کے موافق بطور معجزہ صالح علیہ السلام کے) اونٹنی دی تھی (جو عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی اور) جو کہ (معجزہ ہونے کے سبب فی نفسہٖ) بصیرت کا ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے (اس سے بصیرت حاصل نہ کی بلکہ) اس کے ساتھ (بڑا) ظلم کیا (کہ اس کو قتل کر ڈالا پس ایسا ہی یہ بھی کریں گے) اور ہم ایسے معجزات کو صرف (اس بات سے) ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں (کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک

ہلاک کر دیئے جاتے گے یعنی فرمائشی معجزات سے اصل مقصود یہ ہوتا ہے اور اس پر ایمان کا اثر کم مرتب ہوتا ہے پس اگر ان کا وقوع ہوتا تو یہ ایمان نہ لاتے اور ہم اپنے وعدہ تخویفی کو پورا کرتے تو یہ ہلاک ہوتے جیسے ثمود اور اصحاب مائدہ کے ساتھ ہوا اور ابھی بہت سی حکمتوں سے ان کے ہلاک کا وقت مقرر نہیں آیا) اور (ہم جو کہتے ہیں کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تو وجہ یہ کہ ہم کو یہ بات پہلے سے معلوم ہے اور اس کے قبل ہم آپ کو اپنے اس معلوم ہونے کی اطلاع بھی دے چکے ہیں چنانچہ) آپ وہ وقت یاد کر لیجئے جبکہ ہم نے آپ سے کہا تھا (کبھی وحی غیر متلو کے ذریعہ سے کہا ہوگا) کہ آپ کے رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں (کے احوال ظاہری موجودہ و مستقبلہ) کو محیط ہو رہے ہیں (اور ان احوال مستقبلہ میں ان کا ایمان نہ لانا بھی ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم ہے) اور (جیسا ان کی حالت کا قیاس واقعات اولین پر دلیل ہے ان کے ایمان نہ لانے کی اسی طرح خود ان کے بعض واقعات پر قیاس کرنا نیز دلیل ہے ان کے ایمان نہ لانے پر چنانچہ) ہم نے (واقعہ معراج میں) جو تماشا (بیداری میں) آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے (یعنی زقوم کہ طعام کفار ہے) ہم نے ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا (یعنی ان دونوں امر کو سن کر تکذیب کی معراج کی تو اس لئے کہ ایک شب میں اتنی دور جانا یا بالخصوص آسمان پر کسی طرح بھی جانا ممکن نہیں اور شجرۂ زقوم کی اس لئے کہ وہ دوزخ میں بتلایا جاتا ہے سو اس پر کہتے تھے کہ آگ سے تو درخت جل جاتا ہے نہ کہ اس میں پیدا ہو۔ خلاصہ یہ کہ ان میں ایک امر خارق تو دنیا ہی میں واقع ہوا اور ایک امر گو دنیا میں خارق ہے لیکن اس کا وقوع آخرت میں ہے کہ وہاں کے اعتبار سے خارق ہونا ضرور نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں کی یہی عادت ہو مگر آخر ان امور کی تکذیب کی پس اس قیاس سے بھی عام مخاطبین بہت جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر فرمائشی معجزات آتے ضرور یہ تکذیب کرتے اور یہ دونوں قیاس تقریب فہم ناظرین و سامعین کے لئے ہیں ورنہ اصل دلیل تو وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے جس کی طرف احاط بالناس میں اشارہ ہے) اور ہم (ان کو تو آپ سے آیات مقترحہ کے ایقاع سے تخویف نہیں کرتے لیکن آیات تشریعیہ کے ذریعہ سے ان کو (عذاب آخرت سے) ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے (حالانکہ یہ تخویف باصلہ موضوع ہدایت ہی کے لئے ہے جب امر موضوع للھدایۃ سے ان کو ہدایت نہیں ہوتی تو امر غیر موضوع للھدایۃ یعنی آیات مقترحہ موضوعہ للتخویف والتعذیب سے تو ان کو کیا ہدایت ہوتی جیسا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے ظاہر ہونے پر ایمان لے آتے اس لئے ظاہر نہ ہونا مصلحت ہوا ف شجرۂ زقوم کے ساتھ علاوہ تکذیب بالنہج المذکور کے ایک استہزاء بھی کرتے تھے جس کا بیان معتنا نہ تحقیق اس مقام کے سورہ صٰفٰت کے دوسرے رکوع 677
کے اخیر میں آوے گا وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے (ربط او پر آیات واذا قرأت القرآن میں کفار کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے استہزاء و خلاف کے ساتھ پیش آنا اور اولئک الذین یدعون الخ میں ملائکہ کا جن کو کفار نے معبود بنا رکھا تھا عبودیت و انقیاد بجا لانا اور ما منعنا ان نرسل الخ میں آیات مقترحہ کی کفار کی جانب سے فرمائش ہونا مذکور ہے آگے قصہ آدم و ابلیس کا جو ان سب مضامین کے مناسب ہی بیان فرماتے ہیں کہ اس سے مضمون اول کی وجہ بھی معلوم ہوگئی کہ حسد ہے جس طرح ابلیس کو یہی حسد باعث مخالفت آدم علیہ السلام ہوا تھا اور ساتھ ساتھ تسلی بھی کر دی گئی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شیطان سے حفاظت کرتے ہیں اسی طرح شر کفار سے آپ کو بچا لیں گے اور اس سے مضمون ثانی کی بھی تقویت ہوگئی کہ اس میں امتثال ملائکہ کا مذکور ہے اور مضمون ثالث کا سبب بھی معلوم ہوگیا کہ شیطان ان سے ایسے کام کراتا ہے جیسا کہ اس نے کہہ دیا تھا کہ میں گمراہ کروں گا اور ساتھ ساتھ ایسے کام کرنے والوں کے واسطے وعید کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا شیطان کے جواب ہی میں کہہ دیا گیا تھا کہ تیرے تابعین کی سزا جہنم ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

اور جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو

خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ

آپ نے مٹی سے بنایا ہے کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے تو بھلا بتلایئے تو خیر اگر آپ نے مجھ کو قیامت کے زمانہ

الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ

تک مہلت دیدی تو میں بجز قدرے قلیل لوگوں کے اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کر لوں گا ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ ہو لیگا سو تم سب کی

جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ○ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

سزا جہنم ہے سزا پوری — اور ان میں سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اس کا قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ

سوار اور پیادے چڑھا لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا اور ان سے وعدہ کرنا — اور شیطان ان لوگوں

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ○

سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے — میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا — اور آپ کا رب کافی کارساز ہے

تفسیر:- واذ قلنا سے بربک وکیلا تک۔ اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو سو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور (یہ) کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا ہے (اس پر مردود و مطرود ہوا اس وقت) کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے (اور اسی بنا پر سجدہ کراتے ہیں) تو بھلا بتلایئے تو (اس میں کیا فضیلت ہے) خیر (اس کی وجہ سے جیسا میں مردود ہوا ہوں) اگر آپ نے (میری درخواست کے موافق) مجھ کو قیامت کے (قریب) زمانہ تک (موت سے) مہلت دیدی تو میں (بھی) بجز قدرے قلیل لوگوں کے (کہ وہ مخلصین ہیں باقی) اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کر لوں گا (یعنی گمراہ کر دوں گا) ارشاد ہوا جا (جو تجھ سے ہو سکے کیجیو) جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ ہو لیگا سو تم سب کی (یعنی تیری اور ان کی) سزا جہنم ہے سزا پوری اور ان میں سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے (یعنی اغواء ووسوسے) اس کا قدم (راہ راست سے) اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے (مراد مطلق لشکر) چڑھا لانا (کہ سب مل کر گمراہ کرنے میں خوب

۶۷۸ زور لگا دیں) اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا (یعنی مال و اولاد کو ذریعۂ گمراہی بنا دینا چنانچہ مشاہد ہے) اور ان سے (جھوٹے جھوٹے) وعدے کرنا (کہ قیامت میں گناہ پر مواخذہ نہ ہوگا اور یہ شرکت فی النفس ہے۔ یہ سب صیغے تہدید کے ہیں) اور (آگے بطور جملہ معترضہ کے فرماتے ہیں کہ) شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے (جن کا تفصیلاً جھوٹ ہونا نصوص میں منصوص ہے آگے پھر اس کے خطاب کا بیان ہے کہ) میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا (جیسا تو خود بھی مقر ہے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قابو کیونکر چلے کہ) آپ کا رب (ان کا) کافی کارساز ہے (یہ سب جواب تھا اس کے قول لئن اخرتن الخ کا اور اس کے قبل کے قول ء اسجد اور ہذا الذی کرمت الخ کا جواب بوجہ غایت ظہور کے مذکور نہیں کیونکہ مامور کو تفتیش عن الحکمۃ کا منصب حاصل نہیں اور خیل و رجل سے مراد محاورات میں مطلق لشکر ہے یہ ضرور نہیں کہ شیطان سوار بھی ہوتے ہوں گو ممتنع بھی نہیں اور یہ بات کہ شیطان کو ابتداء کیسے معلوم ہوا کہ میں اغواء بنی آدم پر قادر ہوں جواب یہ ہے کہ غالباً انسان کے قوی ترکیبیہ مختلفہ سے اس کو یہ ظن حاصل ہوا۔

ربط اوپر کی آیتوں میں اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون ہے آگے ایک خاص طرز پر پھر اس کی طرف عود ہے اور وہ خاص طرز توحید کے باب میں بیان ہے بعض نعمتوں کا کہ دلالت علی التوحید کے ساتھ ترغیب بھی ہے ادائے حقوق منعم کی کہ ان میں اعظم توحید ہے اور وہ خاص طرز ابطال اشراک میں اظہار ہے ان کے اعتراف کا وقت مصیبت میں کہ اس وقت خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے۔

رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○

تمہارا رب ایسا ہے کہ تمہارے لئے کشتی کو دریا میں سے چلاتا ہے تاکہ تم اس کے رزق کی تلاش کرو بیشک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی کی طرف

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ

بچالاتا ہے تم پھر پھر جاتے ہو اور انسان ہے بڑا ناشکر تو کیا تم اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے ہو کہ تم کو خشکی کی جانب میں لا کر زمین میں

اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَ

دھنسا دے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیج دے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ یا تم اس سے بے فکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر

كُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ

تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تم کو تمہارے کفر کے سبب غرق کر دے

ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا تم کو نہ ملے

تفسیر۔ ربکم الذی سے تبیعًا تک۔ تمہارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمہارے (نفع کے) لئے کشتی کو دریا میں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے رزق کی تلاش کرو (چنانچہ اکثر تجارت کیلئے بحری سفر ہوتا ہے) بیشک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے (کہ تمہارے نفع کے لئے ایسا ایسا سامان بنایا) اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے (جیسے موج اور ہوا کے طوفان سے غرق ہونے کا خوف) تو (اس وقت) بجز خدا کے اور جتنوں کی تم عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں (دل سے بھی کہ ان کا خیال نہیں آتا اور فریاد رسی سے بھی کہ وہ امداد نہیں کر سکتے جس سے بدلالت حال و مقال خود تمہارے اعتراف سے بطلان شرک لازم آتا ہے) پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تم پھر (بدستور سابق) پھر جاتے ہو اور (واقعی) انسان ہے بڑا ناشکر (کہ ایسی جلدی منعم کا انعام اور اپنا الحاح بھول جاتا ہے اور تم جو اعراض کرنے لگے) تو کیا تم اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے ہو کہ تم کو خشکی کی جانب میں لا کر زمین میں دھنسا دے (کہ مثل غرق فی البحر کے ہے) یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیج دے جو کنکر پتھر برسانے لگے (جیسا قوم عاد پر ہوا آئی تھی اور یہ عذاب اوپر سے ہے جیسا پہلا نیچے سے تھا) پھر تم کسی کو اپنا کارساز (خدا کے مقابلہ میں) نہ پاؤ یا تم اس سے بے فکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تم کو تمہارے کفر (سابق یا دائم) کے سبب غرق کر دے (یعنی اگر خشکی میں غرق ہونا سمجھ میں نہ آوے تو اچھا یہی تو احتمال ہے کہ ایسا کام نکلے کہ پھر سمندر کا سفر کرنا پڑے اور وہاں غرق کر دے) پھر اس بات پر (یعنی غرق کر دینے پر) کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا (یعنی بدلا لینے والا) تم کو نہ ملے رلیط اوپر بعض انعامات کے پیرایہ میں توحید کا مذکور تھا آگے دیگر بعض انعامات کے پیرایہ میں توحید کا ذکر ہے



وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی

مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی

تفسیر۔ ولقد سے تفضیلا تک۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو (بعض صفات خاصہ عطا فرمانے سے) عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں (جانوروں اور کشتیوں پر) سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور (ان امور میں) ہم نے ان کو اپنی بہت سے مخلوقات پر فوقیت دی (کیونکہ اور حیوانات اس سے خالی ہیں پس اس نعمت کی قدر کریں اور توحید و طاعت بجا لاویں) رلیط اوپر آیات و قالوا اذا کنا عظامًا الخ میں اثبات بعث کا مضمون تھا آگے اس یوم بعث کے بعض واقعات کا ذکر ہے نیز اس کے ضمن میں مخالفت پر وعید بھی ہو گئی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍۭ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَٰبَهُمْ

جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے نامۂ اعمال سمیت بلاویں گے پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا تو ایسے لوگ اپنا نامہ

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِۦٓ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي ٱلْءَاخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

اعمال پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا

بعض روز قیامت

تفسیر:- یوم ندعوا سے سبیلا تک۔ (اس دن کو یاد کرنا چاہیئے) جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے نامۂ اعمال سمیت (میدان محشر میں) بلاویں گے (اور وہ نامۂ اعمال اڑا دیئے جاویں گے اور پھر کسی کے داہنے اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آجاویں گے) پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا (اور یہ اہل ایمان ہوں گے) تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال (خوش ہو کر) پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا (یعنی ان کے ایمان و اعمال کا ثواب پورا پورا ملے گا کم نہ ہوگا خواہ زیادہ مل جاوے اور عذاب سے بھی نجات ہوگی خواہ اولاً یا بعد چندے) اور جو شخص دنیا میں (راہ نجات دیکھنے سے) اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی (منزل نجات تک پہنچنے سے) اندھا رہے گا اور (بلکہ بہ نسبت دنیا کے وہاں اور) زیادہ راہ گم کردہ ہوگا (کیونکہ دنیا میں تو ضلالت کا تدارک ممکن تھا اور وہاں یہ بھی ممکن نہ ہوگا سو ایسا شخص بائیں ہاتھ میں نامۂ عمل دیا جاوے گا) ف قرآن مجید کی آیات متعددہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کفار کو دیا جاوے گا چنانچہ اس کے بارہ میں یہ الفاظ آئے ہیں انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم اور انہ ظن ان لن یحور پس تقابل سے معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھ میں اہل ایمان کو دیا جاوے گا خواہ عاصی ہوں یا غیر عاصی پھر خوش ہو کر نامۂ اعمال جو پڑھے گا بلکہ اوروں کو بھی بلا کر پڑھواوے گا جیسا ارشاد ہے ھاؤم اقرء وا کتابیہ یہ خوشی ایمان کی ہوگی کہ مستلزم ہے نجات عن العذاب الابدی کو گو بعض اعمال پر سزا بھی ہو جاوے اور لا یظلمون فتیلا میں جو اعمال کے ثواب کا ذکر ہے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں گو بعض سہی اور یہ قبول

٦٨٠ اعمال کفار کے لئے بالکل نہ ہوگا کیونکہ شرط قبول یعنی ایمان مفقود ہے اور قرآن میں داہنے اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کے دیئے جانے کی کیفیت مذکور نہیں لیکن بعض حدیثوں میں مجملاً آیا ہے۔ ربط اوپر آیات و اذا قرأت القرآن الخ اور نیز دیگر بعض آیات سابقہ میں کفار کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تکذیب کے ساتھ پیش آنا مذکور ہوا ہے آگے آپ کے ساتھ اُن کا عداوت سے پیش آنا مذکور ہے دین کے اعتبار سے بھی جس کا وان کادوا لیفتنونک میں ذکر ہے اور دنیا کے اعتبار سے بھی جس کا وان کادوا لیستفزونک میں ذکر ہے پس اس مضمون کا رسالت سے تعلق ہے اور دور تک بلکہ آخر سورت تک تقریباً زیادہ تر رسالت ہی کے متعلق مضمون چلا گیا ہے جیسا ہر جگہ ربط کی تقریرات سے معلوم ہوگا۔

وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ ٱلَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُۥ ۖ

اور یہ لوگ آپ کو اس چیز سے بچلانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے تاکہ آپ اس کے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت

وَإِذًا لَّٱتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَآ أَن ثَبَّتْنَٰكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيلًا ۝

کردیں اور ایسی حالت میں آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ انکی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے

إِذًا لَّأَذَقْنَٰكَ ضِعْفَ ٱلْحَيَوٰةِ وَضِعْفَ ٱلْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝

اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو حالت حیات میں اور بعد موت کے دہرا عذاب چکھلاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے

وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ ٱلْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَٰفَكَ

اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپ کے بعد یہ بھی



# اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں آپ سے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

# اسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہہ بن سکتے ہیں۔ پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے۔ اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے۔ اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔ اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ

قیمت ، تین روپے (للعہ)

فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجیے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے:

## کتاب الصلوٰۃ

## کتاب الجنائز

## کتاب الصوم

## کتاب الزکوٰۃ

## کتاب الحج

## کتاب النکاح

## کتاب الطلاق

## کتاب الذبائح

## کتاب الاشربہ والاطعمہ

## کتاب اللباس

## کتاب الحقوق

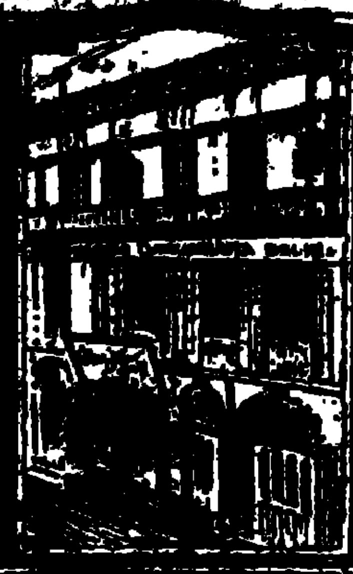
## کتاب المیراث

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی



پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر سید عزیز حسن بقائی







عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ

ہندوستانی دواخانہ ... دہلی

حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۳ء

پوسٹ بکس نمبر ۲۲

ٹیلیفون نمبر ۲۲۰۵

تار کا پتہ ... نمبر ۰۰

# قرص جریان

## جریان کے بیماروں کو شفاء و زندگی کی خوشخبری

قرص جریان کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے شہرت اور چہل پہل ہے۔ کیونکہ اس سے جریان کے ایسے بیمار بھی اچھے ہوئے ہیں جنکو سب نے جواب دیدیا تھا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

قرص جریان کوئی معمولی دوا نہیں ہے، یہ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم دہلی کے چشمۂ فیض کا کرشمہ ہے۔ مسیح الملک اسوقت ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب ہیں آسمان طب کے اس آفتاب کی روشنی ہر جگہ ہے اور آپکی شفا بخشی کی ہر جگہ دھوم ہے۔

قرص جریان سے جریان" اور اس سے پیدا ہونے والی تمام شکایتیں جاتی رہتی ہیں۔ مثلاً سُستی، کمزوری اور اعضا شکنی، کثرت احتلام، پیشاب سے پہلے یا بعد قطرے کا آنا تولیدی مادہ کا پانی ہونا، پٹھوں کی کمزوری، اعضاء رئیسہ کا بگاڑ، آلات ہضم کی خرابی اور دماغ و دل اور پٹھوں کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ منحوس مرض دیمک بن جائے تو پھر مرگی یا پاگل پن یہانتک کہ دق و سل جیسی خطرناک بیماریاں دور رہتی ہیں۔ اس لئے "قرص جریان" کے استعمال کرنے میں دیر نہ کیجئے۔ اس سے زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔ ہمدردی غربا کی وجہ سے قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ قیمت ۔ ۴۸ قرص صرف ۱۲ بارہ آنے۔ ترکیب استعمال دو قرص صبح و شام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔



ملنے کا پتہ: منیجر ہندوستانی دواخانہ ... دہلی

# بچہ ہونے کی دوا




جن لوگوں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ انہیں یہ سنکر خوشی ہوگی کہ ایک [illegible] ہفتے حمل ٹھہر سکتا ہے۔ یہ ایک دوا ہے جس کا نام "محافظ اولاد" ہے۔ تجربہ سے یہ بات پایۂ ثبوت [illegible] کہ اگر کسی عورت کو جسکے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو۔ یہ دوا مسلسل سات رات تک کھلائی جائے [illegible] سات رات تک مرد کا پرہیز رکھا جائے اور جب دوا ختم ہو یعنی ٹھیک آٹھویں رات عورت کو [illegible] ہے۔ تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ دوا "محافظ اولاد" مسلسل سات رات استعمال کرنے سے عورت کا [illegible] بالکل اصلی حالت میں آجاتا ہے اور جب آٹھویں رات ...... تو [illegible] اس رسالہ کی پڑھنے والی لاتعداد عورتوں پر اس عجیب و غریب دوا کا تجربہ ہو چکا [illegible] سے کامیابی کی اطلاع ملی ہے۔ پس جن عورتوں کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ اس [illegible] شدہ دوا سے فوراً فائدہ اٹھائیں۔ اولاد پیدا کرنے یعنی حمل قائم کرنے کیلئے یہ دوا کافی [illegible] ہے۔ اور ملک کے بہت سے حکیم اور ڈاکٹر اس دوا کو اپنے مریضوں پر استعمال کرکے نیک نامی [illegible] ہیں۔ "محافظ اولاد" کی ایک شیشی میں ایک عورت کے لئے پوری سات خوراک دوا [illegible] ہے۔ اس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔

[illegible] ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی سی بکس [illegible] دہلی کو خط لکھ کر بذریعہ وی پی پارسل منگالیں محصول [illegible]

# عورت کو سفید پانی کی بیماری

جب عورت سیلان الرحم کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس کے خفیہ جسم سے ہر وقت یا کبھی کبھی سفید پانی (لیکوریا سفید رطوبت) [illegible] ہے۔ یہ مرض عورت کی جوانی کے لئے زہر ہے اور اس کا فوراً علاج کرانا ضروری ہے۔ ورنہ رفتہ رفتہ عورت کی جوانی [illegible] ہے۔ وہ سفید پانی دراصل جوانی کا جوہر ہوتا ہے۔ پس اگر کسی عورت کے خفیہ جسم سے سفید رطوبت وقت بے وقت خارج [illegible] وقت جسم میں ایک تکلیف اور بے چینی محسوس کرتی ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ سب کام چھوڑ کر اس کا فوراً علاج کرے

[illegible] ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی سی بکس [illegible] دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی دوا "روک" [illegible] اس دوا کے استعمال شروع کرنے کے تیسرے [illegible] ہو جائے تو [illegible] پوری شیشی استعمال کرنے کے بعد عورت کا اندرونی جسم [illegible] ہے۔ اور عورت اپنے اندر پھر جوانی اور جوانی کی امنگ محسوس کرتی [illegible] کی قیمت تین روپے [illegible]

## [illegible] رسٹ واچ مفت انعام

ہمارا مشہور عطر سینٹ فلاور نہایت [illegible] تیار کیا جاتا ہے جو کہ پوشاک اور تمام گھر کو معطر کر دیتا ہے سینکڑوں معزز آدمیوں نے اسے استعمال کر کے زبردست الفاظ میں اس [illegible]

[illegible] ہماری فرم نے ہر ایک شیشی کے خریدار کو ایک عدد ویسٹ رسٹ واچ مفت دینے کا فیصلہ کیا ہے گھڑی کی [illegible] خوبصورتی اور چمک دمک غضب ڈھاتی ہے جس کی گارنٹی دس سال ہے۔ جو اگر اس عرصہ میں خراب ہو جائے تو ہم [illegible] تمام گھڑیوں کی قیمت کا سلسلہ [illegible] قیمت ہندوستانی ایجاد کو قدر دانوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی غرض سے [illegible] جناب کو [illegible] ضرورت نہ ہو وہ محض گھڑی کمانے سے منگوانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ایسے آڈروں کی تعمیل نہیں کی جائیگی قیمت [illegible] ایک پونڈ [illegible] کے خریدار کو محصول ڈاک و پیکنگ خرچ گیارہ آنے اور دینے پڑینگے مگر تین شیشی کے خریدار کو صرف [illegible] ویلیو پیکنگ و محصول ڈاک معاف اور تین عدد ویسٹ رسٹ واچ بطور انعام مفت ملیں گی

**امریکن کمرشل سٹور نامبر [illegible] پٹیالہ**

## تین صد روپے مفت انعام

عمل محبت کے شائقین ہمارا اصلی جادو تعویذ منگالیں۔ اس کو اپنے پاس رکھ کر اپنے دل میں جس کسی کا نام لیں گے خواہ وہ کیسا ہی پتھر دل مغرور اور [illegible] کیوں نہ ہو، جہاں کہیں بھی ہوگا آپ کے ملنے کے لئے تڑپنے لگ جائیگا اور جب تک آپ [illegible] آپ سے اظہار محبت کریگا ہر وقت آپ کے ساتھ رہنے کی خواہش کریگا۔ نیز گمشدہ کی تلاش کرنا کسی کے دل کا بھید معلوم کرنا [illegible] بات چیت کرنا معشوق کو بس میں کرنا حسب مرضی روزگار حاصل کرنا غرضیکہ آپ کے ہر ایک سوال کا جواب آپ کو مل جائیگا [illegible] جو کہ باوجود کئی ہزار کوششوں کے بعد بھی پوری نہیں ہوتی، تو وہ بھی ہمارے اصلی جادو تعویذ کے پاس رکھنے سے گنتی کے دنوں میں [illegible] فی تعویذ [illegible] روپیہ محصول ڈاک معاف۔ **نوٹ**:- مگر ایک ماہ کے لئے خاص رعایتی قیمت پر دیا جا رہا ہے تاکہ ہر ضرورت مند [illegible] اس رعایتی اعلان سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند رجسٹری و ڈاک خرچ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ [illegible] اس تعویذ کے اصلی سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ غلط ثابت کرنے والے کو ۳ سو روپیہ مفت انعام دیا جائے گا

**پتہ موہنی جھنڈار نامبر [illegible]**

## سفید داغ (پھلبھری) کو پورا فائدہ ہوا

جناب بابو محمد حیات خاں ریٹائرڈ ہیڈ کلرک چیف انجینیر و سکریٹری پی ڈبلیو ڈی ایکسئین برانچ پٹیالہ تحریر فرماتے ہیں مجھے یہ تصدیق کرتے ہوئے خوشی ہے کہ سفید داغ پھلبھری کی جو دوا میں نے گذشتہ ماہ سے آپ کے ہاں سے منگائی تھی اس کے استعمال سے میری رشتہ دار لڑکی کو پورا فائدہ ہوا اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی دیگر دوائیاں بھی ایسی ہی کارگر ثابت ہوں گی۔

**مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام**

**سفید داغ برص پھلبھری کا مجرب علاج**

اگر اس فقیری مرہم کو تین یوم مالش کرنے سے بغیر کسی [illegible] داغ جڑ سے نہ جاتے رہیں تو کل قیمت واپس۔ اعتبار نہ ہو تو [illegible] اپنی حالت اور عمر ضرور تحریر فرمائیں۔ قیمت فی شیشی [illegible] سندرجہ بالا سرٹیفکیٹ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائیگا [illegible] بواسیر کی [illegible] روغن [illegible]

**امریکن [illegible] سٹور نامبر [illegible]**

## دولت آپکو تلاش کر رہی ہے

**ڈھائی سو روپے ماہوار کما لو**

**[illegible] گولڈ اور اس کے زیورات**

[illegible] آپ ڈھائی سو روپے ماہوار کما سکتے ہیں۔ یہ نقلی [illegible] اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے اور بالکل اصلی سونے کی مانند [illegible] آجکل کے فیشن کے مطابق ہر قسم کے زیور بنایا [illegible] کے لئے فوراً درخواست کریں تیار شدہ زیورات [illegible] گولڈ ایک [illegible] ایک جوڑی کانٹے [illegible] نمونہ کے طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ہوشیار [illegible] کی سہولت دی جائے گی۔ شرائط قواعد [illegible]

**[illegible] پٹیالہ**

# مصیبت دور محبت کی فتح دولت میں برکت

ناظرین میں آپ کو خدا کو حاضر و ناظر جان کر خدا کی قسم کھا کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تعویذ و نقش میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے [illegible] حاصل کئے تھے ان کی کامیابی دیکھ کر میں آپ کی خدمت میں بلا بخل پیش کر رہا ہوں کہ ان کو آزمائیے اپنی مراد پوری کیجئے [illegible] قسمت کا رونا پر بھی اعتبار نہ ہو ان کو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا صرف خدا پر ایمان رکھنے والوں سے میری گزارش ہے کہ چند پیسوں [illegible] خاطر اپنا ایمان نہیں برباد کروں گا جس کسی کا ضمیر مطمئن ہو وہ ضرور مندرجہ ذیل تعویذ و نقش کو آزمائے۔ ہزاروں کی چیز کوڑیوں کے [illegible] کا پاسہ پلٹ جاتا ہے۔ برسوں کے سینہ کے راز کو آج ظاہر کر رہا ہوں۔

## قسمت کا موتی

رات کو سوتے وقت اسے سرہانے رکھنے سے خواب میں بشارت ہو جاتی ہے کہ اس کام میں کامیابی ہوگی یا نہیں [illegible] کہ اس کا طریقہ کیا ہے اور کیونکر کامیابی ہوگی۔ بالکل سچا جواب مل جاتا ہے اس کے عامل نے [illegible] عمل کو یاد کیا ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ دس آنے محصول ڈاک علاوہ۔

## دولت کی کنجی

یہ ایک تعویذ ہے جس کو روپیہ پیسہ میں رکھ دینے سے اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ خدا کی شان دکھائی دیتی ہے۔ [illegible] مفلسی دور ہونے کے سامان ہو جاتے ہیں اور تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر اتنی جلدی دولت مل گئی نوکری کی صورت میں اس کو [illegible] جیب میں رکھ کر جائیے تو وہ اسقدر مہربان ہو جاتا ہے کہ قدرت کا کرشمہ دکھائی دیتا ہے اور اس کے دل میں خود بخود [illegible] کا خیال دامنگیر ہو جاتا ہے ہدیہ سوا روپیہ (عہ)

## محبت کی ڈوری

فقیروں نے بڑی بڑی محنتیں کر کے ایسی چیزیں حاصل کی ہیں یہ بھی عامل شاہ صاحب کا عطیہ ہے جس کو محبت ہو یا کسی کو اپنے دام میں پھنسانا [illegible] بنانا ہو اس کو شادی کی تمنا ہو تو محبت کی ڈوری کو پڑھ کے [illegible] ڈال دیجئے اور جس جگہ آپ کا محبوب ہو [illegible] تو اس ڈوری کو اپنے محبوب کے در پر یا اس کے ہاتھوں تک پہنچا دیجئے بس گھر بیٹھے اس کی تڑپ کا تماشا دیکھئے وہ [illegible] بے چین ہو کر آپ تک پہنچے گا۔ ہدیہ دو پائی روپیہ (ع) منسلم بالا [illegible] عملیات ہیں ان کی ناکامی کی صورت میں ہم قیمت واپس [illegible] نقش و تعویذ لفافہ میں رجسٹری کر کے وی پی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں۔ محصول ڈاک ہر ایک کا بذمہ خریدار ہوگا۔

پتہ:۔ نواب عامل شاہ صاحب چھتہ حکیم آغا جان۔ دہلی

---

# گولڈن گولڈ کی چوڑیاں مفت

آپ بھی اس وقت سے فائدہ اٹھائیے۔ ہم نے کیمیکل گولڈن گولڈ کی بہت خوبصورت چوڑیاں تیار کرائی ہیں۔ یہ گولڈ دیکھنے میں [illegible] [illegible] صرف حیران ہیں اصلی اور نقلی کی شناخت مشکل ہو گئی ہے اور آجکل یہ سونا قیمتی شمار کیا جا رہا ہے۔ ہم آپ کو اپنی صداقت کے [illegible] قیمت میں دے رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ گھر گھر اس سونے کا چرچا ہو جائے ان چوڑیوں کو بہت خوبصورت [illegible] [illegible] ہم ہزاروں ہی ہیروں کی دکانوں پر بڑی قیمتوں میں فروخت ہو رہی ہیں تحفہ میں دینے کے لئے شادی بیاہ کے موقع پر استعمال [illegible] [illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible] [illegible] کی قیمت چھ روپیہ محصول ڈاک [illegible] [illegible] معاف جلدی دوڑئیے یہ انعامی لسٹ چند روز کی ہے اس کے بعد ان گولڈن گولڈ کی چوڑیوں کی قیمت بارہ روپیہ ہوگی۔ ہم نے [illegible] [illegible] سے فائدہ اٹھائیے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کیجئے

پتہ:۔ [illegible] دہلی

# دنیا کو حیرت زدہ کر دینے والا

**روغن طلسمی جرمنی**

... یہ روغن نہیں بلکہ جادو ہے جس کے معجزنما اور حیرت انگیز اثرات نے طبی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر کے بڑے بڑے نامی گرامی حکما کی عقل کو چکر میں ڈال دیا ہے جس کے استعمال سے صرف ... [illegible] ... میں پانچ ہزار سے زائد مایوس اور زندہ درگور مریض نئی زندگی حاصل کر چکے ہیں مردانہ خامیوں اور خرابیوں ... سستی، نامردی وغیرہ کو دور کرنے کے علاوہ عضو مخصوص کی کوتاہی ولاغری دور کرنے میں تو اس قدر زود اثر اور ... ہے کہ صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے اس درجہ قوت آ جاتی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک مرتبہ کے ... ہم کو یقین ہے کہ آپ اپنے احباب کو اس حیرت انگیز ایجاد سے باخبر کر کے ہمارے دواخانہ کی شہرت کا باعث بنیں گے ... شیشی کا استعمال ایک مریض کے واسطے کافی ہوتا ہے۔ یقین مانئے اس سے بہتر طلاء آپ کو دنیا کے پردے پر ملے گا ... کامل ... قیمت فی شیشی تین روپے (سے) علاوہ محصول۔ اس طلاء سے آبلہ یا چھالہ کا خوف نہیں ہے اور نہ موسم کی ...

دوا ایسی نایاب ایجاد کی یہ سہرا رہا اللہ و جرمن کے سر

**اللہ و جرمن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶**

(اس فرم کا جرمنی کو کوئی تعلق نہیں)

---

# خبیث مرض فوطہ بڑھ جانے و آنت اتر جانے کا حیرت انگیز شرطیہ علاج

... آنت اترنے اور فوطہ اعتدال سے بڑھ گئے ہوں تو اس خطرناک مرض کی سو فی صدی کامیاب دوا ... استعمال کیجئے جو ہندوستان میں اس مرض کی سی علاج دوا تسلیم کی جا چکی ہے خواہ کیسا ہی پرانا مرض ہو اس ... بغیر ... پینے کے ذریعہ خارج ہو کر کامل شفا ہوتی ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج حضرات نے اس ... نئی زندگی حاصل کی۔ یہ اس مرض کی بے خطا اور انتہائی کامیاب دوا ہے قیمت چار روپے آٹھ آنے علاوہ ...

**... جرمن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ...**

ٹرکی اور مصری ڈیزائن کے

# خوشنما مشرقی برقعے

اوپر کا حصہ سر سے لیکر گھٹنوں تک نیچے کا حصہ کمر سے لیکر پاؤں تک آنکھوں کی جالی نہایت حسین ولایت کی بنا رشیم اور خوبصورت پورا برقعہ پردہ کا پورا محافظ اور نئے فیشن کا۔

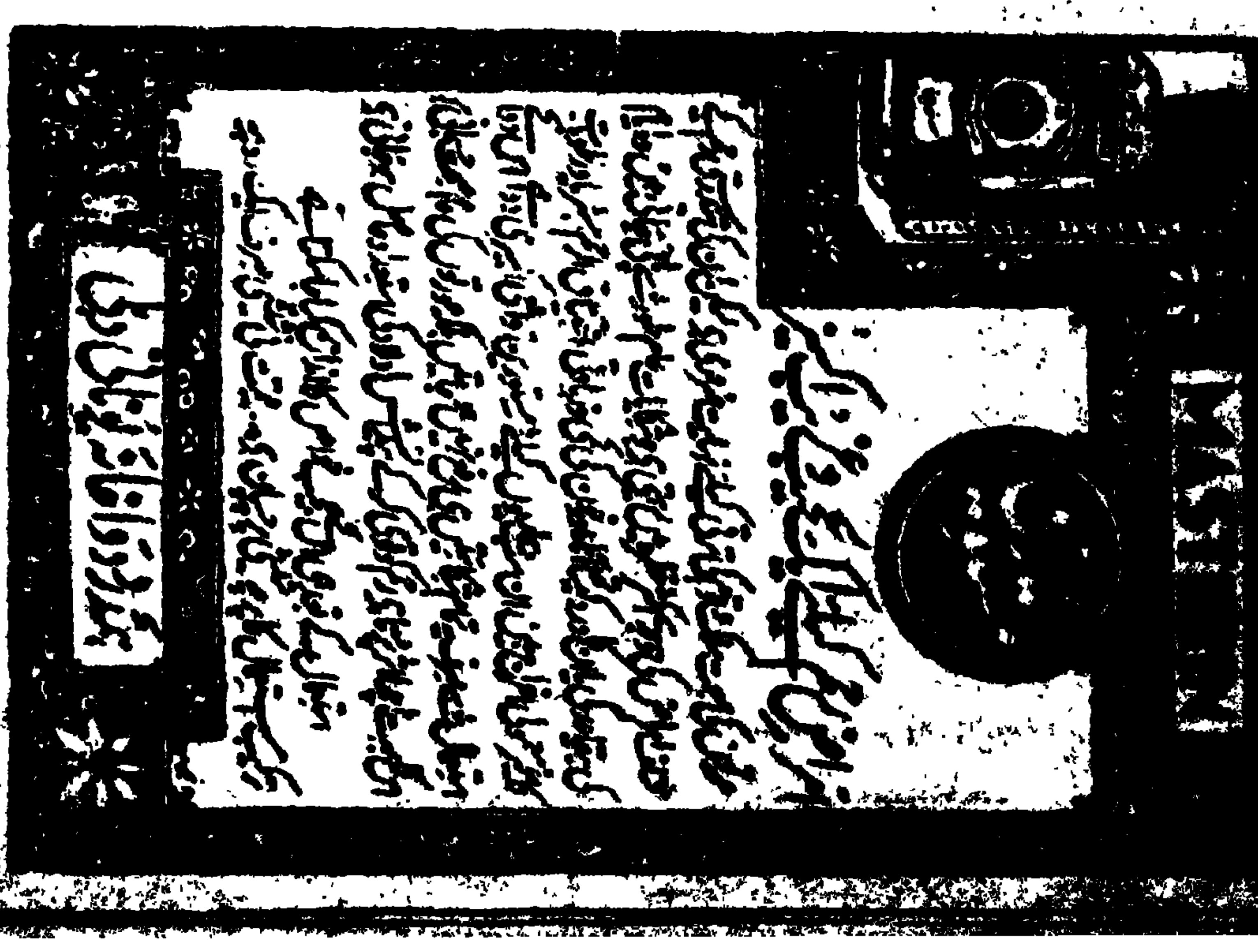
اس قسم کے برقعے ہم نے ہر قسم کے کپڑوں کے تیار کرائے ہیں جن کی بناوٹ اور دیدہ زیبی کی وجہ سے مشرقی بہنوں میں ان برقعوں کی شہرت ہو گئی ہے ان برقعوں کو خاص مصری اور ٹرکی بناوٹ کے ماتحت تیار کرایا گیا اس لئے یہ ہر جسم پر اپنی بہار دکھاتے ہیں سر کی ٹوپی کی چنٹ کاری میں بڑی کاریگری رکھی گئی ہے جس سے نقیب خراب ہی نہ ہو جب اور باڈی پوری طرح جسم کو ڈھک دیتا ہے، رفتار کیوقت ہاتھوں کی حرکت سے اور چال سے بے پردگی کا خوف نہیں رہتا جب اور باڈی کے دونوں طرف چار بڑے بڑے خوشنما پانچ رنگوں میں مشین سے کڑھے ہوئے پھول بنے ہوئے ہیں کپڑے کی مضبوطی اور وضع کی خوشنمائی نے ہندوستانی مسلم خواتین کو یہ برقعے استعمال کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آپ بھی ایک برقعہ اپنے لئے طلب کر کے اس کی بناوٹ اور سلائی کی داد دیں۔ آڈر کے ساتھ سر کی گولائی کا ناپ اور سر سے لیکر ٹخنے تک کی پیمائش آنی چاہیئے۔ اور جس رنگ کا منگانا ہو اس کی وضاحت ضروری ہے

ایک برقعہ کی قیمت خواہ کسی رنگ میں آپ طلب کریں برقعہ ریشمی کریب جاپانی قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دوم پانچ روپے۔ برقعہ ساٹن کا درجہ اول آٹھ روپے درجہ دوم چھ روپے۔ برقعہ [illegible] درجہ اول پانچ روپے درجہ دوم چار روپے۔ محصول ڈاک ایک برقعہ بارہ آنے اور دو پر بھی بارہ آنے خرچ ہوتے ہیں

## نوٹ

درجہ اول کا برقعہ کوٹ والا ہے اور درجہ دوم کا بلا کوٹ اس لئے آپ درجہ اول کا منگائیں [illegible] گولائی کا ناپ بھی ہمراہ آنا چاہیئے۔ کوٹ والے برقعوں میں پھول نہیں ہوتے۔

دفتر رسالہ خاتون مشرق [illegible]



# مغل لائن لمیٹڈ

## مسلمانوں کی قائم کردہ واحد حج لائن

بمبئی اور کراچی سے مختصر وقفوں [illegible]، پورٹ سوڈان، جدہ اور سویز کو جہاز روانہ ہوتے ہیں

مسافروں اور مال کے جہاز [illegible] اور کراچی سے عدن، پورٹ [illegible] اور سویز کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور بمبئی اور کراچی سے پورٹ لوئی اور ماریشس کو بھی جاتے ہیں

جہازوں کی روانگی اور تاریخ بغیر کسی اطلاع کے منسوخ کی جا سکتی ہے

تفصیلات کیلئے اس پتہ پر لکھیے۔ ٹرنر مارین اینڈ کو لمیٹڈ ۱۶ بینک اسٹریٹ بمبئی

## سیرت سید المرسلین

مورخ اعظم حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کی لکھی ہوئی محققانہ مکمل سوانح عمری، جس میں بہ ترتیب سنہ [illegible] واقعات سیرت لکھے گئے ہیں، اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب ایم۔اے کے مرتب کردہ وہ تمام معاہدے [illegible] جو حضور اکرم نے غیر مسلم اقوام سے کیے، اور وہ تمام فرامین نبوی ہیں جو سرور کائنات نے بغرض تبلیغ اسلام شاہان عالم کو لکھے۔ [illegible] حصہ کا بے مثل رسول نمبر ہے جس کی لاگت [illegible] لیکن خریداران پیشوا سے صرف ۲ روپے اور ایک روپے کے دیں۔

## سیرت رحمۃ للعالمین

یہ ربیع الاول نمبر زیر طبع ہے [illegible] ذیل پڑھنے کی یادہ

مجلس میں ممتاز یکم ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک روزانہ ہر مجلس کا صوفیانہ بیان ہے بعثت رسالت آپ کا پیدائش سے لیکر وفات تک والہانہ تذکرہ ہے ہر مجلس دو گھنٹہ کی ہے۔ اور ان ۲۹ دفعہ کے مکمل حالات ہیں جو سرکار رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپکی نظر کیمیا اثر سے مسلمان ہوئے۔ اس سیرت کے مصنف [illegible] [illegible] ندوی [illegible] رسول نمبر ہے۔ لاگت [illegible] روپے لیکن خریداران پیشوا سے ۲ ایک روپے [illegible]

## روغن شباب مشکی!

یہ روغن طلائے قداری وغریبی یا طلائے مجلوق کے نام سے مشہور ہے۔ یہ روغن نہیں بلکہ ایک جادو ہے، جس کی حیرت انگیز تاثیر [illegible] دنیا میں زبردست ہلچل اور انقلاب پیدا کر دیا۔ یہ وہی طلا ہے جس کو دنیا کے بڑے بڑے قابل حکیم و ڈاکٹر [illegible] نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے مریضوں پر استعمال کر کے کامیابی حاصل [illegible] شکایات مثلاً کجی، کوتاہی، لاغری، سستی، نامردی وغیرہ کو بغیر چھالے اور تکلیف کے صرف ایک ہفتہ میں رفع کر دیتا ہے۔ یہ طلا اس قدر زود اثر ہے کہ لگاتے ہی [illegible] ...... پیدا کر دیتا ہے۔ ایک مرتبہ استعمال کے بعد آپ اپنے دوستوں کو بھی اس عجیب و غریب طلا کے استعمال کا ضرور مشورہ دیں گے۔

قیمت فی شیشی [illegible]

پتہ

مطب عالیجناب حکیم چودھری عبدالسلام [illegible]

امراض پوشیدہ [illegible]

ملنے کا پتہ [illegible]

## اسلام کے سورما سپاہی

[illegible] کی تیرہ سو سالہ تاریخ کا عطر کھینچا ہے ۔ ایڈیٹر صاحب پیشوا کا ساحرانہ فن [illegible] اسلام کے حیرت انگیز جنگی کارنامے [illegible] کی کہانیاں، حسن و عشق کی کرشمہ سازی [illegible] اسلام کے سورما سپاہی نامی کتاب میں [illegible] کو پڑھ کر بزدل سے بزدل مسلمان کے دل میں بھی اپنے خدا اور اپنی قوت بازو پر [illegible] مسلمانو اسلام کے بے پناہ سیلاب مخالفت کو خاطر میں نہ لانا آجاتا ہے [illegible] سپاہی پڑھنے کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کی دھمکیوں [illegible] جاتی ہے ۔ اسلام کے [illegible] سپاہی تارے ٹوٹے ہوئے قافلہ کی کہانی ہے، جس کو پڑھ کر پھر اسلامی بہادری کے دریا میں طوفان آجاتا [illegible] کی دنیا میں بہادری کا انقلاب برپا ہو جاتا ہے ۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، ضخامت ۱۰ اصفحے ۔ قیمت صرف ۸ر

## کیا آپ نماز پڑھنی جانتے ہیں؟

جب کوئی مسلمان آپ سے یہ سوال کرے گا تو آپ [illegible] ناراض ہوں گے اور آپکا جی چاہے گا کہ اس کا منہ نوچ لیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے ایمان پر الحاد کی بجلیاں گر رہی ہیں ان کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا ہے، اسلام کو دنیا کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ ایمان انسانی کردار پر کیا اثر کرتا ہے، اسلامی عبادات کو دوسرے مذاہب کی عبادت پر کیا فضیلت ہے؟ حقیقت نماز کیا ہے؟ نماز کا فلسفہ کیا ہے؟ نماز کے دینی اور دنیاوی فائدے کیا ہیں، نماز کے پڑھنے سے کیا کیا برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اپنوں اور غیروں نے نماز پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں؟ اور ان کے مدلل و مسکت جوابات کیا ہیں [illegible] نماز کس دن اور کس وقت [illegible] پڑھنی چاہئیں، ان سوالات کے جوابات آپ کو کتاب

## معلومات نماز

میں ملیں گے جس کو مذہب اسلام کی ایک سو مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد حضرت علامہ خلیل احمد صاحب فاضل دینیات مولوی عالم، مولوی فاضل وغیرہ نے تین سال شبانہ روز محنت کے بعد تصنیف کیا ہے معلومات نماز کیا ہے ۔ بلاشبہ نماز کی انسائیکلو پیڈیا ہے، اور نماز کی سب سے بڑی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کو عبادت کا فلسفہ معلوم ہو جائے گا، اور نماز میں خشوع و خضوع حاصل ہوگا ۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اردو زبان میں مسئلہ نماز پر بہترین اور پہلی کتاب اگر ہے تو وہ صرف معلومات نماز ہے ۔ ناممکن ہے کہ معلومات نماز پڑھے بغیر آپ کتاب کی خوبیاں [illegible] کتاب کی اہمیت کا اندازہ آپ کو منگانے کے بعد ہوگا ۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی ہے ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات اور قیمت صرف [illegible]

## زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

زندگی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی، وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے ۔ مگر شرط ایک اور صرف ایک ہے کہ تم اپنے آپ کو اس سانچہ میں ڈھال لو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کے لئے قرآن نازل فرمایا، اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو ۔ تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد نئے سرے سے کلام پاک کی تلاوت کرو، تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تم کو اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے اور جنت کی دوامی خوشخبریوں کا حقدار ٹھیراتے [illegible] کیا کیا ہدایتیں جاری فرمائی تھیں، معلومات قرآن ہماری وہ جدید کتاب ہے جو آپ کو تفسیروں سے بے نیاز کردے گی اور قرآن پاک [illegible] و مطالب گلزار پربہار کی طرح تمہاری آنکھوں کے سامنے کھلتے نظر آئیں گے ۔ معلومات قرآن ہماری وہ جدید کتاب ہے جو تم کو گویا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام بنا دیگی اور تمہارے [illegible] میں ایمان کا نور بھر جائے گا اور جوش اسلام کا سمندر موجیں مارنے لگیگا ۔ اصل میں معلومات قرآن [illegible] کی انسائیکلو پیڈیا ہے، جو اردو میں سب سے پہلی اور آخری کتاب ہے معلومات قرآن وہ کتاب ہے جس کی بدولت [illegible] کی تڑپ تمہارے جسم و جاں میں پیدا ہوگی اور عرفان کی بجلیاں تمہارے جسم میں کوندنے لگیں گی، اور جب یہ سب چیزیں جمع ہو جائیں [illegible] ہے کہ تمہاری زندگی جنت کی کھیتی نہیں بن جائے گی ۔ یہاں اتنی بات اور بتا دینا ضروری ہے کہ معلومات قرآن کوئی معمولی بازاری کتاب نہیں ہے ۔ بلکہ ایک متبحر عالم قرآن جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی کے تیس سالہ مطالعہ اور محققانہ غور [illegible] کا [illegible] اس کتاب کی قیمت بہت کم رکھی ہے ۔ لکھائی، چھپائی عمدہ ۔ ضخامت تقریباً تین سو صفحات قیمت مجلد [illegible] صرف [illegible] غریب مسلمان بھائی زیادہ فائدہ اٹھا سکیں ۔

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا، جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قمری مہینے کی ۱۰ تاریخ کو [illegible]
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن — دو روپے
ادنیٰ ایڈیشن — ایک روپیہ
ممالک غیر سے جس میں برما بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن — ۵ شلنگ
ادنیٰ ایڈیشن — ۳ شلنگ

# پیشوا دہلی

مہتمم دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار، جامع مسجد، دہلی

جلد ۱۸ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۰ھ مطابق اگست سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۷

# شذرات

(عزیز حسن بقائی)

## گذشتہ مہینے کی رپورٹ

گذشتہ مہینے کی رپورٹ یہ ہے کہ رسالے کی آمدنی ۱۳۰ روپے اور خرچ نو سو پچاس روپے آمدنی وضع کرنے کے بعد ۷۷ روپے نقصان ہوا جس میں سے دو سو روپے کتابوں کی فروخت سے پیشوا کو دیئے گئے۔ اور ۵۷۰ روپے قرض لے کر خسارہ پورا کیا گیا۔

میں جانتا ہوں کہ کساد بازاری ہے، یہ بھی جانتا ہوں کہ ہوشربا گرانی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے۔ لیکن اگر خریدار صاحبان پیشوا کے نئے خریدار بنانے کو اپنی ضروریات میں شامل کریں اور جس طرح پہلے مستعدی سے نئے خریدار فراہم کرتے تھے، اسی طرح جدید خریداروں سے رقم وصول کرکے بھیجے جائیں تو پیشوا کو نقصان نہیں ہو سکتا۔

میں اس بڑھاپے میں جتنی محنت کر سکتا ہوں، اس میں کچھ اضافہ ہی ہو گیا ہے۔ لیکن نئے خریدار فراہم کرنے کے لئے نہ میرے پاس وقت ہے نہ روپیہ جو ایجنٹ رکھ سکوں اس لئے خریدار صاحبان اگر یہ چاہتے ہیں کہ یہ نقصان نہ ہو تو ان کو پوری توجہ نئے خریدار فراہم کرنے کے لئے مبذول کرنی چاہئے۔

افسوس ہے معاونین پیشوا نے گذشتہ مہینے نئے خریدار اتنے کم دیئے کہ میں معاونین کرام کی فہرست اس مرتبہ شائع نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ گذشتہ مہینے کی کمی اس مہینہ میں پوری کر دی جائے گی۔ اور میں بنہایت خوشی کے ساتھ معاونین پیشوا سے متعارف کراؤں گا۔

## مسلمانوں کی تباہی کا راز

مسلمانوں کی ترقی نے دنیا کو زیر و زبر کر دیا تھا۔ وہ آندھی اور بگولے کی طرح بہت تھوڑے عرصہ میں دنیا پر چھا گئے تھے۔ ان کے گزر اگر ایک طرف یورپ میں دیانا (ہنگری کا دار الخلافہ) پر پڑ رہے تھے، تو دوسری جانب نصف فرانس ان کے قدموں میں تھا۔ ان کے گھوڑے ایران اور روم کی قدیم تہذیبوں اور سلطنتوں کو پامال کر چکے تھے۔ ان کی علمی تحقیقات نے یورپ میں بجلی چمکا دی تھی۔ اندلس کے علمی سرچشمہ سے یورپ نے اپنی پیاس بجھائی تھی۔ ان کے تجارتی جہاز مراکش سے ہندوستان تک آتے اور جاتے تھے، اور کسی میں ہمت نہ تھی کہ ان کے جہازوں کو روک سکے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا تھا؟ صرف اس لئے کہ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن شریف تھا اور دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی، اور انہوں نے قرآن کو سمجھ کر پڑھا تھا۔ اور اس کے احکام پر عمل کیا تھا۔ قرآن نے کہا تھا۔

ان الارض یرثہا — ہم اپنی زمین کا وارث نیک بندوں
عبادی الصالحون۔ — کو بناتے ہیں۔

وہ ظالم، وحشی، درندے اور سفاک تھے، انسان بنے اور نیک بنے۔ کیونکہ خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کو اپنی زمین کا وارث بنائیگا اور خدا کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کرتا چنانچہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی اطاعت اسلام کی وجہ سے دنیا کی حکومت اور اس کے وسیع خزانے مسلمانوں کے پیروں میں ڈال دیئے گئے، لیکن یہ سب کچھ صرف

اس سے ہوا کہ مسلمانوں نے قرآن کو پڑھا، غور کیا اور عمل کیا۔

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ انسانیت کیلئے ننگ ہیں، ان میں افلاس ہے، جہل ہے، دہشت ہے، درندگی ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں، چوری کو گناہ نہیں سمجھتے، زنا اور لواطت کو وا عیش کا ذریعہ سمجھتے ہیں، شراب اور قمار کو جائز سمجھتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کو ایام جاہلیت کی یادگار سمجھتے ہیں، زکوٰۃ اور حج سے ان کو نفرت ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان کی حالت وہ ہے جو بعثت اسلام سے پہلے یہودیوں کی تھی۔ اور آگاہ یہودیوں کے پاس تو آج بھی روپیہ ہے، لیکن ان بدبختوں کے پاس نہ روپیہ ہے، نہ اخلاق، نہ اسلام، جانتے ہو کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ ہر وہ برائی جو ممکن ہوسکتی ہے، وہ مسلمانوں نے اختیار کرلی ہے اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہے، اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی بداعمالی سے تلوار ان کے پاس نہ رہی، یہ تو خیر ڈھلتی پھرتی چھاؤں تھی، لیکن بدبختی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو بھی چھوڑ دیا۔ قرآن اسی فیصدی آپ کو مسلمانوں کے گھروں میں مل جائے گا، جو ایک جزدان میں لپٹا ہوا کسی طاق میں رکھا ہوگا، اور مقصد یہ ہوگا کہ ان چھپے ہوئے حروف کی بدولت صاحب مکان کے گھر میں برکت ہوگی۔ حالانکہ خداوند قدوس نے کلام اللہ کو پڑھنے اور عمل کرنے کے لئے اتارا تھا۔ لیکن اس بدنصیبی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ ۹۵ فیصدی مسلمان قرآن سے، احکام قرآن سے، تعلیمات قرآن سے ناواقف ہیں اور اس نسخہ کیمیا کو جس نے مس خام کو کندن بنایا تھا، (بلا تشبیہ) گرنتھ صاحب کی جگہ دیدی، جس طرح سکھ گرنتھ صاحب کو دیکھ کر ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیتا ہے، اسی طرح مسلمان بھی جزدان میں رکھے ہوئے قرآن کو دیکھ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس کے نقوش کی وجہ سے برکت ہوگی، اور اس جلد کے رکھنے کی وجہ سے ہم مسلمان ہیں، حالانکہ حقیقت یہ نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ قرآن عربی میں ہے، اس لئے طوطے کی طرح رٹنا لاحاصل ہے۔ میں اس کا قائل نہیں۔ میری رائے میں کلام اللہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہرحال بہتر ہے، اور خیر و فلاح کا باعث ہے، لیکن جو لوگ اردو جانتے ہیں، ان کا یہ عذر کل قیامت میں کسی طرح قابل سماعت نہ ہوگا، کیونکہ اردو ترجمہ اور تفسیر ان کو بتادیتی ہے کلام اللہ کیا ہے، کیوں نازل کیا گیا، اس کے احکام کیا ہیں، اور اس میں تعلیم کیا ہے۔

پس مسلمان اگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ پھر اسی طرح دین اور دنیا کی نعمتوں کے مالک ہوں جس طرح صحابہ کرام تھے، تو ان کو کلام اللہ پڑھنا پڑے گا، اسے سمجھنا ہوگا، اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہوگا، اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد کم سے کم دو رکوع ترجمے اور تفسیر کے ساتھ پڑھ لئے جائیں، جس میں زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ صرف ہوگا، تفسیر کلام اللہ کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور میں نے اپنے تیس سالہ مطالعہ قرآن اور غور و فکر کے بعد اعجاز نما کلام اللہ کو اسی لئے شائع کیا ہے کہ اس کے دیباچہ اور تفسیر کو پڑھ کر مسلمان قرآن شریف کی روح اور اس کے نزول کے مقصد سے واقف ہوجائیں، اور اپنی بداعمالی سے تباہی کی جس دلدل میں پھنس چکے ہیں، اس سے مطالعہ قرآن کے بعد نکل کر پھر عزت اور سربلندی کی راہ پر گامزن ہوں۔

قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں بہت ہوئی ہیں، اور متعدد ایڈیشن مختلف صورتوں میں شائع ہوچکے ہیں، لیکن میری یہ رائے ہے کہ کم سے کم وقت میں کلام اللہ کو سمجھنے کے لئے اعجاز نما قرآن شریف مترجم مفسر کو اپنے مطالعہ میں رکھنا ضروری ہے، کیونکہ اعجاز نما قرآن شریف میں ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے جو عام فہم اور سلیس اردو میں ہے، اور حاشیہ پر حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان مع اضافہ ضروری کے چڑھائی گئی ہے، جو موجودہ زمانے کی سب سے بہتر تفسیر مانی گئی ہے، اور جس کے پڑھنے سے بہت قلیل وقت میں قرآن شریف کا منشا سمجھ میں آجاتا ہے۔

اعجاز نما قرآن شریف کا دیباچہ اتنا طویل ہے کہ آج تک اتنا بڑا دیباچہ کلام اللہ کے کسی ایڈیشن میں کسی نے شائع نہیں کیا۔

اس دیباچہ میں متعدد علماء کرام کی پچاس سالہ تحقیقات قرآن کا نچوڑ ہے۔ دیباچہ کو پڑھنے کے بعد کلام اللہ کی ساری تاریخ، جغرافیہ اقوام و ملل، تعلیمات و احکام سب بڑی آسانی سے اس شخص کی سمجھ میں بھی آجاتے ہیں، جو معمولی طور سے اردو کی شد بد رکھتا ہو۔ نیز اس قرآن شریف کے دیباچہ، ترجمہ اور تفسیر کو ان لوگوں کو سنانا بھی ضروری ہے جو اردو پڑھنا نہیں جانتے لیکن اردو سمجھ لیتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان، اچھا پڑوسی، اچھا دوست، اچھا انسان، اچھا تاجر اچھا آقا، اچھا ملازم اچھا بھائی اور اچھا مشیر بن جائے گا، اور حالات نے اگر مساعدت کی تو اس کا لٹا ہوا تخت و تاج بھی واپس مل سکتا ہے، کیونکہ یہ قرآن ہی کا فہم اور عمل تھا جس نے بوریہ نشینوں کو تاجدار اور اونٹ چرانے والوں کو شہنشاہ بنا دیا۔

خدا کے بندو! خدا کے کلام کو پڑھو، جو بار بار کہتا ہے کہ غور کرو فکر کرو۔ اگر تم نے قرآن پر غور کرنا اور فکر کرنا شروع کر دیا تو دین و دنیا کی تمام سربلندیاں جو پہلی صدی ہجری کے مسلمان کے قدموں میں ڈالی گئی تھیں، وہی تمہارے بھی قدم چومیں گی۔

## ڈاکخانہ کی چوری پکڑی گئی

پیشوا کے ہزاروں پڑھنے والوں میں سے بہت کم ایسے ہیں جن کو یہ یقین ہو کہ پیشوا کے صدہا پرچے ڈاک کے ڈاکو کھا جاتے ہیں، جب کبھی پرچہ نہیں پہنچا، انہوں نے ڈاک خانہ کے ملازموں کو فرشتہ سمجھتے ہوئے یہی شکایت کی کہ آپ نے پرچہ نہیں بھیجا۔ اگر آپ بھیجتے تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ ہمارے پاس نہ پہنچتا۔ ڈاک خانے والے ہمارے دوست ہیں۔ اب ہم ان کو کیونکر یقین دلاویں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ پوسٹ مین یا پوسٹ ماسٹر جو آپ کا دوست ہے، وہی پرچہ چراتے۔ راستے میں سارٹر ہے، آر۔ ایم۔ ایس ہے، اور انہی مقامات پر اکثر پرچے چوری ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ ایک مقامی معاصر (انصاری) کو بھی اسی قسم کی شکایت تھی، پولیس تاک میں تھی، اس نے ڈاک خانہ کے ان فرشتوں کو پکڑا۔ اور انصاری کے بنڈل ان کے قبضے سے برآمد ہوتے، مقدمہ قائم کر دیا گیا، اور تحقیقات شروع کر دی گئی۔

امید ہے کہ اس واقعہ کے بعد ایک طرف ڈاک خانہ کے وہ ملازم جو چوری کر کے اخبار اور رسالے پڑھتے تھے، وہ احتیاط کریں گے، اور پیشوا کے وہ ناظرین جن کو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت ہوتی ہے، اور وہ ڈاک خانہ کی عقیدت مندی میں دفتر پیشوا کے کارکنوں کو قابل الزام سمجھتے ہیں مطمئن ہو جائیں گے۔

میرا طریقہ کار یہ ہے کہ قمری مہینہ کی ۲۵ سے پہلی تاریخ تک پتے کی چٹوں کا رجسٹر خریداران سے مقابلہ اپنی موجودگی میں کراتا ہوں، اور پھر پتوں کی چٹیں اپنی موجودگی میں دفتری سے چسپاں کراتا ہوں، اور اپنی موجودگی میں ڈاک خانہ میں بھیج دیتا ہوں، اور یہاں سے میری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اب اگر کسی صاحب کو پرچہ نہیں پہنچتا تو اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ ڈاک خانہ کے بد دیانت ملازموں نے پرچہ چرا لیا ایسی صورت میں بھی خریدار صاحب نمبر خریداری لکھ کر جب شکایت بروقت بھیجتے ہیں موجود ہوتے ہیں پرچہ ان کو بلا قیمت دوبارہ بھیج دیا جاتا ہے۔

اگر اتفاق سے کسی مہینہ کا پرچہ آپ تک نہ پہنچے تو آپ کو دو روز دیر کا خیال کر کے قمری مہینہ کی پندرہ تاریخ کو اپنا نمبر خریداری لکھ کر پیشوا کے منیجر کو شکایتی خط لکھ دینا چاہیے، تاکہ فوراً پرچہ دوبارہ بلا قیمت بھیج دیا جائے، اور ساتھ ہی ایک پوسٹ کارڈ ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند نئی دہلی کے نام لکھ دینا چاہیے کہ اس مہینہ کا پیشوا ڈاکخانہ کے ملازموں نے گم کر دیا۔ اس شکایتی خط پر ڈاکخانے والے تحقیقات شروع کر دیں گے اور بہت ممکن ہے کہ جس طرح انصاری کے چور پکڑے گئے، اسی طرح پیشوا کے چور بھی پکڑے جائیں، اور مقدمہ قائم ہو، تاکہ ہمیشہ کے لئے ان شکایات کا سدباب ہو۔

## ایک نیا کھلونا!

دو سال کی لگاتار جدوجہد لیگی اور کانگریسی اور دیا بھائی اور اعتدال پسند لیڈروں کی دوڑ دھوپ اور ہز ایکسی لینسی والسرائے سے "کانا پھوسی" میں ناکامی کے بعد ۲۲ جولائی ۱۹۴۱ء کو ہز ایکسی لینسی والسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں حسب ذیل سات نئے ممبروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سر ایچ۔ پی مودی، وزیر محکمہ سپلائی۔

۲۔ سر اکبر حیدری (وزیر اعظم حیدر آباد دکن) وزیر محکمہ اطلاعات۔

(۳) سر سلطان احمد، وزیر قانون۔

(۴) سر فیروز خاں نون، وزیر محکمہ صنعت۔

(۵) مسٹر ایم۔ ایس۔ اینے وزیر محکمہ باشندگان ہند در ممالک ماورائے غیر۔

(۶) سر راگھو تندر راؤ، وزیر محکمہ تعلیم۔

(۷) مسٹر نلنی رنجن سرکار وزیر محکمہ اراضیات و صحت۔

اس وقت والسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں چھ اراکین ہوا کرتے تھے جن میں عموماً ایک مسلمان، دو ہندو، تین انگریز ہوتے تھے۔ اب ان سات ممبروں کے اضافہ کے بعد کل ممبران ایگزیکٹو کونسل کی تعداد سترہ ہو گئی، جن میں چار ہندو، تین مسلمان، ایک پارسی اور پانچ انگریز ہیں۔ ان سات نئے ممبران کو عوام کا اعتماد قطعاً حاصل نہیں ہے، اور اگر حکومت ووٹنگ کے ذریعہ ان کو اپنی کونسل میں لے اور کانگریس مقابلہ کرے تو کانگریس کے مقابلہ میں ان ساتوں کو سو فیصدی شکست ہوگی۔ پس ایسی صورت میں کہ ان ممبران کے پس پشت عوام کی طاقت نہیں ہے اور لیگ

اور کانگریس دونوں میں سے کسی ایک کی بھی نمائندگی کا اعزاز انہیں حاصل نہیں ہے، اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ان نئے ممبران کو ممکن ہے کہ حکومت کا اعتماد حاصل ہو، لیکن عوام سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ابھی ہندوستانیوں کو بچہ ہی سمجھ رہی ہے، جو وہ کامل آزادی کے نام پر نامزدگی کے اس کھلونے سے بچوں کو بہلانا چاہتی ہے۔

اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس کو ہندوستان کا مخلصانہ پرجوش دلی تعاون حاصل ہو تو اس کو عوام کے مقتدر اور محبوب لیڈروں کے پیش کردہ مطالبات کو تسلیم کرنا پڑے گا، جو دنوں کی اقلیم پر حکومت کر رہے ہیں، اور جن کی ایک آواز پر لاکھوں آدمی جیل جانے کے لئے تیار ہیں۔

لڑائی ہندوستان کی سرحد پر دستک دے رہی ہے لیکن افسوس ہے کہ حکومت جو قدم اٹھاتی ہے وہ غلط ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام اور حکومت میں جو رشتہ مضبوط ہونا چاہیئے، وہ مضبوط نہیں ہوتا۔ اگر حکومت عوام کا اعتماد حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ صدر کانگریس امیر الہند حضرت علامہ ابوالکلام آزاد، مہاتما گاندھی، اور پنڈت جواہر لال نہرو سے گفتگو کرے، جن کی ایک آواز پر کروڑوں انسان اپنی جانیں دینے کے لئے فوج میں بھرتی ہو سکتے ہیں۔

## ریڈیو کی شترمرغی زبان

اردو زبان اور ملک کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ مسٹر پطرس بخاری آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر مقرر ہوئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دفتر پر پنجابیوں اور ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا جس میں نظر گزر کے لئے کچھ پنجابی مسلمان بھی بھرتی کر لئے گئے، جو اردو کے لئے میر جعفر بنے ہوئے ہیں۔

اگر کوئی غیر جانبدار کمیشن ممبر رسل و رسائل مقرر کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ نوے فیصدی پنجابی مسٹر بخاری کے دوست شاگرد اور رشتہ دار بھرتی کئے گئے ہیں، جن کو قابلیت کے معیار پر بھرتی نہیں کیا گیا، بلکہ تعلق، دوست نوازی، اقربا پروری اور صوبہ پرستی کے جذبہ کے ماتحت اپنی حفاظت کے لئے بھرتی کیا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اردو میں ہندی کے غیر مانوس اور سنسکرت آمیز الفاظ بھرے جاتے ہیں، اور اردو کے قدیم، سلیس، شستہ اور عام فہم محاورات کو ترک کر کے ان کے مقابلہ میں جناتی سنسکرت کے الفاظ سننے پر ان لوگوں کو مجبور کیا

جاتا ہے جو اس کو نہیں سمجھتے۔

اللہ اللہ! "ریڈیائی لغت" کے مصنف پنجاب کے ایک ایسے ایڈیٹر بتائے جاتے ہیں، جن کی علمی دنیا میں ایک چڑیا کی اچھال سے زیادہ اہمیت نہیں، دہلی اور لکھنؤ کے تمام زبان دان ناپید ہو گئے تھے کہ پانچ دریاؤں کی سرزمین سے پنجابی ٹولہ لا کر دہلی میں آباد کیا گیا۔

مسٹر بخاری جب کنٹرولر نہیں ہوئے تھے، خاصہ اچھا لکھ لیتے تھے، ان کے شائع شدہ مضامین میں جو لغات استعمال کئے گئے ہیں، ان میں اور ان کے بھیجو جو جناتی لغات ریڈیو پر استعمال کرتے ہیں، ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یا تو بخاری صاحب اردو نہیں جانتے تھے، یا ان کے "شہ بالا" اردو سے ناواقف ہیں۔

## کانگریس لیڈرشپ سے بغاوت

مہاتما گاندھی ملک کا مشترکہ سرمایہ اور انتہائی قابل احترام ہیں، انہوں نے اس ملک کی خدمت کرنے میں اپنے وقت اور روپے کا بڑا حصہ صرف کیا ہے، لیکن وہ اب سیاسی لیڈر کی بجائے سادھو زیادہ بن گئے ہیں، وہ سیاسی تحریک کو مذہبی عقیدے اور سخت روحانی مشقت کا اہم جزو سمجھتے ہیں، جو پریکٹیکل پالیٹکس میں قطعاً ناممکن ہے، انہوں نے جس طرح چوری چورا کے حادثہ سے متاثر ہو کر سول نافرمانی بند کرنے میں ہمالہ سے بڑی غلطی کی تھی، اسی طرح انہوں نے اس مرتبہ سول نافرمانی کرنے والوں کے لئے اتنی پابندیاں لگا دیں، اور اجتماعی سول نافرمانی کی بجائے انفرادی سول نافرمانی کر کے کانگریس کو ایسی دلدل میں پھنسا دیا ہے کہ اس سے نکلنا مشکل معلوم ہو رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کانگریس کے ایثار پیشہ رہنماؤں میں کانگریس لیڈرشپ کے خلاف بغاوت کے آثار شروع ہو گئے ہیں، کیونکہ انفرادی سول نافرمانی قطعاً ناکام ہو چکی ہے۔ اگر اجتماعی سول نافرمانی ہوتی تو اب تک پانچ لاکھ سے زائد محبان وطن جیل خانوں میں بند ہو چکے ہوتے، اور حکومت عاجز آ کر صلح کے لئے ہاتھ بڑھا چکی ہوتی۔ افسوس ہے کہ گاندھی جی اس حقیقت کو ابھی تک نہیں پہچان سکے، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک طرف حکومت مطمئن ہے، اور دوسری جانب کانگریسی لیڈر جیلوں میں پڑے ہوئے بے نتیجہ سڑ رہے ہیں۔

پس وقت آ گیا ہے کہ یا تو گاندھی جی اپنے پروگرام

ختم ثانی کریں، یا بہادر آدمیوں کی طرح اپنی شکست کا اعتراف کر کے ہتھیار ڈال دیں، اور اپنی بقیہ زندگی ہندو مسلم اتحاد کے لئے وقف کر دیں جو سوراج سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

## برقعہ سے نفرت

نہایت افسوسناک اطلاع آئی ہے کہ دہلی کے مشن کالج میں ایک ہندو پروفیسر نے ایک مسلمان طالبہ کو اس وجہ سے پڑھانے سے انکار کر دیا کہ وہ جماعت میں برقعہ پہن کر بیٹھنے پر مصر تھی۔ اس ہندو پروفیسر کا بیان بعض مسلمان عمائدین کے سامنے لیا جا چکا ہے، جس میں اس نے اس کا اقرار کیا ہے کہ وہ لڑکی کی صورت دیکھے بغیر اس کو نہیں پڑھائے گا۔

معاملہ نہایت اہم ہے۔ مسلمانوں کی قومی غیرت کو چیلنج کیا گیا ہے۔ اسلامی کلچر کو مٹانے کی گستاخانہ جرأت کی ہے جو مداخلت فی الدین ہے۔ خیال ہوتا ہے کہ کل کسی مسلمان طالب علم کے چہرے پر اگر داڑھی ہوئی تو یہ ہندو پروفیسر جب تک اس داڑھی کو منڈوا نہ لے گا، اس وقت تک اس لڑکے کو جماعت میں بیٹھنے نہیں دیگا۔ اور یہ بھی خیال ہوتا ہے، اگر اس وبا کو نہ روکا گیا تو بہت ممکن ہے کہ ہندو مہا سبھا جس قسم کی حکومت طلب کر رہی ہے، اگر وہ قائم ہو گئی تو اس میں برقعہ پہننا ہی جرم قرار دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد داڑھی اور گوشت اور مساجد الغرض، غرضکہ تمام اسلامی کلچر کے مٹانے کا سوال پیدا کیا جائیگا۔

مشن کالج نہ ہندوؤں کا کالج ہے، نہ تنہا ہندوؤں کے سرمایہ سے چل رہا ہے، وہ عیسائیوں کی تبلیغی جماعتوں کے چندے سے چل رہا ہے، اور اس کو گورنمنٹ ایڈ مقررہ پابندیوں کے ماتحت ملتی ہے۔ لیکن کتنے شرم کا مقام ہے کہ اس واقعہ کو چند دن گذر گئے لیکن کسی مسلم لیگی لیڈر، کسی مسلم لیگی ایڈیٹر کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ شعائر اللہ کی اس کھلی ہوئی بے حرمتی پر، اور مسلمان خاتون کے ساتھ اس صریح ناانصافی پر ایک لفظ بول یا لکھتا۔

برادران ملت شعار! آج ایک مسلمان بہن کے برقعہ پر اعتراض ہے، کل داڑھیوں پر اعتراض ہوگا، پرسوں نماز روزہ سے روکا جائے گا، اور اس کے بعد اگر تمہاری بے شرمی، بے غیرتی اور بے حیائی کی یہی حالت رہی تو وہ وقت بھی آئے گا کہ تم کو مسلمان نام رکھنے سے روک دیا جائے۔

ویا لیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا۔

حکومت ہند کے محکمہ تعلیم کے افسر اعلیٰ مسٹر باجپائی اور آنریبل چیف کمشنر دہلی کو خصوصیت سے توجہ فرمانے کی ضرورت ہے، اور اگر دہلی میں مسلم لیگ کو ہندو سرمایہ داروں کی حمایت سے فرصت ہو تو اس کے لئے بھی اگر وہ اس مسلمان لڑکی کے واقعہ کو اسلامی غیرت کے لئے چیلنج سمجھے تو مسلمانوں کی رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہئے، ورنہ ممکن ہے کہ غلط ایجی ٹیشن سے کوئی غیر ذمہ دارانہ طریقہ کار عوام اختیار نہ کر لیں۔

## پنجابی لیڈروں کی پارٹی بازی کا نتیجہ

ڈاکٹر ستیہ پال پنجاب کی قومی تحریک کے زبردست ستون اور امرتسر کے گرو کے باغ کے ہیرو تھے، وہ پنجاب کے ان دلیر کانگریسی رہنماؤں میں سے تھے، جو سامراج کا سر مورچہ پر مقابلہ کر سکتے تھے، انہوں نے بحیثیت صدر پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی پنجاب میں ہندو مسلم اتحاد اور کانگریس کے وقار کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کیں، لیکن کچھ عرصہ سے پنجاب کے "دنان پاؤ" قسم کے کانگریسیوں سے پارٹی بازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر ستیہ پال نے کانگریس کی چار آنے کی ممبری سے بھی استعفیٰ دیدیا۔ اور میدان جنگ کے سپاہیوں کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ زخمیوں اور بیماروں کی دیکھ بھال اور خدمت انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے یہ خدمت اس لئے انجام دینی چاہی ہے کہ پنجاب کے کانگریسیوں نے ان کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا، اور ان کی قربانیوں کو سیاسی جوڑ توڑ اور ممول اور مہاتما گاندھی کی خوشامد سے دبا دیا گیا۔ یہی حشر امرتسر کے گورو کے باغ کے دوسرے ہیرو "ڈاکٹر کچلو" کا ہوا۔ اور بڑھاپے میں ان کو، ان کی شاندار قربانیوں کو پنجابیوں نے فراموش کر دیا۔

کاش یہ ممکن ہوتا کہ گاندھی جی پنجاب کی پارٹی بازی کی دیانتدار اور دلیر رہنماؤں کے ذریعہ تحقیقات کراتے۔ اور ڈاکٹر ستیہ پال کو استعفیٰ دینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

## کاغذ کا کنٹرول اور مصیبت بن گیا

رف کاغذ جس پر پیشوا چھپتا ہے، یہ عام طور پر اخبارات کے کام آتا ہے۔ کامرس ممبر نے بڑی مہربانی سے دو سال کی چیخ و پکار کے بعد جبکہ کاغذیوں نے ایک ایک کے دس دس کر لئے اور کروڑہا روپیہ غریب ایڈیٹروں کی جیب سے نکل کر سرمایہ دار کاغذیوں کی تجوری میں پہنچ گیا، اور وہاں سے سپر ٹیکس کی صورت میں حکومت ہند کے خزانہ میں منتقل ہوا۔ تو حکومت ہند کو بھی ہوش آیا اور کاغذ پر بھی کنٹرول کا حکم دیا گیا۔ جو ایک مستقل مصیبت بن گیا ہے۔ اور اس کنٹرول کی وجہ سے اب چونکہ کاغذیوں

مقابلہ نہیں رہا ہے۔ اور لائسنس بھی بڑی مشکلات کے بعد بہت کم لوگوں نے حاصل کئے ہیں، اور چونکہ گورنمنٹ نے قیمتوں پر کنٹرول نہیں کیا ہے، اس لئے اخبارات کی مشکلات بجا ئے گھٹنے کے اور بڑھ گئی ہیں، اور کاغذ پہلے سے زیادہ نایید اور گراں ہوگیا ہے۔

آنریبل مسٹر راما سوامی مدلیار وزیر تجارت سے درخواست ہے کہ وہ اخبارات کی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے ایک قدم اور آگے بڑھائیں، جو یہ ہو کہ کاغذ کے منگانے میں سہولت ہو اور ہندوستانی پیپر ملز کو حکم ہو کہ وہ ملک کی مانگ کے مطابق زیادہ کاغذ بنائیں، اور اس صورت میں بھی کاغذیوں کو پانچ فیصدی سے زیادہ نفع لینے کا حق نہ ہو۔

## زکوٰۃ کا بہترین مصرف

حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے سے رمضان المبارک کے خیر مقدم کی تیاری کیا کرتے تھے، اسی لئے ارباب خیر صیام رمضان کی مبارک مصروفیتوں میں خلل نہ پڑنے کے اندیشہ سے رجب میں خدائی انکم ٹیکس یعنی زکوٰۃ ادا کردیتے ہیں۔

میرے نزدیک زکوٰۃ کا بہترین مصرف یہ ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسول اللہؐ کی تبلیغ کی جائے، اور اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تراجم احادیث اور مترجم و مفسر کلام اللہ زکوٰۃ کے روپے سے لے کر مساجد اور خانقاہوں میں رکھ دیئے جائیں اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ان نادار مگر شوقین مسلمانوں کو تقسیم کئے جائیں جو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ کی تلاوت کا ذوق رکھتے ہیں، لیکن اپنی ناداری کی وجہ سے خرید نہیں سکتے۔ نیز پیشوا کو بغرض تبلیغ نادار بھائیوں کے نام مفت جاری کرانا بھی زکوٰۃ کے روپے سے مناسب ہے۔

پس وہ لوگ جو صاحب نصاب ہیں، اور خیر جاریہ میں اپنی زکوٰۃ کو خرچ کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ کے روپے سے کلام اللہ اور بخاری، مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ خرید کر نادار مسلمان بھائیوں اور مساجد اور خانقاہوں میں تقسیم کردیں، جب تک مسلمان ان کی تلاوت کرینگے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور کیا خبر ہے کہ کتنی سعید روحیں کے مطالعہ سے ارتداد سے رک جائیں، اور آپ کی بھی زندگی کا ماحصل وہی چند پیسے ہوں جو آپ اس نیک کام میں خرچ کریں، پھر یہ تو ہم خرما و ہم ثواب بھی ہے کہ ان کتابوں کی فروخت سے پیشوا کا قرض ادا ہوگا، اور آپ کے پنچہ کی مالی امداد ہو جائے گی، اور ہزاروں نادار مسلمان بھائی اس علمی سرچشمہ سے سیراب ہوں گے۔

پیشوا کے دفتر میں ہزارہا روپے کی کتابیں رکھی ہیں، اگر ان کی فروخت جاری رہے تو اس روپے سے پیشوا کا نقصان بہت آسانی سے پورا ہو جائے، لیکن تعجب ہے کہ کئی مہینے سے کتابوں کی فروخت اور نئے خریداروں کی فراہمی بالکل صفر ہے پس اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ پیشوا اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں بغیر قیمت کے اضافہ کے زندہ رہے تو براہ مہربانی میری اس درخواست پر آج ہی غور کیجئے۔

## مسلم لیگ میں پھوٹ

مسلم لیگ میں اکثریت ثان پاؤ قسم کے لیڈروں کی تھی، جو ہندو کے مقابلہ میں گرجتے تو خوب ہیں، لیکن برسنے کی توفیق ان کو کبھی نہیں ہوتی کیونکہ مخملی کرسیوں پر بیٹھنے والوں کی سیاست اعلان بازی، رزولیوشن بازی، جلوس بازی، جلسہ بازی سے آگے نہیں جاتی۔

نام نہاد نیشنل ڈیفنس کے نام سے جو نیا کھلونا دیا گیا ہے، اس میں مسلم لیگ ہائی کمانڈ کے متعدد ممبر مسلم لیگ سے ٹوٹ کر حکومت سے جا ملے، مسٹر جینا کو بجا طور سے ان پر غصہ آرہا ہے، اس لئے جینا صاحب نے وائسرائے کو مسلم لیگ میں پھوٹ ڈلوانے پر مبارک باد بھی دی ہے. لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسٹر جینا اتنے بے وقوف تھے، وہ ان سنہری پتلیوں سے ناواقف تھے، جو اگرچہ لیگ کے مخملی اسٹیج پر رقصاں تھیں، لیکن ان کے تار شملہ کی برفانی چوٹیوں سے کھینچے جا رہے تھے. نیز کیا وہ اس کو بھول گئے تھے کہ پنجاب اور بنگال کے شیروں نے الیکشن میں لیگ کو ذلت انگیز شکستیں دی تھیں. یہی وجہ ہے کہ بنگال اور پنجاب کی کونسلوں میں مسلم لیگ پارٹیوں کی حکومت نہیں ہے. بلکہ سر سکندر حیات اور فضل الحق کی پارٹیاں حکمران ہیں۔

تاہم میں مسٹر جینا کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں، جو انہوں نے نام نہاد نیشنل گورنمنٹ کے قیام پر دیا. اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ ہائی کمانڈ کے خلاف تادیبی کاروائی کو بے نتیجہ سمجھتا ہوں۔

## نمبر خریداری

پیشوا کے خریدار صاحبان جب کبھی شکایتی خط لکھتے ہیں یا تبدیل پتہ کی اطلاع دیتے ہیں، تو ان میں نوے فیصدی صرف نام لکھتے ہیں اور نمبر خریداری نہیں لکھتے، ایسی حالت میں کہ نمبر خریداری نہ ہو، پیشوا کے دفتر کو

# احکام القرآن

ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۶)

## جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کا بیان

ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انه کان فاحشة ومقتا وساء سبيلا. حرمت عليکم امهاتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامهاتکم التي ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة وامهات نسائکم وربائبکم التي في حجورکم من نسائکم التي دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح عليکم وحلائل ابنائکم الذين من اصلابکم وان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف ان الله کان غفورا رحيما والمحصنت من النساء الا ما ملکت [illegible] کتاب الله عليکم

تمہارے باپ دادا نے جن عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ہو تم ان سے نکاح نہ کرنا مگر جو ہو چکا وہ خیر ہو چکا، بیشک یہ بے حیائی تھی گناہ تھا اور برا دستور تھا۔ اے مسلمانو! تمہاری مائیں۔ بیٹیاں بہنیں پھوپھیاں۔ خالائیں، بھائی کی بیٹیاں، بہن کی بیٹیاں رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں۔ بیویوں کی مائیں یہ سب تم پر حرام ہیں اور تمہاری [illegible] (ربیبہ) لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں تمہاری ایسی بیویوں سے [illegible] ہیں جن سے تم نے ہم بستری کی ہو، یہ بھی تم پر حرام ہیں لیکن اگر ان بیویوں سے تم نے ہم بستری نہ کی ہو تو نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور تمہاری صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ دو بہنوں کو تم ایک ساتھ نکاح میں رکھو مگر جو ہو چکا وہ ہو چکا۔ اللہ غفور اور رحیم ہے۔ [illegible] حرام ہیں تم پر شوہر دار عورتیں باستثناء ان کے جو کافروں کی لڑائی میں قید ہو کر تمہارے قبضہ میں آجائیں یہ اللہ کا حکم تحریری ہے۔

[illegible] متعلقہ آیتوں میں ان تمام مومن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے مومن مرد کو نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ پہلی آیت ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم [illegible] میں بتایا گیا ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں تم ان سے نکاح نہ کرو، یہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور عرب کا بدترین دستور ہے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ جب یہ آیت لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا نازل ہوئی (جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے) تو عرب کے لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم اپنے مورث (باپ دادا) کی بیوہ سے زبردستی نکاح نہیں کرتے، بیوہ عورتیں خود نکاح کا پیام دیتی ہیں اور اپنی خوشی سے ہمارے ساتھ نکاح کر لیتی ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے مذکورہ بالا حکم کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ لوگو! تم ان عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں، یہ بڑی بے شرمی اور برا دستور ہے جو تم میں رائج ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح سے مراد وطی (جماع) ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان عورتوں سے تم اسکو ہرگز وطی نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا وطی کر چکے ہیں، یہ عورتیں خواہ منکوحہ ہوں یا غیر منکوحہ لونڈی ہوں یا آزاد۔ علماء احناف اور اکثر مفسرین کا مذہب یہی ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جس عورت سے باپ دادا نے زنا کیا ہوگا، وہ بیٹے اور پوتے پر حرام نہ ہوگی، اس لئے کہ زنا بجائے خود قبیح و ممنوع چیز ہے اور اس کو کسی مشروع چیز کا سبب نہیں قرار دیا جا سکتا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وطی واسطہ اور تعلق کا ایک سبب بن جاتا ہے، یعنی مثلاً باپ نے کسی عورت سے وطی کی، خواہ نکاح کر کے یا حرام طریقہ پر (یعنی زنا) دونوں صورتوں میں باپ سے اس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اور بیٹے کے لئے وہ عورت ماں کی قائم مقام ہو جاتی ہے اس لئے اس سے ہر حال میں نکاح حرام ہے۔

علماء احناف نے اس معاملہ میں اس قدر احتیاط کو مد نظر رکھا ہے کہ وہ ان عورتوں سے بھی نکاح کو حرام قرار دیتے ہیں، جن سے باپ نے صرف اختلاط ہی کیا ہو یا جن سے صرف بوس و کنار ہی ہوا ہو۔ یا جن کی شرمگاہ کو باپ نے شہوت کی حالت میں صرف دیکھا ہی ہو۔ یہاں تک کہ وہ عورتیں بھی احناف کے نزدیک حرام ہیں جن کو باپ نے شہوت کی حالت میں ہاتھ لگایا ہو۔

[illegible] کے جملہ الا ما قد سلف کا مطلب یہ ہے کہ حرمت کے اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے جو کچھ اس معاملہ میں تم کر چکے ہو اس پر تم سے مواخذہ نہ ہوگا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ جملہ اس وقت نازل ہوا تھا جبکہ بعض صحابہ نے حضور سے یہ عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم تو اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے ایسا کر چکے ہیں۔ اس پر یہ جملہ نازل ہوا، اور خدا نے بتلایا کہ جو کچھ ہو چکا، ہو چکا، اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔

ایک مفسر کا بیان یہ ہے کہ باپ دادا کی موطوءہ یا مدخولہ سے نکاح کرنے کی قباحت کی تین صورتیں ہیں، ایک تو عقلی یعنی عقل اس کو برا خیال کرتی ہے، آیت میں کان فاحشۃ سے اسی صورت کی طرف اشارہ ہے، دوسرے شرعی یعنی شرع اس کو ممنوع و حرام قرار دیتی ہے، آیت میں کان مقتاً کے لفظ سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مقت کے معنی ہیں بغض کے، مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا اللہ اور مومن کے نزدیک بغض کا سبب ہے، یا اللہ اور مخلوق انسان کے اس فعل سے مبغوض ہو جاتے ہیں، تیسرے عرفی یعنی عرف عام میں یہ فعل قبیح اور بے حیائی ہے، آیت کے جملہ وساء سبیلا سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

دوسری آیت حرمت علیکم امہاتکم الخ میں باقی محرمات کا ذکر ہے اور یہ چودہ عورتیں ہیں، ان میں سے سات عورتیں تو نسب کے سبب حرام ہیں یعنی مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں، آیت میں ماؤں سے مراد صرف مائیں ہی نہیں ہیں، بلکہ وہ تمام عورتیں ماؤں میں شامل ہیں جو ماں اور باپ سے نسبی تعلق رکھتی ہیں۔ یا صرف باپ سے۔ یا صرف ماں سے، مثلاً دادی، دادی کی ماں، نانی وغیرہ، اور بیٹیوں میں وہ تمام عورتیں شامل ہیں جو ان کی نسل سے ہوں مثلاً بیٹی کی بیٹی۔ نواسی کی بیٹی۔ پوتی۔ پوتی کی بیٹی وغیرہ اور بہنوں پھوپھیوں خالاؤں، بھتیجیوں اور بھانجیوں سے مراد وہ تمام عورتیں ہیں جو حقیقی ماں باپ دونوں سے نسبی تعلق رکھتی ہوں یا صرف باپ اور صرف ماں سے۔

اور سات عورتیں سبب کے سبب حرام ہیں یعنی تعلق کی وجہ سے، ان میں سے دو تو رضاعت کے تعلق کے سبب حرام ہیں یعنی رضاعی مائیں اور رضاعی بہنیں۔ خداوند تعالیٰ نے چونکہ دودھ پلانے والی عورت کو ماں کے برابر قرار دیا ہے، اور اس کی بیٹی کو بہن کے برابر، اس بنا پر رضاعی ماں کی بہن خالہ۔ رضاعی ماں کا شوہر باپ۔ رضاعی باپ کی بہن پھوپھی اور رضاعی ماں، باپ کی ماں، دادی، نانی قرار پاتی ہیں۔ اور یہ سب حرام ہیں۔ جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے۔

یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب — جو عورتیں نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی رضاعت کے سبب حرام ہیں۔

# ابن ماجہ شریف کامل اُردُو

(مترجمہ علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۹۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت چلا کرتے، تو آپ کے ساتھی آپ کے آگے چلتے اور فرشتوں کو آپ کے پیچھے چلنے کے لئے چھوڑ دیتے۔

## طلب علم کے لئے نصیحت

(۱۹۶) حضرت ابو سعید خدری رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس عنقریب ایک ایسی جماعت آئے گی جو علم کی طالب ہوگی۔ جب تم اسے دیکھو، تو انہیں خیر مقدم کہو اور انہیں سکھاؤ

(۱۹۷) حضرت اسمٰعیل رح فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حسن رح کے ہاں عیادت کے لئے آئے جب ہم مکان میں داخل ہوئے، تو حضرت حسن ہمیں دیکھ کر اپنے پاؤں سکیڑ لئے، پھر کہا ہم حضرت ابو ہریرہ رضہ کے ہاں عیادت کے لئے آئے، آپ نے ہمیں دیکھ کر پاؤں سکیڑ لئے پھر کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے گئے، جب ہم حضور صلعم کے حجرہ شریف میں داخل ہوئے تو حضور صلعم کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے جب حضور نے ہمیں دیکھا تو اپنے پاؤں مبارک سکیڑ لئے پھر فرمایا، تمہارے پاس میرے بعد عنقریب ایک جماعت طلب علم کے لئے آئے گی، انہیں خوش آمدید کہنا اور تعلیم دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کی قسم ایک ایسی جماعت کو پایا جنہوں نے نہ ہمیں خوش آمدید کہا اور نہ ہی ہمیں تعلیم دی اور جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا۔

(۱۹۸) ابو ہارون العبدی رضہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تو آپ فرمایا کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی وجہ سے تم لوگوں کو یہاں مبارک ہو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے بعد ایک جماعت ہوگی، اور عنقریب تمہارے پاس دنیا کے ہر گوشہ سے دین سمجھنے کے لئے آئے گی، یہ جماعت جب تمہارے پاس آئے تو ان کو نیک نصیحت کرو۔

## علم سے فائدہ حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے، اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو، اور ایسی دعا سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو، اور ایسے دل سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو اللہ سے نہ ڈرے، اور ایسے نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ہو۔

(۲۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے، اے اللہ! مجھے اس علم سے نفع بخش جو تو نے مجھے عطا کیا، اور اے اللہ مجھے ایسا علم سکھا جو نفع بخش ہو۔ میرے علم میں اضافہ فرما، اور اے اللہ! تیرا ہر حال میں شکر ہے۔

(۲۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص علم محض اللہ کی خاطر سیکھے، مگر جب سکھائے تو مال و دولت کی خاطر سکھائے، وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

(۲۰۲) حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس لئے علم سیکھے کہ وہ بے وقوفوں سے جھگڑے یا علماء پر فخر کرے، یا لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لے، ایسا شخص دوزخ میں جائے گا۔

(۲۰۳) حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے کچھ لوگ عنقریب علم میں سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے، اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس اس لئے جاتے ہیں کہ ان کی دولت سے فائدہ اٹھائیں۔ ہم اپنے دین کو ان سے بچائے رکھتے ہیں، حضور صلعم نے فرمایا۔ مگر یہ چیز ممکن نہیں کانٹوں کے درخت سے کانٹوں کے سوا اور کیا چیز حاصل کی جا سکتی ہے اسی طرح امراء کے قرب سے سوائے گناہ اور برائی کے کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی ہے

(۲۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا "جب الحزن" سے پناہ مانگا کرو، صحابہ نے عرض کیا۔ جب الحزن کیا چیز ہے، حضور صلعم نے جواب دیا، جہنم کا ایک حصہ ہے، جس سے خود جہنم ایک دن میں چار سو دفعہ

پناہ مانگتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو دکھاوے کا عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان علمار کو بہت ناپسند کرتا ہے جو امرا سے ملنے جاتے ہیں۔

(۲۰۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علمار اپنے علم کی حفاظت کرتے اور اسے ان لوگوں کو سکھاتے جو اس کے اہل ہوتے تو وہ اپنے زمانہ کے سردار بن جاتے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے دولت مندوں کی دولت کی وجہ سے اپنا علم ان کی نذر کیا، تاکہ ان کو بھی اس دولت سے کچھ حصہ مل جائے، اس وجہ سے وہ ذلیل ہوگئے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے دنیا کے حصول کی آرزو کو آخرت کی جستجو پر قربان کردیا، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کو آسان کردیتا ہے اور خود اس کی دنیاوی ضروریات پوری کرتا ہے، اور جو شخص ہر وقت دنیا کے غم میں پھنسا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ کس زمین یا دنیا کے کس گوشہ میں ہلاک ہوا۔

(۲۰۶) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کی خاطر علم طلب کیا۔ اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

## کتمانِ حق اور علم کے چھپانے کی مذمت

(۲۰۷) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں جو شخص علم سیکھے، اور پھر جب ضرورت پڑے تو اُسے چھپائے، تو قیامت کے دن ایسے شخص کے مُنہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

(۲۰۸) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن حکیم کی یہ آیت نہ ہوتی " ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب" تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔

(۲۰۹) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب وہ زمانہ آئے گا کہ بعد کے لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے، تو ایسے وقت جس نے حدیث کو چھپایا، گویا کہ اس نے قرآن کو چھپایا۔

## طہارت اور اس کے احکام
## غسل جنابت اور وضو کے پانی کی مقدار

(۲۱۰) حضرت سفینہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مُد) دو رطل پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے۔

(۲۱۱) حضرت عقیل بن ابی طالبؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وضو کے لیے مُد (دو رطل) اور غسل کے لئے ایک صاع پانی کافی ہے۔ ایک شخص نے یہ حدیث سنکر کہا کہ کیا اتنا

# نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی)
(گذشتہ سے پیوستہ)

## پہلی صف کی فضیلت

(۲۴۱) حضرت عرباض رض فرماتے ہیں، کہ حضورﷺ پہلی صف میں کھڑے ہونے والوں کے لئے تین دفعہ رحمت کی دعا فرمایا کرتے، اور دوسری صف میں کھڑے ہونے والوں کے لئے ایک دفعہ۔

## مقتدیوں کو پہلے پہلی صف پوری کرنی چاہیئے

(۲۴۲) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا، پہلے پہلی صف کو پورا کیا کرو، پھر دوسری کو، پھر تیسری کو، اگر کوئی کمی ہو تو پچھلی صف میں ہونی چاہیئے۔

حضرت عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا، جو شخص پہلی صف کو خالی چھوڑ کر پچھلی صف میں کھڑا ہو گا، اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح اپنی رحمت سے خالی رکھے گا۔

## عورتیں اگر مردوں کے ساتھ نماز پڑھیں

(۲۴۳) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا مردوں کی صفوں میں سب سے افضل صف اگلی ہے، اور سب سے بری پچھلی جس کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوں، اور عورتوں کی سب سے بری صف اگلی ہے جو مردوں کے ساتھ ہو اور سب سے بہتر پچھلی۔

## مسجد کے ستونوں کے مابین "صفیں" نہ بنائی جائیں

(۲۴۴) حضرت عبد الحمید رض فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رض کی معیت میں ایک حاکم کے پیچھے نماز پڑھی، چونکہ نمازیوں کی کثرت تھی اس لئے نمازیوں نے ہمیں کچھ اس طرح دھکیلا کہ ہمیں ستونوں کے درمیان کی جگہ پہنچا دیا۔ حضرت انس رض یہاں سے پیچھے ہٹ گئے، اور فرمایا ہم حضورﷺ کے زمانہ میں جب حضورﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے، تو ستونوں کے درمیان کھڑے ہونے سے احتراز کرتے۔

## امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا افضل ہے

(۲۴۵) حضرت براء رض فرماتے ہیں کہ ہم جب حضورﷺ کے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو میں دائیں طرف کھڑا ہونا زیادہ پسند کرتا تھا۔

## امام کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے وقت ہلکی نماز پڑھنی چاہیئے

(۲۴۶) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا امام کو چاہیئے کہ جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو ہلکی نماز پڑھے کیونکہ جماعت میں کمزور، بوڑھے اور بیمار بھی ہوتے ہیں، اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنی جی چاہے لمبی نماز پڑھے۔

## حضورﷺ کا ذاتی طرزِ عمل

(۲۴۷) حضرت عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ گو حضورﷺ امام کو ہلکی نماز پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے مگر جب خود نماز پڑھاتے تو لمبی سورتیں تلاوت فرماتے۔ مثلاً سورۃ صافات جس کی ۱۸۰ آیات ہیں۔

## امام سے پہلے رکوع و سجود کی ممانعت

(۲۴۸) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے اس شخص کے متعلق جو امام سے پہلے رکوع اور سجود کرے فرمایا، کیا یہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اس کا سر گدھے کا سا نہ بنا دیا جائے۔

## جماعت میں شرکت نہ کرنے کا جرم

(۲۴۹) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے اگر ان کے گھروں میں عورتیں بچے نہ ہوں تو میں انہیں آگ لگا دوں، اگر نماز سے غیر حاضر رہنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ مسجدوں میں پائے لیں گے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور شریک ہوں۔

## بھوک کے وقت جماعت پر کھانے کو ترجیح

(۲۵۰) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا، جب رات کا کھانا تیار ہو، اور دسترخوان بچھا دیا جائے، اور دوسری طرف نماز کھڑی ہو جائے، تو پہلے کھانا کھا لیا جائے۔

## جماعت میں شرکت کی نیت

(۲۵۱) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے ارادہ سے آئے، اور اس کے پہنچنے تک جماعت ہو جائے، تو اسے جماعت کی شرکت جتنا ہی ثواب ہو گا۔

## تنہا پڑھ چکنے کے بعد دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا

(۲۵۲) حضرت محجن رض فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ حضورﷺ

کے پاس بیٹھے تھے کہ اذان ہوئی [illegible] نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے، جب نماز پڑھنے کے بعد واپس تشریف لائے، تو مجھے وہیں بیٹھے پایا، حضورؐ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ میں نے عرض کیا حضورؐ! مسلمان تو ہوں مگر میں گھر میں نماز پڑھ چکا تھا، اس لئے جماعت میں شرکت نہیں کی۔ حضورؐ نے فرمایا، خواہ تم اکیلے نماز پڑھ چکے تھے، پھر بھی تمہیں جماعت کے ساتھ شریک ہونا چاہئے تھا۔

### جماعت سے ملنے کیلئے دوڑ کر آنے کی ممانعت

(۲۵۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ جب جماعت میں شریک ہونے کے لئے آؤ، تو دوڑ کر نہ آؤ آرام و سکون کے ساتھ آؤ، اور جتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ مل جائیں اتنے ہی پر کفایت کرو، اور باقی خود پڑھ لو۔

### نماز میں شرکت کیلئے سب سے پہلے مسجد میں آنا

(۲۵۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، نماز با جماعت کے لئے جو شخص سب سے پہلے مسجد میں آئے گا، اس کو اونٹ کی قربانی دینے کا ثواب ملے گا، اور جو اس کے بعد آیا اُسے گائے کی قربانی دینے کا ثواب ملے گا، دوسرے کے بعد تیسرے کو دُنبہ کی قربانی کا ثواب ہوگا، چوتھے کو مرغے کی قربانی کا، اور پانچویں کو اللہ کی راہ میں انڈا خیرات کرنے کا ثواب ہوگا۔

### جماعت کیلئے تکبیر ہو جانے کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت

(۲۵۵) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب فرض نماز کی جماعت کے لئے تکبیر کہہ دی جائے، تو اس کے بعد سوائے فرض کے اور کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔

### جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں نہ پڑھی جائیں

(۲۵۶) حضرت عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور علیحدہ سنتیں پڑھیں اور پھر نماز میں شریک ہوا، حضورؐ جب نماز پڑھ چکے تو اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا، تم ہی بتلاؤ کہ تمہاری کون سی نماز ہوئی، جو ہمارے ساتھ پڑھی، یا جو علیحدہ پڑھی؟

### جماعت میں شرکت سے پہلے امام کے اتباع میں رکوع کرنا

(۲۵۷) حضرت ابوبکرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز کے لئے مسجد میں گیا، حضورؐ اس وقت رکوع میں تھے، میں نے بھی صف میں شریک ہونے سے پہلے رکوع کر لیا، اور پھر اسی حالت میں رکوع میں جا ملا۔ حضورؐ نے نماز سے فراغت کے بعد فرمایا، تمہارا یہ شوق مبارک ہے

# ترمذی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولانا مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## باب ۷۱ - پانی پانی سے ہے

۹۷ (یعنی منی کے نزول سے غسل واجب ہو جاتا ہے) حضرت ابی بن کعب رضہ فرماتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں رخصت کے طور پر تھا، پھر اس کی ممانعت کردی گئی۔ دوسرے راویوں سے حضرت ابی بن کعبؓ کا یہ قول اسی طرح مروی ہے۔ (یعنی ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ صحبت کرنے میں جب انزال ہو جائے تو غسل واجب تھا ورنہ نہیں۔ بعد میں یہ حکم آگیا کہ انزال شرط نہیں، حشفہ غائب ہو جانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی طرح کئی صحابیوں سے روایت ہے، اور اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے کہ جب مرد و عورت فرج میں جماع کریں تو دونوں پر غسل واجب ہے، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

(۹۸) حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے یہ حکم احتلام کے متعلق تھا۔ اس باب میں حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہ رضہ، حضرت ابو ایوبؓ اور حضرت ابو سعیدؓ کے ذریعہ رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ پانی پانی سے ہے۔

## باب ۷۱ جو شخص سوکر اٹھے اور تری پائے مگر احتلام یاد نہ ہو

(۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضہ فرماتی ہیں کہ کسی شخص نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جو شخص تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ غسل کرے (پھر ایسے شخص کی بابت پوچھا جو دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے، مگر تری نہ پائے، فرمایا اس پر غسل نہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ! اگر عورت اسی طرح دیکھے، اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ فرمایا (ہاں، عورتیں مردوں کی نظائر ہیں (یعنی خلقت و طبیعت اور احکام میں مردوں کی مشابہ ہیں یا دونوں ایک دوسرے کی شاخیں ہیں اور دونوں کا ایک حکم ہے) یحییٰ ابن سعید رضہ نے اس حدیث کے ایک راوی کی تضعیف کی ہے۔ کئی اصحاب کرام اور تابعین کا یہی قول ہے کہ جب کوئی شخص سوکر اٹھے اور تری پائے تو وہ غسل کرے، یہی سفیان، احمد اور بعض اہل علم کا قول ہے کہ اس پر غسل واجب ہے، جبکہ وہ تری نطفہ کی ہو، لیکن اگر خواب دیکھے اور کپڑے پر تری نہ پائے تو تمام اہل علم کے نزدیک اس پر غسل واجب نہیں۔

## باب ۷۲ منی اور مذی کا حکم

(مذی اور تری اس رطوبت کو کہتے ہیں جو جماع سے پہلے محض انتشار کی وجہ سے نکلتی ہے)

۹۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مذی کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہے۔ اس باب میں حضرت مقداد ابن اسود رضہ، حضرت ابی بن کعبؓ سے بھی روایت ہے، یہ روایت حسن صحیح ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت علی شیر خدا سے رسول اللہؐ سے کئی طریقوں سے مروی ہے کہ مذی سے وضو اور منی سے غسل ہے۔ جمہور علماء اور بعض فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

## باب ۷۳۔ مذی کا کپڑے پر لگ جانا

۱۰۰ حضرت سہل بن حنیف رضہ کہتے ہیں۔ میں مذی کی وجہ سے سخت مصیبت و تکلیف میں (مبتلا) تھا۔ کیونکہ میں اس کی وجہ سے اکثر غسل کیا کرتا تھا۔ میں نے (اس تکلیف کا) اس کا تذکرہ رسول اللہؐ سے کیا اور اس کی بابت پوچھا (یعنی مذی کا کیا حکم ہے) حضورؐ نے فرمایا تمہیں اس سے صرف وضو کر لینا کافی ہے (نہانے کی ضرورت نہیں) پھر میں نے پوچھا، یا رسول اللہؐ! اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو کیا کروں؟ فرمایا (اس کے لئے بھی) بس اتنا کافی ہے کہ ایک چلو پانی لے کر مذی کی جگہ ڈال دو (یعنی جہاں کپڑے پر مذی لگی ہو اور یا جہاں لگنے کا خیال ہو اس پر پانی ڈال دو یا دھو لو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کپڑے پر مذی لگ جانے کے حکم میں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں اسے دھونا چاہیئے۔ امام شافعیؒ اور امام اسحق کا یہی قول ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے (دھونے کی ضرورت نہیں)

## باب ۷۴۔ کپڑے پر منی لگ جانے کا حکم

۱۰۱۔ ہمام بن حارث رض کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ نے اس کے پاس ایک زرد لحاف بھجوا دیا (یعنی) لحاف اوڑھ کر سو گیا۔ رات کو اُسے احتلام ہو گیا (نیز کو اس طرح بھیجنے سے) شرمایا کیونکہ اس پر احتلام کا اثر تھا (یعنی منی لگی ہوئی نظر آتی تھی) اس نے لحاف کو پانی میں ڈبو دیا اور حضرت عائشہ رض کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے ناحق ہمارا کپڑا خراب کر دیا، حالانکہ اتنا کافی تھا کہ (منی) کو انگلیوں سے رگڑ دیتا۔ میں نے رسول اللہ صلعم کے کپڑے سے بارہا انگلیوں سے مل دیا ہے (یعنی رگڑ کر جھاڑ دیا ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی فقہاء کا یہی قول ہے، جن میں سفیان ثوری رح، امام احمد رح اور امام اسحٰق رح داخل ہیں کہ اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو اس کا رگڑ دینا کافی ہے، دھونا ہی ضروری نہیں۔

مترجم کہتا ہے: یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ منی پاک ہے، بلکہ صرف اس امر پر دال ہے کہ اس کا کپڑے سے کھرچ دینا کافی ہے۔ نیز حدیث غسل اور اس حدیث میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا جمع کرنا واضح ہے۔

۱۰۲۔ حضرت سلیمان بن یسار رح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث منی کو رگڑ دینے والی حدیث کے مخالف نہیں۔ مگر آدمی کے لئے مستحب یہ ہے کہ منی کا اثر کپڑے پر نہ رہنے دے (اب یہ اختیار ہے کہ خواہ اس اثر کو کھرچ کر دور کرے اور یا دھو کر) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ منی رینٹھ کی مانند ہے، اسے اپنے کپڑے سے دور کرنا چاہیئے خواہ اذخر کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔

(۱۰۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنبی ہونے کی حالت میں سو رہتے تھے اور پانی کو چھوتے تک نہ تھے (یعنی غسل کے لئے) دوسرے راویوں سے بھی یہ حدیث حضرت عائشہ رض سے مروی ہے اور کئی راویوں نے حضرت عائشہ رض سے اس طرح روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے یہ روایت پہلی روایت سے صحیح ہے کیونکہ پہلی روایت میں اس کے ایک راوی ابو اسحٰق سے غلطی ہوئی ہے۔ (باقی آئندہ)

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا شرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ ہذا کیلئے مخصوص ہے)
(ترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب)
(گزشتہ سے پیوستہ)

(پس جب تم (جیسا کہ ہم نے بیان کیا) حق کی طرف واصل ہو جاؤ تو ہمیشہ کے لئے ماسوائے اللہ سے جدا ہونے میں [illegible] حاصل کرو۔ اور سوائے حق کے اور کسی کے وجود و قدرت کو دھیان میں نہ لاؤ، نہ نقصان کرنے میں نہ فائدہ پہنچانے میں نہ دینے میں، نہ روکنے میں، نہ خوف میں، نہ امید میں، بلکہ اللہ [illegible] ہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے اور اس کے عذاب سے پرہیز کریں اور ڈریں، اور اس کی آمرزش و بخشائش کے امیدوار رہیں۔ پس ہمیشہ ٹکٹکی باندھ کر اس کے فعل کی طرف نظر رکھو کہ کیا کرتا ہے، اور کس حال میں رکھتا ہے، اور اس کے حکم کی طرف دھیان رکھو۔ کیا حکم کرتا اور کیا فرماتا ہے، اس کی فرمانبرداری میں مشغول رہو۔ امر اور [illegible] دلشرینی میں۔ رہو جیسا کہ رکھتا ہے اور کرو جیسا کہ حکم دیتا ہے، اپنے دل میں تمام خلق سے (نفس ہو یا غیر نفس) جدا ہو کر دنیا میں، یا آخرت میں مخلوقات کی کسی چیز میں دل نہ لگاؤ، قدرت الٰہی کے سامنے تمام خلق کو یوں سمجھو کہ وہ سب مقہور ہیں، قیدی ہیں، پھانسی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ مثلاً اس شخص کو تصور کرو جس کو گرفتار و قید کیا ہو کسی زبردست بادشاہ نے جس کی بہت بڑی عظیم الشان بادشاہت ہو، جس کے فرمان و احکام بہت سخت ہوتے ہوں، جو بڑا زبردست دانا اور بڑی سولت و سطوت والا ہو۔ پھر اس نے اس گرفتار قیدی کی گردن میں اور اس کے دونوں پاؤں میں زنجیر ڈال دی اور اس کو ایک دریا کے کنارے لے گیا، جس کی گہرائی کی حد نہیں، اور جس کا پاٹ بہت چوڑا ہے، اور جو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتا ہے۔ اس دریا کے کنارے پر صنوبر کا ایک بڑا اونچا درخت ہے، [illegible] قیدی مذکور کو اس درخت کی چوٹی پر لٹکا کر پھانسی دے دیا۔ [illegible] اس سلطان قہرمان نے ایک بڑی شاندار کرسی پر (جو اس قدر بلند تھی کہ کوئی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا) اجلاس کیا اور [illegible] کے آس پاس بے حد و شمار آلات حرب و ضرب مثل تیر، پیکان، کمان وغیرہ کے انبار در انبار رکھوا لئے اور اس پھانسی پر لٹکے ہوئے شخص [illegible]

اور نہ صرف تیر بلکہ جب آلۂ حرب کو چاہتا ہے اس کو استعمال کرتا ہے۔ پس جس نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو کیا اس کے لئے مناسب ہے کہ ایسے بادشاہ قادر و غالب کی طرف سے نظر پھیرے۔ اور اس سے خوف و امید کرنا چھوڑ دے۔ بلکہ اس مصلوب قیدی سے (جو کہ خود سلطان قادر و غالب کے ہاتھ میں مغلوب و مقہور ہے) کسی قسم کی امید رکھے۔ کیا ایسے شخص کو جس نے بجائے بادشاہ سے امید رکھنے کے ایک پھانسی پر لٹکے ہوئے قیدی سے امید لگائی کوئی عقلمند بجز بے عقل بے ادراک، دیوانہ، حیوان، چارپایہ مثل گدھے و بیل کے کچھ اور کہہ سکتا ہے؟ پس جہالت کے اندھے پن سے خدا کی پناہ مانگو، خصوصاً ایسی جہالت سے جو علم کے اور معرفت ایمان و انابت کے بعد ہوئی ہو۔ نعوذ باللہ منہا، اور نیز پناہ مانگو اس انقطاع سے جو وصل کے بعد ہو، اس بازگشت سے جو جناب قدس کی نزدیکی کے بعد ہو، اس گمراہی سے جو راہ راست پانے کے بعد ہو، اور اس کفر سے جو حصول ایمان کے بعد ہو کہ یہ سب سے زیادہ پست اور بدترین حالتیں ہیں (اب مثال کو تطبیق فرماتے ہیں) اس دریائے ناپیدا کنار کا ذکر اوپر کی مثال میں بیان کیا گیا ہے، وہ دنیا ہے کہ روز بروز اس کا پانی بڑھتا ہی رہتا ہے، جس طرح کہ دنیا میں آدمی کی شہوتیں اور لذتیں زیادتی پر رہتی ہیں، اور ہر روز و ہر دم بڑھتی ہی رہتی ہیں، اور جن تیروں اور ہتھیاروں کا ذکر کیا گیا، وہ محنتیں اور بلائیں ہیں، آدمیوں کی طرف تقدیر الٰہی کے ساتھ جاری ہوتی ہیں، اور اولاد آدم پر بلائیں، آزمائشیں، سختیاں، زندگی کی تاریکیاں، ناہمواریاں، درد و تکالیف اور محنتیں غالب ہیں، اور جو کچھ ناز و نعمت و لذات ان کو حاصل ہوتی ہیں، ان میں بھی آفتیں محنتیں اور سختیاں مخلوط ہوتی ہیں۔ جب کوئی عاقل شخص ان دنیاوی نعمات و لذات کا مقابلہ آخرت کی نعمتوں اور لذتوں سے کرتا ہے تو اگر وہ صاحب یقین ہے تو معلوم کر لیتا ہے کہ اس کے لئے اگر حیات ہے تو حیات آخرت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی کی تسلی کے لئے خندق کھودتے وقت فرمایا تھا [illegible]

الاعیش الاعیش الآخرۃ یعنی زندگانی آخرت ہی کی ہے۔ اور بلائیں و مصیبتیں عام ہیں جو بنی آدم پر غالب ہیں، اس میں مومن و کافر سب شامل ہیں، لیکن مومن کے حق میں خاص ہیں کہ ان پر بلاؤں اور مصیبتوں کا نزول بیشتر و غالب تر ہوتا ہے، جیسا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔

مسلمانوں کے لئے دنیا میں خواہ کتنی ہی زیادہ ناز و نعمت ہو مگر آخرت میں جو انعامات ان کو ملنے والے ہیں، وہ اس قدر اعلیٰ درجے کے اور گراں قدر ہیں کہ ان کے مقابلہ میں دنیا باوجود ناز و نعمت کے قید خانہ ہی کے برابر ہے، اور کافر دنیا میں جتنی بھی زیادہ بلا و مصیبت اٹھا دے، وہ مقابلہ اس عذاب و عقاب کے جو اس کو آخرت میں بھگتنا پڑے گا جنت ہی ہے۔

اور نیز جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المتقی ملجم پرہیزگار کے منہ میں لگام چڑھی ہوئی ہے یعنی وہ دنیاوی شہوتوں اور لذتوں سے روک دیا گیا ہے، جیسے گھوڑے کے منہ میں جب تک لگام ہے، گھاس، دانہ نہیں کھا سکتا۔ یعنی دنیا کی لذتوں اور شہوتوں سے باز رکھا گیا ہے، چنانچہ جب تک گھوڑے کے منہ میں لگام چڑھی ہے، علف نہیں کھا سکتا۔ کتاب الحکم میں ہے لیستغرب وقوع الاکدار ما دمت فی ھذہ الدار، حضرت امام جعفر صادق علیہ وعلی آبائہ الکرام نے فرمایا ہے، جو شخص ایسی چیز طلب کرتا ہے، جو دنیا میں پیدا نہیں کی گئی، وہ ناحق اپنی جان کو ہلکت و تعب میں ڈالتا ہے، لوگوں نے پوچھا، اے حضرت وہ کون سی چیز ہے، جو دنیا میں پیدا نہیں کی گئی؟ فرمایا "راحت"، بعض علما کا قول ہے کہ ... دنیا کی ... بدمزگی ... وہ بآرام میں حاصل ہوتا ... سید الطائفہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے لئے ایک اصول اختیار ... اس سے خوش ہوں، اور وہ

یہ ہے کہ دنیا امتحان گاہ اور فساد کی جگہ ہے اس میں جو کچھ بھی غم و رنج بھگتنا پڑے، مناسب ہے اور اگر ناگاہ مسرت و نعمت پہنچ جائے، اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ حضرت ابو تراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، انسان دنیا میں دو چیزیں طلب کرتا ہے، آرام و راحت اور فرحت، اور ہرگز نہیں پاتا، کیونکہ ان دونوں کا وجود صرف بہشت میں ہے۔ طلب الراحۃ فی دار الفناء خطاء من طلب شیئا لا یکون ان احادیث کے ہوتے ہوئے اور بہت سے مشاہدات معلومہ کے باوجود کیونکر زندگی کی خوشی دنیا میں طلب کی جا سکتی ہے پس راحت انقطاع الی اللہ ہی میں ہے اور بس کہ راحت ہی راحت ہے۔ یعنی جو شخص خلق سے تعلقات منقطع کر کے صرف جناب الٰہی عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور احکام قضا و قدر سے موافقت کرتا ہے، اور اپنے کو اللہ تعالےٰ کے علم و ارادت کے سامنے ڈال دیتا ہے، اس کو سراسر راحت ہی راحت نصیب ہوتی ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے وہ بسبب انقطاع الی اللہ دنیا اور اس کے تعلقات سے خارج ہو جاتا ہے۔ بس ایسی حالت میں از روئے ظاہری آسائش و زیبی خیرہ فضل کی نظر میں ... قرار پاجاتا ہے ...

(باقی آئندہ)

# موطا شریف اُردو

(ترجمہ حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## جو کوئی سو کر نماز کو اُٹھے اُس کے وضو کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی سو کر تم میں سے اُٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالے، اس لئے کہ معلوم نہیں کہ سونے کی حالت میں اس نے کون سی جگہ ہاتھ لگایا۔

حضرت زید بن اسلم رضہ سے روایت ہے کہ کہا عمر بن خطاب رضہ نے جو شخص تم میں سے سو جائے لیٹ کر تو وضو کرے۔

زید بن اسلم رضہ نے کہا کہ یہ جو اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین

جب اٹھو تم نماز کے لئے تو دھوؤ منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو سروں پر اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک۔

اس سے غرض یہ ہے کہ جب اٹھو نماز کے لئے سو کر۔

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے، پھر نماز پڑھتے تھے، اور وضو نہیں کرتے تھے۔

## وضو کے پانی کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں آیا ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس اور کہا اس نے یا رسول اللہ ہم سوار ہوتے ہیں سمندر میں اور اپنے پاس پانی تھوڑا رکھتے ہیں پینے کے لائق اگر اسی سے وضو کریں تو پیاسے رہیں کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں فرمایا وہ پانی پاک ہے اور اس کے مردہ کی بھی حلت ہے[1]

حضرت ابوقتادہ رضہ نے کہا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا بلی ناپاک نہیں ہے، وہ تو رات دن پھرنے والی میں سے ہے یعنی پانی میں اگر بلی منہ ڈال دے تو پانی ناپاک نہیں ہے۔

حضرت یحیٰی بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب [illegible] سواروں میں، ان میں عمرو بن العاص بھی تھے۔ [illegible]

---

[1] امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حدیث میں مردہ سے صرف مچھلی [illegible] اور جانور سمندر کے۔

---

میں ایک حوض ملا تو عمرو بن العاص رضہ نے حوض والے سے کہا کہ اے حوض والے کیا تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں، تو کہا عمر بن خطاب رضہ نے اے حوض والے مت بتا ہم کو کہ درندے پہلے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کہتے تھے کہ مرد اور عورتیں رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ایک جگہ وضو کرتی تھیں[1]

## جن امورات سے وضو لازم نہیں آتا

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن رضہ کی ام ولد نے ام المومنین ام سلمہ رضہ سے پوچھا کہ میرا دامن نیچا اور لمبا رہتا ہے، اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے، تو کہا ام سلمہ رضہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے پاک کرتا ہے، اس کو جو بعد اس کے ہے[2]

حضرت امام مالک رضہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو دیکھا، کئی مرتبہ انہوں نے قے کی پانی کی) اور وہ مسجد میں تھے، پھر وضو نہ کیا اور نماز پڑھی (امام مالک نے کہا کلی کر ڈالے اور منہ دھو لے)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضہ نے خوشبو لگائی سعید بن زید کے بچے کو جو میت تھا اور اٹھایا اس کو پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

## جو کھانا آگ پر پکا ہوا اس کو کھا کر وضو نہ کرنے کے بیان میں

عبداللہ بن عباس رضہ سے روایت ہے کہ کھایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دست کا گوشت بکری کا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

---

[1] قبل اترنے آیت حجاب کے عورت و مرد مل کر ایک ہی وقت میں وضو کرتے تھے، بلکہ ایک برتن سے وضو کیا جاتا تھا۔

[2] مصفی میں ہے، اگر کسی کے دامن میں راہ کی نجاست لگ جاوے اور پھر وہ دامن پاک زمین سے بھی لگے اور خشک ہو جاوے تو ہل دینے سے یا جھاڑ دینے سے پاک ہو جاوے گا، بسبب ضرورت اور رفع حرج کے۔

حضرت سوید بن النعمان رضؓ سے روایت ہے کہ وہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس سال جنگ خیبر ہوئی یہاں تک کہ جب پہنچے صہبا میں، آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور مانگا آپ نے توشہ تو نہ آیا مگر ستو، پس حکم کیا آپ نے انہی کے گھولنے کا پس گھولا گیا، پھر کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم لوگوں نے، پھر کھڑے ہوئے آپ نماز مغرب کے لئے کلی کرکے اور ہم نے بھی کلیاں کریں، پھر نماز پڑھی آپ نے اور وضو نہ کیا۔

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علیؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے کہ وہ دونوں وضو نہ کرتے تھے اس کھانے سے جو آگ میں پکایا گیا ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن زید انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضؓ جب آئے عراق سے تو گئے ان کی ملاقات کو ابوطلحہ رضؓ اور ابی بن کعبؓ تو سامنے کیا انس نے ان دونوں کے کھانا جو آگ سے پکا ہوا تھا، پھر کھایا سب نے تو اٹھے انسؓ اور وضو کیا۔ پس کہا ابوطلحہ رضؓ اور ابی بن کعبؓ نے کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق (والوں) سے سیکھا ہے۔ پس کہا انسؓ نے کاش میں وضو نہ کرتا، اور کھڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعبؓ تو نماز پڑھی دونوں نے اور وضو نہ کیا۔

## مختلف مسائل طہارت

حضرت عروہ بن زبیر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا استنجا کے متعلق، تو آپ نے فرمایا کیا نہیں پاتا کوئی تم میں سے تین پتھر دو کو۔

"تین پتھر پاک کرنے کے لئے کافی ہیں، اور دوسرے یعنی حضرت صلعم نے استنجا کہا ہے"

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وضو شروع کرتا ہے بندہ مسلمان یا مومن، پھر دھوتا ہے منہ اپنا نکل جاتا ہے اس کے منہ سے جو گناہ کہ دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے پانی کے ساتھ یا آخر قطرہ کے پانی کے ساتھ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتا ہے اس کے ہاتھوں سے جو گناہ کہ پکڑا تھا اس کو اس کے ہاتھوں نے ساتھ پانی کے یا ساتھ اخیر قطرہ پانی کے پھر جب دھوتا ہے پاؤں اپنے نکل جاتا ہے جو گناہ کہ چلے تھے اس کے پاؤں اس کے ساتھ پانی کے یا ساتھ اخیر قطرہ پانی کے، یہاں تک کہ

# سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو معرفت کے شائقین کے لیے لکھی گئی)

از سید عزیز حسن بقائی

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۳۸)
## اہل اللہ کے راز کو فاش نہ کرو

ایک معتبر گورکن کا بیان ہے کہ اس نے ایک روز ایک قبر کھودی، اس نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک گڑھا نمودار ہوا۔ اور اس میں اس کو ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا نظر آیا جس کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا۔ اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا گورکن کہتا ہے کہ تخت کے نیچے ایک نہر بھی جاری تھی، اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ لوگوں نے مجھ کو قبر کے اندر سے نکالا، اور اس کے بعد معلوم نہیں وہاں لوگوں نے کیا کیا۔ دوسرے یا تیسرے دن مجھ کو ہوش آیا تو میں نے لوگوں کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ لوگوں نے کہا ہم کو وہ قبر دکھاؤ۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ رات ہی کو صاحب قبر مجھ کو خواب میں نظر آیا اور مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو خدا کی قسم دیکر ہدایت کرتا ہوں کہ تو ہرگز کسی کو میری قبر نہ بتانا، اگر تو نے اس پر عمل نہ کیا تو تجھ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ صبح کو بیدار ہو کر میں نے توبہ کی اور کسی کو اس قبر کا پتہ نہ دیا، اور چند روز کے بعد وہ قبر نظروں سے مخفی ہوگئی۔

## (۱۳۹)
## اولیاء اللہ کو شہداء بدر کا ثواب مل سکتا ہے

منصور بن عامرؒ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے ایک جوان کو دیکھا جو بہت ہی خوفزدہ حالت میں نماز ادا کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ شاید یہ جوان خدا کے دوستوں میں سے ہے۔ میں اس کے قریب کھڑا ہو گیا جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے کہا اے جوان! کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کو لظیٰ کہا جاتا ہے، اور جس کی نسبت خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| كلا انها لظى نزاعة للشوى | وہ بھڑکتی آگ ہے منہ کی کھال کھینچنے والی وہ آگ اس آدمی [illegible] |
| وجمع فاوعى۔ | کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا پکارتی ہے اور جس نے مال جمع کر کے سینت رکھا۔ |

خدا کا یہ ارشاد سنکر جوان نے ایک نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کو ہوش آیا تو اس نے کہا، اور کوئی بات سناؤ، میں نے یہ آیت پڑھی۔

| | |
|---|---|
| يا ايها الذين آمنوا قوا انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون۔ | مومنو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر سنگدل زور آور فرشتے مقرر ہیں، اللہ جو حکم انہیں دیتا ہے وہ اس کے اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم پاتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ |

یہ آیت سنکر وہ جوان زمین پر گر گیا اور چند لمحوں میں اس کی روح جسم کی قید سے آزاد ہوگئی۔ میں نے غسل دینے کے لیے اس کے کپڑے اتارے۔ تو اس کے سینہ پر میں نے قدرت کے قلم سے یہ لکھا ہوا پایا۔

| | |
|---|---|
| فهو في عيشة راضية في جنة عالية قطوفها دانية | سو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا بلند بہشت کے درمیان اس کے میوے جھک رہے ہیں۔ |

تیسرے دن میں نے اس جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تخت پر بیٹھا ہے، اور اس کے سر پر تاج رکھا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: "خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟" جوان نے کہا: "مجھ کو بخش دیا اور شہداء بدر کا ثواب مرحمت فرمایا، اور ان سے بھی کچھ زیادہ بخشش کی۔" میں نے پوچھا "بخشش کی زیادتی کا سبب؟" جوان نے کہا "شہداء بدر کفار کی تلواروں سے شہید ہوئے تھے، اور میں ملک جبار کے کلام سے شہید ہوا تھا۔"

## مُردے دنیا کے حالات معلوم کرتے رہتے ہیں

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ایک کھلی ہوئی قبر کو دیکھا اس کے اندر داخل ہوا تو وہ بڑی وسیع نظر آئی۔ قبر کے اندر مجھ کو کوئی شخص نظر نہیں آیا، البتہ ایک اونچا تخت تھا جس کے پائے مجھ کو نظر آ رہے تھے۔ میں نے تخت کی جانب غور سے دیکھا تو اس پر مجھ کو ایک شخص سوتا ہوا نظر آیا، میں نے دل میں کہا "یہ لوگ کس قدر بڑے کام کرتے ہیں کہ دنیا میں ایسی چیزیں بناتے ہیں جن کو چھوڑنا پڑے گا، اور ان کو عزت و آسائش کا سبب سمجھتے ہیں، گویا یہ بات عجیب نہیں ہے کہ مرنے کے بعد مرنے والوں کے لئے بھی قبر میں تخت بچھائے جاتے ہیں"۔ میں اسی اندیشہ میں مبتلا تھا کہ اس شخص نے جو تخت پر سویا ہوا تھا، مجھ کو بلایا میں نے تخت پر چڑھنے کی کوشش کی، لیکن وہ اس قدر بلند تھا کہ میں اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا، آخر اس شخص نے قبر کے اندر راستہ بنایا اور اس راستہ پر اس طرح چڑھا جس طرح زینہ پر چڑھتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس شخص کے قریب پہنچ گیا بغور سے دیکھا تو وہ میری والدہ تھیں۔ انہوں نے انتہائی شفقت سے مجھ کو سلام کیا اور مجھ سے میرے بھائی کا جو زندہ تھا حال پوچھا، لیکن ان بہنوں کا حال دریافت نہیں کیا تھا، جن کو والدہ زندہ چھوڑ آئی تھیں، اور بعد میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

اس واقعہ سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ مردے ان لوگوں کے حالات سے واقف ہوتے ہیں، جو ان کے بعد مرتے ہیں۔ اس لئے کہ جو لوگ دنیا سے رخصت ہو کر عالم ارواح میں پہنچتے ہیں، ان سے مُردے دنیا کے لوگوں کے حالات دریافت کرتے رہتے ہیں۔

میری والدہ نے بھائی کا حال دریافت کر کے مجھ کو رخصت کر دیا اور جو گفتگو والدہ ماجدہ نے مجھ سے کی تھی، اس کی شیرینی اور ذوق کا

# ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات صلعم کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## دو رُخے انسان کا ذکر

عن ابی ھریرۃ قال - قال النبیؐ تجد من شرار الناس یوم القیامۃ عند اللہ ذا الوجھین الذی یاتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ (رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد)

ابو ہریرہ رضہ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے، تم قیامت کے دن خدا کے نزدیک بدترین لوگوں میں ان کو پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے ہوں گے ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے اور ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے۔

تشریح معانی :- بعض لوگ ایسے ہیں کہ تم سے ملیں گے تو تم پر ظاہر کریں گے کہ وہ تمہارے جگری دوست ہیں، تمہارے صالح پر حریص ہیں، تمہاری منفعت کے لئے کوشاں ہیں، تمہارے دشمن کے دشمن ہیں، اور تمہارے مانند دشمن سے برسرپیکار ہیں۔ اور اس کے لئے نقصان کا جال بچھا رہے ہیں، اور تم ان کی باتوں کو صحیح سمجھو گے دھوکے میں آجاؤ گے۔ اپنے اسرار کو ان پر ظاہر کردو گے، اپنی خاص باتیں ان کو بتا دو گے، دشمن کے متعلق تمہارا جو خیال ہے اس سے ان کو آگاہ کردو گے۔ انتقام کی جو تدبیریں تم نے سوچی ہیں وہ ان کو بتا دو گے۔ اپنے دشمن کے عیوب اور [illegible] ان پر ظاہر کردو گے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر تمہارے دشمن کے پاس جاتے گا اور تمہارے سارے راز اس کو بتا دیگا تمہارے دل کی باتیں اس پر ظاہر کردے گا، اس کے سامنے تمہاری حرکت و عمل کرے گا یعنی تمہارے عیوب بیان کرے گا، اور اس طرح تمہارے دشمن کے قلب میں اپنے لئے جگہ پیدا کرے گا پھر وہ تمہارے دشمن کو یہ بتائے گا کہ فلاں شخص تمہارا [illegible] سخت مخالف ہے اور تمہارے درپے ہے یہ کچھ رفتہ ظاہر کرے گا کہ میں تمہارا مخلص دوست ہوں، اور تم کو آگاہ کرنے [illegible]

تو پھر اس کو وہ یہ بتائے گا کہ فلاں شخص نے جو تمہارا دشمن ہے تمہارے خلاف فلاں فلاں تدبیریں کی ہیں اور اس کے [illegible] اپنی طرف سے تجاویز پیش کرے گا اور مشورات دے گا، اور جب مطمئن ہو کر یہ شخص پھر تمہارے پاس آئے گا اور تمہارے دشمن کے ارادوں سے تم کو آگاہ کرے گا، اور جو باتیں اس سے ہوتی تھیں ان کو بیان کرے گا۔ اگرچہ وہ قطعاً افترا اور کذب ہوگا مختصر یہ کہ وہ اسی طرح تم کو اور تمہارے دشمن کو بھڑکاتا رہے گا یہاں تک کہ دونوں کے قلوب میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھے گی عداوت انتہا پر پہنچ جائے گی۔ اور بہت ممکن ہے کسی موقع پر دونوں ٹکرا بھی جائیں۔

یقیناً ایسا شخص منافق اور انتہا درجہ کا شریر ہے، اور اس لائق ہے کہ دوزخ کی آگ کے شعلے برابر اس کو جھلستے رہیں۔ یہ شخص دو انسانوں میں یا دو جماعتوں میں اپنی دو رخی سے فساد ڈلواتا ہے، اور [illegible] کو [illegible] دینا چاہتا ہے۔

مسلمان کا فرض تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان خیر خواہی کرے، بہترین باتیں بتائے، اور غیر خوشگوار باتوں کا ذکر نہ کرے، تاکہ اگر دلوں میں تھوڑی بہت نفرت بھی ہو تو دور ہو جائے، اور دونوں ایک دوسرے سے معذرت کرلیں اور پھر قلوب میں محبت و الفت کا بیج بارآور درخت کی شکل اختیار کرلے۔ ایسا مسلمان یقیناً دشمنوں کو دوست بنا دے گا، اور دوستوں کی محبت کو بڑھائے گا، اور ناصح امین کے لقب سے پکارا جائیگا مسلمان اس کے شکر گزار رہیں گے، اور خدا اجر جزیل مرحمت فرمائے گا۔

ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجراً عظیماً

اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو لوگ ایسا کرتے ہیں عنقریب ہم انہیں بڑا ثواب دیں گے۔

## (۵۵)
## گمان، تجسس، تحاسد اور [illegible]

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما امرکم اللہ تعالیٰ المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ۔ ان اللہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔ التقوی ھٰھنا۔ التقوی ھٰھنا۔ التقوی ھٰھنا ویشیر الی صدرہ (رواہ البخاری ومسلم)

ابوہریرہ رضی کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے، اپنے آپکو بدگمانی سے بچاؤ۔ اس لئے کہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے۔ چھپ چھپ کر یا اور کسی طریقہ پر کسی کا پوشیدہ حال دریافت نہ کرو۔ تجسس یعنی جاسوسی نہ کرو۔ حسد نہ کرو بغض نہ رکھو۔ قطع تعلق نہ کرو خدا کے سارے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ تو ظلم کرے، نہ رسوا کرے اور نہ حقیر و ذلیل سمجھے، انسان کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر و ذلیل جانے مسلمان کی ساری چیزیں مسلمان پر حرام ہیں یعنی (مثلاً) مسلمان کا مال مسلمان کا خون اور مسلمان کی عزت (اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے نہ صورتوں کی جانب بلکہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے (یہ فرما کر حضورؐ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا)

**تشریح الفاظ:۔** **تجسس** کسی چیز کے حال کو چھپ کر معلوم کرنے کے معنی تجسس ہیں۔ یعنی ہاتھ یا آنکھوں سے کسی چیز کا حال معلوم کرنا۔ **تحسس** کسی چیز کا حال حواس کے ذریعہ معلوم کرنا۔ یہ دونوں لفظ آج کل عیوب تلاش کرنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ تجسس خفیہ حالات کو معلوم کرنا ہے، اور تحسس لوگوں کی باتیں چھپ کر سننے میں مستعمل ہوتا ہے، اور بعض علماء کا خیال ہے کہ تجسس امور کی حقیقت معلوم کرنا ہے، اور اکثر شر کے موقع پر مستعمل ہوتا ہے اور تحسس وہ چیز ہے جو آنکھ اور کان کے ذریعہ معلوم کی جائے۔ **حسد** کے معنی زوال نعمت کی آرزو کے ہیں یعنی جس شخص پر خدا کا فضل و کرم نازل ہے اور وہ اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہے، اس کی نعمتوں کے زوال کی آرزو کرنا، خواہ کوشش کے ذریعہ، خواہ محض خیال سے۔ (باقی آئندہ)

# ملفوظاتِ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] کتاب جو مجموعہ زبدۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کا نادر قلمی کتاب [illegible] کے [illegible]

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۷۱) استعاذہ روح اور جسم دونوں کیلئے ضروری ہے

استعاذہ یعنی خدا سے پناہ طلب کرنا یا اپنے آپ کو خدا کی پناہ و حمایت میں دے دینا ایک امر عظیم ہے اور انسان کا [illegible] اپنے آپ کو کمزور و بیکس سمجھے اور اپنے ہر معاملہ [illegible] کر کے اپنے آپ کو بھی خدا کے حوالے کر دے [illegible] یا استعاذہ کا مطلب یہی ہے۔ لیکن اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ استعاذہ صرف جسم کیلئے ہوتا ہے یا روح کیلئے بھی یعنی خدا کی پناہ جسم کیلئے طلب کی جاتی ہے یا روح کیلئے بھی حضرت خواجہ سے یہ [illegible] سوال کیا گیا تھا حضرت خواجہؒ نے اس کے جواب میں بتایا ہے کہ بعض عارفوں کا ارشاد یہ ہے کہ انسان چونکہ جسم اور روح دونوں سے مرکب ہے اس لئے خدا نے استعاذہ کا جو حکم انسان کو دیا ہے، وہ جسم اور روح دونوں کے لئے ہے۔ استعاذہ میں روح کا جتنا دخل ہے اس کا ذکر کسی موقع پر کیا جا چکا ہے (یعنی یہ بتایا جا چکا ہے کہ روح خالق کائنات کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائے یعنی ماسوا سے قطعاً تعلق کو منقطع کر لے [illegible] آپ کو درگاہ رب العالمین کے حضور میں حاضر سمجھے اور یہ سمجھے کہ خدا کے سوا اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کو پناہ دے سکے) اور جسم کا حصہ استعاذہ میں یہ ہے کہ وہ ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے جو راہِ راست سے اس کو ہٹا دینے والی ہیں مثلاً بری صحبت، حرام و مکروہ غذا، اور [illegible] اوضاع و اخلاق (ان امور کی تشریح ان الفاظ میں کی جا سکتی ہے کہ جسم اور جسم کے تمام حصوں کو انسان ممنوع اور ناجائز امور سے بچائے بلکہ ان کے قریب تک نہ جائے اور انتہا یہ ہے کہ ممنوعہ امور کی طرف قدم تک نہ اٹھائے۔ زبان کو حرکت میں نہ لائے۔ آنکھوں کو جنبش نہ دے۔ ہاتھوں سے اشارہ تک نہ کرے، جب احتیاط کی حد یہ ہے تو اس سے بڑے امور کا ارتکاب یا ارادہ تو قطعاً حرام ہوگا) یہ فرما کر حضرت خواجہؒ نے غالباً یہ محسوس فرمایا کہ استعاذہ میں جتنا کمال ہے عوام پر اور بعض حالات میں خواص پر بھی دشوار ہو اس لئے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "اگر کامل استعاذہ حاصل نہ ہو تو اس سے بالکل محروم نہ رہنا چاہیئے" (اور اس کی مثال ایسی ہے کہ) اگر تمدن میں بعض لوگ گمراہ اور ناموافق ہوں تو سب کو گمراہ ہو جانے کے لئے نہیں چھوڑ دینا چاہیئے

## (۱۷۲) بسم اللہ قرآن میں داخل ہے

حضرت خواجہؒ نے بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بتایا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جو سورتوں کے اول میں ہے قرأت میں داخل نہیں ہے۔ اگرچہ صحیح قول کے مطابق قرآن میں داخل ہے۔ علماء حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ الرحمن الرحیم قرأت شروع کرنے کے لئے ہے۔ تلاوت قرآن کرتے وقت جب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جاتی ہے تو ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ رحمن و رحیم کے نام سے اپنی قرأت شروع کرتا ہوں۔

## (۱۷۳) خدا کی ذات و صفات کے متعلق

حضرت خواجہؒ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص خداوند بزرگ و برتر کی ذات و صفات کے متعلق کچھ دریافت کرے تو اس کو بتانا چاہیئے کہ ذات الٰہی کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ

لا تفکروا فی ذاتہ — خداوند تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔

(یعنی اس پر عقل آرائی نہ کرو کہ ذات الٰہی کیا چیز ہے، یا اس کا وجود کس جنس یا نوع کا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ اس قسم کی خیال آرائیوں سے پاک اور بلند و برتر ہے) اور اگر اس کی صفات کی بابت پوچھا جائے تو کہا جائے کہ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ کی صفات کی نسبت یہ آیا ہے کہ

لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر — کوئی چیز اس جیسی نہیں، وہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ ظاہر ہے تو وہی (اللہ) ہے کیونکہ ظہور کا

فعل واثر ہے، اور فعل واثر اس کی جانب سے ہے، یعنی کائنات جو مظہر نظر آرہے ہیں وہ تمام خدا کی جانب سے ہیں، اور اس کے وجود وظہور کا ثبوت ہیں، اور اگر باطن ہے تو یہی وہی ہے ستر یعنی باطنی آنکھ جو میدان شہود کی مجرم ہے، اس کے کمال کے مطالعہ میں شرمندہ ہے اور ستر یعنی ظاہری آنکھ جو اس ظاہری جہان کے کارخانہ کی زمین ہے، اس کے جمال کے مشاہدہ میں اندھی ہے، کیونکہ وہ گردن کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اور وہ وہی ہے کہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

## (۱۷۴) مظاہرات قدرت کے تعلق

حضرت خواجہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں تشریح کی ہے کہ صوفیائے معتمد جو اہل سنت والجماعت میں سے ہیں یہ جانتے ہیں کہ دنیا کی تمام صورتوں و یا چیزوں کے نقوش (جو نظر آتے ہیں) وہ سب اللہ پاک کے اسم پاک کی تجلیات سے ظاہر ہوتی ہیں۔ یعنی حق تعالٰے نے اپنی صفات و شیون کے موافق ان اشیاء یا نقوش کے لباس میں ظہور کیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دونوں (یعنی صفات و شیون) ایک ہی

ظہور سے ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اشیاء کو ظاہر کیا اور وہ ان کا عین ہے یعنی ظہور میں۔

## (۱۷۵) ایاک نعبد و ایاک نستعین کا مطلب

حضرت خواجہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بتایا ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، یعنی ان دونوں باتوں میں ہم کسی اور کو شریک نہیں کرتے، ممکن ہے اس عبادت سے مراد اضطراری عبادت ہو یعنی یہ کہ بندہ اللہ تعالٰے کے ارادے کے موافق ہو جائے، اور اس کی قضا وقدر کے ماتحت عمل درآمد کرے، اس صورت میں ایاک نعبد کے معنی مالک یوم الدین کے موافق ہوں گے، یعنی تمام اوقات واحوال کا مالک تو ہی ہے، اور ایاک نستعین سے آخر سورۃ میں دعا میں داخل ہوگا یعنی ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ تو ہم کو سیدھا راستہ دکھلائے کہ ہم اس راستہ پر چلیں اور ہماری عبادت اختیاری تیری رضا کے موافق ہو جائے، اور اگر ایاک نعبد کو عبادت اختیاری پر محمول کریں تو اس سے اپنی ناچاری

# شرح مثنوی مولانا روم

(از حاجی مدیر)

پیش ہست او بباید نیست بود — چیست ہستی پیش او کور و کبود

ترجمہ:- اس کی ہستی کے آگے نیست ہونا چاہیے کیونکہ تیری ہستی اس کے مقابلہ میں بے نور اور تاریک ہے

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ خدا کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو فنا کر دینا چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ کی ہستی کے سامنے انسانی ہستی بے نور و تاریک ہستی ہے اور حق کی ہستی کو دائم و باقی ہستی کے سامنے

مولانا نے اس شعر میں ایک خاص نکتہ یہ رکھا ہے کہ انسان یعنی بے نور اور تاریک اور ساتھ ہی فنا پذیر ہستی پر مغرور ہے۔ مغرور ہے کہ بعض اوقات خدا تک کو بھول جاتا ہے حالانکہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو عزت دی جائے، اور اس کے تسلیم کی کوشش کی جائے، اور واقعہ یہ ہے کہ یہی ناپائدار ہستی جو انسان کو ذرا دیر میں مغرور و خود پرست بنا دیتی ہے مشاہدۂ جمال حق سے مانع ہے بلکہ ایک تاریک پردہ ہے۔ اس نابود ہستی پر مغرور ہونا گویا اپنی ذات کو برتر و افضل سمجھنا ہے۔

سالک کو چاہیے کہ اس سے پہلے کہ اس کی نابود ہستی اس کو مغرور بنائے یا دنیا کی زینت اس کو فریفتہ کرے، وہ اپنی ہستی کو فنا کر دے یعنی ماسوی اللہ کی جانب رغبت سے اپنے آپ کو روکے اور خدا کی یاد اور معرفت حق میں اپنے آپ کو اس قدر مشغول رکھے کہ خدا کے سوا ہر چیز کو فراموش کر دے۔

ور نبودی او کبود از تعزیت — کے فسردی ہمچو یخ این ناحیت

ترجمہ:- اگر انسانی ہستی تاریک نہ ہوتی تو تعزیت کی حالت میں وہ برف کی مانند پگھل نہ جاتی

تشریح:- اس شعر میں مولانا نے انسانی ہستی کے تاریک ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر انسانی ہستی تاریک نہ ہوتی تو ماتم اور تعزیت میں وہ پگھل نہ جاتی مطلب یہ ہے کہ جب انسان رنج و غم میں مبتلا ہوتا ہے، یا کوئی سخت مصیبت پیش آتی ہے تو انسانی جسم اور حواس ظاہری و باطنی برف کی مانند پگھل جاتے ہیں اور افسردہ و مضمحل ہو جاتے ہیں۔

[illegible] ہے کہ انسانی ہستی سراسر تاریک ہے۔ اور ایسی تاریک ہستی اس قابل نہیں ہے کہ [illegible] اس کو اس کے حال پر قائم و باقی رکھے۔ اس لئے کہ ایسی ہستی جمال حق کے مشاہدہ میں مانع ہوتی ہے اور سالک منازل سلوک کرنے نہیں [illegible]

گر نبودے کور ازو بگداختی — گرمی خورشید را بشناختی

ترجمہ:- اگر انسانی ہستی بے نور نہ ہوتی تو معرفت حق میں پگھل جاتی یعنی خورشید حق کی گرمی کو محسوس کرتی اور اس سے پگھل جاتی۔

تشریح:- اس شعر میں مولانا نے انسانی ہستی کے بے نور ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر انسانی ہستی دیدہ بینا رکھتی اور بے نور نہ ہوتی تو آفتاب حق کی گرمی و روشنی کو محسوس کرتی اور اس کی گرمی سے پگھل جاتی۔

ان دونوں شعروں سے بطور مفہوم مخالف کے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص (یعنی سالک راہ طریقت یا راہ معرفت حق) خالق بزرگ و برتر کی محبت اپنے قلب میں نہیں رکھتا یا اس کی محبت میں برف کی مانند اپنے آپ کو گھلا کر یا پگھلا کر فنا نہیں کر لیتا، اس کی زندگی سراسر ظلمت ہے اور اس کا باطن بے نور ہے۔

مذکورہ بالا تمام بحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ اگر انسان کور باطن اور ظلمت میں گرفتار نہ ہوتا اور اپنی ہستی کو معزز و محترم خیال نہ کرتا تو یقیناً وہ نقصان میں نہ رہتا جس طرح وہ یہودی وزیر جس نے مسیحیوں کا رہنما بن کر مسیحیوں کو فریب دے کر ان کے دین کو برباد کرنا چاہا تھا، اور اپنی اس تدبیر میں ناکام رہا تھا یعنی اس کی وہ تمام کوششیں جو اس نے اس سلسلہ میں کی تھیں ضائع گئی تھیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا روم نے یہودی وزیر کی ناکامی کے اسباب پر بحث کی ہے، اور بتایا ہے کہ باوجود انتہائی دانشمندی سے کام لینے کے وہ کیوں ناکام رہا، اور اس کی تدابیر کیوں الٹی پڑیں اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس نے خداوند بزرگ سے جنگ کرنی چاہی تھی، اور خدا سے جنگ کرنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ان اسباب پر تفصیل سے آئندہ لکھا جائے گا۔

# شرح دیوان حافظؒ

(از [illegible])

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست صلای سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست

ترجمہ :- سرخ پھول کھلے اور بلبل مست ہوئی، شراب خوارو مشغول ہو جاؤ اور خوشی کے نعرے لگاؤ۔

تشریح :- رحمت الٰہی کا دریا جوش پر آگیا ہے، اور تجلیات ربانی جلوہ گر ہیں۔ اے شراب معرفت کے متوالو خوش ہو جاؤ، اور سب کو چھوڑ کر خداوند بزرگ و برتر کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ، یعنی سالکان راہ طریقت پر وقتاً فوقتاً رحمت الٰہی کا نزول ہوتا رہتا ہے، ایسے مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، اور ریاضت و عبادت کے جوش کو تیز کر لینا چاہیئے۔ تاکہ جلد منازل سلوک طے ہو جائیں۔

اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود ببین کہ جام زجاجی چگونہ اش بشکست

ترجمہ :- توبہ کی بنیاد جو مضبوطی میں پتھر کی مانند نظر آتی تھی دیکھیے وہ بنیاد کس قدر کمزور نکلی کہ شیشے کے ایک پیالہ نے اس کو توڑ ڈالا۔

تشریح :- اس شعر میں حضرت خواجہ حافظؒ نے سالک کے ظرف اور قابلیت کا حال بتایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سالک نے منازل سلوک طے کرنے کے لئے سلوک میں قدم رکھا اور عبادت و ریاضت شروع کی لیکن چونکہ اس کا ظرف چھوٹا تھا اور قابلیت کا جوہر مفقود، اس لئے دنیا کی دل فریبیوں نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور سلوک میں قدم رکھتے وقت اس نے جو عہد کیا تھا اس کو توڑ ڈالا۔ اس شعر سے معلوم ہوا کہ راہ سلوک ایک دشوار گذار راہ ہے۔ چھوٹے ظرف کا انسان اور ناقابل شخص اس کو طے نہیں کر سکتا۔

بیار بادہ کہ در بارگہ استغنا چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار و چہ مست

ترجمہ :- شراب لا کہ استغنا (بے پرواہی) کی بارگاہ میں دربان، بادشاہ، ہوشیار اور مست سب برابر ہیں۔

تشریح :- مجھ کو شراب معرفت پلا دے کہ اس سے مجھ کو بے پرواہی حاصل ہو جائے، اور بے پرواہی حاصل ہونے کے بعد کوئی تمیز باقی نہ رہے۔ مطلب یہ ہے کہ معرفت کی شراب کے متوالے سب برابر ہوتے ہیں، اور سب پر یکساں رنگ چڑھتا ہے خواہ وہ کوئی معمولی انسان ہو یا بادشاہ، ہوشیار ہو یا غافل، عقل مند ہو یا بے وقوف، اس راہ میں نہ کوئی عقل مند ہے نہ بے وقوف، نہ بادشاہ ہے نہ غریب، سب یکساں ہیں اور منازل طے کرنے میں مصروف و مشغول ہیں۔

ازیں رباط دو در چوں ضرورت است رحیل رواق و طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست

ترجمہ :- اس دو دروازے کے مسافر خانہ سے جبکہ جانا ضروری ہے تو مقام سکونت کی محراب کے چھجہ کا بلند و پست ہونا دونوں برابر ہیں۔

تشریح :- دو دروازے کے مسافر خانہ سے مراد دنیا ہے یعنی ایک دروازہ پیدائش کا اور دوسرا دروازہ موت کا۔ مطلب یہ ہے کہ جب دنیا سے انسان کو جانا ضروری ہے تو پھر مکانات یا سکونت گاہ کا بلند و پست ہونا برابر ہے، کہ بلند و عالی شان اور آراستہ مکانات میں کوئی شخص ہمیشہ رہیگا اور نہ پست و ذلیل مکانات میں، اس لئے دنیا میں دل لگانا حماقت ہے، اور اس کی زینت و آراستگی پر فریفتگی بیجا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب دنیا سے جانا ضروری ہے تو دنیا کی تکلیف و راحت کا احساس فضول ہے، اس لئے چند روزہ زندگی کو آرام سے گذارا تو کیا اور تکلیف سے بسر کیا تو کیا، پھر چل اس دنیا کو چھوڑنا ہے۔ ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ دائمی زندگی (بقا و دوام) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، اور عمر کو عبادت اور معرفت الٰہی میں گذارا جائے۔

شکوہ آصفی و اسپ باد و منطق طیر بباد رفت و ازاں خواجہ ہیچ طرف نہ بست

ترجمہ :- شاہی شوکت۔ ہوا کا گھوڑا اور جانوروں کی بولی سمجھنا سب برباد گیا اور اس سے خواجہ کو کوئی فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملا۔

تشریح : حضرت سلیمان پیغمبر کو شاہی شوکت حاصل ہوئی۔ ہوا پر ان کا تخت اڑتا تھا، اور وہ جانوروں کی بولی سمجھتے تھے، لیکن ان تمام چیزوں سے انکو کوئی فائدہ نہ پہنچا، اور سب کی سب برباد و تباہ ہو گئیں کہ دنیا کا جس قدر بھی ساز و سامان اور ذرائع تعیش ہیں سب فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔ باقی رہنے والی چیز صرف خداوند بزرگ و برتر کی ذات ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اسی کی طرف متوجہ ہو اور اس کی معرفت کے حصول میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔ تاکہ بقا و دوام حاصل ہو۔

# مذہبی معلومات

## ملت اسلام ایک گھرانا ہے

(مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد)

نور اسلام کی ضیا گستری سے پہلے دنیا اختلاف و افتراق کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ اختلافات کے ہزاروں خنجر تھے جنہوں نے انسانیت کبریٰ کے ایک عضو کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ ملک و قوم کا اختلاف تھا۔ رنگ و نسل کا اختلاف تھا۔ پھر اختلاف کے ان بڑے دائروں میں چھوٹے دائرے تھے، وضیع و شریف کا اختلاف تھا۔ قوی و ضعیف کا اختلاف تھا۔ غلام و آقا کا اختلاف تھا، عالم و عامی کا اختلاف تھا، مرد و عورت کا اختلاف تھا۔ غرض وحدت انسانیت کا ایک خاندان سینکڑوں ٹولیوں میں تقسیم ہو چکا تھا، اور ہر ٹولی دوسری ٹولی کے مقابلہ میں خنجر بکف تھی۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر یہ پیغام خداوندی تمام عالم میں نشر فرمایا ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون تو دیکھو یہ تمہاری جماعت فی الحقیقت ایک ہی جماعت ہے، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں (پس میری عبودیت کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ) اور نافرمانی سے بچو۔

## وحدت ملیہ کا ایک گھرانا

حضور پر نور صلعم نے ان تمام چھوٹے چھوٹے امتیازات کی جڑیں کاٹ کر پھینک دی، جو انسانوں کے ہاتھوں کی پیداوار تھے اور صرف ایک رشتہ میں تمام کائنات کو جکڑ دیا اور وہ رشتہ ہے "وحدت ملت اسلامیہ" وحدت ملت اسلامیہ کے اس خدائی گھرانے کے سرپرست یا باپ سرکار نامدار صلعم قرار پاتے آپ کی ازواج مطہرات مائیں ٹھہریں اور تمام کلمہ توحید کے پڑھنے والے ایک خاندان اور بھائی بھائی۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم نبی (صلعم) مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ شفقت کرنے والے ہیں، اور آپ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں۔

(حدیث) انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم حقیقت یہ ہے کہ میں تمہارے لئے والد کی جگہ ہوں کہ تمہیں دین کی تعلیم دیتا ہوں۔

انا جد کل تقی (حدیث) میں ہر پرہیزگار کا دادا ہوں،

انما المومنون اخوۃ حقیقت تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

پھر اس خدائی گھرانے میں نہ ملک و قوم کی تفریق تھی نہ وضیع و شریف کی تفریق تھی، نہ امیر و غریب کی تفریق تھی، نہ غلام و آقا کی تفریق تھی۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی اسود (حدیث) عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ سرخ رنگ والے کو سیاہ رنگ والے پر۔

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون اور جب قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا تو ان کے نسب کام نہ آئیں گے، اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

اخوانکم اموالکم جعلکم اللہ ایدیکم تمہارے غلام و موالی تمہارے بھائی ہیں، جنہیں خدا نے تمہارے سپرد کر دیا ہے۔

مساوات کا انتہائی معیار ملاحظہ ہو کہ اس خاندان کا سرپرست اعلیٰ خود ہی اپنی ذات کو بھی امتیازی حیثیت دینا پسند نہیں فرماتا۔ وفد بنی عامر جب سرکار نامدار کی خدمت میں حاضر ہوا، تو ان سے کسی شخص نے فرط محبت سے عرض کیا انت سیدنا (آپ ہمارے آقا ہیں) حضور نے ارشاد فرمایا السید اللہ تبارک تعالیٰ (آقا تو خداوند تبارک و تعالےٰ ہے) اس پر وفد والوں نے عرض کیا افضلنا و اعظمنا طولا (ہمارے بزرگ و برتر مرتبہ کے لحاظ سے) آپ نے جواب دیا۔ قولوا بقولکم ولا یستجرینکم الشیطان (ہاں یہ کہہ لیا اس کا کوئی حرج نہیں اور دیکھو شیطان تمہیں اپنا کارندہ نہ بنا لے۔

(محمد المثل الکامل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲)

یہ صرف ظاہری انکسار نہ تھا، یہ بناوٹی تواضع نہ تھی بلکہ خود سرکار نامدار صلعم کی عملی زندگی کے ہر شعبہ میں یہ چیز نمایاں تھی، یہی وجہ ہے کہ "ہجرت مدینہ کے موقع پر جب آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ "قبا" میں پہنچے تو لوگوں نے حضرت صدیق اکبر کو

پیغمبر خدا سمجھ کر گھیر لیا، اور جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی، تو سب کے ساتھ ساتھ آپ نے بھی سامان تعمیر کی حمل و نقل میں حصہ لیا اور جب غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودی جانے لگی : تو آپ بھی مزدوروں کی صف میں موجود تھے۔ بہر کیف تفصیل کا موقع نہیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام چھوٹے اور بڑے اختلافات و امتیازات کے گھروندوں کو مسمار کرکے کائنات عالم کا ایک گھرانا قائم کیا، اور ساری دنیا کو اس گھرانے میں برابر کی حیثیت سے شریک ہونے کی دعوت دی۔ آپ نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ وحدت ملت اسلامیہ کا یہ گھرانا کوئی نیا گھرانا نہیں ہے، بلکہ آفرینش عالم سے یہ قائم ہے اور خدا وند قدوس بار بار اپنے مقدس پیغمبروں کو اس سہانی کی تنظیم (آرگنائزیشن) کے لئے بھیجتا رہا ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصیٰ بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ
اور دیکھو اس نے تمہارے لئے دین کی وہی راہ ٹھہرادی ہے جس کی وصیت نوح کو کی گئی تھی، اور جس پر چلنے کا حکم ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا (ان سب کی تعلیم یہی تھی) کہ خدا کا ایک ہی دین قائم رکھو اور اس راہ میں الگ الگ نہ ہو۔

## اصول اساسی

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اسلامی گھرانے کے افراد کے لئے کچھ آداب یا اس انٹرنیشنل اسلامک فیڈریشن کے ممبروں کے لئے کچھ اصول اساسی بھی تجویز فرمائے ہیں۔ ان اصولوں کی تفصیل تو آپ کتب حدیث کے باب اخلاق و معاشرت میں ملاحظہ فرمائیں، تاہم "بطور مشتے نمونہ از خروارے" چند درج ذیل ہیں۔

(۱) المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ
رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایسا ہے جیسا ایک عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کئے ہوتے ہے پھر آپ نے (بطور تمثیل) ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل فرمائیں۔

(۲) المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ
ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی اور کو اس پر ظلم کرنے دے اور جو مسلمان
کان اللہ فی حاجتہ
اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا، خداوند تعالی اس کی حاجت روائی کرے گا۔

(۳) امر بالنصح لکل مسلم
حضور پر نور نے ہر مسلمان کو خیر خواہی کا حکم دیا ہے۔

(۴) کل المسلم علی المسلم حرام مالہ وعرضہ ودمہ
ایک مسلمان کا مال، آبرو اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(۵) من لعن مومناً فھو کقتلہ ومن قذف مومناً بکفر فھو کقتلہ
جس شخص نے کسی مومن پر لعنت بھیجی تو گویا اس نے اسے قتل کیا، اور جس شخص نے مومن پر کفر کا الزام لگایا تو گویا اس نے اسے قتل کیا۔

(۶) الغیبۃ اشد من الزنا
غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

(۷) من رمیٰ مسلماً بشیٔ یرید بہ شینہ حبسہ علی جسر جہنم حتی یخرج مما قال
جو شخص کسی مسلمان کو بدنام کرنے کے لئے اس پر کوئی تہمت لگائے تو خدا اس شخص کو جہنم کے پل پر قید رکھے گا، تا آنکہ وہ اپنے قول کی سزا سے عہدہ برآ ہو۔

(۸) لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ
کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

(۹) وما زاد اللہ عبداً بعفو الا عزاً
جس بندہ نے درگذر سے کام لیا ہے، خدا نے اس کی عزت ہی بڑھائی ہے۔

(۱۰) تھادوا فان الھدیۃ تذھب الضغائن
ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو، کیونکہ تحفہ کینے دور کرتا ہے

وتلک عشرۃ کاملۃ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو درسگاہ نبوت کے پہلے شاگرد تھے، وحدت ملیہ کی ان تعلیمات الہیہ کو آنکھوں پر رکھا اور دلوں میں جگہ دی، چنانچہ ہم خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رض کو حضرت اسامہ بن زید کے جلو میں چلتا ہوا دیکھتے ہیں، منبر خلافت پر فاروق اعظم کو الحمد للہ الذی جعل فی المسلمین من یسدد اعوجاج عمر کا نعرہ لگاتے ہوئے سنتے ہیں رات کے اندھیرے میں محتاجوں اور بیواؤں کی خدمت گزاری کرتے پاتے ہیں حضرت بلال حبشی کے انتقال پر الفاظ مات سیدنا کہتے سنتے ہیں اور اپنی جانشینی کے لئے حذیفہ کے غلام سالم کو یاد کرتے پاتے ہیں، اور حضرت علی کو قاضی کی

عدالت میں یہودی کے برابر کھڑا ہوا دیکھتے ہیں۔

## حیرت انگیز نتائج

اس ملی وحدت و وحدت کا نتیجہ کیا ہوا؟ دنیا کا ایک عظیم ترین انقلاب۔ تاریخ کی ایک حیرت انگیز داستان، دین الٰہی کا ایک ہرا دست جسے پڑھ کر عقلوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں، اور جسے سن کر انسان کے منہ کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں۔

ابھی قرن اول ختم نہ ہوا تھا کہ عربوں نے جو سینکڑوں برس سے روم و ایران کی سلطنتوں کے غلام تھے، ایشیا، افریقہ اور یورپ کو ختم کر ڈالا۔ کرۂ ارضی کے بڑے حصے کو نیر اسلام کی شعاعوں نے جگمگا دیا، اور "وحدت ملیہ اسلامیہ" "حکومت الٰہیہ عالمیہ" کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ اس حکومت الٰہیہ کے حدود مشرق میں چین ترکستان اور سندھ تھے تو مغرب میں اسپین پرتگال اور فرانس۔

دنیا میں بہت سے فاتح گذرے ہیں، جن کے سامنے انسانیت لرزتی رہی ہے، اور تہذیب نے اپنا سر پیٹ پیٹ لیا ہے چنگیز خاں، نپولین اور اب ہٹلر کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ خود قرآن مجید نے ان کی ذہنیت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں۔ اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں۔

لیکن غلامان اسلام کسی ملک میں ملوک بن کر داخل نہیں ہوئے، بلکہ ملائک بن کر گئے جس ملک میں پہنچے فرشتہ بن کر پہنچے خداوند رحمن کا پیام رحمت اس کی مخلوق کو سنایا۔ اور اس ملک کو رحمت و برکت سے لبریز اور تمدن و تہذیب سے معمور کر دیا یہی وجہ ہے کہ ان فاتحین اسلام نے جس طرف کا رخ کیا، محبت و عزت کے ساتھ ان کو خوش آمدید کہا گیا، کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ شام فلسطین کے نصرانی قبائل نے اپنے ہم مذہب رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کی۔ مصر کے قبطیوں نے عیسائیوں پر مسلمانوں کو ترجیح دی۔ اندلس کی فتح کے لئے خود وہاں کے عیسائی نوابوں نے مسلمانوں کو دعوت دی۔ اور جزیرہ صقلیہ پر قبضہ کرنے کے لئے خود وہاں کے اسقف اعظم نے مسلمانوں کو پکارا۔

### مسلمان فاتحین کا برتاؤ مفتوحین کیساتھ

[illegible] نے اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا، اس کا مفصل جواب تو آپ کو تاریخ اسلام کے صفحات دیں گے جو آج تک متعصب مستشرقین کے لئے آئینہ حیرت بنے ہوئے ہیں

تاہم چند مثالیں پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔

(۱) عہد فاروقی میں مسلمانوں نے فتوحات شام کے سلسلہ میں حمص کو فتح کیا، اور وہاں اپنے انتظامات حکومت جاری کئے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رومی افواج اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد حمص پر حملہ کرکے اسے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ مسلمانوں نے کسی جنگی مصلحت سے حمص کو خالی کرکے دوسری جگہ مقابلہ کرنا چاہا، تو حضرت ابو عبیدہؓ نے جو سپہ سالار افواج اسلامیہ تھے، حکم دیا کہ چونکہ ہم اب حمص کے باشندوں کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں، اس لئے جزیہ کی رقم جو ہم وصول کر چکے ہیں واپس کر دی جائیں، حاکم حمص نے جب سارے شہر کو بلا کر سپہ سالار کے حکم کی تعمیل کرنا چاہی، تو وہ سارے شہر جو نصاریٰ تھے آبدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے

انا نفضلکم علی الروم وان الجزیۃ لکم فی عنقنا ولو خرجتم الاکان عن مدینتنا

(الدروس التاریخ العربی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۵)

ترجمہ:- ہم آپ کو رومیوں پر جو ہمارے ہم مذہب ہیں ترجیح دیتے ہیں، ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے رہیں گے، خواہ اس وقت آپ ہمارے شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

(۲) حضرت عمرو بن عاص رضہ مصر کے گورنر تھے، آپ کے صاحبزادے نے بغیر کسی معقول وجہ کے کسی قبطی کے لڑکے کے چند کوڑے لگا دیئے، قبطی سیدھا مدینہ منورہ پہنچا: اور دربار خلافت میں شکایت کی، حضرت فاروق اعظم رضہ نے گورنر مصر اور ان کے لڑکے کو حاضری کا حکم دیا، اور ان سے اس قبطی کے لڑکے پر ظلم کے متعلق جواب طلب کیا گیا، گورنر مصر کے صاحبزادے جب کوئی معقول جواب نہ دے سکے تو آپ نے قبطی کے ہاتھ سے سزا دار ان کے لڑکے کو کوڑے لگوائے، قبطی گورنر مصر کے سامنے ان کے لڑکے کو کوڑے لگا رہا تھا، اور حضرت فاروق اعظم رضہ فرماتے جاتے تھے

یا عمرو متی استعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احرارا

اے عمرو بن عاص! تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنایا، حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا تھا۔

(احوال الدولۃ العربیۃ ج ۲ صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر)

## وحدت ملیہ کا انتشار اور مسلمانوں کا زوال

افسوس! مسلمانوں کا کام نصف النہار پر پہنچنے کے

یسیت جلد زوال پذیر ہونا شروع ہوگیا، مسلمانوں کی ترقی [illegible] اور ان کی عظمت و شوکت کا راز ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ کی عملی تعبیر میں مضمر تھا، فارس کا مشہور سردار ہرمزان جب مدینہ منورہ میں پابجولاں آیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے کہا، ہرمزان تم نے عہد شکنی کا انجام دیکھا ہرمزان [illegible] یا اے عمر! عہد جاہلیت میں خدا نے ہمیں اور تمہیں [illegible] آزمائی کے لئے تنہا چھوڑ دیا تھا۔ تو تم ہمیں مغلوب نہ کرسکے [illegible] تمہارے ساتھ ہے، تو تم ہم پر غالب آئے"

حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک بات تو یہی ہے، مگر اس کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہیں۔

| | |
|---|---|
| تم لوگ عہد جاہلیت میں اپنے اتفاق اور ہمارے اختلاف کی وجہ سے غالب آئے اور اب صورت برعکس ہے! | انما غلبتمونا في الجاهلية باجتماعكم وتفرقنا۔ واتفهم الوفا الغفرة سلبو و مقر؟ |

خود قرآن کریم نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو نعمت خداوندی اور اختلاف و افتراق کو آگ سے بھرا ہوا گڑھا قرار دیا تھا اور اس گڑھے سے نجات دینے کا احسان بھی جتایا تھا۔

| | |
|---|---|
| اے مسلمانو! اللہ نے تم پر جو فضل کیا ہے، اسے یاد کرو تمہارا حال تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو ملا دیا اور ایسا ہوا کہ تم بھائی بھائی بن گئے | واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمۃ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ |

اور دیکھو تمہارا یہ حال تھا کہ گویا آگ سے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ لیکن اللہ نے تمہیں اس سے بچا لیا۔

لیکن افسوس! مسلمانوں نے خدا کے اس احسان کو کچھ زیادہ عرصہ یاد نہ رکھا، منافقوں، یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کی خفیہ سازشیں کامیاب ہوئیں۔ اور پھر اس آگ کے گڑھے میں گر گئے جس سے خدا نے انہیں نکالا تھا۔

قرآن کریم نے صاف صاف بتا دیا تھا کہ دیکھو

| | |
|---|---|
| ان لوگوں کا طریقہ اختیار نہ کرنا جو وحدت ملی کو چھوڑ کر جدا جدا ہوگئے اور اختلافات میں پڑ گئے | ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم |

[illegible] ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں۔

اور یہ بھی تصریح کردی تھی کہ [illegible]

واولئك لهم عذاب عظيم ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم مقدر ہوچکا ہے۔

مگر مسلمانوں نے خدا کی اس تنبیہ کو بھلا دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ تباہی و بربادی، ذلت و نکبت کا جو عذاب عظیم پچھلے لوگوں کے لئے مقدر ہوا تھا۔ ان پر بھی مسلط کر دیا گیا۔

## مسلمانوں کی بربادی کے چند مناظر

بات تفصیل طلب ہے۔ یہ مختصر مضمون اس کی تشریح کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مختصر یہ ہے کہ بغداد میں جو عروس البلاد تھا سنیت و شیعیت کے نام پر خون ریز ہنگامے برپا ہوتے مستعصم باللہ خلیفہ بغداد کے وزیر ابن علقمی نے جو شیعہ تھا تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ ہلاکو خاں کے وزیر نصیر الدین طوسی نے جو فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ہلاکو خاں کو اس دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۶۵۶ھ میں ہلاکو خاں خدا کا عذاب بن کر خلافت اسلامیہ کے مرکز پر نازل ہوا۔ چالیس دن تک بغداد میں قتل عام ہوتا رہا۔ رفیع الشان محل زمین کے برابر کردیئے گئے، گراں قدر کتب خانے جلا دیئے گئے، اور مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا گیا کہ دجلہ کا پانی سرخ ہوگیا۔ قابل عبرت امر یہ ہے کہ ہلاکو کی تلوار نے سنی اور شیعہ میں کوئی امتیاز قائم نہ رکھا، اور مستعصم باللہ اور ابن علقمی دونوں ایک ساتھ اس کے شکار بنے۔

پھر گلشن اندلس میں خزاں آئی، عربوں کی وہ تلوار جو فرانس کے میدانوں میں اسلام کا ستارۂ اقبال بن کر چمکی تھی وحدت ملیہ کے خرمن پر بجلی بن کر گری۔ مسلمانوں میں آپس میں خون خرابے شروع ہوئے کبھی مالکی و غیر مالکی کے اختلافات نے قرطبہ کے محلے کے محلے خاکستر کئے کبھی علماء و قائدین کے افتراقات نے مسلمانوں کے خون کی نہریں بہائیں، کبھی عربی و بربری کے سوال نے ہنگامے برپا کئے کبھی یمنی و شامی اور عراقی و حجازی عصبیت نے فتنے اٹھائے، اور سب سے زیادہ یہ کہ غدار مسلم امراء نے اپنی اپنی مخالفتوں کا انتقام لینے کے لئے عیسائی ریاستوں سے سازشیں کیں اور اپنے بھائیوں کو خود عیسائی بادشاہوں کے ہاتھوں ذبح کرایا۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا، آٹھ سو سال کی پرشوکت حکومت کے بعد ۸۹۸ھ میں اندلس سے اسلامی حکومت ہی کا نہیں، بلکہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ اور قصر الحمراء کے کلس پر جو غرناطہ میں اسلامی سطوت کی آخری نشانی ہے اسلامی نشان کی بجائے [illegible] کردی گئی۔

کیا یہ حسرت کی بات نہیں کہ خلافت اسلامیہ اندلس جس کے [illegible] عبدالرحمن الناصر کی رضاجوئی اور استمداد کے لئے جاں نثار انگلستان اور قسطنطین شاہ قسطنطنیہ نے اپنی سفارتیں روانہ [illegible] تحف و ہدایا نذر گزرانے اور ملکہ وطا شاہ نوازا در [illegible] لیون حدود فرانس کے تین عیسائی بادشاہ سربسجود ہوتے ہوئے قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے، وہ مسلمانوں کی بداعمالی سے اس طرح پارہ پارہ ہوئی کہ اس کے آخری بادشاہ کو تیونس کے بازاروں میں بھیک مانگنا پڑی، اور آخری مجاہد اسلام موسیٰ غسانی کہ جب وہ اپنی جان اور اپنے ایمان کو ایک ساتھ بچانے سے قاصر رہا سلام علی الاسلام والعرب کا نعرہ لگا کر دریا میں غرق ہو جانا پڑا۔

اب آخر میں آپ اپنے وطن پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔ شاہان اسلام ہند کے جاہ وجلال کی حکایت مجھے سنانے کی ضرورت نہیں۔ ان کی عظمت وشوکت کے افسانے آپ سر بفلک قطب مینار سے پوچھئے، ان کی تہذیب وتمدن کی داستان آپ تاج محل کے نقوش میں مطالعہ کیجئے، ان کی سیاست وسطوت کی تاریخ آپ دہلی اور آگرہ کے کھنڈروں میں پڑھئے۔ پھر وہ عظمت وشوکت وجاہ وجلال، سیاست وسطوت کہاں گئی۔ اور کیونکر گئی۔ حادثات بارہ کون تھے، جنہوں نے سلطنت مغلیہ کے رفیع الشان قصر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جعفر وصادق کون تھے، جن کی شان میں "شاعر مشرق" نے فرمایا ہے ؎

جعفر از بنگال وصادق از دکن    ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن

اور وہ حکیم کون تھے جنہوں نے [illegible] عالمگیری کی قبر کے مجاور کو بھی زہر دے کر چھوڑا۔

اگر آپ کو ان سوالات کا جواب معلوم نہیں تو میں آپکو بتاتا ہوں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس میں شک نہیں کہ سلطنت اسلامیہ ہند کی قائم مقام حکومت نے مسلمانوں کو برباد کرنے میں کسی قدر فہم وتدبر سے کام لیا، اور اندلس کی طرح ہندوستان سے مسلمانوں کا نام ونشان نہیں مٹایا، لیکن اگر یہی لیل ونہار رہے، تو یہ کام ہم مسلمان خود انجام دے لیں گے۔

آج ہمارے ہر رہنما کا نصب العین یہ ہے کہ وہ اپنی الگ ایک جماعت بنائے، اور اپنا ایک الگ جیش قائم کرے۔ کفر کی طاقتوں سے ٹکرانے کے لئے نہیں، بلکہ دوسری اسلامی جماعتوں سے متصادم ہونے کے لئے۔ آج ہمارے ہر عالم کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کی طاقت اور اپنے قلم کی قوت غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کی بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے صرف کر رہا ہے جب ہمارے قائدین اور علماء کی یہ ذہنیت ہو تو بچارے عوام کا جو کچھ حال ہوگا، وہ ظاہر ہے، نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری مسجدیں اکھاڑا بن رہی ہیں، اور مجلسیں میدان جنگ اور مسلمان آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر اپنی طاقت کو ختم کر رہے ہیں۔ شاید اس لئے کہ وہ ہندوستان میں تاریخ اندلس کے آخری ابواب دہرا سکیں۔

# اسلام کا اقتصادی نظام

(از جناب ابو القاسم مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی)

لغت کی زبان میں قصد و اقتصاد "میانہ روی" اور "اچھے چلن" کا نام ہے، مگر علمی اصطلاح میں ایسے وسائل کی "دریافت" کو کہتے ہیں، جو دولت و ثروت کے پیدا کرنے کے مناسب طریقے، اس کے خرچ کے صحیح استعمال، اور اس کی ہلاکت و بربادی کے "حقیقی اسباب" بتا سکیں، اسی لئے "علم الاقتصاد" اس علم کا نام ہے، جو ایسے وسائل سے بحث کرتا ہو اور اس کے صحیح و غلط ہونے پر مطلع کرتا ہو۔

"علم اقتصاد" اس معنی کے اعتبار سے دو حصوں پر منقسم ہے، ایک "اجتماعی" اور دوسرا "انفرادی" یا "منزلی"۔ ہماری بحث کا نقطۂ نظر "اقتصاد اجتماعی" ہے، اس لئے کہ یہ زندگی کی اصل بنیاد ہے اور "انفرادی و منزلی" کے لئے دلیل راہ۔

قدیم و جدید علمی دنیا کے مفکرین اور علماء مبصرین نے اس مسئلہ کو علمی اور عملی دونوں طریقوں سے حل کرنے کی برابر سعی کی ہے اور آج تک اس سعی کا سلسلہ جاری ہے، یونان کے مشہور فلسفی "افلاطون" نے بھی اپنی کتاب جمہوریت میں اس مسئلہ پر اپنا نقطۂ نگاہ بیان کیا ہے، اور علماء جدید میں کیسل، مل، اسمتھ، ریکارڈو اور جون نے اس مسئلہ کو علمی اور عملی بنانے میں جو کاوشیں کی ہیں، وہ ان کی تصانیف اور ان کے نظریوں سے واضح ہے، اور آخر میں کارل مارکس نے نظریہ اشتراکیت اور اس کے "عملی پروگرام" کے ذریعہ سے یورپ میں جو انقلاب پیدا کیا، اس سے "علمی حلقے" "عملی نظام" اور "طرز حکومت" پر جو اثر پڑا ہے اور وہ موافقت و مخالفت کے رنگ میں نہ صرف یورپ کو متاثر کر رہا ہے، بلکہ ایشیا اور مشرق و مغرب کے تمام گوشوں میں زبردست ہیجان برپا کئے ہوئے ہے، اور جو آج کل اشتراکیت کا عملی میدان بنا ہوا ہے، دوسروں کو بھی اس نظام میں منسلک کرنے کے لئے پیہم جد و جہد کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

اس سلسلہ میں جہاں تک صرف نظریوں "تھیوریز" کا تعلق ہے ہمارے مضمون زیر بحث سے ان کا کچھ زیادہ گہرا علاقہ نہیں ہے، اس لئے کہ ہم اس وقت تک ایسے نظام سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو دنیائے انسانیت کی ضروریات اور ان کی معیشت کے لئے بہترین پروگرام "نظام عمل" رکھتا ہو، یا یوں کہئے کہ وہ عام انسانوں کی اجتماعی اور انفرادی معیشت کا کفیل ہو اور "تنازع للبقاء" کے میدان میں ہر ایک انسان کو زندہ رہنے اور حسب استعداد ترقی کرنے کا پورا پورا حق دیتا ہو۔ البتہ اس مسئلہ کو بحث کا موضوع بناتے وقت "مذاہب عالم" کی تاریخ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، تاکہ عدل و انصاف کے ساتھ یہ موازنہ کیا جا سکے کہ "عقل و نقل" کی تطبیق کی جد و جہد میں دنیا کے پیش کردہ نظاموں میں سے کون سا نظام اپنے اندر ایسی لچک رکھتا ہے جو اپنے بنیادی اور اصولی قوانین کو ہاتھ سے دیئے بغیر مادی ترقیات کے دور میں بھی دینی اور اخروی فلاح کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی بہبودی کے لئے مشعل راہ بن سکتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول ان مبادیات کو بیان کر دیا جائے، جو تمام عقلاء کے نزدیک اس مسئلہ میں "اصول موضوعہ" کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان ہی کی روشنی میں اس کو حل کیا جا سکتا ہے اور پھر اسلام کے اقتصادی نظام کو واضح کیا جائے، اور سب سے آخر میں عقلاء زمانہ اور مذاہب عالم کے اقتصادی نظام پر بطور موازنہ کے کچھ لکھا جائے۔

## اصول موضوعہ

جیسا کہ ابھی کہا گیا کہ "اقتصادی نظام" کی اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ہر ایک انسان میں یہ فطری جذبہ ہے کہ اس کو زندہ رہنے کا حق ہے، مگر جب یہ انفرادی جذبہ "کشمکش حیات" میں ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے تو فطرت یا قانون قدرت (جو خدائے قادر کی جانب سے تمام عالم ہست و بود پر حاوی ہے) انسان کو اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتی ہیں، مگر یہ "اجتماعی حیات" بغیر کسی "نظام" کے وجود پذیر نہیں ہو سکتی تو اب اس کے لئے ایک ایسے نظام کی ضرورت پیش آتی ہے، جو اس کے "فطری حق" کا کفیل اور ضامن ہو، اور ہر ایک انسان کو یہ حق دیتا ہو کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے حسب قوت و استعداد فائدہ حاصل کر سکے، اور اس استفادہ میں کوئی قانون یا کوئی قوت اس کی مزاحم نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ وہ نظام معیشت اور اسباب معیشت کے لئے ایسے قوانین بیان کرے جس سے دولت اور دولت کے وسائل سے ہر ایک انسان فائدہ اٹھا سکے اور اس کا سد باب کرتا ہو کہ خدائے برتر کی یہ نعمتیں کسی خاص "فرد" یا خاص "گروہ" میں سمٹ کر نہ رہ جائیں۔ اس بنا پر "اقتصادی نظام" کے لئے حسب ذیل بنیادی اصول ہر عاقل کے لئے قابل تسلیم اور بطور اصول موضوعہ کے ناقابل انکار ہیں۔

(۱) ایسے اسباب کا قلع قمع کرنا ہو جو [illegible] دولت یا

اسباب دولت، افراد انسانی میں حاکم و محکوم کا علاقہ قائم کرنے میں [illegible] بن جاتے ہوں۔

(۲) وہ ہر متعلقہ فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہو، اور جماعت کا کوئی فرد بھی سعی و جد و جہد کے بعد اس سے محروم نہ رہے۔

(۳) دولت اور اسباب دولت کو کسی خاص فرد یا خاص [illegible] کے اندر محدود ہونے سے روکتا ہو۔

(۴) محنت اور سرمایہ کے درمیان صحیح توازن قائم کرتا ہو۔

"اصول موضوعہ" کے پہلے نظریہ کی تشریح کی تو کوئی حاجت نہیں، اس لئے کہ وہ اس قدر واضح ہے کہ آپ اپنی تشریح ہے کون نہیں جانتا کہ خالق کائنات کے ید قدرت نے جب بے جان اجسام مثلاً جمادات (اینٹ، پتھر) کو اپنی کائنات میں قیام و سکون کی جگہ دی ہے تو وہ جاندار اجسام" کو پیدا کر کے ان کی معیشت کے لئے کوئی سامان مہیا نہیں کیا، یہ کیسے قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟ اور اگر کیا ہے اور یقیناً کیا ہے، تو پھر اس میں کسی کی تخصیص کرنے کے کیا معنی، کیوں ہر ایک "جان" کو یہ موقع میسر نہ ہو کہ وہ اس دنیائے فانی میں اپنی معیشت کے وسیلہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

وما من دابة في الارض الا على الله رزقها (پارہ ۱۲ سورہ ہود)

زمین پر رینگنے اور چلنے والے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

وفي السماء رزقكم وما توعدون

اور تمہارا رازق اور وہ شے جس کا وعدہ دیئے گئے ہو آسمان میں (یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ) ہے۔

یہاں رزق علی اللہ اور رزق فی السماء کے یہی معنی ہیں کہ اس کائنات ارضی میں ہر جاندار کو زندہ رہنے کا حق ہے، اور [illegible]ت الٰہی کے دستکرم نے ہر فرد کو عطاء وجود کے ساتھ ساتھ [illegible]ت بقا کے لئے خود ہی وسیع سامان مہیا کر دیئے ہیں اور [illegible] نے کسی کو محروم المعیشت یعنی "اسباب زندگی سے محروم" [illegible] کیا۔

دوسرے نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ "نظام" میں ایسی گنجائش [illegible] چاہیئے جو دولت میں تقسیم اور پھیلاؤ کی جگہ "ذخیرہ اور جمع" کی ایسی صورت پیدا کر دے جس سے ذاتی "اسٹیٹ" کا قیام عمل میں آ کر [illegible] "دولت" کی بنا پر حاکم اور محکوم دو حصوں میں بانٹ دے، اور اس طرح جماعتی نظام کی ہمہ گیری کا وہ فائدہ جو جماعت کے ہر فرد کو پہنچنا چاہیئے تھا، ایک خاص فرد یا خاص جماعت کے مصالح اور مقاصد کی [illegible] کے لئے وقف ہو جائے۔ کیونکہ یہی وہ مہلک "جرثومہ" ہے جو نہ صرف افراد کو بلکہ اقوام عالم کو باہم ایک دوسرے پر ظلم و عدوان کرنے اور دست تظلم بڑھانے پر آمادہ کرتا ہے، اور نہ صرف یہ بلکہ محکوم بنا کر محکوم قوم کی بڑی تعداد کو معاشی وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور ان کے فطری حق زندگی کو سلب کر لیتا ہے، اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ "معاشی دستبرد" محکوم قوم کو اس کے مذہبی، سیاسی، علمی، اقتصادی غرض تمام حقوق انسانیت کو ختم کر کے اور اس کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر حیوان بلکہ بے جان اجسام کی طرح بنا کر فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔

ان فرعون علا في الارض وجعل اهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح ابناءهم ويستحيي نساءهم انه كان من المفسدين ۰ ونريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين ۰ (القصص رکوع ۱)

بیشک فرعون نے زمین (مصر) میں اودھم مچا رکھا ہے، اور اس کے باشندوں میں پھوٹ ڈال کر پارٹیاں بنا دی ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کرتا رہتا ہے اور ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا اور ان کی لڑکیوں کو باقی رہنے دیتا ہے وہ یقیناً مفسدوں میں سے ہے اور ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم کمزوروں پر احسان کریں اور ان کو رہنما بنائیں اور ان کو وارث بنائیں۔

فرعون کی یہ حرکت کہ مصر کی حکومت پر ذاتی "اسٹیٹ" قائم کر کے محض دولت و ثروت کے بل بوتے پر بنی اسرائیل اور قبطیوں میں پھوٹ ڈلواتا تھا اور ایک کو حاکم اور دوسرے کو محکوم بنا کر محکوم قوم کو ذلیل و رسوا کرتا تھا، اور خدا کی زمین پر ان کے تمام حقوق کو چھین کر ان کو کمزور بناتا تھا، اللہ تعالیٰ کو اسی لئے ناگوار ہے کہ اس طرح حاکمیت اور محکومیت کا یہ مفسدانہ طریقہ محکوم قوم کی معیشت کے تمام ذرائع حاکم اور حکمران قوم کی مصالح اور ان کے مفاد کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور اس طرح وہ زندگی کے حق سے محروم ہو کر انسان ہونے کے باوجود بے جان اجسام کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ آہستہ آہستہ تمام حقوق زندگی سے بھی محروم ہو کر جلد ہی فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

تیسرے نظریہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ نظام ایسے قوانین کا حامل نہ ہو جن کے ذریعہ سے دولت اور [illegible] دولت سمٹ کر

کسی خاص جماعت یا گروہ میں محدود ہو جائیں، اور قوم کے افراد کا ایک بہت بڑا حصہ [illegible] کا بھی حقدار نہ رہے، بلکہ اس کے برعکس "جمع" و "ذخیرہ" کی بجائے تقسیم کے ایسے طریقے بتائے ہیں جن سے دولت کا مفاد قوم کے تمام افراد تک وسیع ہو سکے اور سرمایہ داری کے اصول کے خلاف دولت بٹ کر سب میں پھیل جائے۔

کے لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (حشر) (فقرا، مساکین، قرابت داروں، یتیموں وغیرہ پر اللہ نے جو) خرچ کا طریقہ بتایا ہے اس لئے ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ مال و دولت صرف دولت مندوں ہی میں محدود ہو کر رہ جائے۔

ورنہ جس جماعت کو "سرمایہ داری" کا یہ گھن لگ جاتا ہے پھر اس کے عام افراد کی زندگی سخت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، اور اس کا سب سے زیادہ مکروہ اور گندہ پہلو یہ ہے کہ خود قوم کے بعض اعضا ہی دوسرے اعضا کو تباہ کرنے اور کرم کی طرح چاٹ لینے میں جری اور بے باک ہو جاتے ہیں، اور ایسا کرنے کو اپنا اخلاقی حق سمجھنے لگتے ہیں۔ اس وجہ سے نہ صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں، بلکہ اس ظلم کو قائم رکھنے کے لئے مکر و فریب، بے رحمی و بے حیائی جیسی بداخلاقیوں کو تیز فہمی، ہوشیاری اور معاملہ داری کا نام رکھتے ہے ادنیٰ سی بھی جھجک محسوس نہیں کرتے، اور آخرکار جسم کے اعضا ہی میں تصادم و تزاحم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور محنت و سرمایہ کے نام سے آپس میں وہ جنگ عظیم بپا ہوتی ہے کہ ساری قوم کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات قوم کی قوم ہلاکت تک پہنچ جاتی ہے۔

چوتھے نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تمام زندگی کا صرف دو ہی چیزوں پر انحصار ہے، ایک "محنت" دوسرے "سرمایہ"۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص کے پاس اگر سرمایہ کا قطعاً کوئی وجود نہ ہو مگر وہ محنت کر سکتا ہے تو اسباب کی موافقت قلیل عرصہ میں اس کو سرمایہ پیدا کرا سکتی ہے، مگر اس کے برعکس کوئی شخص سرمایہ رکھتا ہے، لیکن محنت کے لئے ایک لمحہ کو بھی تیار نہیں تو تھوڑی سی مدت میں وہ اس سرمایہ کو ختم کر کے مفلس و قلاش ہو جاتا ہے، اسی فرق کو محسوس کرتے ہوئے سرمایہ دار ایک دوسری صورت اختیار کرتا ہے۔ وہ یہ کہ سرمایہ کو ترقی دینے کے لئے ایسے اصول تیار کرتا اور اقتصادی نظام میں ان کو عمدہ شکلوں اور تعبیروں کے ساتھ شامل کر کے فائدہ اٹھاتا ہے، جو بغیر محنت کئے تحصیل زر کے ذرائع پیدا کرتے ہوں، اور اس طرح محنت کی قدر و قیمت کو گھٹا کر باقی سارے نظام کو بھی ایسی سطح پر لے آتا ہے کہ تمام کاروبار میں محنت ایک بے حیثیت چیز رہ جاتی [illegible] کا درجہ بہت بلند نظر آنے لگتا ہے۔

ایسی صورت میں وہ نظام ایسا ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا خرابیوں کو کسی طرح رونما نہ ہونے دے، اور پوری پوری طرح ان کا سد باب کر دے، اور ایسے قوانین کا واضع ہو جس سے محنت اور "سرمایہ" کے درمیان ایسا توازن پیدا ہو جائے کہ سرمایہ اور محنت کے درمیان کشمکش کے جو اسباب پیدا ہوتے اور تخریب نظام عالم کے باعث بنتے ہیں، وہ یک قلم فنا ہو جائیں۔

یہ چوتھا نظریہ درحقیقت گذشتہ تین نظریوں کے تسلیم کر لینے کا قدرتی نتیجہ ہے، یعنی اگر بیان کردہ تینوں نظریے صحیح اور معقول ہیں (جیسا کہ اجمالی طور پر ذکر ہو چکا اور عنقریب تفصیل سے معلوم ہو جائے گا) تو چوتھا نظریہ خود بخود یقینی ہے۔

ہم نے ان اصول کو اصول موضوعہ اس لئے کہا ہے کہ علم اقتصاد کا سب سے بڑا مقصد اور اس کی اصل غرض و غایت یہ ہے کہ معاشی نظام میں ایسا کوئی خلل پیدا نہ ہو سکے کہ جس سے جماعت کے افراد یا انسانوں کے باہم معیشت وجہ تصادم بن جائے، اور کوئی ایک فرد بھی اس کی بدولت حصول معیشت سے محروم رہ جائے تو اصل کے پیش نظر آنے والی تفصیل سے آپ خود اندازہ کر سکیں گے کہ اگر اقتصادی نظام میں ان اصول سے باہر کوئی رخ بھی اختیار کیا جائے گا، وہ اعتدال سے جدا افراط یا تفریط ہے اور اعتدال کی راہ ایک اور صرف ایک ہی ہے اور وہ ان ہی بیان کردہ اصول پر متفرع ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ بعض نظریے اپنے منطقی دلائل کے اعتبار سے بہت زیادہ جاذب نظر اور دلکش معلوم ہوتے ہیں، اور اقتصادی نظام یا معیشت کے پروگرام میں اس اعتبار سے ان کی بہت اہمیت نظر آتی ہے، لیکن عملی میدان میں جب وہ تجربے کی کسوٹی پر اتارے جاتے ہیں تو بعض تو بالکل ہی ناکارہ اور غیر مفید معلوم ہوتے ہیں، اور بعض اگرچہ کچھ کارآمد ضرور ہوتے ہیں، لیکن نظری اہمیت [illegible] میں ان کی عملی اہمیت بہت ہی ہیچ نظر آتی ہے۔

اس کے برعکس بعض نظریے اپنی صحت دلائل کے باوجود نئی اصطلاحات، جدید تعبیرات، ماحول کے اثرات کے لحاظ سے پہلے نظریوں کے مقابلہ میں بظاہر افادی بھی محسوس نہیں ہوتے، لیکن عملی تجربے میں ان کی افادیت بہت بلند اور

اس عالم کے لئے بہت زیادہ [illegible] ثابت ہوتی ہے۔

[illegible] میں دہی نظریئے قابل قدر جگہ پانے کے [illegible] تعبیری نقطہ نظر سے بہت اہم، انقلاب آفریں [illegible] نظر آتے ہوں، مگر عملی دائرے میں اس قدر وسیع اور [illegible] کہ اگر ان کو دلیل راہ بنا لیا جائے تو معیشت اور اقتصادی [illegible] عالم کے لئے وہ تنہا کفیل ہو سکیں۔

ہمارا مطلب اس سے یہ نہیں ہے کہ قدیم اور جدید زمانہ کے جدا جدا تاثرات، احوال کے اختلافات، ذہنی انقلابات و [illegible] کے اعتبار سے وہ اپنی تفصیلات و فروع میں بھی یکساں اور غیر منتقل ہوں، کیونکہ انسانی درجات ترقی و تنزل کے پیش نظر یہ ناممکن ہے۔

البتہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے نظری اور عملی اصول و قواعد کے اعتبار سے یقیناً ایسی مضبوط بنیاد رکھتا ہو کہ زمانہ کے ہزاروں انقلابات، لاکھوں نئے نئے تاثرات و ذہنی رجحانات کے باوجود اس میں وسعت، لچک تو پیدا ہو سکتی ہو لیکن اساس و بنیاد کا ایک نقطہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکے اور اس کا نظری پیغام اور اس کا عملی پروگرام اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی یافتہ اقوام کے لئے بھی اسی طرح مشعل ہدایت کا کام دے، جس طرح اقوام سابقہ کے لئے کام دیتا رہا ہے۔

ان تمہیدی مقالات کے بعد اب مسئلہ کی تشریح و توضیح زیادہ آسان ہو جاتی اور حصول مقصد کے لئے ایک صحیح راہ نکل آتی ہے، اور ایسے اہم موضوع کے لئے سمجھنے اور سمجھانے کا جو مرحلہ ہے، وہ دقت طلبی اور پیچیدگی سے نکل کر آسان اور روشن شاہراہ پر پڑ جاتا ہے۔ اور کسی قسم کی کوئی کھٹک باقی نہیں رہتی۔

# افسانے

## باغی کا عشق

(از مس کرشنا کماری صاحبہ ایم۔اے)

عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے یوگیش بابو اچانک بے قرار ہوئے تمام وکیل اور بیرسٹر حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔ کھڑے ہو کر یوگیش نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ چار بج گئے تھے۔ انہوں نے گھوم کر کہا: "دو ہفتے کی تاریخ ڈال دو" اور عدالت سے باہر چلے گئے۔ معمول کے مطابق کلب جانے کی بجائے انہوں نے موٹر میں بیٹھ کر کہا: "عبدل!"

"جی حضور!"

"بنگلے پر چلو"

اور موٹر اسٹارٹ ہو گئی۔

ان کی نوجوان حسین بیوی نیلما فوارے سے پانی بھر بھر کر پھولوں کے گملے سینچ رہی تھی، شوہر کو بے وقت گھر آتے دیکھ کر دوڑتی ہوئی آئی اور مسکرا کر بولی "اتنی جلدی"

"ہوں" کہہ کر یوگیش اپنے کمرے میں چلے گئے اور دروازہ بند کر کے ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ گذشتہ واقعات ان کی نگاہوں میں گھومنے لگے۔

ابھی ابھی جیسے کل کی بات ہو۔ سیتا نے کہا تھا "تم سمجھتے ہو یوگیش! شادی برابر والوں میں ہوتی ہے"

اس بات کو زیادہ سے زیادہ دو برس گذرے ہوں گے اور سیتا کے اس صاف جواب سے متاثر ہو کر یوگیش نے جانسوز محنت سے کام کر کے "انصاف کی کرسی" حاصل کی تھی۔ اور اس کے بعد سیتا کی خواہش سے مجبور ہو کر اس کے باپ نے کہا تھا [illegible]! تم سیتا سے شادی کر لو، اس سال اس نے بی۔اے [illegible]

[illegible] طنزیہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا "نہیں بچا جان! شادی تو برابر والوں میں ہوتی ہے"

یوگیش نے [illegible] کیا تھا، اور سیتا کی محبت کا امتحان لیا [illegible] انہیں دنوں میں سیتا انگلینڈ چلی گئی۔ اور یوگیش نے سیتا [illegible] نیلما سے شادی کر لی۔

بیاہ کر لینے کے بعد بھی یوگیش کے دل میں سیتا کے لئے جگہ تھی، نیلما اس کی بیرونی دنیا پر قابض تھی اور مس سیتا اس کے دل پر حکمران تھی، اس کے روئیں روئیں میں بسی ہوئی تھی۔

آج دو برس کے بعد یوگیش نے سیتا کو تماشائیوں کی گیلری میں دیکھا تھا، کئی مہینے سے باغی نوجوانوں کا ایک مقدمہ چل رہا تھا آج اس کا فیصلہ تھا اور سیتا آئی تھی شاید اس کا فیصلہ سننے۔

جب یوگیش نے سر اٹھایا تو دیکھا سامنے نیلما آہستہ آہستہ آ رہی ہے۔ مسکراتی ہوئی، جیسے اس کے تمام جذبات کو پڑھ رہی ہو، یوگیش نے تڑپ کر اسے قریب کھینچ لیا، جیسے اپنی تمام محبت کو نیلما پر انڈیل دینا چاہتا ہو۔

نیلما نے خود کو ان کی آغوش سے چھڑاتے ہوئے کہا: "ایک بات کہنا چاہتی ہوں"

"ایک نہیں، ایک ہزار کہو۔ ہاں تو کیا بات ہے؟"

"ایک عورت تم سے ملنا چاہتی ہے، بولو منظور ہے؟"

"عورت ملنا چاہتی ہے؟ کون عورت؟ کیا نام ہے اس کا؟"

نیلما نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں تلے دباتے ہوئے کہا، "نہیں، یہ نہ پوچھو، اس کے آنے پر سب کچھ معلوم ہو جائے گا"

---

رات کے سیاہ آنچل میں تارے آرام کر رہے تھے۔ فوارے کے قریب بجلی کے رنگین قمقمے کی روشنی میں یوگیش اور نیلما خاموش بیٹھے تھے۔

نیلما کبھی کبھی بول اٹھتی تھی۔ لیکن یوگیش آج شام ہی سے مضطرب سے تھے، وہ بہت کم بولتے تھے۔

نیلما نے گھڑی دیکھ کر کہا "دس بج گئے [illegible]"

یوگیش کے دل میں اضطراب کا طوفان بپا تھا، وہ جلد جلد اس معمہ کی تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے، لیکن ہٹ کی پکی نیلما اس سے زیادہ بتانے کو تیار نہ تھی۔ اور ابھی تک آنے والے کا بھی پتہ نہ تھا۔

یوگیش نے کھڑے ہو کر کہا "نیلو! اب میں سونے کے [illegible] جا رہا ہوں بتیاں بجھا دو"

[illegible] ایک عورت آہستہ آہستہ آکر کھڑی ہو گئی۔

یوگیش سے نمستے کرنے کے بعد اس عورت نے کہا "[illegible]
آپ سے ایک التجا کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور، لیکن پہلے [illegible] چاہتا ہوں۔"
عورت لمحہ بھر کچھ سوچتی رہی، پھر بولی، یوگیش! میں سینتا
ہوں [illegible] اپنے جسم پر لپٹا ہوا کپڑا اتار کر الگ رکھ دیا۔
یوگیش نے حیران ہو کر کہا "سینتا! کہو کیا کہنا چاہتی ہو"
سینتا نے [illegible] ہوئے کہا "جن باغیوں کا مقدمہ چل رہا
ہے، ان میں سے وجے کمار کو بچانا چاہتی ہوں۔"
یوگیش [illegible] دھڑکنے لگا، انہوں نے کہا
[illegible] انقلاب کی تبلیغ معمولی جرم نہیں۔"
"[illegible] لیکن معمولی کام تو معمولی آدمی بھی کر سکتا
ہے، غیر معمولی جان کر ہی تو تمہارے پاس آئی ہوں۔"
"[illegible] معمولی جرم نہیں، اس نے زمانہ میں جو باغیانہ خیالات
کو ترویج کی ہے، اس کی سزا بہت سخت ہے، اور مجھے حیرت ہے
[illegible] کیوں دخل انداز ہو رہی ہو؟"
سینتا کی آنکھیں چمکنے لگیں اور دھیمی آواز میں اس نے
[illegible] کے سامنے سب چیزیں ہیچ ہیں۔"
یوگیش نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا "محبت؟ ایک باغی
کی محبت؟ جس کی زندگی کا ہر لمحہ کانٹوں میں الجھا رہتا ہے۔"
یوگیش نے دیکھا کہ نیلما اتنی دیر سے خاموش کھڑی ہے،
انہوں نے کنکھیوں سے سینتا کی طرف دیکھا، اور نیلما کو اپنے
پہلو میں بٹھا لیا۔ سینتا کھڑی ہو گئی۔
یوگیش نے پھر سوال کیا "کیا وجے نے تمہیں میرے پاس
بھیجا ہے؟"
"نہیں میں خود آئی ہوں۔" سینتا نے تیز لہجہ میں کہا۔
"سینتا! مجھے معاف کرنا، میں وجے کو بچا نہیں سکوں گا
لیکن یہ یقین رکھو کہ اسے جلا وطنی کی سزا نہ ہو گی۔"
سینتا نے نمستے کہی، اس کی بڑی بڑی مخمور آنکھیں کہہ
رہی تھیں، مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی۔
اسی خاموش تاریکی میں وہ غائب ہو گئی، بڑی دیر کے بعد
نیلما نے شوہر سے کہا "اندر چلو۔"

---

باہر گہری تاریکی چھا رہی تھی اور کمرے کی سبز روشنی میں نیلما
محو خواب تھی۔ یوگیش اپنے پلنگ پر بیٹھے ہوئے خیالات میں گم تھے۔
سینتا ہی کے لئے تو اس نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ سوچا تھا
ایک دن اس کے بنگلے کے سامنے اپنا عالی شان محل بناؤں گا
دکھا دوں گا کہ انسان کے لئے کوئی [illegible] مشکل نہیں۔
[illegible] ان کے کانوں میں سنائی دیے۔ الفاظ گونج رہے تھے
"[illegible] برابر والوں میں ہوتی ہے یوگیش۔"
اور وہ سینتا! میں بھی ان کے دل میں محفوظ تھیں، کبھی سینتا
نے کہا تھا۔
"یوگیش! تمہاری غیر حاضری میں میں کچھ کھوئی کھوئی سی
رہتی ہوں۔" اور ایک بار میرے بیمار ہونے پر تو [illegible]
تک میرے پاس سے ہلی تک نہ تھی، تمام خاندان سو جاتا۔ ماتا جی
بھی جھپکیاں لینے لگتیں، لیکن وہ چپ چاپ سرہانے بیٹھی رہتی
جب کبھی آنکھ کھلتی اسے جاگتا پاتا۔ لیکن آج کے اور ان دنوں
کے روپ میں کتنا فرق ہے؟
رات ایسے ہی خیالات میں کٹ گئی، لیکن صبح یوگیش کا جی
ہلکا تھا۔ رات کے پریشان کن خیالات غائب ہو گئے تھے، وہ
چائے پر بیٹھے روزانہ اخبار کے صفحات الٹ رہے تھے۔ نیلما
آ کر ان کی کرسی کے قریب کھڑی ہو گئی۔ یوگیش نے غور سے اس
کی طرف دیکھا۔ جیسے کسی مصور کی ناقدانہ نظر ہو۔ نیلما اکہرے بدن
کی اٹھارہ انیس سال کی جوان حسین عورت تھی۔ رنگ قدرے زردی
سے ہوتے سرخ، قد لمبا، آنکھیں بڑی بڑی، نچلا ہونٹ کسی
قدر موٹا، دانت موتیوں ایسے شفاف، چہرے پر سادگی کے تاثرات
غرضکہ اس کی مجموعی وضع قطع اسے حسین بنائے ہوئے تھی
پوشاک معمولی ہونے پر بھی دلکش معلوم ہوتی تھی۔ یوگیش دیر
تک پیاسی آنکھوں سے دیکھتے رہے، پھر اس کے ہوا میں لہراتے
ہوئے لمبے لمبے بالوں کو مٹھیوں میں لے کر بولے "نیلو! نیلو
آج خاموش کیوں ہو؟"
نیلما نے قدرے بھاری لہجے میں کہا "تم بتاؤ سینتا کون ہے؟
اسے تم کیسے جانتے ہو؟"
"اوہ! یہ بات ہے" یوگیش کھلکھلا کر ہنس پڑے "
ایک عورت دیکھی ہے نا، وہی سینتا ہے، وہ میرے [illegible]
پڑھتی تھی۔ بابو جی کے دوست کی لڑکی ہے، اس نے بی۔ اے
تک میرے ساتھ ہی پڑھا ہے" یوگیش ایک ہی [illegible] کہہ گئے۔
"اور وجے؟" نیلما نے پھر سوال کیا [illegible]
"اسے میں [illegible] جانتا، آج کل ایک مقدمے میں کئی
نوجوان گرفتار کیے گئے ہیں، انہی میں وجے بھی ایک ہے
وہ ایم۔ اے فائنل کا طالب علم ہے۔ اس کے سوا میں

[illegible]
[illegible] پر مکمل اختصار [illegible] کہا
[illegible] کے ساتھ اس کی شادی ہونے والی تھی۔ سوء اتفاق
سے وہ اس مقدمہ میں پھنس گئے ہیں۔"
"شاید ہو!" یوگیش [illegible]
انہوں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا "نہیں کبھی نہیں۔ سینتا کی
قسمت میرے ہاتھ میں ہے [illegible]
[illegible] اس نے میری محبت کو ٹھکرایا تھا۔ آج میں انصاف
کی طاقت سے [illegible] کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔"

---

[illegible] عدالت میں پھر سینتا موجود تھی، عدالت برخاست
ہونے کے قریب باغیوں کا مقدمہ پیش ہوا۔ وجے کی باری سب سے
پہلے تھی۔ یوگیش نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے فیصلہ کا کاغذ
اٹھا لیا۔ "وجے کو عمر بھر جلا وطن"
سینتا کی نگاہ یوگیش سے مل گئی۔ اسی لمحے وہ عدالت کے
کمرے سے باہر نکل آئی۔
اس مقدمہ کے بعد آج بھی یوگیش کا دل بے چین ہو گیا
وہ اجلاس سے باہر اٹھ آئے۔
پانچ بج گئے تھے، ایک منظر رقت خیز تھا۔ جلا وطن قیدی
اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے مل کر ہمیشہ کے لئے رخصت
ہو رہے تھے، نوجوانوں کے چہروں پر جلال برس رہا تھا۔
یوگیش کا جی چاہتا تھا کہ وہ کہیں چھپ جائیں، لیکن وہ
ایک بار سینتا کے دل کی تھاہ لینے کی تمنا کو نہ چھوڑ سکے۔ وہ آگے
بڑھے، سامنے [illegible] جن کی گود میں وہ
بچپن میں سینتا کے ساتھ بیٹھ کر سینکڑوں بار کھیلے تھے۔ انہوں
نے بے پناہ محبت [illegible] یوگیش کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا
"بیٹا! تم تو ابھی یہاں ٹھہرو گے نا؟ آتے وقت سینتا کو میرے
[illegible] پر اتارتے جانا۔"
یوگیش نادم ہو کر بولے "چچا جان! وجے سینتا کے ہوتے
[illegible] مجھے ابھی [illegible] سینتا تو
دیکھنا بھی پسند نہ کرے گی۔"
"نہیں بیٹا! سینتا اتنی بے عقل نہیں۔"
یوگیش موٹر میں بیٹھ گئے۔ لیکن جانے کی تمنا اب سرد
پڑ گئی [illegible] سینتا [illegible]
کے [illegible] کہا سینتا!

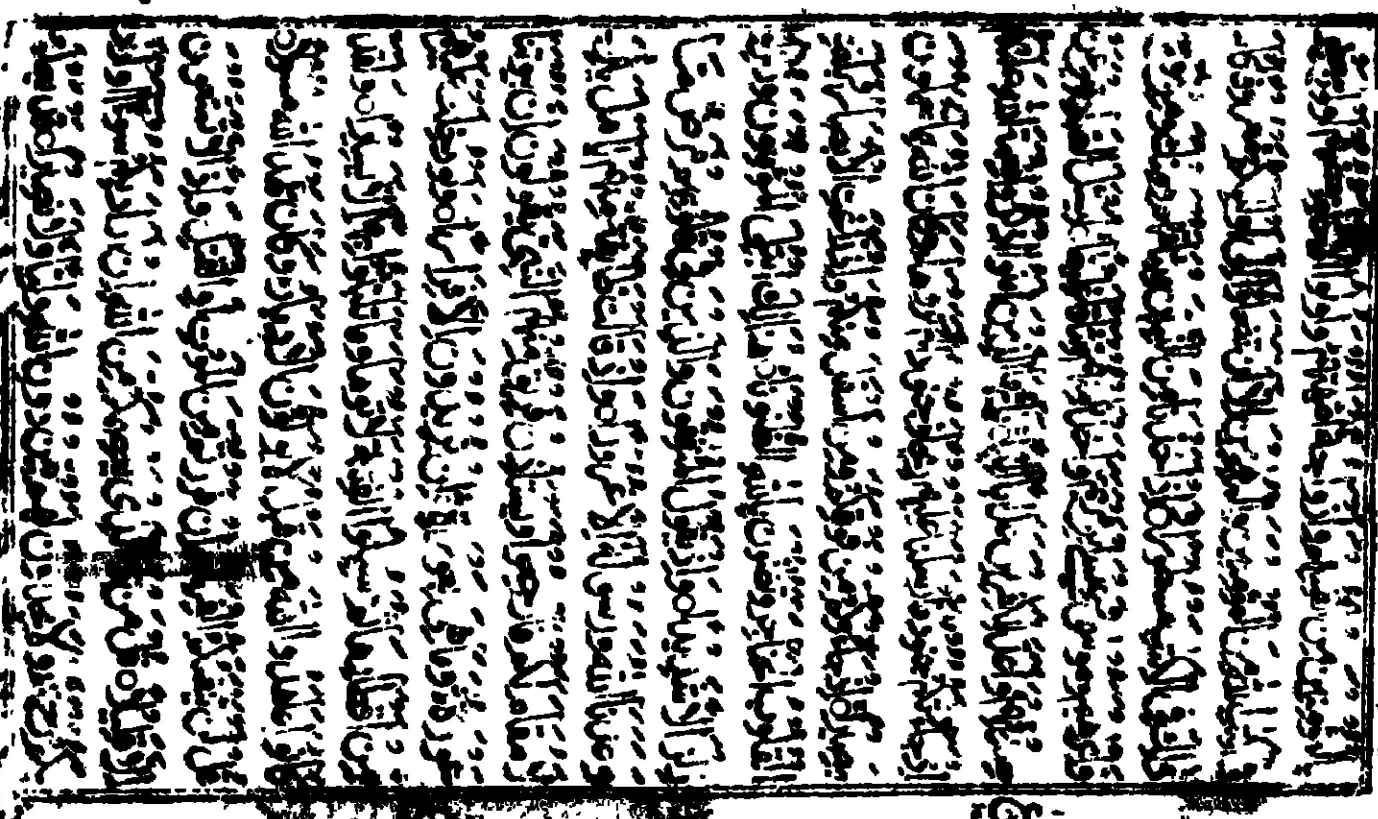
[illegible] وطن کی خدمت [illegible] غریب
بھائیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے [illegible] انقلاب کر
جانا تھا۔ اس قربانی کے لئے مجھے ذرہ بھر افسوس [illegible]
[illegible] آخری ملاقات ہے۔ لیکن ایک دن ہم پھر ملیں گے"
سینتا نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھیں چھلک [illegible]
[illegible] کیا سوچتی ہو؟" وجے نے مضطرب ہو کر کہا۔
"[illegible] باغی کا عشق" اس کی آنکھوں کے آنسو غائب ہو گئے
[illegible] ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ کھیل گئی، وجے نے
[illegible] آنکھوں سے اسے دیکھا، اور جا کر لاری میں بیٹھ گیا۔ لاری
گرد و غبار اڑاتی ہوئی نکل گئی۔
یوگیش سینتا کے پاس جا کر بولے "سینتا! آؤ تمہیں بنگلے پر
پہنچا دوں۔"
سینتا نے آنکھیں اٹھا کر کہا "نہیں یوگیش بھیا! میں پیدل
ہی چلی جاؤں گی۔"
یوگیش نے سینتا کے اور قریب جا کر کہا "وجے تو غریبوں
کی حمایت پر قربان ہوئے لیکن تم ......"
"باغی کے عشق میں" سینتا کا جواب عزم و استقلال سے
لبریز تھا۔
"عشق اندھا ہوتا ہے سینتا!" یوگیش نے اس کے چہرے
پر نظریں گاڑ کر کہا۔
"اندھا نہیں اس کی ہزاروں آنکھیں ہوتی ہیں یوگیش"
یہ کہہ کر سینتا سڑک کے چوڑے فٹ پاتھ کو پار کرنے لگی۔

# ۱۰ ارآنے میں فوٹو بلاک پرنٹ بے مثال کا رفسانہ حمائل مجلد

حیرت سے پڑھیے اور داد دیجیے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری۔ اس دکھیا

پیشوا کا انتخاب کیسے ایسا عجائبات کے دیکھنا چاہتے ہیں اس عمدہ اور صورت میں دیکھیں تو دیکھی خبریں سنا جائیں ایسی خوشنما طباعت ایسا کاغذ جیسا پیشوا کا حمائل اور سنہری مجلد ہدیہ صرف ۱۰ار

جناب عالی بڑی تعداد پارے حمائل مجلد پورا قرآن شریف آ گئے ہیں سنا پھر مہر کے حبیب الدار عیسائی مشن کے وہ آپ کے رسالہ پیشوا نے اور دکھایا قرآن پاک کی اشاعت کا کام تو ہم سب پر فرض ہے آپ نے بدیہ کم رکھا ہے آپ بے تحاشا اشاعت فرمائیے۔ ہدیہ مجلد ۱۰ار محصول ۷ر



لطف یہ ہے کہ اپنے اکثر بھائیوں کو اس کا یقین ہی نہیں آتا وہ پوچھتے ہیں کہ ۱۰ار فی پارہ ہدیہ ہے یا پورے قرآن شریف کا

## دو ترجمہ والا بڑا معجز نما قرآن مجید مترجم معہ پوری تفسیر

ترجمہ متوسط اور معجز نما حمائل شریف کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا ہے کہ تقاضے شروع ہوئے کہ چھوٹے قرآن مجید تو چھپ گئے لیکن موٹے حروف کا بڑی تقطیع کا بھی ضرور چھپنا چاہیے۔ اس قسم کے اصرار کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر بڑی تقطیع کا قرآن شریف بھی چھپا ... پسند ہوا کہ چھپتے ہی دو ہزار دو ہزار آرڈر آنے لگے۔ یہ قرآن مجید کے خط سے زیادہ خوشخط دو ترجمہ تقطیع موزوں یعنی متوسط سے دوگنی۔ اس میں یہ خاص صفت رکھی گئی ہے کہ حروف علیحدہ علیحدہ ہیں جس کو بچے، عورتیں اور بوڑھے بھی آسانی سے پڑھ لیں، حاشیہ پر تفاسیر و کتب احادیث سے اختصار کر کے تفسیر چڑھائی گئی ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے۔ ترجمہ بھی اسی طرح اول ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا لفظی ہے دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا عام فہم سلیس ... ہیں۔ اس کی تقطیع ۱۳ - انچ لمبی اور ۱۰ انچ چوڑی ہے۔ لکھائی ہندوستان کے بہترین کاتبوں کی ہے صحت کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک لفظ کی ذمہ داری ہے۔ ہدیہ مجلد پانچ روپے آٹھ آنہ مجلد چرمی بہترین قسم عمدہ ۔۔۔ قرآن مجید کے اس صفحہ کی چوڑائی اس صفحہ سے بہت بڑی ہے اس لئے آدھی سطر کا نمونہ لکھا ہے

ف یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند ہیں ۱۲ موضح القرآن ف ۲ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ساری خلقت سے بہتر آدمی نہ بتلاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلایئے۔ فرمایا وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ جہاد کے لئے پکڑی جس دم کوئی کھٹکا سنا اس پر ...

يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

دیں زکوٰۃ کو اور یہ ہے دین لوگوں قائم رہنے والوں کا

زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے مضامین (مذکورہ) کا (بتلایا ہوا)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب سے

بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے [illegible] بہت جلی چوب قلم

# آسان و دید قرآن شریف مترجم مفسر

مترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن، چھپائی نفیس [illegible] کا غذ [illegible] قرآن کا بہت مشہور، وزن پانچ سیر کے قریب جتنا شہ سبق ہمیشہ ہمیشہ کام کرنے والے قرآن [illegible] اس قدر جلی قلم، اتنی ضخامت قرآن شریف قیمت [illegible] من نہیں چھپ سکتا، عمدہ کتابت ہے، اعراب صاف اور حروف کشادہ ہیں، قلم کا نمونہ سامنے [illegible] سے بہت زیادہ جلی ہے اور ٹھیک عربی طرز کا ہے جس سے عربی الفاظ کے صحیح تلفظ اچھی طرح سے معلوم [illegible] قرآن شریف چونکہ بہت موٹے حروف کا ہے اس لئے بہت سے بچے جو عینک لگاتے ہیں، چار گز کے فاصلے سے پڑھ لیتے ہیں اور کمزور نگاہ والے زیادہ بھی دیر تک پڑھ سکتے ہیں اور ضعیف العمر بزرگ ہی روشنی اور چاندنی میں بے تکان تلاوت کر لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان و دید قرآن شریف ہے، بڑی خوبی یہ ہے کہ اس [illegible] ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر قرآن پر [illegible] مقدمہ بہت اہم معلومات سے پر ہے، ہدیہ مجلد حاشیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] کے ذریعہ منگائیں تو پیسے ۶ روپے زائد کا منی آرڈر بھیجیں ریل کا پارسل پیشگی قیمت آنے پر

## کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینے میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آجائے گا۔ جو بڑے اپنے بچپنے میں قرآن کی نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن پڑھائیے، دو مہینہ میں کلام اللہ پر عبور ہو جائے گا۔ کلید قرآن دنیا میں [illegible] پہلی کتاب ہے جس کے لئے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے قیمت [illegible] روپیہ [illegible]

## ہدایت نما متوسط قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ مع کامل تفسیر

اس قرآن شریف کا ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ہے جو [illegible] تمام [illegible] مسلمانوں میں بلا اختلاف [illegible] ترجمہ دوم حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب چشتی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت لفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے، خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر، ابن جریر، در منثور، خازن، ابن کثیر، مدارک، موضح القرآن از شاہ عبد القادر رح، ضحاک، مسند، حاکم، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، مسند بزار، مسند امام احمد، اسباب نزول از جلال الدین سیوطی رح وغیرہ وغیرہ) اور تمام کتب احادیث (مثل بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصے و مطالب ایک جامع تفسیر نہایت صحت پسند کے ساتھ عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے، نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں حصہ اول میں حضرت آدمؑ سے لیکر پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات ہیں۔ اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریمؐ کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور آپ کی تمام لڑائیوں کی تفصیل ہے جو کفار عرب نے آپ کے خلاف کیں، حصہ دوم میں فضائل قرآن و اسرار، حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے مختصر حال۔ حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست حصہ پنجم میں قواعد قراۃ قرآن۔ قیمت کاغذ سفید رف ولایتی حاشیہ مجلد بارہ روپے کاغذ گلیزاول نمبر تختہ چکنا عمدہ پالش [illegible]

وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [illegible] يَا أَهْلَ

اور نہ نفع | اور اللہ وہی ہے | سننے والا جاننے والا | کہہ اے اہل کتاب

اور نہ نفع پہنچانے کا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں آپ فرمائیے کہ اے اہل کتاب

لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ

مت زیادتی کرو بیچ دین اپنے کے سوائے حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی

تم اپنے دین میں ناحق کا غلو مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ مشرق جامع مسجد دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

اے رب ہمارے مت گرفت کر ہماری اگر ہم بھول جائیں یا خطا ہو جائے ہم سے

حاشیہ میں جگہ بڑا ہے اور اس پر تفسیر موضح القرآن ہے گنجائش کم ہونے کی وجہ سے نہیں لکھی گئی [illegible]

[illegible] کے ذریعہ پارسل منگانے میں محصول کی بچت ہوتی ہے

# ڈھائی روپے میں مولوی نور محمد صاحب والا اردو ترجمہ کا قرآن مجید

یہ ہندوستان کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر اردو ترجمہ کا قرآن مجید ہے۔ اور اس کی تفسیر امین عربی تفاسیر کا عطر ہے جو صرف اسی قرآن شریف کیلئے مخصوص ہے۔ اس کا ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا۔ اب ہدیہ گھٹا دیا ہے

تاکہ ہندوستان کے ہر گھر میں پہنچ جائے گا۔ اس قرآن مجید کی ضخامت ایک ہزار صفحات ہیں۔ اور [illegible] رسالہ کے برابر ہے

[illegible] کا ہے۔ حاشیہ پر پورے تیس پارے کی جلد ہے۔ اردو ترجمہ میں پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے۔

دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ حاشیہ پر تفسیر کامل ہے۔ جس کا اندازہ نمونہ ذیل سے ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں

ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن کی ضروری معلومات ہے۔ مجلد چرمی کا ہدیہ ۵ محصول [illegible] اسی قرآن شریف کا اعلیٰ ایڈیشن ولایتی چکنا کاغذ اعلیٰ جلد چرمی

ہدیہ صرف بطور نمونہ دو سطریں ملاحظہ ہوں۔

| | |
|---|---|
| | ۱۳ وما ابرئ نفسی ۔ منزل ۳ ۔ ۳۵۰ ۔ یوسف ۱۲ |
| | فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا |
| | پس جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنے ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو |
| | پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس [illegible] جگہ دی اور کہا سب مصر میں |
| | مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ؁ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ |
| | مصر میں اگر چاہا اللہ نے امن سے اور چڑھایا ماں باپ نے اپنے کو اوپر تخت کے |
| | چلئے اور خدا کو منظور ہے تو وہاں امن چین سے رہئے اور اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بیٹھا |

ف جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا تاکہ بھائیوں کو صدمہ نہ ہو اور دل شاد ہو۔ اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا ایسی کی تعظیم تھی۔ فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا تھا اسلام نے وہ رواج اٹھا دیا [illegible] قرآن [illegible] ان المساجد لله الا [illegible] کے کل حقوق خدا کیلئے محفوظ ہیں اس وقت پہلے رواج پر چلنا ایسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ آدم کے وقت میں جائز تھا۔ تفسیر [illegible] یوسف کی اپنے والدین اور بھائیوں سے ملاقات ف یوسف کو سترہ برس کی عمر میں بھائیوں نے

# قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی ہو گئی اب آپ اس ہدیہ پر سرم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی لاگت

سے بھی کم [illegible] ناظرین پیشوا کے لئے [illegible] اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ

کرشمہ ہے جو پیشوا کی سرا پا کوشش سے ہوا ہے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں، خدا کے فضل سے آپ کا [illegible]

میری محنت [illegible] ہو گیا ہے اور [illegible] نے بشکل فضل ایزدی [illegible]

معاونین پیشوا یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہے تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دیدوں جو خالص میرا خرچ ہوا ہے۔ حتی کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ [illegible] کے خریدار [illegible] ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے ہنر ہوں [illegible]

# آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے۔ حاشیہ پر آسان ہی [illegible] بڑی تقطیع ہے شروع میں بے نظیر خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔ اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اصطلاحات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب [illegible] اور خواص لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا فضل اور کلام اللہ کے [illegible] ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے۔ [illegible] سفید شاندار کاغذ ہے۔ قیمت مجلد نقرئی کار ۳/ رضا شدہ اونکوانی۔ ۔ ۔ مجلد نقرئی کار [illegible] محصول [illegible]






## غیبی نوشتے

[illegible]

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| تعبیر خواب کے قانون [illegible] چوتھا حصہ [illegible] | [illegible] انسانی خصائل [illegible] تیسرا حصہ [illegible] | [illegible] دوسرا حصہ [illegible] تیسرا حصہ [illegible] | زہرہ بخانہ سوم [illegible] احکام زحل [illegible] احکام عقرب [illegible] بخانہ اول | بخانہ چہارم [illegible] احکام مشتری [illegible] احکام زہرہ [illegible] بخانہ اول [illegible] بخانہ دوم | [illegible] احکام عطارد [illegible] احکام قمر [illegible] احکام مریخ [illegible] بخانہ اول [illegible] بخانہ دوم [illegible] بخانہ سوم | پہلا حصہ [illegible] |

## آفتاب رسالت

مورخ اعظم حضرت آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کی سیرت [illegible] حالات [illegible] حصوں میں لکھے ہیں۔ پہلا حصہ [illegible] صفحات اس میں زیادہ تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ حالات طفولیت رسول [illegible] صفحات اس میں پوری رسالت کے حالات مثل [illegible] شادی، تبلیغ، غزوات اور سیاسی حالات [illegible] واقعات درج کر کے آخر میں حضور کی معاشرت [illegible] کے حالات ہیں قیمت [illegible]

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ نے [illegible] جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور مہذب عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو یہ نئی کتاب محبت کے پیغام پڑھیے، اس میں عاشق [illegible] سے بیان [illegible] اور [illegible] نہایت مہذب اور شائستہ ہیں۔ متعدد حسین جمیل بلاک ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت عمدہ، شروع میں ایک [illegible] قیمت [illegible]

## مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت [illegible] سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے، جو لوگ اچھے مذہبی معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجیے۔ کتنے افسانے [illegible] جس کو [illegible] کی قیمت صرف [illegible]

## چھپانوے اولیا

کے حالات، ان کی کرامات، ان کے خوارق، ان کی تعلیمات، انکی ہدایات تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ کی اہمیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے۔ اس کا نام بھی تذکرہ اولیا ہے یعنی وہ کتاب ہے جس میں چھپانوے اولیا اللہ کے حالات ہیں، اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب مقدس لوگوں کا عملی آئینہ ہے قیمت ۱۲

## غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے [illegible] سے علاج کرا لیا کرتے ہیں، غریبوں میں اتنا بوتا کہاں ان کو تو چار پیسے بھی خرچ کرنا گراں ہیں یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تلاش کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں افضل الناس [illegible] رسول کریم کا فرمان ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر ضرورت مند بھی ہر گھر میں رہنی چاہیے کہ اگر علاج کی ضرورت بھی پڑے تو حفظ ما تقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے قیمت [illegible]

## دلائل الخیرات

دلائل الخیرات [illegible] کی کس قدر بابرکت چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے معنی بھی ساتھ ساتھ پڑھے جائیں [illegible] بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کو کبھی ضرورت کبھی نہیں تنگ رہتی، اس کے عامل ہر قسم کی [illegible] سے محفوظ رہتے ہیں پھر یہی کیا نعمت کیا کم ہے۔ وظائف اور دعا کے [illegible] اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بلاکوں سے چھپی ہے، جس کی قیمت قسم اعلیٰ بلاک کی ۶ر

## کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از [illegible] المفسرین [illegible] نواب محمد صدیق حسن خاں بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحوں کی کتاب ہے، اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال [illegible] لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہو گی جس کا عمل [illegible] تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت اور تجربہ علمی کے صحیح اور مجرب ہونے کا [illegible] دین و دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱۲

## مسدس حالی

تمام [illegible] ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لے کر جاؤں گا۔ یہ مسدس اسلام کی مکمل تاریخ اور عہد جدید اسلام ہے لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی۔ زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے گویا نثر مسدس ہے [illegible] خواجہ الطاف حسین حالی کی حیات مختصری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت [illegible]

## جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مخصوص [illegible] عامل کیلئے تیر بہدف ہیں۔ اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جلد میں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ و سورتوں کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص حصہ سوم میں سوالات کے تابع ہونگے اعمال اور آخر میں حصہ چہارم [illegible] کیلئے مخصوص ہے جس میں تعلیم عربی کے خواص ہیں [illegible]

## [illegible] معرّیٰ کلاں

[illegible] ہے، ضخامت [illegible] صفحہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور [illegible] ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ [illegible] ہزار روپے خرچ کر کے اس کے [illegible] پانچ سال کی محنت اور ہزار ہا [illegible] کرنے کے بعد یہ اعلیٰ درجہ کا قرآن تیار ہوا ہے، جس کو دیکھ کر یورپ و امریکہ کی اعلیٰ ترین مطبوعات شرماتی ہیں۔

قیمت مجلد [illegible]

[illegible] محصول

## [illegible] نبیوں [illegible]

حضرت آدم [illegible] سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن میں ذکر [illegible] مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی [illegible] صفحوں کی مکمل کتاب ہے۔ انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پُر ہوں گے اہم ترین مقصد اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے تحت ترتیب ریاضیات کے مقابلہ میں امت نبوی کی علمی عبادتوں اور اعلیٰ [illegible] [illegible]

## پنجسورہ معجز نما مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت احزاب و پیارہ دلیل ابھی تیار ہوا ہے۔ پہلا پنجسورہ ۱۰۵ صفحہ کا تھا اور یہ ۱۴۴ صفحات کا ہے اس میں ہفت ورد مناجات، خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل ہوتی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ از قرآن از حضرت مولانا اشرف علی [illegible] تقطیع معقول کاغذ چھپائی فتح، رحمٰن، واقعہ، ملک، مزمل، کہف [illegible]

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۘ‍ وَقُرْاٰنًا

اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ [illegible] اور آپ کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا

اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اتارنے میں بھی تدریجاً [illegible] دیجئے کہ تم

تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے

لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے

[illegible] وبالحق سے خشوعا تک۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے (جن کا ذکر پارہ نہم کے رکوع [illegible] میں ہے) جبکہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے بھی پوچھ دیکھئے اور جو کہ آپ
١٩ [illegible] طرف بھی بھیجے گئے تھے اور فرعون وآل فرعون کے ایمان [illegible] سے وہ عجائبات ظاہر ہوئے تھے اس لئے موسیٰ
[illegible] نے فرعون کو دوبارہ ایمان کے لئے یاد دلایا اور ان آیات بینہ سے ڈرایا) تو فرعون نے ان سے کہا کہ
[illegible] میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے (جس سے تمہاری عقل مخبوط ہو گئی کہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو
[illegible] علیہ السلام) نے فرمایا کہ تو (دل میں) خوب جانتا ہے [illegible] (زبان سے اقرار نہیں کرتا) کہ یہ عجائبات خاص آسمان
[illegible] پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ بصیرت کے لئے (کافی) ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کم بختی کے [illegible]
[illegible] حالت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی [illegible] پر بھی بنی اسرائیل کو [illegible] ہونے کی اجازت نہ دیتا تھا [illegible]
[illegible] (اس احتمال سے کہ کہیں بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے اثر سے قوت نہ پکڑ جاویں خود [illegible] اسرائیل
کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے (یعنی ان کو شہر بدر کر دے) سو ہم نے (قبل اس کے کہ وہ کامیاب ہو [illegible]) اور
[illegible] ساتھ کے سب کو غرق کر دیا اور اس (کے غرق کرنے) کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ (اب) تم [illegible] (کہ
جہاں سے وہ تم کو نکالنا چاہتا تھا مالک ہو تم ہی اس) میں رہو سہو (خواہ بالقوۃ یا بالفعل مگر یہ مالکیت حیات دنیا تک ہے) پھر جب
[illegible] وعدہ آ جاوے گا تو ہم سب کو جمع کر کے (قیامت کے میدان میں مملوکانہ محکومانہ) حاضر لا کریں گے اور جس طرح ہم نے
موسیٰ علیہ [illegible] اسی طرح آپ کو معجزے دیئے جن میں اعظم المعجزات قرآن ہے کہ ہم نے اس قرآن [illegible]
ہی کے [illegible] اور وہ راستی ہی کے ساتھ (آپ پر) نازل ہو گیا (یعنی جیسا کاتب کے پاس سے چلا تھا [illegible] الیہ
تک پہنچ گیا [illegible] تسہیل و تصرف نہیں ہوا [illegible] اور [illegible] نے موسیٰ علیہ السلام
کو پیغمبر بنایا تھا اور ہدایت ان کے [illegible] صرف [illegible] اور
[illegible] کفر پر عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر [illegible] سامع [illegible]
[illegible] ایسی صفات کی رعایت کی گئی ہے تاکہ اس سے ہدایت زیادہ آسان ہو چنانچہ ایک تو یہ [illegible] آیات [illegible]
[illegible] تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں [illegible]

مضامین بھی نہیں آئی) اور بدر دو سبب ہوا کہ ہم نے اس کو قسمت قسمت بھی (حسب واقعات) تدریجاً اتارا (تاکہ معانی کا خوب انکشاف ہو)
ان سب امور کا مقتضٰی یہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آتے لیکن اگر اس پر بھی ایمان نہ لاویں تو آپ کچھ پرواہ نہ کیجیے بلکہ صاف کہہ دیجیے
کہ تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ خواہ ایمان نہ لاؤ مجھ کو کوئی پرواہ نہیں دو وجہ سے اول تو یہ کہ میرا ضرر کیا دوسرے یہ کہ تمہارا ایمان
نہ لانے کوئی عیب نہیں ہوا دوسرے ہوئے کیونکہ ان سے اچھے چنانچہ جن لوگوں کو قرآن سے نزول سے پہلے (دین کا) علم دیا گیا تھا (یعنی منصف
علماء اہل کتاب) یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب (وعدہ
خلافی سے) پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے یعنی موعود کتاب کا جس نبی پر نازل کرنے کا وعدہ کتب سابقہ
میں کیا گیا تھا اس کو پورا فرمایا) اور ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں (روتے ہوئے گرتے ہیں) اور یہ قرآن (یعنی اس کا سننا)
ان کا (دل) خشوع اور بڑھا دیتا ہے (کیونکہ ظاہر و باطن کا توافق کیفیت کو قوی کر دیتا ہے) ربط اور آیات متعددہ میں توحید
و رسالت کی تحقیق آگے ختم سورت پر پھر اسی کے متعلق بعض تحقیقات و بعض تعلیمات ہیں اور چونکہ سورت کے افتتاح میں بھی باری تعالیٰ
کی تنزیہ پر دلالت تھی پس اس کا اختتام بھی لطافت حسن مراعات کو دوبالا کر دیتا ہے اور ان آیات کے اسباب نزول یہ قصے ہیں
اول یہ ہے: ایک روز حضور نے فرمایا یا اللہ یا رحمٰن مشرکین نے اعتراض کیا کہ ہم کو تو دو معبودوں کے پکارنے سے منع کرتے ہیں
اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں اس پر یہ نازل ہوا قل ادعوا اللہ الخ دوم آپ نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھتے تو مشرکین
قرآن اور حق تعالیٰ اور جبریل علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے اس پر یہ نازل ہوا ولا تجہر الخ سوم یہود و نصاریٰ اللہ کے اولاد
قرار دیتے تھے اور عرب شرک کرتے تھے اور صابئون اور مجوس کہتے تھے کہ اگر اللہ کے مخصوصین نہ ہوں تو نعوذ باللہ اس کی قدر
کم ہو جاوے اس پر یہ نازل ہوا وقل الحمد الخ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا

آپ فرما دیجیے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے سو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں اور اپنی

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیے اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجیے اور کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں

الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ

اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے

مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝

اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجیے

تفسیر: قل ادعوا سے تکبیرا تک۔ آپ فرما دیجیے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے
سو بہتر ہے کیونکہ اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں (اور اس میں شرک سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ مسمّٰی تو ایک ہی ہے اسماء
متعدد ہیں شرک جب ہوتا جب مسمّٰی بھی دوسرا ہوتا) اور اپنی پوری نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے (کہ سن کر مشرکین خرافات بکیں اور
نیز نمازیوں کو تشویش ہو) اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیے (کہ نمازیوں کو بھی نہ سنائی دے کیونکہ ان کی تعلیم دینے میں کمی پڑتی ہے
اور دونوں کے درمیان ایک (متوسط) طریقہ اختیار کر لیجیے (کہ منفعت بھی فوت نہ ہو اور مضرت بھی مرتب نہ ہو) اور (کفار پر
رد کرنے کے لیے علی الاعلان) کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ (پاک) کے لیے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا
کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجیے (اس میں سب

تھا تو قصہ ہی کا ابطال ہو گیا) سورۃ الکہف مکیۃ وکیل الا قولہ تعالیٰ واصبر نفسک الایۃ وھی مائۃ واحدی عشر آیۃ ربط اس سورت میں یہ مضامین ہیں مباحث توحید و رسالت فنائی و حقارت دنیا عواد منزلۃ الآخرت، ذم کبر و ابطال شرک، بعض قصص رسالت و توحید و بعث پر دلالت کرنے کے لئے چنانچہ مفصلاً تقریرات ربط میں معلوم ہوگا اور ان سب کا تناسب ظاہر ہے کہ ان سب مضامین کو ایمان کے حصول میں دخل ہے اور گذشتہ سورت کا ختم اور اس سورت کا آغاز حمد سے ہونا تناسب ظاہرین کے لئے کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

## سورۃ الکہف مکیۃ وہی مائۃ وعشر آیات واثنا عشر رکوعاً

## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا

تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل استقامت کے ساتھ

شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہوگا ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ

حَسَنًا ۝ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ

۱۹۱ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے نہ تو اس کی کوئی

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا

دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ بالکل جھوٹ بکتے ہیں

كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے

اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

دیں گے ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان کر دیں گے

تفسیر ۱۔ الحمد للہ سے صعیدا جرزا تک۔ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے (خاص) بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس (کتاب) میں (کسی قسم کی) ذرا بھی کجی نہیں رکھی نہ لفظی مثل رکاکت و اختلال فصاحت کے اور نہ معنوی مثل تناقض و مخالفت حکمت کے بلکہ اس کو) بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا اور نازل اس لئے کیا) تاکہ وہ (کتاب کافروں کو عموماً) ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ (ان کو آخرت میں)

ہوگا اور ان اہل ایمان کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ ان کو (آخرت میں) اچھا بدلہ ملے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور (کفار میں سے بالخصوص) ان لوگوں کو (عذاب سے) ڈراوے جو یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتے ہیں (خصوص ان کو جیسا اس نے فرمایا کہ عرب میں یہ بلا بہت تھی کہ وہاں کے مشرکین، یہود و نصاریٰ سب ہی مبتلا تھے) نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں (جس میں بوجہ امتناع عقلی کے صدق کا عقلی احتمال بھی نہیں) اور آپ جو ان کے کفر پر اتنا غم کرتے ہیں (سو معلوم ہوتا ہے کہ) شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے (یعنی اتنا غم نہ کیجئے کہ قریب بہ ہلاکت کر دے وجہ یہ کہ یہ عالم ابتلا ہے اس میں کفر و ایمان دونوں ہی چیزیں ہوتی ہیں چنانچہ) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس (زمین) کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ ہم (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کی آزمائش کریں کہ (دیکھیں) ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے (اور کون نہیں کرتا یعنی کون تو اس کے اسباب زینت میں مشغول ہو کر حق تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور کون اس پر فریفتہ نہ ہو کر حق تعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے، غرض یہ عالم ابتلا ٹھیرا پس تو یہ ضرور ہوا کہ کوئی مبتلائے کفر ہو اور کوئی مشرف بایمان ہو پھر غم بیکار۔ آپ اپنا کام کئے جائیے) اور (ان کے کفر کے نتیجہ کی فکر میں آپ نہ پڑیئے کہ اس کا مرتب کرنا ہمارا کام ہے، چنانچہ ایک روز وہ ہوگا کہ) ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کر دیں گے (یعنی قیامت آنے والی ہے جس میں فنا کے بعد پھر بقا اور اس بقا میں جزا و سزا سب واقع ہو جاوے گی، خلاصہ یہ کہ آپ تبلیغ کیجئے یوں نہ سوچئے کہ ہائے ان پر عذاب ہوگا، وہ ہمارے متعلق ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم۔ **ربط** اوپر رسالت کی بحث تھی آگے ایک قصہ جس میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے مذکور ہے جو کہ اس اعتبار سے منجملہ دلائل رسالت کے ہے کہ آپ نے بظاہر کسی سے یہ مضامین نہیں سنے اور پھر جواب دے دیا، چنانچہ کفار قریش نے بتعلیم یہود امتحان نبوت ہی کے لئے آپ سے یہ تین سوال کئے بھی تھے، ایک روح کے متعلق جس کا جواب سورت سابقہ میں گذر چکا، ایک اصحاب کہف کا قصہ جو ابھی مذکور ہوتا ہے، ایک ذوالقرنین کا قصہ جو اس سورت کے آخر میں آوے گا کذا فی اللباب عن ابن عباس بروایت ابن جریر اور اس روایت میں یہود کا اصحاب کہف کے بارے میں یہ قول بھی ہے فانہ کان لہم امر عجیب اور عجب نہیں کہ اسی واسطے اس کی تمہید میں ام حسبت الی عجبا فرمایا گیا ہو پس اول اس قصہ کی تمہید ہے پھر قصہ کا بیان ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ

کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ

إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝

ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی پھر کہا کہ اے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لئے کام

فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ

میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے سو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ

أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا أَمَدًا ۝

ان دونوں گروہ میں کون سا گروہ ان کے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا

**تفسیر** أَمْ حَسِبْتَ سے أَمَدًا تک۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے (کہ دونوں ایک ہی جماعت ہیں) ہماری عجائبات (قدرت) میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے (جیسا یہود کے قول سے کان لہم امر عجیب ان کے اس قول سے معلوم

ہوتا ہے کہ ... اس کو زیادہ عجیب سمجھ کر اس خیال سے تعجب کیا کہ معمولی واقعہ کا جواب تو کچھ سن سنا کر کچھ قیاس سے
... ہے اور خلاف عادت میں بدون نقل صحیح اور علم تام کے ممکن نہیں اور گو روح و ذوالقرنین نے مضمون کو بھی عجیب سمجھا ہو
... زیادہ عجیب سمجھا ہوگا اس لئے اس حکم میں اس کی تخصیص ہوئی غرض یہ کہ آپ کو مخاطب بنا کر اوروں کو سنانا مقصود ہے کہ
... عجیب ہونے کے فی نفسہ اور آیات قدرت سے مثل خلق سموات و ارض وغیرہا کے زیادہ عجیب نہیں جن کا پیدا کرنا محل
... میں تصرف تھا اور اس واقعہ میں تو تصرف محل موجود میں تھا پھر ان مخالفین سے تعجب ہے کہ اس کو تو عجیب سمجھتے ہیں اور دوسری
آیات قدرت سے عبرت نہیں پکڑتے کہ صانع عالم کے حقوق توحید و طاعت کاملہ کے بجا لاویں جس کے لوازم میں سے تصدیق رسالت
بھی ہے یہ تو تمہید تھی آگے اجمالاً وہ قصہ فرماتے ہیں کہ) وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان نوجوانوں نے (ایک بے دین بادشاہ سے بھاگ کر
اس غار میں (جس کا قصہ آتا ہے) جا کر پناہ لی پھر (حق تعالیٰ سے بطور دعا کے) کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے
رحمت کا سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لئے (اس) کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے (فالاول رحمت سے حصول مقاصد کی طرف
اشارہ ہے اور تہیئہ رشد سے تصحیح مقدمات کی طرف) سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کی حفاظت کے ساتھ ان کے افکار و
تشویشات کو اس طرح دفع کیا کہ) ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا (یعنی ایسے غرق ہو کر سوتے
کہ کوئی آواز ان کے کان میں نہ پہنچتی تھی اور اس میں زیادہ مبالغہ ہے بہ نسبت اس کے کہ کہا جاوے کہ آنکھ پر پردہ ڈال دیا کیونکہ آنکھ
تو بعد نوم ثقیل کے بھی مبصرات سے معطل ہو جاتی ہے) پھر (سالہا سال کے بعد) ہم نے ان کو (نیند سے) اٹھایا تاکہ ہم (ظاہری
طور پر بھی) معلوم کرلیں کہ ان (کے) دونوں گروہ میں (سے) جن میں ایک کا قول تھا لبثنا یوماً او بعض یوم اور دوسرے کا قول تھا
ربکم اعلم بما لبثتم کون سا گروہ ان کی (اس حالت میں) رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا (چنانچہ جس گروہ نے ربکم اعلم الخ کہا
تھا وہی زیادہ واقف تھا گو اجمالاً ہی کیونکہ طول مدت کا حکم تو صحیح تھا گو بلا تعیین ہی) ف چونکہ وہ غار پہاڑ میں تھا اس لئے ان کو اصحاب
الکہف اور اصحاب الرقیم دونوں کہتے ہیں اور بعض نے رقیم بمعنے مرقوم یعنی مکتوب لیا ہے اور کہا ہے کہ لوگوں نے ان کے غار میں رہ
۶۹۳ جانے کے وقت ان کے نام لکھ کر غار کے دہانہ پر لٹکا دیئے تھے اس لئے ان کو اصحاب الرقیم کہتے ہیں لیکن چونکہ یہ لکھنا کسی قوی روایت
سے منقول نہیں اس واسطے میں نے قرآن کی تفسیر کو اس پر مبنی نہیں کیا البتہ اگر رقیم بمعنے مرقوم لے کر وجہ تسمیہ یہ کہی جاوے کہ اس
حال کو عجیب سمجھ کر مثل دوسرے واقعات تاریخیہ کے اس وقت لوگوں نے اس کو کتاب میں ضبط اور مدون کر لیا تھا تو پہلے سے قریب
تر ہے آگے اس قصہ کی تفصیل بعد الاجمال ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّ

ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انکی ہدایت میں اور ترقی

رَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ

کر دی تھی اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے جبکہ وہ پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر

اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا

کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے

يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ

رکھے ہیں یہ لوگ ان معبودوں پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانیوالا ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے اور جب تم

هُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ

ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے تو تم غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے

يُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

لئے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست کریگا اور اے مخاطب جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ داہنی جانب کو

ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ط

بچی رہتی ہے اور جب وہ چھپتی ہے تو بائیں طرف ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے

ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۝

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردیں تو آپ اس کیلئے کوئی مددگار راہ بتلانے والا

تفسیر: نحن نقص سے مرشدا تک۔ ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں (یہ اس لئے کہا کہ لوگوں نے اس کو مختلف طور پر مشہور کر رکھا تھا اس لئے فرمایا کہ ٹھیک وہ ہے جو قرآن میں ہے) وہ لوگ (یعنی اصحاب کہف) چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر (موافق تعلیم دین عیسوی) ایمان لائے تھے اور ہم نے (ایمان لانے کے بعد) ان کی ہدایت میں اور ترقی کردی تھی (کہ ان کو ثبات و صبر و توکل و زہد فی الدنیا کی صفتیں بھی عنایت کی تھیں) اور (اس زیادت ہدایت میں سے یہ تھا کہ) ہم نے ان کے دل (صبر و ثبات سے) مضبوط کردیئے جبکہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر (آپس میں یا کہ بادشاہ اور لوگوں کے روبرو) کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ (اگر خدانخواستہ ہم نے ایسا کیا تو) اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بیجا بات کہی (عبادت آلہہ پر بیجا بات کہنے کو اس لئے مرتب کیا کہ عبادت میں لامحالہ اعتراف ان کی معبودیت کا یا خود ان کے سامنے کلمات تضرع و التجا زبان سے بھی صادر ہوتے ہیں) یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں (کیونکہ یہ قوم مع اپنے بادشاہ کے بت پرست تھی سو) یہ لوگ ان معبودوں (کے معبود ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے (جیسا موحدین توحید پر دلیل روشن رکھتے ہیں، تو (باوجود توحید کے ثابت بالدلیل ہونے کے) اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگا دے (کہ معاذ اللہ اس کے شریک بھی ہیں) اور (پھر آپس میں کہا کہ) جب تم ان لوگوں سے (عقیدہ ہی میں) الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں (کی عبادت) سے بھی (الگ ہو گئے ہو) مگر اللہ سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اسی کے واسطے سب سے (الگ ہوئے) تو (اس حالت میں مصلحت یہ ہے کہ) تم (فلاں) غار میں (جو مشورہ سے طے ہوا ہوگا) چل کر پناہ لو تاکہ امن اور فراغ کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلاوے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست کردے گا (یہ توقع وہی ہے جس کی دعا ان سے اور پر منقول ہوتی ہے ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا) اور اے مخاطب (وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ) جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ غار سے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے (یعنی غار کے دروازہ سے الگ رہتی ہے) اور جب وہ چھپتی ہے تو (غار کے) بائیں طرف ہٹی رہتی ہے (یعنی اس وقت بھی دروازہ پر نہیں پہنچتی تاکہ دھوپ سے ایذا نہ ہو) اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے (یعنی ایسے غاروں میں جو وسعت دیکھا کرتے ہیں کہیں فراخ کہیں تنگ جگہیں ہوتی ہیں تو وہ ان میں سے فراخ جگہ میں تھے تاکہ جی نہ گھبراوے اور ہوا بھی لگے یہ ان لوگوں کا باوجود اپنے ضعف و قلت اور مخالفین کی قوت و کثرت کے ہدایت پانا) اللہ تعالیٰ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے (کہ وہ کس طرح اپنے بندوں کو خلاف اسباب ظاہری ہمت و استقلال دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ) جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردیں تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار راہ بتلانے والا نہ پاویں گے ف غار کی داہنی اور بائیں جانب اس میں داخل ہونے والے کے اعتبار سے ہے یا اس سے خارج ہونے والے کے اعتبار سے پس تقدیر اول پر وہ غار شمالرویہ ۲۹

ہوگا یا بفضل ربانی یہ جنوب رویہ اور شرق رویہ ہونے میں طلوع کے وقت ان پر دھوپ پڑتی اور غرب رویہ ہونے میں غروب کے وقت ان کے پاس سے اس جگہ کا محفوظ ہونا ہے۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ

اے مخاطب تو ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کو داہنی طرف اور بائیں طرف کروٹ دیتے تھے اور ان کا کتا

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ

دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے پڑا تھا اگر تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تجھ پر ان

مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ

کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی مدت

قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ

ہوگے بعضوں نے کہا کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو تمہارا خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس

هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ

۲۹۵ قدر رہے اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا حلال ہے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ

وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ

کھانا لے آوے اور کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے اگر وہ لوگ کہیں تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں سے مار ڈالیں گے یا تم کو پھر

فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ

طریقہ میں پھیر کر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین

اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا

کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم

ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا

جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو ان کا رب ان کو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو

تفسیر و تحسبهم سے تا مسجدا تک۔ اور اے مخاطب تو اگر اس وقت جبکہ وہ غار میں گئے اور ہم نے ان پر نیند کو مسلط کیا ان کو دیکھتا تو بوجہ اس کے کہ ان میں بعض آثار مثل استر خاء بدن و تغیر سانس وغیرہ کچھ نمودار نہ تھے اور صرف آنکھ بند ہونا علامت نیند کی ہے نہیں اس لئے) ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا حالانکہ وہ سوتے تھے اور (اس سونے کے زمانہ دراز میں) ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دیتے تھے اور (اس حالت میں) ان کا کتا (جو کسی ضرورت سے ان کے پاس تھا اور ساتھ چلا آیا تھا غار کی) دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا اور ان کے رعب و جلال خداداد کی یہ حالت تھی کہ

اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی (غالباً یہ سب امور ان کے اسباب حفاظت ہیں کیونکہ جس کو آدمی جاگتا ہوا سمجھتا ہے دفعۃً اس کو ضرر پہنچانے کا حوصلہ نہیں پڑتا، اسی طرح کروٹ بدلتے رہنے سے ان کا بدن مٹی کے کھا لینے سے محفوظ رہا اسی طرح کتا بھی (جیسی آدمی کو آنے جانے سے روکتا ہے اور اگر وہ سوتا بھی ہوتا تو بھی آدمی کے آنے کے وقت اکثر اس کی آنکھ کھل جاتی ہے اور دہلیز پر پڑا رہنا حسب عادت اس جانور کے ہے کہ پہرہ کے واسطے اکثر دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے، اسی طرح ان کی صورتوں کو ہیبت ناک کر دینا یہ بھی حفاظت کے واسطے ہے کہ ہر شخص کی ہمت وہاں جانے کی نہ ہو تو اس ہیبت میں عام لوگوں کو خطاب ہے پس اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرعوب ہونا لازم نہیں آتا) اور (جس طرح ہم نے ان کو اپنی قدرت محضہ سے اتنے دنوں تک سلایا) اسی طرح (بعد اس نوم طویل کے اپنی قدرت سے) ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں (جس سے اخیر میں ان کو حق تعالیٰ کی قدرت اور حکمت منکشف ہو چنانچہ) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (اس حالت نوم میں) کس قدر رہے ہو گے (جواب میں) بعضوں نے کہا کہ (غالباً) ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے (اس اندازہ کے لئے سورج وغیرہ کے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اکثر لیگ سو کر جب اٹھتے ہیں نیند بھرنے نہ بھرنے سے اندازہ وقت کا رائے سے کیا کرتے ہیں) دوسرے بعضوں نے کہا (کیونکہ اگر پہلے ہی لوگ اس کے قائل تھے تو عبارت یوں ہوتی ربنا اعلم بالبثنا غرض انہوں نے کہا) کہ (اس کی تفتیش کی کیا ضرورت ہے) یہ تو (ٹھیک ٹھیک) تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس قدر سوتے رہے (اس جواب میں بھی اس بات کے قائل ہونے کی ضرورت نہیں کہ ان کے بال و ناخن وغیرہ بڑھے ہوئے تھے اس سے شبہ ہوا محض عبث سمجھ کر اس گفتگو سے روک دیا اور بال و ناخن وغیرہ میں دونوں احتمال ہیں) اب (اس قصہ کو چھوڑ کر ضروری کام کرنا چاہئے وہ یہ کہ) اپنے (مجمع) میں سے کسی کو یہ روپیہ (جو کہنے والے کے پاس ہوگا کیونکہ کچھ خرچ بھی لیکر چلے تھے غرضیکہ کسی کو یہ روپیہ) دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ (وہاں پہنچ کر) تحقیق کرے کہ کون سا کھانا حلال ہے (کیونکہ ان کے زمانہ پوشیدگی غار میں بتوں کا ذبیحہ بکثرت بکتا تھا) سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے (کہ نہ اس کو کوئی پہچانے ایسی ہیئت و وضع سے جاوے اور نہ یہ کسی کو معلوم ہو کہ یہ بت کے ذبیحہ کو اس لئے تحقیق کرتا ہے کہ اس کو حرام سمجھتا ہے) اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے (کیونکہ) اگر وہ لوگ (یعنی اہل شہر جن کو وہ ۴۹۶
اپنے دعم میں اسی زمانہ گذشتہ کے مشرکین سمجھے ہوئے ہیں) کہیں تمہاری خبر پا جائیں گے تو تم کو یا پتھروں سے مار ڈالیں گے (کیونکہ یہ مطلق قتل سے یا اس زمانہ میں سزائے شدید کی یہی صورت ہوگی غرض تم کو ہلاک کر دیں گے) یا (جبراً) تم کو اپنے طریقہ میں پھر کر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی (وجہ یہ کہ گو حالت اکراہ میں تلفظ بالکفر مع اطمینان قلب بالایمان جائز ہے لیکن بکثرت ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابتدا اکراہ سے کفر کیا تھا پھر شیطان کے اغوا سے دنیوی مصالح پر نظر کر کے اس میں سہل انکاری کرتا ہے رفتہ رفتہ اس کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اور دل سے کفر کرنے لگتا ہے، چنانچہ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ کوئی شخص مسلمان ہوا مگر اس پر دباؤ ڈال کر پھر کفار نے اس کو اپنے میں شامل کر لیا اول اول تنگی رہی پھر مساوات ہو گئی اور ویسا ہی ہو گیا نعوذ باللہ من ذلک یا فلاح سے مراد فلاح کامل ہو یعنی اکراہ میں کفر کرنا رخصت ہے لیکن عزیمت کے ثواب سے تو جو کہ فلاح کامل ہے محرومی رہتی ہی غرض ان میں سے ایک شخص کھانا لینے چلا روپیہ جو بازار میں دکھلایا تو کئی سو برس کے سکہ کا دیکھ کر بازار کو شبہ چوری کا ہوا تب مجبور ہو کر انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا حتیٰ کہ اس کا چرچا ہوا جب پر اپنے لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ چند نوجوان اس طرح غائب ہو گئے تھے واقعی وہ لوگ یہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اسی مطلع ہونے کے قصہ کو مع ایک مقصد کے فرماتے ہیں) اور (ہم نے جس طرح اپنی قدرت سے ان کو سلایا اور جگایا) اسی طرح ہم نے (اپنی قدرت سے اس زمانہ کے) لوگوں کو ان کے حال پر مطلع کر دیا تاکہ (منجملہ اور فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہو کہ) وہ لوگ (اس سے استدلال کر کے) اس بات کا یقین (یا زیادہ یقین) کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور [illegible] قیامت (کے ہونے) میں کوئی شک نہیں (یقین یا زیادہ یقین دو باتیں اس لئے کہیں کہ یہ لوگ جن کو یہ علم دینا مقصود تھا اگر کافر تھے تب تو یقین حاصل ہو گیا اور اگر مومن تھے تو زیادہ یقین ہو گیا۔ اور تقریر اس حصول یقین کی یہ ہے کہ [illegible] مخبر صادق کی خبر دیتے آتے ہیں اور دلائل سمعیہ بھی اس پر قائم ہیں غرض شرائط حصول یقین کے [illegible] موجود لیکن صرف

باب الغسل ... فرض ... سنن ... مستحبات ... وضو ...
تحیۃ الوضو اور مکروہات ...
... غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
... احتلام کے مسائل ...
غسل کن ... چیزوں سے ...

[illegible]

متفرق مسائل ...

[illegible]

## کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت ... فضائل ... روزہ کی قسمیں ... فرض ... واجب ... نفل ... مکروہ ... حرام روزہ کی تعریف ...

[illegible]

## کتاب الحج

[illegible]

## کتاب الزکوٰۃ

[illegible]

زمین کے متعلق تمام مسائل ... عشر کس سے لیا جائے ... زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں ... زکوٰۃ کا افضل ترین مصرف

## کتاب الجنائز

[illegible]

قبر کے مسائل ... زیارت قبر کا طریقہ ... قبر کو پختہ کرنا ... تکفین ... قبر پر پھول ڈالنا

## کتاب النکاح

[illegible]

## کتاب الطلاق

طلاق کے معنی ... [illegible]

## کتاب المیراث

[illegible]

## کتاب الذبائح

[illegible]

## کتاب الاشربہ والاطعمہ

[illegible]

## کتاب اللباس

[illegible]

## کتاب الحقوق

[illegible]

واجعلنا للمتقین اماما

ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا

# پیشوا

ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ



ایڈیٹر: سید عزیز حسن، مقام

قیمت فی پرچہ

# ۳۹۵ روپیہ ماہوار مفت کمالو

## دولت آپ کو تلاش کر رہی ہے



آپ اصلی امریکن نیو گولڈ سونا کی ایجنسی لیکر ۳۹۵ روپیہ ماہوار گھر بیٹھے کما سکتے ہیں یہ سونا کسوٹی پر بالکل اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے اصلی سونے کی طرح کوٹا اور پگھلایا جا سکتا ہے۔ اس کا رنگ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ آج کل نئے فیشن کے مطابق ہر قسم کے زیورات ہمارے سٹاک میں موجود ہیں۔ آپ اپنے شہر کی ایجنسی کے لئے فوراً لکھیں۔ تیار شدہ زیورات کی مکمل فہرست اور چار تولہ امریکن نیو گولڈ سونا، ایک جوڑی فینسی چوڑی، ایک انگوٹھی بمبئی فیشن، ایک جوڑی کانٹے دبندے، نیو ڈیزائن بطور نمونہ بھیجے جاتے ہیں، ہوشیار تجربہ کار اور محنتی ایجنٹوں کو ہر قسم کی سہولت دی جاتی ہے۔ آج ہی فوراً قواعد ایجنسی طلب کریں۔

ملنے کا اصلی پتہ:۔ امریکن نیو گولڈ کمپنی۔ پی۔ ڈی۔ پوسٹ بکس 61 لاہور شہر

**AMERICAN NEW GOLD Co., P.D. P. B. 61, LAHOR**

# مصیبت دور و محبت کی فتح دولت میں برکت

[illegible] آپ کو خدا کو حاضر و ناظر جان کر خدا کی قسم کھا کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تعویذ و نقش میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے اپنی ضرورت کے وقت حاصل کئے [illegible] ان کی کامیابی دیکھ کر میں آپ کی خدمت میں بلا بخل پیش کر رہا ہوں کہ ان کو آزمائیے اور اپنی مراد پوری کیجئے میں بھائیوں کو میری قسم و گزارش پر بھی اعتبار نہ ہو ان کو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا صرف خدا پر ایمان رکھنے والوں سے میری گزارش ہے کہ چند پیسوں یا روپوں کی خاطر اپنا ایمان نہیں برباد کروں گا۔ جس کسی کا ضمیر مطمئن ہو وہ [illegible] ذیل تعویذ و نقش کو آزمائے ہزاروں کی چیز کوڑیوں کو مل رہی ہے۔ تقدیر کا پانسہ پلٹ جاتا ہے [illegible] برسوں کے سینہ کے راز کو آج ظاہر کر رہا ہوں۔

**قسمت کا موتی** رات کو سوتے وقت اپنے سرہانے رکھنے سے خواب میں بشارت ہو جاتی ہے کہ اس کام میں کامیابی ہوگی یا نہیں اور یہ کہ اس کا طریقہ کیا ہے اور کیونکر کامیابی ہوگی بالکل سچا جواب مل جاتا ہے اس کے عامل نے سورج کے عکس میں رہ کر اس عمل کو یاد کیا ہے۔ [illegible] ہدیہ ایک روپیہ دس آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

**دولت کی کنجی** یہ ایک تعویذ ہے جس کو روپیہ پیسہ میں رکھ دینے سے اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ خدا کی شان دکھائی دیتی ہے۔ غیب سے مفلسی دور ہونے کے سامان ہو جاتے ہیں۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر اتنی جلدی دولت مل گئی۔ نوکری کی صورت میں [illegible] سامنے جیب میں رکھ کر جائیے تو وہ اس قدر مہربان ہو جاتا ہے کہ قدرت کا کرشمہ دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کے دل میں خود بخود اپنے ماتحت کی ترقی کا خیال دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ہدیہ سوا روپیہ (عہ/)

**محبت کی ڈوری** [illegible] نے بڑی بڑی محنتیں کرکے ایسی چیزیں حاصل کی ہیں یہ بھی عامل شاہ صاحب کا عطیہ ہے جس کی محبت ہو یا کسی کو اپنے دام میں پھنسانا اور بے دام غلام بنانا ہو اس سے شادی کی تمنا ہو تو محبت کی ڈوری کو اپنے گلے میں ڈال لیجئے۔ اور جس جگہ آپ کا مطلوب ہو وہاں سے [illegible] وہاں تک رسائی نہ ہو سکے تو اس ڈوری کو اپنے [illegible] یا اس کے ہاتھوں تک پہنچا دیجئے بس گھر بیٹھے اس کی تڑپ کا تماشا دیکھئے وہ ماہی بے آب کی طرح بے چین ہو کر آپ تک پہنچے گا۔ ہدیہ ڈھائی روپے۔ مندرجہ بالا عملیات سچے ہیں ان کی ناکامی کی صورت میں ہم قیمت واپس دیں گے۔ تمام نقش و تعویذ فاؤ میں رجسٹری کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں۔ محصول ڈاک ہر ایک کا بذمہ خریدار ہوگا

**پتہ:- نواب عامل شاہ صاحب چھتہ حکیم آغا جان ب- دہلی**

---

# گولڈن گولڈ کی چوڑیاں مفت

آپ بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیے ہم نے کیمیکل گولڈن گولڈ کی بہت خوبصورت چوڑیاں تیار کرائی ہیں۔ یہ گولڈ دیکھنے میں۔ گھسنے میں کٹنے میں پگھلانے میں اصلی سونے کے مطابق ہے بڑے بڑے صراف حیران ہیں اور ان کو اصلی اور نقلی کی شناخت مشکل ہو گئی ہے اور آج کل یہ سونا قیمتی شمار کیا جا رہا ہے۔ ہم آپ کو اپنی صداقت کے لئے اس سونے کی بنی ہوئی چوڑیاں اصولی قیمت میں دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ گھر گھر اس سونے کا چرچا ہو جائے۔ ان چوڑیوں کو بہت خوبصورت پھولدار بنوایا گیا ہے اصلی سونے میں اور ان چوڑیوں میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے۔ یہ چوڑیاں جوہریوں کی دوکانوں پر بڑی قیمتوں میں فروخت ہو رہی ہیں تحفہ میں دینے کے لئے شادی بیاہ کے موقعہ پر استعمال کے لئے ایک لاجواب تحفہ ہے قیمت ایک سیٹ آٹھ چوڑیوں کا وزنی چار تولہ تین روپے محصول ڈاک [illegible] دو سیٹ وزنی آٹھ تولہ کی قیمت چھ روپے محصول ڈاک معاف تین سیٹ منگانے پر ایک سیٹ بالکل مفت بطور انعام۔ اور محصول ڈاک معاف جلدی کیجئے یہ انعامی رعایت چند روز کی ہے اس کے بعد اس گولڈن گولڈ کی چوڑیوں کی قیمت بارہ روپے ہوگی ہم نے یہ اعلان صرف شہرت کے لئے کیا ہے اس سے فوراً فائدہ اٹھائیے۔ آرڈر کے ہمراہ کلائی کا ناپ [illegible]

**[illegible] منیجر گولڈ لک ٹریڈ ایجنسی- دریا گنج- پی- ڈی- دہلی**

# مغل لائن لمیٹڈ

[illegible] کی قائم کردہ [illegible] لائن

بمبئی اور کراچی سے مخصوص وقفوں [illegible] پورٹ سوڈان، جدہ اور سوئز کو جہاز روانہ ہوتے ہیں

مسافروں اور مال کے جہاز بمبئی اور کراچی سے عدن، پورٹ سوڈان اور [illegible] ہوتے ہیں

اور بمبئی اور کراچی سے جدہ [illegible] دوبئی اور [illegible] کو بھی جاتے ہیں

جہازوں کی روانگی اور تاریخ بغیر کسی اطلاع کے منسوخ کی جاسکتی ہے.

تفصیلات کیلئے [illegible] - ٹرنر ماریسن اینڈ کو لیمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

---

## [illegible] کا [illegible] بے لاگ ہفتہ وار اخبار

# حریت

حریت [illegible] کے اسٹ لک کے نامور اہل قلم [illegible]

عزیز حسن صاحب [illegible] ایڈیٹر رسالہ پیشوا ہیں۔

حریت:- بے باک [illegible]

حریت:- دہلی [illegible] ہر جمعہ کو پابندی وقت سے شائع ہو رہا ہے۔

حریت:- کی یہ ایک نکتہ چینی کہ ہمارے ہندوستان [illegible] ہم ہے کیونکہ کسی پارٹی کا اخبار نہیں ہے۔

حریت:- مزدوروں، کسانوں، غریبوں کا [illegible] کا دشمن ہے

حریت:- میں ہفتہ بھر کی اہم خبریں، بلند پایہ سیاسی مقالات [illegible]

حریت:- کی سالانہ قیمت [illegible] روپے، ششماہی [illegible] ہے۔ [illegible]

۱۲ صفحے کی ضخامت - ۴ صفحوں پر ہاف ٹون بلاک۔

حریت:- میں فلم انڈسٹری پر بہترین تبصرے [illegible] تنقید ہوتی ہے

حریت:- کا نمونہ دیکھیے بغیر آج ہی خریداری کیلئے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دیجئے

ناپسند ہونے پر اپنی قیمت واپس منگا لیجئے۔

## سیرت سید المرسلین

[illegible] حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کی لکھی ہوئی مختصر [illegible] مکمل سوانح عمری، جس میں ہر سنہ کے تمام واقعات سیرت لکھے گئے ہیں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب [illegible] معاہدات نبوی ہیں، جو حضور اکرم [illegible] مسلم اقوام سے کئے اور وہ تمام فرامین نبوی ہیں جو سرور کائنات نے بغرض تبلیغ اسلام فرمانروایان عالم کو لکھے۔ یہ پیشوا [illegible] رسول نمبر ہے، جس کی لاگت ۸ ر ہے، لیکن خریداران پیشوا سے صرف ۲ ر اور ایک روپے کے دیں۔

## سیرت رحمۃ للعالمین

یہ ربیع الاول شریف میں پڑھنے کی بارہ مجالس ہیں۔ جن میں [illegible] سے ۱۲ ربیع الاول تک روزانہ ہر مجلس کا صوفیانہ بیان ہے۔ تخلیق رسالتمآب کا پیدائش سے لے کر وفات تک [illegible] تذکرہ ہے، ہر مجلس دو گھنٹے کی ہے۔ اور ان ۲۹ وفود کے مکمل حالات ہیں جو سرکار رسالتمآب کی خدمت میں حاضر [illegible] ہے۔ اور آپ کی نظر کیمیا اثر سے مسلمان ہوئے۔ اس سیرت کے مصنف خطیب اعظم علامہ سید جعفر علی شاہ ندوی ہیں۔ یہ [illegible] کا رسول نمبر ہے۔ لاگت اس کی [illegible] ہے لیکن خریداران پیشوا سے ۲ ر ایک روپے کے دیں۔

## اسلام کے سورما سپاہی

اس نادر کتاب میں جناب [illegible] عزیز حسن بقائی ایڈیٹر ... کے پرجوش قلم نے [illegible]
پر اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ کا عطر [illegible]
[illegible] فرزندان اسلام [illegible] دا داری اور عفو و درگذر کی بھی
[illegible] بانیاں جن جوش کی کرشمہ سازیاں، فسانہ کا دلچسپ انداز [illegible] سپاہی [illegible] میں ملے گا [illegible] مسلمانوں
[illegible] اپنے خدا اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنا، اور [illegible] جاتے ہیں [illegible]
[illegible] اسلامی تاریخ کے مطالعہ کا ماحصل ہے اسلام کے سورما سپاہی کو پڑھئے [illegible]
کے سورما سپاہی ہمارے لئے ہوئے قافلہ کی کہانی [illegible] اسلامی بہادر [illegible] طوفان آجاتا [illegible] دلوں کی دنیا میں بہادری
کا انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ درجے کی لکھائی چھپائی قیمت [illegible]

## کیا آپ نماز پڑھنی جانتے ہیں

[illegible] سے یہ سوال کرے گا تو آپ اس پر بہت ناراض ہوں گے
اور آپ کا جی چاہے گا کہ سوال کرنے والے کا منہ نوچ لیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آج
مسلمانوں کے دل پر الحاد کی بجلیاں گر [illegible] معلوم ہی نہیں کہ اسلام [illegible] ہے۔ اسلام کو دنیا کی ضرورت بھی ہے یا نہیں
[illegible] انسانی کردار پر کیا اثر کرتا ہے۔ اسلامی عبادات کو دوسرے مذاہب کی عبادت پر کیا فضیلت ہے؟ حقیقت نماز کیا ہے؟ نماز کا فلسفہ
ہے۔ نماز کے دینی اور دنیاوی فائدے کیا ہیں؟ نماز کے پڑھنے سے کیا کیا برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اپنوں اور غیروں نے نماز پر کیا کیا اعتراض
اور ان کے مدلل و مسکت جوابات کیا ہیں۔ کتنی نمازیں کس دن اور کس وقت اور کس طرح پڑھنی چاہئیں۔ ان سوالات کے جوابات آپ کو

## معلومات نماز

میں ملیں گے، جس کو [illegible] اسلام کی ایک سو مستند کتابوں [illegible]
[illegible] صاحب فاضل دینیات مولوی عالم مولوی فاضل وغیرہ نے تین سال شبانہ روز محنت
کے بعد تصنیف کیا ہے۔ معلومات نماز کیا ہے، بلاشبہ نماز کی انسائیکلوپیڈیا ہے اور نماز کی سب سے بڑی کتاب ہے، جس کو پڑھنے [illegible]
[illegible] آپ کو عبادت کا فلسفہ [illegible] نماز میں خشوع و خضوع حاصل ہوگا۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اردو زبان میں مسئلہ نماز پر بہترین
پہلی کتاب اگر ہے تو وہ صرف [illegible] ہے۔ ناممکن ہے کہ معلومات نماز پڑھے بغیر آپ کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں۔ لکھائی [illegible]
[illegible] اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ضخامت [illegible] قیمت صرف ۵ روپے۔

## روحانیت کا جگمگاتا تاج

کس کے سر کی زینت ہے؟ اس کا جواب آپ کو سیرت باقی پڑھنے سے
ملے گا۔ یہ کتاب ہندوستان کو نقشبندی دولت سے مالامال کرنے والی ہے
اور ظلمت کدہ عالم میں نقشبندی شمع روشن کرنے والے خواجہ خواجگان نقشبند
[illegible] غریب نواز خواجہ باقی باللہ دہلوی کی نہایت مکمل مستند اور سبق آموز سوانح عمری ہے، جس میں حضور خواجہ باقی کی پیدائش سے لیکر
[illegible] تک کے مکمل حالات درج کئے گئے ہیں۔ خاندان نقشبندیہ کے مخفی وظائف و اشغال، حضور خواجہ کی اولاد [illegible] آپ کے خلفاء [illegible]
[illegible] ہے۔ آپ کے ملفوظات بھی درج کئے گئے ہیں۔ اردو میں اس سے پیشتر کوئی مستند کتاب آپ کے حالات میں شائع نہیں ہوئی تھی
[illegible] لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ ضخامت ۱۲۵ صفحات قیمت صرف ۸ روپے

## قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

"مصباح الفرقان" اردو میں سب سے پہلی
کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ
اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں معنی، تیسرے میں لفظوں
سے متعلق ضروری تشریح اس کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج
کی گئی ہیں مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے
ہیں۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ الفاظ قرآن کی تشریح و ترجمہ کے سلسلے میں اردو زبان میں ابتک ایسی کوئی
کتاب شائع نہیں ہوئی۔ قیمت رعایتی [illegible]

## تفسیر [illegible] کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی کاغذ گلیز
[illegible] مدلل [illegible]
[illegible] تفسیر ہے [illegible] قرآن بھی [illegible] اس سے بہتر اور [illegible]
[illegible] مشکل [illegible] ہو گیا ہے [illegible] جدید [illegible]
اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ قیمت ہدیہ ہوتی ہے۔ اگر
قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگا لیجئے۔
قیمت سات روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ [illegible]

## فردوس آسیہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن میرا قرن ہے اسلام نے جو شاندار ترقی قرون اولی میں طے کیے وہ دوسرے قرنوں میں اس شدومد سے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولی فردوس آسیہ ملاحظہ فرمایئے اس تاریخ میں پیدائش رسالت مآب سے لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات معہ ترقی اسلام فتوحات اسلامی بڑی تفصیل [illegible] نظام حکومت بالتفصیل درج ہیں آخر میں حضرت امام حسن و امام حسین کی سوانح [illegible]

## فارسی بول چال

[illegible] کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب فارسی بول چال ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی سے ہم فارسی کے اعلی ڈگری یافتہ فاضل حضرات [illegible] بعض فارسی نصابات کو اردو میں ڈھالا ہے ترجمہ [illegible] الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس [illegible] کی تعداد [illegible] ہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط [illegible] [illegible] تعزیت نامہ وغیرہ کے نمونے اردو [illegible]

## کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی دیکھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھایئے دو مہینہ میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آجاتا جو بوڑھے طلب بچپنے میں قرآن کی نعمت سے محروم رہے انکو کلید قرآن پڑھایئے دو مہینے میں [illegible] پڑھنے پر عبور ہو جائیگا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعوی ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینے میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے

قیمت [illegible] روپیہ کے دس

## قرآن ایک معجزانہ کتاب ہے

حقائق و معرفت فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور [illegible] کتاب جو علامہ ابو البصیر صاحب آزاد مفتی [illegible] سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تعلیم [illegible] آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق [illegible] رہنماؤں کے تبصرے سربراہان [illegible] کے منکرین کلام الٰہی کا اس بات کو تسلیم کرنا قرآن کے منزل من اللہ ہونے [illegible] تاہو نے پر سرکتا [illegible] اشاعت قرآن کی پوری تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے بہترین ہے سفید چکنا کاغذ قیمت ۶

## [illegible] معاشرت

مایہ ناز انشا پرداز کے قلم [illegible] کا بہترین مجموعہ افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی اصلی تصویر ہے افسانہ کے پیرایہ میں [illegible] کو نہایت موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے کاغذ لکھائی چھپائی [illegible] ضخامت [illegible] صفحے باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف [illegible] آنے رکھی ہے لیجیے

[illegible]

## [illegible] معلم

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ [illegible] سمجھ کر پڑھے [illegible] جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھے اگر معانی نہیں معلوم ہیں تب [illegible] معلوم ہو جاتیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس کی ابتدا میں صرف و نحو ہی چھڑائی جاتی ہیں جن میں عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ بغیر کسی [illegible] تھوڑے تامل سے ایک ایک سبق روزانہ پڑھ کر تین مہینہ میں وہ کلمہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے اور اس کے بعد نماز میں کیسی پرکیف ہوتی ہے اس کا اندازہ کیجیے قیمت صرف ۸

## شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں [illegible] ساتھ شائع ہوئیں لیکن اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح [illegible] گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات زندگی فراہم کیے گئے ہیں اور ہر رباعی سکت میں عمر خیام کی حیات معہ رباعیوں کی شرح نہایت روح پرور [illegible] ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریبا ایک درجن رباعیوں کو مصور کیا گیا ہے جو اردو میں پہلی چیز ہے قیمت صرف ۶

## فن خطابت

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپکی گفتگو لوگوں کو مسخر کرنے کی قوت نہیں رکھتی، اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب فن خطابت کا مطالعہ کیجیے اور اسکی ہدایات پر عمل کیجیے اور پھر دیکھیے کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ علم سمجھے جائیں گے آپکی گفتگو میں نہایت درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی اور ہزاروں کے مجمع میں آپ تقریر کر سکیں گے۔ قیمت صرف ۸

## اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبار پڑھنے سے عاری ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں، جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے، انکو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیے تاکہ وہ [illegible] مدرسوں میں جو بچے کلیوں پر چلنا اور کاروبار میں جو کمزور ہو جاتیں اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا نہایت طول طویل ہے اسلئے آپ یہ کتاب منگا لیجیے جو اپنے انداز تعلیم میں بالکل اچھوتی ہے تین حصے ہیں اور تینوں یکجا قیمت [illegible]

## سائیں انکھیاں کھڑیاں [illegible] ایک جہال

اگر یا گیروں سے اس دو سے کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب [illegible]

آہ مظلوم پڑھیے بدنصیب عورتوں کی [illegible] ناک زندگی کا خونچکاں منظر [illegible] کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کیلئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں امکان نہیں مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ یہ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے قیمت ۸

## وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظین اور دو واعظوں کیلئے نہایت کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کر دینے والی اس کا ایک ایک بیان ایسا مکمل ہے جس کو کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے [illegible] کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے اول مناسب [illegible] سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ معہ حوالہ کتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام اور اکابر بزرگان ملت کی اس کے متعلق طرز حیات حکایتوں اور واقعات کی صورت میں بیان ہوئے ہیں۔ ایک ہزار صفحات کی بڑی تقطیع کی بہت مشہور کتاب ہے قیمت للعہ

## قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا یہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین یا چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدارس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی۔ مصنف کا دعوی ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف ۲ مہینے میں بچہ قرآن [illegible]

## شب عروسی باتصویر

[illegible] شب عروسی کی سب باتیں [illegible] شادی کے وقت عموماً [illegible] جاتا ہے اگر آپ [illegible] کو ایسے موقع پر کوئی بہترین [illegible] ہیں تو صرف یہ کتاب [illegible] عروسی اصلی کتاب زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل انسانیت کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا [illegible] ایک کامیاب قدم ہوگا انسان کی یہ [illegible] ہمیشہ قرار رہے گی۔ قیمت صرف [illegible] روپیہ جو من کے منافع پر سودہ [illegible]

## عورت باتصویر

پھولوں کی سیج پر حسن کی تیاریاں دیکھنے سے پہلے مجسٹر [illegible] کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف [illegible] اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ عورت پڑھیں۔ اس کتاب میں یورپ امریکہ [illegible] صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت میں نسوانی زندگی کا فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی فطرت کی زینت [illegible] کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بھی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو ۲۰۰ کے قریب رنگین عکسی فوٹو ہیں اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت دو روپے

## دوشیزہ کی ڈائری باتصویر

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کن [illegible] [illegible] چاہتی ہے شادی کے بعد اس کیلئے کن [illegible] [illegible] جاتی ہے اور دوشیزہ کی بہترین زندگی [illegible] [illegible] کا جواب آپ کو دوشیزہ کی ڈائری میں ملے گا [illegible] [illegible] جذبات کی تصویر کھینچی گئی ہے فوٹو بلاک کی چار [illegible] حسین و جمیل تصویروں نے کتاب کی زینت میں اضافہ کر دیا ہے۔ قیمت دو روپے۔

## سہاگن کا سہاگ

سات [illegible] [illegible] [illegible] سب کچھ ہے جو [illegible] [illegible] تک حالات [illegible] کی خاص [illegible] عروسی کی داستانیں [illegible] بہترین پوشیدہ راز [illegible] کتاب سہاگن کا سہاگ دنیا کے صنفیات میں [illegible] کتاب ہے جس کو [illegible] [illegible] میں سات دلہنوں نے بیان کیا ہے [illegible] [illegible] کتاب ہے۔ بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں قیمت ایک روپیہ۔

## ضبط تولید (برتھ کنٹرول) باتصویر

عورت کا شباب [illegible] اسی وقت تک [illegible] ہے جبکہ اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز [illegible] اولاد کی کثرت سے [illegible] حسن کے باغ و جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کیلئے انکی پرورش سوہان روح ہو جاتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز [illegible] کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے عورت کی زندگی کی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی [illegible] کے ساتھ اولاد کی پیدائش تمہارے اختیار کی ہوگی قیمت ایک روپیہ

## عورت سے لطف باتصویر

حاصل کرنے کیلئے [illegible] یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے [illegible] تک کی تمام کیفیات [illegible] درج ہیں یہ کتاب [illegible] مشرقی و مغربی کتابوں کا عطر ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور [illegible] جس میں تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں [illegible] تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر [illegible] اردو میں آج تک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد وہ تجربات ہو جائیں گے جو [illegible] سال تک ہونا ناممکن ہیں قیمت [illegible]

## گھر کا مولوی

یہ پانسو صفحہ کی وعظ کی بے نظیر کتاب جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتب [illegible] ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص و حسد عجب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بیگانی بخل، ظلم، غصہ، غمازی، زنا، لواطت غرضکہ ترتیب وار علیحدہ علیحدہ انسانی کے متعلق مواعظ اور زندگی میں ہیزاری طرح انوار الٰہی و برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے دلچسپ وعظ ہیں اگر اس کتاب کے [illegible] اپنے محلہ یا قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت ڈیڑھ روپیہ [illegible]

## [illegible]

کیا ہوتا ہے، یہ ایک سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ [illegible] فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت، عبادت سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا پرواز حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار و مقربین، بد اعتقاد بری روحیں سجین، کفار کی روح، سوال و جواب منکرین، عالم [illegible] عذاب و ثواب، قبر کا عذاب اور دوسرے حصہ میں حالات عجیب ہیں جو اولیاء اللہ نے بعد وفات بتائے ہیں قیمت [illegible]

## زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک [illegible] نہیں ہو سکتا جب تک [illegible] کے گہوارہ بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں [illegible] مکمل باورچی خانہ [illegible] جس میں قدیم امراء و شرفاء دہلی کے تمام [illegible] کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج [illegible] باورچی خانہ کا دوسرا [illegible] دسترخوان بھی شامل کر دیا ہے اچھی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ چکنا ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت [illegible]

## شریر لڑکی

ماں باپ کیلئے دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی شیطانی ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیز داری سلیقہ شعاری آجاتی ہے اتنی عجیب کتاب ہے کہ کتاب کو ایک مرتبہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا سفید چکنا کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت آٹھ آنے

## پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جاتے اس گھر کا اطمینان اور سکون دائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کیلئے [illegible] پاس نسخہ کیمیا ہے، [illegible] رہتی ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھائیے جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت [illegible]

## تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو عورت کی جہالت سے برباد ہیں۔ عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے، [illegible] خاندانی عورتوں کے جنکی مائیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے [illegible] سکتیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں، ہمیں یقین ہے آپ کے گھر کا کایا پلٹ سکتی ہے اور بہتر ہے آپ کتاب تعلیم خانہ داری منگا کر اپنی بیوی کے مطالعہ سے گزار دیجئے۔

## اسلام کا اقتصادی نظام

اس کتاب میں اسلام کے پیش کئے ہوئے اصول و قوانین کی روشنی میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ دنیا کے تمام اقتصادی نظاموں میں صرف اسلام کا نظام ... ہی ایسا نظام ہے جس نے ... سرمایہ کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کا راستہ پیدا کیا ہے۔ سوشلزم ... اسلام پر پہلی اور آخری کتاب ہے کتابت طباعت کاغذ اعلیٰ قیمت مجلد سنہری ... غیر مجلد ...

## سوشلزم کی بنیادی حقیقت

اشتراکیت کی بنیادی حقیقت سے متعلق "پروفیسر کارل ڈیل" کی ... تقریر جو پہلی بار اردو میں منتقل کیا گیا ہے اور حسن کے ساتھ ... رفتار ترقی کے متعلق ... اردو زبان میں سوشلزم پر سب سے پہلی صحیح کتاب ہے ضخامت ... صفحہ۔ بہترین کتابت و طباعت قیمت ... مجلد ...

## اسلام اور ... احکام

... مذہب ... تعلق کی ... آرائیوں اور ہنگامہ خیزیوں کے ... اسلام کے پرسکون ... اور اخلاقی نظام کو ایک خاص متصوفانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے اور تعلیم اسلام کی جامعیت پر بحث کرتے ہوئے ... کی ترقی یافتہ ذہنیت کی ... زبان اسلامی تعلیمات ہی کے ... مجلد ... غیر مجلد ...

## ... فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت ہے ... سے ... تک جتنے حقوق و فرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں۔ ان سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم و احادیث صحیحہ اور دلائل قطعیہ سے اس کتاب میں ہے یہ ... کی تمام مستند کتابوں کے ... کا نچوڑ ہے۔ عربی کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی ہے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ... صفحات قیمت ...

## دہلی میں

حضرت لقمان الملک حکیم نابینا صاحب انصاری مرحوم کے شاگرد رشید حکیم چودھری عبدالسلام خاں مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ خطرناک امراض کے خاص ماہر ہیں۔ ضرورت مند حضرات کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ حکیم صاحب موصوف سے فائدہ اٹھائیں۔

پتہ: مطب حکیم چودھری عبدالسلام خاں صاحب چتلی قبر پہاڑی راجان دہلی

## ... معجون

کھانے کو ہضم کرنے ... پیٹ میں سے گندہ ریاحوں کو ... رنگ کو سرخ کرنے والی دنیا میں بے مثل گولیاں ہیں۔ اس ہندوستانی ایجاد نے جرمن سائنس کو مات کر دیا ... بوقت ضرورت ... آب حیات کا کام دیتی ... گولی کی قیمت ایک ...

پتہ:

مطب حکیم چودھری عبدالسلام خاں شاگرد حکیم نابینا صاحب انصاری مرحوم پھاٹک پہاڑی راجان چتلی قبر دہلی

## مکمل حکیم ڈاکٹر بنو

طبی کالجوں کی سرتاج، قدیم مسلمہ یونیورسٹی سے مطابق قانون معتبر سند ... طب یونانی ... ہومیو پیتھک، دندان سازی معمولی فیس پر بذریعہ ڈاک حاصل کریں۔ سند یافتگان کے نام کے ساتھ لقب ڈاکٹر حکیم و سندات لکھ سکتے ہیں اور مطب کر سکتے ہیں۔ قواعد مفت

رجسٹرار ہومیو یونیورسٹی، شہر سیالکوٹ

## ... شاہان تغلق

... مولانا اکبر شاہ خاں صاحب ... آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے ... آئینہ حقیقت نما کے نام سے ... درج ہو چکی ہے۔ یہ حصہ شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اس زمانہ میں ہندوؤں کو ... باتیں ... اور دین الٰہی ... دلکش مناظر اس عہد میں ... مولانا اکبر شاہ خاں کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے۔ قیمت ...

## ... سعادت (اردو)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی دینی و دنیاوی برکتوں کا مجموعہ دل کو ایسا دھلا دیتی ہے کہ غفلت اور غرور کی ذرا بھی میل باقی نہیں ... تصنیف ... اور روحانیت کا خزانہ ہے۔

بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ... صفحے ... مجلد ... غیر ... محصول الگ۔

## متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ... انچ ضخامت ... صفحے کاغذ سفید ولایتی تارہ ... کا بہت اچھی صحت خاص ... پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا۔ دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا۔ حاشیہ تمام تفاسیر کا ... اردو میں۔ شروع میں ... باب کا ... دیا ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی کامل ... قیمت صرف ... رجسٹری منگائیں ... پہنچیگا۔

## لطیف تفسیر القرآن بلا ترجمہ

کتابت کا ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب ہی گویا اتنی ہی تقطیع میں غلیہ چودہ سطریں ہیں کاغذ بہت مضبوط اور سفید چھپائی خوب سیاہ سرورق نہایت خوش نما۔ بچوں اور عورتوں اور ضعیف ... کیلئے خصوصیت سے مفید مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے۔ مجلد بہت مضبوط قیمت ...

# بڑے پیر کی گیارھویں

حیاتِ اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہتر اور سب سے بڑی سوانح عمری ہے، جس میں حضور غوث پاک کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کیلئے محافل گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب ہے۔ آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول

حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے؟ انھوں نے آکر کیا کیا؟

[illegible] معلومات کو حاصل کرنے کے لئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانح عمری ہم سے طلب کیجئے، جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ ان کی تردید ناممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، سائز ۲۲×۲۹ سفید چکنا کاغذ، ضخامت ۲۷۲ صفحہ، قیمت عہ، فہرست مضامین ملاحظہ

## اوراد و وظائف مخدوم

جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے، اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جاتے ہیں، انسان ہر طرح مجبور ہو کر بیٹھ جاتا ہے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جاتی ہیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ فقرا کی کرامات اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے قیمت ۱ر

## دینی معلومات

یہ ۲۴۰ صفحے کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا بیان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق آداب معاشرت، بیع و شرعی لباس، شکار، دیوانی و فوجداری دینی قوانین۔ زراعت، تجارت، صنعت، حکومت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت ایک روپیہ چار آنہ

## تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا ہر قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ مہربات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے اور یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کا دیباچہ نفس رسالت پر بھی بہت عجیب بحث ہے قیمت ۸ر

## تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، رعیت کا ہو، چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر اس میں جو لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں۔ احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا۔ آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے ایک معمولی بات ہے۔ ہزارہا فرد ہو چکی ہے۔ قیمت ۸ر

## مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویذات لاثانی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب تھانوی حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی سے کون واقف نہیں ہے۔ آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو امراض کی فہرست عملیات کی وضاحت ہے۔ مقدمات کی جیت ہے مکان آسیب زدہ ہے حب کے وظیفہ میں تسخیر کے نقش میں ۱۲۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۷ر

## فالنامہ ناصری

پہلا ایڈیشن ۸۰ صفحات کا تھا لیکن نیا ایڈیشن ۱۲۰ صفحہ کا ہے، اس میں علم قیافہ کا اضافہ کیا ہے ہر کام شروع کرنے سے پہلے حسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعۃ الانبیاء، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے۔ یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اس میں ایسے نقشے ملتے ہیں جو کسی دوسرے فالنامہ میں نہیں قیمت ۸ر

## بہشتی زیور کامل مجلد

کامل مجلد ہے۔ یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے۔ اس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف ب ت اور کچھ عقائد (۲) وضو، طہارت اور نماز کے مسائل (۳) زکوٰۃ، حج قربانی (۴) طلاق، نکاح، ولی، مہر، عدت وغیرہ (۵) معاملات، حقوق، معاشرت، زوجین (۶) اصلاحات باطن، تہذیب اخلاق (۷) اصلاح الرسوم مروجہ شادی و غمی (۸) نیک بیبیوں کی حکایتیں (۹) ضروری اور مجرب علاج (۱۰) دنیاوی ہدایتیں (۱۱) مردوں کیلئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت ۹۶۰ صفحات۔

قیمت مجلد دو روپے (۲ر)

## کریم اللغات

فارسی زبان کے پانچ ہزار الفاظ کی سستی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور آپ کی بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولتے بھی ہیں ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے، اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے اتنی بڑی بات کیلئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینے میں آپ کی بول چال اور تقریر نہایت موزوں ہو جائیگی قیمت ۱۲ر

## تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی طرز جدید کی شاہکار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر دور کے مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے۔ اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قرآن میں بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں لاکھوں نسخ ہیں، اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے، اتنی سستی اور قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں۔ بیشوا اسلامی دو رنگی تقطیع کے ۱۲۰۰ صفحے ہیں۔ جلی قلم اعلیٰ لکھائی چھپائی۔ قیمت مجلد ۷ر

## تفسیر عزیزی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی مقبول عام تفسیر جو عرصہ سے نایاب تھی، حال ہی میں زر کثیر صرف کر کے تیار کی گئی ہے جس کی تین جلدیں ہیں۔ پوری تفسیر سورۂ بقر قیمت عہ؍ر دوسری جلد تبارک الذی عہ؍ تیسری جلد تفسیر پارہ عم قیمت عہ؍ تفسیر کا سائز تیسرا ہے دو رنگا ہے بہت مانگ ہے، جلدی طلب کریں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا

پڑیگا۔ مع محصول قیمت عمراعہ

## سعیدی ڈکشنری

(۲۵ ہزار الفاظ) اردو کا مکمل لغت جس میں ۳۳۴۰ عربی الفاظ ۵۵۴۰ فارسی ۱۷ ترکی عبرانی یونانی وغیرہ ۱۲۲۵ اردو ۳۵۹۲ ہندی ۵۰ سنسکرت ۲۲۶۵ انگریزی ۶۹۴۵ محاورات ۱۰۷۵ قانونی اصطلاحات ۲۰۰ روزمرہ کے اردو فارسی فقرے ۱۱۰۷ اردو کے مرادف انگریزی کے محاورات ۱۶۱ سیاسی اخباری عدالتی علمی مذہبی و متفرق اصطلاحات بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں۔ ۱۳۵۰ صفحات قیمت چار روپے علاوہ محصول

## تاریخ اسلام کامل

بعثت رسولؐ سے لیکر ترکوں کی جدید حکومت تک (۱) اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پیشتر سے لیکر وفات رسولؐ تک پورے حالات درج ہیں ۲۹۶ صفحہ (۲) اس میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں جو فتوحات اسلام ہوئیں ۵۱۸ صفحے (۳) اس میں خلفائے بنی امیہ کے عہد حکومت اور شہادت الامین کا مفصل تذکرہ ہے ۱۲۴ صفحات (۴) اس میں خلفائے بنی عباس کے تمام و کمال حالات ہیں مع تاریخ دور فتح اسلام (۵) اس میں سلطنت عثمانیہ ترکی کے پورے حالات ۴۲۰ صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک پیداوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد - دہلی

# پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو باسلوب تبلیغ
واشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن　دو روپے
ادنیٰ ایڈیشن　ایک روپیہ
ممالک غیر سے جن میں برما بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن　۵ شلنگ
ادنیٰ ایڈیشن　۳ شلنگ

جلد ۱۸ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۶۰ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۸

# شذرات

(عزیز حسن بقائی)

## کاغذ کی ہولناک گرانی

کاغذ گراں سے گراں تر اور اب آخر میں تقریباً ناپید ہو رہا ہے کاغذ کی قیمت دو گنی، سہ گنی، چہار گنی کے بعد اب پانچ گنی تک پہنچ گئی ہے، حکومت کاغذ کی اس خوفناک گرانی کا انتظام کرنے سے عاجز رہی، وہ نہ باہر سے مال منگوا کر اس گرانی کو دور کر سکی، نہ اسٹاکسٹ کو زیادہ نفع لینے سے روک سکی، اور نہ ہندوستانی ملوں کو صرف کاغذ بنانے کے لئے کوئی آرڈیننس جاری کر سکی، جس کا لازمی نتیجہ اخبارات و رسائل کی موت ہے۔

پیشوا کسی سرمایہ دار جماعت کا رسالہ نہ پہلے تھا، نہ اب ہے، نہ آئندہ ہوگا۔ اس کا سرمایہ غریب خریداروں کی جد و جہد اور اس کے بے نوا مالک کی کبھی نہ تھکنے والی محنت ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے خریدار صاحبان نے اپنی قوت عمل کو گرانی کاغذ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیز تر کرنے کی بجائے مفلوج کر دیا ہے، اور میں بڑھاپے کے ضعف اور مسلسل و بکثرت کام کی وجہ سے لب گور پہنچ گیا ہوں۔ قیمت بڑھانا نہیں چاہتا۔ کسی پارٹی کا لیبل لگانا نہیں چاہتا، سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ یا رسالہ بند کر دوں یا خریدار صاحبان اپنی قوت عمل سے ہر مہینے اتنے نئے خریدار فراہم کر دیں کہ "گرانی کے الاؤنس" سے مجھے نجات مل جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ گذشتہ کئی ماہ سے نئے خریداروں کی رفتار دھیمی ہی نہیں بلکہ معدوم ہے۔

پس اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا غیر ضروری پرچہ ہے، اور اس سے دین اور ملت کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی، تو پھر صاف صاف مجھے لکھ دیجئے۔ اگر کثرت رائے یہ ہوئی کہ پیشوا کو بند کر دیا جائے، تو میں ایک منٹ کا توقف نہیں کروں گا، پیشوا کو فوراً بند کر دوں گا۔ اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا مسلمانوں کے لئے مفید ہے، تو مجھے نہ صرف یہ لکھیئے کہ پیشوا جاری رکھا جائے، بلکہ میری اس درخواست کو اسی وقت قبول کیجئے کہ پیشوا کیلئے نئے خریدار فراہم کیجئے، تاکہ نئے حلقہ میں کتابیں فروخت ہوں، اور پیشوا کا نقصان اس سے پورا کیا جا سکے۔

امید ہے کہ میری اس درخواست پر تمام خریدار صاحبان آج ہی عمل شروع کر دیں گے۔

## مقاصد جنگ کا اعلان

وسط اگست کا اہم اور محیر العقول واقعہ صدر جمہوریہ امریکہ اور وزیر اعظم انگلستان کی ملاقات ہے، جو ایسی پراسرار طریقہ سے عمل میں آئی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی، اس ملاقات میں کیا طے ہوا، یہ کسی کو نہیں معلوم اور نہ معلوم ہو سکتا ہے، لیکن اس ملاقات کے بعد جو اعلان ہوا، اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱- برطانیہ اور امریکہ اپنی حدود مملکت میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے۔
۲- تمام قوموں کا حق آزادی تسلیم کرتے ہیں۔
۳- جو قومیں حکومت خود اختیاری سے جبراً محروم کی گئی ہیں ان کی آزادی کے لئے کوشش۔
۴- تمام ممالک خواہ ان کی نوعیت غالب کی ہو یا مغلوب کی، مساوی طریقہ سے "اقتصادی و تجارتی" معاملات میں حصہ دار ہوں گے۔
۵- نازی مظالم کے خاتمہ کے بعد ایک ایسا دائمی امن جس سے

... بقائی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے کمال سنہری پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ حریت جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

تمام قومیں اپنی سرحدوں کے اندر حفاظت سے رہ سکیں۔

(۶) عام اقوام کی آزادی کے تحفظ کے لئے ایک وسیع تر غیر مسلح کر دینے کا سسٹم۔

(۷) سماجی تحفظ اور مزدوروں کے لئے بہتر معیار اور اتحادِ عمل کا حصول۔

اگرچہ یہ مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ کے بیان کے الفاظ نہیں ہیں، لیکن کم سے کم الفاظ میں ان کے مشترکہ بیان کا خلاصہ یہی ہے، اور جہاں تک ہم نے غور کیا ہے امریکہ اور برطانیہ نے اپنے مقاصد جنگ اور اقوام کی آزادی کے لئے بہترین دستاویز اور جمہوریتوں کے لئے اعلیٰ ترین عہدنامہ پیش کیا ہے، جو یقیناً قابل تعریف ہے، لیکن اس بیان میں اس برّ اعظم کی آزادی کے متعلق ایک لفظ نہیں ہے، جس کی آبادی چالیس کروڑ ہے، اور جس نے گذشتہ جنگ عظیم میں مسٹر ولسن سابق صدر جمہوریہ امریکہ کے چودہ اصول اقوام عالم کی آزادی کے متعلق سُنے اور فریب کھایا، وہی پوزیشن اس وقت دوسری جنگ عظیم میں انتہائی امداد دینے کے بعد ہندوستان کی ہے اس اعلان میں سب کچھ ہے، لیکن نہیں ہے تو اس مظلوم اور بے کس ملک کے لئے کوئی امید کا ہلکا سا پیغام، جس سے غلامی کی زنجیریں ڈھیلی کی جا سکیں۔

مقاصد جنگ کی توضیح پر یہ بیان گاندھی جی کے اس مطالبہ کو پورا کرتا ہے جو انہوں نے مقاصد جنگ پر ہز ایکسی لینسی وائسرائے سے اپنے مشہور خط میں سول نافرمانی شروع کرنے سے پہلے کیا تھا۔ البتہ گاندھی جی کے عدم تشدد اور غیر مسلح ہونے کی تحریک کے اصول کسی حد تک چھٹے پیراگراف میں تسلیم کر لئے گئے ہیں۔ ہم حکومت کی مشکلات سے فائدہ اٹھانے کے حامی نہیں ہیں۔ تاہم تمام ہندوستان کا متحدہ مطالبہ ہے کہ بعد از جنگ ہندوستان کو آسٹریلیا اور کنیڈا کی قسم کی آزادی دینے کا وعدہ فوراً کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کا جمود فوراً ختم ہو جائے گا، اور صدر جمہوریہ امریکہ اور مسٹر چرچل کے اس اعلان کا وزن زیادہ سے زیادہ ہو جائے گا۔

## امام جی کا ستارہ زحل میں

امام جی (سید احمد) کیلئے یہی مصیبت کیا کم تھی کہ ہندوستان کے دو درجن سے زائد اخبارات نے گذشتہ چالیس سال کا حساب طلب کیا، اور ان کی امامت اور تولیت کو علماء ہند نے متفقہ طور سے ناجائز قرار دیا، اور ان کو مسلمانوں کے سب سے بڑے غدار کے نام سے مخاطب کیا اور متعدد مرتبہ ان کو جامع مسجد سے نکالا، اور ان کے پیچھے نماز ان کے جہل، غداری اور ان کی غیر شرعی امامت کی وجہ سے انکار کیا، لیکن اس بے حیائی اور ڈھٹائی کا کوئی ٹھکانا نہیں کہ حکام رسی کی دھونس سے یہ امامت اور تولیت سے اسی طرح چمٹے ہوئے ہیں، جس طرح کتے کو چچڑی چمٹ جاتی ہے، بہرحال اس وقت ان کے لئے یہ مصیبت ہی کیا کم تھی کہ ان کے بوڑھے اور پوتی سخت علیل ہیں، اور اسی حالت میں اخبارات کی آواز اعلیٰ حضرت حضور نظام کے کانوں میں پہنچی، اور سلطان العلوم کے ایماء پر اعلیٰ حضرت کے وزیر امور مذہبی و انصاف عزیز الملت مولوی سید عبدالعزیز صاحب گذشتہ ہفتہ دہلی تشریف لائے، اور ان کے آنے کی خبر سُنکر امام جی مصوری پہاڑ پر تشریف لیگئے، کیا یہ سفر محاسبہ کے خوف سے تھا؟ عزیز الملت کے ساتھ معائنہ کے لئے منتظمہ کمیٹی کا نہ کوئی سکرٹری آیا اور نہ ممبر، بلکہ ان کی تذلیل کے لئے مسجد کے منشی کو ساتھ کر دیا، جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی ذمہ دارانہ تحقیقات کے لئے منشی اپنی غیر ذمہ دارانہ پوزیشن سے نہ فائدہ اٹھائے، اور منتظمہ کمیٹی کے یہ شیرازی قالین محفوظ رہیں، کہا جاتا ہے کہ ارکان کمیشن کو حساب دکھانے سے گریز کیا گیا، ارکان کمیشن نے دیکھا ہوگا کہ جامع مسجد جیسی عظیم الشان مسجد میں، کینڈل پاور کی بتیوں کی ٹمٹماتی روشنی اور ناکافی مرمت، اور ناکافی صفائی اور بجلی کے پنکھوں کا فٹنگ نہ ہونا، اور ناکافی فرش اور شامیانے، اور پینے کے لئے گرم پانی اور نمازیوں کی آسائش کا مطلق خیال نہ کرنا امام جی کی تولیت اور امامت کے اس شاہکار کی، اس تحقیقات کے بہتر نتائج مرتب ہونگے اور لوکل گورنمنٹ خواہ مخواہ مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف امام جی کی حمایت کے لئے سامنے نہ آئے گی۔

## ریاستوں میں قانون کی حکومت ہے

والیان ریاست کی کانفرنس کے صدر جام نگر کے راجہ صاحب ہیں، جنہوں نے بمبئی میں سر اکبر حیدری کی بے ضرورت قصیدہ خوانی کرتے ہوئے فرمایا کہ "ریاستوں میں قانون کی حکومت ہے"۔

ہم ہز ہائی نس کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ سوائے دو چار ترقی یافتہ ریاستوں کے کسی ایک ریاست کا نام لے کر اعلان کریں کہ وہاں قانون کی حکومت ہے، تو پھر ہم ان کو بتائیں گے کہ ریاستوں میں قانون کے نام پر کیسے شرمناک مظالم ہو رہے ہیں، اور والیان ریاست ہز امپیریل مجسٹی سے بھی زیادہ اختیارات اپنی رعایا پر رکھتے ہیں، اور رعایا کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے ذاتی آسائش اور عیاشی اور بدچلنی پر خرچ کی جاتی ہے۔ اور اس قانون کی نام نہاد حکومت میں رعایا کی کتنی بہو بیٹیاں ایسی ہیں کہ خوب صورت ہونے کے جرم میں اغوا کی گئیں، اور کتنے ٹیکس ایسے ہیں کہ ناجائز ہونے کے باوجود وصول

[illegible] رہے ہیں۔

اگر ہز ہائی نس ناراض نہ ہوں تو ہم خود ان سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی ریاست میں کس قسم کے قانون کی حکومت ہے، اور مسلمان جو ان کی ریاست میں کافی تعداد میں آباد ہیں، ان پر کس قانون کی حکومت ہے؟ اور ہز ہائی نس کی رعایا اس نام نہاد قانون کی حکومت سے کس حد تک مطمئن ہے؟

ہز ہائی نس جام صاحب کا فرض ہے کہ وہ پبلک مفاد کے لئے پریس کے ان تمام اعتراضات کے جوابات دیں، جو ان کی اس غیر مدبرانہ تقریر پر کئے گئے ہیں۔

## "بخاری اینڈ سنز"

مسٹر پطرس بخاری جو لاہور میں پروفیسر بخاری تھے، اور جو براڈکاسٹنگ کے فن سے واقف نہ ہونے کے باوجود اس مقولہ کے مصداق کہ "کرسی سب سکھا دیتی ہے" اس وقت آل انڈیا براڈکاسٹنگ کے کنٹرولر ہیں، اور چونکہ استاد میں اور شاگرد میں باپ بیٹے کی مانند رشتہ ہوتا ہے، اس لئے آل انڈیا ریڈیو کی تمام شاخوں میں بزرگ باپ نے ریڈیو کے کاروبار میں اپنے تمام نالائق پنجابی شاگردوں کی بھرتی کر دی ہے، جس پر ریڈیو کے محکمہ کی بجائے "بخاری اینڈ سنز" کا بورڈ نہایت موزوں ہوگا۔

بخاری صاحب کے یہ لاڈلے رنگروٹ کچھ ایسے برخود غلط ہیں کہ جاہل ہونے کے باوجود اپنے تئیں پڑھے لکھوں میں شمار کرتے ہیں۔ ان میں صوبائی تعصب اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ ان کو نفریہ کرنے والے آرٹسٹ حتیٰ کہ چپراسی تک راوی سے ورے کے ملتے ہی نہیں، ان کیلئے دہلی اور یو پی کے ہندو مسلمان اچھوت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے دلی اور یو پی والے آٹے میں نمک کی مانند ہیں، بخاری کے ان نالائق شاگردوں نے پہلے تو اخبار نویسوں کے خلاف لکھا پھر دہلی کی معاشرت کا مذاق اڑایا۔ سچ ہے حق نمک اسی کا نام ہے۔

چوپایوں میں مینڈھے کی یہ خاصیت ہے کہ وہ دانہ کھلانے والے کا شکریہ ٹکر مار کر ادا کرتا ہے، یہی حالت بخاری کی اس پنجابی ٹولی کی ہے جس کے ممبر شاگرد اور رشتہ دار ہیں کھیپ پنجاب سے بخاری اس لئے بھر کر لائے ہیں کہ شریف کی پگڑی پر ہاتھ ڈالیں، اور اپنے لفنگ پن اور شہدپن سے ان لوگوں کو متاثر کریں جو ان کے ان داتا ہیں، اور ٹیکس دے کر ان کی تنخواہیں ادا کرتے ہیں۔

محکمہ ریڈیو کی شکایات اب اس درجہ پر پہنچ گئی ہیں کہ اس سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ لہذا ضرورت ہے کہ ممبر رسل و رسائل ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ ان تمام الزامات کی تحقیقات کرائیں جو بخاری اینڈ سنز پر لگائے جا رہے ہیں، ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ حکومت رائے عامہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی، اور اس نے بخاری صاحب کو پنجابی "ریڈیائی رنگروٹ" بھرتی کرنے اور ہندوستان بھر میں پروگرام براڈکاسٹ کرنے، اقربا نوازی اور دوست پروری کے لئے تمام اختیارات دے رکھے ہیں۔

اخبارات میں جس زور شور سے کارکنان ریڈیو کے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے، اس سے اس محکمہ کے کارکنوں کی "لیاقت" اور اس محکمہ کی "ہردلعزیزی" پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

## شاعر اعظم کی وفات

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور جو اس غلام اور بے کس ملک کے مشترکہ سرمایہ تھے، اور ہندو مسلم اتحاد کے پیکر عمل اور استقلال وطن کے بہت بڑے داعی تھے، افسوس ہے کہ، اگست کو بارہ بجکر ۲ منٹ پر ان کا انتقال ہو گیا۔ اور اس غلام ملک کا ایک نامور فرزند جو اس کی مظلومی کا مرثیہ بیرونی دنیا کو سناتا تھا، دست قدرت کے زبردست ہاتھ نے ہندوستان سے چھین لیا۔

شاعر اعظم کی شخصیت ایک اہم بین الاقوامی شخصیت تھی، وہ اپنے سلجھے ہوئے سیاسی خیالات اور اپنے قدیم مشرقی پیغام اور اپنی اعلیٰ درجے کی فسانہ نگاری اور بہترین نظموں کی وجہ سے مشاہیر عالم میں شمار کئے جاتے تھے، ان کی تصانیف میں "گیتان جلی" کو وہی درجہ حاصل ہے، جو ہندوستان کی کسی الہامی کتاب کو ہو سکتا ہے، اور اسی کتاب پر ان کو نوبل پرائز ملا تھا۔

دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ تھا، جہاں ان کے مداح اور دوستوں کا وسیع حلقہ نہ ہو، اور دنیا کی کوئی مشہور ہستی ایسی نہ تھی، جس سے ان کے ذاتی تعلقات نہ ہوں۔ ان سب کے باوجود وہ مخلص دوست تھے، ایثار پیشہ مجاہد وطن تھے، اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ غیر متعصب اور انتہائی شریف انسان تھے، جو افسوس ہے کہ ہندو قوم میں ناپید ہوتے جا رہے ہیں، انہوں نے متعدد مرتبہ پیشوا کے رسول نمبر کے ذریعہ مسلمانوں کے آقا اور مولا تاجدار دو عالم حضور انور (روحی فداہ) کو وہ خراج عقیدت پیش کیا جو ایک مسلمان ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ منادی اور انقلاب میں جو تبصرے اور توازن علامہ اقبالؒ کی شاعری پر شائع ہوئے ہیں وہ کسی نوعیت سے بھی مفید نہیں ہیں۔ اقبال سے شاعر اعظم کو برتر ثابت کرنے کی جو غیر پسندیدہ کوشش کی گئی ہے، اس سے اقبالؒ کو کوئی فائدہ نہیں

پہنچ سکتا ، اور جس قوم نے اقبالؒ کی زندگی میں اس کی فاقہ کشی کی پروا نہ کی اور مرنے کے بعد اس کے مزار پر دس ہزار روپے لگا کر مقبرہ بنانا ضروری سمجھا ، اس کے منہ سے اقبالؒ کی تعریف اس وقت کچھ زیب نہیں دیتی۔

بہرحال ہمیں شاعر اعظم کی وفات پر ان کے متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔

## عجیب قوم کا عجیب مطالبہ

سکھوں کی دلچسپ قوم جس کو انگلستان کے مرحوم وزیر اعظم مسٹر رومزے میکڈانلڈ نے ایک "دلچسپ قوم" کا خطاب دیا ہے کافی سے زیادہ دلچسپی کا ثبوت دیتی رہتی ہے۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں سکھوں کی تعداد چالیس لاکھ کے قریب ہے ، اور یہ قوم پنجاب میں ۱۴ فیصدی ہونے کے باوجود مسلمانوں کی حق تلفی کرکے ۳۰ فیصدی ملازمتوں اور نمائندگیوں پر قابض ہے۔ لیکن وائسرائے کی توسیعی ایگزیکٹیو کونسل میں پنجاب کے ۵۶ فیصدی مسلمانوں کو ایک نشست ملنے پر چراغ پا ہے ، چنانچہ ۱۰ اگست کو امرتسر میں سکھوں کی ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پنجاب کے سکھ ممبران سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بحیثیت پارٹی کے مستعفی ہو کر اپوزیشن کا ساتھ دیں ، ممکن ہے اسی مطالبہ میں سکھوں کی بہبودی مدنظر ہو جس کا کسی صاحب عقل و خرد انسان کو خیال بھی نہیں آسکتا۔ لیکن اس کانفرنس میں سردار بہادر بیساکھا سنگھ صاحب نے ایک بہت ہی دلچسپ پنجابی ضرب المثل بیان فرمائی۔

"کھان پین نوں بھیو باندری تے ڈانگاں کھان نوں ریچھ"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقوق کے لئے قربانیاں تو کریں ہندو اور سکھ اور فائدہ اٹھاتے ہیں مسلمان۔

سردار بہادر کے اس پنجابی شاہکار پر سوائے اس کے کہ ایک قہقہہ لگا لیا جائے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ ان بیچاروں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ فوج میں مسلمانوں کا تناسب ۶۰ فیصدی ہے باقی ۴۰ فیصدی میں سکھ ، مرہٹہ ، ہندو ، راجپوت اور دیگر اقوام ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ۶۰ فیصدی مسلمانوں کے مقابلہ میں ملک کی حفاظت کے لئے زیادہ قربانیوں سکھوں نے کیں یا راجپوتوں مرہٹوں اور ہندوؤں کی دوسری شاخوں نے کیں۔ ان چالیس فیصدی میں دیسی عیسائی ، اینگلو انڈین ، یورپین اور پارسی اقوام بھی شامل ہیں ، اور اگر اسی طرح سکھوں کے تیرہ فیصدی تناسب آبادی کے بقیہ اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے ، تو وائسرائے کی کونسل کیا ہوگی بھان متی کا کنبہ ہوگا۔

افسوس ہے کہ سکھوں نے ایسے وقت میں جبکہ لڑائی ہندوستان کی سرحد کے قریب پہنچ گئی ہے ، اور حکومت اپنی تمام توجہ اس لڑائی کو کامیابی کے ساتھ ختم کرنے پر مبذول کر رہی ہے ، ایک بے تکا جھگڑا شروع کر دیا ہے ، جس کو معقول حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ سکھ اور ہندو ایک ہی قوم ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندو اپنی سیٹوں میں سے ایک سیٹ سکھوں کو دے کر یہ ثابت کریں کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنا چاہتے۔

## اعلیٰ حضرت کی توہین

ریاست اخبار کے اصلی اور حقیقی ایڈیٹر مسٹر دیوان سنگھ کو جعلی نوٹ بنانے اور چلانے کے جرم میں ابتدائی عدالت سے قید ہو چکی ہے ، لیکن ریاست اخبار کی پالیسی کا جہاں تک تعلق ہے اس میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

ریاست کا ڈکلریشن ایک مسلمان کے نام کا ہے ، اور ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں؟ کیا تعلیم ہے؟ سماج میں ان کی کیا پوزیشن ہے ، لیکن اتنا ہمیں معلوم ہے کہ وہ شاعر نہیں ہیں ، لیکن یہ کتنی دلچسپ بات ہے کہ دنیا کے تمام مسائل کو چھوڑ کر ان کو اعلیٰ حضرت حضور نظام کی شاعری کی فکر ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی دل آزاری اور اعلیٰ حضرت کی توہین کے لئے اعلیٰ حضرت کی شاعری پر اس غیر شاعر نے ۲۸ جولائی کے ریاست میں نہایت بدتہذیبی سے تبصرہ کیا ہے ، جس کو مسلمانوں میں نفرت اور حقارت سے دیکھا گیا ہے۔

## حیدرآباد کی صدارت عظمیٰ

نامزد نیشنل گورنمنٹ میں سر اکبر حیدری کو چونکہ محکمہ اطلاعات عامہ کا وزیر کر دیا گیا ہے ، اس لئے حیدرآباد کی صدارت عظمیٰ پر نواب صاحب چھتاری کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔

اگرچہ حیدرآباد کی ہندو مسلمان عزیز الملت مولوی عبدالعزیز صاحب صدر المہام امور مذہبی و وزیر عدل کو رعایا چاہتی تھی اور چونکہ عزیز ملت نے حیدرآباد میں بہت جلد اپنی کارگزاری ، اپنے اخلاص ، اپنی وفاداری ، اپنی مستعدی اور فرض شناسی سے وہ پوزیشن حاصل کر لی ہے جو صرف مرحوم مہاراجہ سرکشن پرشاد کو حاصل تھی ، اس لئے توقع کی جاتی تھی کہ مولوی عبدالعزیز صاحب جن کو اعلیٰ حضرت حضور نظام اور رعایائے دکن کا کلی اعتماد حاصل ہے ، صدر اعظم مقرر ہوں گے ، لیکن چونکہ شملہ کے خداؤں

کا رجحان نواب صاحب چھتاری کی طرف تھا۔ اس لئے نواب صاحب چھتاری حیدر آباد کے وزیر اعظم مقرر ہوتے۔

توقع کی جاتی ہے کہ نواب صاحب چھتاری کا دور سر اکبر حیدری کے دور سے نسبتاً بہتر ہوگا، اور سر اکبر حیدری نے جو طریقہ اختیار کئے تھے، اور جس طرح حیدر آباد کے روپے کو اپنے ذاتی پروپگنڈے پر بے دردی سے خرچ کیا، اور جس طرح اعلیٰ حضرت کا نمک کھا کر ان کے دل و دماغ کی نکلی ہوئی اسکیموں کو اپنا کر اعلیٰ حضرت کو اپنے بعد رکھنے کی گستاخانہ جرأت کی، اس سے نواب صاحب چھتاری سبق لیں گے، اور اب جبکہ ان کا تقرر صدارت عظمیٰ پر ہوگیا ہے تو ان کے سامنے اپنے آقائے ولی نعمت کی وفاداری اور رعایائے دکن کی فلاح کا مقصد ہونا چاہیئے، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دکن میں کوئی دوسرا انقلاب رونما ہو۔

## ایک مقدس رات اور مسلمان

شعبان کا مہینہ شروع ہوگیا۔ مسلمانوں کے آقا و مولا ایک مہینہ پہلے (رجب) سے عبادت شروع کر دیتے تھے۔ اور ۱۵ شعبان کو جب خداوند قدوس کی بارگاہ میں اس کے بندوں کا سال بھر کا اعمال نامہ پیش ہوتا ہے، اور خود ذات باری کا آسمان دنیا پر نزول و اجلال ہوتا ہے، اور کمال رحمت و شفقت سے حق جل مجدہ فرماتے ہیں کہ مانگ میرے بندے مجھ سے میں دوں گا۔ اسی شعبان کی اس مقدس رات کو حضور انور معصوم ہونے کے باوجود اس کثرت سے عبادت فرماتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے، اور اسی پر آپ کی امت کا عمل تھا کہ وہ مسلمان تھے، اور مسلمان اپنے نبی کریم کا اتباع کیا کرتے ہیں، لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۰

لیکن آج نام کا مسلمان اس متبرک رات میں اپنے بر... نت کو بڑی دلیری سے ترک کرتا ہے، اور ہندوؤں کے اوتار سری رام چندر جی کی آمد متھرا کی نقل اتارنے کے لئے اپنے مولا کا خیر مقدم آگ اور دھوئیں سے کرتا ہے، نیا دلیتا و یا حسرتا! آتش بازی چھوڑتا ہے، اپنی کمائی کو آگ لگاتا ہے، اپنی تندرستی کو خطرہ میں ڈالتا ہے، اپنے پڑوسی مسلمان کو ایذا پہنچاتا ہے، جس سے ناراضی پر جنت کے دروازے بند کرنے کا صحیح احادیث میں تذکرہ ہے۔ اللہ اللہ! یہ ہے حقیقی مسلمان اور نام کے مسلمان کا فرق۔

آج مالی اعتبار سے مسلمانوں کا جو پوزیشن ہے، اس سے کسی صاحب عقل کو انکار نہیں، جتنی مسلمانوں کو کفایت شعاری کی ضرورت ہے، اتنی دنیا کی کسی پست سے پست قوم کو بھی ضرورت نہیں، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ یہ قوم اپنے مستقبل سے آنکھیں بند کر کے تباہی کے ایسے گڑھے میں گرتی چلی جا رہی ہے جس کی کوئی تھاہ ہی نہیں۔

اگر دس کروڑ مسلمانوں میں ایک کروڑ مسلمانوں نے ایک روپیہ فی کس کے حساب سے اپنی کمائی کو آگ لگائی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک کروڑ روپیہ ہر سال اس مفلس قوم کا آگ اور دھوئیں کی نذر ہوا، جس کے افلاس کی وجہ سے ہزار ہا قومی ضرورتیں رکی رہتی ہیں۔

اگر یہ آتش بازی کا ایک کروڑ روپیہ سالانہ جمع کیا جائے، تو ہر سال ایک نئی یونیورسٹی، متعدد کپڑے کے مل کھل سکتے ہیں، جس سے مسلمانوں کی بیکاری رفع ہوسکتی ہے۔ لیکن کرے کون؟ مسلم لیگ جو مسلمانوں کی حماقت سے اس وقت مسلمانوں پر سب سے زیادہ اثر رکھتی ہے، اس کو آپس کے جھگڑوں، کانگریسی مسلمانوں پر تہمت تراشیوں سے فرصت ہو تو یہ کام اس کے کرنے کا تھا۔

اسی پندرہ شعبان کو ہندوؤں کے "کناگت" کی تقلید میں حلوا بناتے ہیں، اور لاکھوں روپیہ اس "حلوا خوری" پر بلا ضرورت برباد کر دیتے ہیں۔ اگر ذرا سی کوشش کی جائے تو اس لاکھوں روپیے کے فضول خرچ کو بڑی آسانی سے روکا جا سکتا ہے، اور اس طرح مسلمانوں کی ہزار ہا قومی ضرورتیں اس "ترک حلوا خوری" سے پوری کی جا سکتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کرے کون؟

جس طرح قرن اول میں یہودی نو مسلموں نے اسرائیلی روایات و مراسم کو اسلامی تعلیم ظاہر کر کے، اسلام کے پاکیزہ خدوخال کو تباہ و برباد کیا، اسی طرح ہندوستان میں نو مسلم اقوام نے اپنے مذہبی مراسم کو قبول اسلام کے بعد بھی ترک نہ کیا، اور جاہل و احمق مسلمانوں نے ان غیر اسلامی مراسم کو عین اسلام سمجھا۔ اور اسلام کے مقدس چہرے پر ایسے سیاہ داغ لگائے کہ باوجود کوشش کے یہ دھل نہ سکے۔

غور تو فرمایئے کہ دیوالی سے مسلمانوں کو کوئی نسبت ہے؟

لیکن شب برات کے نام پر "اسلامی دیوالی" منائی جاتی ہے۔ اسلام میں "کناگتوں" کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ لیکن حلوے کے نام پر "اسلامی کناگت" منائے جاتے ہیں۔ اور آہ ثم آہ کہ آج اسی کا نام اسلام اور اسلامی مراسم رکھا گیا ہے جن کو اسلام سے دور کی نسبت بھی نہیں۔

تم نے کسی قوم کو اپنی موت کے کاغذ پر خود دستخط کرتے نہ دیکھا ہوگا، لیکن اس نیلگوں آسمان کے نیچے ایک احمق اور مفلس اور جاہل قوم مسلمان آباد ہے، جو اپنی اسی قسم کی مشرکانہ رسوم کے پیچھے اپنے زیور رہن رکھتا ہے، اپنی جائدادیں فروخت کر کے اپنی اقتصادی غلامی اور موت کے محضر پر اپنے قلم سے دستخط کر دیتی ہے۔ اور اس طرح اس ملک میں اپنے انجام سے لاپروا ہے۔

جس زمانہ میں خداوند عزوجل مسلمانوں سے خوش تھے، اور

حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اس زمانہ میں اس قسم کی فضول خرچی سے آنکھیں بند کی جاسکتی تھیں، مگر جو قوم دہلی کا تاج محل اور دہلی کا لال قلعہ اور جامع مسجد بیچ کر کھا چکی ہو، اب اس کے پاس رہ گیا ہے جس کو وہ بیچنا چاہتی ہے؟

تم اگر درس عبرت حاصل کرنا چاہتے ہو، تو ۱ شعبان سے ۱۵ شعبان تک ہندو بنیوں اور ہندو آتش بازوں کی دکانوں پر چلے جاؤ، اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ ان مشرکانہ اور قطعی غیر اسلامی مراسم کی ادائیگی کو نماز اور حج سے زیادہ فرض سمجھنے والے نام نہاد مسلمان زیور، کپڑے، برتن رہن رکھ کر، سودی قرض لیکر انجام دینے کی "سعادت" حاصل کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علمائے اسلام اور لیڈران کرام کو اگر اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانے سے فرصت ہوتی تو یہ قوم آج ایسی برباد نہ ہوتی لیکن یہ دونوں جماعتیں جانتی ہیں کہ اگر غریب مسلمان بیدار ہوگیا تو پھر ہمارا حشر کیا ہوگا؟ اس لئے وہ اس زہر کو پینے سے مسلمانوں کو روکنا اپنے کاروبار کے لئے غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو ان کا "سیزن" ہے۔

اب میرے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ میں ان غریب مسلمانوں ہی سے اپیل کروں، جن کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں، جن کو نہیں معلوم کہ ان کی جہالت اور فضول خرچی نے تباہی کے کیسے گہرے غار میں انکو دھکیل دیا ہے خدا کے لئے اپنی بربادی کے لئے اتنی تیز رفتاری سے نہ دوڑو۔ یہ اس لئے کہ بربادی تو تمہارے مقدر میں لکھی جاچکی ہے، لیکن آہستہ چلنے سے ممکن ہے کہ راستہ کچھ دیر میں طے ہو، اور تمہاری آنے والی نسلوں کو ترک اسلام میں کچھ دیر لگے۔

غریب بھائیو! ہر شہر اور قصبہ میں اپنی غریب برادری کی کمیٹیاں بناؤ، اور سب سے حلف لے لو کہ نہ آتش بازی چھوڑیں گے اور نہ قرض لے کر حلوا بنائیں گے، اور جو گمراہ مسلمان برادری کے فیصلے کے خلاف جائے، جس طرح تم اس کو آگ میں سے نکالنا ضروری سمجھتے ہو، اسی طرح ان مشرکانہ مراسم سے بچانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہوئے برادری کی طاقت سے اس کو روک دو۔

نیز اس حالت میں مقامی حکام کا بھی فرض ہے کہ وہ آتش بازی کے انسداد پر اس طرح متوجہ ہوں جس طرح ستی کی نامعقول رسم کو انہوں نے قانون کے ذریعہ روک کر انسانی ہلاکت کو روکا۔ ستی میں تو ایک جان ضائع ہوتی تھی، اس آتش بازی میں تو کنبے کے کنبے افلاس میں مبتلا ہو کر فاقہ کشی تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس آگ خواہ اپنے گھر میں لگائی جائے خواہ دوسرے گھر میں لگانے کا اس کا ارادہ ہو، وہ سب جرم ہے، اور قابل دست اندازی پولیس جرم ہے۔

## اکھنڈ بھارت کا جواب علیؓ دل

ہندوستان کی انتہائی بدنصیبی ہے کہ مسٹر منشی سابق وزیر بمبئی جو کانگریس کے بہت پرانے لیڈر تھے کانگریس سے مستعفی ہوگئے۔ اور ایک انتہائی فرقہ وارانہ تحریک "اکھاڑے" "اکھنڈ بھارت" کے نام شروع کر رہے ہیں، اور تعجب ہے کہ حکومت ان کی اس خلاف امن و اتحاد تحریک کی کوئی روک تھام نہیں کرتی۔

مسٹر منشی کی یہ قابل ملامت تحریک اگرچہ پاکستان کا جواب ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں جیسی بہادر قوم اس سے متاثر ہو رہی ہے، اور اس کے مقابلہ میں "علی دل" قائم کرنے کی تجاویز سامنے آرہی ہیں۔

اپنی جسمانی طاقت کی بحالی کوئی جرم نہیں ہے، اور اس کیلئے ورزش گاہ، اکھاڑے ہونے ضروری ہیں، لیکن اگر اس تحریک کو دوسرے فرقے کو آزار پہنچانے کے لئے شروع کیا جائے، تو یہ جرم بھی ہے، اور ملک کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑا روڑا بھی ہے۔

ہندوؤں کی فرقہ پرستانہ تحریکات سے مسلمانوں کا متاثر ہونا مسلمانوں کی فطری بہادری کے لئے افسوسناک ہے۔ لیکن وہ اپنی حفاظت کے لئے علیؓ دل کے نام پر ہر ضلع اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں اگر مسلمان اکھاڑے کھولیں، اور صحت قائم رکھنے کے لئے ورزش گاہیں قائم کریں تو یہ بہت ہی مفید ہوگا۔

بہت ممکن ہے کہ پاکستان اور اکھنڈ بھارت کی فرقہ وارانہ تحریک سے مسلمان اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کرلیں، اور ورزش گاہوں کے قیام سے وہ اپنی جسمانی طاقت اتنی بڑھالیں کہ کسی کو ان پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو۔ اور اگر کوئی احمق جماعت ایسی گستاخانہ جرأت کرے تو اس کا سر کچل دینے کی طاقت ہو۔

## حضور سرور عالمؐ کی توہین

دہلی میونسپل کمیٹی کے مڈل اسکول (جامع مسجد) کے ہیڈ ماسٹر مسٹر جیالال ایم اے بی ٹی نے ہندو مسلمان بچوں کو سبق پڑھاتے ہوئے حسب ذیل الفاظ کہے:۔

"حضرت محمدؐ نے ۱۹ لڑائیاں لڑیں، دوسرے ملک سے اپنے ملک کو روپیہ لانے کیلئے وہ ڈاکو تھے، اور حضرت علیؓ نے بھی ان کا ساتھ دیا"

تعجب ہے کہ پیغمبر اسلام اور ان کے بھائی (حضرت علیؓ) کی اس توہین پر حکومت دہلی نے پندرہ دن گذر جانے پر بھی کوئی مقدمہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ

# احکام القرآن

(ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

فقہاء اسلام نے رضاعت کے سلسلہ میں بعض عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، یہ بحث چونکہ طویل ہے، اس لئے یہاں لکھنا مناسب نہیں، کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

رضاعت کی کیفیت میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے امام شافعی رح کہتے ہیں، پانچ گھونٹ دودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہوگی۔ ایک دو مرتبہ دودھ چوسنا رضاعت کا ثبوت نہیں۔ علماء احناف کہتے ہیں کہ مدت رضاعت میں ایک دو گھونٹ دودھ کا پینا رضاعت کے ثبوت کیلئے کافی ہے۔

اور تین عورتیں مصاہرۃ یعنی تعلق نکاح سے حرام ہیں یعنی بیویوں کی مائیں، بیویوں کی وہ بیٹیاں جو دوسرے شوہر سے ہوں، اور صلبی بیٹوں کی بیویاں بیویوں کی مائیں تو صرف نکاح کرنے ہی سے حرام ہو جاتی ہیں، خواہ بیویوں سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور بیویوں کی وہ بیٹیاں جو دوسرے شوہر سے ہوں، اس وقت حرام ہو جاتی ہیں جبکہ ان کی ماؤں سے جماع کر لیا جائے، اگر ماؤں سے جماع نہیں کیا ہے اور جماع سے پہلے وہ مر گئی ہیں یا انکو طلاق دیدی ہے تو انکی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے اور صلبی بیٹوں کی قید سے یہ مراد ہے کہ متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے جبکہ وہ مر جائے یا طلاق دیدے، باپ کو نکاح کر لینا جائز ہے، جیسا کہ حضور صلعم نے اپنے متبنیٰ بیٹے زید بن حارثہ کی بیوی سے ان کے طلاق دیدینے کے بعد نکاح کیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک اور مسئلہ یہ رہ گیا کہ بیوی کے اس بیٹے کی بیوی سے جو دوسرے شوہر سے ہو، نکاح جائز ہے یا نہیں۔ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز ہے، اور شرعاً اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

نکاح کے سبب چوتھی عورت وہ حرام ہے، جس سے باپ نے نکاح کیا ہو، یعنی سوتیلی ماں، اس کا ذکر چونکہ پہلی آیت میں کیا جا چکا ہے، اس لئے علیحدہ بیان کی ضرورت نہ تھی۔

اور ایک عورت جمع کی حیثیت سے حرام ہے، یعنی دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا۔ یہ بہنیں خواہ نکاح کے ذریعہ جمع کی جائیں یا دونوں لونڈیاں ہوں۔ جمع اختین کی بھی متعدد صورتیں ہیں یعنی پھوپھی، بھتیجی، خالہ، بھانجی وغیرہ، ان کی تشریح کتب فقہ میں دیکھ لی جائے۔

اور ایک عورت وہ حرام ہے جو دوسرے شخص کے نکاح میں ہو، اس عورت کو خداوند تعالیٰ نے محصنہ کہا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نکاحی عورت نے اپنی شرمگاہ کو نکاح کر کے محفوظ کر لیا ہے، اب وہ کسی دوسرے شخص کے لئے حلال نہیں ہے، جب تک کہ شوہر سے اس کا تعلق رہے۔ البتہ وہ شوہردار لونڈیاں حلال ہیں جو جنگ میں ہاتھ آئیں، اور ان کے شوہر وطن میں رہ جائیں، ان کے حلال ہونے کی وجہ مقامات کا بُعد ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی اگر لونڈی کا نکاح مالک نے کسی دوسرے شخص سے کر دیا ہے تو وہ لونڈی حلال نہ ہوگی۔ امام شافعی رح کہتے ہیں کہ اگر لونڈیوں کے شوہر بھی گرفتار ہو کر آ جائیں اور دارالاسلام میں موجود ہوں تب بھی ان سے جماع حلال ہے۔ اس لئے کہ ان کی حلت کی وجہ قید اور غلامی ہے۔ بُعد و اختلاف مقام نہیں۔

## (۷۷) حلال عورتوں اور ان کی حلت کے اسباب کا بیان

| | |
|---|---|
| واحل لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاٰتوهن اجورهن فریضة ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به من بعد الفریضة ان الله کان علیما حکیما ٥ | (جن عورتوں کا ذکر اوپر ہوا ہے) ان کے سوا اور تمام عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ بشرطیکہ مال (مہر) سے ان کی طلب گاری کرو اور پاک دامنی سے ان کو روکنا مقصود ہو مستی نکالنا نہ ہو۔ اور جن عورتوں سے تم لطف نکاح اٹھا چکو، ان کے مہر مقرر دے ڈالو۔ مہر مقرر ہو جانے کے بعد اگر تم دونوں آپس کی رضامندی سے کوئی مقدار ٹھہرا لو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اللہ بیشک خبردار ہے اور سب کام حکمت سے کرتا ہے۔ |

تفسیر:- ان عورتوں کا ذکر کر کے جو نسب [illegible] کے سبب حرام ہیں، ان عورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو حلال ہیں، اور ساتھ ہی

ان ضروری امور کو بتایا جاتا ہے، جن کا جاننا اس سلسلہ میں لازمی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جن عورتوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، ان کے سوا تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں، لیکن چار شرطوں کے ساتھ ایک تو یہ کہ مرد یا عورت میں سے کوئی اپنی زوج کا طلبگار ہو۔ طلبگاری سے مراد یہاں ایجاب و قبول ہے۔ یعنی مرد عورت کا طالب ہو تو دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کی شرط کو پورا کرے، اسی طرح عورت مرد کی طلبگار ہو تو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول سے مرد کو اپنا شوہر بنائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ عورت کا مہر دینا قبول کرو، یعنی مرد و عورت میں سے جب دونوں نکاح پر آمادہ ہو جائیں تو مرد ایجاب و قبول میں مہر کو بھی شامل کرے، خواہ فوراً مہر کو ادا کردے یا بیوی کی رضامندی سے نکاح کے بعد ادا کرے، تیسری شرط یہ ہے کہ نکاح سے مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ بیوی کو وہ اپنی زندگی میں شامل کرکے اپنے پاس رکھے گا اور بجز کسی خاص ناگوار واہم واقعہ کے رونما ہوئے بغیر اس کو علیحدہ نہ کرے گا، یعنی نکاح سے مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ عورت کو اپنی بیوی بنا کر رکھے گا، اور وہ اس کی زندگی میں برابر شریک رہے گی، اور اس کو اس وقت تک علیحدہ نہ کیا جائے گا جب تک عزت و حرمت یا شریعت کے خلاف اس سے کوئی حرکت وقوع میں نہ آئے۔ اس شرط سے متعہ یا وقتی نکاح یا معاوضہ پر زنا کی تمام صورتیں خارج ہوگئیں، جو ناجائز و ممنوع ہیں۔ چنانچہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ نکاح سے مقصود مستی نکالنا نہ ہو یعنی زناکاری یا وقتی نکاح۔ بلکہ نکاح سے مقصود بیوی کو شریک زندگی بنانا اور ہمیشہ گھر میں رکھنا ہو۔ چوتھی شرط کا ذکر اگرچہ اس آیت میں نہیں ہے لیکن دوسری آیات میں اس کا بیان کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ نکاح یا ازدواج سے مقصود مخفی دوستی نہ ہو۔ یعنی باہمی تعلقات ہی اس کا مقصد نہ ہو۔ بلکہ اس کا عام اعلان کیا جائے اور ظاہر کیا جائے کہ ازدواج سے مقصود غیر شرعی تعلق نہیں باقاعدہ نکاح ہے۔ اسی شرط کی بنا پر نکاح اور ایجاب و قبول کے لئے دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔ اگر گواہ نہ ہوں گے ایجاب و قبول درست نہ ہوگا، اور نکاح منعقد نہ ہوگا، بلکہ ایسا ازدواج زنا کے مرادف ہوگا۔

مختصر یہ کہ نکاح مہر کے بغیر درست نہ ہوگا، یعنی مہر ہر حال میں واجب ہوگا، اگرچہ اس کا ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ فقہائے حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ مہر نکاح کے ساتھ ہی واجب ہو جاتا ہے، خواہ اس کو کبھی ادا کیا جائے۔ البتہ نکاح کے بعد اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں اگر نکاح کے بعد بیوی سے جماع کرلیا، یا کم از کم خلوت صحیحہ وقوع میں آگئی تو پورا مہر واجب ہوگا اور اگر جماع یا خلوت صحیحہ وقوع میں آنے سے پہلے میاں بیوی میں سے کوئی مرگیا یا طلاق وقوع میں آگئی تو صرف آدھا مہر دینا واجب ہوگا۔ ایک اور صورت یہ ہے کہ نکاح کے بعد فوراً ہی یا کچھ عرصہ بعد بیوی نے مہر کو معاف کردیا، یا بیوی کی طرف سے کوئی ایسی حرکت وقوع میں آئی جس سے نکاح ٹوٹ گیا تو شوہر کو کچھ نہ دینا پڑے گا۔ امام شافعی رح کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد مہر اس وقت واجب ہوگا جبکہ عورت سے جماع کرلیا جائے۔ اس لئے کہ مہر کو استمتاع سے مقید کیا گیا ہے اور استمتاع (یعنی عورت سے فائدہ اٹھا لینے یا جماع کرلینے کے بعد ہی) واجب ہوگا۔

آیت کے جملے فما استمتعتم کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد تم نے فائدہ اٹھا لیا ہے، یعنی جماع کرلیا ہے یا خلوت صحیحہ وقوع میں آگئی ہے، تم ان کے مہر ان کو ادا کردو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت حلت متعہ سے تعلق رکھتی ہے جس کو خداوند تعالے نے فتح مکہ کے وقت صرف تین دن کے لئے جائز قرار دیا تھا اور پھر حضورؐ کے اس ارشاد سے قیامت تک کے لئے حرام ہوگیا تھا۔

| | |
|---|---|
| یا ایھا الناس انی کنت | لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے |
| امرتکم بالاستمتاع | نفع اٹھانے (یعنی متعہ کرنے) کا |
| من ھذہ الا ان اللہ | حکم دیا تھا اب خداوند تعالی |
| تعالے حرم ذلک الی یوم | نے اس کو قیامت تک کے لئے |
| القیامۃ۔ | حرام قرار دے دیا ہے۔ |

آیت کے جملہ ولا جناح علیکم الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر میاں بیوی تقرر مہر کے بعد کسی بات پر راضی ہو جائیں یعنی مثلاً عورت اپنی خوشی سے مہر کی رقم کو کچھ کم کردے یا مرد اپنی خوشی سے مہر کی رقم میں کچھ بڑھا دے تو اس معاملہ میں دونوں مختار ہیں۔ یہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ البتہ یہ بات گناہ میں داخل ہے کہ مرد مہر میں کچھ کم کردے اور عورت مہر سے زیادہ طلب کرے۔

(باقی آئندہ)

# ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی اخلاقی و معاشرتی اور سیاسی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

تدابر کے معنے ترک کرنا۔ عداوت کا اظہار کرنا اور اعراض کرنا ہے یہ تمام معنی مفہوم کے اعتبار سے تقریباً یکساں ہیں۔ حقر کے معنی ہیں چھوٹا حقیر اور ذلیل سمجھنا۔

**تشریح معانی**:- اس حدیث میں چھ باتوں کی ممانعت اور اخوت کا حکم ہے جن کی تشریح مناسب موقع و وقت یہ ہے۔

**۱۔ بدگمانی سے بچنا**۔ اس موقع پر ظن کے معنی بلا سبب بدگمانی کے ہیں۔ اس قسم کی بدگمانی یقیناً بری ہے، اور اسی سے خداوند تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں منع کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثمہٗ | مومنو! لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے پرہیز کرو بعض حالت میں شک کرنا گناہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ |

ممنوع بدگمانی میں وہ خیالات جو شک و شبہ کے علانیہ مواقع پر پیدا ہوں، شامل نہیں ہیں۔ اور نہ معاملی امور کے متعلق شکوک و شبہات بدگمانی میں داخل ہیں، اور نہ خداوند تعالےٰ کے ساتھ حسن ظن بدگمانی میں شریک ہے۔ البتہ الہیات اور نبوات میں بدگمانی ممنوع و حرام ہے۔ اس لئے کہ وجود الہی اور نبوت یقینی شے ہے اس میں گمان و خیالات کو دخل نہیں۔

بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ احکام میں اجتہاد اور رائے سے عمل ممنوع ہے، اس لئے کہ اجتہاد اور رائے بھی ایک گمان ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ممنوع ظن وہ ہے جو بلا دلیل ہو اور کسی اصل اور تحقیق پر مبنی نہ ہو۔

حضورؐ نے اس ارشاد میں ظن کو اکذب الحدیث (انتہائی جھوٹی بات) بتایا ہے۔ اس پر دو شبہات ہو سکتے ہیں، ایک تو یہ کہ ظن (گمان ہے) حدیث (بات) نہیں، پھر اس کو جھوٹ کیونکر کہا جا سکتا ہے، اور یہ کہ ظن عمل نفسی ہے، زبانی نہیں۔ دوسرا شبہ یہ کہ قصداً ایسا جھوٹ بولنا جس کا سر پیر نہ ہو، اس جھوٹ پر جو گمان پر بولا جائے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ پھر ظن کے جھوٹ کو سب سے بڑا جھوٹ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ ظن حدیث نفسی یعنی خیالی یا ذہنی یا قلبی بات ہے۔ اس کو کذب کے ساتھ اس لئے موصوف کیا گیا ہے کہ وہ واقعہ کے مطابق نہیں ہوتی۔ یا مراد ظن سے وہ کلام ہے جو اس سے پیدا یا ظاہر ہو اور اس اعتبار سے اس کو جھوٹ کہنا ہر حال میں درست ہے۔ دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ ظن کو کذب کہنا اس اعتبار سے ہے کہ وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا اور کوئی بنیاد نہیں رکھتا، یعنی وہ ظن جس پر قطعاً اعتماد نہ ہو اس صورت میں اس کا کذب ظاہر ہے۔

ظن کو اکذب الحدیث اس بنا پر کہا گیا ہے کہ کذب محض سے انسان بہت کم دھوکہ کھاتا ہے اور گمان سے جلد فریب میں آجاتا ہے۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ کذب تو ظاہر و واضح ہے لیکن گمان ایسی چیز ہے جو گمان کرنے والے شخص کے نزدیک کچھ اعتماد رکھتا ہے، گویا وہ اس کی نظر میں قبیح نہیں، اس بنا پر اس کو اکذب کہا گیا۔

**۲۔ تجسّس، ۳۔ تحسّس** } ان دونوں الفاظ کا فرق اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ قرآن مجید میں تجسس سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے، اور اس حدیث میں بھی مراد تجسس اور تحسس سے لوگوں کے عیوب معلوم کرنا، اور جس طریقہ سے ممکن ہو ان کی خفیہ اور راز کی باتوں کو دریافت کرنا ہے، مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ظاہری امور پر نظر رکھیں اور اشخاص کے باطن کو خدا کے حوالے کر دیں۔ البتہ اگر کسی موقع پر تجسس سے کسی دینی فائدہ کی توقع ہو یا کسی فساد میں ابتلا سے اجتناب کا موقع ہو تو تجسس جائز ہے۔ مثلاً کسی ذریعہ سے ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ لوگ کسی جرم کے ارتکاب کا قصد رکھتے ہیں یا چوری کرنا چاہتے ہیں، یا قتل کے درپے ہیں، اس قسم کی صورتوں میں تجسس ممنوع نہیں ہے تاکہ تجسس سے واقعات و حالات یا عزائم پر آگاہی حاصل کر کے ارتکاب جرائم سے ان کو باز رکھا جا سکے، اسی طرح ان مجرموں کا تجسس بھی جائز ہے جو جرم کے ارتکاب کے بعد فرار ہو گئے ہوں۔

**۴۔ حسد نہ کرو**۔ یعنی تم میں سے بعض بعض پر حسد نہ کرے

اور جو نعمتیں خدا نے اپنے بندوں کو مرحمت فرمائی ہیں، خواہ وہ مالی ہوں یا جسمانی ہوں یا اعزاز و جاہ ان کے زوال کی آرزو نہ کرے اس لئے کہ یہ بات مومنین کے اخلاق کے خلاف ہے۔ مومن شخص کی حالت تو یہ ہونی چاہیئے کہ وہ جس چیز یا بات کو اپنے لئے بہتر سمجھتا ہے، اسی کو دوسرے مومن کے لئے پسند کرے۔ خداوند تعالیٰ نے اس قسم کی آرزو کو ممنوع قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض — اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت دے رکھی ہے اس کا ارمان نہ کرو۔

صرف یہی نہیں خدا نے ہم کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا بھی ان الفاظ میں حکم دیا ہے:۔

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفثت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد — اے محمدؐ! تو یوں دعا مانگا کر مخلوقات کے شر سے، شب تار کی ظلمت کے شر سے، گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں کے شر سے، اور حاسد کے حسد کے شر سے میں مالک صبح کی پناہ مانگتا ہوں۔

حسد ہر حال میں مذموم شے ہے، خواہ وہ زوال نعمت کی آرزو کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر کبھی کسی کی دولت و راحت اور اعزاز و جاہ پر نظر پڑے اور دل میں خلش پیدا ہو، تو خود کوشش کرکے اس کو حاصل کرنا چاہیئے اور کوشش کامیاب نہ ہو تو پھر صبر اختیار کرنا چاہیئے، اور خوشحال انسان پر حسد سے بچنا چاہیئے، جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔

ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون ۵ — پرہیزگاروں پر جب شیطان کا وسوسہ پڑتا ہے، تو وہ متنبہ ہو جاتے ہیں، اور گویا راہ صواب دیکھنے لگتے ہیں۔

۵ بغض نہ رکھو۔ حدیث میں بغض سے مراد بغض کے اسباب سے بچنے کے ہیں۔ اس لئے کہ بغض خود بخود پیدا نہیں ہوتا، اول اسباب پیدا ہوتے ہیں، پھر عداوت رونما ہوتی ہے، اور اس کے بعد بغض کا مطلب یہ ہے کہ جو امور کراہت و عداوت پیدا کریں، مسلمان کو ان سے بچنا چاہیئے۔ البتہ بغض کی وہ قسم پسندیدہ ہے جو بغض خدا کیلئے ہو اس لئے کہ اس بغض کا منشا برائی میں ابتلا سے بچنا ہوتا ہے۔ اور اس انسان کو برائیوں سے بچانا مقصود ہوتا ہے جس سے للّٰہی بغض کیا جاتا ہے، اور یہ ایک ایسا شریف احساس ہے جو مومن کی خاص صفت ہے۔

# سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف ناظرین ہمنوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴۱)

## خداوند تعالےٰ مُردوں کے حالات سے زندوں کو آگاہ کرتا رہتا ہے

یہ امر کسی تحقیق و تشریح کا محتاج نہیں ہے کہ مردوں کا اچھے بُرے حالات میں دیکھنا کشف کی ایک قسم ہے، اور اس کشف سے مقصود خداوند تعالےٰ کا یہ ہوتا ہے کہ زندوں کو اس سے عبرت و نصیحت حاصل ہو۔ یا میت کو اس ذریعہ سے کچھ فائدہ پہنچایا جائے مثلاً کسی میت پر قرض ہو یا وہ گنہگار رہو، اور اس کو سخت تکلیف و اذیت میں دکھایا جائے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ میت کے اقارب میت کا قرض ادا کردیں یا اس کے نام سے خیرات کریں۔

مُردوں کو اچھے بُرے حالات میں دیکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ اکثر تو خواب میں ایسا ہوتا ہے اور کبھی بیداری میں بھی۔ آخری صورت اولیاء اللہ کے لئے مخصوص ہے، وہ بیداری میں اپنی اس قوت سے جو خداوند تعالےٰ نے ان کو مرحمت فرمائی ہے مُردوں کے حالات دیکھ لیتے ہیں، اور اس قسم کی کرامتیں بہت سے بزرگوں سے ظہور میں آئی ہیں۔ اس موقع پر ہم صرف ایک بزرگ کی ایک کرامت درج کرتے ہیں، جس سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اسمٰعیل بن محمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے ایک قبرستان کے قریب سے گذرے۔ دیر تک وہ کھڑے روتے رہے اور انتہا درجہ کے رنج و غم میں مبتلا رہے، پھر کچھ دیر بعد ہنسے اور دیر تک ہنستے رہے، جو لوگ آپ کے ساتھ تھے، اس واقعہ سے حیران تھے اور خاموش۔ آخر ایک شخص نے آگے بڑھ کر اسمٰعیل بن محمدؒ سے رونے اور پھر ہنسنے کا سبب دریافت کیا، آپ نے جواب میں فرمایا کہ" اس قبرستان کے مُردوں کی حالت مجھ کو دکھائی گئی (یعنی کشف کے ذریعہ) میں نے دیکھا کہ تمام مُردے عذاب میں مبتلا ہیں، ان کی یہ حالت دیکھ کر مجھ کو بہت رنج ہوا۔ رقت مجھ پر طاری ہوگئی، اور میں دیر تک روتا رہا۔ پھر خداوند بزرگ و برتر کے حضور میں میں نے دعا کی اور عذاب اٹھا لینے کی عاجزی سے درخواست کی، اس درخواست کے جواب میں مجھ کو بتایا گیا کہ" تمہاری دعا ہم نے قبول کرلی" قریب کی ایک قبر سے آواز آئی " اے اسمٰعیل فقیہ! کیا میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جن کے حق میں آپ کی درخواست قبول کرلی گئی ہے، میں فلاں گانے والی عورت ہوں " راوی کا بیان ہے کہ اسمٰعیل فقیہ یہ سُنکر مسکرائے اور کہا " ہاں تو بھی انہیں میں ہے" اس کے بعد میں نے اس گورستان کے گورکن کو بلایا اور پوچھا " یہ کس کی قبر ہے" اس نے بتایا " فلاں گانے والی عورت کی ہے"

(۱۴۲)

## خدا کی قدرتوں کا ایک نمونہ

ایک سالک کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو جو اپنے زمانہ کا مشہور بزرگ تھا، خواب میں دیکھا، وہ اپنے پانوؤں میں جھانجن پہنے ہوئے تھا۔ ان جھانجنوں کی گولائی کے دو حصے تھے، ایک چاندی کا اور دوسرا سونے کا، لیکن یہ دونوں حصے اس قدر پیوستہ تھے کہ نہ تو کوئی جوڑ تھا اور نہ پیوستگی میں کوئی خلا نظر آتا تھا۔ ان جھانجنوں کی ساخت کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ آج تک اس صنعت کی کوئی چیز میری نظر سے گذری تھی۔ پھر میں نے ان بزرگ کو پسندیدہ چال سے چلتے دیکھا اور ان کی رفتار میں جھانجنوں کا حُسن دوبالا ہوگیا۔ صبح کو اٹھ کر میں نے سناروں اور کاریگروں سے جاکر پوچھا کہ کیا وہ اس قسم کے جھانجن تیار کرسکتے ہیں، جن میں سونا اور چاندی دونوں شامل ہوں اور دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ رہیں۔ اس طرح کہ جوڑ دکھائی نہ دے، یا جوڑ کے ذریعہ ان کو پیوستہ نہ کیا جائے مطلب یہ کہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ نظر آئیں اور درمیان میں جوڑ نہ ہو۔ تمام کاریگروں نے اس سے انکار کردیا اور اس طرح کا زیور بنانے کو ناممکن بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خالق قدیر کی صنعت کو مخلوق نہیں بنا سکتی۔

(۱۴۳)

## قیامت سے پہلے ثواب و عذاب کی نوعیت

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، وہ اس لئے مجھ پر غضب ناک تھے کہ میں عرصہ دراز تک وطن سے باہر رہا تھا، اور ان کی قبر کی زیارت کو حاضر نہیں ہوا تھا، ان کے غیض و غضب کی وجہ معلوم کر کے میں نے عرض کیا "ابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ یعقوب علیہ السلام پیغمبر کے بیٹے یوسف علیہ السلام عرصہ دراز تک اپنے باپ سے جدا رہے تھے، اور صبر و استقامت سے دونوں نے جدائی کے زمانہ کو بسر کیا تھا، اسی قسم کے چند اور واقعات پیغمبروں کے میں نے بیان کئے، والد ماجد نے میرا عذر سن کر فرمایا "بیٹا کیا تو ہم کو پیغمبروں سے تشبیہ دیتا ہے"۔ یا یہ فرمایا کہ "کیا ہمارا صبر پیغمبروں کے صبر کے برابر ہو سکتا ہے"؟ راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رجب کے مہینہ کی شروع کی تاریخوں میں جمعہ کی رات کو میں نے والد ماجد کی قبر پر قرآن مجید پڑھا، اور اسی رات کو ان کو خواب میں دیکھا، وہ مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "خداوند تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ پر اپنے فضل سے تین احسان کئے ہیں، ایک تو یہ کہ مجھ کو تجھ سے ملایا ہے"۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے والد نے ایک ہی احسان کا ذکر کیا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی، اور دو احسانوں کا بیان میں نہ سن سکا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ بعض اوقات مونین کی ارواح اپنے مقامات علیین اور سجین سے نکل کر اپنے اجسام میں آتی ہیں جبکہ خداوند تعالےٰ کو منظور ہوتا ہے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور دن کو اور اپنی اپنی قبروں میں بیٹھ کر یہ ارواح بات چیت کرتی ہیں۔ اور جو لوگ نیک و صالح ہیں ان کو راحت و آسائش کا سامان مہیا کیا جاتا ہے اور جو گنہگار ہیں، ان کو عذاب دیا جاتا ہے، اور بعض علماء نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ علیین و سجین کے اندر صرف ارواح کو عذاب و ثواب ملتا ہے، اور قبر میں جسم اور روح دونوں ان کا اثر قبول کرتے ہیں۔ مگر جمعہ کی رات کو اور دن کو بُری ارواح کو عذاب و ثواب نہیں دیا جاتا۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات کو صرف نافرمان اور گنہگار مسلمانوں کو عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے کفار کو نہیں۔ اور اس کے دو سبب ہیں ایک تو یہ کہ کافر ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے مسلمان نہیں۔ اور دوسرے یہ کہ مسلمان جمعہ کی فضیلت اور برکت سے آگاہ ہوتا ہے کافر نہیں۔

عذاب و ثواب جو نشر و حشر اور حساب و کتاب سے پہلے ہوگا، اس میں بڑے اختلافات ہیں، خصوصاً دہریوں اور لامذہبوں نے مطلق عذاب و ثواب سے انکار کیا ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔ قیامت سے پہلے عذاب و ثواب کا مطلب صرف یہ ہے کہ ارواح خبیثہ کو سجین میں رکھا جائے گا، جو اذیت و تکلیف کا مقام ہے اور ارواح طاہرہ کو علیین میں جو آسائش و راحت کا

# ملفوظات باقی باللہ رح

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کے نادر قلمی کتابوں سے اخذ کئے گئے)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۷۶) انسان معبود مطلق کا مظہر ہے

حضرت خواجہ رح نے اپنے ایک مرید کو لکھا ہے کہ مخلوقات (جو معبود) مطلق کے مظہر ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ (مظہر معبود) مطلق کی عین (یعنی اصل ذات) ہیں (یعنی یہ مخلوقات عین ذات مطلق ہیں) بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لون الماء لون انائہ (پانی کا رنگ اس کے برتن کا رنگ ہے۔ یعنی پانی خود کوئی رنگ نہیں رکھتا۔ بلکہ جس برتن میں پانی ہوتا ہے، اس کا رنگ پانی میں نظر آتا ہے) اس کا مطلب یہ ہوا کہ مخلوقات خود کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، ذات مطلق کے افعال وصفات نے ان کے پردہ سے انہیں کے رنگ کے موافق ظہور کیا ہے۔ اس حقیقت کو معلوم کر لینے کے بعد یہ جاننا چاہیئے کہ جو لوگ کامل بصیرت رکھتے ہیں وہ اس اجتماع وکثرت (یعنی ذات مطلق کے نور کے اجتماع اور مخلوقات کی کثرت) میں صرف ذاتِ مطلق ہی کا نور مشاہدہ کرتے ہیں (کسی اور چیز پر ان کی نظر نہیں پڑتی) پھر یہ جاننا چاہیئے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صاحب بصیرت اس طریقہ سے ذات مطلق کا ادراک کر لیتا ہے (یعنی معبود مطلق کی ذات اس کو نظر آجاتی ہے۔ یا وہ معبود مطلق کو پا لیتا ہے) بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب بصیرت ذات مطلق کی ہستی کو ذات مطلق کی ہستی کو ذوق ومحبت اور فنا وہستی کے طور پر معلوم کر لیتے ہیں (یعنی ذوق مشاہدہ جمال اور محبت ذات مطلق کی کشش اور اپنی فنا پذیر ہستی سے مطلق کی بقا کا تصور اس کو ذات مطلق سے آشنا کر دیتا ہے۔ اور وہ ہر مخلوق میں اس کا نور جلوہ گر پاتا ہے) اس کی مثال آئینہ جیسی ہے۔ یعنی اگرچہ آئینہ ایک نہایت صاف وشفاف چیز ہے، لیکن جب تک (اس کے مقابل کوئی چیز نہ آئے یا) اس پر کوئی صورت ظاہر نہ ہو، آئینہ کی ہستی کا ادراک نہیں ہوتا (یہی کیفیت ذات مطلق کی ہے۔ اس [illegible] مثلاً) اگر کوئی عاشق آئینہ کا عاشق ہو تو وہ آئینہ کی ہستی کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ آئینہ کی ہستی کا ادراک ناممکن ہے (البتہ) صورت (مثلاً مخلوق) کے پردہ میں انسان کی بصیرت آئینہ کی شعاع کو دیکھ سکتی ہے (یعنی ذات مطلق کا نور مخلوق کی صورت میں اسی طرح نظر آسکتا ہے جس طرح آئینہ میں خود آئینہ نہیں بلکہ مقابل کی صورت نظر آتی ہے) اور ذاتِ مطلق کا یہ نور سالک کے محبت وشوق کو اتنا بڑھا دیتا ہے، کہ وہ اپنی ہستی کو اس شعاع میں فنا کر دیتا ہے۔ یا اس میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ اس کے سوا اور کسی چیز کو حقیقت نہیں سمجھتا۔ پھر یہ بات بھی معلوم کر لینی چاہیئے کہ اس صورت میں بھی سالک کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ (یعنی مخلوق) کے اندر جو چیز (یعنی ذاتِ مطلق کا نور) نظر آرہا ہے وہ اصل ذات نہیں ہے (یعنی جس طرح آئینہ کے اندر نظر آنے والی صورت صرف ایک عکس ہوتا ہے، آئینہ کے اندر کوئی چیز نہیں ہوتی، اسی طرح ذات مطلق مخلوق کے اندر نہیں ہے۔ صرف اس کا دھندلا سا عکس ہے) مطلب یہ کہ آئینہ (یعنی مخلوق) ایک بے بود نمود ہے، صرف آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ یا اس کی سطح پر کی صورت۔

## (۱۷۷) مظاہر کی تعظیم کرنی چاہیئے

سورۃ والشمس کی تفسیر میں حضرت خواجہ صاحب نے بتایا ہے کہ چاند گرہن کے وقت چونکہ چاند سورج کے بہت قریب ہوتا ہے، اس لیے اس کی مشابہت بارگاہ عزت (یعنی معبود مطلق) کے پردہ نشینوں کے ساتھ زیادہ ظاہر ہوتی ہے چاند کا باطنی حصہ اس وقت سورج کے نور میں غرق ہوتا ہے اور ظاہری حصہ حجاب میں آیا ہوا ہوتا ہے (یعنی جس طرح چاند گرہن کے وقت چاند کا باطنی حصہ سورج میں غرق اور ظاہری حصہ حجاب میں ہوتا ہے، اسی طرح مخلوقات کا باطن، ذات مطلق میں غرق اور ظاہر حجاب میں ہوتا ہے۔ اسی حجاب میں سالک باطن کا نور پا لیتے ہیں، اور اس کے حصول کی

کوشش میں اپنی ہستی کو فنا کر دیتے ہیں)

اس کے بعد خواجہ صاحبؒ نے بتایا ہے کہ مذکورہ بالا تشریح کے بعد قرآن مجید کی آیت والقمر اذا تلٰہا سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں بعض ایسے وجود ہوتے ہیں، جو عظمت و شرافت تو رکھتے ہیں لیکن ان کی عظمت و شرافت سے لوگ واقف نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں انسان کو چاہیئے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے (ممکن ہے جس چیز یا شخص کو وہ حقارت سے دیکھتا ہے، وہ خاص عظمت و شرافت رکھتا ہو)

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے بتایا ہے کہ اسی آیت سے اس امر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح لطف و مہربانی کے مظاہر کی تعظیم کی جاتی ہے (یعنی مثلاً خلیق و متواضع اور مخیر و فیاض، اور ہمدرد و خیر خواہ انسان کی جو خداوند تعالےٰ کی مہربانی کا مظہر ہوتا ہے) اسی طرح قہر کے مظاہر کی بھی تعظیم کرنی چاہیئے (یعنی ذات معبود کے قہری مظاہر کی عظمت بھی ضروری چیز ہے) اس اشارہ میں قہر کے مظاہر سے یہ مراد ہے کہ قہر اس مظہر سے ظاہر ہو۔ یہ مراد نہیں کہ قہر اس پر واقع ہو۔

(۱۷۸)

## ایام بیض کے روزوں کی مصلحت

حضرت خواجہ صاحبؒ نے ہدایات میں بتایا ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہے کہ ایام بیض کی راتیں اور ایام کی راتوں میں اس طرح روشن و ظاہر ہیں جس طرح مخلوقات میں خدا کا نور ظاہر و روشن ہے ان راتوں (یعنی ایام بیض کی راتوں) میں آفتاب پورے طور پر ماہتاب میں ظاہر ہوتا ہے (یعنی سورج کی پوری روشنی چاند میں ظاہر ہوتی ہے)

اور ماہتاب (یعنی چاند) کے نور کو خداوند تعالےٰ نے اپنا نور بتایا ہے یا مطلق نور کو اپنے نور کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض　　خداوند تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

وجعل القمر فیھن نوراً　　اور چاند کو ان میں نور بنایا ہے۔

اس بنا پر ایام بیض حق تعالےٰ کے نور کا مظہر ہیں اور ان کی عظمت ضروری ہے۔ اسی مصلحت سے ایام بیض کے روزوں کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "ایام بیض کے روزے تمہارے روزے نہیں ہیں، بلکہ دہر (زمانہ) کے روزے ہیں، اور دہر اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ

لاتسبوا الدھر فان اللّٰہ ھوالدھر　　دہر (زمانہ) کو برا نہ کہو دہر اللہ ہی کا ہے۔

اس تمام بحث کا منشا یہ ہے کہ انسان چاند کی مانند ہے، اور چاند کی روشنی کے مانند ہے، اور حق تعالےٰ جو نور کے ساتھ چاند میں ظاہر ہیں، سورج کی مانند ہیں، اس واسطے حدیث میں روزہ کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ

الصوم لی　　روزہ میری مانند ہے

یعنی روزہ رکھنے میں انسان کے اندر صمدانیت کی صفت پیدا ہوتی ہے، یعنی جس طرح خداوند تعالےٰ غذا وغیرہ سے پاک و صاف ہوتا ہے اسی طرح انسان روزہ کی حالت میں غذا سے پاک صاف ہوتا ہے۔ یہ بات بھی جاننی ضروری ہے کہ روزہ میں کچھ نہ کھانا ... اس سے اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ صمدیت کی صفت اے اللہ تیرے لئے مخصوص ہے، جب تک میں کسی قائم رکھنے والی چیز (مثلاً غذا یا غذا رکھنے) کا سہارا نہ لوں، اس صفت میں داخل نہیں ہو سکتا یہ گویا اپنے عجز کا اظہار ہے۔ (باقی)

# شرح دیوان حافظ

(از معاون مدیر)

زلف آشفتہ و خوی کردہ و خنداں لب و مست
پیرہن چاک و غزل خواں و صراحی در دست

ترجمہ :- زلف پریشان کئے ہوئے، پسینہ بہاتے ہوئے ہنستا ہوا اور مست، کپڑوں کو پھاڑے ہوئے، غزل پڑھتا ہوا اور صراحی ہاتھ میں لئے ہوئے۔

تشریح :- اس غزل کے چار ابتدائی شعر قطع بند ہیں، یعنی ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اول چاروں شعر درج کرکے ان کا ترجمہ لکھتے ہیں اور پھر تشریح کریں گے۔

نرگسش عربدہ جوی و لبش افسوس کناں
نیم شب مست بہ بالین من آمد و بنشست

ترجمہ :- اس کی نرگس کی مانند آنکھیں جنگ کا بہانہ ڈھونڈنے والی تھیں اور لبوں پر افسوس تھا۔ آدھی رات کو مستی کی حالت میں میرے سرہانے آگیا اور بیٹھ گیا۔

تشریح :- یعنی اوپر کے شعروں میں جو کیفیت بیان کی گئی ہے، ان کیفیتوں میں مست و سرشار معشوق آدھی رات کو میرے پاس آیا اور میرے سرہانے بیٹھ گیا۔

سر فرا گوش من آورد و بآواز حزیں
گفت کای عاشق شوریدۂ من خوابت ہست

ترجمہ :- میرے سرہانے بیٹھ کر معشوق نے اپنا سر یعنی منہ میرے کان سے لگایا، اور غمگین آواز میں کہا کہ اے میرے دیوانے عاشق تو سو رہا ہے۔

عاشقی را کہ چنیں بادۂ شبگیر دہند
کافر عشق بود گر نشود بادہ پرست

ترجمہ :- جب عاشق کو کہ پچھلی رات کو ایسی شراب دی جائے وہ عشق و محبت کا منکر ہے اگر شراب خوری نہ کرے۔

تشریح :- ان اشعار میں خاصانِ خدا کی کیفیت بیان کی گئی اور بتایا گیا ہے کہ وہ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے یعنی خاصانِ خدا کی ذرا سی غفلت بھی قابلِ سرزنش ہوتی ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ اہل اللہ یا عارف کی ذرا سی غفلت بھی خداوند تعالے کو پسند نہیں، عارف کا فرض یہ ہے کہ وہ دنیا اور لذاتِ دنیا سے اس قدر بے پروا بلکہ متنفر ہو جائے کہ دنیا کی کوئی چیز اس کو ذرا سی غفلت میں بھی مبتلا نہ کر سکے اور وہ ایک دم کو بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔

ان اشعار میں حافظ رح نے ایک خاص طریقے سے اس حقیقت سے سالکانِ طریقت کو آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک عارف نیند کے ذوق سے اس قدر بیخود ہوا کہ آخر شب کی عبادت سے غافل ہو گیا جو عبادت اور ذکرِ الٰہی کا خاص وقت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس وقت کی عبادت کا ذوق خاصانِ خدا کو رات بھر بیدار رکھتا ہے۔ حافظ رح بتلاتے ہیں کہ عارف نیند میں غافل پڑا تھا کہ محبوبِ حقیقی پریشان حال، ہنستا ہوا، پیرہن چاک، غزل پڑھتا ہوا، صراحی ہاتھ میں لئے غیض و غضب کی نظریں ڈالتا ہوا آیا اور عارف کے کان میں دردمند آواز سے کہا کہ اے میرے عاشق بھلا یہ سونے کا وقت ہے، یہ وقت تو محبت کی شراب لنڈھانے اور محبت کے سوز و گداز میں گداز ہونے کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں شرابِ معرفت سے بیگانگی گویا کفرانِ عشق و محبت ہے۔

اوپر کے اشعار میں محبوبِ حقیقی کی جو کیفیات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ہر کیفیت ایک خاص نکتہ رکھتی ہے۔ زلفِ آشفتہ سے مراد پریشانی کا مظاہرہ ہے۔ یعنی یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اے عاشق تیری یہ بیگانگی میری پریشانی کا سبب بن گئی ہے۔ پسینہ سے مراد پریشانی کے آثار کا نمایاں کرنا ہے۔ خنداں لب سے مراد یہ ہے کہ عاشق کی غفلت گویا عاشقی کا مذاق اڑانا ہے اور ہنسی سے اس کی اہمیت کو گھٹانا ہے۔ پیرہن چاک پریشانی و بدحواسی کا مظاہرہ ہے، غزل خوانی سے مراد سوز و گداز محبت کو یاد دلانا ہے اور صراحی سے مراد شرابِ معرفت کے ذوق سے آگاہ کرنا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ تمام کیفیات غافل عارف کے لئے ایک تنبیہ ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عارف بیداری اور خواب دونوں میں اسی قسم کی کیفیتوں میں محبوبِ حقیقی کو دیکھ سکتا ہے۔

ان اشعار میں اگر معشوق سے مراد مرشد لیا جائے تب بھی درست ہے اور مرشد کا جو حقیقت میں مرید کا معشوق ہوتا ہے ان کیفیتوں میں نظر آکر تنبیہ کرنا قدرا بھی بعید نہیں، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرید کی ذرا سی غفلت پر مرشدِ کامل فوراً متنبہ کر دیتا ہے (باقی)

# شرح مثنوی مولانا روم

(از معاون مدیر)

### در بیان خسارت وزیر بے دین مکر

اوپر سے یہودی وزیر کا قصہ چلا آتا ہے جس نے مسیحیوں کی شکل وصورت اختیار کرکے مسیحیوں کو اپنے دام فریب میں پھانس لیا تھا، اور اس طریقہ سے دین مسیحی کو جو اس زمانہ میں دین الٰہی تھا تباہ وبرباد کردینا چاہتا تھا، اور مسیحیوں میں مختلف فرقے پیدا کرکے ان کو مختلف احکام دیئے تھے اور ان میں تفرقہ ڈال کر دین مسیحی میں رخنہ پیدا کیا تھا۔ اس عنوان میں مولانا یہودی وزیر کی ناکامی کا ذکر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دین مسیحی میں اختلاف پیدا کرکے اس نے جو دین مسیحی کو برباد کرنا چاہا تھا، وہ اپنی ان تدبیروں میں قطعاً ناکام رہا، چنانچہ فرماتے ہیں۔

ہمچو شہ نادان و غافل بد وزیر     پنجہ می زد با قدیم ناگزیر

ترجمہ:۔ یہودی وزیر بھی اپنے بادشاہ کی طرح غافل تھا کہ خداوند تعالےٰ سے جو حی وقیوم اور قدیم ہے جنگ کرنا چاہتا تھا۔

تشریح:۔ یعنی اس زمانہ میں خدا کا حکم تو یہ تھا کہ دین الٰہی (دین مسیحی) کو قبول واختیار کیا جائے اور اس کی اشاعت کی جائے اور یہودی وزیر اس کو نیست ونابود کرنا چاہتا تھا، گویا خدا کے حکم کی خلاف ورزی خدا سے جنگ کرنا تھا۔

ناگزیر جملہ گان حی و قدیر     لایزال و لم یزل فرد و بصیر

ترجمہ:۔ خدا کی ذات تمام کائنات کے لئے ناگزیر یعنی واجب الاتباع ہے، یا اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر کسی کو چارہ نہیں ہے، اور وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے، ہر چیز پر کامل قدرت رکھتی ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، یکتا ہے یعنی اپنے کمالات میں یگانہ ہے اور بصیر ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ کہ جس ذات کی صفات یہ ہیں نادان یہودی وزیر اس سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔

با چناں قادر خدائے کز عدم     صد چو عالم ہست گرداند بدم

ترجمہ:۔ مقابلہ اور پھر ایسے خدا سے مقابلہ جو دم بھر میں موجودہ عالم جیسے سینکڑوں عالم پیدا کردے۔

تشریح:۔ شعر کا مطلب ظاہری ترجمہ سے واضح ہے، دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موجودہ عالم جیسے صدہا عالم خداوند تعالیٰ تمہاری نظر میں پیدا کرتا ہے، جبکہ تم کو خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی جب معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے تو خداوند تعالےٰ عارف کے قلب پر عالم غیب کے اسرار ظاہر کردیتا ہے جو موجودہ عالم سے بہت زیادہ اہم ہیں، اور ان کا سلسلہ اس قدر دراز ہوتا ہے کہ ان کی کثرت وزیادتی سے موجودہ ظاہری عالم تنگ وتاریک نظر آتا ہے، اور انسان کو اس سے نفرت ہوجاتی ہے، چنانچہ اگلے شعر میں ارشاد ہے کہ

صد چو عالم در نظر پیدا کند     چونکہ چشمت را بخود بینا کند

ترجمہ:۔ سینکڑوں عالم نظر میں پیدا کرتا ہے جبکہ تیری آنکھوں کو بینا کردیتا ہے۔

تشریح:۔ یعنی جب اے انسان خداوند تعالیٰ تجھ کو اپنی معرفت کی نعمت عطا کردیتا ہے تو ایسے ایسے ہزاروں عالم تیری نظر میں پیدا کردیتا ہے، مولانا رح نے اس شعر میں باطنی عالم کا ذکر کیا ہے جو صرف اس شخص کے مشاہدہ میں آتا ہے جس کو معرفتِ الٰہی کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔

گر جہاں پیشت عظیم و پرنے است     پیش قدرت ذرہ میدان کہ نیست

ترجمہ:۔ موجودہ عالم اگرچہ (اے انسان) تیرے نزدیک بہت بڑا ہے لیکن خدا کی قدرت کے مقابلہ میں ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

تشریح:۔ موجودہ عالم اگرچہ عظیم وجسیم نظر آتا ہے لیکن خداوند تعالیٰ کی قدرت کے مقابلہ میں اس کی اہمیت اتنی بھی نہیں جتنی کہ ایک وسیع ریتلی میدان کے ایک ذرہ کو ہوتی ہے۔

ایں جہاں خود حبس جانہائے شماست     ہیں روید آں سو کہ صحرائے خداست

ترجمہ:۔ یہ عالم (یعنی دنیا) خود تمہاری جان کا قیدخانہ ہے تم (اے انسانو) خدا کے صحرا کی طرف روانہ ہوجاؤ۔

تشریح:۔ موجودہ عالم اگرچہ وسیع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہاری جان کا قیدخانہ ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر دنیا مومن کا قیدخانہ اور کافر کی جنت ہے

ایسی حالت میں اے مومنو تمہارا فرض ہے کہ تم اس عالم سے نکل کر اس عالم میں داخل ہو جاؤ جو خدا کا غیر محدود عالم ہے یعنی عالم باطنی اس شعر میں عالم باطنی کو صحرائے خدا اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ غیر محدود

# ابن ماجہ شریف کامل اُردو

(مترجمہ علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

(۲۱۲) حضرت آسار بن عمیر الهدی رض ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالےٰ نماز قبول نہیں فرماتے، اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ قبول فرماتے ہیں

## طہارت نماز کی کنجی ہے

(۲۱۳) محمد بن حنفیہ اپنے والد رض سے روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے، نماز کی کنجی طہارت ہے اور تحریم، تکبیر اور تحلیل، تسلیم (سلام پھیرنا)

## وضو کے لئے احتیاط

(۲۱۴) حضرت ثوبان رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر بات میں استقامت اختیار کرو، اور سیدھے راستے سے دور نہ ہو، اور جان لو سب کاموں سے بہتر نماز ہے وضو کی احتیاط مومن کے سوا اور شخص نہیں کرتا۔

## وضو نصف ایمان ہے

(۲۱۵) حضرت ابو مالک اشعری روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو پورا رکھتا ہے تسبیح اور تکبیر سے آسمان و زمین بھرپور ہیں، نماز نور ہے، زکوٰۃ برہان اور صبر روشنی ہے، اور قرآن تمہارے لئے حجت ہے، تمام لوگ کوشش کرتے ہیں، ان میں سے کوئی خود کو فروخت کرتا ہے اور غلامی سے بچتا یا خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

## طہارت کا ثواب

(۲۱۶) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی بھی اچھی طرح وضو کرکے مسجد میں آئے اور نماز کے سوا کسی اور کام کے لئے نہ اٹھے تو وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اللہ تعالےٰ اس کے ہر قدم کے ساتھ ساتھ اس کا مرتبہ بلند کرے گا، اور اس کے گناہ کو معاف کرے گا، یہاں تک کہ وہ مسجد میں آجائے۔

(۲۱۷) حضرت عبد اللہ الصنابحی رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا، کلی کی، اور ناک میں پانی ڈالا تو اس کے منہ اور ناک سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (یعنی اس نے منہ اور ناک سے جو گناہ کئے وہ معاف ہو جاتے ہیں) اور جب چہرہ دھویا تو چہرے کے گناہ دور ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ آنکھوں کے نیچے کے حصے کے گناہ بھی، اور جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ دور ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے حتیٰ کہ کانوں کے گناہ بھی دور ہو جاتے ہیں اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ دور ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی، اور اس کی نماز اور مسجد میں آنا یہ اجر و ثواب میں مفت کا اضافہ ہے۔

(۲۱۸) حضرت عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حضورؐ! آپ اپنی امت کے ان اشخاص کو کیسے پہچانیں گے جن کو آپ نے نہیں دیکھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان کے وہ اعضا جنہیں وہ وضو میں دھوتے ہیں قیامت کے دن چمکتے ہوں گے۔

(۲۱۹) حضرت عثمان رض بن عفان کے غلام حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رض کو مقاعد میں کھڑے دیکھا، آپ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کیا اور فرمایا اس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی میری ہی طرح وضو کیا تھا، اور فرمایا تھا جو شخص بھی میری طرح وضو کرے گا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، مگر یہ نہ کرنا کہ اس چیز پر ہی اعتماد کر لو اور نیک اعمال چھوڑ دو۔

## مسواک کا بیان

(۲۲۰) حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد کے لئے اٹھا کرتے تو مسواک فرمایا کرتے۔

(۲۲۱) حضرت ابو ہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت کے لئے مشکل نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(۲۲۲) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت دو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب فارغ ہوتے تو مسواک فرماتے۔

(۲۲۳) حضرت ابو امامہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ مسواک کیا کرو، کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور اس سے رب خوش ہوتا ہے، جب کبھی بھی میرے پاس جبرئیل آئے، انہوں نے مجھ سے مسواک کرنے کو کہا، یہاں تک کہ میں ڈرا کہ کہیں مسواک مجھ پر اور میری امت پر فرض نہ کر دی جائے، اگر میں مسواک کو اپنی امت کے لئے مشکل نہ سمجھتا تو میں اُسے اس کے لئے فرض کر دیتا۔ میں نے جبرئیل کی تاکید کی وجہ سے اس قدر مسواک کی ہے کہ مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں میرے منہ کے اگلے حصے زخمی نہ ہو جائیں۔

(۲۲۴) مقدام بن شریح ابن ہانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ ام المومنین سے پوچھا کہ حضورؐ جب آپ کے ہاں تشریف لایا کرتے تو کس چیز سے ابتدا کرتے آپ نے فرمایا مسواک سے۔

(۲۲۵) سعید بن جبیر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا کہ تمہارے منہ قرآن کے رستے ہیں، ان کو مسواک کے ذریعہ صاف رکھا کرو۔

## فطرت کا بیان

(۲۲۶) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت میں داخل ہیں ختنہ، زیر ناف کے بال صاف کرنے، ناخن کٹوانا، بغلوں کے بال صاف کرنا اور مونچھیں کٹوانا۔

(۲۲۷) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دس چیزیں فطرت ہیں۔ مونچھیں کٹوانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا، ناخن کتروانا، کان کے اندر کا میل صاف کرنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیر ناف بالوں کا مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا۔ زکریا کہتے ہیں کہ مصعب نے کہا کہ دسویں بات میں بھول گیا شاید یہ کلی کرنا ہو۔

(۲۲۸) حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم پر مونچھوں کا کٹوانا، زیر ناف کے بال صاف کرنے، بغلوں کے بال منڈوانا اور ناخن کٹوانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس بات کی اجازت نہیں کہ ہم چالیس

# نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی سنتیں

(۲۵۸) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد، اسی طرح عصر سے پہلے دو سنتیں پڑھتے تھے، اور مغرب کی نماز کے بعد بھی گھر تشریف لاکر دو سنتیں پڑھا کرتے، اور ایسا ہی عشاء کے بعد بھی کرتے۔

## نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا

(۲۵۹) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہنے کے بعد دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔

## نماز کے ضروری آداب

(۲۶۰) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ تم نے نماز صحیح طریق پر نہیں پڑھی، دوبارہ نماز پڑھو، وہ شخص واپس لوٹا، دوبارہ نماز پڑھی اور حاضر خدمت ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا، پھر واپس جاؤ اور صحیح طریق پر نماز پڑھو، وہ شخص واپس لوٹا، پھر نماز پڑھی اور حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا، واپس جاؤ اور نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، اس شخص نے عرض کیا حضور ﷺ! مجھے تو اسی قسم کی نماز پڑھنی آتی ہے، حضور ﷺ مجھے سکھا دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا یاد رکھو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو، پھر قرآن کریم پڑھو جتنا کہ تم پڑھ سکتے ہو، اس کے بعد رکوع کرو، پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اچھی طرح سجدہ کرو، پھر سجدے سے سر اٹھا کر اطمینان سے سیدھے بیٹھو اور پھر سجدہ کرو، اسی طرح ساری نماز پڑھو۔

## نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(۲۶۱) حضرت وائل رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو نماز کے لئے کھڑے دیکھا، حضور ﷺ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر باندھے تھے۔

## نماز پڑھتے وقت کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

(۲۶۲) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز پڑھتے وقت کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

## نماز میں کھڑے ہوتے وقت دونوں پاؤں کو ملانا نہیں چاہیئے

(۲۶۳) حضرت ابو عبیدہ رض فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رض نے ایک شخص کو دونوں پاؤں ملا کر نماز میں کھڑے دیکھا تو آپ نے فرمایا، اس نے سنت کے خلاف کیا، اس کے لئے بہتر یہ تھا کہ یہ دونوں پاؤں میں کچھ فاصلہ رکھتا۔

## تکبیر تحریمہ اور قرأت سے پہلے کی دعا

(۲۶۴) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہے، میں نے حضور ﷺ سے پوچھا، حضور ﷺ آپ پر میرے ماں اور باپ قربان، تکبیر کے بعد اور قرأت سے پہلے آپ کیا پڑھا کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا میں یہ دعا پڑھا کرتا ہوں۔

اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد۔

## سورۂ فاتحہ کے بعد کیا پڑھا جائے

(۲۶۵) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت فاروق رض الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کرتے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی اور سورہ پڑھتے۔

## نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی تاکید

(۲۶۶) حضرت عبادہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہوتی۔

## سورۂ فاتحہ کی فضیلت

(۲۶۷) حضرت ابی بن کعب رض فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، خدائے عزوجل نے سورہ فاتحہ سی پاکیزہ اور بابرکت سورۃ نہ تو توراۃ میں نازل فرمائی اور نہ ہی انجیل میں۔ سورہ فاتحہ کو ام القرآن اور سبع مثانی بھی کہا ہے، اور خدا فرماتا ہے کہ یہ سورہ میرے اور میرے بندے کے مابین تقسیم ہے، اور میرا بندہ مجھ سے جو مانگتا ہے میں اسے دے دیتا ہوں۔

## امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت

(۲۶۸) حضرت عبادہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، حضور ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا، جب میں نماز میں بلند

آواز سے قرأت کروں، تو تم میرے پیچھے سورۂ فاتحہ کے سوا اور کوئی چیز نہ پڑھا کرو۔

(۲۶۹) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، امام کے تقرر سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ مقتدی اس کا اتباع کریں، جب وہ تکبیر کہے، مقتدی بھی تکبیر کہیں، اور جب وہ قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔

## قرآن نہ جاننے والے کیلئے قرأت کا بدل

(۲۷۰) حضرت ابی ابن اوفی رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کیا، حضورؐ! مجھے قرآن بالکل حفظ نہیں، اور نہ ہی مجھ میں قرآن حفظ کرنے کی صلاحیت ہے، مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جو قرآن کا بدل ہو سکے، حضورؐ نے فرمایا تو تم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا کرو۔

## بلند آواز سے آمین کہنے کا ثبوت

(۲۷۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب امام سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت ولا الضالین کہے تو امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں۔ تمہاری آمین کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہیں گے، جب فرشتے اور انسان کی آمین ہم آواز ہو جائیگی تو اللہ تعالےٰ آمین کہنے والوں کو بخش دیگا۔

## اگر نماز میں چھینک آجائے

(۲۷۲) حضرت رفاعہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھی، مجھے نماز میں چھینک آئی تو میں نے یہ کلمات کہے الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ۔ حضورؐ نماز پڑھ چکے تو صحابہ رضؓ سے مخاطب ہو کر پوچھا یہ کلمات کس نے کہے تھے، کسی نے جواب نہ دیا۔ حضورؐ نے دوبارہ پوچھا، تو میں بولا، حضورؐ میں نے یہ کلمات کہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم تیس سے زائد فرشتوں نے ان کلمات کو اللہ کے حضور پہنچانے میں سبقت کی۔

(باقی آئندہ)

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جسکی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ ہذا کیلئے مخصوص ہے)
(مترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب)
(گذشتہ سے پیوستہ)

## مقالہ (۱۸)
## رضا

تمہارے واسطے جو کچھ نقصان و گزند نازل ہوا ہے، اس کا گلہ شکوہ کسی کے سامنے مت کرو، نہ دوست کے سامنے نہ دشمن کے اور پروردگار عزوجل پر تہمت نہ لگاؤ کہ اس نے کیوں تم پر بلا و محنت نازل کی۔ اس کا گمان بھی نہ کرو کہ تمہارے ساتھ بدخواہی و دشمنی سے ایسا برتاؤ ہوا ہے، ممکن ہے اس کے اندر کوئی مصلحت ہو جو تمہارے ہی لئے مفید ہو اور اس میں کوئی لطف پوشیدہ ہو۔

ہر چہ دریکہ آں مہ می کند از جاہر و حق
کہ دلدار مرا شاید کہ مقصود امتحاں باشد

بلکہ نیکی و شکر کا اظہار کرو۔ ایسی نعمت کے شکریہ میں جو ملی نہیں، جھوٹ بولنا بہتر ہے اس سچ سے جس میں شکوہ و شکایت کی خبر دی جائے (اور جھوٹ بھی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نعمت کا وجود یقینی ہے) وہ کون ہے؟ جو اللہ جل شانہ کی نعمتوں سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا — اگر خدا کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے۔

کیونکہ وہ بے شمار ہیں، بہت سی نعمتیں تو ایسی ہیں جو تم کو نصیب ہیں، مگر تم ان کو نہیں پہچانتے یا اگر پہچانتے بھی ہو تو نفس و ہوا کے غلبہ و کفران نعمت کی ظلمت سے انصاف کی نظر اس پر نہیں پڑتی کہ اس نعمت کو نعمت سمجھو اور اس کا شکر ادا کرو۔ مخلوق میں سے کسی کے ساتھ بھی آرام و سکون مت کرو، نہ کسی کی طرف میل کرو، نہ کسی کے ساتھ الفت رکھو اور نہ کسی کو اپنے مقام و حال سے آگاہ کرو، بلکہ حضرت اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس رکھو، اسی کی طرف آرام پکڑو، اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ اللہ تعالیٰ (ہی) سے کرو، غیر سے مت کرو۔

ہیچ کہ ہماں دم تو ز دستت فریاد — ہم پیش تو از دست تو میخواہم داد

کسی تیسرے کی طرف نگاہ نہ کرو، بجز اللہ تعالیٰ کے جس نے بلا نازل فرمائی، اور بجز اپنے کہ جس پر بلا نازل ہوئی، کسی اور کو جسے درگاہ الٰہی سے کچھ نسبت نہیں ہے نہ دیکھو، لیکن دوستان خدا و مقربان الٰہی غیر نہیں ہیں، ان کی طرف اسی حیثیت سے توجہ کرنا عین توجہ الی اللہ ہے۔

کیونکہ نفع، نقصان، نیکی، بدی، عزت، ذلت، اٹھانا یا بلند کرنا، گرانا یا پست کرنا، فقر، تونگری اور حرکت و سکون سب کچھ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے، اور یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، اور اسی کے دست قدرت میں مسخر ہیں، اور ان کا اجرا اسی کے حکم و اجازت سے ہوا کرتا ہے، ہر چیز ایک مقررہ میعاد تک جاری رہتی ہے اور یہ میعاد اللہ تعالیٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔ اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اندازہ معینہ پر ہے۔

اس میں زیادتی و کمی کو دخل نہیں۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہر حادث چیز کے لئے وقت اور مقام مخصوص مقدر فرمایا ہے، اور اس کے اسباب مہیا فرمائے ہیں کہ حسب اقتضا پہنچاتا رہتا ہے، فی الحقیقت مسببات کے اسباب سب کے سب اس کی قدرت و ارادت میں واقع ہیں، اور وہ سب میں موثر ہے، اور سب کا نگاہ رکھنے والا و قائم رکھنے والا ہے، اور کوئی چیز یا کوئی شخص اس کے ساتھ برابری کرنے والا و منازع کرنے والا نہیں ہے۔

جس کو اللہ تعالیٰ نے موخر کیا ہے، اس کو کوئی مقدم نہیں کر سکتا اور جس کو اس نے مقدم کیا ہے اس کو کوئی موخر نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو "اگر اللہ تم کو کسی نقصان میں مبتلا فرمائے تو وہی اس نقصان و ابتلا کو دور بھی کرنے والا ہے، دوسرا کوئی دور نہیں کر سکتا"۔ ان یردک بخیر فلا راد لفضلہ "اگر اللہ تعالیٰ تم کو نیکی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل و کرم کو کوئی

روک نہیں سکتا" تم اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہو باوجودیکہ تم کو عافیت دی گئی ہے، تم سے بلائیں و مکروہات اور بیماریاں وغیرہ دور کر دی گئی ہیں، اور تم کو نعمتیں دی گئی ہیں، گو وہ مقدار میں تھوڑی کیوں نہ ہوں، اور اسی کا تم کو گلہ ہے کہ تم زیادہ چاہتے ہو، گویا تم اس نعمت و عافیت سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشا ہے، جان بوجھ کر اپنے کو اندھا و ناداں بنا لیتے ہو، اس طرح اس نعمت و عافیت کو حقیر و ذلیل کرتے ہو۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ تم پر غصہ کرتا ہے، اور تم سے اس نعمت و عافیت کو بھی چھین لیتا ہے اور تمہارے گلے شکوے کو سچ کر دیتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت و عافیت کو نظر انداز کرکے اور الٹے تم بلا و محنت کی شکایت کرتے ہو، تو اللہ تعالیٰ اس نعمت و عافیت کو تم سے واپس لے لیتا ہے۔ تاکہ تمہاری شکایت بھی صحیح ہو جائے اور تمہاری تنبیہ بھی ہو، اور کفران نعمت کی جزا بھی مل جائے۔ یہی نہیں بلکہ

بلا کو دوچند اور عذاب کو سخت کر دیتا ہے، تم پر غصہ کرتا ہے تم کو سخت دشمن رکھتا اور اپنی نظر سے گرا دیتا ہے (لہٰذا) اگر تم کو پارہ پارہ کیا جائے اور چھری سے تمہارا گوشت کاٹ کر بوٹی بوٹی بھی کر ڈالا جائے تب بھی تم اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام قضا و قدر کے گلہ شکوہ کرنے سے پرہیز کرو۔

امام ابو القاسم قشیری فرماتے ہیں کہ استاد ابو علی دقاق کو آخر عمر میں سخت تکلیف دہ بیماری ہو گئی تھی اور فرماتے تھے کہ "حکم کے اوقات میں اگر توحید کی حفاظت بن پڑے تو یہ تائید الٰہی کے آثار و علامات ہیں" اس کے بعد اس کی تفسیر بیان کی اور اپنے حال کی طرف اشارہ کیا، اور فرمایا کہ حقیقۃً توحید اس کو کہتے ہیں کہ اگر تعمیل حکم میں تم قدرت کی قینچی سے کاٹے جاؤ تو بھی خوش رہو اور تسکین رکھو اور مطلق جنبش و اضطراب نہ کرو"

(باقی آئندہ)



### حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت پر نزول

مسند امام احمد طبرانی وغیرہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس کی صحیح روایت سے جو اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ

# ترمذی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولانا مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## جنبی جب سونا چاہے تو وضو کرے

۱۰۴۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا ہم میں سے کوئی جنبی ہونے کی حالت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں جبکہ وضو کرلے۔ اس باب میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔ کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کئی تابعین رحمہم اللہ اجمعین اور کئی فقہاء عظام کا بھی یہی قول ہے کہ جب جنبی سونا چاہے تو اُسے وضو کرلینا چاہیئے۔ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ہمارے مذہب کی تصریح ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہ سنت ہے کہ جب جنبی سونے کا ارادہ کرے یا کسی سخت حاجت کی وجہ سے یا کسی مجبوری سے غسل کو موخر کرنا چاہے تو وضو شرعی کرے پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم غسل کے لئے پانی کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث عمر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کی مفسر ہے، اس میں وضو کا بیان ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

## باب ۷۶۔ جنبی سے مصافحہ کرنا

۱۰۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ملے، میں ایک کنارے ہوگیا۔ اور ذرا الگ جاکر غسل کیا، پھر آیا۔ حضور صلعم نے فرمایا تم کہاں تھے؟ یا تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے کہا کہ میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے کئی اہل علم نے (اس حدیث کی بنا پر) جنبی سے اور جنبی کو مصافحہ کرنے کی اجازت دی ہے، اور وہ جنبی اور حائضہ عورت کے پسینہ میں کچھ حرج نہیں سمجھتے۔

* جاننا چاہیئے کہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ خواہ جنبی ہو یا بے وضو اور مردہ ہو یا زندہ، اسی طرح اس کا پسینہ، جھوٹا، لعاب اور تو ان بھی پاک ہے اور یہی حکم کافر کے بدن کا ہے۔ مترجم

## باب ۷۷۔ عورت مرد کی طرح خواب دیکھے

۱۰۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم بنت ملحان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ صلعم! اللہ تعالےٰ حق سے نہیں شرماتے (یعنی جب اللہ تعالیٰ سچی باتیں اپنے کلام پاک میں بیان فرماتے ہیں تو میں بھی ایک حق بات پوچھتی ہوں) کیا عورت پر بھی ہے۔ یعنی غسل (عورت پر بھی واجب ہے) جبکہ وہ خواب اسی طرح دیکھے جس طرح مرد دیکھا کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں، جب عورت پانی دیکھے تو اسے (بھی) غسل کرنا چاہیئے (یعنی جب منی نکلے تو وہ غسل کرے) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے اس عورت سے کہا تو نے عورتوں کی فضیحت کی (یعنی عورتوں کی شہوت اور خواہش خیال کا اظہار کرکے سب عورتوں کی ہتک کی)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جمہور فقہاء کا یہی قول ہے کہ اور اگر عورت مردوں کی طرح خواب دیکھے اور انزال ہو تو اس پر غسل واجب ہے حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، اس باب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ

## باب ۷۸۔ مرد غسل کے بعد عورت سے لپٹ کر گرم ہو

۱۰۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل (جنابت) فرماکر میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ سے مل کر گرم ہونا چاہا تو میں نے حضور کو لپٹا لیا ہے، حالانکہ میں غسل کئے ہوئے نہ ہوتی تھی (یعنی حالت جنابت میں ہوتی تھی) امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں (یعنی یہ حدیث اسناد کے اعتبار سے کمزور نہیں) اور کئی علماء صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین کا یہی قول ہے کہ اگر مرد غسل کرنے کے بعد عورت سے گرمی حاصل کرنا اور اس کے ساتھ سونا چاہے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحٰق کا یہی قول ہے۔

## باب ۷۹۔ جنبی کو اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرے

۱۰۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک مٹی پاکی ہے (اگرچہ) دس سال تک مسلمان کو پانی نہ ملے۔ پھر جب پانی مل جائے تو بدن سے پانی

کو مس کرے (یعنی اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے، اور وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرے۔ پھر تیمم کرنا جائز نہیں) یہی بہتر ہے محمد (ایک راوی) نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضہ حضرت عبداللہ ابن عمرو اور حضرت عمران ابن حصین سے روایت ہے، یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور جمہور فقہا کا یہی قول ہے کہ اگر جنب مرد و عورت اور حائضہ پانی نہ پائیں تو تیمم کرکے نماز پڑھ لیں۔ سفیان ثوری رضہ امام شافعی رضہ امام مالک رضہ امام احمدؒ اور امام اسحق اسی کے قائل ہیں۔

## باب ۸۰ استحاضہ عورت کا بیان

(۱۰۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں استحاضہ میں مبتلا ہوں اس لئے میں پاک نہیں رہتی (خون آتا رہتا ہے) کیا میں نماز چھوڑ دوں (جب تک میں مستحاضہ ہوں) فرمایا نہیں یہ تو ایک رگ ہے۔ حیض نہیں ہے، جب حیض شروع ہو تو نماز چھوڑ دے، اور جب وہ ختم ہو تو خون کو دھو ڈال اور نماز پڑھ (اس حدیث کے ایک راوی) ابو معاویہ نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، ہر نماز کے لئے وضو کر یہاں تک کہ وہ وقت آئے

اس باب میں حضرت ام سلمہ رضہ سے بھی روایت ہے (مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی علماء صحابہ و تابعین کا قول یہی ہے (نیز) سفیان ثوری رحمۃ۔ امام مالکؒ اور امام شافعی ابن مبارکؒ کا یہی قول ہے کہ جب حیض کے مقررہ دن گذر جائیں (اور) استحاضہ کا خون جاری رہے، تو عورت غسل کرے۔ اور پھر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرے (یعنی غسل کی ضرورت نہیں) (چنانچہ اگلے باب میں اسی مضمون کی حدیث آتی ہے)

(۱۱۰) عدی ابن ثابت رضہ کے والد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ والی عورت کے بارے میں فرمایا "اپنے حیض کے (مقررہ) ایام میں جن میں اسے ماہواری آیا کرتی تھی نماز کو چھوڑ دے پھر غسل کرے، اور ہر نماز کے لئے وضو کیا کرے، روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے"

اس حدیث کے ایک راوی شریک اکیلے ہیں، نیز عدی کے دادا کا نام بتانے سے امام بخاری نے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ امام احمد اور امام اسحق کہتے ہیں کہ اگر استحاضہ والی عورت ہر نماز کیلئے غسل کر لیا کرے تو احتیاطاً اچھا ہے، اگر ہر نماز کیلئے وضو کر لیا کرے تو بھی جائز ہے، اور اگر ایک غسل سے دو نمازیں پڑھے تو بھی کافی ہے۔

مترجم کہتا ہے اس باب میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کیلئے وضو کرے اور پھر فرائض و نوافل میں سے جو چاہے بلا تکلف پڑھے۔ (باقی)

# مذہبی معلومات

## قرآن کا فلسفۂ مذہب

(از جناب میر ولی الدین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی استاذ فلسفہ جامعہ عثمانیہ)

انسان بلکہ تمام حیوانات کی زندگی کا پہلا قانون جلبِ منفعت و دفعِ مضرت ہے، تحفظِ ذات اور تولیدِ نسل دونوں کے لئے ضروری ہے کہ یہ ان چیزوں کی طلب کرے جو اس کی زندگی کے حفظ و بقا میں اس کے ممد و معاون ہیں، اور ان چیزوں سے گریز کرے جو اس کو عدم کی طرف لے جاتی ہیں، یا قوتِ حیات کی تجدید کا باعث ہوتی ہیں۔ اشیاء کی ابتدائی تقسیم اسی نقطۂ نظر سے کی جاتی ہے، اشیاء یا تو نافع ہیں یا مضر، مفید ہیں یا نقصان رساں، اچھی ہیں یا بری! علی ہذا پر جب ان سے اثرات کا ترتب ہوتا ہے، تو لذت، محبت، فریفتگی یا اطاعت پیدا ہوتی ہے یا الم، نفرت، خوف اور توحش ان میں سے ایک بالطبع محبوب ہیں، مرغوب ہیں تو دوسری فطرتاً غیر محبوب و نامرغوب، ایک کے حصول کا وہ کوشاں ہوتا ہے تو دوسرے سے گریزاں، کوشاں ہو کر گریزاں انسان کی زندگی کا تار و پود یہی جذبات ہیں۔ ان کا زور مروا انگیز ہوتا ہے، ان کے شر و شور سے اس کو نہ فرصت ملتی ہے اور نہ نجات، یہاں تک کہ زندگی کے مقررہ دن ختم ہو جاتے ہیں، اور وہ یہ کہتا ہوا رخصت ہوتا ہے۔

من باغِ جہاں را قفسے دیدم و بس مرغش زہوا و ہوسے دیدم و بس
از صبحِ وجود تا شبانگاہِ عدم چوں چشم گشودم نفسے دیدم و بس

(سحابی استرآبادی)

اپنی زندگی کے مختصر قیام میں ہر شخص اشیاء کے تغیر و حدوث کا اچھا مشاہدہ کرتا ہے، کائنات میں ایک دائمی تغیر جاری ہے، کوئی شے ساکن نظر نہیں آتی، سکون و ثبات فریبِ نظر معلوم ہوتے ہیں، ہر ذرۂ کائنات میں ایک تڑپ سی نظر آتی ہے، کاروانِ وجود کو کہیں قیام نہیں، فانِ وجود ہر لحظہ تازہ ہوتی ہے، قہری تجلی ہر شے کو ہر لحظہ فنا کر رہی ہے اور جمالی تجلی ہر لحظہ وجود بخش رہی ہے۔

ہستی کہ عیاں نیست و داں در شانے در شانِ دگر جلوہ کند ہر آنے
ایں نکتہ بجز کلّ یومٍ ھو فی شان گر باید ت از کلامِ حق برہانے

اشیاء کے اس تغیر و تبدل، تکون و حدوث، فنا پذیری و زوال کی حقیقت جب چشمِ بصیرت رکھنے والے انسان پر نمایاں ہو جاتی ہے، تو اپنے فقر و احتیاج کی وجہ سے ذل و افتقار یا بندگی کی نسبت جو ان سے قائم کر رکھی تھی، وہ یکدم کٹ جاتی ہے، ذواتِ خلق کا انقراض اس کی نظر میں واضح ہو جاتا ہے، اور اب اس کو اس ذات کی تلاش ہوتی ہے جو حدوث و تغیر سے منزہ ہے، جو قائم بالذات و متصور بالذات ہے جو واجب و قدیم ہے، صفاتِ کمالیہ سے موصوف ہے، فعّال ہے، سارے جہان کی ملک و علم ہر ملکی و رب ہے،

اب مذہب یا دین کا ماحصل یہی تو ہے کہ ذل و افتقار کی نسبت جس کو دین کی زبان میں عبادت و استعانت سے تعبیر کیا جاتا ہے، ذواتِ خلق قائم نہ کی جائے، بلکہ عبادت و استعانت کا مرکز ذات اللہ ہے، یہی مفہوم ہے اس دعوتِ کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات قابلِ عبادت و مستحقِ استعانت (الٰہ) نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس پیام کو ساری دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

فقر و احتیاج انسان کی فطرت میں شامل ہے، اسی فقر و احتیاج کو رفع کرنے کے لئے وہ ہر نفع و ضرر پہنچانے والی چیز کو اپنا "الٰہ" قرار دیتا ہے، خواہ یہ چیز عناصر سے ہو یا جمادات سے، نباتات سے ہو یا حیوانات سے، فوق الفطرت ہو یا فوق البشر، ان سے رفعِ احتیاج کے لئے اعانت طلب کرتا ہے، اور استعانت کے لئے ان سے ذل و افتقار کی نسبت قائم کرتا ہے۔ اپنے جہل اور نادانی کی وجہ سے ان کو مستقل طور پر نافع اور ضار خیال کرتا ہے، اور یہی خیال اس کو اپنے سے کمتر مخلوق کے آگے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کرتا ہے۔

حواس کے اس التباس اور عقل کے اس دھوکے کو دور کرنے کے لئے دینِ حق کا یہ پیام محمد عربی (فداہ ابی و امی) نے عالم کو سنایا، کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر، فطرت کا شاہکار ہو کر اپنے سے ادنیٰ اور کمتر مخلوق کے آگے ذلیل نہیں ہو سکتا، اس کی گردن اگر جھک سکتی ہے، تو اسی ایک ہمہ خبیر، ہمہ دان و ہمہ بین و ہمہ توان ہستی کے آگے، جس کے دستِ قدرت میں ساری کائنات کی باگ ہے جو جملہ صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے، اور تمام عیوب سے منزہ اور مبرا ہے، یہی ہستی ہماری الٰہ ہے، یہی قابلِ عبادت ہے، یہی مستحقِ استعانت ہے، یہی ہماری خالق ہے، مالک ہے، ہماری رب ہے، مولیٰ ہے، حاکم ہے، اسی کے ہم مخلوق ہیں، مملوک ہیں، مربوب ہیں،

عبد ہیں، محکوم ہیں، اسی کی ہم عبادت کرتے ہیں، اور اسی سے تمام حاجات و مرادات ہیں جب تک مانگتے ہیں یہی ذات غنی ہے اور ہم سب اسی کے فقیر ہیں، اس کے فقیر ہو کر ہم سارے عالم سے غنی ہیں۔

یہ پیام صدق محض ہے، ہماری عزت نفس کے عین مطابق ہے، حق و خلق کے رابطہ کا یہ اظہار ہے، اس کو مان کر انسان حقیقی معنی میں انسان بنتا ہے بے خوف بے جگر ہو جاتا ہے جس کی امید و بیم کا مرکز وہی ایک اللہ ہوتا ہے، جو سارے عالم کا مالک اور حاکم ہے، اب مجاہد کی زندگی کی ہر جنبش اسی مالک و حاکم کے حکم کے تحت ہو جاتی ہے اور اس کے احکام کی تعمیل میں، امر کے امتثال میں وہ ایک جان دیتا ہے، تو ہزار جان پاتا ہے، اس کا ضعف قوت سے، اس کی ذلت عزت سے، اس کا فقر غنا سے بدل جاتا ہے جو جہاں عالم میں سے وہ کسی سے نہیں ڈرتا فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مومنین[1] کا حکم اس کو سارے عالم سے بے خوف کر دیتا ہے نہ وہ کسی سے امید و رجا رکھتا ہے، الیس اللّٰہ بکاف عبدہ[2] اس کو ساری کائنات سے غنی کر دیتا ہے، ذوات خلق سے امید و بیم کی نسبت کٹتے ہی وہ نفس مطمئنہ حاصل کر لیتا ہے، اور اپنے رب سے راضی ہو جاتا ہے، اللہ کو راضی رکھ کر وہ غیر اللہ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اب وہ غنی عن الشئی ہے، کون سی چیز اللہ سے برتر ہو سکتی ہے جس کے حصول کی وہ خواہش کرے، اب سب کچھ اسے حاصل ہے اسی لئے فرمایا گیا ہے لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم[3] علوے تمکین اسی کو حاصل ہے، وہی مخاطب ہے اس قول کا انتم الاعلون واللّٰہ معکم[4]

دیکھو "اِلٰہ" کے فہم نے اس کو کیا سے کیا کر دیا، یا تو وہ ایک حقیر و ذلیل جانور کی طرح ہر ایک سے ڈرتا لرزتا تھا، ہر ایک کو نافع اور ضار قرار دیتا تھا، سر عبودیت خم کرتا تھا، مدد و اعانت کا خواہاں تھا، ان ہی کی عبادت و عبودیت میں زندگی گذار رہا تھا۔ مشوش، پریشان، حیران، خود ضعیف اور مطلوب بھی ضعیف "ضعف الطالب والمطلوب" یا اب علم رسالت کے جاننے اور ماننے کے ساتھ ہی لا کی شمشیر ہاتھ میں لے کر وہ آگے بڑھتا ہے اور اپنے جاہل ساتھیوں سے قرآن کے الفاظ میں پوچھتا ہے۔

افغیر اللّٰہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون[5]

[1] اگر تم مومن ہو تو ان سے خوف نہ کرو مجھ سے خوف کرو [2] کیا اللہ بندہ کے لئے کافی نہیں [3] تاکہ تم غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ خوشی کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا [4] تم ہی بلند ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے [5] اے جاہلو کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا امر کرتے ہو۔

کا چنگہ از چوب گر از سنگ تراشی بگریز ز خدائے کہ بصد رنگ تراشی

غیر اللہ کی عبادت و عبودیت کا جوا وہ گردن سے نکال کر پھینک دیتا ہے، عمر میں پہلی مرتبہ حریت محسوس کرتا ہے، خوف کا بھاری پتھر اس کے سینہ سے اٹھ جاتا ہے اپنے حقیقی مولیٰ کے آگے جھک جاتا ہے اور ان کو رحیم پاتا ہے وکان بالمومنین رحیما کی بشارت اس کو ہر طرح مطمئن کر دیتی ہے، اب اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کے ساتھ ایمان کے بعد شان رحمت ہی سے پیش آئیں گے، ان کے علاوہ رحیم ہونے کے عالم و حکیم ہونا اس کے دل کو اور قوی کر دیتا ہے، وہ انہیں اپنے ہر امر میں متصرف سمجھتا ہے، اور ان کے ہر فعل کو سراسر حکمت سے مملو دیکھتا ہے، ان ہی کے حکم کے مطابق ان کو اپنے کاموں میں وکیل بناتا ہے فاتخذہ وکیلا ان کا فرمان ہے، کفیٰ باللّٰہ وکیلا کہہ کر وہ آزادی و اطمینان کے ساتھ مصروف عمل ہو جاتا ہے، اب کہاں یہ اور کہاں وہ جاہل جو غیر اللہ سے ذل و افتقار کی نسبت جوڑ رہا ہے، سچ ہے۔

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات[1] (الفاطر ۱۵)

---

دین کا اجمال عبادت و استعانت، اس کا ماحصل تحفظ توحید اب اس اجمال کی کسی قدر تفصیل ضروری ہے۔

عبادت غایت تذلل کا نام ہے، جس کا اظہار معبود حقیقی کے آگے کیا جاتا ہے، اس کے معروف طریقے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ہیں، نماز کے تمام اعمال و اذکار پر غور کرو، عبادت یا اظہار ذلت کا مفہوم بخوبی تمہارے دل نشین ہو گا، عابد نماز کا قصد کر رہا ہے مصلیٰ کی طرف بڑھ رہا ہے، زبان پر ہے انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین دل غیر حق سے پاک ہے، حق تعالیٰ کے سوا کسی کو بڑائی کا مستحق نہیں سمجھتا، اور اسی فہم کے ساتھ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتا ہے، اور جب حق تعالیٰ کے روبرو ہو کر کہتا ہے انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین دل پوری طرح متوجہ بحق ہے، ورنہ جانتا ہے کہ جھوٹ کی سزا کیا ہے یخادعون اللّٰہ وھو خادعھم[2] اب نیت میں بھی خلوص ہے حق تعالیٰ ہی کے لئے نماز پڑھ رہا ہے، عاشقانہ ایمان کے پیدا ہونے کے لئے پڑھ رہا ہے، عادت کے تحت نہیں، ان ہی کے حول و قوت سے پڑھ رہا ہے، ثنا میں حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت و جبروت کا

[1] برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ اجالا، اور نہ سایہ اور نہ لو، اور برابر نہیں جیتے اور نہ مُردے [2] میں اپنے رب کی طرف چلا ہوں وہ میری ہدایت کرے گا [3] دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔

اظہار کر رہا ہے اور توحید کا اقرار ایاک نعبد سے ہو رہا ہے، اب حضوری میں دست بستہ نظر نیچی کئے ذلت و مسکنت کی تصویر بنا کھڑا ہے زبان پر جاری ہے الحمد للہ اور دل میں سمجھ رہا ہے کہ عالم میں کوئی ذات مستحق حمد نہیں، سارے محامد و محاسن کی وہی ایک ذات لاشریک سزاوار ہے، جب رب العالمین کہتا ہے تو جانتا ہے کہ کل رب مولا کا ربوبیت اسی کو زیبا ہے عالم تمام اس کا مربوب ہے الرحمن الرحیم کہتے وقت عالم رجا میں داخل ہوتا ہے، رحمت و کرم کی امید دل میں پیدا ہوتی ہے، جانتا ہے کہ رحمانیت کا تعلق تو ساری کائنات سے ہے، رحیمیت خصوصی شے ہے، اور مومنین سے مختص کان بالمومنین رحیما مالک یوم الدین کہتے وقت عالم خوف کا احساس کرتا ہے، روز قیامت حق ہے، اور یہ وہ دن ہے کہ اس کی شان میں فرمایا گیا یوم لا تملک نفس لنفس شیئا[1]، اس امید و بیم کی حالت میں عرض کرتا ہے کہ ایاک نعبد حق تعالے ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، ذل اور افتقار کا رشتہ آپ ہی سے جوڑتے ہیں وایاک نستعین، آپ ہی سے استعانت کرتے ہیں، جانتے ہیں کہ لا فاعل فی الوجود الا اللہ، ھو اللہ سے بالکلیہ اعراض کرکے آپ ہی کی طرف بالکلیہ رجوع ہوتے ہیں، ہم آپ کے سوا استعانت کی جہت سے غیر کو کیوں پکاریں، جب کہ ہمیں یہ سنا دیا گیا ہے اور ہم نے بھی تجربہ سے اس کی توثیق کر لی ہے کہ آپ کے سوا کسی میں حول و قوت نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس لئے وہ نہ ہمیں نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ ضرر، اس مدح و ثنا و اقرار عبودیت کے بعد التماس و دعا اھدنا الصراط المستقیم حق تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرمائیے، نفس و ہویٰ سے چھوٹیں، آپ کا قرب نصیب ہو صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین اہل انعام کی راہ پر چلنا نصیب ہو، جو انبیا و اولیا کی راہ ہے، یہی اہل انعام ہیں انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین مغضوبین و ضالین کی راہ نہیں، جنہوں نے غیر اللہ سے عبادت و استعانت کا رشتہ قائم کرکے ہمیشہ کے خسارہ میں اپنے کو مبتلا کر لیا، اولئک ھم الخاسرون الذین خسروا انفسہم"

اس حمد و ثنا، التماس و دعا کے ساتھ وہ کلام ربانی کی چند اور آیتیں الکلام خداوندی کے معلوم کرنے، تکرار سے ان کو اپنے ذہن میں جمانے، ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں کمانے اور حق تعالیٰ سے سرگوشی کرنے کیلئے پڑھتا ہے، اور پھر فوراً بیٹھی میں جھک جاتا ہے گویا اپنے رحمان و رحیم آقا کے پیٹ میں سونٹی دے دیتا ہے اس طرح اپنی ذلت کا مزید اظہار کرتا ہے، اسی حالت میں اس کی زبان سے اس کے مولا کی تقدیس و تنزیہ و تحمید جاری ہوتی ہے اپنے بے مائگی، فقر و ذلت کا احساس قلب میں واضح طور پر موجود ہوتا ہے، جب سر اٹھاتا ہے تو حق تعالے اسی کی زبان سے فرماتے ہیں سمع اللہ لمن حمدہ اس طرح اس کا مرتبہ بلند کرتے ہیں، جو سر معبود حقیقی کے آگے جھکتا ہے، وہ مخلوق کے آگے جھک نہیں سکتا، وہ سب سے بلند ہوتا ہے، ممتاز ہوتا ہے، بے نیاز ہوتا ہے، وہ ایک لاقیمت جوہر ہوتا ہے، سچ ہے، من رکن الی المولیٰ ومال الیہ احرقہ اللہ بنورہ حتی یصیر جوہرا لا قیمت لہ[1] (حدیث)

اس سرافرازی کے شکریہ میں وہ حق تعالے کی حمد کرتا ہے، اور پھر دل پر جا گرتا ہے، پھر کر لیتا ہے، اور اس طرح غایت تذلل کا اظہار کرتا ہے، زبان پر آقا کی عظمت و رفعت و علو کا اقرار جاری ہوتا ہے، اس اظہار تذلل میں وہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک پاتا ہے وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ[2] یہ آنکھ کی ٹھنڈک اس کو اپنے محبوب مولیٰ کے مشاہدہ سے ہو رہی ہے، یہی اس کا کمال ہے، یہی اس کی معراج ہے الصلوٰۃ معراج المومن۔

معبود کا نہ صرف غیر محض ہونا ضروری ہے، بلکہ اس کا ہمہ توان یا قادر مطلق ہونا بھی لازمی ہے، یہ اپنی لامحدود قوت اور لامتناہی طاقت کی وجہ سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔ ہماری حاجتوں کو پوری کرتا ہے، مرادوں کو بر لاتا ہے۔ اس کے اعتصام کے بعد ہمیں اس کی نصرت و اعانت کا قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ شر کے مسئلہ کی توجیہ سے عاجز ہو کر نتائجیہ[3] (Pragmatists) نے خدا کے ہمہ توان ہونے کا انکار کر دیا، لیکن جو خدا قادر مطلق نہ ہو وہ معبود حقیقی کب قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو خود شر پر غالب نہ ہو ہماری مدد کیسے کر سکتا ہے۔ ہمارا مولیٰ اور نصیر کیسے ہو سکتا ہے، شر کی توجیہ کا یہ موقع نہیں، لیکن ہم اپنے معبود کو فعال مطلق، ہمہ توان مانتے ہیں، افعال و آثار کا مرجع اسی کو قرار دیتے ہیں، حول و قوۃ کا اسی کو مبدا سمجھتے ہیں، اسی لئے

---

[1] جس دن نہ کر سکے گا کوئی نفس کسی نفس کا کچھ۔

[1] جو اپنے مولیٰ کی طرف جھکتا ہے، اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے، تو وہ اس کو اپنے نور سے جلا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ لاقیمت جوہر ہو جاتا ہے۔

[2] میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے (نسائی باب عشرۃ النساء)

[3] زمانہ جدید کے فلسفیوں کا ایک گروہ جس میں ولیم جیمس، ایم۔ جی۔ ولس، برنارڈ شا وغیرہ داخل ہیں۔

اس سے استعانت چاہتے ہیں، اور وہ اس کے "نعم المولی ونعم النصیر" ہونے کا یقین رکھتے ہیں، اعتصموا باللہ، ھو مولٰکم نعم المولی ونعم النصیر[۱] جب قوت صرف اسی کو حاصل ہے لا قوۃ الا باللہ، حرکت کا بھی وہی مبدء ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو فعل جو حرکت وقوت ہی کا نتیجہ ہے (یعنی حرکت) صرف حق تعالٰے ہی کے لئے ثابت ہوتا ہے اور ذوات خلق سے اس کی بالکلیہ نفی ہو جاتی ہے، اس حقیقت کے سمجھتے ہی اس کی بصر وبصیرت سے غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے، اور ولا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ[۲] کے معنی سمجھ جاتا ہے، غیر اللہ سے استعانت کی نسبت کاٹ کر اسلم عبدی واستسلم کا مصداق بن جاتا ہے۔

اپنے رب سے استعانت کے طریقے کیا ہیں؟ بصیرت محمدیہ نے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

اپنی حاجتوں اور مرادوں میں حق تعالٰے سے دعا کرو، دعا کا حکم ہے، اور اجابت کا وعدہ ادعونی استجب لکم حق تعالٰی جود محض ہیں، عطاء محض ہیں، ان میں بخل کا شائبہ نہیں، مایوسی ومحرومی ان کی درگاہ سے نہیں، تشفی کے لئے فرما رہے ہیں لا تایئسوا من روح اللہ[۳]، وہ حکیم بھی ہیں، ان کا ہر فعل حکمت رکھتا ہے، وہ ہمارے خیر کو ہم سے بہتر جانتے ہیں، اگر وہ ہماری کسی دعا کو قبول نہیں فرماتے ہیں تو اسے قبول نہ فرمانے ہی میں ہمارا فائدہ ہے، اسی لئے کہا گیا ہے منعہ عطاؤہ مرد کا کمال اسی میں ہے کہ ان کی منع کو عطا جانے کسی عاشق نے اسی جذبہ کے تحت کہا ہے ؎

اگر مراد تو اے دوست نامرادیٔ ماست　　مراد خویش دگربار من نخواہم خواست

سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرمایا کرتے تھے لا ابالی علی ای حال اصبح علی ما اکرہ او علی ما احب لانی لا ادری الخیر فیہما[۴] حق تعالٰی خود ہمیں تعلیم فرما رہے ہیں اور ایک نہایت دقیق نکتہ کی تعلیم فرما رہے ہیں۔

عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون[۵] (البقرہ-۱۰)

اسی نکتہ کو سمجھ کر عارف کہنے لگتا ہے "ہمہ آں باد کہ او خواہد آں مباد کہ ما خواہیم" اور خواجہ شبلیؒ نے عارف کی تعریف ہی اس طرح کر دی کہ "عارف او ست کہ منع نزد او ودست تر از عطا باشد" یہیں سے رضا کا مقام شروع ہو جاتا ہے، جو استعانت کا بلند ترین طریقہ ہے،

بہرحال اگر حق سبحانہ وتعالٰی کسی حکمت ومصلحت سے بندہ مومن کی دعا قبول نہیں فرماتے تو اس کے قلب کی حفاظت فرما دیتے ہیں، مطلوب کی جانب سے خیال پلٹ دیتے ہیں، حکایت، شکایت، جزع فزع کی طرف مائل نہیں کرتے، رضا کے مقام میں پہنچا دیتے ہیں، اور وہ "لکل اجل کتاب" کہہ کر حق تعالٰی سے راضی ہو جاتا ہے، اجابت دعا کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ مطلوب تو حاصل نہیں ہوتا، لیکن حق تعالٰے اس کی دعا کو رد نہیں فرماتے، بلکہ اس کی کسی بلا کو دور کر دیتے ہیں، گو اس کو بدل کا علم نہیں ہوتا، ایک آخری صورت یہ بھی ہے کہ مدعا اگر وہ دنیا میں نہیں پاتا، تو آخرت کے لئے یہ ذخیرہ کیا جاتا ہے؛

| | |
|---|---|
| ان العبد یری فی صحائفہ | قیامت کے دن بندہ اپنے اعمال |
| یوم القیامۃ حسنات لا | نامہ پر وہ نیکیاں دیکھے گا جن کو وہ |
| یعرفہا فیقال انہا بدل | نہیں پہچانے گا، اس سے کہا جائیگا |
| سوالک فی الدنیا لم | کہ یہ اس سوال کا بدل ہیں جو تو نے |
| یقدر قضاؤہ فیہا (حدیث) | دنیا میں کیا تھا، لیکن تیرے مقدر |

میں دنیا میں ان کا ملنا نہ تھا۔

بہرصورت اجابت دعا کا وعدہ سچا ہے، لیکن یہ وعدہ مطلق ہے مقید نہیں کہ اسی وقت اور اسی صورت میں پورا کر دیا جائے، جس وقت اور جس صورت میں کہ بندے نے دعا مانگی ہے، فافہم اگر آپ اس نکتہ کو سمجھ جائیں تو پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کیوں رسول عربیؐ نے اس دعا کی تعلیم فرمائی تھی۔

" اللھم اکفنی کل ھم من حیث شئت وکیف شئت والی شئت ومن این شئت "

استعانت کا دوسرا طریقہ اپنے کاموں میں حق تعالٰے پر توکل کرنا ہے، اگر ہمیں اس بات کا یقین ہو محض علم نہیں یعنی تحقق ہو، محض تعقل نہیں یا جدید نفسیاتی اصطلاح میں یوں کہو کہ اگر یہ بات ہمارے تحت الشعوری نفس میں اتر گئی ہو، کہ فاعل حقیقی حق تعالٰے ہیں، کرنے والے خود وہ ہیں، افعال وآثار کا مرجع خود ہیں، حول وقوۃ کا مبدء خود ہیں، اور پھر اس کا بھی یقین ہو کہ ایمان کے بعد وہ رحیم بھی ہیں "وکان بالمومنین رحیما" ولی ہیں، "واللہ ولی المومنین" تو ہم اپنے تمام امور ان کے تفویض کرنے میں خوشی سے آمادہ ہو جائیں گے، اور اس تفویض کے ساتھ ہی فکر سے آزاد ہو جائیں گے۔

---

[۱] تمہیں اپنے مولی کا اعتصام چاہیئے، وہی تمہارا اچھا مولی ہے اور اچھا مددگار [۲] کوئی ذرہ بغیر اللہ کے حکم کے حرکت نہیں کرتا [۳] اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو [۴] مجھے اس امر کی پروا نہیں کہ میں کس حال میں صبح کروں گا، ایسی حالت میں جس کو میں پسند نہیں کرتا، یا ایسی حالت میں جس کو میں پسند کرتا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے بھلائی کس حالت میں ہے [۵] شاید کہ بری لگے تم کو ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پیدا ہوجائیں گے، طمانیت و مسرت سے ہمارے قلوب بھر جائیں گے، اور کسی مست محبت کے الفاظ میں کہہ اٹھیں گے۔

وکلت الی المحبوب امری کلہ — فان شاء احیانی وان شاء اتلفا[1]

توکل اپنی حول و قوت سے بری ہوتا ہے اعتصام باللہ ہے، ذوالنون رحمہ نے توکل کی تعریف اسی طرح کی ہے۔ "التوکل ترک تدبیر النفس والانخلاع من الحول والقوت[2]" اور سری سقطی نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے، التوکل الانخلاع عن الحول والقوۃ، ان تعریفوں کا ماخذ حدیث نبوی لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور قول عزوجل لاقوۃ الا باللہ، توکل قلبی عمل ہے، یعنی قلب میں یقین جاگزیں ہو کر مجھ میں اور کسی شے میں نہ اثر ہے، نہ قوت ہے، نہ حرکت ہے، مجھ میں اور ہر شے میں اثر و قوت و حرکت حق تعالیٰ ہی پیدا کرتے ہیں، وہ جس طرح میرے خالق ہیں، میرے افعال کے بھی خالق ہیں خلقکم وما تعملون میرے اقتضا رفطرت عین کے مطابق افعال کی تخلیق فرما رہے ہیں، میرا اقتضا میرا اختیار ہے، لیکن فعل کی تخلیق حق تعالیٰ کی جانب سے ہو رہی ہے، اس لئے اسباب قطعیہ کے استعمال و اختیار کا مجھے حکم ہے، حکم کے تحت میں ان کو استعمال کرتا ہوں، جانتا ہوں اگر مجھے اولاد کی خواہش ہو تو جماع کو ترک نہیں کر سکتا، بھوک کی تشفی کے لئے نوالہ کا اٹھانا اور اس کا چبانا اور حلق سے نیچے اتارنا قطعی ضروری ہے، توکل یہاں ترک عمل و تعطل کا نام نہیں علم و عمل کا نام ہے، قلبی کیفیت کا نام ہے، اس یقین کا نام ہے کہ ہاتھ میں قدرت حرکت، فعل سب حق تعالیٰ ہی کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں، ان کی مشیت و ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں، وہ چاہیں تو نوالہ منہ تک نہ پہنچے، ہاتھ شل ہو جائے، کھانا بھی چھن جائے، نظر ان کے فعل پر ہے فضل پر ہے، اپنے زور بازو پر نہیں، کسب پر نہیں، دست بکار دل بیار، توکل ترک اسباب نہیں، ترک رویت اسباب ہے۔[3]

مبادیات کو سمجھ جانے کے بعد رزق کے مسئلہ پر ذرا غور کرو، رزق کا ذمہ حق تعالیٰ نے لیا ہے "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا[4]" صرف ذمہ داری پر اکتفا نہیں کیا، قسم بھی کھائی ہے، صرف قسم پر اکتفا نہیں کیا، مثال بھی بیان کی ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون، فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون[5] (پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۷)

حق تعالیٰ ان لوگوں کو بھی رزق دیتے ہیں جو غفلت و معصیت میں مبتلا ہیں، فسق و فجور میں چور ہیں، پھر جو ان کی اطاعت و رعایت کرتے ہوں وہ کیسے محروم ہو سکتے ہیں، دیکھو جو درخت ہوتا ہے، وہی سینچا بھی ہے، خلقت کو وہی رزق دیتا ہے، جو ان کا خالق ہے، مخلوق کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ان کا خالق ان کو کافی ہے الیس اللہ بکاف عبدہ ایجاد ان سے ہے، دوام امداد بھی ان ہی سے ہے، تخلیق ان سے ہوئی، رزق کا دینا بھی ان کے ذمہ ہے، اس کی مثال انسان اپنے نفس میں پاتا ہے، جب کسی کو گھر پر دعوت دیتا ہے، تو ان کے لئے غذا کا بھی انتظام کرتا ہے، حق تعالیٰ نے جب ہمیں اپنی مشیت و ارادے سے پیدا کیا ہے تو رزق کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے، انہی کے خوان کرم سے ہمیں برگ و نوا حاصل ہے، حق تعالیٰ ہمارے مولیٰ ہیں، آقا ہیں ہم ان کے عبد ہیں، غلام ہیں، اب آقا پر غلام کا نفقہ ضروری ہے، جس طرح کہ غلام پر آقا کی اطاعت واجب ہے، اگر ہم ان کے ہو رہیں، ان کے سوا کسی کی عبادت کریں، نہ کسی سے حاجت و مراد برآری چاہیں تو کیا یہ ممکن ہے، وہ اپنا حق ادا نہ کریں[1]، اس کی بشارت اس آیہ کریمہ میں دے رہے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ومن یتق اللہ یجعل لہ | جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس |
| مخرجا ویرزقہ من حیث | کے لئے راستہ نکالتے ہیں اور |
| لا یحتسب ومن یتوکل علی | ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتے ہیں |
| اللہ فہو حسبہ، | جہاں کسی کا سان گمان بھی نہیں |

ہوتا، جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

رزق کا وعدہ قطعی صرف ہمیں اپنا حق عبادت و عبودیت ادا کرنا ہے پھر ناممکن ہے کہ وہ ہمیں اپنے گھر بلائیں، اور پھر ہمیں اپنے احسانات سے محروم رکھیں، وجود بخشی کریں، اور پھر مدد نہ کریں، ہست کریں اور اپنے کرم سے محروم رکھیں اپنا حق (عبادت) ہم سے طلب کریں، اور ہمارا حق (رزق) ہمیں نہ دیں[2]، وہ کریم ہیں ان سے معاملہ کر کے، ان کی خدمت ادا کر کے کون خسارہ میں رہتا ہے۔

من ذا الذی سالک نعرمتہ او الجا الیک فاھملتہ او تقرب الیک فابعدتہ او ھرب الیک فطردتہ؟[3]

(از اسبوع حضرت غوث اعظم)

---

[1] میں نے اپنا کام اپنے محبوب کے حوالہ کیا، خواہ وہ مجھے زندہ رکھے یا مار ڈالے۔
[2] توکل اپنے نفس کی تدبیر کو چھوڑنا، اور اپنی حول و قوت سے نکل آنا ہے
[3] حضرت شاہ میر قبلہ رح [4] اور زمین پر کوئی ایسا چوپایہ نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ پر نہیں [5] اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ (بقیہ کالم ۱) کیا گیا، سو قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی کہ یہ بات تحقیقی ہے، جیسے کہ تم بولتے ہو [1] شالیں ابوالعطا اسکندری رح کی ہیں۔ [2] " " [3] وہ کون ہے جس نے تجھ سے سوال کیا، اور تو نے اس کو محروم رکھا، یا تجھ سے ملتجی ہوا، اور تو نے اس کو بیکار چھوڑا، یا تجھ سے ملاپ چاہا اور تو نے اس کو دور کر دیا، یا تیری طرف دوڑ کر آیا اور تو نے اس کو دھتکار دیا۔

اسی خیال کے تحت کسی شاعر نے کہا ہے، گمان تو اینست کہ

از رزق چارہ نیست امارزق را ز تو چارہ نیست ؎

بدنبال روزی چہ باید دوید تو بنشیں کہ روزی خود آید پدید

ایک دوسرے عاشق نے اسی خیال کو یوں ادا کیا ہے،

ہیں توکل کن بلرزاں پاودست رزق تو بر تو ز عاشق تر است

بہر حال اتباع نبوت اسی میں ہے کہ رزق کی طلب میں کوشش کریں، لیکن "اجملوا فی الطلب[۱]" کو پیش نظر رکھو کر اور یاد رکھیں کہ ہماری طلب رزق کے حصول کا مستقل سبب یا قطعی علت نہیں، شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ شارح فتوح الغیب نے مسئلہ کو اجمالاً خوب ادا کیا ہے، "بعد از طلب می یابی آنانہ بطلب می یابی" یہی مفہوم اس شعر میں ادا ہوا ہے :۔

بجستجوے نیابد کسے مراد دلی کسے مراد بیابد کہ جستجو دارد

شعر کا مطلب یہ ہے کہ جستجو کو مراد یابی کی مستقل علت قرار نہ دینی چاہیئے کیونکہ معاملہ فضل پر منحصر ہے۔ ہاں جستجو ضرور کی جائے، عادت الٰہی یہی ہے کہ حرکت میں برکت دیتے ہیں۔

استعانت کا تیسرا طریقہ مصیبتوں میں صبر کرنا ہے۔

دنیا دار الحزن ہے، دار المحن ہے، محن رقیب خانہ غم کی دائی ہے، شیطان کی دکان[۲] جس میں سوا شر و فساد کے کچھ نہیں۔

ان للدنیا ایامہا فالحزن مخلوقہ[۳]

ہموم ما تنقضی ساعۃ[۴] عن ملک فیہا او سوقہ

درویش ہو کہ شاہ، امیر ہو کہ گدا، سب غم و ہم میں مبتلا ہیں، بدرنج و بلا ہیں لقد خلقنا الانسان فی کبد[۵] چونکہ حق تعالےٰ ہی ہماری مہم سے آزمائش کرتے ہیں، مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں، رلاتے اور ہنساتے ہیں وانہ ہو اضحک وابکیٰ مارتے اور جلاتے ہیں وانہ ہو امات واحییٰ اور غنی کرتے ہیں اور فقیر کرتے ہیں وانہ ہو اغنیٰ واقنیٰ اس لئے حق تعالےٰ ہی ہمیں مصائب سے بچنے کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں، اور وہ طریقہ صبر ہے، کیا حکیمانہ ارشاد ہے،

"یا ایہا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون"

ایمان والو! موجودہ مصائب پر صبر کرو، دوسروں کے ساتھ صبر یا استقلال سے کام لو (صابروا) اور ایسے کاموں میں ثابت قدم رہو جن کا وقت ابھی نہیں آیا (رابطوا)[۶] اور اللہ سے ڈرو، اسی میں تمہاری فلاح و بہبودی ہے، یہی فلاح کا راستہ ہے، صرف صبر اور حق تعالےٰ ہی کے حکم پر واصبر لحکم ربک اور حق تعالےٰ ہی کے لئے وما صبرک الا باللہ ہاں صرف صبر کرنے ہی سے مصائب کی برداشت سہل ہو جاتی ہے، غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں، فکر کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے، اسباب کی راہ سے اگر انسان مصائب کو دور کرنا چاہے غم سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہے، اور راحت کی امید باندھے تو سوائے حسرت و یاس کے کچھ نہیں ملتا، مولانائے رومؒ نے اسی چیز کو کس خوبی سے ادا فرمایا ہے،

گر گریزی با امید راحتے ہم ازاں جا پیشت آید آفتے

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

حق تعالےٰ سے اگر محبت ہو، اور مصیبت کو ان ہی کی طرف سے دیکھیے، تو مصائب کا آسان ہونا ضروری ہے، اس کی مثال یوں سمجھو کہ تم ایک تاریک کمرے میں ہو، کوئی چیز تمہیں آلگی، اور تم تڑپ اٹھے، تمہیں معلوم نہیں کہ مارنے والا کون ہے، جب تم نے چراغ منگوایا اور دیکھا کہ یہ تو تمہارا شیخ ہے، یا باپ ہے، یا کوئی ایسی عزیز محبوب ہستی ہے، جس سے تم کسی صورت میں آزار کی توقع نہیں کر سکتے تو تمہارا یہ جاننا بیشک تمہاری تسلی اور صبر کا باعث ہوگا، کیونکہ تم اس تکلیف میں بھی دقائق لطف کا معائنہ کروگے[۷] اسی طرح ولربک فاصبر میں حق تعالےٰ اپنے بندہ خاص سے بطریق سنت فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی رضا و خوشنودی کے لئے اس کے حکم و بلا پر صبر کر، کیونکہ ایمان کی حلاوت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی، جب تک کہ تیر بلا کا ہدف نہ بنے ع

من ساختہ جاں ہدفِ تیر بلا ایت

اگر تم کو حق تعالےٰ کے بے حد مہربان، رحیم اور ودود ہونے کا یقین ہو جائے ان اللہ بکم لرؤف رحیم پر ایمان ہو، کان اللہ غفوراً رحیما پر اذعان ہو، اور واللہ ذو الفضل العظیم پر ایقان قائم ہو جائے، تو پھر تم اپنے دکھ درد کو پوشیدہ رحمت سمجھو گے، مثالوں سے اس نکتہ کو سمجھو، مشفق باپ اپنے بچے کو پچھنے لگاتا ہے، لیکن دکھ پہنچانا مقصود نہیں ہوتا۔ فاسد خون جو اس کے بدن میں زہر ہے، آسان طریقہ سے نکال رہا ہے ماں اپنے بچے کو غلیظ دیکھنا نہیں چاہتی۔ صابون اور گرم پانی سے

---

[۱] یعنی دنیا کمانے میں دل توڑ کر کوشش نہ کرو [۲] قول یحییٰ بن معاذ [۳] دنیا اور ایام دنیا پر افسوس ہے کہ وہ حزن و غم کے لئے بنائی گئی ہے، اس کے غم ایک گھڑی کے لئے ختم نہیں ہوتے، خواہ بادشاہ کے لئے ہوں یا بازاری آدمی کے لئے [۵] ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا۔

[۶] رباط کے معنی اعدا کے مقابلہ میں گھوڑے باندھنے کے ہیں یعنی مورچہ بندی اور ظاہر ہے کہ مورچہ بندی حفظ القدم کیلئے ہوتی ہے (مولانا اشرف علی تھانوی) [۷] یہ مثال ابو العطا اسکندری نے دی ہے۔ بتغیر یسیر بیان [illegible]

اس کو نہلاتی، اس کے جسم کو رگڑتی اور مالش کرتی ہے، بچہ چیختا چلاتا ہے، دکھ محسوس کرتا ہے، لیکن ماں کا مقصد آزار پہنچانا نہیں ہوتا بھلا، جو دوا طبیب تمہیں علاج کے لئے دیتا ہے، اور تم اسے ناپسند کرتے ہو، لیکن اگر صحت یاب ہونے کے لئے اس کا استعمال کرو تو شفا تم سے کوسوں بھاگے، اگر تم کو کوئی ایسی چیز نہ دی جائے جس پر تمہارا دم نکل رہا ہو، اور تمہیں یہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ نہ دینا عین شفقت و مہربانی کے باعث ہے تو تم سمجھو گے کہ یہ نہ دینا ہی میرے حق میں دینا ہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی نے کیا خوب فرمایا ہے "جان لو کہ اگر حق تعالیٰ نے تم کو کوئی چیز نہیں عطا فرمائی تو ان کا یہ نہ دینا بخل کی وجہ سے نہیں، بلکہ عین رحمت ہے ان کا نہ دینا ہی دینا ہے، لیکن نہ دینے میں دینا وہی سمجھتا ہے جو صدیق ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً[1] میں اسی راز کی طرف اشارہ ہے اسی لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شدائد پر بھی اسی طرح شکر فرماتے جس طرح کہ نعمتوں پر، الحمد للہ علیٰ ما یساء و یسر[2]

صرف ایمان کی ضرورت ہے اور شدت حب کی، ہر مصیبت کے وقت حق تعالیٰ کی جو تجلی ہوتی ہے، مومن کو اس تجلی میں ایسی حلاوت نصیب ہوتی ہے کہ وہ تلخیٔ غم کو آسانی سے جھیل لیتا ہے، اور اکثر اوقات غلبۂ تجلی سے اس کو دکھ بھی نہیں محسوس ہوتا، یہ بات اگر تمہاری سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو زلیخا پر طعنہ کرنے والی حسین بیویوں کے حال پر غور کرو، یوسفؑ کے ہوش ربا جمال سے وارفتہ ہو کر انہوں نے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اور خبر بھی نہ ہوئی کہ درد کیا چیز ہے۔ فلما رأینہ اکبرنہ و قطعن ایدیھن[3] زبان حال سے وہ کہہ رہی تھیں

ایں است کہ خوں خوردہ و دل بردہ بسے
بسم اللہ اگر تاب نظر است کسے را

شاید یہی معنی ہیں عرفا کے اس قول کے کہ "انس قرب سے ادراک الم مفقود ہو جاتا ہے"

ایمان اور محبت میں پختہ ہونے کے بعد تم کو بیماریوں، بلاؤں، فاقوں میں وہ اسرار لطف و رحمت نظر آنے لگیں گے کہ تم کہہ اٹھو گے کہ رسول اللہؐ نے سچ فرمایا حفت الجنۃ بالمکارہ و حفت النار بالشھوات[4] بلاؤں اور مصیبتوں سے نفس دب جاتا ہے ذلیل و خوار ہو جاتا ہے، حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، ان سے ربط قائم کر لیتا ہے، اور سبھوں سے ٹوٹ جاتا ہے، خلق سے فانی ہو جاتا ہے، غم سے زیادہ موثر سیرت سازی کے لئے کوئی اور شے نہیں، غم ہی کے ذریعہ نفس کی خامیاں دور ہوتی ہیں، قلب کا تزکیہ ہو جاتا ہے، روح کا تجلیہ ہو جاتا ہے، بلا و غم کی وجہ سے اگر تم نے اپنے امراض قلبی کا معالجہ کر لیا، نفس کی تطہیر میں کامیابی حاصل کر لی، ایمان اور عمل صالح سے مزین ہو گئے، ربط بحق قائم کر لیا، استقامت پیدا کر لی، تو یاد رکھو کہ غم نے تمہیں "فوز عظیم" کے حاصل کرنے میں مدد دی، اور ایسے غم پر ہزاروں خوشیاں قربان ہیں، وہ خوشیاں جن کی وجہ سے تم شہوتوں میں گرفتار تھے، ہوا و ہوس کے شکار تھے ظلمتوں میں گھرے ہوئے تھے، اور نور سے دور تھے، حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی ربط نہ تھا، شیطان تمہارا قرین تھا، تم پر مسلط تھا، اور اس وعید کے تم مصداق تھے،،۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطاناً فھو لہ قرین[5]

بلا کے اسی فلسفہ سے واقف ہو کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ "افضل عیش (بہترین زندگی) ہم نے صبر میں پائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیمار ہوئے، لوگوں نے عیادت کی اور کہا کیا ہم طبیب کو بلائیں؟ فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا، کہا کہ پھر کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا ہے کہ انی فعال لما ارید[6] معروف کرخیؒ فرمایا کرتے تھے لیس یصادق فی دعواہ من لم یتلذذ بضرب مولاہ جو اپنے مولا کی ضرب سے متلذذ نہیں ہوتا، وہ سچا غلام نہیں، اپنے دعوی عبودیت میں صادق نہیں، بعض عارفین کی جیب میں یہ لکھا رہتا تھا واصبر لحکم ربک فانک باعیننا مصیبت کے وقت اس پر نظر ڈالتے اور محض اس خیال سے کہ حق تعالیٰ ہماری اس مصیبت کو جانتے ہیں، دیکھ رہے ہیں، جھومتے رقص کرتے، رسول اللہؐ نے اس آیت پر وجد فرمایا تھا، ام المومنین عائشہ صدیقہؓ آپ کے پاؤں پر گرگئی تھیں، اسی لئے سلف کے بعض بزرگ تعزیت مصاب یوں کیا کرتے تھے، "اصبر لحکم ربک" اس کے ساتھ اس قول نبوی صلعم کا سنا دینا بھی مومن کی خاص تسلی کا باعث ہوگا

اذا احب اللہ عبداً ابتلاہ فان صبر اجتباہ وان رضی اصطفاہ" جب اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اگر وہ صبر کرے تو اپنا پسندیدہ اور راضی رہے تو برگزیدہ بنا لیتا ہے۔

اب ایک کلی نفسیاتی قانون پر غور کرو، انسان کے لئے مصیبتوں اور آفتوں کا برداشت کرنا اس وقت کسی قدر آسان

---

[1] شاید تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر رکھی ہو [2] شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر جو بری معلوم ہوا اور جو خوش نظر آئے [3] پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ [4] جنت تو ان باتوں سے گھری ہوتی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور دوزخ شہوتوں (خواہشوں) سے گھری ہوئی ہے۔

[5] اور جو کوئی آنکھ چرائے رحمٰن کی یاد سے، ہم اس پر مقرر کر دیں ایک شیطان

اور سہل ہوتا ہے جب اس کو کسی اچھے بدل کی توقع ہوتی ہے مثلاً اگر میں اپنے وطن سے دور اہل وعیال سے بچھڑ کر کسی جگہ تمام دن محنت ومشقت میں گذار رہا ہوں، تو واقعی میرے لئے یہ ایک مصیبت ہے، لیکن میں اس کو مصیبت نہیں سمجھتا، کیونکہ مہینے کے ختم پر مجھے اس کا معاوضہ معقول تنخواہ کی صورت میں مل جاتا ہے، یہ میرے غموں کو بھلا دیتا ہے، میرے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیتا ہے، اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ان وعدوں اور بشارتوں پر غور کرو جو قرآن کریم میں اس شخص سے کی جا رہی ہیں جو مبتلائے مصیبت ہے، اور صبر کر رہا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں صبر ہی میں رکھی ہیں۔

امام احمد رضی اللہ عنہ کی تحقیق ہے کہ قرآن میں صبر کا ذکر نوے جگہ آیا ہے، ہم یہاں چندان بشارتوں کا ذکر کرتے ہیں، جو صابر کے حق میں آئی ہیں، اگر وہ ان کو پیش نظر رکھے، ان پر یقین و اذعان کے ساتھ تفکر کرے تو چیخ اٹھے "کہ بلا از دوست عطاست و از عطا نالیدن خطا است"۔

صبر سے ہم حق تعالیٰ کے محبوب بنتے ہیں ان اللہ یحب الصابرین؎ اور جو حق تعالیٰ کا محبوب ہو، اس کو کس چیز سے حزن ہو سکتا ہے اور کس چیز سے خوف؟ صابر کو حق تعالیٰ سے معیت نصیب ہوتی ہے، ان اللہ مع الصابرین؎ اور یہ معیت معمولی معیت نہیں، جس کے ساتھ حق تعالیٰ ہوں وہ کیسے ذلیل ہو سکتا ہے کیسے مقہور ہو سکتا ہے، خلق اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے؟ لا طاقۃ لمخلوق مع قدرۃ الخالق صبر ہی سے امامت و پیشوائی نصیب ہوتی ہے، وجعلنا منہم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا؎ خلق کی ہدایت کا منصب سپرد ہوتا ہے، صابر کیلئے اس کا صبر اعدا کے مکر وفریب کے مقابلہ میں ایک زبردست سپر ہے وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئاً؎ بالآخر ان پر غالب ہونا اس کے لئے یقینی ہے فاصبر ان العاقبۃ للمتقین؎ اس کا اپنے مطلب پر فائز ہونا ضروری ہے وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا یعنی تیرے پروردگار نے جو وعدہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا تھا، یعنی دشمنوں سے نجات اور

؎ اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ؎ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے ؎ اور کئے ہم نے ان میں سے پیشوا جو راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے ؎ اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو تو ان کے مکر سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچیگا ؎ پس صبر کرو کیونکہ متقین کا انجام نیک ہوتا ہے۔

ملک وحکومت کے عطا کرنے کا وعدہ صبر ہی کی وجہ سے ایفا ہوا، صابرین کے لئے غیر محدود اجر کا وعدہ ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب، سلیمان بن قاسمؒ نے کہا ہے کہ ہر عمل کا ثواب معلوم ہے مگر صبر کا اجر "بغیر حساب" ہونے کی وجہ سے نامعلوم و ناقابل علم، حق تعالیٰ نے صابروں کے لئے اپنی رحمت، ہدایت اور صلوٰۃ یکجا جمع کئے ہیں، اور یہ اکٹھے ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیئے وبشر الصابرین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون؎۔

اگر درد، گریز پا، سریع الزوال، فانی درد، صبر کے ساتھ برداشت کر لیا جائے (اور اس کی برداشت ناممکن بھی نہیں کیونکہ ناقابل برداشت تکلیف کسی کو دی بھی نہیں جاتی) تو دیکھو اس کے معاوضہ میں کیا مل رہا ہے؟ کن چیزوں کا وعدہ ہو رہا ہے؟ اور کون وعدہ کر رہا ہے؟ کس کی زبانی وعدہ کیا جا رہا ہے؟ اگر تمہارے قلب میں ایمان کی شمع روشن ہے؎، اگر وہ "غلاف" میں نہیں باندھ دیا گیا ہے، اوندھا نہیں ہو گیا ہے، اگر وہ ادراک کی قوت رکھتا ہے اور ان حقائق کا ادراک کر رہا ہے، تو کیا درد اس کے لئے ایک نعمت بے بہا نہیں، کیا وہ اس سے متلذذ نہیں ہوگا، اس کا مشتاق نہ ہوگا اور فرط اشتیاق میں یہ چیخ اس کی زبان سے نہیں نکلے گی۔

| | |
|---|---|
| زہر غم دوست جز شکر نیست | ایں تیر نصیب ہر جگر نیست |
| بدگے و بد آں حبیب جانی | شیریں بود انچہ تلخ می دانی |

اب غور کرو اس حدیث کے مفہوم پر:۔

| | |
|---|---|
| یتعاھد اللہ عبدہ | حق تعالیٰ اپنے بندے کی بلا کے |
| بالبلاء کما یتعاھد الوالد | ذریعہ خبرگیری کرتے ہیں، اسی طرح |
| الشفیق ولدہ | جس طرح کہ مہربان باپ اپنے بچے |

کی خبرگیری کرتا ہے۔

صحابہ کرام کے یہی ادراکات تھے، اور انہی کی قوت سے انہوں نے

؎ اور بشارت دو صابرین کو جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کے صلوٰت ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت یافتہ ہیں ؎ ابو سعید سے مرفوعاً روایت ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں (۱) اجرد (برہنہ) اس میں چراغ سا جلتا ہے یہ مومن کا دل ہے (۲) اغلف جس کو غلاف میں باندھ دیا گیا ہے، یہ کافر کا دل ہے (۳) منکوس (اوندھا) یہ خالص منافق کا دل ہے (۴) مصفح وہ دل جس میں ایمان ونفاق دونوں موجود ہیں، یعنی زبانی ایمان کا دعویٰ اور دل میں اس کا یقین نہیں۔

سامانوں سمیت اسلام کی راہ میں قربان کر دیا تھا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

صبر کا ادب یہ ہے کہ زبان کو شکوہ شکایت سے روکا جائے سوا حق تعالیٰ کے اپنی مصیبت کا کسی سے گلہ نہ کیا جائے۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔

درد دم نہان بہ طبیبان مدعی باشد کہ از خزانہ غیبم دوا کنند

غور تو کرو کہ مخلوق سے شکوہ کرنے کے کیا معنی ہیں یہی نہ کہ ایک رحیم و کریم ہستی کا ایک غیر رحیم و غیر کریم ہستی سے شکوہ کیا جا رہا ہے، ایسا شخص کبھی حق تعالیٰ کی اطاعت کی حلاوت اپنے دل میں نہ پائے گا، راس صبر یہ ہے کہ مصیبت کو چھپایا جائے من کنوز البر کتمان المصائب وما صبر من بث (حدیث انس مرفوعاً)[1] لیکن مصیبت میں بادرد کی حالت میں زبان سے ہائے وائے نکل جائے، تو یہ منافی صبر نہیں، بشرطیکہ ان سے شکوہ و شکایت مقصود نہ ہو، اور محض استراحت منظور ہو، کیونکہ کراہنے سے توجہ درد کی طرف سے بٹ کر اس میں ایک قسم کی کمی محسوس ہوتی ہے، اسی لئے "انین" (نالہ) کی دوسری قسم کے متعلق حکم ہے کہ "لا یکرہ ولا یقدح فی الصبر" یعنی صبر کے منافی نہیں، اور پہلی قسم کو بروایت امام احمدؒ قادح صبر قرار دیا گیا ہے۔

بلا اور مصیبت کے وقت صبر کے معنی یہی ہیں کہ "توافق بالقضا" کیا جائے، گو فطری طور پر درد و حزن ہو رہا ہو اور ہوگا کیسے نہیں یہ تو اقتضائے بشریت ہے، انسان کامل، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمؓ کے انتقال پر فرما رہے تھے انا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون (ترجمہ: فراق نے اے ابراہیم ہمیں محزون کر رکھا ہے) لیکن عقلی صدمہ نہ ہونا چاہیئے۔ یعنی اس مصیبت کے واقعہ کو بے محل اور قبل از وقت خیال نہ کیا جائے، اس کے ساتھ توافق کیا جائے زبان پر ہو ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود، اور دل میں یہ خیال ہو ع جہاں دار داند جہاں داشتن، اس حکم کے تحت اسباب قطعیہ کا استعمال جائز ہے بلکہ ضروری ہے، اور انسان کی فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ بغیر چارہ کار اختیار کرنے کے خاموش نہیں رہتی، لیکن اسباب کے استعمال میں نظر اسباب پر نہ ہو مسبب پر ہو تو اسباب میں اثر پیدا کرتا ہے، علاج کا یہ طریقہ استعمال کیا جائے، اس کے تمام اجزاء کو سمجھ کر ان کی پابندی کی جائے تو رفتہ رفتہ رضا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے جو راحت کبریٰ ہے، دنیا میں جنت عالیہ ہے۔

[1] میں تو کہو تا ہوں اپنا اضطراب و غم اللہ کے سامنے [2] نیکی کا خزانہ مصائب کے چھپانے میں ہے جس نے اپنے مصائب کو ظاہر کر دیا اس نے صبر نہیں کیا۔

استعانت کا چوتھا طریقہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔

انسان کی زندگی میں غم بھی ہے اور خوشی بھی، رنج بھی ہے اور راحت بھی، ظلمت بھی ہے اور نور بھی، قنوطیہ نے اپنی کوری عقل سے دنیا کے مبادی کو شر قرار دیا، اور بالآخر ہمہ شیطنت (Pamhilia Bolism) کے نظریہ کے حامی بن گئے۔ ان کے تجربہ میں یہ دنیا بدترین دنیا ثابت ہوئی، سوائے غم و حزن کے کوئی شے انہیں حقیقی نظر نہ آئی، اس کے برخلاف رجائیہ نے اس دنیا کو بہترین دنیا قرار دیا، غم و الم ان کی رائے میں محض مزہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے ہیں، تضاد سے لذت کی کیفیت میں اشتداد پیدا کرتے ہیں، حقیقی نہیں اعتباری ہیں، لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس دنیا میں غم بھی حقیقی ہے، اور خوشی بھی حقیقی۔ ان میں سے کسی ایک کو التباس قرار دینا خود کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہے، حقیقت سے چشم پوشی کرنا ہے، اس کی تصدیق ہر شخص اپنے تجربہ سے ہر روز کر رہا ہے، وہ نہ بلا کو قائم پاتا ہے، نہ نعمت کو، ہر مدت گذر رہا ہے۔ خوشی کے احساس کا انکار کر سکتا ہے، نہ غم کے ادراک کا، بلا و نعمت کا پایا جانا ان کا محسوس ہونا ہے، اور ہمیں بارکلےؔ[1] کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ موجود ہونا دراصل محسوس ہونا ہی ہے (... (perceive or to be to be perceived)

بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے اسماء جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی اور یہ ہر وقت مصروف عمل ہیں، ایک لحظہ کے لئے معطل اور بیکار نہیں، خیر و شر، رنج و راحت، لذت و الم، نعمت و بلا انہی کی تجلیات کا نتیجہ ہیں، اور حقیقی ہیں۔

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ بلا سے نجات چاہتا ہے، اور نعمت میں اضافہ۔ بصیرت محمدیہ نے دونوں کے لئے قلبی طریقے بتلائے ہیں، بلاؤں میں صبر اور نعمتوں میں شکر، قلب انسانی میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کو ایک طرف تو نالہ، فریاد، ماتم، سینہ کوبی یاس و قنوط سے نجات دیتے ہیں، اور دوسری طرف کبر، عجب، فخر، غرور، نخوت سے چھڑاتے ہیں۔ ان سلبی و منفی جذبات سے نجات پا کر وہ قوت، ہمت اور عمل کا مخزن بن جاتا ہے، اور اس کے لئے کائنات کی تسخیر آسان ہو جاتی ہے، اس کی توانائیاں رائگاں نہیں جاتیں، صحیح جانب لگ جاتی ہیں، اور ایک نقطہ پر مرکوز ہو کر حیرت انگیز نتائج پیدا کرتی ہیں، مصیبت میں صرف اتنی احتیاط ضروری ہے کہ ارادہ

[1] تصوریت کا بانی اٹھارہویں صدی عیسوی کا ایک نہایت ذہین اور تیز فہم فلسفی (۱۶۸۵ء تا ۱۷۵۳ء) مادہ کے وجود ہی سے انکار کیا۔ کائنات غیر مادی روحانی شے ہے اور محض نفوس یا ارواح کی جماعت پر مشتمل ہے۔

بالکل شکستہ نہ ہو جائے، ہمت بالکل ٹوٹ نہ جائے یلا کا بہادری سے مقابلہ کیا جائے، حواس بجا ہوں، یہی چیز صبر سے حاصل ہوتی ہے اور نعمت میں خطرہ اس بات کا لگا رہتا ہے، کہ وہ حق تعالےٰ کو بھول نہ جائے، جو تمام حسنات و محامد کا منبع ہیں، اور اس طرح اس منبع سے دور نہ ہو جائے، اور ظلمتوں میں گرفتار نہ ہو جائے، شکر سے یہ خطرہ رفع ہو جاتا ہے، کیونکہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت کو حق تعالیٰ کی جانب سے دیکھا جائے، اپنی ذات یا خلق کی طرف اس کی نسبت نہ کی جائے، کیونکہ در اصل حق تعالےٰ ہی "ضار" ہیں، اور نافع، نفع و ضرر انہی کے دست قدرت میں ہیں۔ گو حواس کی نگاہ کو یہی نظر آتا ہے کہ نعمت خلق ہی کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے، لیکن چشم بصیرت جانتی ہے کہ یہ محض بمنزلہ اسباب و آلاتِ نعمت ہیں، قاسم، مجری، و فاعل و مسبب حق تعالیٰ ہی ہیں وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جب انسان اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر حق تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اس کی نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں، یہ ان کا قطعی وعدہ ہے کسی استثنا رکی گنجائش نہیں لئن شکرتم لازیدنکم[۱] اجابت دعا، رزق وغنا، توبہ و مغفرت کا انحصار اپنی مرضی پر رکھا ہے، لیکن شکر کے عوض زیادتی نعمت کا حصول بلا تخلف ہے، اسی لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من نزلت الیہ نعمۃ فیشکرھا جس کسی پر نعمت کا نزول ہو، اس کو چاہیئے کہ شکر ادا کرے۔"

سید مرسلاں و مرسلِ راز ۔۔۔ داد فرمان بشکر نعمت و ناز
گل نعمت برائے ہر کہ شگفت ۔۔۔ شکر آں روز و شب بباید گفت

اسی عظیم الشان صداقت کو جس پر نعمتوں کا بقا منحصر ہے، افصح العرب والعجم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ادبی نفسیاتی طریقہ سے ادا فرمایا ہے

"النعمۃ وحشیۃ قیدوھا بالشکر" ۔۔۔ نعمت ایک وحشی جانور ہے شکر کی زنجیروں سے اس کو باندھ رکھو،

خاتم ملکِ وحی و خاتم دین ۔۔۔ شکر فرمود بر لطیف و سمین
باز نعمت چو ہست وحشی را ۔۔۔ صید از قید شکر کن او را
چوں گذاری تو شکر نستیزد ۔۔۔ در شوی ناسپاس بگریزد

نفسیات کا یہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ انسان کو جب نعمت حاصل ہوتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، لیکن چند روز بعد یہ نعمت اپنی مانوسیت کی وجہ سے اپنی قدر و قیمت کھو دیتی ہے۔ اب اس میں کوئی ندرت باقی نہیں رہتی، اس کے وجود سے اس کو کوئی خاص فرحت اپنی زندگی میں محسوس نہیں ہوتا، اور باوجود ناز و نعم میں گھرے ہونے کے وحشت محسوس کرتا ہے، لیکن اگر یہ مفقود ہو جائے، یا ہاتھ سے چھین لی جائے، تو اب اس کو اس کی قدر ہوتی ہے، قدر نعمت بعد زوال اسی صداقت کا اظہار ہے، علاوہ ازیں احساس نعمت کا مفقود ہونا گویا نعمت ہی کا مفقود ہونا ہے، اگر نعمت سے مجھے خوشی نہ ہو، کوفت ہو، تعب ہو، تو یہ میرے لئے نعمت نہیں زحمت ہے، ان حقائق کو سمجھ لینے کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ ازدیاد نعمت میں شکر کا کتنا دخل ہے، نعمت کے شعور سے نعمت کا بقا ہے، شعور کا نقدان نعمت کا نقدان ہے، اس لئے احساس نعمت کو زندہ رکھنا چاہیئے، اور یہی چیز شکر سے حاصل ہوتی ہے، حضرت حسن بصریؒ شکر کو "جالب" "حافظ" کہتے تھے، کیونکہ وہ موجودہ نعمتوں کی "حافظ" اور مفقود نعمتوں کی "جالب" ہے، شکر سے نعمت سلب و نقصان سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ شعور میں نعمتوں کے ادراک کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، وہ ان چھوٹی چھوٹی عنایتوں کا بھی مشاہدہ کرنے لگتا ہے، جو اس کے قبل نظر سے پوشیدہ تھیں، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ شکر سے نعمتوں میں قطعی اضافہ ہوتا ہے، (الشاکر لیستحق المزید (شاکر زیادتی کا مستحق ہے) ایک نفسیاتی صداقت ہے، اسی لئے ہمارے "اسوۂ حسنہ" کو جب بھی کوئی امر خوشی کا پیش آتا، تو شکر الہٰی کی ادائی کے لئے سجدہ میں گر جاتے۔

(رواہ احمد)

انسان کی کچھ عجیب فطرت ہے، نعمتوں کو بہت جلد بھول جاتا ہے، اور مصیبتوں کا ہمیشہ شکوہ کرتا رہتا ہے، کسی عرب شاعر نے اس پر خوب تنبیہ کی ہے۔

یا ایھا الظالم فی فعلہ ۔۔۔ والظلم مردود علی من ظلم[۲]
الی متی وحتی متی ۔۔۔ تشکوا المصیبات وتنسی النعم

ذرا ہمیں اپنی ان نعمتوں کو دہرانا چاہیئے، جن کی طرف ہماری نظر نہیں جاتی، پہلے "نعمت نفع" کو لیجئے، پھر "نعمت دفع" کو، دونوں بے شمار ہیں، "نعمت نفع" میں آدمی اپنے صحیح و سالم قد و قامت پر نظر کرے، صحت و عافیت پر غور کرے، ان لذتوں کا خیال کرے جو کھانے پینے اور جنسی خواہشوں کی تکمیل میں اس کو میسر ہیں، "نعمت دفع" کے سلسلہ میں یہ دیکھے کہ وہ اپاہج نہیں، ہزاروں بیماریوں سے محفوظ ہے، دشمنوں اور مخالفوں کے شر سے مامون ہے، صاحب ایمان ہر نعمت کو ایک اور نقطۂ نظر سے دیکھ سکتا ہے، اس کو "نعمت توفیق" بھی حاصل ہے،

---

[۱] اگر تم شکر کرو تو یقیناً ہم (نعمتوں میں) اضافہ کرتے ہیں۔

[۲] اے اپنے فعل میں ظلم کے روا رکھنے والے تجھے معلوم ہے کہ ظلم ظالم پر لوٹ کر آتا ہے، کب تک اور کہاں تک تو مصیبتوں کا شکوہ کرتا رہے گا، اور نعمتوں کو بھلاتا جائے گا۔

...عصمت" بھی، نعمتِ توفیق یہ کہ اس کو ایمان توحید، صدق واستقامت حاصل ہے، نعمت عصمت یہ کہ وہ کفر وشرک نفاق وارتداد، بدعت وفسق وغفلت سے محفوظ رکھا گیا ہے، اگر ان نعمتوں کی وہ تفصیلات میں جائے، ان کی جزا پر نظر کرے، اپنی صلاحیت واستعداد پر غور کرے، یہ دیکھے کہ اس کو ان نعمتوں کا کیا حق ہے تو بے اختیار چیخ اٹھے۔

بالطف تو من قرار نتوانم کرد ‏ ‏ احسانِ تو شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے ‏ ‏ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

(ابو سعید مہنہ)

سچ ہے ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو گن نہ سکو گے، اب ان لاتعداد احسان کا شکر انسان کیسے ادا کر سکتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے، کہ شکر" ادائے شکر سے اپنے عجز کا جان لینا ہے" ادائے شکر کے ساتھ ہی ایک اور شکر لازم آتا ہے، کیونکہ شکر کی توفیق بھی تو حق تعالے کی جانب سے ہوتی ہے، اور یہ توفیق خود ایک بڑی نعمت ہے، جس کا شکر ضروری ہوا، پھر اس شکر کا شکر وھلم جراً الی نہایۃ اس لئے احسان ومنت باری تعالیٰ کا مشاہدہ خود شکر ہے، ان کی نعمتوں کا اعتراف خود شکر ہے، ان کے حصول کے بعد مرضیات حق پر قائم رہنے کی دعا خود شکر ہے، ان پر حق تعالیٰ کی ثنا خود شکر ہے،

حق تعالےٰ سے استعانت کے دوسرے طریقے اجمالاً یہ ہیں ہمیں چاہیئے کہ گناہوں کے صدور پر توبہ کریں، حق تعالےٰ مغفرت سے ہماری استعانت فرماتے ہیں انہ کان للاوابین غفوراً وہ رجوع کرنے والے کو معاف کرتے ہیں۔ کتنا تسکین بخش اور محبت آمیز پیام ہے انی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ میں معاف کر دیتا ہوں اس کو جس نے توبہ کی ایمان لایا، نیک عمل کئے، اور پھر اس راستہ پر چلا، توبہ وندامت سے گناہ کی سیاہی قلب سے محو ہو جاتی ہے۔ گناہوں سے تنفر پیدا ہو جاتا ہے، نیکیوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، اور تائب حق تعالےٰ کا محبوب ہو جاتا ہے ان اللہ یحب التوابین

ہم نے اوپر تفصیل سے دکھایا ہے، کہ قوت واثر اصالتہً صرف حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہیں لا قوۃ الا باللہ اس لئے ہماری خوف ورجا کی نسبت صرف حق تعالیٰ ہی سے قائم ہو جاتی ہے، اور اس کے قیام کے ساتھ ہی حق تعالےٰ ہمیں مخلوق سے غنی اور بے نیاز کر دیتے ہیں، اور اس غنا کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اس قاتل جذبہ کے چنگل سے آزاد ہو جاتے ہیں، جس نے سگ پرستوں کی زندگی کو سکون وطمانیت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا ہے یہ خوف کا جذبہ ہے جس نے ان کو سوتے جاگتے، ہر وقت پریشان مضطر اور بدحواس باختہ کر رکھا ہے، اور جس کی وجہ سے انہیں ہر گوشہ میں ایک دام دکھائی دیتا ہے، اور ہر گوشہ میں ایک درندہ۔

اگر ہم اس امر میں حق تعالےٰ سے استعانت چاہیں کہ وہ ہمیں یاد رکھیں اور ہم سے راضی رہیں، تو ہمیں چاہیئے کہ ہم حق تعالےٰ کو یاد رکھیں، اور ان کے ہر حکم وفعل سے راضی ہو جائیں فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اسی لئے حکم فرمایا کہ اذکروا اللہ ذکراً کثیراً، اور ہمارے راضی ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہم سے راضی ہو جاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضوا عنہ۔

آنانکہ رضائے حق بجاں می جویند ‏ ‏ در راہ رضائے او لبسر می پویند
ہر یک ہمہ آن کنند کہ حق فرماید ‏ ‏ حق نیز ہماں کنند کہ ایشاں گویند

اوپر جو کچھ ہم نے کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہب یا دین مشتمل ہے دو اجزاء پر عبادت واستعانت پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قلبی تصدیق اور لسانی اقرار سے ہمارے قلوب سے غیر اللہ کی معبودیت وربوبیت فنا ہو جاتی ہے اس قلب کی عظمت کا کیا کہنا جس سے غیر اللہ کی معبودیت وربوبیت فنا ہو کر اللہ کی ربوبیت ومعبودیت متمکن ہو گئی ہے جس کے الٰہ قطعاً اللہ ہیں۔ یعنی جس کے معبود، جس کے مسجود جس کے مطلوب، جس کے مقصود قطعاً اللہ ہیں، جس کے رب جس کے مستعان قطعاً اللہ ہیں، اس قلب میں توحید کا جلوہ ہے، ایمان کا نور ہے، وہ نورانی قلب ہے، حق تعالےٰ کا محبوب ہے، اور حق تعالےٰ اس کے وکیل ہیں، کفیل ہیں، ولی ہیں، مولیٰ ہیں، نصیر ہیں، حفیظ ہیں، اور ہادی ہیں۔

اس ضمن میں چند تعریفات یاد رکھو، جیسا کہ تم نے دیکھا ہے، ذات اللہ ہی کو الٰہ قرار دینا یعنی معبود ومستعان قرار دینا، زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنا توحید ہے۔ اس اقرار وتصدیق سے قلب سے شرک کا خروج ہوتا ہے اور توحید داخل ہو جاتی ہے، جس ذات پاک نے یہ پیام ہم تک پہنچایا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی رسالت کے اقرار وتصدیق سے دل سے کفر کا خروج ہو جاتا ہے۔ اور ایمان جلوہ افروز ہو جاتا ہے۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں، اور توحید میں بھی دو چیزیں۔ ایمان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کی الوہیت کی تصدیق ہے۔

توحید میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت و ربوبیت اور ان کے ماتحت بندہ کی عبادت و استعانت کی تصدیق داخل ہے، اس کا زبان سے اقرار اور دل سے انکار یا شک نفاق ہے۔ اس کی تصدیق کے بعد انکار و ارتداد ہے یہ مثل شرک کے دین و مذہب کی نفی ہے بغاوت ہے۔ اور اس لئے ناقابل معافی۔ اور بدعت بھی بڑی بلا ہے یہ دین میں کسی نئی بات کا پیدا کرنا ہے، جو دین کی بات نہیں، اس کو دین سمجھنا ہے، غیر شریعت کو شریعت بتلانا افتراء علی اللہ اور ایک گونہ "ادعائے نبوت" ہے، بدعتی کو توبہ کم نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ تو اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے، پھر توبہ کیوں کرے گا، اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

قبل ایمان کفر و شرک سے توبہ لازم ہے، پھر ایمان یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قلبی تصدیق اور لسانی اقرار جس سے غیر اللہ کی معبودیت اور ربوبیت فنا ہو کر اللہ کی معبودیت و ربوبیت متمکن ہو جائے، اب نفاق، ارتداد، بدعت، فسق و فجور سے احتراز ایمان اور عمل صالح پر استقامت یہ ہے دین یا "بندگی" جس کے متعلق عارف روم نے کیا خوب کہا ہے ؎

بندگی کن بندگی کن بندگی — گر تو خواہی حری و دل زندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی است — زندگی مقصود بہر بندگی است
اندریں حضرت ندارد اعتبار — جز خضوع و بندگی و اضطرار
کفر باشد پیش او جز بندگی — ہر کہ اندر عشق یابد زندگی
مغز باید تا دہد دانہ شجر — ذوق باید تا دہد طاعات بر

قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین (یوسف ع ۱۲)

# اعجاز نما قرآن مجید

## علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے، ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے، میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا، سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے۔ اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو اسّی صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں، لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے، کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کیلئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا بسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر ایسے علمی ہدایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کیلئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کیلئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند و قابل اعتبار ہے۔ سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے میں قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کیلئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں، جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور معتبر و مستند تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں، وہ ضرور بالضرور اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم۔ اے

قرآن شریف کے متن کی صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے، جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کیلئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۲۰۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کیلئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل

کر سکتا ہے، مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے سمجھا دیتے ہیں۔

## (۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو سلیس ہونے کے باوجود با محاورہ اور زوائد و توضیح کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مطلب سمجھانے کیلئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا، یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علما اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے، جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

## (۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے

## (۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے، اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات ہیں، قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے حتی الامکان کوشش کی ہے۔

## (۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ "سب رس" حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعمال و ظائف، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دل نشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ با وجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے

## (۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے، جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے، اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے، بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

## (۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے،

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے بڑے جید علماء ہند، صوفیائے کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے، اور قرآن سمجھنے کیلئے سب سے بہتر تفسیر بیان القرآن وجو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اور علوم قرآن اور اسکی تاریخ سمجھنے کیلئے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں۔ ایک رف اور ایک چکنا، سائز $\frac{۲۰×۳۰}{۸}$ ضخامت تقریباً ... صفحے

رف ایڈیشن حاشیہ شدہ، ہدیہ بلا جلد عہ۔ مجلد پارچہ ۱۲ مجلد چرمی کامل ... اعلیٰ ایڈیشن پیشوا کے ٹائٹل جیسا چکنا سفید کاغذ ہدیہ بلا جلد حاشیہ شدہ عہ

# خوشنما قرآن مجید مترجم

ترجمہ بامحاورہ [illegible] حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی، حاشیہ پر آپ ہی کے فوائد موضح القرآن [illegible] جواب کتابت کی خوبی یہ ہے کہ نہ زیر [illegible] تمام پر ہیں جس سے پڑھنے میں قطعی غلطی نہ ہوگی، شروع میں مقدمۃ القرآن، اس میں فضائل قرآن و تلاوت قرآن، خواص القرآن، اسرار القرآن، قرآنی تعبیر، تعویذات [illegible] کا نقش ہو اعمال قرآن مجید کا ایک تعویذ قرآن مجید کے تمام حروف کا شمار یعنی کتنے حروف ہیں [illegible] صلعم کی سوانح عمری، آپکی نبوت و ولادت، معراج، وغیرہ وغیرہ ہر خوبی ہے کہ ہر پارہ الگ الگ نقش اور منزل جدا جدا ہے غرضکہ یہ قرآن ظاہری اعتبارات میں بے نظیر ہے، رعایتی ہدیہ کاغذ سفید چکنا مجلد باچمڑہ [illegible] کا جاندار [illegible]

مِنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللّٰهِ

اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کے پاس

تُحْشَرُونَ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ

اکٹھے ہوگے سو اللہ کی کچھ مہر ہے جو تو نرم دل ملا ان کو اور اگر ہوتا تو سخت گو اور سخت قلب

موضح القرآن [illegible] یعنی [illegible] سب جمع ہونگے اور [illegible] اگر [illegible] تو یہ [illegible] بیچھے ہیں نیا آنکھے نفرت کریا

# خوشنما قرآن مجید دو ترجمہ والا

بس یہی وہ قرآن شریف ہے جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہو گیا اب جب چھپ کر آیا ہے تو سبحان اللہ کیسی مقبولیت

جو ایک مرتبہ دیکھ لیتا ہے پھر وہ بس منگاتا ہے، آج ہندوستان بھر میں اس سے بہتر قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے، اور یہ بھی کیونکہ اس قدر محنت کوئی نہیں کر سکتا جتنی اس طباعت میں ہوئی ہے، اگر ایک کاغذ کی [illegible] دوردی کیا گیا [illegible] قرآن شریف [illegible] کی ہے کیونکہ دیسی کتابت ہوگی ویسی چھپائی اور ویسی جلد کا غذ فر ترتیب قیاس ہے اصل اندازہ تو پورے قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ ناپسند ہونے پر واپس کر دیجئے۔ سوم کا کاغذ مجلد ہے، ولایتی ایڈیشن سفید چکنا کاغذ [illegible] جلد [illegible]

دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي

سوائے اس کے معبود اگر چاہے خدا میرے تئیں ایک نقصان نہ کفایت کرے مجھ سے

اور ایسے معبود قرار دیتے ہوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کوئی کفایت پہنچانا چاہے تو ان معبودوں کی سفارش میرے کام آئے

شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُونِ إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ

سفارش ان کی کچھ اور نہ چھوڑا دیں مجھ کو تحقیق میں اس وقت البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں

اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑوں

ف وہ ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھتا تھا ایک موقعہ پر آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میاں آدمی آتے تھے اور بتوں کے خلاف کچھ وعظ بیان کرتے اور آپنے ان کو قید کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ ان دشمنوں کو بلواؤ تو ہم بھی دیکھیں کہاں تک سچے ہیں۔

# بڑے پیر کی گیارھویں

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہتر اور سب سے [illegible] غوث پاک کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے لئے محافل گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب ہے۔ آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول ایک [illegible] معلوم کریں، وہ دنیا میں کیوں آئے۔ انہوں نے آکر کیا کیا؟

اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ ان کی تردید ناممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، سائز ۲۲×۲۹ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۷۲ صفحے قیمت [illegible]

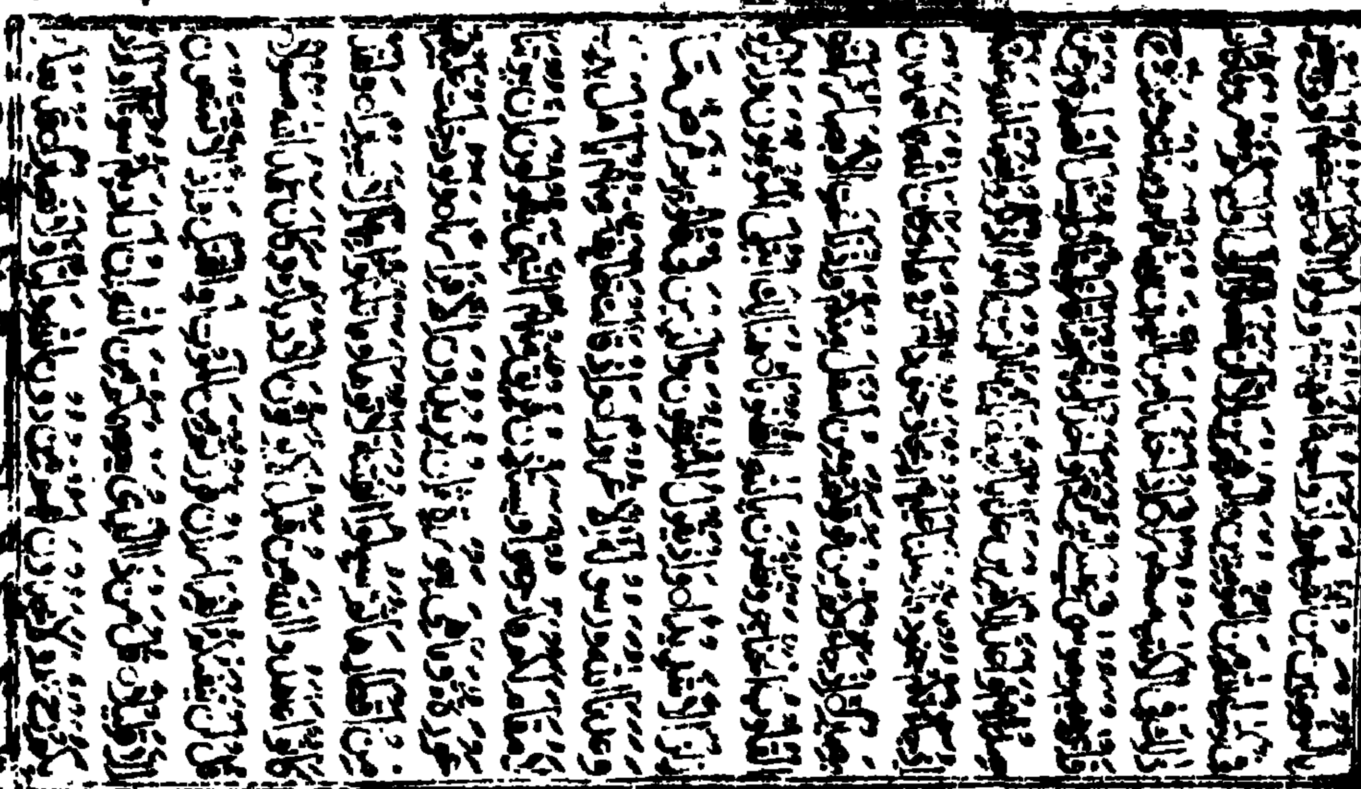
ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا، جامع مسجد دہلی

[illegible]

# ۱۰ ارآنے میں فوٹو بلاک پرنٹ بے مثال کا رنگ حمائل مجلد

حیرت سے پڑھیے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری۔ اس کا پیشوا کا

جناب عالی



بدیہ صرف ۱۰ مر لطف یہ ہے کہ ہمارے اکثر ساتھیوں کو اس کا یقین ہی نہیں آتا کہ [illegible] ہیں کہ ۱۰ ارنی پارہ ہدیہ ہے یا پورے قرآن شریف کا

زرِ ہدیہ مجلد ۱۰ ابر محصول ۷ ر

# دو ترجمہ والا بڑا معجز نما قرآن مجید مترجم معہ پوری تفسیر

معجز نما متوسط اور معجز نما حمائل شریف کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا ہے کہ تقاضے شروع ہو گئے کہ چھوٹے اور درمیانہ سائز کے قرآن مجید تو چھپ گئے لیکن موٹے حروف کا بڑی تقطیع کا بھی ضرور چھپنا چاہیئے۔ اس قسم کے اصرار کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر بڑی تقطیع کا [illegible] آرڈر آنے لگے۔ ہر قرآن مجید کے خط سے زیادہ خوشخط اور ترجمہ تقطیع موزوں یعنی متوسط سے دوگنی۔ اس میں یہ خاص صفت رکھی گئی ہے کہ حروف علیحدہ علیحدہ ہیں جس کو بچے، عورتیں اور بوڑھے بھی آسانی سے پڑھ سکیں، حاشیہ پر تفاسیر و کتب احادیث [illegible] کے تفسیر چڑھائی گئی ہے [illegible] صاحب محدث دہلوی کا لفظی ہے دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا عام فہم سلیس ۱۰ اور [illegible] ہیں۔ اس کی تقطیع ۱۳ - انچ بی اور ۱۰ انچ چوڑی ہے لکھائی ہندوستان کے بہترین کاتبوں کی ہے صحت یہ عالم ہے کہ ایک ایک لفظ کی ذمہ داری ھدیہ مجلد پانچ روپے [illegible] مجلد چرمی [illegible] عمدہ [illegible] قرآن مجید کے پورے صفحہ کی چوڑائی اس صفحہ سے بہت بڑی ہے اس آدھی سطر کا نمونہ لکھا ہے

ف یعنی یہ چیزیں بہترین ہیں پسند ہیں ۱۲ موضح القرآن عن ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ساری خلقت سے بہتر آدمی نہ بتلاؤں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بتلایئے۔ فرمایا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ جہاد کے لئے پکڑ لی جس دم کوئی کھٹکا [illegible] پر سوار ہو بیٹھا پھر فرمایا

## یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

دیں زکوٰۃ کو اور یہ ہے دین لوگوں قائم رہنے والوں کا

زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے مضامین مذکورہ کا (بتلایا ہوا)

## اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

بے تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب سے

بے شک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے

وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ

اور نہ نفع اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا کہہ اے اہل کتاب

اور نہ نفع پہنچانے کا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں آپ فرمایئے کہ اے اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

[illegible] مبالغہ نہ کرو بیچ دین اپنے کے سوائے حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی

[illegible] مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو [illegible]




## مظلوم کربلا

[illegible]

## دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

[illegible]

## مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

[illegible]

## حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

[illegible]

## حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible] کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے۔

فوٹو بلاک

پہلی مجلس

دوسری مجلس

تیسری مجلس

چوتھی مجلس

پانچویں مجلس

چھٹی مجلس

ساتویں مجلس

آٹھویں مجلس

نویں مجلس

دسویں مجلس

[illegible]

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

## آفتاب رسالت

مورخ اعظم حضرت آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کی سیرت مع حالات و تصویر لکھی ہے۔ پہلا حصہ ۔۔۔ صفحات اس میں زمانہ تاریخ عرب اور بعثت نبوی سے پہلے کے حالات اور کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۲۴ صفحات اس میں پوری رسالت کے حالات مثل ہجرت، شادی، تبلیغ غزوات اور سیاسی تعلقات اور متفرق واقعات کا تذکرہ۔ آخر میں حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲/ ۔

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور مہذب عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر معشوق تڑپ جائے تو ہماری نئی کتاب محبت کے پیغام پڑھیے۔ اس میں عاشق مزاج بہار ہوں گے وہ خطوط ہیں ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط ۔۔۔ شائستہ ہیں۔ ۔۔۔ بلاک میں ۔۔۔ چھپائی بہت عمدہ، شروع میں ایک رنگین سرورق ہے۔ قیمت ۔۔۔

## مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد حسین صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے، جو لوگ پھیکے مذہبی معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے محظوظ ہیں ان کو بہت تکلف کیوں کہیں تو یہ مصری افسانے ۔۔۔ فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں جس کی ہر عامی قیمت صرف ۔۔۔

## چھپا نوے اولیا

کے حالات، ان کی کرامات، ان کے خوارق، ان کی تعلیمات، انکی اولیانہ تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ کی ۔۔۔ کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے ان کا نام بھی تذکرہ اولیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں چھیانوے اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں، یمن کے بھی، مشرق ترکستان کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب گویا سیدھے لوگوں کا تجلی آئینہ ہے قیمت ۱۴/ ۔

## غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور سے علاج کرا لیا کرتے ہیں، غریبوں میں اتنا بوتا کہاں ان کو تو جان سے کسی طرح کو ناگزاں ہی یہ کتاب مثل کتاب غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تلاش کر لیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں ۔۔۔ یہ کتاب ۔۔۔ ہے کہ ہر ایک گھر میں رہنی چاہیئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی ہو سکتا ہے تو تقدم الفقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے قیمت ۸/ ۔

## دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے منجملہ شرائط کے ساتھ ہی پڑھی جائے اس کے اوصاف بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی ضرورت کبھی نہیں اٹکی رہتی، اس کے عامل ہر رات کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں پھر بھلا اس سے بڑی نعمت کیا کم ہے۔ وظائف اور دعا کے سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے، اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بلاکوں سے چھپی ہے، جس کی قیمت قسم اعلیٰ بلاک کی ۶/ ، ودان الحم ۔۔۔ ۱۸/ ۔

## کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خان بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحہ کی کتاب ہے، اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت اور تجربہ علمی کے صحیح ہونے کا ضامن ہے۔ ہر عمل تیر بہدف ہے دین و دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱۲/ ۔

## ۔۔۔ حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب پیش کروں گا ۔۔۔ مسدس اسلام کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ اسلام ہے لا مکتوب سے زائد چھپ کر فروخت ہوئی۔ زیر نظر ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ۔۔۔ مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۔۔۔

## جواہر ۔۔۔

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے تیر بہدف ہیں اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ ۔۔۔ کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ۔۔۔ اعمال و خواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال اور ۔۔۔ کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام ضربوں کے خواص ہیں۔ پانچویں میں اشغال اور جن ۔۔۔ قیمت ۔۔۔

## عکسی مصری کلاں

۹ انچ سائز ہے، ضخامت ۱۰۰۰ صفحہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت بہترین ولایتی کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی ۔۔۔ خرچ کرکے اس کے فوٹو بلاک بنوائے گئے ہیں پانچ سال کی محنت اور ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد یہ اعلیٰ درجہ کا قرآن تیار ہوا ہے، جس کو دیکھ کر یورپ دلعیر کرکی ۔۔۔ مجلد پارچہ ایک روپیہ ۔۔۔

## نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوتے ہیں اور ان کا قرآن میں ذکر ہے سب کی سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۴۰ صفحوں کی ۔۔۔ کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پر ہوں گے اہم ترین مقصد اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضیات کے مقابلہ میں امت نبوی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ درجہ عبادت الہٰی کی تشریح ہوتی ہے قیمت ۱۴/ ۔

## پنجسورہ معجزنما مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت احزاب یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے۔ پہلا پنجسورہ ۱۶۰ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۴ صفحات کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات، خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل ہوتی ہیں ترجمہ کلام حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع معقول کاغذ چکنا فتح، رحمن، واقعہ، ملک، مزمل، کہف، جن ۔۔۔ یٰس ہفت ہیکل کشش قفل وغیرہ قیمت ۱۲/ ۔

ایک مانع کی وجہ سے کفار کو یقین نہیں ہوتا تھا اور وہ مانع استبعاد اور خرق عادت تھا، اس واقعہ سے خرق عادات کا امکان ثابت ہو گیا، بالخصوص اس نوم طویل و یقظہ کو موت اور بعث سے ایک گونہ مشابہت بھی ہے پس وہ مانع مرتفع ہو گیا، اور شرائط پہلے سے مجتمع تھے، پس یقین مرتب ہو گیا، چونکہ حصول یقین کی علت تامہ کا جزو اخیر یہی رفع مانع تھا، اس لئے اس کو علت فرمایا گیا اور اس کو یقین کا مرتب ہونا تو اور بھی اظہر ہے، اب یہ شبہ نہ رہا کہ اس واقعہ سے امکان بعث تو معلوم ہو سکتا ہے لیکن تحقیق بعث معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر سے علم بالامکان بوجہ رفع مانع کے موجب علم تحقیق بعث ہو گیا پھر اسی زمانہ میں یا بعد کے زمانہ میں ان صاحبوں کے دبیں غار میں وفات پا جانے اور اطلاع وفات پر ان کے متعلق اس عصر میں ایک اختلاف ہوا جس کو آگے بیان فرماتے ہیں کہ) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے (اور وہ معاملہ اس غار کا شتہ بند کرنا تھا بغرض حفاظت ان کی لاشوں کے یا یادگار قائم کرنا تھا بغرض نشان کے) سو ان لوگوں نے کہا کہ ان کے (غار کے) پاس کوئی عمارت بنوا دو (پھر اختلاف ہوا کہ کیا عمارت ہو کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا اس اختلاف کے وقت) ان کا رب ان (کے احوال مختلفہ) کو خوب جانتا تھا (بالآخر) جو لوگ (اپنے رائے میں) کام پر غالب (اور قادر) تھے (یعنی اہل حکومت کہ وہ اس وقت دین حق پر تھے) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دیں گے (تاکہ مسجد اس بات کی بھی علامت رہے کہ یہ لوگ عابد تھے، ان کو کوئی معبود نہ بنا لے جیسا کہ دوسری عمارات میں پرستش کا احتمال ہے) **ف** پس مسجد بنانا اس مصلحت کے لئے اور دوسرے مفاسد سے بچنے کے لئے تھا سو اگر کسی زمانے میں ابھی کوئی مفسدہ ہونے لگے وہ بھی ناجائز ہوگی جیسا قواعد شرعیہ شاہد ہیں پس آیت اباحت فی نفسہ سے زائد پر دال نہیں اور شاید اس تنازع کے ذکر کرنے سے بھی ان کی حفاظت نعشوں کی اور پھر بنانے مسجد سے ان کی حفاظت معبودیت بیان فرمانا مقصود ہو تاکہ معلوم ہو جاوے کہ انہوں نے ہم پر توکل کیا اور طاعت کی ہم نے ہر طرح سے ان کی حفاظت کی **ربط** یہاں تک قصہ اصحاب کہف کا بقدر اقتضائے مقام ختم ہو چکا چونکہ اس قصہ میں ناقلین بعض بعض اجزا میں اختلاف کرتے تھے اس لئے اس کو سن کر اہل اختلاف کی جانب سے ان اختلافات کے اظہار کا محل تھا خصوص ان اجزا میں جو اور اجمال و ابہام کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں جیسے فتیۃ کہ مبہم ہے اس میں ان کا عدد مصرح نہیں اور جیسے سنین عددا کہ اس میں عدد سنین کی تعیین نہیں، اس لئے آگے بالخصوص ان دونوں اختلافوں سے تصریحاً تعرض کر کے ایک سے تو اول کلام میں منطوقاً سیقولون الخ اور دوسرے سے آخر کلام میں مفہوماً ولبثوا الی قولہ قل اللہ اعلم الخ اور دوسرے اختلافوں کو مقایسہ پر محمول کر دیا اور درمیان درمیان رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان اختلافات کے وقت طرز مخاطبت کی نسبت امر و تعلیم فرماتے ہیں حاصل طرز مذکور کا یہ ہے کہ مجموعہ متکلم و مخاطب کی جانب میں تین تین امر ہیں۔ دعویٰ۔ استفہام، اعتراض پس ان کے دعویٰ مخالف واقع کی اظہار غلطی کے لئے نقل صحیح قرآنی پیش کر کے قل ربی اعلم اور قل اللہ اعلم کہہ دینے کو کافی فرمایا اور ان کے استفہام کی نسبت جبکہ اس کا جواب وحی میں منقول نہ ہوا ہو اور قابل جواب بھی ہو اور اس بنا پر جواب کا وعدہ کر لیا جاوے لا تقولن الخ میں اس وعدے کو مشیت الٰہیہ پر معلق کرنے کا بعنوان عام حکم فرمایا اور استفہام مذکور میں یہ قیود اس لئے لگائی گئیں کہ جس کا جواب وحی میں منقول ہو چکا ہوگا اس میں وعدہ جواب کی جگہ خود جواب ہی آ چکا ہے، اسی طرح جو قابل جواب نہ ہو، اس میں بھی وعدہ جواب نہ ہوگا اس لئے یہ دونوں صورتیں مبحث میں داخل نہیں اب رہا اعتراض جو محض عناد ہو اس کے جواب میں زائد مشغول ہونے سے لا تمار الخ میں منع فرمایا یہ تین امر تو مخالفین کی جانب سے ہوئے اب رہے یہ تینوں امر جو آپ کی طرف سے ہوں تو دعوے کے اثبات میں تو نقل صحیح جس کی صحت خود اس کے اعجاز سے ثابت ہے پیش کرنے کو اور اس سے زائد کاوش نہ کرنے کو ارشاد فرمایا چنانچہ لا تمار الخ میں یہ بھی داخل ہے اور استفہام سے بوجہ اس کے غیر ضروری ہونے کے لا تستفت الخ میں ممانعت فرمائی اب رہا اعتراض سو لا تمار الخ میں اس کی ممانعت بھی آ گئی یہ ہے حاصل آیات آیندہ کا مع وجہ ارتباط و وجہ تخصیص تعرض عدد و مدت لبث و عدم اجتماع فی الذکر یعنی ذکر عدد در اول و ذکر مدت لبث در آخر بغرض احاطہ اختلافات بمجموعہ کلام بقصد اظہار مقصودیت ذکر اختلاف و طرز عمل متعلق اختلاف و للہ الحمد ما افہم اسلوب ہذا المقام۔

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

بعضے لوگ تو کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے یہ لوگ بے تحقیق بات

رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

کو ہانک رہے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب جانتا

مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم

ہے ان کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے اور آپ ان کے بارے

مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ

میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھئے اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کر دوں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے

وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝

اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو دلیل بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

بات بتلا دے اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اور رہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت ۲۵۸

لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن

کو زیادہ جانتا ہے تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہے ان کا خدا کے سوا کوئی بھی

وَّلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝

مددگار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے

تفسیر: سیقولون سے احدًا تک (جس وقت آپ اصحاب کہف کا قصہ بیان کریں گے تو) بعضے لوگ تو کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور بعضے کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا اُن کا کتا ہے (اور) یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا کتا ہے آپ (ان اہل اختلاف سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا ہے (کہ آیا ان اقوال متعارضہ میں سے کوئی قول صحیح ہے یا سب غلط ہیں) ان (کے شمار) کو (صحیح صحیح) بہت قلیل لوگ جانتے ہیں (اور چونکہ کوئی فائدہ معتد بہا اس کی تعیین کے متعلق نہ تھا لہٰذا اس اختلاف کا کوئی صریح فیصلہ آیت میں نہیں فرمایا لیکن روایات میں حضرت ابن عباسؓ وابن مسعودؓ کا قول آیا ہے انا من القلیل کانوا سبعۃ یعنی میں اُن ہی قلیل میں سے ہوں اور وہ سات تھے کذا فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم وغیرہ اور آیت میں بھی اشارۃً اس کی صحت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اس اخیر قول کو نقل کر کے اس کو رد نہیں فرمایا واللہ اعلم) سو (اگر اس پر بھی وہ لوگ اختلاف سے باز نہ آویں تو) آپ (ان لوگوں سے) اُن (اصحٰب کہف) کے (عدد وغیرہ کے) بارے میں بجز سرسری بحث زیادہ بحث نہ کیجئے (سرسری بحث سے یہ مراد ہے کہ آپ وحی کے موافق ان کے روبرو قصہ بیان کر دیجئے اور زیادہ سوال و جواب نہ کیجئے اس کو بحث اس لئے کہا کہ آخر تلاوت وحی سے اس کے معارض قول کی تغلیط تو ضرور ہی ہو گی بالخصوص رجم بالغیب اور قل ربی اعلم

... اس کے سوا کہ چونکہ اس میں بار بار رد و قدح نہیں ہے، اس لئے یہ بحث سرسری قرار دی گئی اور اس نہی کے مضمون
میں ان کے اعتراض کے جواب میں زیادہ مشغول ہونا اور اپنے دعوے کے اثبات میں زیادہ کاوش کرنا یا ان پر اعتراضات کرنا
سب آگیا) اور (جس طرح زیادہ بحث کرنے سے ممانعت کی گئی ہے اسی طرح آپ کو ان سے کچھ پوچھنے سے بھی ممانعت ہے
پس) آپ ان (اصحاب کہف) کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھئے (کیونکہ وحی سے ضروری کی تعلیم ہو چکی اور
غیر ضروری غیر ضروری ہے) اور (اگر یہ لوگ آپ سے کوئی بات قابل جواب دریافت کریں اور آپ جواب کا وعدہ کریں تو اس
کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ یا اس کے ہم معنی کوئی بات ضرور ملا لیا کریں بلکہ وعدہ جواب کی کیا تخصیص ہے۔ امر میں اس کا لحاظ
رکھئے پس) آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو (مثلاً) کل کر دوں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے (یعنی انشاء اللہ
تعالیٰ وغیرہ بھی ساتھ کہہ دیا کیجئے اور آئندہ ایسا نہ ہو جیسا اس کے قبل ہو گیا کہ آپ سے روح و اصحاب کہف و ذوالقرنین
کا قصہ پوچھا گیا تو آپ نے وحی کے بھروسہ زبان سے انشاء اللہ کہے بے وعدہ فرما لیا کہ کل جواب دے دوں گا چنانچہ پندرہ
روز تک وحی نازل نہ ہوئی اور آپ کو بڑا غم ہوا اس کے بعد جواب کے ساتھ یہ حکم بھی نازل ہوا کذا فی اللباب عن ابن عباس)
اور جب آپ (اتفاقاً انشاء اللہ تعالیٰ کہنا) بھول جاویں (اور پھر کبھی یاد آوے) تو (اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ کہہ
کر) اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے (یعنی جب یاد آوے کہہ لیا کیجئے اور یہ حکم افادہ برکت کے اعتبار سے ہے جو کہ وعدوں میں
مقصود ہے تعلیق و ابطال اثر کے اعتبار سے نہیں ہے جو کہ طلاق و عتاق و یمین وغیرہ میں مقصود ہے پس اس میں متصل کہنا
ابطال اثر میں مفید ہوگا اور منفصل کہنا مفید نہ ہوگا) اور (ان لوگوں سے یہ بھی) کہہ دیا کیجئے کہ (تم نے جو امتحان نبوت کے
لئے اصحاب کہف کا قصہ مجھ سے پوچھا تھا جس کا جواب دینا میری نبوت کے دلائل میں سے ہے سو یہ نہ سمجھا جاوے کہ
میرے نزدیک اس سوال کا جواب دے دینا کوئی اعظم الدلائل اور سرمایہ ناز و افتخار ہے جیسا تم نے اس قصہ کو عجیب تر سمجھ کر
پوچھا ہے اور اس کے جواب کو اعظم دلائل سمجھتے ہو سو چونکہ یہ قصہ اعجب الآیات نہیں ہے جیسا تمہید قصہ میں بھی فرمایا گیا
ہے ام حسبت الخ اس لئے میرے نزدیک دلالۃ علی النبوۃ میں سب سے اعظم و اقرب نہیں ہے مطلب یہ کہ میری نبوت ایسا امر محقق ۴۹۹
و متیقن ہے کہ اس پر استدلال کرنے کے لئے جس دلیل کو تم اعظم سمجھتے ہو میں اس سے بھی اعظم دلیلیں اس پر رکھتا ہوں چنانچہ
ان میں سے بعض دلائل تو وقتاً فوقتاً تمہارے روبرو پیش کر چکا ہوں مثل اعجاز قرآن وغیرہ کے جو یقیناً اس سوال کے جواب سے دلالت
علی المدعا میں فائق تر ہے کہ کوئی شخص کسی طرح سے اس پر قادر نہیں بخلاف جواب سوال کے کہ گو میرے اعتبار سے وہ معجزہ ہے لیکن
عالم بالنقل بھی ایسے سوالات کا جواب دے سکتا ہے اور بعضے ایسے دلائل کی نسبت) مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی
دلیل بننے کے اعتبار سے اس (قصہ) سے بھی نزدیک تر بات بتلا دے (چنانچہ اصحاب کہف سے بھی زیادہ جن کا زمانہ قدیم تھا
اور جن کے اخبار کا پتہ نہ چل سکتا تھا وہ وحی سے بتلائے گئے کہ وہ یقیناً اس قصہ کے جواب سے اخبار عن الغیب میں زیادہ
عجیب و غریب ہیں) اور (جیسا ان لوگوں کا ان کے عدد میں اختلاف ہے اسی طرح مدت نوم میں بھی اختلاف ہے جس میں امر واقعی
ہم بتلاتے ہیں کہ) وہ لوگ اپنے (اس) غار میں (حالت خواب میں) تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے (اور اگر اس کو
سن کر بھی اختلاف کریں تو) آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے (غار میں) رہنے کی مدت کو (تم سے) زیادہ جانتا ہے (پس جو
اس نے بتلایا وہی صحیح ہے اور وہ اس قدر کیوں نہ جانتا اس کی تو یہ شان ہے کہ) تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو
ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہے (پس ان کو چاہیئے کہ ایسے صاحب علم محیط کے ساتھ دعویٰ علم بالمعلومات
میں معارضہ نہ کریں ورنہ مستحق سزا ہوں گے اور سزا کے وقت) ان کا خدا کے سوا (جتنے ہیں ان میں سے) کوئی بھی مددگار نہیں (ہوگا
جو اپنی طاقت سے مدد کرے) اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک (کیا) کرتا ہے (کہ شریک مشورہ بن کر کسی کی نفع رسانی
کر سکے خلاصہ یہ کہ نہ کوئی مزاحم ہے نہ کوئی شریک ہے پس ایسے عالی شان سرکار کی مخالفت سے بہت حذر کرنا
چاہیئے) ف: ان کے سات ہونے کے متعلق مدارک میں ایک اور لطیفہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ
... اس قصہ میں ارشاد ہے قال قائل ایک تو یہ ہوا آگے ہے قالوا لبثنا تین یہ ہوئے پھر آگے ہے قالوا ربکم تین یہ ہوئے
اور ظاہراً سب قائل سات معلوم ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ لطیفہ مؤید دلیل بن سکتا ہے مستقل دلیل نہیں ہو سکتا جیسا کہ ظاہر ہے

چار امر اس قصے کے متعلق اور رہ گئے ہیں، ایک یہ کہ مذہب عیسوی محرف ہو چکا تھا پھر اصحاب کہف کے قبول کے لئے وہ کیسے کافی ہوا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے بعض بعض علماء کے پاس اس وقت مذہب محفوظ ہو، دوسرے یہ کہ ان کا زمانہ کون سا تھا تفسیر حقانی میں تاریخ سے نقل کیا ہے کہ سنہ ارمعانی سو عیسوی میں وہ ظالم بادشاہ تھا اور تین سو سال سونے کے ملائے جاویں تو سات سو عیسوی ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تخمیناً ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے ہیں، تو اس حساب سے ان کی بیداری آپ کی ولادت شریف سے بیس برس پہلے ہوئی، تیسری بات یہ کہ آپ مر گئے ہیں یا زندہ ہیں ظاہر اکثر روایات سے یہی ہے کہ اُسی زمانہ کے قریب انتقال کر گئے تھے، چوتھا امر یہ کہ ان کا مقام کون سا تھا سو تفسیر حقانی میں اس کا نام افسس اور طرسوس ایشیائے کوچک کا ایک شہر لکھا ہے جو اب بشکل ویران قصبہ کے حضرت سلطان کی حکومت میں ہے اور آبادی سے تین کوس وہ غار کئی میل کا ہے فقط ربط اوپر سے رسالت کی بحث چلی آتی ہے اور اسی کی تقریر کے لئے قصہ اصحاب کہف کا بیان کیا گیا ہے، آگے بھی منصب رسالت کے حقوق و آداب مذکور ہیں جس کا حاصل استغناء کے ساتھ تبلیغ کرنا اور مصدقین کو باوجود ان کی شکستہ حالی کے مکذبین پر باوجود ان کی خوش حالی کے ترجیح دینا ہے چنانچہ شان نزول بھی اس کا یہی ہے کہ بعض رؤسا مشرکین نے آپ سے درخواست کی تھی کہ ہمارے آنے کے وقت ان فقراء و غرباء کو ہٹا دیا کیجئے جس کی تفصیل پارہ ہفتم کے نصف کے ذرا بعد آیت وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ

اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا

مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ٤٠٠

کے سوا اور کوئی پناہ نہ پاویں گے اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ

کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کے رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے

مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ حق

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ

تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بیشک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار

اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۚ

کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح

بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا

ہو گا سو منہوں کو بھون ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہو گا اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہو گی بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں

نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو وہاں

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ

سونے کے کنگن پہنائے جاویں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

وہاں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھی جگہ ہے

تفسیر واتل ما اوحی سے مرتفقا تک۔ اور (آپ کا کام صرف اس قدر ہے کہ) آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ (لوگوں کے سامنے) پڑھ دیا کیجئے (اس سے زیادہ فکر نہ کیا کیجئے اور یہ نہ سوچئے کہ یہ بڑے لوگ اگر مخالف رہے اور ان کی دلجوئی نہ کی گئی تو دین کی کس طرح ترقی ہوگی اس کی ترقی کا تو ہم وعدہ کر چکے ہیں) اور اس کی باتوں کو (یعنی وعدوں کو) کوئی بدل نہیں سکتا (یعنی مخالفین کو یہ قدرت نہیں ہے کہ خدا تعالٰے وعدہ پورا کرنے لگیں اور وہ اس کو پورا نہ ہونے دیں اور حق تعالٰے گو تبدیل پر قادر ہیں مگر دوسرے دلائل سے معلوم ہے کہ وہ تبدیل واقع نہ کریں گے پھر کسی کی مخالفت سے کیا ضرر) اور (اگر ان کی ایسی دلجوئی کی کہ احکام الٰہیہ متروک ہو گئے تو پھر) آپ خدا کے سوا اور کوئی پناہ (بھی) نہ پاویں گے (اور گو اس کا وقوع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بدلائل شرعیہ محال ہے لیکن مقصود اس سے اس فعل کے اثر بیان کرنے میں مبالغہ ہے) اور (جیسا ان روساء کفار سے استغناء کا حکم ہے اسی طرح فقراء مسلمین کے حال پر مزید التفات و توجہ کا آپ کو حکم ہے پس) آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے میں) مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں (اور ان کی کوئی دنیوی غرض نہیں ہے) اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پاویں (خیال رونق سے مراد یہ کہ رئیس مسلمان ہو جاویں تو اسلام میں زیادہ جمال وکمال ہوگا پس اس میں بتلا دیا کہ اس ظاہری سامان سے اسلام کا جمال وکمال نہیں ہے بلکہ اس کا مدار اخلاص واطاعت کاملہ ہے گو فقراء ہی سے ہو) اور ایسے شخص کا کہنا (درباره غرباء کے ہٹا دینے کے) نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے (اس کی سزائے عناد میں) اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے (کہ دین حق کو قبول نہیں کرتا) اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال (یعنی اتباع ہوا) حد سے گذر گیا ہے اور آپ (ان روساء کفار سے صاف) کہہ دیجئے کہ (یہ دین) حق تمہارے رب کی طرف سے ع ۱۰
(آیا) ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے ہمارا کوئی نفع و نقصان نہیں بلکہ ایمان نہ لانے سے اپنا ہی ضرر اور ایمان لانے سے اپنا ہی نفع ہے چنانچہ آگے اللہ تعالٰے نے اس کو علی الترتیب بیان فرمایا ہے کہ ایمان نہ لانے کا تو یہ ضرر ہے کہ) بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے (دوزخ کی) آگ (سزا کے لئے) تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی (یعنی وہ قناتیں بھی آگ ہی کی ہیں جیسا حدیث میں ہے اور اس میں سے نکل نہ سکیں گے) اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو (کراہت صورت میں تو) تیل کی تلچھٹ (یعنی کیٹ) کی طرح ہوگا (اور تیزی اور گرم اس قدر ہوگا کہ پاس لاتے ہی) مونہوں کو بھون ڈالے گا (حتی کہ چہرے کی کھال اتر کر گر پڑے گی جیسا حدیث میں ہے) کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ (بھی) کیا ہی بری جگہ ہوگی (یہ تو ایمان نہ لانے کا ضرر ہوا اور ایمان لانے کا یہ نفع ہے کہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے (مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جاویں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے (اور) وہاں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے ف واصبر نفسک الخ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب تک یہ لوگ نہ اٹھیں گے آپ بیٹھے رہا کیجئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بدستور سابق ان کو اپنی طول مجالست سے مشرف رکھئے طول کو مقید ہونا فرما دیا۔ اور بعضوں کو وسوسہ ہوا ہے کہ ان روساء نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہماری مجلس خاص ہو جاوے تو ہم مسلمان ہو جاویں تو یہ درخواست تو منظوری کے قابل تھی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کو معلوم تھا کہ یہ ایمان نہ لاویں گے دوسرے اگر کوئی کافر کسی امر مباح پر اپنا ایمان معلق کرے تو وہ واجب نہیں ہو جاتا چہ جائیکہ امر مکروہ پر مثلاً اگر کوئی کافر کہے کہ مجھ کو ہزار روپے دو تو میں مسلمان ہو جاؤں کسی مسلمان پر اس درخواست کا پورا کرنا واجب نہیں۔ اور یحلون فیہا میں بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ مردوں کے ہاتھ میں تو کنگن برے معلوم ہوں گے جواب یہ ہے کہ یہاں بھی جس جگہ اس کا عرف ہے برے نہیں سمجھے

البتہ یہی شرعی مانع ہے، سو وہ وہاں نہیں ہوگی، اور یہ جو فرمایا کہ سبز لباس ہوگا، اس سے حصر مقصود نہیں کیونکہ آیات میں تصریح ہے کہ جس چیز کو جی چاہے گا وہ ملے گی اور یہاں سندس اور استبرق کو مطلق فرمایا، مگر سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے بطائنہا من استبرق یعنی استر دبیز ریشمی کپڑے کا ہوگا، اس سے اشارۃً مفہوم ہوسکتا ہے کہ ظہارہ یعنی ابرہ سندس یعنی باریک ریشمی کپڑے کا ہوگا جیسا دنیا میں بھی اکثر ایسی ہی عادت ہے واللہ اعلم ربط اوپر بیان آداب تبلیغ کے ضمن میں کفار کی اس درخواست کا کہ ہمارے آنے کے وقت فقراء مسلمین کو ہٹا دیا جائے رد ہوا تھا آگے تذییل مال و تفصیل ایمان و اعمال کے بیان سے ایک قصہ کے پیرایہ میں اس درخواست کے مبنیٰ اور منشا کا کہ اموال دنیا پر افتخار اور استکبار اور بوجہ ناداری کے غربا مسلمین کا استحقار و استصغار ہے ہدم فرماتے ہیں اور یہ قصہ قرآن میں بہت مجمل آیا ہے، جس میں اہل قصہ کا نام و نشان نہیں بتلایا، اسی لئے بعض نے اس کو فرضی قصہ کہا ہے لیکن در منثور میں ابی عمرو شیبانی کا قول تعیین نہر مذکور فی القصہ کے بارے میں منقول ہے کہ یہ نہر شہر رملہ ملک شام کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ واقعی ہے اور چونکہ اصل مقصود تفصیل پر موقوف نہ تھا اس لئے اجمال مضر مقصود نہیں واللہ اعلم اور جیسا اس قصہ سے کفار کی تغلیط ہوگئی اسی طرح مومنین کی تسکین اور تسلی بھی ہوگئی کہ ناداری کا غم نہ کریں اور حصول دولت عقبیٰ پر شکر کریں فقط۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا

اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے ان دو شخصوں میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دے رکھے تھے اور

بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ ۷۰

ان دونوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور

شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا

کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو اپنے اس ملاقاتی

اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ

سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے، اور وہ اپنے اوپر جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ

اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

میں پہنچا کہنے لگا کہ میرا خیال تو نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا تو ضرور اس

رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ

باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ ملے گی اس سے اس کے ملاقاتی نے جواب کے طور پر کہا کہ کیا تو اس ذات کے

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح سالم آدمی بنا دیا لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ

ہوں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتا اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ

کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدون خدا کی مدد کے کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ

نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ باغ دفعۃً ایک

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

صاف میدان ہو کر رہ جاوے۔ یا اس سے اس کا پانی بالکل اندر اتر جاوے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے اور اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ

پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے

اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝

ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود بدلہ لے سکا

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے

قصہ دو رفیقان بطور مثال تفصیل اعمال

تفسیر و اضرب لہم سے خیر عقبا تک۔ اور آپ (دنیا کی بے ثباتی اور عقبیٰ کی ثبات ظاہر کرنے کے لئے) ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال (جن میں باہم ملاقات یا قرابت کا تعلق تھا) بیان کیجئے (تاکہ کفار کا زعم باطل ہو جاوے اور مسلمانوں کو تسلی حاصل ہو جاوے سو) ان دو شخصوں میں سے ایک کو (جو کہ بددین تھا) ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں (باغوں کا) کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا (یعنی باڑ کھجور کے درختوں کی تھی) اور ان دونوں (باغوں) کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی (اور) دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی (بخلاف اکثر باغوں کے کہ کبھی کسی درخت میں اور کسی سال پورے باغ میں پھل کم آتا ہے) اور ان دونوں (باغوں) کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اس (دوسرے) ملاقاتی سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے (یعنی تو جو میرے طریقہ کو باطل اور عند اللہ ناپسندیدہ بتلایا کرتا ہے اور اپنے طریقہ کو حق اور عند اللہ پسندیدہ کہتا ہے سو ثمرہ دونوں کا دیکھ لے اگر تیرا دعویٰ صحیح ہوتا تو حالت بالعکس ہوتی کیونکہ دشمن کو کوئی نہیں نوازتا۔ اور دوست کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا) اور وہ (اتفاق سے اپنے ملاقاتی کو لے کر) اپنے اوپر جرم (کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا اور (وہ) کہنے لگا کہ (اجتماع اسباب بقا و نشو و نما کے اعتبار سے) میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات میں) کبھی بھی برباد ہو (یہ اس نے توحید کے مسئلہ میں کلام کیا کہ تو جو صانع عالم کا اور اس کی قدرت وغیرہ کا قائل ہے سو میں تو نہیں سمجھتا کہ اسباب طبعیہ کو کوئی معطل کر سکے اور اس باغ وغیرہ کا کارخانہ جس کی آبادی کے سارے اسباب جمع ہیں کہ نہر بھی ہے کارکن بھی ہیں، خرچ کرنے کو مال بھی، اس مال کی حفاظت کا سامان بھی ہے کسی طرح محتمل ویرانی کا ہو) اور (اسی طرح) میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی اور اگر (بفرض محال قیامت آ بھی گئی اور) میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا (جیسا تو کہا کرتا ہے) تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی (یعنی وہاں کی جنت کو تو یہاں سے اچھا تو کہا ہی کرتا ہے اور وہ مقبولین کے واسطے ہے اور میرے مقبول ہونے کی یہی دلیل ہے کہ یہاں کیسی راحت و عزت سے رکھا جاتا ہوں پس اگر قیامت ہوئی وہاں بھی مجھ کو جنت

ہی لے گی. پس اس شخص نے چار دعوے کئے کفر کا مذموم نہ ہونا انا اکثر الخ میں توحید کا انکار ما اظن ان تبید الخ میں قیامت کا انکار ما اظن الساعۃ الخ میں اپنا مکرم عنداللہ ہونا لئن رددت میں جو فرع ہے پہلے دعوے کی) اس (کی یہ باتیں سنکر اس) سے اس کے ملاقاتی نے (جو کہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کیا تو (توحید اور قیامت سے انکار کرکے) اس (ذات پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو (اول) مٹی سے (جو کہ تیرا مادہ بعیدہ ہے بواسطہ آدم علیہ السلام کے) پیدا کیا پھر (تجھ کو) نطفہ سے (جو کہ تیرا مادہ قریبہ ہے رحم مادر میں بنایا یعنی اعضا بنائے) پھر تجھ کو صحیح و سالم آدمی بنایا (یعنی ہاتھ پاؤں سے درست بنایا، مطلب یہ کہ توحید اور قیامت کا انکار کفر باللہ ہے توحید میں تو عقلاً بھی اور قیامت میں صرف نقلاً غیر اگر تو کفر کرتا ہے تو کیا کر) لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب (حقیقی) ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتا (اس جواب سے توحید کا بھی اثبات ہوگیا جیسا لا اشرک صریحاً دال ہے اور قیامت کا بھی اثبات دلالۃً ہوگیا جیسا ربی سے معلوم ہوا کیونکہ جس کو قدرت احیاء کی بھی نہ ہو وہ عاجز ہے اور عاجز لائق ربوبیت حقیقیہ کے نہیں) اور (جب توحید ثابت ہے جس کے لوازم میں سے ہے قدرت کاملہ کا ثابت ہونا اور اس کے فروع میں سے ہے اسباب طبعیہ کا معطل ہو سکنا تو اس بنا پر تجھ کو واجب تھا کہ آگے بڑھ کر مسبب کی طرف نظر کرتا سو) تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے (اور) بدوں خدا کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں (چنانچہ یہ باغ اللہ جب تک چاہے گا قائم رکھے گا اگر وہ چاہے گا ویران ہو جاوے گا، اس کی مشیت کے روبرو سب اسباب معطل ہیں اور بدوں ان کے مدد کے کوئی اسباب کام نہیں آسکتے، اس سے بھی توحید کی تائید ہوگئی، اب دو مضمون رہ گئے ایک اول کا یعنی کفر کے مذموم نہ ہونے پر کثرت اموال وغیرہ سے استدلال اور ایک آخر کا جو اسی کی فرع ہے یعنی ان چیزوں سے مکرم عنداللہ ہونے پر استدلال آگے اس کا جواب ہے کہ) اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں (جو کہ نفر کے عموم میں داخل ہے) کمتر دیکھتا ہے (اور اس سے اپنے اور اپنے طریقہ کے غیر مذموم عنداللہ ہونے کا شبہ پڑ گیا ہے) تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے (خواہ دنیا میں

۴۰۴ یا مرنے کے بعد جس میں ہر طرح کا سامان عیش و لذت کا ہو اور اس میں اولاد و نفر کی کثرت کا جواب بھی آگیا کیونکہ مقصود اولاد وغیرہ سے قلب کی راحت ہوتی ہے، سو اس اچھے باغ میں راحت کا سب سامان ہوگا خواہ اولاد وغیرہ کے واسطے سے یا کسی چیز کے واسطے سے جو اولاد سے بھی زیادہ ہو) اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے (یعنی حکم غیبی سے بلا توسط طبعیہ) بھیج دے جس سے وہ باغ دفعتہ ایک صاف (چٹیل) میدان ہو کر رہ جاوے یا اس سے اس کا پانی (جو نہر میں جاری ہے) بالکل اندر (زمین میں) اتر کر خشک ہو جاوے پھر تو اس (کے لانے اور نکالنے) کی کوشش بھی نہ کر سکے (اور ملنا تو بڑی دور ہے) (اور اس کافر کی اولاد کی نسبت کوئی بات نہیں کہی اس کی بے تکلف توجیہ میرے خیال میں یہ ہے کہ اولاد کی راحت بھی مال کے ساتھ ہے، جب مال نہیں ہوتا تو اولاد الٹا وبال جان ہو جاتی ہے اور آئے تکذیب ہوتی ہے، اور کھیت کا بھی لفظوں میں ذکر نہیں کیونکہ اس کا مدار پانی پر ہے جب وہ نہیں رہا تو کھیت بھی اجڑ جاوے گا یا یہ کہ کھیت تابع تھا اور باغ دو تھے اور ہر جگہ ایک کا ذکر کیا وجہ اس کی یہ ہے کہ مراد جنس باغ ہے جو دونوں کو شامل ہے حاصل یہ ہوا کہ تیرا منشاء اشتباہ یہ دولت و ثروت ہے جو تیرے پاس ہے اور میرے پاس نہیں سو اس کا منشا سمجھنا ہی غلط ہے کیونکہ اول تو یہاں ہی ممکن ہے کہ عکس ہو جاوے پھر کبھی دیکھی تو یہ فنا ہونے والی ہی ہے اور آخرت کی نعمتیں کبھی فنا نہ ہوں گی اس لئے اعتبار وہاں کا ہے یہاں کا نہیں اور من السماء بالتفسیر المذکور سے اس طرف بھی اشارہ ہوگیا کہ اگر غیر معمولی طریقہ سے آفت نازل ہو تو تعطل اسباب طبعیہ بھی معلوم ہو جاوے جس سے توحید کی زائد توضیح ہو) اور (اس گفتگو کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ) اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا (معلوم نہیں کیا آفت تھی لیکن ظاہراً اس کے ابہام سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم آفت تھی اور غیر معمولی عظیم ہونے میں اعظم ہے پس عجب نہیں کہ کوئی امر خارق عادت ہو، چنانچہ خازن میں لکھا ہے کہ ایک آگ تھی جو آسمان سے آئی اور باغ و کھیت کو جلا دیا اور پانی کو خشک کر دیا نیز حبان کی تفسیر بھی بعض نے نار کے ساتھ کی ہے اور اگر نہ بھی ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں کیونکہ من السماء کی اگر یہ تفسیر ہو تو اس مومن کا یہ خیال تھا جو پورا ہونا ضروری نہیں) پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا (خواہ وہ بھی سوختہ ہوں یا سب نیم سوختہ ہوں اور باغ کی تخصیص حسرت میں یہ ہے کہ اس میں

باب الوضو وبعض ضروری مسائل
[illegible] مستحبات [illegible]
[illegible]
مسح کا [illegible]
وضو توڑنے والی چیزیں
زخم سے خون پیپ نکلنا۔
قے کے مسائل۔
کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم
بیان غسل مع فرائض۔
مرض میں غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
[illegible]
احتلام کے مسائل
غسل کن موقعوں پر سنت ہے
غسل کب مستحب ہے۔
جنبی کو غسل فرض ہونے کی حالت میں
قرآن مجید وتوریت وانجیل کا چھونا
کس پانی سے وضو وغسل کیا جائے
جاری پانی کا حکم۔ بارش کا پانی
حوض دہ در دہ کا حکم
حوض اور تالاب کے مسائل
نابالغ بچوں سے پانی بھروانا
کنوئیں کی پاکی و ناپاکی کے مسائل
کنوئیں کے پاک کرنے کا طریقہ۔
پانی کے جانور۔ ڈول سے کنوئیں کا
پاک کرنا۔ انسان حیوان کا جھوٹا
مکروہ پانی سے غسل و وضو کا حکم
تیمم اس کے فرائض اس کی ترکیب
کن حالتوں میں تیمم جائز ہے۔
پانی کی تلاش کہاں تک کی جائے
ناپاک آدمی کا مسجد میں جانا
تنگ وقت میں تیمم کا حکم
مردے کو تیمم کرانا کس چیز سے تیمم
جائز ہے۔ کٹے ہوئے ہاتھ کا
تیمم۔ تیمم سے نماز درست ہے
کس چیز سے تیمم جائز ہے۔
کن چیزوں پر تیمم نہیں ہو سکتا
موزوں پر مسح کے مسائل۔
سوتی اونی موزے کا حکم
مسح کی مدت۔ مسح موزہ کا فرض
مسح کا طریقہ۔ مسنون پائتابہ اور
انگریزی جوتے کا حکم
مسح کی مدت کب ختم ہوتی ہے
زخم کی پٹی پر مسح۔
معذور کا مسح کب تک ہے
معذور کے کپڑے
چھوٹی بڑی نجاست کا مفصل بیان
راستہ کی کیچڑ آدمی کی کھال۔
کتے کا جھوٹا ناپاک کیونکر پاک ہو
کپڑا پاک کیا مگر نجاست باقی کا حکم
جانور نجاست پر نجاست کا [illegible]
گوبر لید کی نجاست کا حکم
حلال وحرام جانوروں کی کھال
کھی تیل کو پاک کرنا۔ روئی پاک کرنا
[illegible] استنجا
استنجے سے پہلے دعا
داہنے بائیں ہاتھ کا حکم

حیض ونفاس مع تفصیل
نفاس کی تعریف ومدت
[illegible] کے مسائل
استحاضہ [illegible]
نماز [illegible] احکام حیض ونفاس
[illegible] حیض ونفاس کی حالت
کھانا پینا بچے کی ولادت کے وقت
عورت کا نماز پڑھنا [illegible]
اور مسائل۔

## کتاب الصلوٰۃ

نماز کا ثبوت قرآن وحدیث سے
اوقات۔ دن میں کتنی نمازیں ہیں۔
نماز کے وقت۔ نماز وتر کا وقت
کس عمر میں نماز فرض ہوتی ہے
نماز چھوڑنے اور انکار کرنے والے
نماز کے مسنون اور مکروہ وقت
نفل نماز کب مکروہ ہے
فجر کی سنت کب پڑھیں
جماعت کے وقت سنت پڑھنا
خطبہ کے وقت جمعہ کی سنت
جماعت کے وقت بھول گئی
مکروہ وقت میں قضا نماز کا حکم
دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا
حج میں دو نمازوں کو جمع کرنا
اذان کی تعریف اور اس کی غرض
اذان کب اور کن نماز کے لئے
اذان کون دے کا۔ گانا اذان دینا
قضا نماز کی اذان۔ بے اذان کے
نماز پڑھنا۔ اذان کے وقت انگوٹھے
چومنا۔ اذان کے بعد کی دعا
اقامت کے مسائل۔ تکبیر کے
وقت امام ومقتدی کا بیٹھنا
جماعت ثانیہ اذان واقامت
میں فصل۔ اجابت اذان وبنا
تثویب کی تعریف نماز کے لئے انتظار
مسافر کے لئے اذان۔ نماز کی شرطیں
تفصیل اور ستر عورت کا نماز میں
کھلنا اور دیکھنا۔ برہنہ کی نماز
استقبال قبلہ۔ سجدہ کعبہ کو نہیں ہوتا
نمازی کا منہ کدھر ہو۔ کشتی میں نماز
قبلہ کے سوا اور طرف نماز۔
قبلہ معلوم ہو تو کیا کریں
نماز میں نیت ارادہ تعداد رکعت
الفاظ اور نیت مقتدی کو امام کی
نیت کرنی ۔ نیت قضا میں معلوم ہو
نماز واجب میں نیت۔ نیت میں الفاظ
قبلہ کہنا۔ شرط تکبیر تحریمہ
فرض نماز کی تکبیر تحریمہ پر نفل کی بنا۔
فرض نماز۔ قیام کن نمازوں میں
فرض ہے۔ قرات اور اس کے احکام
کتنا پڑھنا فرض ہے۔ رکوع
کے احکام۔ سجدہ کے مسئلے۔
ہر رکعت میں کے سجدے فرض ہیں
بلند جگہ پر سجدہ کرنا۔ قعدہ اخیرہ
کے مسئلے۔ امام کے ساتھ نماز کا
نکلنا۔ مقتدی کا امام کے خلاف کرنا
نماز کے واجبات۔ رکعت کا سجدہ
بھولنا۔ بیٹھنا دو دفعہ پڑھنا
امام کی متابعت۔ [illegible]
نماز کی سنتیں۔ مفصل [illegible]
مرد وعورت کی نماز کا فرق
امام کا تکبیر [illegible] پڑھنا

متفرق مسائل
ثنا تعوذ تسمیہ کا حکم
بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا۔
آمین کب ہے [illegible]
سجدہ میں پاؤں اٹھانا مکروہ
دعا کیسی مانگی جائے
مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیرنا
چند ضروری مسائل
نماز کے مستحب تفصیلوار
نماز کی پوری ترکیب
امام کی قرات لقمہ قرآن یاد ہونا
سجدے چند اور مسائل
کونسی سورتوں کی قرات مسنون ہے
بہت مفصل۔
قرات کے باقی ضروری مسائل
قرآن الٹا پڑھنا ایک سورۃ چھوڑ کر پڑھنا
چند ضروری مسائل کا ذکر آنا پڑھنا
التحیات کے لئے تاثیت کا صیغہ
امامت کے مسائل۔ امام کے لئے
شرائط۔ امام ومقتدی میں فاصلہ
چھوٹی مسجد وغیرہ۔
عورت کے برابر نماز پڑھنا اور
چند مسئلے کہیں نہ ملیں گے
امامت کے لئے بہترین کون ہے
کس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی
اندھے اور ولد الزنا کی امامت
جاہل کا اقتدا وغیرہ
لاحق مسبوق کی نماز
مسائل جماعت مع احکام
ترک جماعت کے عذر
عورتوں کا جماعت میں شریک ہونا
مقتدیوں میں ترتیب۔
امام کہاں کھڑا ہو امام کا ستونوں
میں ہونا عورتوں کے برابر کھڑے
ہونے میں فساد مقتدی کی قسمیں
وغیرہ۔ امام کی غلطی پر مقتدی کا
بتانا اور چند مسئلے۔ مقتدی کا امام
سے پہلے رکوع وغیرہ کرنا۔
نماز میں بے وضو ہونا۔ استخلاف
کی تعریف مع مسائل ومثال۔
خلیفہ بنانا۔ مختلف مسائل
نماز کے توڑنے والے اسباب
نماز میں چھینکنا رونا۔
نماز میں بھولنے پر بتانا اور لقمہ کے
مسائل۔ نمازی کے سامنے سے گذرنا
سترہ قائم کر کے گذرنا۔ نمازی کا
گننے والے کو اشارہ کرنا۔ نماز کے
مکروہات۔ نماز میں مکروہ تنزیہی
کیا ہیں۔ کہاں پڑھنا مکروہ ہے
نماز کب توڑ سکتے ہیں۔
جمعہ کے احکام شہر کی تعریف
شہر میں کئی جگہ جمعہ۔ احتیاط الظہر
خطبہ کی شرطیں۔ خطبے کی سنتیں۔
خطبہ کس زبان میں ہو
اذن عام کا مطلب
جمعہ واجب ہونے کی شرطیں
وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں
جمعہ کے روز ظہر وغیرہ
جمعہ کے روز غسل ولباس
خطبہ کے
وقت عبادت
وکلام وغیرہ

وتر نماز وترک کے احکام
دعاء قنوت میں ایک ناقص دعا
کا پڑھنا ضروری نہیں وتر کی قضا
نماز عیدین ان کے مستحبات
ان کا وقت۔ طریقہ نماز۔ چند ضروری
مسائل۔ نفر جمعہ وعیدین میں
فرق۔ عید الفطر وعید الضحیٰ میں
فرق۔ تکبیر تشریق اور اس کا حکم
سجدہ سہو کا طریقہ اور اس کے
مسائل تفصیل وار۔ سجدہ تلاوت
قرآن کے سجدے سے ہیں۔
آیت پڑھنے یا سننے سے کب
سجدہ واجب ہوتا ہے غیر زبان
میں آیت سجدہ پڑھی۔ سجدہ
کی شرطیں۔ سجدہ تلاوت کب
کریں۔ ایک آیت کئی مرتبہ پڑھنا
سجدہ شکر کا حکم۔ نماز قضا نماز
قضا کا گناہ۔ قضا کرنے کا عذر
متفرق نماز کے مسائل۔ قضا نماز کیسے
پڑھیں۔ نذر کی نماز۔ قضا نماز کا
فدیہ اور بعض مسائل۔ نماز مسافر
مسافر کی تعریف۔ قصر کے لئے
سفر کتنا ہو۔ قصر کا حکم کب تک ہے
وطن کی قسم۔ سفر کب ختم ہوتا ہے
سنن ونوافل سنت کی قسمیں
نفل نمازوں کے چند ضروری مسائل
سواری پر نماز کے مسائل۔
تحیۃ الوضو۔ تحیۃ المسجد۔ اشراق
چاشت۔ نماز سفر۔ تہجد۔ استخارہ
صلوٰۃ التسبیح۔ صلوٰۃ الاسرار
نماز توبہ۔ نماز تراویح۔ تراویح
کے مسائل۔ چار رکعت کے بعد
دعا۔ جماعت میں نابالغ کی امامت
اور چند ضروری مسئلے بسم اللہ ودعا
سے پڑھنا۔ جماعت کی شرکت
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا۔
سورج اور چاند گہن کی نماز۔
نماز استسقاء مع احکام ضروریہ
نماز خوف کا طریقہ اور حکم مفصل
مسجد کے ادب واحکام وفضائل
مسجد کو راستہ بنانا۔ مسجد میں بدبو کی چیز
لانا۔ تعلیم دینا۔ سوال کرنا۔ جانور
کے گھونسلے نوچنا۔
محلہ کی مسجد کا حکم وغیرہ۔

## کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے لگے تو کیا کرنا چاہئے
مرد وعورت کے میت میں بچہ
ہو تو کیا کریں۔ غسل میت کا حکم
اور اس کا طریقہ۔ مردہ کا تیمم وغیرہ
چند مسئلے۔ کفن سنت۔ حیلۂ دار
نابالغ کا کفن۔ کفن پہنانا۔ جنازہ
لے چلنا۔ نماز جنازہ کی ترکیب
اس کے احکام نماز جنازہ کی
دعائیں اور چند ضروری مسئلے
کئی جنازوں کی نماز
قبر کے مسائل تمام وکمال مفصل
زیارت قبر کا طریقہ قبر کو بوسہ
دینا۔ طواف کرنا۔ دفن کے بعد
تلقین۔ قبر پر پھول ڈالنا

مسائل تعزیت۔ نوحہ کرنا
ماتم کرنا۔ سیاہ لباس پہننا
احکام شہید۔ کفن۔ نماز۔ غسل
میں نماز۔

## کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اس کے
فضائل۔ روزہ کی قسمیں۔
فرض روزہ واجب۔ نفل
مکروہ حرام روزہ کی تعریف
اس کے وقت۔ کب فرض
ہوتا ہے۔ چند مسئلے
روزہ کی نیت اور اس کے
احکام اور چند مسائل۔
وہ روزے جن میں خاص نیت
کی ضرورت ہے۔
رمضان کی ۲۹ اور چند مسئلے۔ چاند کی
شہادت کا اعتبار۔ مطلع صاف
ہو تو گواہی کے مسائل۔ خط تار
کی گواہیاں۔
روزہ توڑنے والی اور نہ توڑنے والی
چیزیں۔ وہ باتیں جن سے روزہ
ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ اسباب کہ روزہ
توڑنے میں قضا کے ساتھ
کفارہ بھی آتا ہے۔ کفارہ لازم
ہونے کی شرطیں۔ کفارہ کیا ہے
اور چند مسئلے۔
روزہ کے مکروہات مع دیگر مسائل
سحری افطار۔ روزہ نہ رکھنے کے
عذر۔ ظن غالب کی تعریف بغیر عذر
کا حکم۔ روزہ کا فدیہ اور چند
ضروری مسئلے۔ نفلی روزے۔ نذر
کا روزہ۔ نذر کے روزے کے
مسئلے۔ احکام اعتکاف۔ اس کی
فضیلت۔ اعتکاف کے متعلق
مسائل ضروری۔
متفرق مسائل متعلق روزہ۔

## کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فضائل
زکوٰۃ ادا کرنے کی سزا قرآن وحدیث سے
زکوٰۃ کی تعریف۔ وجوب کی
شرطیں۔ کتنے قسم کے مال پر
زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ میں نیت زکوٰۃ
کا مصرف۔ زکوٰۃ کے تمام ضروری
مسائل۔ چاندی سونے کا مال
تجارت کی زکوٰۃ ادا کرنے اور چند مسئلے
مال مقروض کی زکوٰۃ۔ قرض
کی قسم کرایہ کے برتن اور مکان
کا حکم۔ قرض کی قسم اور تجارت
مال تیز اور چند مسئلے۔ جانوروں
کی زکوٰۃ۔
متفرق جانوروں کے متعلق
مسائل۔ کان اور دفینہ کے
مسائل۔ دفینہ میں خمس
زراعت کی زکوٰۃ۔ خراجی زمین
کے مسائل۔ عشر کے احکام
زمین کے متعلق تمام مسائل مفصل
عشر کب نہیں آتا
زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں مفصل
زکوٰۃ کا افضل ترین مصرف

صدقہ فطر کے مسائل
بھیک مانگنا اور بھیک دینا

## کتاب الحج

حج کے اصطلاحی الفاظ اور مقامات
کے نام مفصل
محرم۔ احرام۔ تلبیہ۔ حج۔ حاجی
عمیرہ۔ مفرد۔ قارن۔ متمتع۔ میقات
قران۔ تمتع۔ استلام۔ وقوف
رمی۔ رمل۔ اضطباع۔ اشعار
رفث۔ [illegible] حطیم حجر اسود
رکن یمانی۔ زمزم۔ منیٰ۔ عرفات
بطن عرنہ۔ مزدلفہ۔ محسر۔ عرفات
عرفہ۔ جحفہ۔ قرن۔ یلملم۔
جبل الرحمۃ۔ جبل قزح۔ محصب
احکام حج۔ اس کی فرضیت
اور فضائل
حج کی تعریف۔ ورشرائط فرض
حج میں خود جانا اور حج بدل۔
حج میں والدین کی اجازت
حج کے صحیح اور فرض ہونے کے
مسائل۔ حج کے واجب۔
سنت۔ میقات۔ احرام کے
مسائل مفصل۔ احرام کے محرمات
ومکروہات
حرم میں داخلے کے مسئلے۔
طواف کے مکروہات مفصل
طواف وسعی میں مباح کیا ہیں۔
منیٰ کی روانگی عرفہ کا وقوف
مزدلفہ کی روانگی تفصیل منیٰ کے
اعمال مفصل کنکریاں کتنی اور کیسی
ہوں چند ضروری مسائل۔
حج قران مع مسائل دیگر۔
حج تمتع مع تفصیل۔ حج کی قربانی
کے مسائل حج میں محصور اور
اس کے احکام۔ جرموں کی تفصیل
مع احکام۔ قربانی کے احکام حج و
کل مسائل۔ میقات سے گذرنا
حاضری مدینہ طیبہ

## کتاب النکاح

کن کن عورتوں سے نکاح درست ہے
نکاح کے شرائط اور اس کے
تمام احکام نکاح کے مستحب
نکاح کا خطبہ ایجاب وقبول
کی تعریف۔ جن عورتوں سے
نکاح حرام ہے۔ غیر مذہب
کی عورتوں سے نکاح مفصل
متاع کا حکم۔ دودھ کا رشتہ
زنا کا حکم۔ رضاعت کا بیان
احکام ولی۔ نابالغ کا نکاح اور
چند ضروری مسائل۔
مسائل کفاءت۔ کفو کی تعریف
وکالت نکاح کے ضروری مسائل
مہر مقرر کرنا۔ مہر کے مسئلے۔
مہر مثل کی تعریف کے مسئلے۔
نکاح فاسد کی تعریف اور اس کا
حکم۔ مہر مسمیٰ۔ مہر کی قسمیں۔ نکاح
کا ذکر بعد اسلام مفصل

## کتاب الطلاق

طلاق کے معنی اور اس کی قسمیں
طلاق صریح
غیر مدخولہ کی
طلاق۔

طلاق کنایہ کی تعریف اور اس کا
حکم۔ طلاق رجعی وبائن کا فرق
تفویض طلاق اور اس کی قسمیں
طلاق امر بالید کا حکم اور اس کے
مسائل۔ مشیت میں طلاق کی
صورتیں۔ طلاق معلق کی تعریف
اور اس کا حکم اور اس کے مسائل
طلاق رجعی کی تعریف مع احکام
ایلاء کسے کہتے ہیں مع مسائل
ظہار کا حکم اور اس کے مسئلے
کفارہ ظہار کی تشریح وتفصیل
لعان کی تعریف اور اس کے مسائل
عدت کی تعریف عدت کے احکام
سوگ کی اجازت۔ عدت میں
عورتوں کے لئے حکم
شوہر کا مہر کا حکم
پرورش اطفال کا حکم
نفقہ کے احکام ومسائل
عورت کی عدت وفرائض
بچوں کا دودھ پلانا۔ دادا کا نفقہ
ماں باپ دادا دادی کا نفقہ
حقوق بیوی اور شوہر
رسوم شادی اور اس کا حکم
دعوت ولیمہ کے مسئلے
پیدائش کے وقت کے مسائل
عقیقہ اور ختنے کے مسائل

## کتاب الذبائح

جانور کس طرح ذبح کیا جاتا ہے
اور چند مسئلے
اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کا حکم
ذبح کرنے والے کے متعلق چند مسئلے
حرام وحلال جانوروں کی تفصیل
اور حکم۔ مچھلی کے متعلق تمام مسائل
شکار کے متعلق مفصل مسائل
احکام قربانی کی تعریف اور اس کے
تمام مسائل

## کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کھانے پینے کی تمام چیزوں کا حکم
نشہ والی چیزوں شراب کا حکم
آداب طعام۔ کھانے کا مسنون
طریقہ۔ مہمان نوازی۔
آداب خواب وبیداری۔

## کتاب اللباس

کونسا کپڑا پہننا درست ہے
آنحضرت کا لباس۔
چاندی سونے کا زیور اور برتن
بعض ناجائز افعال
ناچ رنگ کی مجلس۔
غیر عورت پر نظر ڈالنا۔
تمام قسم کی آرائش کا حکم۔

## کتاب الحقوق

حقوق انسانی۔ حقوق والدین
حقوق اولاد۔ میاں بیوی کے حقوق
رشتہ داروں کے حقوق۔
یتیم ومسکین۔ مسافر کے حقوق۔
بیوہ کے حقوق۔ ہمسایہ کے حقوق
مہمان۔ میزبان کے حقوق۔ حیوانات
کے حقوق۔ مجالس میلاد وشبینہ
حق مرض۔ خدمت ماحق
گواہی دینا۔ قوم کو بری باتوں سے
روکنا۔ صاحب سوال کرنا۔
برائی کے [illegible] رکنا

کسی کا راز ظاہر کرنا۔ کسی کی تو ہین
توشامد۔ مردوں اور [illegible]
[illegible]
رشوت۔ شانتی قتل کرنا۔ [illegible]
کم تولنا۔ خرید وفروخت کے [illegible]
قسم۔ گراں وقت بیچنے سے
غلہ کم کرنا۔ جان کی حفاظت
کرنا۔ خودکشی۔ طاعون [illegible]
ضروری مسئلے۔ تعلیم کا [illegible]
وغیرہ۔ غیرت وصدقات
اشاعت اسلام۔ [illegible]

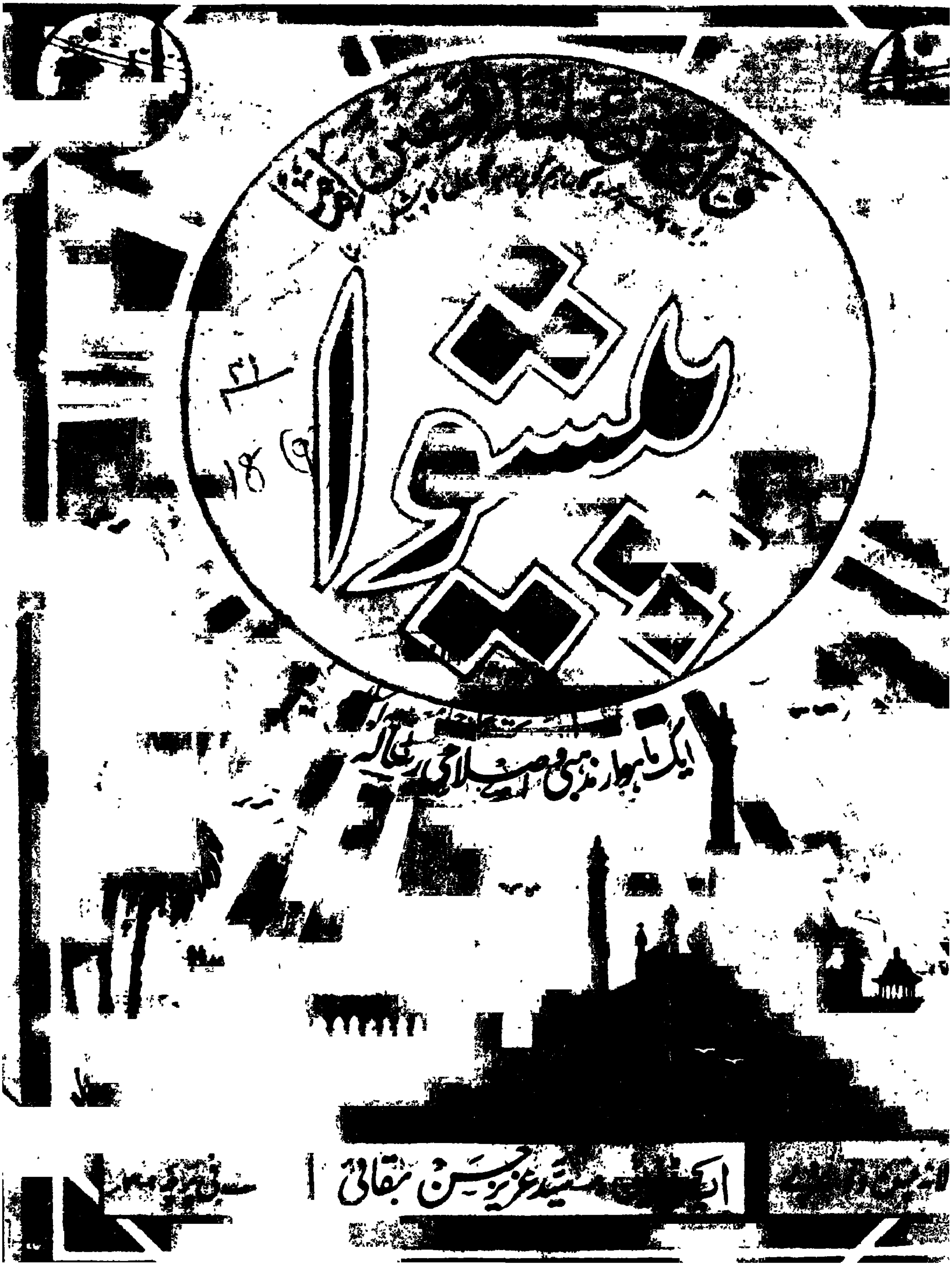
## کتاب المیراث

ترکہ ومیراث
[illegible]
مقررہ [illegible]
دادا کا حصہ
اخیافی بہن بھائی کا [illegible]
شوہر کا [illegible]
عورتوں کے حصے
بیوی کا حصہ بیٹی کا حصہ
پوتی کا حصہ
حقیقی بہن کا حصہ
سوتیلی بہن کا [illegible]
ماں کا [illegible]
نانی دادی کا حصہ
عصبات
عصبات کی قسمیں اور اس کی تعریف
بیان حجب حصے سے محروم ہونا
حصے مقررہ
باب العول۔ عول کی تعریف
اور اس کی قسمیں۔
نسب ردیہ کی تعریف
تصحیح تقسیم مسائل
بیان ذوی الارحام
مسائل تخارج بیان مناسخہ
وارثوں اور قرض خواہوں
ترکہ تقسیم کرنا۔
میراث حمل۔ مفقود الخبر کی میراث
مرتد کی میراث۔ میراث اسیر
مقامات الجھکی تعریف اور
مسائل۔ مسائل خنثیٰ۔ خنثیٰ کی
تعریف اور اس کو ورثہ
کی صورتیں۔
مسائل [illegible] وحرفی وبدلی
تمام مسائل میراث
کفن دفن وغیرہ
میراث ملنے کی صورتیں
ذوی الفروض۔ وہ لوگ جن کے
حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں
عصبات۔ وصیت
ثلث مال کی وصیت کس
رشتہ داروں کے لئے وصیت
وصی کے متعلق مسائل

## عرض حال

یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد تمام
[illegible] کامل واقفیت ہو جاتی
ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس
کا خریدنا لازمی ہے
ضخامت تقریباً سات سو صفحے
اچھی لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ
چکنا۔ قیمت تین روپیہ
علاوہ محصول

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر سید عزیز حسن بقائی




ایک قیمتی نصیحت

جو شخص ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے

خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو ولادت کی کثرت سے نہ صرف

ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے۔ بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی ہر خوشی سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی

کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو جاتا ہے

# برتھ کنٹرول

ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بہت بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہاروں کا تماشا شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائے گی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو۔ برتھ کنٹرول یورپ اور امریکہ کی بہترین کتابوں کا جوہر ہے اور سالہا سال کے تجربات و مطالعہ کے بعد صرف کثیر شائع کی گئی ہے اگر تم نے یہ کتاب دیکھی تو تم شادی کی سچی لذت سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتے۔ کتاب کو آٹھ فوٹو بلاک تصاویر نے چار چاند لگا دیئے ہیں ضخامت ۱۹۰ صفحے۔ قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک دو کل ۱۲/

مختصر فہرست مضامین چند ابواب برتھ کنٹرول حسب ذیل ہے

## فہرست تصاویر

۱۔ حسن سپیدہ عشق کے انتظار میں

۲۔ محبت کا پہلا قدم

۳۔ حسن خوابیدہ کی پہلی انگڑائی

۴۔ ہمدم دل ستاں

۵۔ شمع حسن فانوس حجاب سے باہر

۶۔ حسن رومانیہ کی ایک جھلک

۷۔ تنویر شباب

۸۔ شباب بازار حسن میں

## دوسرا باب

مواصلت کا صحیح تقسیم

عشق کی نیا منڈیاں

نباتات میں رنگ عاشقی

نسیم شباب کی مستانہ ہوائیں

مواصلت کا قدرتی جذبہ

لطف اندوزیوں کا مقصد

حصول لذت یا افزائش نسل

تذکرہ بالا خیالات کی تردید

عالم حیوانات اور عالم بشریت کا

زمانہ شوق۔

عورت کو بہتر جینے حمل

مشاہدات قدرت کی تکذیب

مواصلت کے پردہ میں اظہار محبت

## تیسرا باب

حمل ہو وصلت کے بے ثمری

نہال لطف اندوزی کا ثمرہ۔

بارآوری کا مرکز

حمل روکنے کے مقصد میں ناکامی

استقرار حمل کی جگہ انسانی زندگی

کی تشکیل۔

حمل روکنے کی چار صورتیں

حریم حسن اور انسانی زندگی کا پہلا نقطہ

نہال رعنا کی بے ثمری

عیش و نشاط کی ناجائز حدود

گلستان عیش میں دست درازیاں

بغیر گلچینی کے نخل تمنا کی بارآوری

احتیاط کا تقاضہ

ایام ماہواری کا خاموش اشارہ

محبوبہ کے جذبات میں ارتعاش

محبوبہ کے سرد جذبات

مواصلت سے محبوبہ کی بے چینی

عالم بے خبری کی مواصلت

گلشن شباب کی جبری گلچینی

مواصلت کے دامن میں طرفین

کی حسرت۔

مواصلت میں محبوبہ کا تجاہل عارفانہ

صنفی سرد مہری کے نقصانات

استقرار حمل روکنے کے نسوانی طریقے

آلہ تیشی اور رحم کا عدم اتصال

جوہر زندگانی کے چند منتشر قطرے

پرستار حسن کی آغوش میں تڑپ

ایام رضاعت میں استقرار حمل

میری اسٹوپس کا نظریہ

زمانہ رضاعت کی لطف اندوزیاں

## چوتھا باب

سرو خراماں اور رحمت بارآوری

ایوان عصمت اور برتھ کنٹرول کے

ممکن طریقے۔

حریم حسن کی آستان بوسی

مادہ منویہ کا ایوان حسن سے باہر اخراج

حریم حسن کے دامن میں جوہر زندگانی

جوہر زندگانی کے اجزائے ہیئت

گرمی عیش کی عدم تکمیل

محبوبہ کے ہاتھ میں سرد پانی کا گلاس

ڈاکٹر فاک کی شہادت

پرستار حسن دامن معصیت میں

لطف اندوزیوں کی غیر معینہ مدت

حبس دوام اور لطف اندوزیوں

کی طویل گھڑیاں۔

فن کریزی کی ترویج

امریکہ کا رونیدا کاموفی

لطف اندوزی کی گھڑیوں کو طول

دینے کے طریقے۔

ماہرین صنفیات کے تجربے

## پانچواں باب

برتھ کنٹرول کے غیر کیمیاوی طریقے

برتھ کنٹرول کے صحیح قدرتی طریقے

آلہ عیش کا باریک غلاف

فرنچ لیدر کے فوائد

آلہ عیش کی عدم استواری

فرنچ لیدر اور آستانہ جمال

فرنچ لیدر سے طبی نقصان

برتھ کنٹرول کے مقصد میں ناکامی

فرنچ لیدر اور لطف اندوزیوں میں خلل

فرنچ لیدر کے استعمال کی تاکید

سرچشمہ حسن کے قابل آلات

آستانہ حسن کا غلاف

لطف اندوزیوں میں اشتراک عمل

نرم نازک گولیاں

آستانہ حسن کی اسپرنگ

ولسن ہون

ایوالیڈیا ال اور اسپنج

پیسری

پیسریوں کی مختلف قسمیں

پیسری کی ماہیت

پیسریوں کی دو خاص قسمیں

اسپنج کا استعمال

استعمال کا طریقہ

اسپنج کا فائدہ

اسپنج کا نقص

## تیرہواں باب

گلشن شباب کی آفرینی

خون کی صفائی

رنگینی شباب کا محافظ

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے

نرگس چشم کی سحر آفرینی

رخسار تاباں کی گلگونی

رنگ نکھارنے کے لئے

بہترین فیس کریم

روئے تاباں کی شادابی

حسن عشوہ بیز کی زیبائش

ماہ عارض کے داغ

دوسرا قدرتی طریقہ

تیسرا آسان طریقہ

چوتھا مجرب طریقہ

زلف مشکیں کی درازی

گھونگھر والے بال

بالوں کی خشکی

پنجۂ مرجان کی خوشنمائی

غسل کے لئے حسن پرور لوشن

غنچہ دہن کی عطر بیزی

لاجواب فرانسیسی

دردندان کی جنبا پاشی

دانتوں کا مشام پرور ... منجن

دانتوں کی استواری

بہترین فرنچ منجن

نرگس نیم مست کی سحر طرازی

روج پوڈر فرانسیسی نسوار

آواز میں دلکشی

معطر گلشن کے چند پھول

کتاب میں ... ایسے ... ہیں

ستارہ میں قیمت صرف ...

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

# میری دردبھری کہانی

ایک جوان موت کے منہ سے بچا — ایک تماشا بن کر

ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والے فقیروں مہاتماؤں نے وہ کارنامے کر دکھائے ہیں جن کو دیکھ کر آجکل کے سائنسدان اور ڈاکٹر حیران ہیں آجکل کی ایک بیماری کا علاج جب ڈاکٹر ٹھیک نہیں کر سکتے تو اس کا علاج قرار دیتے ہیں پرانے زمانے کے فقیر تنگ دھڑنگ جنگلوں میں بسنے والے مردوں کو زندہ کر دینے کی طاقت رکھتے تھے ان کے نسخے ایسے ہیں کہ ایک خوراک سے ہی اثر دکھایا جا سکتا ہے گو آج وہ ملتے ہیں لیکن پھر بھی ہندوستان کا نام روشن کرنے والے سچے فقیر موجود ہیں۔ اب میری کہانی سنئے جوانی کی غلط کاریوں اور کم فہمی کی بدولت میں بیکار ہو کر طرح طرح کی بیماریوں میں پھنس کر اپنے ہاتھوں اپنی جوانی برباد کر بیٹھا اور طاقت مردمی سے محروم ہو گیا جریان، احتلام اور سرعت انزال وغیرہ سے تنگ آ کر کھوکھلا ہو گیا چہرہ زرد پڑ گیا آنکھیں اندر کو دھنس گئیں دل دھڑکنا سر چکرانا سستی، نامردی وغیرہ سے محروم ہو گیا جریان۔ احتلام اور سرعت انزال وغیرہ سے تنگ آ کر مایوس ہو گیا مشہور مشہور ڈاکٹروں حکیموں اور اشتہاری دوائیں پرکھ کر اپنی صحت کو برباد کر کے زندگی سے مایوس ہو بیٹھا۔ میری خوش قسمتی سمجھو کہ سیر کو کشمیر جانا پڑا ان ہی دنوں میں ایک عرس تھا میں بھی وہاں چلا گیا وہاں پر ہزاروں فقیر آتے ہیں۔ ایک دن شام کو سیر کرتا کرتا ایک پہاڑی کے کنارے پر جا نکلا سردی زیادہ بڑھ گئی تھی وہاں اچانک سامنے جو دیکھا تو ایک درویش پہاڑی سے میری طرف آتے دکھائی دئیے چہرہ پر پورا پورا جلال تھا جب میرے نزدیک آگئے تو مجھ کو سردی سے کانپتا ہوا دیکھ کر پوچھا۔ بیٹا کیا سردی زیادہ لگتی ہے۔ پہلے تو میں ذرا پھر حوصلہ کر کے دھیمی آواز میں کہا۔ جی ہاں۔ مجھ پر ترس کھا کر انہوں نے ایک سبز رنگ کی بوٹی کھانے کو دی

**پیارے ناظرین!** اس خدائے وحدہٗ لاشریک کو حاضر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک منٹ نہ گزرا تھا میرا جسم آگ کی طرح گرم ہو گیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر میں نے فقیر کے پاؤں پکڑ لئے اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ انہوں نے ہمدردی سے پوچھا بیٹا شام کے وقت جنگل میں اکیلا اور رونے کا سبب میں نے تمام کی تمام میری کہانی سچ سچ کہہ دی۔ اس پر فقیر نے مجھے حوصلہ دیا اور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے مقام رہائش پر جہاں وہ اترے ہوئے تھے لے گئے اور کہا کہ اگر تم سچے دل سے عہد کرو کہ اب بری باتوں سے بچو گے اور دنیا کی بھلائی کرو گے تب تمہارا بھلا ہو سکتا ہے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر سچے دل سے اقرار کیا اس پر اس سچے فقیر نے مجھ کو ایک دوائی کھانے کی اور ایک مالش کی دونوں کے نسخے لکھوا دئے اور کہا اب بیٹا تم جاؤ اور بے فکر ہو کر اپنے جیسے دکھیوں کا بھلا کرو۔ ناظرین یقین کریں کہ مجھ کو اس فقیر کی اچانک ملاقات سے اس قدر فائدہ ہوا کہ خود بخود میرے دل میں جوش پیدا ہونا شروع ہو گیا میں نے واپس آکر فقیر کے کہنے کے مطابق دونوں دوائیاں تیار کر کے استعمال کرنی شروع کر دیں۔ جیسا کہ میرا یقین تھا اس کی پہلی ہی خوراک نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔ آپ یقین جانئے کہ پانچ چھ دن بعد ہی کایا پلٹ گئی۔ سب تکلیفیں دور ہو کر بجلی کی طرح طاقتور جوش پیدا ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو ایک قابل فخر مرد خیال کرنے لگا۔ گو ضبط کرنا دشوار تھا۔ پھر بھی بموجب حکم مرشد کے چند دن دوائی جاری رکھی۔ وہ دن کہ کمزوری کی خوب ہضم ہونے لگا زیادہ لکھنا خلاف تہذیب ہے۔ گیارہ سال ہو چکے ہیں آج تک کسی دوائی کی ضرورت نہیں پڑی خدا کی مہربانی سے تندرست اور خوبصورت نوجوان ہوں۔ آج تک اس دوائی سے ہزاروں دکھیوں کا بھلا ہوا ہے سینکڑوں مرادیں پوری ہو چکی ہیں۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب کو نکل سکتا ہے۔ مگر اس دوائی کا اثر خالی نہیں جاتا دیکھا اسی دن سے مرشد کے حسب ارشاد دنیا کی بھلائی کے لئے اس دوا کا ڈھنڈورا گھر گھر جا کر رہا ہوں ہر قسم کی سستی نامردی پیشاب میں شکر آنا اور پرانا جریان احتلام وغیرہ دور ہو جائیں گی۔ کمزوری کی لاغری کو تباہی غرض جسم کے خفیہ روگ جادو کی طرح دور ہو کر نئی جوانی کی سچی طاقت اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ دوائی میں کسی قسم کی مضر صحت یا ضرر والی چیز نہیں ہے مالش سے کسی قسم کا آبلہ یا سوزش نہیں ہوتی ہر موسم میں کھانے کے لائق ہے۔ جوان کیا بوڑھے فائدہ اٹھا رہے ہیں: تندرست جوانی کا لطف لے سکتے ہیں۔ بڑھاپے میں لوہے کی مانند بنکر جوانی کا مزہ آسکتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس دوائی کے بعد عمر بھر کسی دوائی کی ضرورت نہیں پڑے گی جو [illegible] کی ہیں خوراک جو کہ صحت کے لئے کافی ہیں دو روپے۔ علاوہ مالش دو روپے آٹھ آنے۔ چونکہ مجھ کو اس کایا پلٹ دوائی نے موت کے منہ سے بچایا تھا اس لئے اپنا ایمان سمجھ کر اس کی اشاعت کر رہا ہوں اور قیمت صرف خرچہ اور لاگت پر رکھی گئی ہے۔ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگوانے پر محصول ڈاک معاف۔ **ضروری گذارش:** شکی مزاج حضرات میری دوا طلب نہ کریں کیونکہ جو شخص ہر چیز کو بے یقینی کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ موقعہ پر پیسے کو بہتر سمجھ کر کھو بیٹھتا ہے جس کو اس دوا سے فائدہ نہ ہو وہ ایمان کو جان کر قیمت واپس منگا لے اور ساتھ ہی آپ کا ایمان بھی ہے کہ اگر اس تحریر سے پڑھ کر فائدہ نکلے تو اس فقیر کے پیغام کی خبر گھر گھر پہنچا دیں کسی وجہ سے کسی اور دوا کے لئے نہ لکھیں اور نہ ہی کوئی بھائی ضرورت سے پہلے منگوائے

---

**شرطیہ علاج اور شرطیہ عہد:** ہندو کو دھرم اور مسلمان کو ایمان کی قسم ہے کہ اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب لکھا فائدہ نہ ہو تو حلفی تحریر بھیج کر قیمت واپس منگوا لیں علم صحت کی صورتوں کی کا پیسہ کیسا لگتا ہوں اگر کوئی صاحب بھی اس دوائی سے فائدہ اٹھائیں تو اپنی قیمت واپس [illegible] سرٹیفکیٹس موجود ہیں جیسے پہلے ہی صاحبان کے علاوہ کئی ڈاکٹر حکیم اور وید میں ڈاکٹروں حکیموں کو ویدوں کی بتائے ہے کہ لاجواب سکھوں کو لیا گیا روغن مالش لاجواب ہے ملنے کا پتہ

**ضروری اطلاع:** سیاہ ہے کہ میری دوائی مردانہ کمزوری سستی جریان احتلام سرعت کمزوری اور لاغری اور جریان الرحم و لیکوریا کے لئے مخصوص ہے یہ امراض خواہ کسی سبب سے ہوں جلق یا کثرت مباشرت یا عادت بد سے سب کے لئے یکساں مفید ہے سوزاک و آتشک سے پیدا کی ہوئی کمزوری کے لئے اس کا استعمال کرنا طاقت کا بیمہ کرانا ہے اور اس کے علاوہ نامردی کے سوا میری دوائی ہر بیماری کے لئے اکسیر ہے

# صوفی ایم۔ اے خاں۔ ناہن۔ انبالہ

# تین صد روپے مفت انعام

محبت کے شائقین ہمارا اصلی جادو تعویذ منگالیں اس کو اپنے پاس رکھ کر اپنے دل میں جس کسی کا نام لیں گے خواہ وہ کیسا ہی پتھر دل مغرور اور سنگدل کیوں نہ ہو، جہاں کہیں بھی ہوگا آپ کے ملنے کے لئے تڑپنے لگ جائے گا آپ اس کے سامنے جائیں گے وہ آپ سے اظہار محبت کرے گا۔ ہر وقت [illegible] کسی کے ظلم کرنا مردہ روحوں سے بات چیت کرنا معشوق کو بس میں کرنا حسب مرضی روزگار حاصل کرنا۔ غرضیکہ آپ کے ہر ایک سوال کا جواب آپ کو مل جائے۔ آپ کے دل میں کوئی ایسی خواہش ہے جو کہ باوجود کئی ہزار کوششوں کے بھی پوری نہیں ہوتی تو وہ بھی [illegible] تعویذ پاس رکھنے سے گنتی کے دنوں میں پوری ہو جائے گی۔ قیمت فی تعویذ پانچ روپے محصول ڈاک معاف۔ مگر ایک ماہ کے لئے خاص رعایتی قیمت [illegible] کیا جا رہا ہے ہر ضرورت مند منگا کر فائدہ [illegible] رعایتی اعلان سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند رجسٹری ڈاک خرچ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ [illegible] بھیجیں اس تعویذ کے اصلی سرٹیفکیٹ [illegible] موجود ہیں۔ غلط ثابت کرنے والے کو تین صد روپیہ مفت انعام دیا جائے گا۔

**[illegible] جوہی بھنڈار۔ ناہن، انبالہ**

# پچاس ہزار روپیہ کے زیورات

## دہلی میں تقسیم ہو رہے ہیں

اصلی سونے کے مقابلہ میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ نیشنل نیو گولڈ ہے۔ جس کا گھر گھر میں چرچا ہو رہا ہے۔ ہماری اس حیرت ناک ایجاد نے دنیا میں سنسنی پیدا کر دی ہے۔ ہندوستان کے معززین اصحاب [illegible] اخبارات نے [illegible] کر اپنی بہترین رائے کا اظہار کیا ہے۔ نیشنل نیو گولڈ ہی ایک ایسا کیمیائی سونا ہے جس کا رنگ کبھی خراب نہیں [illegible] ہوتا ہے۔ ہر قسم کے زیورات تیار ہو سکتے ہیں۔ اس کی مزید شہرت کو [illegible] کونے کونے اور گھر گھر میں پہنچانے کے لئے کمپنی [illegible] تین تولہ نیشنل نیو گولڈ دو جوڑی فینسی چوڑیاں۔ دو جوڑی کان کے بندے نیٹ پرائس دو انگوٹھی بمبئی فیشن بمعہ مکمل فہرست زیورات ضرورت مند اصحاب کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا ہے آج ہی فوراً طلب فرما دیں۔

منگانے کا پتہ

**دی [illegible] نیو گولڈ ورکس، پوسٹ بکس 126 [illegible] دہلی**

# فینسی رسٹ واچ مفت انعام

ہمارا مشہور عطر سینٹ بہار نہایت عمدہ تازہ پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے جو کہ پوشاک اور تمام گھر کو معطر کر دیتا ہے۔ سینکڑوں معزز آدمیوں نے اسے استعمال کر کے زبردست الفاظ میں اس عطر کی تعریف کی ہے، اس عطر کو مشہور کرنے کے لئے ہماری فرم نے ایک شیشی کے خریدار کو ایک عدد فینسی میٹ رسٹ واچ اور ایک تولہ دسونا) پرس نیو گولڈ مفت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ گھڑی کیا ہے ایک چھوٹا سا خوبصورت تحفہ ہے جس کی خوبصورتی اور چمک دمک غضب ڈھاتی ہے، جو اگر اس عرصہ میں گھڑی کی خوبصورتی خراب ہو جائے تو ہم دوسری گھڑی مفت دیں گے، انعامی گھڑی کی تقسیم کا سلسلہ محض اس غرض نیت ہندوستانی [illegible] کو قدر دانوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی غرض سے شروع کیا گیا ہے، اس لئے جن صاحب کو عمدہ عطر کی ضرورت نہ ہو۔ وہ محض گھڑی کے لالچ سے منگانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں، ایسے آرڈروں کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱) ایک یا دو شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک وپیکنگ خرچ گیارہ آنے اور دینے پڑیں گے۔ مگر تین شیشی کے خریدار کو صرف پانچ روپے دینے پڑیں گے۔ اور محصول ڈاک معاف اور تین عدد فینسی میٹ رسٹ واچ اور تین تولہ دسونا) پرس نیو گولڈ۔ بطور انعام مفت ملیں گی۔

پتہ

**لنڈن کمرشل کمپنی پوسٹ بکس 165/15 پی۔ ڈی۔ ہلا لاہور ڈیپا**

# مغل لائن لمیٹڈ

## ... ج لائن

بمبئی اور کراچی سے مخصوص ... پورٹ سوڈان. جدہ اور سوئز کو جہاز روانہ ہوتے ہیں

مسافروں اور مال کے جہاز بمبئی اور کراچی سے عدن پورٹ سوڈان اور سوئز کو جہاز روانہ ہوتے ہیں.

اور بمبئی اور کراچی سے پورٹ لوئی اور ماریشس کو بھی جاتے ہیں

جہازوں کی روانگی اور تاریخ بغیر کسی اطلاع کے منسوخ کی جا سکتی ہے

تفصیلات کے لیے اس پتہ پر لکھیے

## ٹرنر ماریسن اینڈ کو لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

---

# قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی ہو گئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی لاگت ... یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنی کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شوق سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں، خدا کے فضل سے

آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم و مفسر تیار ہو گیا ہے اور اس مرتبہ میں نے بشکرانہ فضل ایزدی اور بامتنان و معاونین پیشوا یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دوں گا جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے، حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں، مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے

# آسان ترجمۃ القرآن مجید

یہ ترجمہ حضرت مولٰنا شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ہے۔ حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے۔ شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور استخارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورۃ کے مجرب اعمال اور وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب لکھی گئی ہے۔ قلمی ہے۔ صحت اکیس علماء اور قاریوں سے کی ہے۔ سفید نارمنے کا کاغذ ہے۔ قیمت مجلد نقرئی کار ۱۲ روپے ارغوانی۔ مجلد نقرئی کار ... محصول ...

---

ملنے کا پتہ ۔ ... رسالہ ... ۱۰ ...

# ابلی ہوئی جوانی کا جذبہ پر کیف ہیجان

# معجون شباب آور رجسٹرڈ

[illegible]شباب، شہنشاہ، معرکتہ الآرا، سرتاج، عملی علاج، گویا [illegible] مردوں کا سہارا، طاقت کا بیمہ، تندرستی کا [illegible] سا لفظ [illegible] امراض کے مایوس مریضوں نے معجون شباب آور کی تعریف میں استعمال نہیں کیا۔ کثرت جماع، افسوسناک غلط کاریاں [illegible] دماغی محنت سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

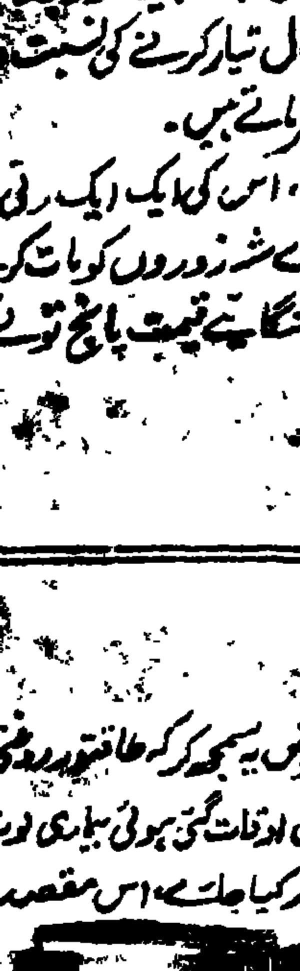
ہزاروں عقلمند اصحاب جو روپے کو روپیہ سمجھتے ہیں اور روپیہ کو برباد کرنا نہیں چاہتے، جو وقت کو قیمتی سمجھتے ہیں اور جلد اچھا [illegible] چاہتے ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ علاج ہے، جو بازاری [illegible] دواخانوں سے جہاں اچھا مال تیار کرنے کی نسبت روپیہ حاصل کرنے پر زیادہ توجہ کی جاتی ہے، پرہیز کرتے ہیں، ہمدرد کی مشہور عالم معجون شباب آور استعمال فرماتے ہیں۔

معجون شباب آور سے پر کیف ہیجان اور جوانی کا جذبہ پورے جوش کے ساتھ ابل پڑتا ہے، اس کی ایک ایک رتی موتیوں سے تولنے کے قابل ہے۔ اگر خاص خاص امرا اور روسا کے لائق قوت باہ کو چوگنا کرنے والی بڑے بڑے شہ زوروں کو مات کرنے والی "برقی قوت" پیدا کرنے والی جادو اثر دوا کی ضرورت ہے تو معجون شباب آور آج ہی منگائیے قیمت پانچ تولے کی شیشی [illegible] روپے مع [illegible] رجسٹری

## منیجر ہمدرد یونانی دواخانہ دہلی

# بیماریوں کے بعد کی کمزوری

فصلی بخار، انفلوئنزا، میعادی بخار، یا دیگر امراض چلے جانے کے بعد بھی کمزوری کی صورت میں اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں، مریض یہ سمجھ کر کہ طاقتور روغنی غذا [illegible] کمزوری دور ہو جائیگی اور بھی اپنی گت بنالیتا [illegible] جگر وغیرہ کی حالت تباہ ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات گئی ہوئی بیماری لوٹ آتی ہے یا کوئی اور مرض آگھیرتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ بیماریوں کے بعد جو کمزوری پیدا ہو اسے کسی مفید دوا سے دور کیا جائے، اس مقصد کے لئے



# شربت اکسیر خاص

سب سے زیادہ مفید اور قابل اعتماد ثابت ہوا ہے۔ فصلی بخار سے جب تلی اور جگر کی خرابی پیدا ہو جائے اور پرانی بیماریوں سے نجات پانے کے بعد اعضاء رئیسہ میں کمزوری نظر آئے، بھوک اچھی طرح نہ لگتی ہو، ہاضمہ خراب ہو، خون کی کمی ہو اور خون کم پیدا ہوتا ہو، کام سے جی گھبراتا ہو، اس وقت شربت اکسیر خاص جادو کا اثر دکھاتا ہے۔ چند خوراکیں کمزوری کا ازالہ کر دیتی ہیں، معدہ و جگر ٹھیک کام کرنے لگتے ہیں، خون زیادہ مقدار میں پیدا ہوکر [illegible] ناتوانی کی تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں، مرض کے دوبارہ حملے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ بچوں، جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور مردوں کو ہر مزاج اور ہر موسم میں فائدہ ہوتا ہے، اگر آپ کمزور ہو گئے ہیں یا آپ کے متعلقین میں سے کسی کو شکایت ہے تو دیر نہ کیجئے فوراً شربت اکسیر خاص کا استعمال شروع کر دیجئے۔ روزہ داروں کے لئے قوت قائم رکھنے کیلئے دنیا میں شربت اکسیر خاص سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

## آفتاب رسالت

موہبخ اعظم حضرت علامہ نیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۸۰ صفحات، اس میں زیادہ تر تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۴۲۲ صفحات میں ہے یہ پوری رسالت کے جو دکل حالات مثل بعثت شادی ہجرت غزوات معجزات و دیگر واقعات کے تذکرے آخر میں حضور کی سفر آخرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور مہذب عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو یہ ہاتھ کی کتاب محبت کے پیغام پڑھئے اس میں ایک میاں بیوی کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے جذبات کی روح ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور ... حسین جمیل بلاک میں بکھرانی چھپائی بہت عمدہ شروع میں ایک جمیل ... کی تصویر ہے قیمت ۸

## مصری افسانے

مصر کے مشہور ادیب ... کے مالک علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی ... چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو ... آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں، جس کی رعایتی قیمت صرف ۸ روپے

## چھپا نوٹ اولیاء

کے حالات ان کی کرامات ... خوارق، ان کی تعلیمات، ان کی اولیانہ تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے، اس کا نام بھی تذکرۂ اولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں چھپا نوٹ اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں، ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں، یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے قیمت ۱۲

## غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر طرح اپنے روپے کے زور سے علاج کرا سکتے ہیں مگر غریبوں میں اتنا بوتا کہاں اگر تو چار پیسے بھی خرچ کرنا گراں ہے کتاب ... غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تلاش کر لیں ... مفت تقسیم کر دیں ... خیر الناس رسول کریم کا فرمان ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں ہونی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو حفظ ماتقدم ہی تمام مرضوں کی قدر سے محفوظ رکھے۔ قیمت ۴

## اسلام کے سورما سپاہی

یہ مفید اور اہم کتاب جناب میرزا ... عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے کئی سال کی تاریخ کا نچوڑ ہے۔ پیشوا کے پڑھنے والے خوب واقف ہیں کہ جب وہ اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے محیر العقول شجاعانہ کارنامے بیان کرتے ہیں تو پڑھنے والوں کے دلوں میں سچی اسلامی بہادری کا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں اتحاد کی غیر فانی لہر پیدا ہو جائے گی وہ غلامی کے طوق لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دیں گے اور عزم و استقلال کے ساتھ اپنی عظمت کو واپس لانے کیلئے تیار ہو جائیں گے

## کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحہ کی کتاب ہے اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام جداول کے اعمال اور تعویذ ہیں، اس لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت اور تجربۂ عملی کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے، دین دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱۲

## مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لے کر جاؤں گا۔ یہ مسدس اسلام کی مکمل تاریخ اور مد و جزر اسلام ہے، لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی، زیبا اشتہار ... کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے۔ ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے ... مسدس ہے اور آخر میں الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے۔ بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۸

## جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب جو عاملوں کیلئے تیر بہدف ہے ... کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جلد میں۔ حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اور سورۂ یٰسین کے مجربات اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال و اوراد ہیں حصہ چہارم ... مختصر میں سب جواہر ہیں تمام عملیات کے خواص ... بالخصوص ... قیمت

## نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن میں ذکر ہے، سب کی مکمل سوانح عمری ہے، بڑی مستند احادیث سے مستنبط ۲۷۶ صفحوں کی مجلد کتاب ہے۔ انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پُر ہیں ... مقصد اس کتاب کا یہ ہے کہ گزرا ہوں کے مختصر ریاضیات کے مقابلہ میں امت نبویؐ کی ہلکی عبادتوں کا اعلیٰ اجر ... کی تشفی ہوتی ہے قیمت ۱۲

## پنجسورہ معجز نما مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت احزاب ... ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۴۲ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۲۴ صفحات کا ہے ... مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص فضائل و اعمال ... قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع معقول کاغذ چھپائی ... رحمٰن، واقعہ، ملک، مزمل، کہف، ... ہفت ہیکل ششش قفل وغیرہ قیمت ۱۲

## مناجات مقبول

یہ ۱۹۲ صفحہ کی کتاب ہے مترجم حضرت اشرف علی صاحب تھانوی۔ دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول دن کی اردو نظم ہے بہت ہی موثر ثابت ہے دعا مانگنے کے طریقے اور اولیاء عظام کی تیرہ دعائیں ... قرآن شریف سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جنکو مولانا نے جمع کیا ... مجموعہ اور ... نظم مترجم، درود شریف ... حضرت مولانا اشرف علی صاحب ... میں بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے ...

## [illegible]ئے راشدین

[illegible] صدیق حضرت عمر فاروق [illegible] غنی رضہ حضرت مولا علی [illegible] کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات ان کے عہد خلافت اور اصلاحات [illegible] فتوحات اور فتوحات کے مفصل حالات [illegible] تاریخ کا مستقل شاہکار [illegible] لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے [illegible] قیمت بلا جلد [illegible] مجلد پارچہ [illegible] مجلد چرمی [illegible] اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ [illegible] مجلد چرمی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

## [illegible]ستم کا لال

اس شاہ شہیدی کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس کے نرمی اصلاحی [illegible] سخت دل دہل جاتے ہیں اور سیدنا امام حسینؑ کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود ہی بہت المناک ہے اب اس [illegible] سمجھئے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو بے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا [illegible] اس کتاب کا ایک ہی باب [illegible] یقین فرمایئے کہ خونریزی کربلا پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔ قیمت [illegible] محصول [illegible]

## کربلا کے بعد

### ایک ہزار سالہ خونی تاریخ

[illegible] خلفائے راشدین کے زمانے کے مفصل حالات اور قاتلان بنو امیہ کے مظالم آل رسولؐ پر کربلا کے بعد کیا ہوئے۔ [illegible] عبرتناک انجام اور بنو عباس کی حکومت اور ان کے بے پناہ مظالم سادات بنو فاطمہؓ پر۔ مصر میں بنو فاطمہؓ کی خلافت کے مفصل حالات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی بہترین سفید چکنا کاغذ، دو رنگ کا ٹائٹل۔ ضخامت [illegible] صفحے ہدایتی قیمت [illegible]

## سو صحابہ

اردو زبان میں رسول کریمؐ کے سو صحابہ کے [illegible] مولوی [illegible] احمد صاحب مراد صحابہ کرام کے حالات مختلف کتابوں میں تو ہیں لیکن ایک جگہ اتنے صحابہ کے حالات کسی کتاب میں نہیں۔ جب اولیائے کرام کے حالات زینت قلوب اور روح کی بالیدگی کے لئے بہترین ہیں تو صحابہ کا درجہ تو رسول کے بعد ہے تو جس قدر بھی قلب کو تجلی کریں کم ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سو صحابہ کے حالات کی قیمت [illegible] یعنی ایک پیسہ میں ایک سوانح عمری

## اسلامی تعلیم

فقہ اسلام کی مستند اور مقبول عام کتاب [illegible] مولوی [illegible] محمود دالوری نے کمال محنت سے مرتب فرمائی۔ فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں [illegible] بہت [illegible] جن لوگوں کے پاس [illegible] ہے انہیں کسی مولوی سے کسی مسئلہ پر فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی [illegible] آسانی [illegible] علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے [illegible] معلومات کے لئے یہ کتاب از بس ضروری [illegible] صفحے قیمت بلا جلد [illegible] مجلد چرمی [illegible]

## [illegible]یات دین

[illegible] ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے، جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں ہو سکتا۔ دینی ضروریات کو مسلموں میں تقسیم کرنی چاہیئے دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ [illegible] زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے۔ ضخامت [illegible] صفحے قیمت ۸ [illegible]

## معلومات نماز

[illegible] تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے، اور بتلایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں، مذہب اسلامی، عبادت کی حکمت۔ احکام عبادت۔ عبادات کے منافع، ثمرات عبادت، ثمرات آخرت۔ نماز کے طبی فائدے۔ امتیازی عبادت لفظی عبادت۔ نماز کے دستور کا قرآن شریف سے ثبوت بے نمازیوں کی کہانیاں اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ مع عربی [illegible] ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت صرف ۸ [illegible]

## شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب [illegible] اور ناموور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں تو مختلف طریقوں [illegible] رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوتی ہے مگر اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ [illegible] ہوئے تھے۔ اب بڑی تلاش اور تجسس سے عمر [illegible] کے حالات فراہم کئے گئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی سات سو رباعیوں [illegible] پر مدد نمازیں لکھی ہے شروع میں عمر خیام [illegible] [illegible] کو مصور کیا ہے قیمت [illegible]

## فن خطابت

[illegible] آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو پر لوگ [illegible] نہیں دیتی، اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب فن خطابت کا مطالعہ [illegible] اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے۔ پھر دیکھئے کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو [illegible] میں شیرینی پیدا ہو جائیگی، اور جلسہ کے لوگ آپ کو اپنی آنکھوں پر بٹھائیں گے [illegible] قیمت [illegible]

## اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی نہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں اور جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو [illegible] پیشہ انگریزی میں خط و کتابت نہیں کر سکتے، ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز اور مدرسہ میں اول رہیں، کلبوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشیار ہو جائیں۔ آج قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول عمل ہے۔ اس کے تین حصے ہیں، اور تینوں یکجا۔ قیمت صرف بارہ آنے [illegible]

## درس معاشرت

مایہ ناز انشاپرداز کے نو ۹ پر کیف عبرت خیز اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی سچی تصویر ہے۔ افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ [illegible] لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۸۰ صفحے، باوجود اتنی خوبیوں کے [illegible] جلد طلب فرمائیں بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

## سبائیاں انکھیاں پھریاں

### سو بیری ملک جان

اگر آپ اکبر داس تے اس دیے کی عملی تصویر دیکھنا چاہتے ہو تو کتاب

## آہ مظلوم

پڑھیئے بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں [illegible] آہ جس عورت کے سر اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا، اس کیلئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں امکان نہیں مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آجائے گا۔ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے [illegible]

## [illegible]ن کا چٹخارہ

[illegible] تک [illegible] کتاب ہے
[illegible] کہ اسلامی تہذیب کے گہوارہ بادشاہوں
کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے
لذیذ کھانوں سے واقف نہیں [illegible]
مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس
میں قدیم امرا اور غلولی کے تمام لذیذ
اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان
کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں
تیسرے اڈیشن میں باورچی خانہ کا دوسرا
حصہ اسلامی دسترخوان بھی شامل کر دیا ہے
اچھی لکھائی چھپائی۔ کاغذ سفید چکنا
ضخامت [illegible] صفحے قیمت [illegible]

## [illegible]ر لڑکی

[illegible] کیلئے دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے
مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد [illegible]
[illegible] کتاب بچی کی
استانی ہے جو سمجھ بچیوں کو پڑھنے لکھنے
میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں
بننے کے قابل [illegible] مطالعہ
سے ہر [illegible] داری سلیقہ شعار بن جاتی
ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ
شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا۔ سفید
چکنا کاغذ اور اچھی لکھائی چھپائی ضخامت
[illegible] قیمت [illegible]

## پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا اطمینان
اور سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں
دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کیلئے دنیا
اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں۔ ان کو
ایڈیٹر صاحب [illegible] کی لکھی ہوئی کتاب گھر
والی کی تربیت پڑھوائیے۔ جس میں یہ راز
بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی
ہے۔ اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو
جنت [illegible] ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ ہے
کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپکے ہاتھ سے
[illegible] کی ضخامت [illegible] صفحے [illegible]

## تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت [illegible]
عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی [illegible]
اور چاہے تو دوزخ بنا سکتی ہے ان نادان
عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے
بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں
اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکو معلوم ہی نہیں
کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک مہینہ میں آپکے
گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف [illegible]
آپ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ ہی
بیوی کے مطالعہ سے گزروا دیجئے۔ قیمت
[illegible] روپیہ چار آنے۔

## [illegible] تاج

[illegible] نقشبندیہ حضرت خواجہ [illegible]
حضرت خواجہ باقی باللہ رح بخاری کی مفصل
مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ کے تمام
خلفاء کا تذکرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی
روحانی تعلیم تزکیہ نفس کے آسان طریقے
مجرب المجرب اوراد و وظائف حضرت خواجہ
غریب نواز کی صوفیانہ قرآن حکیم کی تفسیر
[illegible] چاہتے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ
کرو جس کے مصنف پیرزادہ سید عزیز
[illegible] خواجہ باقی باللہ شاہ ایڈیٹر
[illegible] ہیں اس میں پیرزادہ صاحب نے
اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے۔ قیمت ۸ [illegible]

## بڑے [illegible] سوانحعمری

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ
مستند اور سب سے زیادہ بہتر اور سب سے
بڑی سوانحعمری ہے جس میں حضور غوث پاک
کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے لئے
محافل گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب
[illegible]
آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول
پاک حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں
کہ وہ دنیا میں کیوں آئے؟ اور انہوں نے
آ کر کیا کیا؟ اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے آپ
[illegible] کی [illegible] سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے
جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے
دلائل دیئے گئے ہیں کہ انکی تردید ناممکن ہے قیمت [illegible]

## چار انقلابی

۲۱۶ صفحے کی کتاب ہے۔ اچھی لکھائی
چھپائی ہے۔ دنیا میں شہنشاہیت کو نیچا
دکھانے اور جمہوریت کو عروج پر پہنچانے
کیلئے چار انقلابیوں [illegible] پروگرام سرمایہ
داری کا خاتمہ اور مزدوروں کو ابھارنے
[illegible] کیلئے بناتے ہیں۔ کارخانوں میں ہڑتالیں
آئین حکومت کی مخالفت کیلئے نت نئی ترکیبیں
اہم سازشیں۔ نظام حکومت کو درہم برہم کرنے
اور دہشت انگیزی کی دل ہلا دینے والی داستان
اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو ناول چار انقلابی
پڑھیے، جب تک کتاب ختم نہ کرلیں، کتاب اگر ہاتھ
سے رکھ دیں تو ہمارا ذمہ۔ قیمت ۸ [illegible]

## خالد بن ولید

یہ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کی
سب سے بڑی اور سب سے مستند سوانحعمری
ہے۔ استے حالات کسی اور کتاب میں نہیں ہیں
یہ تاریخ اسلام کا بڑا پرجوش باب ہے جس کے
پڑھنے سے ہمارے مردہ خون میں
جان پڑ جاتی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا کے مسلمان صرف
رضائے الٰہی کے لئے سب کچھ کرتے تھے
ان کا جرنیل اور سپاہی دونوں یکساں
خدا کی خوشنودی کے طلب گار تھے اور دنیا
ان کے پیچھے۔ ۴۰۰ صفحات مجلد [illegible]

## کار[illegible] سائز مترجم حمائل

صدہا بہائی [illegible] کہتے ہیں کہ سستی
مترجم حمائل چاہیئے۔ کاغذ بیشک گراں
ہے۔ پھر بھی مجلد کا [illegible] دس
آنے ہے۔ قلم کافی نمایاں، ترجمہ حضرت
مولانا شاہ عبد القادر صاحب [illegible]
ضخامت ۹۰۰ صفحات [illegible]
متن۔ سب کو حیرت ہے کہ مترجم
حمائل جس کا کاغذ بھی بے حد اعلیٰ
ہو چھپتے ہی [illegible] جب کاغذ کم
قیمت کا تھا۔ یہ آپ کی امداد کا اعجاز ہے
ہدیہ مجلد پارچہ سنہری نقش ۱۰ [illegible] مجلد چرمی ۱۲ [illegible]

## اوراد و وظائف

حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں
جہاں گشت کے اوراد و وظائف کا گنجینہ ہے
جو آپ نے پوری دنیا کے سفر میں واقفان اسرار
روحانی سے حاصل کئے۔ یہ سب بے خطا ہیں
اس کے اوراد و وظائف سو فیصدی کامیاب
[illegible] کی ہر
ضرورت اس کتاب سے پوری ہو سکتی
[illegible]
پھر اس کتاب کے اوراد و وظائف
سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت دس آنے
محصول [illegible]

## رانیاں اور بیویاں

عالم ہند کی ۱۶۴ ایسی خوبصورت اور
بہادر بیویاں اور رانیاں ہندوستان میں
گذری ہیں جن کا اعزاز تاریخ میں اب تک باقی
ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ان رانیوں
اور بیویوں میں حسین بھی ہیں اور شاعرہ بھی
ادیبہ بھی ہیں اور عصمت وعفت کی پیکر بھی
اور ماہ پارہ بھی، جن صورتوں پر سلطنتیں
قربان کر دی گئیں۔ یہ ۱۶۴ بیویاں اور
رانیاں کون تھیں اور انکی سوانحعمریاں کیا کیا
تھیں، اس کے متعلق تمام حالات کتاب رانیاں
اور بیویاں میں مل جائینگے ضخامت ۱۹۲ صفحات قیمت [illegible]

## تہذیب المجالس

آج کل کے بچے مغربی تہذیب کی
بدولت بزرگوں کا ادب، [illegible]
کا سلیقہ۔ آداب طعام اور علم مجلسی سے
قطعی نا آشنا ہیں۔ تہذیب سے واقف
ہی نہیں۔ اس کتاب میں کھانے پینے
اٹھنے بیٹھنے۔ پہننے سونے، لکھنے اور
بولنے کے آداب۔ ہر قسم کی مجلس کے
آداب کا بیان نہایت عمدہ طریقے سے
کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ
قیمت صرف دس آنے علاوہ محصول

# اعجاز نما قرآن مجید مترجم محشی مفسر

## محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ خود بھی فوائد کا اضافہ کیا ہے، ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا، سرورق نہایت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے۔ اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ بطور حاشیہ ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں، اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے، اگر وہ اس کو پڑھیں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے، اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں، لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ مفید چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور تفسیر ذیل سے متعلقہ ایک بسیط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر ایسے علمی پیرایہ میں کہ ان کے ناظرین ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتماد ہے۔ سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے میں قرآن مجید ہر غریب سے غریب مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں، جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ نہایت ترجمہ اور بھروسہ کی تفسیر چاہتے ہوں، اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور رہتے ہوں۔"

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

"قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے، جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضر کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کیلئے کارآمد مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے، جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے، مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔

## (۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے، جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی خوبی سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے، جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زرِ کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے، جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ مصنف کا متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

## (۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ او رمستند ترجمہ او رحاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

## (۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے، اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے، لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات ہیں۔ قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح ان کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

## (۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ "سب رس" حیدر آباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، مجموعہ کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعمال و وظائف، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ با وجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

## (۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے۔ جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی بیش قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

## (۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں، اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء ہند، صوفیاء کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے، اور قرآن سمجھنے کیلئے سب سے بہتر تفسیر بیان القرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اور علوم قرآن اور اس کی تاریخ سمجھنے کیلئے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں۔ ایک رف اور ایک چکنا، سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً... صفحے

رف ایڈیشن حناشدہ ہدیہ بلا جلد ... مجلد پارچہ ... مجلد چرمی کامل ...
اعلیٰ ایڈیشن پیشوا کے ٹائیٹل ایسا چکنا سفید کاغذ ہدیہ بلا جلد حناشدہ ... مجلد پارچہ ... مجلد چرمی اعلیٰ ... محصول ڈاک ۱۴ر اگرچہ کاغذ کی قیمت چہار گنی بڑھ گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ بڑھایا نہیں گیا ہے اس لئے جلد ہی طلب کر لیجئے، ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کیلئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا۔ کجا سب سے بڑی تفسیر، سب سے بڑا دیباچہ، سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اعجاز نما قرآن آج ہی طلب فرمالیں، ورنہ ممکن ہے کہ قدر دانوں کی کثرت ... دنیا کی اس سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیشوا دہلی

[illegible] ہے کہ عرصہ بہت کمیاب
ہوتی ہے۔ آخر میں تلن چندہ پہنچتی ہے
اس علیحدہ کیرکٹر کا آدمی سید عزیز حسن بقائی
ایڈیٹر پیشوا دہلی کے نام سے جس جگہ ملے فوراً
اس کو پولیس کے حوالہ کر دیا جائے [illegible]
پولیس [illegible] اطلاع [illegible]

سید عزیز حسن بقائی

**ایڈیٹر پیشوا کی تلاش**

[illegible]
مختلف مقامات پر مسلمانوں کو مختلف طریقے
[illegible] ہے چندہ [illegible] ہے، اور
[illegible]
[illegible] پولیس کو مختلف جرائم میں
[illegible] کا حلیہ یہ ہے
[illegible] چہرہ پر ڈاڑھی ہے سانولا رنگ

جلد ۱۸ || بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء || نمبر ۹

# شذرات

(عزیز حسن)

## گذشتہ مہینے کی رپورٹ

بہت ہی مختصر لفظوں میں سن لیجئے کہ بہت ہی مایوس کن ہے کتابیں [illegible] قریباً فروخت ہی نہیں ہوتیں۔ کلام اللہ کی مانگ کے خانہ میں صفر ہے۔ صرف پچاس حضرات خریدار بنے ہیں، جن میں کچھ قدیم خریداروں کی سعی بھی شامل ہے، اور بہت کم بطور خود۔

خرچ میں کمی کا کوئی امکان نہیں۔ اضافہ ہی ہوا ہے۔ فرمایئے یہ ایک ہزار روپے ماہوار کا خرچ جو رسالہ کی چھپائی، کاغذ، روانگی وغیرہ پر ہوتا ہے۔ میں کہاں سے لاؤں؟

میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ شوال میں میری عمر کے [illegible] سال ختم ہو جائیں گے۔ میں نے ساری عمر جو کچھ کمایا، وہ پیشوا ہی پر خرچ کر دیا۔ اس پیرانہ سالی میں بھی اپنی طاقت سے زیادہ کام کرتا ہوں، اور حالت یہ ہے کہ تین دوکانوں پر دفتر ہے، اور رہائش کے لئے بہت ہی مختصر کمرہ، جس کا کرایہ دہلی ایسے شہر میں صرف سولہ روپے ماہوار ہے۔ آج تک میں اس قابل نہ ہو سکا کہ پیشوا کا دفتر اس کے ذاتی مکان میں ہوتا۔ اس شدید گرانی اور کساد بازاری کی حالت میں جبکہ کاغذ گراں ہی نہیں بلکہ ناپید ہو گیا ہے۔ اور خریدار عنقا ہو گیا ہے۔ آپ نے سوچا بھی ہے کہ پیشوا کا حشر کیا ہوگا؟ اور میرے ضعیف بازو جو اب کثرت کار کی وجہ سے شل ہو گئے ہیں، کب تک اس گاڑی کو کھینچ سکیں گے؟

گذشتہ اشاعت میں دریافت کیا گیا تھا کہ اگر پیشوا غیر ضروری ہے تو بند کر دیا جائے۔ اس سوال پر بہت سے جوابات آئے۔ ان میں سے صرف ایک جواب نقل کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پیشوا کے خریدار اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

محترمی بقائی صاحب السلام علیکم۔ پیشوا بابت ماہ شعبان المعظم میں "کاغذ کی ہولناک گرانی" کے عنوان سے جو مضمون درج رسالہ پیشوا ہے، اس میں آپ کی مشکلات بلاشبہ ان سے بھی زیادہ ہیں کہ جن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ رسالہ کی ساکھ کو جس خوبی سے آپ نے قائم رکھا ہے وہ آپ کی ایثار نفسی کی دلیل ہے۔ تاہم یہ الفاظ "اگر پیشوا غیر ضروری پرچہ ہے، اور اس سے دین اور ملت کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی تو پھر صاف صاف مجھے لکھ دیجئے۔ اگر کثرت رائے یہ ہوئی کہ پیشوا کو بند کر دیا جائے تو میں ایک منٹ کا توقف نہیں کروں گا۔ پیشوا کو فوراً بند کر دوں گا" سوہان روح سے کم نہیں۔ پیشواؤں کی آج کل کمی نہیں خود ساختہ پیشوا کثرت سے موجود ہیں۔ لیکن بے لاگ اور سچا رہبر مفقود ہے۔ آپ کا پیشوا دینی اور دنیوی راہ دکھاتا ہے، اور کچھ طلب نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو ہر خطرہ سے منٹ منٹ پر آگاہ کرتا ہے لیکن معاوضہ کی خواہش نہیں۔ پھر اس سے مفارقت اختیار کرنا بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے؟

اب رہا امداد کا سوال۔ اس کے لئے صرف ایک ہی طریقہ درج کیا گیا ہے، یعنی جدید خریداروں کی فراہمی۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہوں، لیکن یہ دوسروں کے قبضہ کی بات ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو جدید خریدار پیدا کرنے سے پوری امداد ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ جو قیمت جدید خریدار سے وصول ہوتی ہے، اس سے کچھ زیادہ خریدار کو پیشوا کی شکل میں دینا پڑتا ہے۔ اور رہا پوسٹیج وہ جیب سے ادا کیا جاتا ہے۔ پیشوا کی قیمت کو دوچند کر دیا جائے، یا کچھ زیادہ [illegible] اس کو ہر خریدار آسانی سے برداشت کر سکتا ہے۔ یوں تو ہر ضرورت کی شے آج کل نسبتاً گراں ہے۔ لیکن خریداری ہر چیز کی جاری ہے پھر رسالہ کی خریداری میں اگر کچھ زیادہ خرچ کرنا پڑے تو کون سی ناانصافی ہے، یا کوئی دوسری شکل پیشوا کی امداد کی تجویز کی جائے، تو اس سے بھی مجھے کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ کتابوں کی خریداری سے بھی امداد کی جا [illegible]

(سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے کمال بندیرقی پریس دہلی میں چھپا کر دفتر اخبار ہدیت جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

ہے۔ لہٰذا سب سے پہلا ... طلب فرمایا جائے ... بذریعہ وی۔ پی طلب فرمایا جائے۔ اعلیٰ قسم کا قرآن مجید یک جلد کاغذ چکنا۔ مجلد اعلیٰ قیمت عہ۔ ایک جلد کلام مجید پتہ ذیل پر بدیہ فرمایا جائے۔ ... دہلی۔

محمد محسن تاؤن گو۔ قصبہ منگلور ضلع سہارن پور (خریدار پیشوا)

میں شکر گزار ہوں محمد محسن صاحب ... اور ان بھائیوں کا جنہوں نے خطوط کے ذریعہ ہمت افزائی فرمائی ہے اور پیشوا کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے اضافہ قیمت کو بھی منظور فرمایا ہے، اور خریداری کتب میں بھی سبقت کی ہے۔

میں ایسے تمام ہمدرد دوستوں کے اصرار کے باوجود اضافہ قیمت کو بصد افسوس منظور نہیں کر سکتا، لیکن اپنی سابقہ دو تجاویز، نئے خریداروں کی فراہمی، اور خریداری کتب پر بھی بدستور اصرار کروں گا۔

کیونکہ میرا مقصد پیشوا کی قیمت میں اضافے سے فوت ہو جاتا ہے اس لئے میں پیشوا کی قیمت میں اضافہ نہیں کروں گا۔ البتہ کتابوں کا جو عظیم الشان ذخیرہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کی فروخت سے پریشانی کے دن کٹ جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ پیشوا کے کتب خانہ میں مفید اور اہم کتابوں کا اتنا ذخیرہ ہے کہ اگر وہ فروخت ہوتے جائے، تو اس ہیبتناک گرانی کو با آسانی برداشت کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال میں پھر بصد ادب گزارش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے نئے خریدار فراہم کیجئے، اور جتنی آسانی سے آپ خود کتابیں خرید سکیں، اپنے دوستوں کو خریداری کتب پر آمادہ کر سکیں، اتنی ہی جلدی اور کثرت سے کتابیں خرید یئے، اور متفقہ سعی سے تباہ کن گرانی کے اس زمانہ کو جو بہت طویل ثابت ہوا ہے، اس فخریہ اعلان کے ساتھ گزار دیجئے کہ یہ فخر پیشوا کو اس کے معاونین اور ہمدردوں کی وجہ سے حاصل ہے کہ اس نے قیمت میں اضافہ نہیں کیا۔

## اگلا پرچہ غزنوی نمبر ہوگا

مجاہد اعظم حضرت غازی سلطان محمود صاحبؒ غزنوی کے حالات پر مشتمل ہوگا جس میں بتایا جائے گا کہ حضرت غازی نے ہندوستان پر کیا حملے کیوں کئے، اور ان حملوں میں انہوں نے زیادہ لوٹا۔ یا غیر ملکی حکومت کے پر امن زمانہ میں ہندوستان زیادہ تباہ ہوا ہے حضرت غازی کی صلح پسندی، رواداری، اور ہندوستان میں مظلوموں کے ساتھ عدل و انصاف اخوت و مساوات کے کیسے شاندار نمونے پیش کئے۔

اس بے مثل غزنوی نمبر کو مورخ اعظم حضرت علامہ آغا رفیق صاحب مرتب فرما رہے ہیں، جن کا پچاس سالہ مطالعہ تاریخ اور محققانہ ذوق اس کا ضامن ہوگا کہ جو کچھ اب تک حضرت غازی کے متعلق مبسوط شائع ہوا ہے، وہ بہت ہی کم ہے۔

غزنوی نمبر صرف خریداران پیشوا کے لئے شائع ہوگا۔ غیر خریداروں کو کسی قیمت پر بھی نہیں ملے گا۔ معمول سے زیادہ ضخیم ہوگا۔ لہٰذا جو حضرات غزنوی نمبر پڑھنا چاہتے ہیں، وہ فوراً خریدار ہو جائیں۔ ورنہ پھر یہ گوہر نایاب کسی قیمت پر بھی نہیں ملے گا۔

## لیگ ہائی کمانڈ کا فیصلہ

۲۴ اگست کو مسٹر جناح کی پر فضا کوٹھی پر لیگ ہائی کمانڈ کا اجلاس زیر صدارت مسٹر جناح ہوا۔ اس جلسہ سے پہلے لیگ کی صفوں میں بے حد انتشار تھا۔ لیگ کے مزم اور لیگ کے خوشامدی حلقوں میں زبردست بیان بازی جاری تھی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی مسرز فضل الحق، سکندر حیات، سعد اللہ وغیرہ "باغیان لیگ" کے خلاف بیان بازی کر کے "سستی شہرت" اور مفت کی "ہر دل عزیزی" حاصل کرنے کی ابلیسانہ سعی کر رہے تھے، جو سیاست کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ جن کو لیگ کے پالیسی پروگرام کی خبر نہیں یہ لیگ کے "دیوانی والے" محض جو پارٹی پالکس کے ماتحت کسی نام نہاد عہدہ پر پہنچ گئے، ان باغیان لیگ کے خلاف شور مچا رہے تھے جن کے بہرے اور فانسا ماں بھی ان خود کاشتہ لیگی پودوں کو برسوں سیاست کا سبق پڑھائیں، اور جن کے چپراسی بھی ان سے زیادہ باعزت ہیں، یہ بے کار چھوکرے جن پر اگر پولیس آوارہ گردی کا مقدمہ قائم کر دے، تو یہ اپنا ذریعہ معاش ثابت نہ کر سکیں، سر سکندر کے منہ آئیں، شان ہے بڑی کبریائی کی۔

بہر حال مسٹر جناح کے سر غرور کو ٹھکرانے والے وزراء پہلے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملے، اور وائسرائے کی ملاقات کے بعد ہی لیگ کے باغیوں کے گن ٹوٹ گئے تاہم اس شور اشوری کے باوجود پہلے ہی "سیاسی گھاگ" تاڑ گئے تھے کہ پردہ اٹھتے ہی سامراجی تھیٹریکل کمپنی کے یہ ایکٹر اپنا پارٹ کس خوبی سے ادا کریں گے کہ باغبان بھی خوش رہے، راضی رہے صیاد بھی۔

لیگ ہائی کمانڈ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ سکندر اینڈ کمپنی نے اپنا آموختہ دہرایا کہ "ہم لوگوں کو بحیثیت وزرائے اعظم ڈیفنس کونسل میں لیا گیا ہے"۔ اور انہوں نے اپنے اس بیان کی تائید میں وزیر ہند اور وائسرائے کا بیان پیش کیا۔ مسٹر جناح کی لیڈر شپ چونکہ خطرے میں تھی اور وہ حکومت کو ہلکا سا رگڑا لگا کر عوام میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ قائم کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا وزیر ہند اور وائسرائے کے متضاد بیانوں پر یہ ہوشیار بیرسٹر نشتر لگانے میں کامیاب ہوا، اور گورنر بمبئی کی ایک چٹھی سے وہ اس ہوائی قلعہ کو توڑ سکا، جو سامراج اور اس کے ایجنٹوں نے بنایا تھا۔ گورنر بمبئی کے خط کے یہ الفاظ تھے جنہوں نے مسلم لیگی وزرائے اعظم کی لٹیا ہی ڈبو دی:

"وائسرائے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کونسل میں ممتاز ترین اور اعلیٰ ترین حیثیت کے اشخاص کے ذریعہ عظیم مسلم فرقے کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ لہٰذا انہوں نے آسام۔ بنگال، پنجاب، سندھ کے وزرائے اعظم کو اس کمیٹی میں کام کرنے کی دعوت دی ہے"۔

اگرچہ لیگی اکھاڑے کے پرانے پہلوان خوب لنگر لنگوٹ کس کر آئے تھے لیکن مسٹر جناح بھی پرانے پکیت تھے لہٰذا سکندر اینڈ کمپنی

...کو حکومت کی چاروں شانے چت ہوگئی، اور بادل ناخواستہ حسب ذیل الفاظ کے ساتھ استعفیٰ دے دیا:

"میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گورنر بمبئی کا خط جو مسٹر جناح کے نام وائسرائے کے پیغام کے سلسلہ میں تھا ہمیں ڈیفنس کونسل میں عظیم مسلم قوم کے نمائندے کے سلسلہ میں لیا گیا ہے۔

لہٰذا میں اپنے صوبہ یا مسلم لیگ سے وفادار رہتے ہوئے کونسل میں کام نہیں کر سکتا۔"

جن کو مسلک تو ذہنیت کا عرفان حاصل ہے، ان کا بیان ہے کہ چونکہ وائسرائے یہ ناپسند کرتے ہوں گے کہ لیگ ہائی کمانڈ ہی سے ان کے آدمیوں کا انتخاب ہو، اس لئے سر سکندر حیات نے لیگ سے وفاداری قائم رکھی، نیز جو لوگ سامراج کی وفاداری کو جزو ایمان سمجھتے ہیں ان کا ارتداد تعجب خیز ہے، خوف تھا کہ سر سکندر ایسا نہ سمجھتی کی بجائے دوسرے آزاد خیال ممبر لیگ ہائی کمانڈ میں سے لئے جائیں، اور اسلامی ممالک پر حملہ کی صورت میں لیگ کو سر سکندر مفلوج کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس لئے سر سکندر لیگ ہائی کمانڈ سے چپٹے رہے۔

بہرحال سر سکندر، سر سعد اللہ نے اسی وقت استعفیٰ دیدیا، اور رہ جانے والے سر فضل الحق کو اور بیگم شاہ نواز، اور نواب چھتاری کو دس یوم کی مہلت دی گئی۔

اس مسئلہ پر اگر غور کیا جائے تو بحث کے کئی دلچسپ پہلو پیدا ہو سکتے ہیں:

الف۔ وزیر ہند اور وائسرائے ہند مسلم لیگی وزرائے اعظم میں سے کس کے بیان کو سچا سمجھا جائے؟

ب۔ مسلم وزرا کے دھوکہ کھانے کی ذمہ داری کس پر ہے؟

اگرچہ سر سکندر کے نظریہ کی تائید میں لیگ ہائی کمانڈ کے اجلاس سے پہلے سکریٹری آف اسٹیٹ کا بیان نہایت شد و مد کے ساتھ شائع کیا گیا، لیکن گورنر بمبئی کے خط نے مسٹر جناح کے ہاتھ مضبوط کر دیئے تھے، اور مسلم لیگی وزرائے اعظم نے اسی خط کی وجہ سے گھٹنے ٹیک دیئے۔

نیز حکومت ہند نے لیگ کے جلسہ کے بعد اپنی صفائی میں ایک اور بیان شائع کیا ہے، لیکن مسٹر جناح جو اس میدان کے پرانے شہسوار ہیں کب چوکنے والے تھے، انہوں نے جواب الجواب شائع کر کے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے۔ اور ہمارے نزدیک مسٹر جناح کے بیان نے حکومت کو نہایت نازک پوزیشن میں ڈال دیا ہے۔ اگر یہی صورت کسی آزاد ملک میں ہوتی، اور حکومت کے ذمہ دار عہدیداروں کے بیانات میں اتنا تضاد ہوتا، تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے کون مستعفی ہوتا؟

لیگ کے باغیوں میں سب سے جداگانہ پوزیشن نواب صاحب چھتاری کی ہے، وہ لیگ ہائی کمانڈ کے رکن بھی نہیں، اور وہ سلطنت عثمانیہ میں وزیر اعظم مقرر ہو کر لیگ سے مستعفی ہو گئے۔ لیکن مسٹر جناح ان سے بھی جواب طلب کر رہے ہیں، اور ان کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کی دھمکی ... جو کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتی۔

مسٹر سکندر حیات، نواب چھتاری، فضل الحق، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پنجاب، یو۔ پی، بنگال میں اپنی قوت بازو اور اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے انتخاب لڑا۔ قدم قدم پر لیگ کے امیدواروں کو شکستیں دیں، اور اپنی طاقت سے اپنی وزارتیں قائم کیں۔ اگرچہ یو۔ پی میں نواب صاحب کی وزارت کا تختہ کانگریس نے الٹا۔ لیکن پنجاب اور بنگال میں سکندر حیات اور فضل الحق کا ہی طوطی بول رہا ہے۔ پھر ایسی صورت میں ان کا لیگ میں شامل ہونا لیگ پر ان کا احسان ہے لیگ نے ان کے لئے کیا کیا تھا، جو ان سے جواب طلب کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ استعفے کے بعد ہی نہایت جرأت کے ساتھ سر سکندر نے اعلان کیا کہ ان کی جنگی پالیسی اور جنگ میں امداد دینے کی سعی میں اس استعفے سے کچھ بھی فرق نہ آئے گا۔ فرمایئے ان نام نہاد استعفوں کا نتیجہ؟ اور اس بیان بازی سے فائدہ؟ اس سے تو یہ بہتر تھا کہ استعفے نہ دلوائے جاتے اور کامل تعاون کیا جاتا، تاکہ بعد از جنگ اس تعاون کے نام پر مسلمان قوم کو حکومت سے بھیک مانگنے میں سہولت ہوتی آدھا تیتر آدھا بٹیر سیاسی نقطۂ نظر سے کوئی معنی نہیں رکھتا۔

لیگ ہائی کمانڈ کے اجلاس بمبئی کو لیگی حلقوں میں بہت کامیاب سمجھا جا رہا ہے لیکن ہم جیسے "منکرین لیگ" کیا یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ اسلامی ممالک پر حملہ کی صورت میں پھر لیگ نے اپنے گذشتہ رزولیوشن کے ماتحت کیا کارروائی کی؟

جمہور لیگی کہتے ہیں کہ فتح صدر کی ہوئی۔ لیکن ہمیں تو اس برات کے دولہا بھی سر سکندر ہی نظر آتے ہیں، جن کے استعفے کی ایک ہی دھمکی نے اسلامی ممالک کے متعلق نام نہاد رزولیوشن کی بھی نوبت نہ آنے دی، ان لیگیوں سے تو کافر کانگریسی، جمعیۃ والے ہی میدان میں ثابت قدم رہے۔

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن :: بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے کہتا ہے اپنے کو عشق باز :: اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

## شاتم رسولؐ اور حکومت

۱۳ اگست کو ایک ہندو ہیڈ ماسٹر نے حضور سرور عالمؐ اور حضرت مولا علیؑ کی توہین کی۔ اخبارات نے حکومت کو توجہ دلائی (سوائے مسلم لیگ کے سرکاری آرگن منشور کے) جلسے ہوئے (جس میں ایک لیگی ورکر یا لیڈر نے شریک ہونے کا گناہ نہیں کیا) لیکن آج ۲۲ ستمبر تک سوا مہینہ گذرنے کے باوجود حکومت نے اس شاتم رسولؐ ہیڈ ماسٹر پر مقدمہ قائم نہیں کیا۔ اور نہ میونسپل کمیٹی نے تحقیقات کے باوجود اس کے خلاف کوئی قدم اٹھایا۔ فیا للعجب۔

میونسپل کمیٹی کے اختیار میں صرف یہ ہے کہ وہ اس ہیڈ ماسٹر کو برخواست کر دے، اور اسی کا مطالبہ بیس لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرنے والے مسلمان کمیٹی سے کر رہے ہیں۔ آخر معلوم تو ہو کہ کمیٹی کیوں نہیں اپنا

فیصلہ صادر کرتی؟

حکومت دہلی کے اختیار میں ہے کہ زیر دفعہ ۲۹۵ الف مقدمہ قائم کرکے ملزم کو سپرد عدالت کرے۔ یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ ملزم کو مجرم ثابت ہونے پر سزا دے۔ آخر یہ کام کیا کچھ مشکل تو نہیں ہے۔

دفعہ ۲۹۵ الف کا اردو ترجمہ اور اس پر ترمیم کا مفہوم یہ ہے:

"جو کوئی جان بوجھ کر یا بری نیت سے ملک معظم کی رعایا کے کسی طبقہ کے مذہبی حسیات کو مجروح کرنے کے لئے ایسی باتوں کے ذریعہ جو تلفظ سے ادا کی جائیں یا لکھی جائیں یا نقوش مرئیہ کے ذریعہ ہوں، اس طبقہ کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرے، یا توہین کرنے کی کوشش کرے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے، یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں۔"

یہ ترمیم مرکزی اسمبلی میں ۱۹ ستمبر ۱۹۲۷ء کو منظور ہوئی۔ دوران مباحثہ میں حکومت کی طرف سے جو تقریر مسٹر ایس۔ آر۔ داس (لا ممبر) نے کی تھی، اس میں انہوں نے یقین دلایا تھا کہ اس دفعہ کے ذریعہ تمام مذہبی پیشواؤں، مذہبی عقائد اور مذہبی حسیات کا سدباب ہو جائے گا، اور جس وقت یہ کہا گیا کہ اس کو اتنا وسیع کر دیا جائے کہ عوام بھی استغاثہ دائر کر سکیں تو انہوں نے جواب دیا تھا اور اطمینان دلایا تھا کہ پولیس پر اعتماد کرنا چاہیئے، اور مقامی حکومت کبھی کوتاہی نہ کرے گی۔

(اسمبلی کا مباحثہ اگست و ستمبر ۱۹۲۷ء ملاحظہ ہو)

توہین بل کے اغراض و مقاصد میں بھی یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ اس ترمیم کا مقصد یہی ہے کہ اس قسم کی توہین کو روکا جا سکے، اور اس پر سزا دی جا سکے۔

(تفصیلات تعزیرات ہند میں موجود ہیں)

انڈین پینل کوڈ

لیکن ایک تیسری جماعت اور بھی ہے، اور وہ مسلمانوں کی ہے اور قانون وقت نے یہ حق ان کو بھی دیا ہے، کہ ان میں سے ہر فرد بطور خود بھی کسی شاتم رسول پر دعوی کر سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ اس وقت تک کمیٹی اور حکومت نے اپنا اپنا فرض ادا نہیں کیا، اور اگرچہ مسلمانوں نے بھی اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کیا اور ان کی نمائندہ جماعتوں نے منظم ایجی ٹیشن نہیں کیا، لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اگر مسلمانوں کے نام پر چلنے والی بکس انجمنیں، مسلمانوں کی واحد نمائندگی کے واحد ٹھیکہ دار شاتم رسول کے روپوں کی چمک سے آنکھیں بند کر لیں، اور ان کی زبانوں پر سنہری تالے پڑ جائیں، تو عام مسلمان بھی اپنے قانونی حق کو استعمال نہ کریں؟

کہا جاتا ہے کہ ہندو ہیڈ ماسٹر دہلی سے چلا گیا ہے اور ایک مہینہ کی چھٹی کی درخواست کسی نامعلوم مقام سے اس نے بھیج دی ہے لیکن اس کے ہمدرد و بہا بھائی ہندو مسلمانوں کے خود کاشتہ نمائندوں اور خود ساختہ انجمنوں اور بعض مسلمان اخبارات کو خریدنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، اور دوسری جانب حکام پرست ہندو خاندان مقامی حکام کے پاس عفو درگذر کی درخواستیں لے کر پہنچ رہے ہیں لیکن مسلمانوں کے وہ ٹوڈیان کرام اور گدایان ازلی، اور عاجز و بے بس خادم اسلام کہاں ہیں، جو صاحب کے بنگلہ کے طواف کو طواف حرم سے کم نہیں سمجھتے کیا ان کی زبانوں پر فالج گر گیا ہے، کیا ان کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔ کیا ان کے نزدیک تاجدار مدینہ کی توہین اتنی اہمیت بھی نہیں رکھتی، جتنی انٹرنس پاس لڑکوں کے لئے ڈپٹی کلکٹری کی سعی، یا ان کے تبادلوں کا مسئلہ، آخر کیوں نہیں یہ بدبخت مسلمانوں کے جلسے میں آتے، اور کیوں نہیں وفود میں شریک ہو کر برٹش انصاف کو پکارتے؟

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی لیڈری کے ڈربہ پر سنہری اور روپہلی تالہ پڑ گیا ہے، جب ہی تو وہ جماعتیں اور افراد جو اسلام کی خدمت کے نام پر مسلمان سکریٹری کے خلاف جھوٹے الزام تراشنے کی "اسلامی خدمت" انجام دے رہے تھے، چوہوں کی طرح بلوں میں بھاگ گئے۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور وجہ اس موت نما خاموشی کی ہو سکتی ہے؟

میں چونکہ بہت ہی پرامید واقع ہوا ہوں، اس لئے مایوس بہت ہی کم ہوتا ہوں، اور اب بھی میں نہ حکومت سے مایوس ہوا ہوں اور نہ خود کاشتہ لیڈروں اور خود ساختہ انجمنوں سے۔ اس لئے حکومت سے یہ درخواست ہے کہ وہ ہیڈ ماسٹر کے خلاف فوراً مقدمہ قائم کرے، اور مسلمانوں کی رائے عامہ کے ٹھیکیداروں سے یہ التجا ہے کہ وہ منظم اور پرامن ایجی ٹیشن اس وقت تک جاری رکھیں، جب تک حکومت ہیڈ ماسٹر پر مقدمہ قائم نہ کرے۔

## نیشنل ڈیفنس کونسل کا حشر

مسلم لیگی کارکنوں میں سے تقریباً سب ہی مسلمانوں نے سر ابراہیم رحمت اللہ، سر سلطان احمد ۔ ۔ ۔ ۔ بیگم شاہ نواز کے) نام نہاد نیشنل ڈیفنس کونسل سے استعفے دے دیتے ہیں، لہذا توقع کی جاتی ہے کہ سردست اس کا جلسہ نہ ہو سکے گا۔

جو کاری چوٹ سامراج پر لیگ کے صدر نے لگائی ہے اس سے اگر فائدہ اٹھا کر لیگ اور کانگریس میں مفاہمت کی سعی از سر نو شروع کی جائے، اور متحدہ ہندوستان کا متحدہ مطالبہ پیش کیا جائے تو حکومت کے لئے اس کا ٹالنا آسان نہ ہوگا۔

کچھ ایسے ہندو مسلمانوں کو سامنے آنا چاہیئے، جو ترقی یافتہ خیالات رکھتے ہوں، اور کسی جماعت سے تعلق نہ رکھتے ہوں، تو یہ ناممکن نہیں ہے کہ لیگ اور کانگریس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے۔

## غلامی کی مہر

اگست کے وسط میں مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ کی ملاقات اٹلانٹک میں ہوئی اور معاہدۂ جنگ کا اعلان ہوا۔ اگرچہ اس اعلان میں صراحت سے ہندوستان کا تذکرہ نہ تھا لیکن امیر مسٹر نے کہا تھا کہ محکوم اقوام پر بھی اس کا اطلاق ہوگا۔ پس کتنے تعجب اور تاسف کا مقام ہے کہ مسٹر چرچل وزیر اعظم نے جن کو ہندوستان کی آزادی سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے، انہوں نے ۱۰ ستمبر کو پالیمنٹ میں ایک اہم تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے متعلق پہلی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ۔

(۱) "اگست سنہ ۴۰ء کے اعلان کے ذریعہ ہم نے ہندوستان کو برٹش کامن ویلتھ آف گریٹ برٹین میں جیسی آزادی دینے کا وعدہ کیا اور برابری کا حصہ دینے کا وعدہ کیا ہے لیکن ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے، وہ ہمیں پورا کرنا ہوگا۔

(۲) ہندوستان کے بہت سے مذہبوں، نسلوں اور مفادوں کے ساتھ جو ہماری ذمہ داریاں ہیں، ان کو پورا کرنا ہوگا۔

(۳) اٹلانٹک کی ملاقات میں ہمارے خیال میں یورپ کی ان ریاستوں، قوموں کی شہنشاہیت خود اختیاری اور قومی زندگی تھی، جو کہ اس وقت نازیوں کا شکار ہو چکی ہیں، اور وہ اصول جو ہمارے ذہن میں تھے جو ان ملکوں کی سرحدوں کی تبدیلیوں پر عائد ہو سکتے ہیں"

اس اہم تقریر میں شام کی آزادی، ایران و عراق کا تذکرہ ہے دشمن کے خلاف زبردست ... تیاریوں اور روس کی پرجوش امداد کا تذکرہ ہے۔ ان خوش نصیب گوری قوموں کی آزادی کا وعدہ ہے جو نازیوں کے مظالم کا شکار ہو چکی ہیں۔ لیکن چونکہ ہندوستان نازی دستبرد سے محفوظ ہے، اس لئے اس کا خیال بھی وزیر اعظم بہادر کو اٹلانٹک کی ملاقات میں نہ آیا۔

(۱) وطن عزیز کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ "ہندوستان کے ساتھ انگلستان کے دیرینہ تعلقات ہیں، اور انگلستان وہ فرض پورا کرنا چاہتا ہے جو اس پر بغیر کسی کے عائد کئے عائد ہو گیا ہے۔

اللہ اللہ! اس سے زیادہ ذرا نقص کا احساس اور کیا ہوگا کہ دو صدیاں گزر جانے پر بھی ہندوستان میں پچاس فی صدی تعلیم نہیں پھیلی ... میدان میں بھی وہ اس قابل نہیں کہ اپنے بچاؤ کے لئے گولہ بارود، ہوائی جہاز بنا سکے، بحری جہاز تیار کر سکے۔ اس کے سپاہی بہادری اور فرائض کی بجا آوری میں دنیا کے کسی سپاہی سے پیچھے نہیں ہے لیکن اس کے لئے ریزرو افسر انگلستان ہی سے بلائے جاتے ہیں۔ اور اگر وہاں کمی ہو تو پھر آسٹریلیا سے افسر طلب کئے جاتے ہیں۔ صنعت و حرفت میں ہندوستان کا شمار پست سے پست ملکوں سے بدتر ہے۔

(۲) ہندوستان کے بہت سے مذہبی نسلوں کے ساتھ جو ذمہ داریاں ہیں، ان کو پورا کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کیا ہوگا کہ "وحدت ہند" کے مخالفین کی ہمت افزائی کی جائے، اور اس طرح ہندوستان کی دائمی غلامی کی ضمانت رہے۔

(۳) آپ کے خیال میں یورپ کی سفید اقوام کے علاوہ بر اعظم ہندوستان میں بسنے والی اقوام کا خیال آنے ہی کیوں لگا۔ ہندوستان نہ نازیوں کے حملہ کا شکار ہوا، اور نہ اس کو آزادی کی ضرورت ہے۔ کیا خوب استدلال ہے۔ لیکن اس میں ہندوستانیوں کا کیا قصور ہے۔ کمزوری تو نازیوں کا دھڑ تو سوویٹ روس نے توڑ دیا ہے، اور ہندوستان نازیوں کے حملہ سے محفوظ ہو گیا ہے۔ اس لئے وزیر اعظم بہادر کے دماغ میں چالیس کروڑ ہندوستانیوں کی آزادی کا خیال آ ہی نہیں سکتا، چلو چھٹی ہوئی۔ ایک نہایت [illegible] وزیر اعظم سے اس سے زیادہ کی توقع ہی کس کو تھی؟

لیکن مسٹر چرچل کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں ہمیشہ نا اتفاقی اور فرقہ پرستی کی لعنت کو نہیں رہنے دیا جائے گا، اور ایک وقت جلد ایسا ضرور آئے گا، جب آج کل کے لڑاکو ہندو مسلمان مل کر بیٹھیں گے اور ایک متحدہ مطالبہ پیش کریں گے، اس وقت دنیا کی کوئی طاقت اس متحدہ مطالبہ کو مسترد کرنے کی ہمت نہ رکھے گی۔

وطن پرستان غیور! وزیر اعظم کی اس مایوس کن تقریر سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہئے کہ ایسے بہت سے ناممکن برٹش سلطنت میں ممکن ہو چکے ہیں، اور وہ فیصلے جن پر پارلیمنٹ کی مہر لگ چکی ہے، ہندوستان کی تاریخ میں شاہی اعلان کے ذریعہ مسترد کئے جا چکے ہیں۔ اور اس سے زیادہ حیرت انگیز انقلاب اس نیلگوں آسمان کے نیچے ہندوستان کی وسیع سرزمین دیکھ چکی ہے۔

ہندوستان کی آزادی سے اس عظیم الشان قوم کو ہمدردی ہے جس کا نام برطانوی قوم ہے۔ اور جو حقیقی معنوں میں آزادی اور حریت کی زبان سے قدر نہیں کرتی۔ بلکہ آگ اور خون کی بارش میں جنگ کے تباہ کن سیلاب میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہ کر اپنی آزادی کا تحفظ کر رہی ہے۔ اور اس کی بقا کے لئے ایسی عظیم الشان قربانیاں کر رہی ہے کہ اس بوڑھے آسمان نے آپ سے پہلے ایسی فولادی عزم کی قوم دیکھی ہی نہ تھی، اور یہی وہ برطانوی قوم ہے جس کی رائے عامہ کے سامنے وزیر اعظم کی تقریر کوئی معنی نہیں رکھتی۔

دوستو! جنگ ختم ہو جانے دو، اور برطانیہ کو اس موت اور زیست کی کشمکش سے نجات پا جانے دو۔ یہی برطانوی رائے عامہ سامراج کا تختہ الٹ دے گی۔ اور ہندوستان میں حصول آزادی کا جو نیا دور شروع ہوگا مجاہدین آزادی کے ایثار و قربانی کے سیلاب کے آگے مسٹر چرچل کی تقریر کا پشتہ ایک منٹ نہیں ٹھہر سکے گا۔ اور غلامی کی جو مہر آج مسٹر چرچل نے لگائی ہے، وہ خود اس کو اپنے ہاتھوں سے توڑنے پر مجبور ہوں گے۔ لیکن آزادی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ یہ انگریزوں سے پوچھو، لندن کے سربفلک محلات سے پوچھو، لاکھوں یتیم بچوں اور ہزاروں بیوہ خواتین سے پوچھو اور انگلستان کے در و دیوار سے پوچھو، اگر تم بھی ایسی قربانی کر سکتے ہو۔

کو آزادی کی دیوی تمہارے قدم چومے گی، ورنہ دائمی غلامی قسمت پر شاکر رہنے والوں کی قسمت میں لکھ دی گئی۔

رہ گیا اگست کا اعلان یہ بالکل بے معنی ہے، اسی کو متحدہ ہندوستان نے منظور نہیں کیا ہے، اور یہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ کوئی غیور اور خوددار قوم اس کو منظور کرے۔ حکومت اگر آج اس کو واپس نہیں لیتی تو ہندوستان کا متحدہ محاذ اس کو واپس کرائے گا، اور کل وہ وقت آئے گا کہ حکومت اس اعلان کو جس سے قوم پرست تو الگ رہے، حکومت پرست بھی مطمئن نہیں ہوئے، واپس لینے پر مجبور ہوگی۔

## لیگ ہائی کمانڈ کے فیصلے کے بعد

مسلم لیگ کے اجلاس بمبئی کے بعد لیگ ہائی کمانڈ کے ارکان نے بہت دلچسپ ڈرامہ کھیلا۔ حکومت بھی ناراض نہ ہوئی، اور مسلمان بھی احمق بنالئے گئے۔

مسٹر سعد اللہ اور فضل الحق (وزرائے آسام و بنگال) نے لیگ اور ڈیفنس کونسل دونوں سے گورنروں کی ملاقات کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ اور بیگم شاہنواز اور سر سلطان احمد کو مسٹر جینا نے پانچ پانچ سال کے لئے لیگ سے خارج کر دیا۔

مسٹر فضل الحق نے استعفے کے بعد حسب عادت ایک بیان شائع کیا ہے جس میں مسٹر جینا پر جمہوریت کو کچلنے اور چار کروڑ بنگالی مسلمانوں کے مفاد کو تباہ کرنے کا الزام لگایا ہے۔

بیگم شاہنواز نے بحیثیت ایک پنجابی خاتون کے ڈیفنس کونسل میں رہنے پر اصرار کرتے ہوئے مستعفی ہونے کو مسلم لیگ اور پنجاب کی خواتین کے مفاد کے خلاف ظاہر کیا۔

سر سلطان احمد نے بھی ایک اعلان کے ذریعہ یہی ظاہر کیا کہ وہ سر ظفر اللہ کی جگہ لے گئے ہیں، ان کا ڈیفنس کونسل اور ایگزیکٹیو کونسل سے مستعفی ہونا مفاد اسلام کے خلاف ہے۔

یہ تمام عذر لنگ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں، اور مسٹر جینا کی سیاسی بے بصری کا نتیجہ ہیں، جو ان سنہری پرندوں سے مسلم لیگ کی گاڑی چلانا چاہتے تھے۔ اگر ان بدبختان ازلی کو یہ علم ہو جائے کہ حکومت کی تلبیہ کرم ہم سے ترک اسلام کا مطالبہ کرتی ہے (اگرچہ ان کو اور مسٹر جینا کو اسلام سے جو نسبت ہے، اس سے مسلمان ناواقف نہیں ہیں) تو ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر اس رہے سہے اسلام کو بھی ترک کر دیں گے جو سماجی اعتبار سے ان کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ لیگ اور مسلمان قوم کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

ان نقلی استعفوں کے بعد سر سکندر حیات سے لے کر ہر وہ لیگی جس کو حکومت چاہے گی، ڈیفنس کونسل کی ممبری کو قبول کرے گا۔ اور مسلمان قوم، لیگ کے اقتدار، اپنے وعدے اور اپنے بنائے ہوئے قائد اعظم سب کو ٹھکرا کر لارڈ لن لتھگو کے آستان کرم کی جبہ سائی کی سعادت حاصل کرے گا، یہ ہے لیگیوں کا کیرکٹر۔

کیا اب بھی مسٹر جینا لیگ کی کشتی ان سنہری پرندوں سے چلائیں گے؟

## سچا کون ہے؟

مسٹر ایمرے وزیر ہند جو اپنے بے تکے اور متضاد بیانات کے لئے غیر فانی شہرت حاصل کر چکے ہیں، اور جن کی بیان بازی نے مسلم لیگی وزراء کی پوزیشن خراب کر دی ہے، انہوں نے پھر مسٹر جینا کے بیان کا جواب دینے کی غلطی کی ہے، اور ۲۱ ستمبر کو پارلیمنٹ میں سوالات کے جوابات دیتے ہوئے وہ اتنے گھبرائے ہیں کہ ان کو یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا کہا ہے، اور وائسرائے اور گورنر بمبئی کیا کہہ چکے ہیں۔ اور مسٹر جینا کے ہاتھ میں جو دستاویزی ثبوت ان کے خلاف موجود ہے، اس نے وزیر ہند کی پوزیشن کتنی نازک بنادی ہے۔

(۱) ایگزیکٹیو کونسل سے کسی نے استعفیٰ نہیں دیا۔

(۲) حکومت سے یہ "اناڑی پن" اس لئے ہوا کہ مسٹر جینا نے مسلم لیگ سے رزولیوشن پاس کرانے کے لئے غلط بیانی کی۔

(۳) مسٹر جینا اور وزراء پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ صوبوں کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا ہے۔

وزیر ہند کے اس بیان کو اسی قسم کا عذر گناہ بدتر از گناہ کہا جا سکتا ہے جیسا کہ مسٹر فضل الحق اینڈ کمپنی کا ہے۔ اگرچہ مسٹر جینا نے ایک پرائیویٹ خط کو بغیر اجازت شائع کر کے کسی اچھے اخلاقی اعتماد کا ثبوت نہیں دیا، لیکن سیاست کا ایک مبتدی بھی وزیر ہند، وائسرائے، گورنر بمبئی، جینا، سر سکندر حیات کے بیانات پر ایک نظر ڈالتے ہی یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگا، کہ مسٹر جینا کی پوزیشن بہت مضبوط ہے۔ اور انہوں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ اگر مسٹر جینا کے ہاتھ مضبوط نہ ہوتے، تو سر سکندر آسانی سے چت ہونے والے نہ تھے۔

اس قضیہ کے حل کی تین صورتیں ہیں۔ یا تو وزیر ہند اپنی غلط بیانی پر اظہار افسوس کریں، یا پھر ایک غیر جانب دار کمیشن یا سر ارسن گوائر تمام بیانات کو سامنے رکھ کر ایک واضح بیان شائع کریں، اور ان کے فیصلہ کو فریقین تسلیم کریں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ سچا کون ہے۔

## "قائد اعظم" کے چھوٹے بھائی "قائد ملت"

مسلم لیگیوں کی سیاست میں صد مسلم لیگ کی خود ساختہ قیادت عظمیٰ کے وزن پر خود کاشتہ "قائد ملت" کا ظہور ہوا تھا، جن کا نام نامی "شیر دکن" نواب بہادر یار جنگ تھا۔ یہ نواب صاحب مہدوی عقیدے کے ہیں جو سواد اعظم کو قادیانیوں کی طرح مسلمان نہیں جانتے۔ حیدر آبادی خاکساروں کے سالار اعظم ہیں، لیکن کتنے مزے کی بات ہے کہ مسلمانوں کے رہنما ہیں اور "قائد ملت" ہیں، اور ریاستی مسلمانوں کی سیاست کو ہٹلرانہ انداز میں چلاتے ہیں۔ ان قائد ملت صاحب کی کچھ تقریریں تاجدار دکن نے مفاد ریاست کے خلاف سمجھیں، اور ان کو ریاست کے امن اور اتحاد کے لئے مضر سمجھتے ہوئے ایسی تقریروں سے روکا لیکن یہ اکڑ گئے۔ چونکہ مسلم لیگی شیر تھے اس لئے اعلیٰ حضرت کی ایک ہی دھمکی (ضبطی جاگیر) میں گر گڑا کر معافی مانگ لی۔ ہم نے لاہور کے اجلاس لیگ میں ان کی پرجوش تقریر سنی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ پیکر ایثار جو حضرت علامہ ابوالکلام، علامہ حسین احمد مدنی کو بندر ...

# احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک سلسلۂ بیان کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(۱۸) (گذشتہ سے پیوستہ)

## آزاد عورت سے نکاح کرنے کی قدرت نہ ہونے پر لونڈی سے نکاح کرلینے کا بیان

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن اجورھن بالمعروف محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم واللہ غفور الرحیم

تم میں سے جسے آزاد مومنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ ان مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہوں۔ اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، ان کے آقا کی اجازت سے تم ان سے نکاح کرو اور شرعی طور پر تم ان کے مہر ادا کرو بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں۔ زنا کرنے والیاں اور چھپ کر یار بنانے والیاں نہ ہوں۔ پھر اگر نکاح میں آنے کے بعد وہ بے حیائی کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں سے آدھی ہے۔ لونڈیوں سے نکاح کرنے کی اجازت اسی شخص کے لئے ہے جسے زنا کا اندیشہ ہو اور اگر تم صبر کرسکو تو یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔ اللہ بے شک بخشنے والا مہربان ہے۔

**تفسیر**۔ اس آیت میں لونڈی سے نکاح کرنے، لونڈی کے نکاح کا مالک کی اجازت پر موقوف ہونے لونڈی سے نکاح کے بعد اس کا مہر ادا کرنے۔ اور لونڈی کے زنا کی سزا کے احکام و مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

لونڈی سے نکاح کے جواز کا مسئلہ آیت کے پہلے جملہ و من لم یستطع منکم طولا میں بیان کیا گیا ہے اس جملہ میں طولا سے مراد زیادہ مال یا مالی وسعت ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ آزاد عورت کا زیادہ مہر یا مصارف خورد و نوش کو برداشت کرسکے اس کو چاہیئے کہ وہ لونڈی سے نکاح کرے اس لئے کہ لونڈی کا مہر بھی کم ہوتا ہے اور اس کے مصارف خورد و نوش اکثر اس کے مالک کے ذمہ رہتے ہیں، اور شوہر کے ذمہ بھی ہوں تو آزاد عورت سے اس کے مصارف بہت کم ہوتے ہیں لیکن لونڈی سے نکاح کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔

اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو، اس کو لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے، امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح لونڈی کا مسلمان ہونا اکثر فقہاء و علماء کے نزدیک ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں کہ لونڈی کا مسلمان ہونا افضل ہے اس بناء پر اگر کوئی شخص کتابی لونڈی سے نکاح کرے گا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہوگا اب ایک صورت اس مسئلہ میں یہ باقی رہی کہ ایک شخص کے نکاح میں آزاد عورت موجود ہے، اس کو لونڈی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں، اس مسئلہ میں فقہا و علماء کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اس صورت میں لونڈی سے نکاح قطعی حرام ہے۔

آیت کے جملہ فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن اجورھن بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح اس وقت کرو جبکہ لونڈی کا مالک نکاح کی اجازت دیدے یعنی مالک کی اجازت کے بغیر لونڈی سے نکاح نہ کرو اور نکاح کے بعد دستور کے موافق ان کے مہر ادا کردیا کرو۔ بشرطیکہ لونڈی زنا سے پاک و صاف ہو یعنی نہ تو علانیہ زنا کرتی ہو اور نہ چھپ کر۔

اس جملہ میں مالک کی اجازت صحت نکاح کے لئے ضروری ہے، خواہ لونڈی نکاح کرے خواہ غلام لیکن نکاح کے وقت مالک کا موجود ہونا یا نکاح کے وقت دوبارہ مالک سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ مالک کی اجازت کے بعد لونڈی اور غلام اپنا نکاح خود کرسکتے ہیں یہ فقہاء حنفیہ کا مسلک ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ لونڈی اجازت کے بعد بھی خود نکاح نہیں کرسکتی۔ مالک اس کا نکاح

کر سکتا ہے، اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ لونڈی غلام کا نکاح مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔

پھر آیت کے مذکورۂ بالا جملہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ لونڈی کا مہر اس کے حوالے کر دیا جائے۔ احناف کا مسلک اس مسئلہ میں یہ ہے کہ لونڈیوں کے مہر کے مالک ان کے آقا ہوں گے لونڈیوں کو مہر ادا کرنے کا حکم اس بنا پر ہے کہ لونڈیوں کا تمام مال ان کے مالکوں کا ہوتا ہے، مہر کے مالک بھی وہی ہوں گے امام مالکؒ کہتے ہیں کہ آیت کے ظاہر کے موافق مہر کی مالک لونڈیاں ہوں گی اور ان ہی کو ادا کیا جائے گا۔

آیت کے جملہ محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان میں یہ بتایا گیا ہے کہ لونڈیاں مالک کی اجازت کے بعد باقاعدہ نکاح کیا کریں یعنی گواہوں کی موجودگی میں نکاح منعقد ہو اور وہ اپنے شوہر کے نکاح میں بیویوں کی طرح زندگی بسر کریں، علانیہ زناکاری یا چھپکے چھپے زناکاری مقصود نہ ہو یعنی لونڈیوں کا مقصود یہ نہ ہو کہ علانیہ یا خفیہ مردوں سے ملتی اور زنا کرتی رہیں بلکہ مقصود نکاح ہو۔ اس شرط سے یہ معلوم ہوا کہ زنا کا معاوضہ یا مہر مرد پر واجب نہ ہوگا، اور جو لونڈیاں اس قسم کا تعلق رکھیں ان کے زنا کا معاوضہ مرد پر واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مہر شرعی نکاح کا معاوضہ ہے، زنا کا معاوضہ نہیں۔ پھر اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زنا اگرچہ بظاہر نکاح کی صورت رکھتا ہے یعنی فریقین کی رضامندی سے اور معاوضہ پر اس کا ارتکاب ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ نکاح نہیں ہے اور نہ اس کا معاوضہ مہر واجب ہے، اس لئے کہ نکاح میں دو گواہوں کا موجود ہونا اور ایجاب و قبول میں مہر کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

آیت کے جملہ فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ الخ میں لونڈی کے زنا کی سزا کا بیان ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اگر لونڈیاں نکاح کے بعد زنا کی مرتکب ہوں (یا نکاح میں نہ ہونے کی صورت میں زنا کا ارتکاب کریں) تو ان کے زنا کی سزا آزاد عورتوں کے زنا کی آدھی سزا ہے۔ یعنی پچاس کوڑے اور یہی سزا زناکار غلام کی ہے۔

آیت کے جملہ ذلک لمن خشی العنت کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کی اجازت آزاد مرد کے لئے اس وقت ہے جبکہ اس کو زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو، اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو اور مرد صبر سے کام لے سکے تو لونڈی سے نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ لونڈی سے نکاح کرنا ضروری نہیں صرف جائز ہے اور صبر کی ہدایت اس لئے کی گئی ہے کہ لونڈی سے نکاح کے بعد آزاد انسان کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ آزاد نہ ہوگی اور آزادی کی خوبی اس سے جاتی رہے گی۔

مختصر یہ کہ لونڈی سے نکاح کرنے کی آزاد مرد کیلئے تین شرطیں ہیں، دو شرطیں مرد سے تعلق رکھتی ہیں یعنی آزاد عورت سے نکاح کرنے کی قدرت نہ ہونا اور زنا میں ابتلاء کا اندیشہ اور ایک شرط لونڈی سے تعلق رکھتی ہے، یعنی اس کا مسلمان ہونا۔ آخری شرط علماء حنفیہ کے نزدیک ضروری نہیں افضل ہے۔

(باقی آئندہ)

# اَدَبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

**۶۔ قطع تعلق نہ کرو۔** تدابر کے معنی اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔ تدابر کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان مسلمان سے قطع تعلق نہ کرے۔ امام مالکؒ موطا میں فرماتے ہیں کہ تدابر کے معنے میرے خیال میں صرف یہ ہیں کہ مومن کو سلام کرنے سے اعراض نہ کرے، یعنی مومن کو دیکھ کر منہ نہ پھیرلے۔

**۷۔ اخوۃ کا حکم۔** حضورؐ نے ہم کو ان الفاظ میں اخوت کا حکم دیا ہے وکونوا عباداللہ اخوانا کما امرکم اللہ تع یعنی خدا کے سارے (مومن) بندے بھائی بن جاؤ، یعنی ایک دوسرے پر شفقت ورحم اور ہمدردی و نصیحت کرنے میں اس طرح بن جاؤ جیسا کہ نسبی بھائی ہوتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انما المومنون اخوۃ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔

حضورؐ کا مقصود ان الفاظ سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام افراد میں وہ شعور پیدا ہو جائے، یعنی ان کے درمیان وہ جذبات واحساسات رونما ہو جائیں جو کنبہ اور خاندان میں ہوتے ہیں یعنی جس طرح خاندان کا ہر فرد دوسرے فرد کا سچا معاون، ہمدرد اور خیر خواہ ہوتا ہے، اور اس کو ضرر سے بچاتا ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا خیر خواہ، ہمدرد اور معاون ہو اور اس کو ضرر سے بچانے کی کوشش کرے اور حضورؐ کا یہ ارشاد اس امر پر مبنی ہے کہ ایمان کا رابطہ یا تعلق نسب کے رابطہ اور تعلق سے بدرجہا مضبوط اور استوار ہوتا ہے، یہاں تک کہ خالق کی معصیت میں ماں باپ اور ہر شخص کی نافرمانی جائز ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

وان جاھداک علیٰ ان　　　اگر تیرے ماں باپ تجھ سے
تشرک بی مالیس لک　　　چاہیں کہ تو میرے ساتھ کسی
بہ علم فلا تطعھما و　　　اور کو جس کا تجھے علم نہیں ہے
صاحبھما فی الدنیا معروفاہ　　　شریک کرے تو ان کی اطاعت
تو نہ کر لیکن دنیا میں اچھی طرح ان کی رفاقت کرتا رہ۔

**۸۔ اخوۃ کا اقتضا۔** مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم و زیادتی کرنی چاہیئے، نہ ذلیل و رسوا کرنا چاہیئے اور نہ حقیر خیال کرنا چاہیئے۔ انسان کے لئے اتنی ہی بدبختی یا برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے اخوۃ سے مراد مسلمانوں کے درمیان محبت ومودۃ کے مضبوط تعلق کا پایا جانا۔ رحم و شفقت کے جذبات سے دل و دماغ کا معمور ہونا۔ مہربانی و ہمدردی کے شریفانہ خصائل سے موصوف ہونا۔ امور خیر میں تعاون کرنا۔ قلوب کا صاف رکھنا اور نصیحت کرنا ہے، اور یہ وہ صفات ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی مسلمان نہ کسی مسلمان کو ذلیل و رسوا کر سکتا ہے، نہ اس کے حقوق کو تلف کر سکتا ہے اور نہ اس کے تعاون سے انکار کر سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان کی بدبختی اور انتہائی برائی کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے کہ وہ کسی مسلمان کو حقیر خیال کرے، اور اس کو ذلیل سمجھ کر اس سے تعلقات کو منقطع کر دے اور عداوت کا موقع بہم پہنچائے۔

**۹۔ حرمت مسلم۔** حضورؐ نے فرمایا ہے کل المسلم علی المسلم حرام یعنی مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے۔ مسلمان بھائی کے حقوق کی حفاظت کے متعلق حضورؐ کا یہ ارشاد نہایت جامع ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی جان، مسلمان کا مال اور مسلمان کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا یا ناحق اس کے خلاف کسی قسم کی خطرناک کارروائی کرنا مسلمان کے لئے حرام ہے۔ اس بنا پر کسی مسلمان کو کسی مسلمان کا خون بہانا ممنوع و حرام ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وکان لمومن ان یقتل　　　مومن کو مومن کا مار ڈالنا روا
مومنا الا خطئاً　　　نہیں ہے مگر غلطی ہو جائے تو خیر

اسی طرح مسلمان کا مال لوٹنا، چرانا اور غصب کرنا یا معاملات میں مسلمان کو دھوکہ دینا حرام وممنوع ہے۔ پھر اس کے اخلاق وعادات پر طعن کرنا، اس کے آباء واجداد میں عیب نکالنا، یا کسی اور طریقہ پر اس کی توہین کرنا ممنوع ہے۔

**۱۰۔ خدا قلوب و اعمال کو دیکھتا ہے۔** حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا، بلکہ قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے، کیونکہ قلب تقویٰ کے مقام ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ عمدہ لباس انسان کی قدر و قیمت میں اضافہ نہیں کرتا، حسن و جمال انسان کے جاہ و مرتبہ کو نہیں بڑھاتا اور نہ جسیم و فخیم ہونا کوئی انسانی خوبی ہے۔ بلکہ انسان کی اصل قدر و قیمت پاکیزہ اعمال سے ہوتی ہے جو قلب سے وجود میں آتے ہیں۔ اس بنا پر جس شخص کا قلب صاف و پاکیزہ ہوگا، خدا کی عظمت اور خوف اس میں پایا جاتا ہوگا، مسلمانوں کی محبت اس میں موجود ہوگی اور قلب کی رہنمائی سے بہترین اعمال کا صدور ہوگا، وہی قلب خدا کی نظر رحمت کا مستحق ہوگا۔ اگرچہ ایسا پاکیزہ قلب رکھنے والا شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو، کمزور و نحیف ہو، آنکھیں خراب ہوں، اور ظاہری حالت کتنی ہی ذلیل ہو۔ انسان کے ظاہر کو نہ دیکھ۔ باطن پر غور کر۔ چھلکوں کی خوشنمائی پر نہ جا۔ مغز پر نظر ڈال۔

(باقی آئندہ)

---

# ملفوظات باقی باللہ ؒ

(ایک اہم اور نایاب کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کے نادر قلمی کتابوں سے اخذ کئے گئے)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۷۹) ایام بیض کی مدت کی تشریح

حضرت خواجہ صاحب ؒ نے ایک موقع پر بتایا ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی ؒ فرماتے ہیں کہ ہر مہینہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے ایک مہمان ہوتا ہے، اور مہمان کی خاطر و مدارات اور ضیافت جس قدر جلد ممکن ہو مسنون و بہتر ہے۔ پھر یہ کہ مہمانی کی مدت تین دن ہے، اس بنا پر ہر ماہ کے شروع میں تین دن کے روزے رکھتے ہیں (اور بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ ایام بیض چونکہ نور باری تعالےٰ کے مظہر ہیں، اس لئے مہینہ کی ابتدا انہیں دنوں سے ہوتی ہے، اور ان ایام کے روزے اسی لئے مسنون ہیں کہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے نیا مہینہ مہمان کی طرح آتا ہے جس کی مدارات تین دن تک کرنی چاہیئے) چنانچہ حضور ؐ ہر مہینہ کے شروع میں تین دن کے روزے رکھتے تھے۔

## (۱۸۰) واللیل اذا یغشٰہا کے معنی

حضرت خواجہ صاحب نے سورۂ واللیل اذا یغشٰہا کی تفسیر میں واللیل اذا یغشٰہا کے معنی یہ بتائے ہیں، کہ رات جب آفتاب کے نور کو ڈھانک لے۔ آفتاب کے نور کو ڈھانک لینے کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت آفتاب کا نور عدم کے رنگ میں رنگا جاتا ہے گویا وہ نور ظلمت کے رنگ میں ظاہر ہوا ہے۔ اور ظلمت یعنی ان اشیاء کے پوشیدہ ہونے کا اثر ہے، جو دن میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ مثال جہان کے ظہور میں بہت ہی اچھی ہے یعنی حق تعالےٰ بطون یعنی پوشیدگی کے مقام میں ہے۔ لیکن اس کے احکام و ظہور نے جو اسی کے اسماء و صفات ہیں ظہور کیا ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک ظلمت و نور دونوں حق تعالےٰ کے مظہر ہیں، تیرگی بھی اسی طرح کی ایک چیز ہے جس طرح نور ہے، نور کی شناخت تیرگی سے اور تیرگی کا امتیاز نور سے ہوتا ہے اس لئے دونوں کی شناخت ایک دوسرے پر موقوف ہے اور اس صورت میں دونوں کا وجود مظہر الٰہی ہے۔

## (۱۸۱) خدا و رسول پر ایمان لانا نفس کی قید سے آزاد ہونا ہے

حضرت خواجہ ؒ نے سورۂ والشمس کی تفسیر کرتے ہوئے آخر میں بتایا ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لے آتا ہے، وہ نفس کی قید سے فوراً آزاد ہو جاتا ہے، یعنی اس میں روحانیت کی ایک خاص صفت پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ اخلاق الٰہیہ میں سے ایک خلق کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے اور اسی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے۔

## (۱۸۲) نفس کی قید سے آزاد ہونے کے معانی

حضرت خواجہ ؒ نے ایک موقع پر فرمایا کہ شیخ صوفی مولانا علاء الدین ؒ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہے کہ جو شخص نفس کی قید سے نہیں چھوٹا، اس کی روح پہلے آسمان کے نیچے رہ جاتی ہے۔ مومنوں کی بے شمار تعداد ایسی ہے جو نفس کی قید سے آزاد نہیں ہوتی ہے۔ کیا ان سب کی روحیں پہلے آسمان ہی کے نیچے رہ جائیں گی، اور جنت میں جانا ان کو نصیب نہ ہوگا، یہ بات رنجیدہ اور قابل افسوس ہے۔ مولانا جامی نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ و رسول ؐ پر ایمان لے آتا ہے، وہ گویا آسمان اول میں سوراخ کر لیتا ہے، اور اس کی روح آسمان اول سے نکل جاتی ہے"۔ حضرت خواجہ ؒ نے یہ واقعہ نقل کرکے فرمایا کہ "سلسلہ نقشبندیہ کے بعض بزرگ نفس کی قید سے آزاد ہونے کے یہی معنی لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ انسان ایمان لانے کے وقت نفس کی قید سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے، خواہ ایمان لانے کے بعد ایک ہی سانس لینے کا موقع ملا ہو، اور بعض محقق مشائخ کا قول یہ ہے کہ جو شخص خدا اور رسول ؐ پر تحقیقی ایمان لے آئے، اس کا ایمان کبھی رد نہیں ہوتا"

## (۱۸۳) شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی صورتیں

حضرت خواجہ ؒ نے سورۂ ناس کی تفسیر میں من شر الوسواس الخناس کی تفسیر لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ شیطان جو وساوس انسان کے قلوب میں ڈالتا ہے، اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں

ایک تو صرف خطرات و خیالات ہیں علاوہ اس قسم کے وسواس یا خطرات و خیالات ان لوگوں کے نسبت پیدا ہوتے ہیں (یا اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں) جو اس بات پر ایمان رکھتے ہوں کہ بندوں کے افعال کا خالق تو خدا ہی ہے، لیکن ظاہری عقل اور حس سے وہ یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ انسان کو اپنے افعال پر اختیار (وتمیزی) حاصل ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان انسانی افعال کا خالق انسان ہی کو جانے، لیکن ان افعال کو خدا کی قدرت کی جانب منسوب کرے، جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے (یعنی معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ افعال کی قدرت اس کو دیدی ہے، وہ جو کچھ چاہتا ہے، اپنے اختیار سے کرتا ہے)

لیکن عوام و معتزلہ و غیر معتزلہ ناواقفیت کی بدولت اس حد سے گذر گئے ہیں، اور انسان کو خالق افعال سمجھنے لگے ہیں تیسرا وسوسہ یہ ہے کہ انسان خدا کے بندے کے لئے الوہیت ثابت کرے، یعنی انسان کو خدا یا خدا کے برابر جانے جیسا کہ فرعون اور شداد کے زمانہ میں تھا کہ یہ اپنے آپ کو خدا کہلاتے تھے، اور عوام بھی ان کو خدا ہی جانتے تھے، ان شیطانی وساوس کا ذکر فرما کر حضرت خواجہ رح نے ان کے دور کرنے کی صورتوں پر بھی بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ پہلے وسوسہ کو دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ خلق کو خالق سے جدا نہ سمجھیں اور انسانی افعال و صفات کو حق تعالیٰ کے افعال و صفات کا سایہ خیال کریں یعنی انسان کو خدا کی ربوبیت کا مظہر جانیں۔ اس صورت میں سورۂ ناس کے جملہ رب الناس کے یہ معنے کہ میں انسانوں کے پیدا کرنے والے بزرگ و برتر خدا سے ایسے شیطانی وساوس سے پناہ مانگتا ہوں بالکل درست ہوں گے۔

اور اس کے بعد کے جملوں ملک الناس (انسانوں کے بادشاہ) الہ الناس (انسانوں کے پروردگار اور معبود) سے دوسرا وسوسہ دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان جملوں کا انسانوں کی زبان سے ادا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان عاجز و درماندہ ہے، اور ایک بڑی طاقت کی امداد کا خواہاں ہے یعنی وہ گویا اس امر کا اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا کی قدرت کامل ہے اور انسان کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ تیسرا وسوسہ الہ الناس سے دور ہو جاتا ہے، اس لئے کہ خدا کو معبود کرنا دوسروں کی معبودیت کی نفی کرتا ہے۔

آگے چل کر حضرت خواجہ رح نے بتایا ہے کہ "خناس (یا شیطان)" کا وسوسہ تین صورتوں سے خارج نہیں، یا تو وہ انسان کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یا بندہ کے دل کو اپنے تصرف میں لا کر خطرات و خیالات (ناشائستہ) کا غلام بنا دیتا ہے خواہ اس سے کسی گناہ کا صدور ہو یا نہ ہو یا اس کو کفر میں ڈال دیتا ہے (یعنی وہ خدا کی قدرت اور صفات کا بالکل منکر ہو جاتا ہے) (باقی آئندہ)

# سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۴۴) قیامت میں امداد کا وعدہ

شیخ ابو علیؒ روذ آبادی کا بیان ہے کہ فقرا کی ایک جماعت میرے پاس آئی، جس میں سے ایک آدمی بیمار ہو گیا، اور اس کی علالت نے اتنا طول کھینچا کہ اس کے ساتھی اس کی تیمارداری سے عاجز آ گئے، اور مجھ سے اس کی شکایت کی، مجھ کو یہ شکایت ناگوار ہوئی، اور میں نے حلف اٹھا کر کہا کہ آئندہ میرے سوا کوئی اس مریض کی تیمارداری نہ کرے گا۔ چنانچہ میں تنہا اس کی خدمت میں مصروف تھا، یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا، کفن پہنایا، اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ قبر میں لٹاتے وقت جب میں نے اس کے سر سے کفن کو ہٹایا تو دیکھا کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ "ابو علی! قیامت کے دن اپنے مرتبہ کے موافق میں تمہاری مدد کروں گا، جس طرح تم نے میری تیمارداری میں میری مدد کی ہے"۔

## (۱۴۵) ولی اللہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے

شیخ ابو سعیدؒ خراز کہتے ہیں کہ میں مکہ میں مقیم تھا کہ ایک روز میں بنو شیبہ کے ایک سردار کے ہاں گیا، وہاں میں نے ایک جوان کی نعش کو دیکھا، یہ جوان انتہا درجہ کا خوبصورت تھا، جوان نے یکایک آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھ کر کہا "ابو سعید! کیا تم کو معلوم نہیں کہ خدا کے دوست ہر وقت زندہ ہیں، اگرچہ وہ دنیا کی نظر میں مر جائیں، دنیا کا مرنا ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جانا ہے"۔ اسی سلسلہ میں شیخ ابو یعقوب سنوسی نے یہ بیان کیا ہے کہ میرا ایک مرید میرے پاس مکہ میں آیا اور کہا "استاد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ تم یہ دینار رکھ لو، ان سے میرا کفن دفن کر دینا"۔ دوسرے دن میرا یہ مرید ظہر کے وقت میرے پاس آیا۔ بیت اللہ کا طواف کیا پھر بیت اللہ سے تھوڑے فاصلہ پر گیا اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا، کفن پہنایا اور قبر میں اتارا، قبر میں اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے پوچھا: "کیا مرنے کے بعد تم پھر زندہ ہو گئے"۔ اس نے کہا "میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر محب (عاشق) ہمیشہ زندہ رہتا ہے"۔

## (۱۴۶) ولی اللہ کبھی نہیں مرتا

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ایک مرید کی نعش کو غسل دیا، نعش تختہ پر پڑی تھی، اور میں غسل دے رہا تھا کہ میت نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا "بیٹا! میرا انگوٹھا چھوڑ دے۔ میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں ہے، تیرا صرف انتقال مکانی ہوا ہے"۔ یہ سنکر میت نے انگوٹھا چھوڑ دیا۔ اس روایت کے راوی کا بیان ہے کہ ایک میت کے ناخن نہلانے والے نے کاٹے۔ ایک ناخن کاٹنے میں ذرا دشواری پیش آئی تو میت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، نہلانے والے نے اس واقعہ سے مجھ کو آگاہ کیا اور کہا کہ اس نے میت کو تبسم کرتے بھی دیکھا ہے۔ تبسم کی حالت میں میں نے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا نور برابر بڑھ رہا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میت اور نہلانے والا یہ دونوں عورتیں تھیں، اور دونوں صالحین میں سے تھیں۔

اسی روایت کے سلسلہ میں شیخ ابن الجلاء کا بیان یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو ان کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا، وہ تختہ پر پڑے تھے کہ یکایک وہ ہنسنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ان کو غسل دینے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی، اور ہر شخص یہ کہنے لگا کہ وہ تو زندہ ہیں۔ آخر ایک صاحب بصیرت شخص آیا اور ان کو غسل دیا۔

## (۱۴۷) ایک سالک کے دفن کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ہم کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہے تھے، کہ ایک بیمار مسافر کا انتقال ہو گیا، ہم نے اس کے غسل و کفن کا انتظام کیا، اور پھر نماز پڑھ کر دریا میں اتار دینے کا ارادہ کیا کہ یکایک دریا درمیان سے پھٹا، اور ہماری کشتی زمین پر

پہنچ کر ٹھہر گئی۔ ہم کشتی سے اترے، زمین پر قبر کھودی، اور میت کو دفن کر دیا، جب ہم فارغ ہو چکے، تو پانی برابر ہو گیا، اور کشتی اوپر آگئی، اور ہم آگے روانہ ہوئے۔ اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک فقیر ایک تاریک مقام میں مرگیا، لوگوں نے اس کو غسل دینے کے لئے روشنی کی جستجو کی، یکایک مکان کے ایک گوشہ سے ایک روشنی نمودار ہوئی، جس نے سارے گھر کو روشن کر دیا، جب غسل سے فارغ ہو چکے تو روشنی جاتی رہی، اور پھر اندھیرا ہو گیا۔

## (۱۴۸) اولیاء اللہ مرتے نہیں نقل مکان کرتے ہیں

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ابو تراب نخشبی کو جنگل کے اندر اس حال میں مردہ پایا کہ ان کی نعش قبلہ رو کھڑی تھی۔ اور کسی چیز پر سہارا لئے ہوئے نہ تھی۔ میں نے چاہا کہ ان کو اٹھا کر زمین میں دفن کر دوں، چنانچہ میں اس ارادہ سے آگے بڑھا، اور نعش کو ہاتھ ہی لگایا تھا کہ غیب سے یہ آواز آئی: "اے خدا کے بندے! خدا کے دوست کو خدا کے ساتھ مشغول رہنے دو"۔ اسی سلسلہ میں ایک اور واقعہ یہ ہے کہ شیخ ابو علی رودباری کا وقت وفات جب قریب آیا تو انہوں نے آنکھیں کھول کر حاضرین سے کہا: "یہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور یہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور کوئی مجھ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ" اے ابو علی! تو بلندی کے آخری درجہ پر پہنچ گیا ہے"۔ اسی سلسلہ میں اور ایک یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ابن الجلاءؒ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے غور سے ان کے چہرے پر نظر ڈالی، معلوم ہوا وہ مسکرا رہے ہیں، فوراً طبیب کو بلایا گیا، اس نے دیکھ کر کہا "یہ ابھی زندہ ہیں"۔ اس کے بعد طبیب نے نبض کو دیکھا اور جسم پر ہاتھ رکھ کر کہا: "یہ تو وفات پا گئے"۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے چہرے پر سے کپڑا اٹھایا تو انہوں نے کہا: "مجھ کو معلوم نہیں، میں زندہ ہوں یا مردہ"۔

## (۱۴۹) خدا اپنے دوستوں کی خاص وقت پر مدد کرتا ہے

محمد بن حامدؒ کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن خضرویہ کے پاس پہنچا ان کی حالت نزع میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی عمر اس وقت پچانویں سال کی تھی۔ ان کے دوستوں نے حالت نزع میں ان سے کوئی بات پوچھی تو انہوں نے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کہا "بیٹا! جس دروازے کو میں پچانویں سال سے کھٹ کھٹا رہا تھا وہ اس وقت کھلا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ دروازہ سعادت ہے یا شقاوت"۔ امام احمد بن خضرویہ پر اس وقت سات سو دینار کا قرض تھا، اور قرض خواہ موجود تھے، ان کو دیکھ کر امام ممدوح نے فرمایا: "اے اللہ! تو نے مال داروں کے لئے رہن کا وثیقہ قرار دیا ہے، اور تو ہی مالداروں سے وثیقہ لیتا ہے، اور تو ہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھ کو پکارو اور مجھ سے مانگو، میں تمہاری پکار سنوں گا، اور جو مانگو گے دوں گا، میں اس وقت یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا قرض ادا کرا دے، اور میرے قرض خواہوں کو مجھ سے راضی کر دے، تو بلاشبہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ ادھر یہ الفاظ پورے ہوئے اور ادھر مکان کے دروازے پر کسی نے دستک دیتے ہوئے کہا: "احمد بن خضرویہ کے قرضدار کہاں ہیں، باہر آجائیں"۔ قرض خواہ یہ سنکر باہر گئے اور

# شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون مدیر)

این جہاں محدود و آں خود بیحد است نقش و صورت پیش آں معنے سد است

ترجمہ :- یہ جہان محدود ہے، اور وہ غیر محدود، لیکن اس عالم کے نقش و صورت اس عالم کے لئے روک ہیں۔

تشریح :- یعنی عالم ظاہری محدود ہے، اس لئے کہ فانی ہے اور وہ عالم یعنی عالم باطنی غیر محدود ہے، اس لئے کہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، لیکن اس عالم کے نقش و نگار یعنی آرائشیں اس عالم میں پہنچنے کے لئے سد راہ ہیں، یعنی جب تک اس عالم کو ترک نہ کیا جائے گا، عالم باطنی نصیب نہیں ہو سکتا۔

این جہاں خود حبس جانہائے شماست ہیں روید آں سو کہ صحرائے شماست

ترجمہ :- یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے۔ اس عالم سے تم اس جانب دوڑ جاؤ جو تمہارے لئے ایک کھلا ہوا میدان ہے۔

تشریح :- یہ عالم یعنی دنیا تمہارے لئے قید خانہ ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث کا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں الدنیا سجن المومن (دنیا مومن کا قید خانہ ہے) قید خانہ سے مراد وہ ظلماتی وجود ہے جو دنیا میں انہماک کا نتیجہ ہے، اور روح کو تاریک کر دیتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے انسان یا اے سالک یہ عالم مومن کے لئے قید خانہ ہے، تو اس کو چھوڑ دے یعنی اپنی روح کو دنیا کی تاریکیوں سے نکال لے اور اس عالم کی جانب روانہ ہو جا، جس کو خدائی صحرا کہتے ہیں، یعنی میدان عشق حقیقی صحرا قید خانہ کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ مراد اس سے میدان اور وسیع مقام ہے، دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ عالم محدود ہے، اور عشق حقیقی کا عالم غیر محدود۔

صد ہزاراں نیزۂ فرعون را در شکست از موسے با یک عصا

ترجمہ :- فرعون کے لاکھوں نیزوں کو موسیٰ ع کے ایک عصا نے توڑ ڈالا تھا۔

تشریح :- اوپر کے اشعار میں مولانا نے عالم ظاہری اور عالم باطنی کی تنگی و فراخی کا ذکر کیا تھا۔ اس شعر میں دونوں عالموں کی قوت اور ضعف کا بیان کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح عالم ظاہری عالم باطنی کے مقابلہ میں تنگ و تاریک ہے، اسی طرح کمزور بھی ہے اور اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ فرعون کے جادوگروں نے لاکھوں نیزے اور لاٹھیاں موسیٰ ع کے مقابلہ میں میدان کے اندر ڈالی تھیں اور وہ خوفناک سانپوں کی صورت میں نظر آ رہی تھیں، لیکن ان سب کو موسیٰ ع کے صرف ایک عصا نے شکست دے دی تھی، یعنی ان لاکھوں لاٹھیوں کے سحر کا خاتمہ کر دیا تھا، کیوں صرف اس لئے کہ ساحروں کی لاٹھیوں میں عالم ظاہری کا اثر تھا، اور موسیٰ ع کے عصا میں عالم باطنی کی قوت تھی۔

صد ہزاراں طب جالینوس بود پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود

ترجمہ :- جالینوس کی لاکھوں طب (یعنی طبی تجربات) موجود تھیں لیکن عیسیٰ اور ان کی پھونک کے مقابلہ میں وہ ایک کھیل تھا۔

تشریح :- اس شعر میں بھی عالم ظاہر و باطنی کی قوتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ع کے زمانہ میں اگرچہ جالینوس کی طب کے ہزاروں طبیب اور لاکھوں مجربات موجود تھے، لیکن یہ تمام کے تمام حضرت عیسیٰ ع اور ان کی ایک پھونک کے مقابلہ میں کھیل کی مانند تھے، یا طبیبوں کے لئے قابل افسوس و حسرت تھے، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ ع ہاتھ رکھ کر اور پھونک مار کر مریض کو اچھا اور مردہ کو زندہ کر دیتے تھے اور جالینوس کی طب ان کے مقابلہ میں بیکار ٹھہرتی تھی۔ اور یہ اس لئے کہ جالینوس کی طب عالم ظاہری کے تجربات تھے اور حضرت عیسیٰ میں باطنی قوتیں موجود تھیں۔

صد ہزاراں دفتر اشعار بود پیش حرف امیش آں عار بود

ترجمہ :- (عرب میں) اشعار کے لاکھوں دفتر تھے لیکن ایک امی کے مقابلہ میں وہ سب کے سب ننگ و عار تھے۔

تشریح :- اس شعر میں بھی مولانا نے عالم ظاہر و باطن کی قوتوں کا مقابلہ کیا ہے اور قوی و ضعیف ہونے کی وجہ بتائی ہے فرماتے ہیں کہ اگرچہ حضور صلعم کے عہد مبارک میں عرب کے اندر اشعار کے لاکھوں دفتر موجود تھے اور ان کو فصاحت و بلاغت کا انتہائی درجہ حاصل تھا لیکن خدا کے امی (بے پڑھا لکھا) رسول یا امی رسول کے اس کلام کے مقابلہ میں جو آپ پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا تھا فصاحت و بلاغت کے یہ تمام مدعیان بے حقیقت چیز تھے۔ یعنی جب عرب کے اہل زبان اور فصیح و بلیغ شعرا اور ان کے کلام کے مقابلہ میں حضور صلعم نے کلام الہیٰ کو سنایا تو سب کے سب گونگے بن گئے اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ

# شرح دیوان حافظؒ

(از معاون مدیر)

انچہ او ریخت بہ پیمانۂ ما نوشیدیم ؛ اگر از خمر بہشت است وگر از بادۂ مست

ترجمہ :- جو کچھ اس نے (یعنی خدا نے) ہمارے پیمانہ میں بھر دیا ہے ہم نے اسی کو پی لیا ہے، خواہ وہ چیز بہشت کی شراب ہے یا مستی کی خراب۔

تشریح :- خداوند تعالےٰ نے جو کچھ ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے وہی ہم کرتے ہیں، خواہ وہ نیک ہو یا بد، مطلب اس سے قضا و قدر کے اختیار کا ذکر ہے، اور یہ بتاتا ہے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں نوشتہ تقدیر ہوتا ہے، وہ اچھے کام ہوں یا برے کام۔

شریعت میں انسان کے تمام افعال کا خالق اگرچہ خداوند تعالےٰ کو مانا گیا ہے، لیکن یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عقل کی کسوٹی بھی انسان کو دی گئی ہے جس سے وہ اچھے برے کاموں میں تمیز کر سکتا ہے، اور پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ مقدرات کا علم کسی کو نہیں ہے ممکن ہے اول یہ مقدر ہو کر انسان بہت سے کاموں میں زندگی بسر کرے اور پھر عقل کی رہنمائی سے نیک راہ اختیار کرے، اس لئے انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ عقل سے کام لے، اور اپنے آپ کو مطلق العنان نہ چھوڑ دے کہ جو کچھ مقدر میں ہے وہی ہوگا۔

اے ہدہد صبا بہ سبا می فرستمت ؛ بنگر کہ از کجا بہ کجا می فرستمت

ترجمہ۔ صبا کے ہدہد میں تجھ کو سبا کی جانب بھیجتا ہوں۔ غور کر کہ میں تجھ کو کہاں سے بھیج رہا ہوں۔

تشریح :- یہ شعر قصہ طلب ہے، واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ پیغمبر کو خدا نے ساری دنیا کی حکومت عطا کی تھی یعنی جن وانس اور وحش و طیور اور تمام عناصر آپ کے محکوم تھے طیور میں سے ہدہد آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ ایک روز وہ اپنی خدمت سے غیر حاضر تھا، حضرت سلیمانؑ نے اس کو غائب پا کر ارکان دولت سے پوچھا ہدہد کہاں ہے، سب نے اس کے غائب ہونے کا ذکر کیا حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کی سیاست کیلئے تین امر تعین فرمائے جن کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| لاعذبنه عذابا شديدا | (میں ہدہد کو) سخت سزا دونگا |
| اولاذبحنه اوليأتيني | یا مار ڈالوں گا۔ اگر وہ کوئی |
| بسلطان مبين | معقول عذر پیش نہ کر سکا۔ |

ہدہد واپس آیا اور حضرت سلیمان کے حکم سے آگاہی حاصل کی تو تیسری صورت کو اس نے قبول کر لیا یعنی معقول عذر پیش کرنا، چنانچہ اس نے عرض کیا کہ میں ملک سبا[1] کے حالات دریافت کرنے گیا تھا، وہاں ایک عورت بلقیس نامی بادشاہ ہے جو کافرہ ہے اور حضرت سلیمانؑ کی اطاعت سے منحرف قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| احطت بما لم تحط به | یعنی ملک سبا[1] سے میں ایک سچی خبر |
| وجئتك من سبا بنبا | لایا ہوں، میں نے ایک عورت |
| يقين انى وجدت امراة | (بلقیس) دیکھی ہے جو باخدا کاں |
| تملكهم واوتيت من كل | ملک سبا کی ملکہ ہے اور تمام شے |
| شئ ولها عرش عظيم وجد | اسے میسر ہے، اور تخت اس |
| تها وقومها يسجدون | کا بہت بڑا ہے، میں نے دیکھا |
| للشمس من دون الله | ہے کہ وہ عورت اور اس کی قوم |

اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتی ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کے عذر کو قبول کر لیا، اور اس کی اس خدمت کو پسند کر کے اس کے سر پر پرندوں کی بادشاہی کا تاج رکھ دیا اور پھر ایک ہدایت نامہ تحریر فرما کر ہدہد کو دیا کہ وہ اس کو بلقیس کے پاس پہنچا دے، اس ہدایت نامہ میں چونکہ اسم اعظم تحریر تھا، اس لئے بلقیس اس کو پڑھ کر مرعوب ہو گئی اور حضرت سلیمان کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے امرا و وزراء کو طلب کر کے کہا۔

| | |
|---|---|
| يا ايها الملؤا انى القى الى | اے سردارو! یہ محترم خط جو میرے |
| كتاب كريم انه من سليمان | پاس آیا ہے، سلیمان کا ہے اور |
| وانه بسم الله الرحمن الرحيم | اس میں لکھا ہے بسم اللہ الرحمن |
| الا تعلوا على واتونى مسلمين | الرحیم۔ مجھ سے سرکشی نہ کرو |

اور میرے مطیع ہو کر حاضر ہو۔

ہدہد کو چونکہ اس خدمت کا معقول صلہ ملا تھا، اس لئے دنیا میں اس کی حیثیت ایک نامہ بر کی مشہور ہو گئی۔

حافظؒ نے بھی اس شعر میں ہوا کو ہدہد کا خطاب دیکر نامہ بری کی خدمت سپرد کی ہے اور فرمایا ہے کہ اے صبا کے ہدہد میں تجھ کو سبا کی جانب بھیجتا ہوں، غور کر کہ میں تجھ کو کہاں سے کہاں بھیجتا ہوں۔ ہدہد سے مراد

[1] ملک یمن کا قدیم پایہ تخت ۱۲۔

# ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا

(۲۲۹) حضرت زید بن ارقم رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کھجوروں کے باغوں میں جن اور شیاطین موجود ہوتے ہیں، اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص وہاں جائے تو اُسے چاہیئے کہ یہ دعا پڑھ لے۔

اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث

(۲۳۰) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کھجور کے باغات میں داخل ہو، اگر وہ بسم اللہ پڑھ لے تو اس کے پوشیدہ مقامات اور جنوں کے ابین ستر ہو جاتا ہے۔

(۲۳۱) حضرت ابو امامہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اپنے کھجور کے باغ میں داخل ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ دعا پڑھ لے:- اللّٰھم انی اعوذ بک من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم۔

(۲۳۲) یوسف بن ابی بردہ رضؓ فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضؓ ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے آپ کو فرماتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر نکلتے تو فرماتے غفرانک۔

(۲۳۳) حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر نکلا کرتے تو فرمایا کرتے

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی

## حضور ہر حالت میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے

(۲۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے۔

## حضورؐ بیت الخلا جاتے وقت مہر نبوت اُتار دیا کرتے

(۲۳۵) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوا کرتے تو اپنی انگوٹھی مبارک اتار دیا کرتے (کیونکہ اس میں محمد رسول اللہ کا کندہ کیا ہوا نقش تھا)

## غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے

(۲۳۶) حضرت عبد اللہ بن مغفل رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرے، کیونکہ اس کی اس حرکت سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ ابو عبد اللہ بن ماجہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن محمد الطنافسی سے سُنا کہ وہ کہتے تھے، کہ یہ ممانعت وہاں ہے جہاں غسل خانہ کا فرش کچا ہو، لیکن آج کل جب کہ غسل خانوں میں چونے اور سیمنٹ کا پلاسٹر کیا جاتا ہے، اگر پیشاب کریں اور اس پر پانی بہا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

## کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق

(۲۳۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سباطۃ مقام پر تشریف لے گئے، اور وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

## بیٹھ کر پیشاب کرنے کے متعلق

(۲۳۸) مقدامؓ بن شریح بن ہانی اپنے باپ سے اور وہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا، تم میں جو کوئی بھی یہ حدیث بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو اس کو صحیح نہ ماننا۔ کیونکہ میں نے حضورؐ کو بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔

(۲۳۹) حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا، تو حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔ پس اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

(۲۴۰) حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے روکا ہے۔

## پیشاب گاہ کو اپنے ہاتھ سے چھونے اور اس سے استنجا کرنے کی کراہت

(۲۴۱) حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ رضؓ کہتے ہیں کہ ان سے ان کے والد بزرگوار نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے حکم دیا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اُسے چاہیئے کہ داہنے ہاتھ سے نہ تو اپنی شرمگاہ کو چھوئے، اور نہ ہی اس سے استنجا کرے۔

(۲۴۲) حضرت عثمان بن عفان [illegible] ہیں، کہ میں نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، اسی وقت سے میں نے داہنے ہاتھ سے نہ تو اپنی شرمگاہ کو چھوا، اور نہ ہی خیانت کی، اور نہ ہی جھوٹ بولا۔

## پتھر سے استنجا کرنے اور گوبر اور ہڈی سے نہ کرنیکا بیان

(۲۴۳) حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا میں تمہارے لئے ویسا ہی ہوں جیسا کہ باپ اپنی اولاد کے لئے ہوتا ہے، اور میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم قضاء حاجت کے لئے بیٹھو، تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرو۔ حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور م نے تین پتھروں سے استنجا کرنے کا حکم دیا، اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے بھی روکا۔

(۲۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ حضور قضاء حاجت کے لئے گئے، اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لئے تین پتھر لاؤں۔ میں دو پتھر اور ایک ہڈی لایا، حضور م نے دونوں پتھر تو لے لئے اور ہڈی پھینک دی، اور فرمایا یہ ناپاک ہے۔

(۲۴۵) حضرت خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ استنجے کے لئے تین پتھر ضروری ہیں مگر ان میں گوبر شامل نہیں۔ حضرت سلمان رضہ فرماتے ہیں کہ ان سے بعض مشرکوں نے کہا، اور وہ ان سے مذاق کر رہے تھے کہ تمہارے نبی م تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں، حتیٰ کہ ناپاکی کو دور کرنے کی بھی اس کے جواب میں حضرت سلمان رضہ نے فرمایا۔ ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کرکے قضاء حاجت نہ کریں، اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے استنجا کریں، اور ہمیں استنجے کے لئے تین پتھروں کا استعمال ضروری ہے۔ اس میں گوبر اور ہڈی شامل نہیں۔

## پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ رو ہونیکی ممانعت

(۲۴۶) عبداللہ بن حرث رضہ فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ تم میں سے کسی کو قبلہ رو ہو کر پیشاب نہ کرنا چاہیئے، اور میں نے سب سے پہلے یہ حدیث لوگوں سے بیان کی۔ (باقی)

# نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## نزول وحی

### حضورؐ کو کس طرح وحی ہوتی تھی

(۲۲۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حارثؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضورؐ پر کس طرح وحی نازل ہوتی ہے، حضورؐ نے فرمایا کبھی تو گھنٹی کی جھنکار کی سی کیفیت ہوتی ہے اور یہ جھنکار ابھی ختم نہیں ہونے پاتی کہ میں وحی کے الفاظ حفظ کر لیتا ہوں۔ وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے۔

کبھی فرشتہ انسان کی صورت میں یہ اللہ کا پیغام لے کر میرے پاس آتا ہے، اور میں یہ پیغام یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سخت سردی میں جب حضورؐ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کا سلسلہ منقطع ہو جانے پر میں حضورؐ کی پیشانی پر پسینہ بہتے دیکھتی۔

(۲۲۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نزول وحی کے وقت بہت تکلیف میں ہوتے، وحی کے وقت حضورؐ کے ہونٹ وحی کے الفاظ دہرانے کے لئے ہلتے، اس پر اللہ نے فرمایا اے نبی! نزول وحی کے وقت آپ کو وحی کے الفاظ یاد کرنے کے لئے لب ہلانے کی ضرورت نہیں۔ ہم خود وحی کے الفاظ کو تمہارے سینے میں محفوظ کر دیں گے۔ تم خاموشی کے ساتھ وحی کو سنتے رہا کرو اور بس!

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے بعد جب کبھی بھی حضرت جبرئیل وحی لاتے تو حضورؐ خاموشی اور سکون کے ساتھ وحی سنتے رہتے، اور جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو جاتا تو حضورؐ وحی کے تمام الفاظ دہرا دیا کرتے۔

### قرآن کی مختلف قراتیں

(۲۲۵) حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ہشامؓ کو قرآن کی سورہ فرقان کی تلاوت کرتے سنا۔ مگر انہوں نے جس طرح تلاوت کی، مجھے حضورؐ نے اس کی تعلیم نہیں دی تھی اس بناء پر میں نے ہشام سے پوچھا کہ تم نے سورہ فرقان کی یہ تلاوت کس سے سیکھی، تو انہوں نے کہا کہ حضورؐ سے۔ میں نے کہا کہ غلط کہتے ہو، حضورؐ نے کبھی اس کی تعلیم نہیں دی۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کے گلے میں اپنی چادر ڈالی، اور انہیں پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے گیا، اور عرض کیا حضورؐ دیکھیئے، یہ ایک تو غلط قرآن پڑھتا ہے، اور دوسرے حضورؐ پر الزام رکھتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا عمرؓ! ہشام کے گلے سے چادر ہٹا لو، پھر ہشام سے فرمایا پڑھو، تم کس طرح پڑھتے ہو، ہشام نے اپنے طریقہ پر تلاوت کی، حضورؐ نے سنکر فرمایا، تلاوت تو صحیح ہے۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا، تم اپنے طریقہ پر پڑھو۔ میں نے بھی پڑھی، حضورؐ نے فرمایا، تمہاری تلاوت بھی صحیح ہے، پھر فرمایا۔ قرآن سات قراتوں پر نازل ہوا ہے، جو قرآت بھی تمہیں آسان معلوم ہو وہی اختیار کر لو۔

### اللہ کی طرف سے سات قراتوں کی اجازت

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ بنی غفار کے تالاب پر بیٹھے تھے کہ جبرئیل آئے اور فرمایا۔ اللہ کا پیغام ہے کہ اپنی امت سے کہہ دو کہ قرآن کی تلاوت ایک ہی قرآت پر کرے۔

حضورؐ نے فرمایا، میری طرف سے اللہ سے معافی چاہو، اور عرض کرو کہ یہ چیز میری امت کی طاقت سے باہر ہے جبرئیل دوسری دفعہ تشریف لائے اور فرمایا، دو قراتوں کی اجازت دی جاتی ہے، حضورؐ نے پھر امت کی طرف سے معذرت چاہی، جبرئیل تیسری مرتبہ تشریف لائے، اور پھر چوتھی دفعہ آئے تو یہ پیغام دیا کہ قرآن سات قراتوں پر پڑھا جاسکتا ہے، اور ہر قرآت اپنی جگہ صحیح ہوگی۔

### حافظ قرآن کو تلاوت قرآن کی تاکید

حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جس طرح اونٹوں کے رکھوالے کو اونٹوں کی حفاظت کے لئے اونٹوں کے زانو باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح حافظ قرآن کے لئے منزل پر بیٹھنے کی ضرورت ہے، ورنہ قرآن کے

بھول جانے کا اندیشہ ہے۔

## حضورؐ صبح کی سنتوں میں کونسی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے

(۲۸۸) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صبح کی سنتوں میں پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا پڑھتے، اور دوسری رکعت میں آمنا باللہ واشہد بانا مسلمون پڑھتے۔

## صبح کی سنتوں کا اختصار

(۲۸۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ فجر کی سنتوں میں اتنی مختصر تلاوت فرماتے کہ میں سوچتی کہ شاید حضورؐ نے سورۃ فاتحہ بھی پوری پڑھی ہے یا نہیں۔

## صبح کی نماز میں قرآن کی تلاوت

(۲۹۰) حضرت ابوبرزہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صبح کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھا کرتے۔

## قل اعوذ برب الفلق کی فضیلت

(۲۹۱) حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ناقہ پر سوار تھے۔ میں بڑھا اور حضورؐ کے قدم سے، اور عرض کیا کہ مجھے سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارے لئے قل اعوذ برب الفلق بہت کافی ہے۔

## حضورؐ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھا کرتے

(۲۹۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں تو الم تنزیل سجدہ اور دوسری میں ہل اتی علی الانسان تلاوت فرمایا کرتے۔

## قرآن حکیم کی جن سورتوں میں سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے

### سورہ ص میں سجدہ

(۲۹۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے سورۃ "ص" میں سجدہ تلاوت کیا۔ اور فرمایا حضرت داؤدؑ نے تو توبہ کا سجدہ کیا تھا، اور ہم شکر کا سجدہ کرتے ہیں۔

### سورہ نجم میں سجدہ

(۲۹۴) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے سورۃ نجم تلاوت فرمائی اور سجدہ کیا۔

### اذا السماء انشقت میں سجدہ

(۲۹۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اذا السماء انشقت تلاوت فرمائی اور اس

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جسکی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(ترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

دور رہو، دور رہو، پھر دور رہو، اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو، پھر اللہ سے ڈرو۔ جلد بھاگو۔ جلد بھاگو اور شکایت کرنے سے پرہیز کرو، مولا کے حکم پر راضی نہ ہونے سے بچو۔ کیونکہ بنی آدم پر جس قدر بلا و محنت کا نزول ہوتا ہے، اس کا زیادہ حصہ صرف اپنے پروردگار کے گلہ و شکوہ کے باعث ہوتا ہے۔ بھلا اللہ تعالےٰ کا گلہ کرنا بلکہ اس کی شکایت کا خیال بھی دل میں لانا کیونکر عقل کے نزدیک مناسب ہوسکتا ہے جبکہ وہ تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان اور تمام حاکموں سے بہتر حاکم عادل اور بے حد بردبار ہے کہ باوجود کمال قدرت کے گنہگاروں کو سزا دینے میں عجلت نہیں فرماتا۔ کوئی خبر اس سے پوشیدہ نہیں نہ ظاہر کی، نہ باطن کی۔ اور نہ عالم ملک (اجسام) نہ عالم ملکوت (ارواح) کی کوئی بات اس سے چھپی ہے اور عالم میں کوئی ذرہ جنبش نہیں کرتا جس کی اس کو خبر نہ ہو۔ وہ اپنے بندوں پر بے حد و بے حساب مہربان ہے۔ اور مستحق و غیر مستحق سب پر بے غرض نیکیوں اور بھلائیوں کی بارش کرتا ہے۔

یہ ترجمہ لفظ "رحیم" کا ہے۔ رحمان و رحیم میں یہ فرق ہے کہ رحمان وہ ہے جو سوال کرنے پر دے اور رحیم وہ ہے کہ اگر سوال نہ کیا جائے تو اس کو رنج ہو اور وہ ناراض ہو۔

بندوں پر مہربانی و نرمی کرتا ہے، یہاں تک کہ کوئی ذرہ اس کے لطف و عنایت سے خالی نہیں۔

کہا گیا ہے کہ دوزخیوں کو جبکہ وہ دوزخ میں ہوں ملطوف (مہربانی کئے گئے) کہہ سکتے ہیں اگرچہ ان کو مرحوم نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ جس عذاب میں وہ مبتلا ہیں، اس سے کہیں زیادہ سخت عذاب میں اللہ تعالےٰ ان کو مبتلا کرسکتا تھا۔ مگر اس کا لطف (مہربانی) ہے جو اس نے بہت زیادہ سخت عذاب میں مبتلا نہیں کیا۔ لطف و غضب جمع ہوسکتے ہیں لیکن رحمت و غضب جمع نہیں ہوسکتے۔ مثلاً کسی مجرم کو سو تازیانہ مارنے کا حکم ہو چکا ہے، مگر سزا دیتے وقت بادشاہ نے مہربانی و لطف کیا۔ اور فرمایا کہ صرف پچاس تازیانے لگائے جائیں۔ یہ لطف ہے۔ حالانکہ غضب بھی موجود ہے۔ فافہم۔

بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

بلکہ غیر میں تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ملکیت سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔ پس وہ جو کچھ بھی کرے گا ظلم نہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا کچھ کام کسی شخص کی طبیعت و نفس کے موافق نہ ہو لیکن ممکن ہے کہ اس کی بھلائی اسی میں ہو، اور اگر بھلائی نہ بھی ہو تو بھی ظلم نہیں۔

جیسے طبیب جو مزاج کا حلیم بھی ہو کہ تدبیر و علاج میں جلدی نہ کرے، کیونکہ بیمار کی حالت اور اس کی مفید تدبیر سے وہ واقف ہے۔ وہ بیمار کا دوست شفیق بھی ہے۔ نرم خو ہے اور بیمار سے دلی قربت رکھتا ہے۔

ممکن ہے رشتہ دار قریبی مراد ہو، ایسی حالت میں قدرتاً شفقت ہوسکتی ہے۔

کیا پدر مہربان و مادر شفقہ پر اس بات کی تہمت لگائی جاسکتی ہے کہ وہ بچوں پر شفقت و مہربانی نہیں رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تو خود ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللّٰہ ارحم بعبدہٖ من الوالدۃ علی ولدھا اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر اس قدر زیادہ مہربان ہے کہ مائیں اپنے بچوں پر اتنی مہربان نہیں ہوسکتیں۔

باپ کا ذکر اس لئے نہ کیا کہ طبعاً ماں بہ نسبت باپ کے زیادہ تر شفیق ہوتی ہیں، اور کافرون کے

خود اپنے اوپر ستم کیا کہ دائرہ بندگی سے خارج ہوئے گویا بیٹا عاق ہوگیا۔ اور مومنوں پر جو عذاب و بلا نازل ہوتی ہے، اس میں مومنوں ہی کے مفید حال بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ تو اس سے بیشتر لاعلم ہوتے ہیں۔

درگاہ خداوندی کے ادب کا بخوبی خیال رکھو۔ اے مسکین جب کوئی بلا نازل ہو تو بہ تکلف صبر اختیار کرنا، اور اپنے کو اس کے برداشت کرنے کا اہل بنالو۔ اس بہ تکلف صبر کرنے میں تم کمزور و ناتوان ہی کیوں نہ ہو جاؤ، مگر صبر ضرور کرو۔

مطلق صبر اور بہ تکلف صبر میں تھوڑا فرق ہے۔ لیکن جب صبر کی عادت ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتا ہے۔ تصبّر سے یہ مراد بھی ممکن ہے کہ اس کی تلخی گو دل میں ہو مگر زبان پر نہ لادے۔ اور صبر یہ کہ دل سے بھی صادر ہو۔

یہاں تک کہ اگر رضا و موافقت نہ بھی بن پڑے تو بھی ضرور صبر کرو۔

یعنی رضا و موافقت با قضا اصل چیز اور اعلیٰ مقام ہے اور گویا اجرائے احکام قضا و قدر کے ماتحت سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک مدرضا" میں اتنی ہی نسبتاً مٹھاس و حلاوت ہوگی، جس قدر کہ محبت الٰہی ہوگی۔ اس کا غلبہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ رنج میں راحت کا مزا درد میں دوا کی لذت اور نیش میں نوش کا ذائقہ ملتا ہے اگر رضا نہ بن پڑے تو سب سے ادنیٰ درجہ صبر ہے وہ اختیار کرے اور اگر صبر (مطلق) بھی نہ ہو سکے تو تصبر (بہ تکلف صبر) ضرور ہی کرے لیکن جزع و فزع تو نہ کرے کہ وہ بہت ہی بری بات ہے۔

پھر راضی ہو جاؤ اور موافقت کرلو۔

رضا اور موافقت اس وقت تک ہے، جب تک تم پائے جاؤ اور تمہارا وجود باقی ہے۔

اس کے بعد فنا کا درجہ ہے جبکہ تم گم کر دیئے جاؤ گے۔

فنا کا درجہ و مقام رضا کے مقام سے کہیں زیادہ بلند ہے، بلکہ سلوک کا آخری مقام ہے کہ فنا پر سلوک ختم ہو جاتا ہے (اس کے بعد فنا کی مدح اور وجود فنا کی غرابت و ندرت کا ذکر فرماتے ہیں)

(باقی آئندہ)

# افسانے

## ڈرائیور

(از جناب مس امتیاز علی صاحب حجاب)

علی الصباح مجھے ایک ضروری کام پر شوری جانا تھا۔ شوری چھوٹی سی جگہ ہے، اور وہاں کے اسٹیشن پر ٹرین رکتی نہیں، چنانچہ میں وہاں ہمیشہ کار ہی میں جایا کرتی ہوں۔

میرا پرانا ڈرائیور کریم تین دن کی چھٹی لے کر اپنے گھر گیا ہوا تھا۔ اُسے علم تھا کہ کل صبح مجھے شوری جانا ہے، وہ یہ وعدہ کر کے گھر گیا تھا کہ مجھے شوری پہنچانے کے لئے وہ [غیر واضح] وقت آئے گا۔

رات کے کھانے کے بعد میں زوناش کی مدد سے کچھ ضروری کاغذات سفری بیگ میں رکھ رہی تھی کہ میں نے کہا "زوناش! کریم اب تک نہیں آیا، اور مجھے علی الصباح روانہ ہونا ہے"

"ساری رات پڑی ہے خاتون روحی، بے فکر رہیے، وہ پہنچ جائے گا، وعدے کا بڑا پابند ہے" حبشن نے بیگ بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"پابند تو ہے" میں نے کہا "مگر کیا پتہ کوئی ایسا اتفاق پیش آ جائے کہ وہ نہ پہنچ سکے۔ میرے خیال میں احتیاطاً تم زلفی کو فون کر کے کہہ دو کہ ایک دن کے لئے اپنا ڈرائیور بھیج دیں"

"بہت اچھا، پر میرا خیال ہے، اس کی ضرورت نہ پڑیگی کریم اپنے وعدے کا ایسا پکا ہے کہ جس طرح بھی ہوگا وقت سے پہلے پہنچ جائے گا"

"تم ٹیلیفون تو کر دو"

جاڑے کے گیارہ بجے میں نے برقی روشنی بجھا دی، اور اپنے بستر پر لیٹ کر دوسرے دن کے ضروری کاموں کی فہرست دل ہی دل میں مرتب کرنے لگی۔

دسمبر کی ستم انگیز رات تھی۔ سردی شدید تھی، بانس اور صنوبر کے سربلند درختوں پر خنک ہوائیں سائیں سائیں کر رہی تھیں۔

میں ایک شوخ نارنجی رنگ کے لحاف میں بلی کی طرح دبکی دبکائی پڑی تھی۔ آتش دان میں چٹخنے والی صنوبر کی لکڑیوں کے شعلے کمرے کی تاریک دیواروں پر یوں لرزاں تھے جیسے کسی پرانے غیر آباد راستے پر بدروحیں دبے پاؤں چل پھر رہی ہوں۔

اچانک گھڑیال نے بارہ بجائے اور میں نے آنکھیں نیند کے لئے بند کر لیں۔

چند ہی منٹ گذرے تھے، دفعتاً دروازے پر کسی کی دستک نے مجھے چونکا دیا۔

"کون ہے؟"

"ڈرائیور کریم ہوں حضور"

میں نے قدرے حیران ہو کر پوچھا "کریم؟ تم آ پہنچے"

"صبح آپ کو شوری جانا تھا نا"

میں لحاف میں لیٹے لیٹے بولی "تم نے ناحق تکلیف کی میں نے صبح کے لئے خاتون زلفی کے ڈرائیور کو بلا لیا ہے خیال تھا واپسی میں شوری سے تمہیں بھی ساتھ لیتی آؤں گی۔ تمہارا گھر کہیں اسی دیہات کے آس پاس ہے نا؟"

"جی"

"اچھی بات، خیال رہے، علی الصباح نماز کے فوراً بعد روانہ ہو جانا ہے"

(۲)

سردی کی پژمردہ اور تاریک صبح میں میں نے نماز پڑھی۔ زوناش نے گرم گرم کافی پلائی۔ پھر میں شال میں لپٹی لپٹائی باہر نکلی تو کار تیار ملی۔ یہاں تک کہ کریم اسٹرینگ پر ہاتھ رکھے پابہ رکاب بیٹھا تھا۔

میرے سوار ہوتے ہی کار چل پڑی۔

خشک ہوائیں جسم میں سوئیاں چبھو رہی تھیں۔ میں نے شیشے چڑھا لئے اور سکڑ کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ بیٹھے بیٹھے اکتا کر بیگ کھول کر "پیری لوٹی" کا "صحرا" نکال لیا اور مغربی افریقہ کی فرانسیسی نوآبادی کے پُراسرار اور پُر افسوں مناظر میرے تصور کی آنکھ کے آگے پھرنے لگے۔

میں دیر تک مطالعہ میں مستغرق رہی، پھر نظر اٹھائی تو دیکھا کافی وقت گذر چکا ہے۔ سردیوں کے غیر دلچسپ پھیکے آسمان پر مریض سا سورج پژمردہ چہرے سے چمکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور سفید دھوپ کہر کو چیر کر میدانوں میں اتر رہی تھی۔

میں نے کتاب بند کی۔ اِدھر اُدھر بے لطفی سے دیکھا۔ جمائی لی اور بولی: "تم پہلے اسی راستہ سے جا چکے ہونا؟ قریب ترین راستے سے چلنا۔ کیونکہ میرا وہاں ایک بجے تک پہنچنا بہت ضروری ہے۔"

"حضور میں بارہ بجے آپ کو وہاں پہنچا دوں گا۔"

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ایک گھنٹہ آرام بھی کر سکوں گی۔ مگر دیکھو، بہت تیز نہ چلو۔ کہیں ٹکر نہ ہو جائے۔ ایک گھنٹہ دیر میں پہنچنا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ ہم کسی پہاڑ یا درخت سے ٹکرا جائیں اور کبھی نہ پہنچ سکیں۔"

یہ کہہ کر میں نے کتاب کھول لی اور پھر مطالعہ میں معروف ہو گئی۔

اچانک میں اپنی سیٹ پر اچھل پڑی، اور کتاب میرے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قدموں میں جا پڑی۔

میں نے غصہ سے کریم کی طرف دیکھا "یہ تم کیا کر رہے ہو؟ دیکھتے نہیں کار فی گھنٹہ ساٹھ میل پر جا رہی ہے!"

"دیکھ رہا ہوں حضور۔ مگر بارہ بجے شوری پہنچنا ضروری ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں۔" میں نے غصہ کو ضبط کر کے کہا۔

مجھے لمحہ بہ لمحہ کار کی رفتار میں اور تیزی محسوس ہونے لگی۔ میں نے دیکھا اس نے رفتار ستر میل کر دی ہے۔ اطراف کے مناظر ایک ہیبت ناک وارفتگی میں اڑے جا رہے تھے۔ سڑک کے کنکر اڑ اڑ کر کار کے شیشوں پر لگ رہے تھے، اور کار کے پیچھے کے شیشے میں سے گرد و غبار کے بگولے اڑتے نظر آ رہے تھے۔

"کار روکو روکو" میں نے انتہائی غصہ کی حالت میں کہا۔

"کار نہیں رُکے گی خاتون روحی۔ بارہ بجتے بجتے شوری پہنچنا ضروری ہے۔"

"ضروری ہے! کیوں؟"

"کیونکہ بارہ بجنے کے بعد ——"

"بارہ بجنے کے بعد کیا ہوگا؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ پہنچ نہ سکیں گی۔"

"کیوں؟"

"جنازہ پہنچ جائے گا۔"

"جنازہ!" میں نے کانپ کر کہا "کس کا؟"

اس نے کار کی رفتار اور تیز کر دی۔ کار ضبط و احتیاط کو نظر انداز کر کے ایک بے عنان جنون میں اڑی جا رہی تھی۔

میں بدحواس ہو گئی چیخ پڑی: "رو کتے ہو یا نہیں؟"

"نہیں"

میرا خون جسم میں جم گیا۔ ہاتھ پاؤں سرد پڑ گئے مجھے یقین ہو گیا، یہ شخص ایک خوفناک جنونی ہے، یا کسی شدید مرض میں مبتلا ہے، وہ میرے پاس چھ سال سے تھا۔ میری تمام کاروں کا وہی نگراں تھا۔ بیحد محتاط تھا۔ ایسا گستاخ کبھی نہ تھا۔

میں کانپ گئی، جنازے کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ پیچھے گرد کا طوفان، سامنے کنکریوں کی بارش، دروازے کے شیشوں کے ٹوٹنے کا ہر وقت خطرہ، میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ میں خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ جلد سے جلد کوئی حادثہ پیش آ جائے، اور یہ خوفناک سلسلہ اختتام پر پہنچے۔

میں نے ڈرتے ڈرتے کریم پر نگاہ ڈالی اور سینے کو جھٹکوں سے محفوظ رکھنے کے لئے دریچے کے قریب کے ریشمی ڈورے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ دہشت زدہ ہو کر چیخی "کریم! تم بیمار تو نہیں؟"

"اب اچھا ہوں۔"

"یعنی بیمار تھے؟"

"ہاں"

"تو پھر آئے کیوں؟ تمہیں آرام کی ضرورت تھی۔"

"آپ کو شوری جو پہنچانا تھا"

شدت خوف کے مارے میرے حلق سے اب آواز نہ نکلتی تھی، وہ لمحہ بہ لمحہ رفتار تیز کر رہا تھا اور تیز —— اور تیز! سوئی اوپر کو چڑھتی جا رہی تھی۔ چڑھتی جا رہی تھی! ستر سے اوپر —— اسی! اسی سے اوپر نوے۔ اور پھر نوے سے اوپر سٹو! باہر کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی معبود! میرے معبود! ایک وحشی بگولا چیخیں مارتا ہوا مجھے فنا کی طرف لئے جا رہا تھا۔

میری چیخوں نے کہا "احمق! یہ کیا کر رہا ہے آفت! خدا کے لئے کار روک دو۔ دیکھو میرے ساتھ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے —— کہاں جا رہے ہو؟ —— کہاں؟ لو شوری پہنچ گئے۔ اب تو رکو۔ یہ شوری کا قبرستان سامنے آ گیا آ گیا ——"

میں نے ایک دیوانہ وار چیخ مار کر دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

کار اپنے جنوں میں ایک تنی کے ٹیلے پر چڑھ گئی تھی، اور پھر [illegible] اور پھر بڑے زور سے جیسے فنا کے قعر میں گر پڑی۔ ایک دھماکے کے ساتھ! جیسے آسمانوں سے [illegible] والے سمندر میں بجلی گرتی ہے۔

جب آنکھ کھلی تو سورج قبرستان پر اپنی بے نیاز [illegible] پھینک رہا تھا۔ میں ٹوٹی ہوئی کار کے سائے میں لاش کی طرح پڑی تھی۔

قبرستان کا دروازہ کھلا اور لوگوں کے ہجوم کی آواز آئی۔ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کر لوگ ایک جنازہ لئے اندر داخل ہو رہے ہیں۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گذشتہ رات بارہ بجے کے قریب ڈرائیور کریم کا ہیضے سے انتقال ہو گیا تھا۔ اس وقت بارہ بجے آسے دفنانے کے لئے اس قبرستان میں لے آئے ہیں۔

# کان کے مالک

(از جناب لبا وان پرشاد صاحب ورما)

گھن شیام کے معنی ہیں ابر سیاہ، ابر سیاہ بھی کیا ہی بے درد ہوتا ہے۔ شب ہجر میں عاشقوں کو تڑپاتا ہے، ڈراتا ہے رلاتا ہے، طاؤس اس کی محبت میں متوالا ہو کر ناچتا ہے اور تڑپتا ہے لیکن اس بیدرد کو ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ ذرا بھی اس کا دل نہیں پسیجتا۔ اگر میرا بس چلے تو اس کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو وہ سزا دوں کہ ہوش ٹھکانے آ جائے۔ بڑی نزاکت اور ادا کے ساتھ بجلی نے کہا۔

”لیکن میں تو سب سے زیادہ سزاوار بجلی کو سمجھتا ہوں، وہ کتنے ہی بے گھر بار کے نوجوانوں کو ڈراتی ہے، دھمکاتی ہے، تھوڑی سی روشنی دکھا کر پھر انہیں اندھیرے میں ٹٹولنے پر مجبور کر دیتی ہے اور گھن شیام یا ابر سیاہ کے نیچے سے تو ہمیشہ نکل بھاگنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔“ مسکراتے ہوئے گھن شیام داس چودھری نے کہا۔

”یہ گھن شیام کی ناسمجھی ہے۔ بجلی تو ہمیشہ گھن شیام کے کلیجے میں چھپی رہنے کی کوشش کرتی ہے۔ بھول بھٹک کر ذرا سی دیر کے لئے کبھی گھن شیام سے الگ بھی ہوتی ہے تو پھر فوراً آ کر اسی کے سینے میں چھپ جاتی ہے۔“ اتنا کہہ کر بجلی نے اپنا سر گھن شیام کے زانو پر جو اس کے پاس ہی پارک کی ایک بنچ پر بیٹھا تھا، رکھ دیا، اور دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

گھن شیام داس نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ”لیکن بجلی رانی۔ بجلی اور گھن شیام کا وصال کتنی دیر رہ سکتا ہے۔ برسات کے موسم کے گذرتے ہی تو دونوں کو ہجر کا مقابلہ کرنا ضروری ہوگا، اب ہم لوگوں کے بی۔اے کے امتحان میں صرف ایک ہی مہینہ باقی ہے۔ امتحان کے بعد میری تو پڑھائی ضرور ہی ختم ہو جائے گی، پھر نہ معلوم تم کہاں رہو گی اور یہ بدنصیب گھن شیام کہاں رہے گا۔“

”گھن شیام چاہے کہیں رہے۔ لیکن اب تو بجلی کو تمہیں اپنانا ہی ہوگا۔ بجلی بے شک تمہاری ہو کر رہے گی۔“ گھن شیام کی طرف ایک عجیب نگاہ سے دیکھتے ہوئے بجلی نے کہا۔

”بجلی تم بالکل بھولی بھالی ہو، تمہیں دنیا کا ابھی کچھ بھی تجربہ نہیں۔ بھلا تم اور ہم ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ تمہارے والد بابو جادو چند کو یہ ہرگز منظور نہ ہوگا۔ وہ ہنسا ڈیہہ کان کے مالک ہیں۔ دھن دولت ان کے پیروں پر لوٹتی ہے۔ اور میرے والد ایک غریب مزدور اور دانے دانے کو محتاج، جنہیں اپنی روزی انہیں کی کان میں مزدوری کر کے کمانی پڑتی ہے۔ پھر بھلا تم ہی سوچو، مالک اور مزدور کا یہ تعلق ممکن ہے؟“ ایک سرد آہ بھرتے ہوئے گھن شیام داس نے کہا۔

”گھن شیام اس معاملے میں میرے من کی بات رہے گی آج دو سال سے جس دل میں تمہاری مورت قائم کر کے میں پوجتی آ رہی ہوں، اس دل میں اب کسی غیر کو ہرگز نہیں بٹھا سکوں گی۔ اس کے لئے دنیا مجھے بگڑی، بے حیا، خاندان کے نام کو ڈبونے والی، چاہے جو کچھ کہے“ بڑے تپاک سے گھن شیام کی گودی سے سر اٹھاتے ہوئے بجلی نے کہا۔

(۲)

بی۔اے کے امتحان کا نتیجہ آج ہی نکلا ہے۔ بجلی اور گھن شیام دونوں ہی اول درجہ میں پاس ہوئے ہیں۔ گھن شیام بجلی کے پاس مبارک باد کا خط لکھنے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ اسے ہنسا ڈیہہ کا ایک تار ملا۔ لکھا تھا ”تمہارے والد مرنے کے قریب ہیں — جلد آؤ۔“

آنے والی مصیبت کے جذبات و خیال سے گھن شیام کا تمام جسم کانپ اٹھا۔ اس نے اسی وقت تمام سامان ٹھیک کر لیا اور جانے کو تیار ہو گیا۔

رات بھر ٹرین کے سفر کے بعد دوسرے دن صبح گھن شیام ہنسا ڈیہہ اسٹیشن پر اترا۔ کانوں کے مزدوروں کی جھونپڑیوں کے پاس جاتے ہی خبر ملی کہ اس کے والد انتقال کر گئے۔ گھن شیام بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ بے ہوشی میں وہ پاگلوں کی طرح رونے لگا۔ ”پتاجی، آپ کا گھن شیام بی۔اے پاس کر گیا۔ ابھی آپ کو نہیں معلوم ہے نا! گھن شیام کو بی۔اے ہی پاس کرانے کے لئے آپ نے زندگی بھر کوئلے کا پہاڑ توڑا ہے۔ اب گھن شیام کوئی اچھی نوکری کرے گا۔ آپ کو نہال کر دے گا، اب آپ کو کوئلہ توڑنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اوہ آپ کس پر ناراض ہو کر بھاگے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو نہیں جانے دوں گا۔“

کئی دن وہ اسی طرح تڑپتا رہا۔ لیکن دنیا کا دستور یہی ہے۔ تین چار دن کے بعد جب وہ صحیح حالت پر آیا، تو وہاں کے مزدوروں نے اسے تمام باتیں کہہ سنائیں کہ اس کے والد کیسے بیمار پڑے اور کس طرح ان کی موت ہوئی۔ بات

بابو جادو چندر کی کان میں کئی دنوں سے مزدوروں کی ہڑتال ہو رہی تھی۔ ان بیچاروں کو واجب مزدوری نہیں ملتی تھی۔ دوسری کانوں کے مقابلہ میں ان کی کان میں بہت کم مزدوری دی جاتی تھی، مزدوروں کے بیمار پڑنے پر ان کی دوا دارو کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اور کان کے افسران ان سے کئی طرح کی ناجائز رقمیں وصول کرتے تھے۔ ان کے ظلموں کی حد ہو گئی تھی، اسی وجہ سے کان میں ہڑتال جاری تھی، ہڑتال میں بینی چودھری (گھن شیام کے والد) خاص لیڈر تھے، ہڑتال کے شروع ہی میں کان کے افسروں نے بینی چودھری کو بلایا اور دوسرے حیلہ حوالے سے کرا نہیں بری طرح پیٹا تھا، جس کا نتیجہ ہوا ان کی موت۔

اس ظلم کی داستان سنکر گھن شیام داس کا خون کھول گیا۔ آنکھوں میں چنگاریاں چمک اٹھیں۔ اس نے باپ کی موت کا بدلہ لینے اور مزدوروں کی مانگیں پوری کرانے کا عہد کیا اب باپ کی جگہ پر بیٹا مزدوروں کا سردار بنا۔

(۳)

ایک مہینہ سے بنسا ڈیہہ کی کوئلے کی کان میں ہڑتال ہے۔ افسروں نے ہر طرح سے کوششیں کیں کہ ہڑتال ختم ہو جائے سبھی طرح کی تدبیریں عمل میں لائی گئیں، فریب، سازش، مار پیٹ، پکڑ دھکڑ، سب کچھ ہوا، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ گھن شیام داس جیسے لائق آدمی کے زیر سایہ مزدوروں میں معمولی تنظیم نہیں تھی، گھن شیام کو کان میں ایک بہت بڑی جگہ دینے کا لالچ دیا گیا، لیکن وہ اپنی جگہ سے ٹلنے والا نہ تھا۔ اپنے مقصد پر پہنچے بغیر اس کے مضبوط ارادے کو توڑنا قطعاً ناممکن تھا۔ مالک اور افسروں نے ہڑتالی مزدوروں کی جگہ پر نئے مزدوروں کی بحالی کا منصوبہ گانٹھا۔

بہت سے نئے مزدور کان کے پھاٹک پر جمع ہو گئے لیکن ہزاروں ہڑتالی مزدور پھاٹک روک کر لیٹ گئے۔ نئے مزدور سہم گئے۔ گھن شیام داس نے ایک پرزور تقریر کی۔

"نئے مزدور بھائیو! آج ہم جس حق کے لئے اپنی آن پر مر مٹے ہیں، وہ کوئی انفرادی حق نہیں۔ بلکہ سب ہی مزدوروں کا ہے، جو حال آج دن ان کا ہے، کل یہی نوبت آپ پر آ سکتی ہے۔ آپ کا ہم استقبال کرتے ہیں۔ آپ ہی جیسے ہمارے مزدور بھائی اپنے حق کے لئے پھاٹک پر تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں۔ اگر ان کی روٹی چھین کر، ان کے بلکتے ہوئے بھوکے بچوں کا گلا گھونٹ کر آپ کو اپنا پیٹ بھرنا پسند ہو تو آپ خوشی خوشی ان کی چھاتی پر پاؤں رکھ کر کان کے اندر چلے جائیں۔"

نئے مزدوروں کی روحوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔

کان کے مالک اور افسروں کا یہ منصوبہ بھی بے کار ثابت ہوا۔ ایک ہی مہینہ کے اندر کان کو لاکھوں روپے کا گھاٹا ہو گیا۔ آخر بابو جادو چند بوکھلا گئے، انہوں نے اپنا آخری حربہ کام میں لانے کا پکا ارادہ کر لیا۔ بے یار و مددگار مزدوروں پر انہوں نے بلوے کے نام پر گولی چلوا دی کتنے ہی مزدور گولی کا نشانہ بنے کتنے ہی زخمی ہو گئے۔ اور ان زخمیوں میں ایک گھن شیام داس بھی تھے۔

(۴)

کان کے اس گولی چلنے کے حادثے کی خبر بجلی کے کانوں میں پڑی۔ اس نے یہ بھی سنا کہ مزدوروں کا نوجوان لیڈر گھن شیام داس چودھری بھی زخمی ہے، اور موت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کا دماغ چکرا گیا۔ بنسا ڈیہہ جانے والی گاڑی کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ وہ بغیر کسی سے کچھ کہے سنے اسٹیشن کی طرف چل پڑی۔

راہ لمبی تھی، جس کے درمیان میں گاڑی بہت سے اسٹیشنوں پر ٹھہری۔ بہت سے ندی نالے، جنگل پہاڑ پار کئے، لیکن بجلی کو کوئی خبر نہیں۔ سکنڈ کلاس کے ڈبے میں یہ کھوئی اور تھکی سی بیٹھی ہوئی تھی، گاڑی جب بنسا ڈیہہ میں رکی، تو وہ باؤلی سی اتری۔ اور پوچھ پاچھ کر سپتال پہنچی۔

گھن شیام داس کی حالت نازک تھی، سپتال میں پڑے پڑے وہ موت کی گھڑیاں گن رہا تھا، کسی کے ملائم ہاتھوں کے چھونے ہی وہ چونک اٹھا، آنکھیں کھولیں تو اس نے سامنے بجلی کو کھڑے ہو کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا۔ اسے تعجب ہوا اور اس نے چاہا کہ اٹھ بیٹھے۔ لیکن اس میں طاقت بالکل نہیں تھی۔ بجلی نے بھی اسے اٹھنے سے منع کر دیا مریض کی حالت دیکھ کر بجلی ناامید ہو گئی، مگر پھر بھی بھگوان کی مہربانی کے آسرے خود اس نے تیمارداری شروع کر دی۔

گھن شیام کے سرہانے مزدوروں کی مانگوں کی ایک فہرست پڑی تھی۔ بجلی نے اسے اٹھا کر پڑھا اور جانے کیا سوچ کر اس کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔

دن تو کسی نہ کسی طرح کٹ گیا، لیکن جوں جوں رات ہونے لگی مریض کی حالت ۔۔۔ خراب ہونے لگی، جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ ڈاکٹر گھبراتے ہوئے نظر آئے۔ دوا دارو کا جتنا بھی انتظام ہو سکا ہوا، لیکن نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ آدھی رات ہوتے ہوتے گھن شیام کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی۔ بجلی سر تھام کر رہ گئی۔

(۵)

مزدوروں کے لیڈر کے گھائل ہوتے ہی کان کے کارکن جتنے سمجھا تھا کہ اب ہڑتال ختم ہوئی، لیکن ایک دوشیزہ کے زیر تحت ان کی جماعت کو مضبوط پایا، تو وہ انگشت بدنداں رہ گئے یہ جان کر کہ وہ دوشیزہ کان کے مالک ہی کی اکلوتی لڑکی ہے، مزدور اور افسر دونوں حیرت میں تھے، بابو جادو چندر اب تو اور بھی پریشان تھے، ان کی نظروں میں دنیا ہی الٹ گئی تھی، چاند سے چنگاریاں برس رہی تھیں، اور آفتاب سے برف گھل گھل کر ٹپک رہی تھی، ان کے ہوش و حواس جاتے رہے تھے۔

آخر مزدوروں کے اس نئے رہبر کے پاس آ کر انہوں نے کہا۔ "بیٹی بجلی! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ کیا تمہارے ہوش و حواس جاتے رہے، یہ تو تم اپنے پیروں آپ کلہاڑی مار رہی ہو"

پتا جی! میرا دماغ میرے ساتھ ہے، اور میں ہوش میں ہوں، مگر آپ نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی لاڈلی کی دنیا اجاڑ دی۔ گھن شیام میرے مانے ہوئے شوہر تھے، انہیں پر میری مسرتوں کی دنیا آباد تھی۔ میں نے زندگی کی بہشت قائم کی تھی، انہوں نے جس کام کو ادھورا چھوڑا ہے، میں اسے پورا کر کے ان کی روح کو آرام پہنچانا چاہتی ہوں یہ میرا فرض ہے۔ پاگل پن نہیں۔

تمام راز بابو جادو چندر کی سمجھ میں آ گیا، وہ سر پیٹ کر رہ گئے، پھر انہوں نے تنہائی میں لے جا کر بجلی کو بہت کچھ پیچ اور پیچ سمجھائی، لیکن سب بے کار۔ آخر کو انہیں کہنا پڑا "بیٹی! جب ایک دن کان کی "مالکن" تمہیں ہی ہونا ہے، تو میرا کچھ کہنا بیکار ہے۔ آج سے ہی کان کا تمام بار تمہارے اوپر ہے۔ اب تم اس کی مالک بھی ہو، اور ہڑتالی لیڈر بھی، پھر جو چاہو کرو، میں زبان تک نہیں ہلا سکتا"

گھن شیام داس کی فہرست کے مطابق بجلی نے مزدوروں کی سب ہی مانگیں پوری کر دیں۔ ان کی مزدوری دیگر کانوں سے بہت زیادہ کر دی گئی۔ مزدوروں کی دوا دارو کے لئے کان کی طرف سے ایک چھوٹا سا اسپتال قائم کر دیا ان کے بال بچوں کی تعلیم کے لئے ایک ہائی اسکول کھول دیا، ان کی چھٹیوں اور کام کرنے کے وقت بھی مقرر کر دیئے۔ قاعدہ اور قانون بنا کر افسروں کے ظلموں کو روکنے کے لئے پوری کوشش کی، ان کے لئے کوارٹروں کا نہایت ہی عمدہ انتظام کر دیا، یہ ہی نہیں، اس نے ایک اور بھی عظیم الشان انقلاب کر دیا۔ کان کے نفع میں سے محض تھوڑا سا اپنے لئے رکھ کر باقی رقم میں تنخواہ کے مطابق مزدوروں کو شیئر دینے کا بھی اس نے انتظام کر دیا۔ اس طرح اب مزدور بھی کان کے مالک بن گئے۔

# مذہبی معلومات

## رمضان المبارک کے مفید معتبر مسائل

(از حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند)

### روزے میں نیت کی ضرورت کا بیان

روزے میں نیت شرط ہے۔ نیت کے معنی دل میں ارادہ کے ہیں۔ اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہ ہوگا۔ رمضان کے روزے کی نیت آدھے دن شرعی تک کر سکتا ہے یعنی تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک۔ اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب ہے کہ سحری کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے (بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ) اگر افطار کے وقت ہی نیت کرے تب بھی جائز ہے۔ بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت میں خلل نہ ہو۔

### ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا۔ بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آٹا پیسنے والے اور تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جاوے یا خود بخود قے آ وے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جاوے یا قے آ کر خود بخود لوٹ جاوے، ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا اور کچھ خلل نہیں آتا۔ بلغم نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے، تو اس کو یاد دلا دینا جائز ہے۔ اگر ضعیف و ناتوان ہے تو نہ یاد دلانا بہتر ہے۔ اگر خود بخود مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جاوے تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔

### جن باتوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔ منہ بھر قے آئی تھی اس کو نگل جانا۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ یہ چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں، مگر صرف قضا آوے گی، کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے تانبے وغیرہ کو نگل جاوے تو روزہ ٹوٹ جاوے گا، اور صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا غلطی سے سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔ جان بوجھ کر بدن بھولنے کے صحبت کرنا۔ کھانا پینا روزے کو توڑتا ہے، اور قضا بھی آتی ہے، اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا (مفصل حال کسی عالم سے دریافت کر لو)

### جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن سے مکروہ نہیں ہوتا

بلا ضرورت کسی شے کو چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ دیکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے، اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ فصد کرانا۔ پچھنے لگوانا روزے میں مکروہ ہے، غیبت، بدگوئی، لڑائی، جھگڑا روزہ کو مکروہ کر دیتے ہیں۔ اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے مسواک کرنا۔ سر پر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں، سرمہ لگانے سے یا سرمہ لگا کر سو جانے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ناواقف لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں۔ اگر بی بی کو اپنے خاوند کو یا نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔

### روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے، تندرستی کے وقت قضا کرے۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے، تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ پھر قضا رکھے۔ حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے۔ اپنے یا غیر کے بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کر لینا جائز ہے۔ ہمارے نور ح کے چھتیس کوس یعنی (انگریزی) اڑتالیس میل کا سفر ہو یا اس سے زیادہ ہو، وہ سفر شرعی کہلاتا ہے، یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن میں پہنچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں، تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی شخص تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹہ میں اڑتالیس میل پہنچ جاوے اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جاوے گی۔ بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے، روزہ نہ رکھے، اور ہر روزے کے بدلے پورے

دو سیر گندم (یوزن انگریزی) مسکین کو دے۔ لیکن اگر پھر کبھی طاقت آجائے گی تو قضا رکھنی ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے معمولی عذر (یعنی حیض کے ایام) میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز خون آوے، جب خون بند ہو جائے روزہ رکھنا چاہئے۔ جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہئے۔ بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

## روزہ توڑنے کا بیان اور قضا رکھنے کا ذکر

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں۔ پس اگر ایسا سخت بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑے، تو جان کا اندیشہ غالب ہے۔ یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے۔ یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہئے، کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے، کیا خبر ہے موت آجائے اور قرض ذمہ رہے۔ مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پالنے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار) رکھے یا جدا جدا متفرق۔ اگر قضا رکھنے کا وقت پایا اور بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم صدقہ کریں، اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کے صدقہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم و واجب ہے۔

## سحری کھانے کا بیان اور فضیلت

روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ ایک یا دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبائے گا تب بھی سنت کا ثواب پائے گا۔ افضل و بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھائے۔ اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح صادق ہو گئی ..... تو سحری نہ کھانا چاہئے، اور اگر گمان غالب رات کا ہو تو کھا لے، پھر اگر کسی طرح معلوم ہوا کہ فی الحقیقت صبح ہو گئی تو شام تک نہ کھانا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے۔ اور اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے۔ بلا تکلف کھاؤ پیو۔

## روزہ افطار کرنے کا بیان

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہئے۔ البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کے لئے دیر کرنا بہتر ہے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پانی بہتر ہے آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی، چاول، شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو، اور خرما و کھجور سب سے افضل ہے اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے، تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا اس کو اللہ تعالے اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا، پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو؟ البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو۔ حدیث و فقہ سے ثابت ہے کہ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز و جماعت میں دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ افطار کرنے سے پہلے یہ مختصر دعا کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰے۔

## تراویح اور وتر کا بیان

عشا کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح با جماعت مسنون ہے۔ بعض لوگ جو بارہ یا آٹھ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے، جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو، اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہئے، چار نہیں۔ جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئیں، وہ امام کے ہمراہ با جماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے جس شخص کو عشاء کے فرض با جماعت نہیں ملے، وہ وتر کو امام کے ساتھ با جماعت پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظ روپیہ کی طمع میں قرآن مجید سناتا ہے، اس سے وہ امام بہتر ہے جو الم تر کیف سے پڑھا جائے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں، سخت گناہ ہے۔ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ ہدایہ وغیرہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

## اعتکاف اور شب قدر کا بیان

اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں۔ البتہ نیک کلام کرنا، اور بدکلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے، جس میں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اگر پورے اخیر عشرے کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو یہ بھی جائز اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ گھنٹے کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر رمضان کے اخیر عشرہ میں ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ کو ہونا احادیث میں وارد ہے۔ لہٰذا ان مخصوص راتوں

زیادہ خرچ کیا اور وہ محبوب بھی زیادہ تھا اور ہلاک ہونے پر حسرت کا ذکر نہیں فرمایا، وجہ یہ کہ وہ تو ظاہر ہے انفاق کا ذکر اس لئے فرمایا کہ دوہری حسرت تھی حال پر بھی ماضی پر بھی بلاواسطہ بھی بواسطہ بھی) اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا (مراد یہ کہ کفر نہ کرتا اس میں انکار قیامت وغیرہ سب آگیا چونکہ توحید سب میں اہم ہے اس لئے اس کی تخصیص کی مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھ گیا کہ یہ آفت کفر کے انتقام میں آئی ہے، اس لئے اس پر نادم ہوتا ہے کہ اگر کفر نہ کرتا تو یا تو آفت نہ آتی یا آتی تو اس کا بدل آخرت میں ملتا اب خسر الدنیا والآخرہ کا مضمون ہو گیا۔ یہ باتیں مومن سے اس کے کان میں پڑی ہوں گی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مومن ہو گیا ہو کیونکہ یہ ندامت ضرر کی وجہ سے ہے کفر کے مذموم ہونے کی وجہ سے ندامت ثابت نہیں) اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد کرتا (کہ اس پر آفت نہ آنے دیتا یا آنے کے بعد ہٹا دیتا سامان تو مجمع رہا تا) اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلا لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے (اور آخرت میں بھی) اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے اور (دنیا میں بھی) اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے (یعنی اگر اس کے مقبولین کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو دونوں جہان میں ثمرہ نیک ملتا ہے بخلاف کافر کے کہ بالکل خسارے میں رہ گیا ربط اوپر جس طرح ایک تمثیل جزئی کے ضمن میں مال وجاہ دنیا کا فانی اور حقیر ہونا اور اعمال عقبیٰ کا باقی اور رفیع ہونا مذکور تھا اسی طرح آگے بھی ایک تمثیل کلی کے ضمن میں دنیا کا سریع الزوال ہونا اور پھر اعمال صالحہ کا باقی رہنا اور پھر بعض واقعات قیامت کے ذکر سے آخرت کا قابل اہتمام اور مخالفت کا قابل حذر ہونا بیان فرماتے ہیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرماتے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین

فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ

ع ۵ کی نباتات خوب گنجان ہو گئیں ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں مال اور اولاد

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ

حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے اس دن کو یاد کرنا چاہئے جس

الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ

دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب کے

صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ

سب آپ کے رب کے روبرو برابر کھڑے کر کے پیش کئے جاویں گے دیکھو آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم یہی سمجھتے رہے

الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا

کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہ لاویں گے اور نامہ عمل رکھ دیا جاوے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے

يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

ہوں گے کہ ہائے ہماری کمبختی اس نامہ عمل کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب

تفسیر:۔ واضرب لھم سے ربك احدا ۝ اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرماتے کہ وہ ایسی ہے

جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کے نباتات خوب گنجان ہو گئی ہوں پھر وہ (بعد اس کے کہ ترو
تازہ اور سرسبز تھے خشک ہو کر) ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو (یہی حال دنیا کا ہے کہ آج ہری بھری نظر
آتی ہے پھر اس کا نام و نشان بھی نہ رہے گا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں (جب چاہیں ایجاد کریں ترقی دیں جب چاہیں
فنا کر دیں جب خود حیات دنیا کا یہ حال ہے اور) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق (اور اس کے توابع میں سے) ہے (تو مال
اور اولاد تو اس سے بھی زیادہ سریع الزوال ہے) اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے
نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ
بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔
بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں امیدیں نہیں پوری ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں اس لئے دنیا سے
دلچسپی یا اس پر فخر کرنا نہ چاہیئے بلکہ آخرت کا اہتمام کرنا چاہیئے اور) اس دن کو یاد کرنا چاہیئے جس دن ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ
سے ہٹا دیں گے (یہ ابتدا میں ہوگا پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاویں گے) اور (بوجہ اس کے کہ پہاڑ اور اشجار اور عمارات کچھ نہ رہیں گے
آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو (قبروں سے اٹھا کر میدان حساب میں) جمع کر دیں گے اور
ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے (کہ وہ وہاں نہ لایا جاوے) اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو (یعنی موقف حساب
میں) برابر برابر کھڑے کر کے پیش کئے جائیں گے (یہ بھی احتمال نہ رہے گا کہ کوئی کسی کی آڑ میں چھپ جاوے اور ان میں جو قیامت
کی تکذیب کرتے تھے ان سے کہا جاوے گا کہ) دیکھو آخر تم ہمارے پاس (دوبارہ پیدا ہو کر) آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار
(یعنی دنیا میں) پیدا کیا تھا (مگر تم باوجود مشاہدہ خلق اول کے خلق ثانی کے قائل نہ ہوتے) بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے (دوبارہ
پیدا کرنے کے) لئے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے اور نامہ عمل (خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں دے کر اس کے سامنے کھلا ہوا
رکھ دیا جاوے گا (جیسا دوسری آیت میں ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا) تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں
جو کچھ (لکھا ہوگا) اس کو دیکھ کر) اس سے (یعنی اس کی سزا سے) ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس ۵۰۶
نامہ عمل کی عجیب حالت ہے کہ بے قلم بند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ (چھوڑا) اور جو کچھ انہوں نے (دنیا میں)
کیا تھا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا (کہ بے کیا ہوا گناہ لکھ دے یا کوئی نیکی جبکہ
شرائط کے ساتھ کی جاوے نہ لکھے خلاصہ یہ کہ رؤسا مشرکین جس چیز پر فخر کرتے ہیں انہوں نے اس کا حال اور اس کا مآل سن لیا
اور جن غرباء کو حقیر سمجھتے ہیں ان کے باقیات صالحات کا دولت لازوال ہونا معلوم کر لیا اب بھی عقل نہ آوے تو گولی ماریئے)
ربط اوپر آیت ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان امرہ فرطا کے الفاظ عامہ سے رؤسا کفار کے فساد اخلاق افتخار
واستکبار اور فساد عقائد کفر و انکار پر دلالت ہوتی تھی (اور اسی سلسلہ سے یہاں تک کلام چلا آیا ہے۔ آگے بھی اسی تعلق سے
ابلیس کی بدانجامی بسبب تکبر کے اور ان لوگوں کا اس کے تابع ہونا اور قیامت میں اس اتباع کا کچھ کام نہ آنا اور معذب ہونا اور
رسالت میں جدال کرنا اور دلائل صحیحہ سے اعراض کرنا اور ان کے ایمان سے یاس ظاہر فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیہ کیلئے
اور باوجود استحقاق عذاب کے تاخیر عذاب کی حکمت یہ سب مضامین دو رکوع تک چلے گئے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

اور جبکہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم

اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

سے عدول کیا سو پھر بھی تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے

بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ

لئے بہت برا بدل ہے میں نے ان کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت اور میں ایسا نہ تھا

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ○ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

گمراہ کرنیوالوں کو اپنا بازو بناتا — اور اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالے فرماویگا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو

فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

پکارو پس وہ انکو پکاریں گے سو وہ انکو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک آڑ کر دیں گے اور مجرم لوگ دوزخ کو دیکھیں گے پھر

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ

یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنیوالے ہیں اور اس سے کوئی بچنے کی راہ نہ پاویں گے اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے واسطے ہر قسم کے عمدہ مضامین

مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَ

طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھکر ہے اور لوگوں کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت پہنچ چکی ایمان لانے سے

هُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے سے اور کوئی مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں کا سا معاملہ انکو بھی پیش آئے

قُبُلًا ○ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یا یہ کہ عذاب روبرو ان کے سامنے آکھڑا ہو اور رسولوں کو تو ہم صرف بشارت دینے والے اور ڈرانیوالے بناکر بھیجا کرتے ہیں اور کافر

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ سے حق بات کو بچلا دیویں اور انہوں نے میری آیتوں کو اور جس سے ان

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاوے پھر وہ اس

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○

رو گردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں سمیٹ رہا ہے اس کو بھول جاوے ہم نے اس کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے

کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ انکو راہ راست کی طرف بلائیں تو ایسی حالت میں ہرگز کبھی راہ پر نہ آویں

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ

اور آپ کا رب بڑا مغفرت کرنیوالا ہے بڑا رحمت والا ہے اگر ان سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا بلکہ

مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ○ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا

ان کے واسطے ایک معین وقت ہے کہ اس سے اس طرف کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاسکتے اور یہ بستیاں جب انہوں نے شرارت کی تو ہم نے انکو ہلاک

لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ○

کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا

تفسیر: - واذ قلنا سے موعدا تک۔ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے
سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات سے تھا سو (اس لئے) اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا (جیسا اس
کے عنصر غالب نار کا مقتضا تھا لیکن وہ معذور اس لئے نہ ہوگا کہ وہ مقتضا مغلوب ہو سکتا تھا جیسے کہ اکثر آدمی کی طبیعت معصیت
کی طرف مائل ہوتی ہے مگر اس کو روکنا ممکن ہے) سو (جب ابلیس ایسا ہے تو) کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو
(یعنی اس کی اولاد اور توابع کو) دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر (یعنی میرے اتباع کو چھوڑ کر عقیدۃً ان کا اتباع کرتے ہو کہ شرک
محض ہے) حالانکہ وہ (یعنی ابلیس اور اس کی جماعت) تمہارے دشمن ہیں (کہ ہر وقت تمہارے درپے ضرر رہتے ہیں) یہ (ابلیس
اور اس کی ذریت کا دوست بنانا) ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے (بدل اس لئے کہا کہ دوست تو بنانا چاہئے تھا مجھ کو اور
اس کی جگہ انہوں نے دوست بنایا شیاطین کو پس ان کا عدو ہونا تو اتخاذ ولایت سے مانع ہے اور اتخاذ ولایت کے لئے جو کہ درحقیقت
اتخاذ شریک ہے کوئی امر موجب بھی موجود نہیں چنانچہ) میں نے ان کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت (اپنی مدد یا مشورت
کے لئے) بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت (بلایا یعنی ایک کے پیدا کرنے کے وقت دوسرے کو بلا لیا جاتا مطلب یہ کہ اگر
کوئی خدا کا شریک ہوتا تو اگر وہ مستقل نہ ہوتا تو اقل درجہ معین تابع تو ہوتا اور اگر دوسری مخلوقات میں ان کی شرکت نہ ہوتی تو کم از کم
خود ان کے ذاتی تعلقات کے باب میں تو ان کی پوچھ ہوتی جب یہ بھی نہیں تو ان کو شریک قرار دینا سفاہت محض ہے) اور میں ایسا
(عاجز) نہ تھا کہ (کسی کو اور خصوص) گمراہ کرنے والوں کو (یعنی شیاطین کو) اپنا دست و بازو بناتا (یعنی معین تو وہ ڈھونڈے جو
قادر نہ ہو) اور (یہاں تو ان کو شریک خدائی سمجھ رہے ہو وہاں حقیقت معلوم ہوگی سو) اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ (مشرکین سے) فرماوےگا
کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو (اپنی امداد کے لئے) پکارو پس وہ ان کو پکاریں گے سو وہ انکو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے
درمیان ایک آڑ کر دیں گے (جس سے بالکل ہی مایوسی ہو جاوے ورنہ ویسے آڑ بھی مدد نہیں کر سکتے تھے) اور (اس وقت) مجرم لوگ دوزخ
کو دیکھیں گے پھر یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے کوئی بچنے کی راہ نہ پاویں گے اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی
ہدایت) کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور (اس پر بھی منکر) آدمی کا یہ حال ہے کہ وہ ع ۷
ناحق جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے (یعنی جن مخلوقات سے مجادلہ کا صدور ہو سکتا ہے جیسے جن مثلاً اور حیوانات بھی اگر ان میں
اس قدر ادراک کے قائل ہو جاویں) اور لوگوں کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت پہنچ چکی (جس کا مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے)
ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ کی) مغفرت مانگنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار
ہو کہ اگلے لوگوں کا سا معاملہ (اہلاک وغیرہ کا) ان کو بھی پیش آوے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) رو در رو ان کے سامنے آ کھڑا ہو (مطلب یہ
کہ کیا اس لئے ایمان نہیں لاتے کہ ایسے امور کا وقوع ہو تب ایمان لاویں گے جیسا ان کے حال سے مترشح ہے اور کبھی ڈانتے
تھے کہ ایسے امور کیوں نہیں واقع ہوتے) اور (اگر وہ رسول کے ماننے کو ان ہی واقعات کے وقوع پر معلق کرتے ہیں تو اس کو مسئلہ رسالت
سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ) رسولوں کو تو ہم صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں (اور اس کے اثبات
کے لئے کافی دلیل عطا کرتے ہیں اس سے زیادہ فرمائش محض لغو ہے) اور (اس کی نسبت یوں کہا جاوےگا کہ) کافر لوگ ناحق کی باتیں
پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ سے حق بات کو بچلا دیویں اور انہوں نے میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے ان
کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاوے
پھر وہ اس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں (گناہ) سمیٹ رہا ہے اس (کے نتیجہ) کو (بالکل) بھول جاوے
ہم نے اس (حق بات) کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور (اس کے سننے سے) ان کے کانوں میں ڈاٹ
دے رکھی ہے اور (اس وجہ سے ان کا یہ حال ہے کہ) اگر آپ ان کو راہ راست کی طرف بلاویں تو ایسی حالت میں (کہ ان کے
قلوب و آذان کی یہ کیفیت ہے) ہرگز کبھی راہ پر نہ آویں (پس آپ کیوں غم کریں) اور (ان کو تاخیر عذاب سے خیال عدم وقوع
عذاب کا ہو رہا ہے سو اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا (اور) بڑا رحمت والا ہے (پس مہلت اس لئے
دی ہے کہ اگر مسلمان ہو جاویں تو ان کی مغفرت کر دوں گا دوسرے خود رحمت بھی مقتضی ہے کہ ایمان نہ لاتے پر بھی دنیا میں عذاب شدید
سے مہلت دی جاوے ورنہ ان کے اعمال تو ایسے ہیں کہ) اگر ان سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا (یعنی دارو گیر کرنا چاہتا)

تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا (مگر ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کے (عذاب کے) واسطے ایک معین وقت (ٹھیرا رکھا) ہے (یعنی یوم قیامت) کہ اس سے اس طرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے (اس طور سے کہ اس کے آنے سے پہلے اس پناہ میں جا چھپیں اور اس سے محفوظ رہیں) اور (یہی قاعدہ پہلے کفار کے ساتھ بھی برتا گیا چنانچہ) یہ بستیاں (جن کے قصے مشہور و مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے سکان نے) شرارت کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا (پس کفر کا موجب ہلاک ہوتا ثابت ہوا) اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا (اسی طرح ان کے لئے وقت معین ہے پس عدم وقوع کیونکر لازم آیا) **ربط** دربارہ رؤسا کفار کی اس درخواست کی تقبیح تھی کہ ہماری مجلس تعلیم میں نقراء مسلمین نہ رہنے پاویں گے آگے موسیٰ علیہ السلام کے ایک قصہ سے اس تقبیح کی زیادہ توضیح ہے کہ انہوں نے تو اپنے سے چھوٹے کو بعض خاص علوم میں استاد بنانے سے بھی عار نہیں فرمائی اور تم کو ان غریبوں کے شریک تعلیم ہونے سے بھی عار آتی ہے (نیز اس مقصود کے ساتھ اس قصہ سے آپ کی نبوت پر بھی دلالت ہو گئی جس کی وجہ ظاہر ہے)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا

مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا

یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا پس جب دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہنچے اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں

غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ

اپنی راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف پہنچی خادم نے

ع ٩ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ

کہا کہ لیجئے دیکھئے جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی کو بھول گیا اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا اور اس

فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا

مچھلی نے دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی موسیٰ نے فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے

مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

لوٹے سو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا

هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

تھا موسیٰ نے ان سے فرمایا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط سے کہ جو علم مفید آپ کو سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں ان

صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ

بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہ کر صبر نہ ہو سکے گا اور ایسے امور پر آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ واقفیت سے باہر ہیں موسیٰ نے

صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا

فرمایا کہ انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر پاویں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ کروں گا ان بزرگ نے فرمایا کہ تو اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ

**تفسیر:-** واذ قال سے منہ ذکراً تک ۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے (جن کا نام یوشع تھا) فرمایا
کہ میں (اس سفر میں) برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا یوں ہی زمانۂ دراز تک چلتا
رہوں گا (یہ ویسا مضمون ہے کہ ؎ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ٭ یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید ٭ اور
وجہ اس سفر کی یہ ہوئی تھی کہ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں وعظ فرمایا تو کسی نے پوچھا کہ اس وقت آدمیوں میں سب سے بڑا
عالم کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا میں مطلب یہ تھا کہ ان علوم میں کہ جن کو قربِ الی اللہ کی تحصیل میں دخل ہے میرے برابر کوئی
نہیں اور یہ فرمانا صحیح تھا اس لئے کہ آپ نبی اولوالعزم تھے اور انبیاء اولوالعزم کی برابر دوسرے کو یہ علم نہیں ہوتا لیکن چونکہ ظاہراً لفظ
مطلق تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آپ کو احتیاط فی الکلام کی تعلیم دی جاوے غرض ارشاد ہوا کہ ایک ہمارا بندہ مجمع البحرین
میں تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے مطلب یہ تھا کہ بعض علوم میں وہ زیادہ ہے گو ان علوم کو قربِ الٰہی میں دخل نہ ہو جیسا عنقریب واضح
ہوگا لیکن اس بناء پر جواب میں مطلقاً تو اپنے کو اعلم کہنا نہ چاہیئے تھا غرض موسیٰ علیہ السلام ان سے ملنے کے مشتاق ہوئے اور پوچھا
کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے ارشاد ہوا کہ ایک بے جان مچھلی اپنے ساتھ لے کر سفر کرو جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ شخص وہاں
ہے اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع علیہ السلام کو ساتھ لیا اور یہ بات فرمائی) پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے جمع
ہونے کے موقع پر پہنچے (وہاں کسی پتھر سے لگ کر سو رہے اور وہ مچھلی باذن تعالیٰ زندہ ہو کر دریا میں جا پڑی یوشع علیہ السلام نے بیدار ہو کر
مچھلی کو نہ پایا ارادہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جب جاگیں گے تو اس کا ذکر کردوں گا مگر ان کو مطلق یاد نہ رہا شاید اہل اور وطن وغیرہ کے
خیالات کا بہت زیادہ ہجوم ہوا ہوگا کہ ذکر کرنا بھول گئے ورنہ ایسی عجیب بات کا بھول جانا کم ہوتا ہے لیکن جو شخص ہر وقت خوارق
دیکھتا ہو اس کے ذہن سے کسی ادنیٰ درجہ کی عجیب بات کا نکل جانا کسی خیال کے غلبہ سے عجب نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی پوچھنے
کا خیال نہ رہا اس طرح سے) اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے (اس کے قبل زندہ ہو کر) دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی
پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے (اور دور نکل گئے) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ
۱۰ ع ہم کو تو اس سفر (یعنی آج کی منزل) میں بڑی تکلیف پہنچی (اور اس کے قبل کی منزلوں میں نہیں تھکے تھے جس کی وجہ ظاہراً موقع مقصود سے
آگے بڑھ آنا تھا) خادم نے کہا کہ لیجئے دیکھئے (عجب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے (اور سو گئے تھے اس وقت
اس مچھلی کا ایک قصہ ہوا اور میرا ارادہ آپ سے ذکر کرنے کا ہوا لیکن میں کسی دوسرے دھیان میں لگ گیا) سو میں اس مچھلی (کے
تذکرہ) کو بھول گیا اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ) اس مچھلی نے (زندہ ہونے کے بعد) دریا
میں عجیب طور پر اپنی راہ لی (ایک عجیب طور تو خود زندہ ہو جانا ہے دوسرا عجیب طور یہ کہ وہ مچھلی دریا میں جہاں کو گئی تھی وہاں کا
پانی بطور خرقِ عادت کے اسی طرح سرنگ کے طور پر ہو گیا تھا غالباً پھر مل گیا ہوگا) موسیٰ (علیہ السلام) نے (یہ حکایت سنکر) فرمایا
کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی (وہاں ہی لوٹنا چاہیئے) سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے
(غالباً وہ رستہ سڑک کا نہ ہوگا اس لئے نشان دیکھنے پڑے) سو (وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (یعنی
خضر) کو پایا جنکو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی (مقبولیت کے معنی میں ولایت اور نبوت دونوں کا احتمال ہے)
اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے (یعنی بلا واسطہ اسباب اکتساب) ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا (مراد اس سے علم اسرار کونیہ ہے
جیسا واقعات آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور اس علم کو حصول قرب میں کچھ دخل نہیں جس علم کو قرب میں دخل ہے وہ علم اسرار الٰہیہ ہے جس
میں موسیٰ علیہ السلام بڑھے ہوئے تھے غرض) موسیٰ (علیہ السلام) نے (ان کو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ رہ سکتا
ہوں (یعنی آپ ساتھ رہنے کی اجازت دیجئے) اس شرط سے کہ جو علم مفید آپ کو (منجانب اللہ) سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ
مجھ کو بھی سکھلا دیں ان بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہ کر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکے گا (یعنی آپ مجھ پر
روک ٹوک کریں گے اور معلم پر تعلیم کے متعلق متعلم کی روک ٹوک کرنے سے مصاحبت مشکل ہے) اور (بھلا) ایسے امور پر (روک
ٹوک کرنے سے) آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں (یعنی ظاہر میں وہ امور بوجہ منشا معلوم نہ ہونے کے
خلاف شرع نظر آویں گے ............ اور آپ خلاف شرع امور پر سکوت نہ کر سکیں گے) موسیٰ (علیہ السلام)
نے فرمایا کہ (نہیں) انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر (یعنی ضابط) پاویں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ کروں گا (یعنی مثلاً

[redacted] ٹوک سے منع کردیں گے میں روک ٹوک نہ کروں گا اسی طرح اور کسی بات میں بھی خلاف نہ کروں گا ان بزرگ نے) فرمایا کہ (اچھا) تو اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو (اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ اس کے متعلق میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کردوں۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا

شَيْئًا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ

ہوگا کہ اس کے بیٹھنے والوں کو غرق کردیں آپ نے بڑی بھاری بات کی ان بزرگ نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہوسکیگا موسیٰ نے کہا کہ آپ

وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ أَقَتَلْتَ ١

میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا موسیٰ

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ

کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا بے بدلے کسی جان کے بیشک آپ نے بڑی بیجا حرکت کی ان بزرگ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے

۱۱ع تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ

میرے ساتھ صبر نہ ہوسکے گا — موسیٰ نے فرمایا کہ اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیے

مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا

بیشک آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا سو انہوں نے

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ

انکی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں انکو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو اُن بزرگ نے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

اس پر کچھ اجرت ہی لے لیتے اُن بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا

تفسیر: فانطلقا سے علیہ صبرا تک۔ (غرض باہم قول و قرار ہوگیا) پھر دونوں (کسی طرف) چلے (اور غالباً یوشع علیہ السلام بھی ساتھ ہوں گے مگر چونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اس لئے متبوع کا ذکر تابع کے ذکر سے مغنی ہوگیا) یہاں تک کہ (چلتے چلتے کسی ایسے مقام پر پہنچے جہاں کشتی پر سوار ہونے کی ضرورت ہوئی پس) جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی (کا ایک تختہ نکال کر اس) میں چھید کر دیا (پھر شاید مرمت کر دی ہوگی اور شاید اہل کشتی اجمالاً ان کے معتقد ہوں اس لئے نہ روکا ہو) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں (یعنی اس پر یہ ضرر مرتب ہونا بعید نہ تھا اور گو یہ ضرر محتمل تھا مگر جب تک کوئی غالب مصلحت نہ ہو اس وقت تک ضرر محتمل بھی واجب [redacted] از ہے اور مصلحت کچھ معلوم نہیں ہوتی) آپ نے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی ان بزرگ نے کہا کہ کیا میں نے

کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا (آخر وہی ہوا اور آپ اپنے قول پر نہ رہے) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا سو) آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ (متابعت) میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے (کہ بھول چوک بھی معاف نہ کی جاوے . بات گئی گذری ہوئی) پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک (کم سن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا موسیٰ (علیہ السلام گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ بھی) بے بدلے کسی جان کے بیشک آپ نے (یہ تو) بڑی بے جا حرکت کی (کیونکہ اول تو نابالغ کا قتل کرنا جس کو قصاص میں بھی نہیں قتل کیا جاتا پھر اس نے تو کوئی فعل موجب قصاص بھی نہ کیا تھا اس حیثیت سے یہ فعل پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں مال کا نقصان گو یقینی ہوا لیکن جان کا ضرر محتمل تھا اور یہاں جان کا ضرر متیقن ہوا اور وہ بھی بالکل مرفوع القلم کا کیونکہ یہ لڑکا نابالغ تھا جیسا مسلم میں حدیث مرفوع ہے لو ادرک الخ نیز حضرت خضر علیہ السلام کے عذر آئندہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے والدین کے بگڑنے کا اندیشہ تھا ورنہ اگر یہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسا بعض قائل ہوئے ہیں تو یہ عذر زیادہ قریب الفہم تھا اس کو ذکر کرتے) ان بزرگ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجئے لیکن) اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے بیشک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں (یعنی آپ نے بہت درگذر کی اگر اب ساتھ نہ رکھیں گے معذور ہیں اور اب کی بار نسیان کا عذر نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ نسیان نہ ہوا تھا غرض) پھر دونوں (آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں انکو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اس کو (ہاتھ کے اشارہ سے بطور خرق عادت کے) سیدھا کر دیا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے (کہ اس وقت کام بھی چلتا اور ان لوگوں کی بھی اس میں اصلاح اخلاق کی ہوتی، ورنہ
٧٨ ایسوں کے ساتھ رعایت کرنے سے دونی بدخلقی ان کی بڑھتی ہے) ان بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے (جیسا کہ خود آپ نے شرط کی تھی) میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا (چنانچہ آیات آئندہ میں آتا ہے)

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ

وہ جو کشتی تھی سو چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور ان لوگوں سے

وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ

آگے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا　اور رہا وہ لڑکا سو اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا

ہم کو اندیشہ ہوا کہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی

خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ

اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں ہیں

وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَ

اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الجنائز

زمین کے متعلق تمام مسائل ... عشر کس پر واجب ہے ... زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں

قبر کے مسائل ... تکفین. قبر پر پھول ڈالنا

کتاب الحج

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب الذبائح

مرتد کے ساتھ نکاح کی تعریف اور اس کے ... طلاق کی تعریف ... طلاق معلق کی تعریف ... طلاق کنایہ کی تعریف اور احکام ... کفارہ ظہار کی شرعی تفصیل ... خلع کی تعریف اور مسائل ... عدت کی تعریف اور احکام ... سوگ کی ممانعت ... عدت میں ... شوہر کے حکم ... ثبوت نسب ... رضاعت کے احکام و مسائل ... عورت کی مدت اور نفقہ ... بچہ کا دودھ پلانا اور اس کا نفقہ ... ماں باپ اور دادا دادی کا نفقہ ... حقوق بیوی اور شوہر ... رسوم شادی اور اس کا حکم ... دولہا دلہن کے مسئلے ... پیدائش کے وقت کے مسائل ... عقیقہ و ختنے کے مسائل

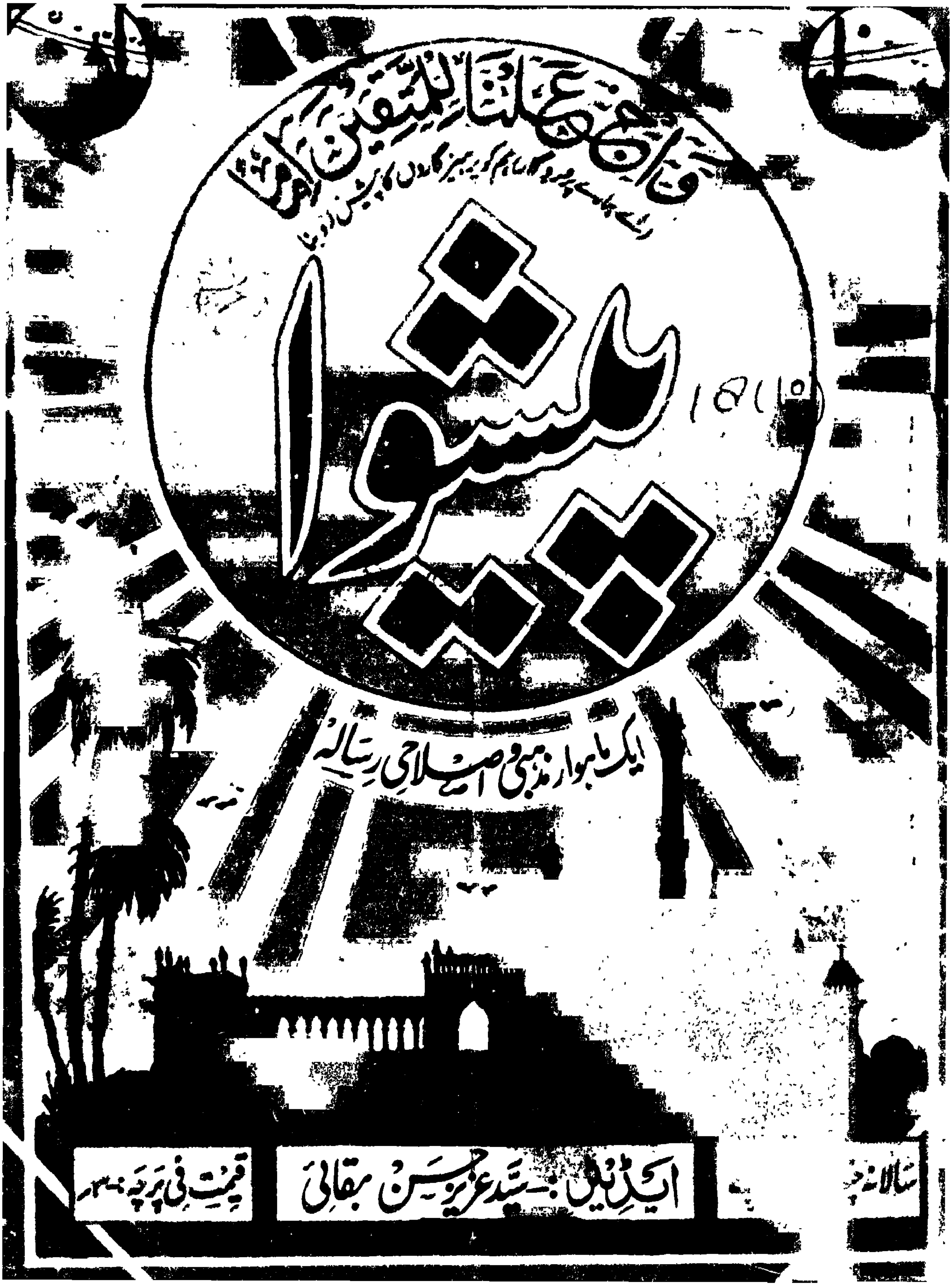
کتاب الذبائح ... جانور کس طرح ذبح کیا جاتا ہے ... اور چند مسئلے

کسی معاملہ کا ... نشہ ... مرتد ... سود ... غصب یا چوری کرنا ... رشوت ... قتل کرنا ... خودکشی ... طاعون ... تعبیر ... وحدت ... اشاعت

کتاب المیراث

ترکہ، میراث ... ورثہ ... مقررہ حصے ... باپ کا حصہ ... دادا کا حصہ ... اخیافی بہن بھائی کا حصہ ... شوہر کا حصہ ... عورتوں کے حصے ... بیوی کا حصہ ... بیٹی کا حصہ ... پوتی کا حصہ ... حقیقی بہن کا حصہ ... سوتیلی بہن کا حصہ ... ماں کا حصہ ... نانی دادی کا حصہ ... عصبات ... عصبات کی تفصیل ... حصے مقررہ ... باب العول ... ذوی الارحام ... میراث کی تقسیم ... وصیت ... وصی کے متعلق مسائل

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی


واجعلنا للمتقین اماما
اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا
پیشوا
۱۸۱۱۵
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی
قیمت فی پرچہ ۳؍
سالانہ چندہ








حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۳ء

پوسٹ بکس نمبر ۲۲

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

تار کا پتہ "ہندوستانی نمبر ۰"

# قرص جریان

## جریان کے بیماروں کو شفا وزندگی کی خوشخبری

**قرص جریان** کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے شہرت اور ہلچل ہے۔ کیونکہ اس سے جریان کے ایسے بیمار بھی اچھے ہوئے ہیں جنکو سب نے جواب دیدیا تھا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

**قرص جریان** کوئی معمولی دوا نہیں ہے، یہ عالیجناب **مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب** رئیس اعظم دہلی کے چشمۂ فیض کا کرشمہ ہے۔ مسیح الملک اسوقت ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب ہیں آسمان طب کے اس آفتاب کی روشنی ہر جگہ ہے اور آپکی شفا بخشی کی ہر جگہ دھوم ہے۔

**قرص جریان** سے "جریان" اور اس سے پیدا ہونے والی تمام شکایتیں جاتی رہتی ہیں۔ مثلاً سستی، کمزوری اور اعضا شکنی، سرعت کثرت احتلام، پیشاب سے پہلے یا بعد قطرے کا آنا تولیدی مادہ کا پانی ہونا، پٹھوں کی کمزوری، اعضاء رئیسہ کا بگاڑ، آلات ہضم کی خرابی اور دماغ ودل اور پٹھوں کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ منحوس مرض دیر تک رہ جائے تو پھر مرگی یا پاگل پن یہانتک کہ دق وسل جیسی خطرناک بیماریاں دور ہتی ہیں۔ اس لئے "قرص جریان" کے استعمال کرنے میں دیر نہ کیجئے اس سے زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔ ہمدردی غربا کی وجہ سے قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ **قیمت** ۲۴ قرص صرف ۱۲ بارہ آنے۔ ترکیب استعمال دو قرص صبح وشام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔




ملنے کا پتہ، منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

# اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسّر

## پر محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے، ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الہٰی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے، اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ایک نئی اور مفید تجویز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے، اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس فہرست میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں، لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور دلچسپ ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر اپنے علمی پیرایہ میں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل۔ اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔ سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے میں قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور بھروسہ کی تفسیر چاہتے ہوں، اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم۔ اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اور اس [illegible] یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے، جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے، ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بجائے خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔

## (۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے، جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے، جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے۔ جیسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

## (۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے۔ جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

## (۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے، ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات ہیں۔ قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

## (۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ "سب رس" حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعمال و وظائف، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

## (۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی بھی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں، اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

## (۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے بڑے جید علماء ہند صوفیاء کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کیلئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اور علوم قرآن اور اس کی تاریخ سمجھنے کیلئے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں، ایک رف اور ایک چکنا سائز بڑا ضخامت تقریباً ... صفحے۔

رف ایڈیشن حنا شدہ ہدیہ بلا جلد عہ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی کامل عہ اعلیٰ ایڈیشن پیشوا کے ٹائیٹل ایسا چکنا سفید کاغذ ہدیہ بلا جلد حنا شدہ عہ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی اعلیٰ عہ محصول ڈاک ۱۲؍ اگرچہ کاغذ کی قیمت چار گنی بڑھ گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ بڑھایا نہیں گیا ہے اس لئے جلد طلب کر لیجئے ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کیلئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا۔ کہاں سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن آج ہی طلب فرمالیں، ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ چند اور دنیا کی اس سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ

# پیشوا دہلی

ہر وہ خط جو خریدار صاحبان پیشوا کے دفتر کو لکھیں اس میں اپنا نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر ہے ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو ۱۶ سال سے تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | دو روپے |
| ارزاں ایڈیشن | ایک روپیہ |

ممالک غیر سے
جس میں محصول بھی شامل ہے

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | ۵ شلنگ |
| ارزاں ایڈیشن | ۳ شلنگ |

مقام اشاعت
اردو بازار، جامع مسجد۔ دہلی

جلد ۱۸ | بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق نومبر سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر ۱

# شذرات

(عزیز حسن بقائی)

## گزشتہ مہینے کی رپورٹ

افسوس ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ فروخت کتب کے اعتبار سے بہت ہی ناقص رہا۔ حالانکہ کلام اللہ کی بکری کا یہ سیزن ہوتا ہے۔ کاغذ کی گرانی کنٹرول کے باوجود نہیں رکی اور جو کاغذ سات پیسے پونڈ تھا، وہ اس وقت دس آنے پونڈ ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس صورت حالات کا مقابلہ کس طرح کیا جائے، کیا کوئی بھائی کوئی ایسی اسکیم بتائیں گے جس سے پیشوا بھی زندہ رہے اور قیمت میں بھی اضافہ نہ ہو۔

## پیشوا کا نادار فنڈ

ان غریب بھائیوں کے مطالعہ کے شوق کو پورا کرنے کیلئے جو پیشوا کے مذہبی اور سیاسی مضامین سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن افلاس کی وجہ سے قیمت ادا نہیں کرسکتے۔ میری درخواست پر حسب ذیل حضرات نے حسب ذیل رقومات پیشوا آفس کو بھیجی ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| عزیز الدین صاحب قریشی | شاہجہاں پور | ۶ / |
| سید اسحق علی بخاری | لاہور | ۱۲ / |
| ایک مسلمان جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے | | ۱۱ / |

ان رقومات سے صرف انہی غریب مسلمانوں کے نام پیشوا جاری ہوگا جو مساجد کے امام ہوں، اور یہ وعدہ کریں کہ پیشوا کے مضامین پڑھ کر نمازیوں کو سنادیا کریں گے۔

ان نوردینوں کیلئے نو نام خریدار صاحبان کو منتخب کرکے دفتر کو اطلاع دینی چاہیئے

## پیشوا کے معاونین

حسب ذیل قارئین کرام نے میری اپیل پر نئے خریدار فراہم کئے اگرچہ یہ تعداد بہت کم ہے، لیکن میں ان سب بھائیوں کا شکرگزار ہوں، جنہوں نے نئے خریدار فراہم کئے۔ اور توقع کرتا ہوں کہ وہ دوسرے بھائی جنہوں نے اب تک اپنا فرض ادا نہیں کیا ہے۔ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔

آیئے اب ان بھائیوں سے آپ کو متعارف کراؤں جنہوں نے اپنے وقت کو خرچ کرکے اور اپنے اثر کو کام میں لاکر پیشوا کے حلقے کو وسیع کیا، اور نئے خریدار فراہم کئے۔

| | | |
|---|---|---|
| حفیظ الدین صاحب | حیدرآباد سندھ | ایک خریدار |
| ملتان الدین | سلہٹ | ایک " |
| خریدار نمبر ۱۲۷۱۹ | | ایک " |
| محمد اسمٰعیل صاحب | راولپنڈی | دو " |
| اللہ نوک صاحب | لودھیانہ | ایک " |
| ملک جلال الدین صاحب | راولپنڈی | ایک " |
| مولوی محمد شریف صاحب | لاہور | ایک " |
| محمد رؤف خاں صاحب | اکولہ | ایک " |
| ملک محمد صادق صاحب | سیالکوٹ | چھ " |
| شمس الدین صاحب | اکولہ | دو " |
| مستری نور الدین صاحب | لاہور | دو " |
| امام الدین صاحب | سہارنپور | ایک " |

[illegible] جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

| | | |
|---|---|---|
| بلوچ یار محمد صاحب | سندھ | ایک خریدار |
| محمد اسمٰعیل صاحب | لکھنؤ | ایک " |
| محمد منیر صاحب | گونڈہ | ایک " |
| مبارک علی صاحب | کلکتہ | ایک " |
| محمد صدیق صاحب | ڈیرہ دون | ایک " |
| محمد عبد اللہ صاحب | لودھیانہ | دو خریدار |
| ایم اسلم صاحب | بدایوں | ایک " |

## زائرین حج بیت اللہ

اگرچہ لڑائی سال گذشتہ کے مقابلہ میں اس سال زیادہ زور سے ہو رہی ہے، نازک مرحلہ پر ہے، ہندوستان سے زیادہ قریب ہے، لیکن آفرین ہے حکومت برطانیہ کو کہ اس نازک وقت میں بھی زائرین حج بیت اللہ کی حفاظت و آسائش کا اعلان کر دیا۔

اب زائرین حجاز بنہایت اطمینان سے زمانۂ امن کی طرح حج کے لئے روانہ ہو سکتے ہیں۔

حجاز کے باشندوں کی مالی حالت بے حد خراب ہے اور جنگ نے اس کو خراب تر کر دیا ہے۔ اس لئے اس سال حج کو جانے کا ثواب متعدد وجوہ سے زیادہ سے زیادہ ہوگا کیونکہ حاجیوں کی وجہ سے حجاز کے باشندوں کے لئے روزگار مہیا ہوگا، اور ساکنان ارض حرم جن کا ذریعہ معاش ہی خدمت حجاج بن کر رہ گیا ہے۔ اپنے اہل و عیال کے لئے روزی حاصل کر سکیں گے لہذا ایسی صورت میں کہ راستہ کے خطرات کی حفاظت کا انتظام ہو گیا ہے، اور مغل لائن کا عظیم الشان بحری بیڑہ حجاج کو آسائش کے ساتھ حجاز پہنچانے کے لئے راستہ کی مشکلات سے بے پروا ہو کر عید کے بعد عازم حجاز ہونے والا ہے۔ کوئی بدنصیب مسلمان (سوائے امام حمید کے) ہوگا کہ صاحب استطاعت ہوتے کے باوجود حج سے محروم رہے۔

حکومت ہند سے مسلمانوں کا یہ پرانا مطالبہ ہے کہ حجاز کی آمد و رفت کا محکمہ کسی مسلمان وزیر کے سپرد کیا جائے کہ غیر مسلم افسر حاجیوں کی مشکلات اور حج کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔

میری رائے میں نواب سر اکبر حیدری صاحب اس کے لئے بیحد موزوں ہیں، کیونکہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور نام کے مسلمان نہیں ہیں، اور محکمہ حج کی ذمہ داری کو وہ ایک دینی خدمت سمجھ کر قبول کر لیں گے۔

کیا حکومت مسلمانان ہند کے ایک جائز اور اہم مطالبہ کو تسلیم کر لینا ملاحظہ کرے گی

## دسہرے کے فسادات

افسوسناک اطلاعات آئی ہیں کہ یوپی، سی پی اور بہار کے متعدد مقامات میں دسہرے کے موقع پر ہندو مسلم فسادات ہوئے اور مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے اصرار پر ہوئے۔

یہ تینوں صوبے مسلم اقلیت کے صوبے ہیں۔ اس لئے ان صوبہ جات کے ہندوؤں کی ذمہ داریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں ہندوؤں میں اگر تدبر، رواداری اور معقولیت ہوتی تو ملک کی فضا خراب کرنے کی ذمہ داری ان پر نہ ہوتی۔

ان تمام فسادات میں اکولہ (برار) کا فساد بہت اہمیت رکھتا ہے جس میں مسلمان زخمیوں اور شہیدوں کی کافی تعداد ہے مساجد بھی حملہ آوروں کی شرارت سے محفوظ نہ رہ سکیں جنہوں نے نہ معلوم حملہ آوروں کو کیا نقصان پہنچایا تھا۔

اگر مساجد کے آگے باجہ بجانے پر اصرار نہ کیا جاتا اور مسلمانوں کی عبادت میں خلل اندازی نہ کی جاتی اور تھوڑی سی رواداری کا ثبوت اکثریت (ہندو) دیتی تو مذہب دھرم کی توہین نہ ہو جاتی بلکہ شری رام چندر جی کے جس اہم واقعہ کی یادگار منائی جا رہی تھی، اس کی عزت و احترام میں کچھ اضافہ ہی ہوتا، اور ان کی حقیقی یادگار تو یہی ہوتی کہ انسانی خون نہ بہتا۔

چونکہ مسلمان ان تینوں صوبوں میں کمزور اور اقلیت میں اس لئے پٹے بھی زیادہ وہی ہوں گے۔ اور اب گرفتاریاں بھی ان ہی کی زیادہ ہوں گی، اور چونکہ بے کس ہیں، اس لئے اچھی پیروی نہ ہونے کی بنیاد پر بھی زیادہ وہی سزائیں پائیں گے۔

جو تفصیل مسلم لیگ کے سرکاری ارگن (منشور) میں شائع ہوئی ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے مجاہد سکرٹری نے ان شکایات کو حکومت کے پاس بھیج دیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔

حالانکہ ضرورت اس کی تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہوتا سکرٹری صاحب فساد زدہ مقام پر پہنچتے۔ مزین کی ضمانتیں کراتے مجروحین کو تشفی دیتے، شہیدوں کے ورثا کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے اور مقدمات کی پیروی کے لئے ڈیفنس کونسل قائم کرتے اور خود بھی مالی امداد دیتے۔ اور یہ کام وہ کرتا جس کے دل میں غریب مسلمانوں کے لئے تڑپ ہوتی۔ ان کوٹھی گدوں کی کرسیوں پر بیٹھنے والوں اور ان کوٹھی نشین لیڈروں سے غریب مسلمانوں کی ہمدردی کی توقع اس سے زیادہ حماقت ہے۔ البتہ ووٹ ان کو اور صرف ان کو ہی دینا چاہئے کہ یہی واحد در

ناشائستہ جماعت ہے مسلمانوں کی۔

## اعلیٰ حضرت وظائف پر نظر ثانی فرمائیں

سلطان العلوم جلالت الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام تاجدار دکن وبرار ہندوستان اور اس کے باہر بہت سے شرفاء کو بمد خیرات کم ذوقہ مرحمت فرماتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حضرات علم وفضل اور تاج آصفی سے وفاداری کے لحاظ سے وظائف کے اہل ہیں لیکن بہت سے غیر مستحق بھی ہیں جنہوں نے ضرورت مندوں کی جگہ لے لی ہے، اور ان میں خصوصیت سے دہلی کی جامع مسجد کے خودکاشتہ امام اور ان کا خاندان ہے۔

امام جی اگر اپنے تئیں شاہی امام اور بخاری سید ثابت کر سکتے تو آج سے پہلے ایک ہزار روپے مجھ سے وصول کر چکے ہوتے کیونکہ میں سالہا سال سے ان کی سیادت اور امامت کو چیلنج کر رہا ہوں۔ لیکن ان میں جرأت نہیں ہے کہ وہ اس چیلنج کو قبول کریں۔

پھر امام جی اپنے بیان مورخہ (المبارحق) کے مطابق اتنے مالدار ہیں کہ جامع مسجد کو بارہا قرض دے چکے ہیں، ان کے لڑکے سودی دستاویزیں لکھواتے ہیں۔ اور میری اطلاع کے مطابق وہ پانچ لاکھ کی جائداد اپنی اولاد کو ۱۹۴۶ء کے ہبہ نامہ کے ذریعہ تقسیم کر چکے ہیں، اور پچاس ہزار سے زیادہ کی جائداد وعلاوہ نقد و زیور کے ان کے پاس اب بھی موجود ہے، لہذا ظاہر ہے کہ یہ مہاجن ہیں، نہ کہ مسکین حوائج مند۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ با اثر ہیں تو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے ان کے اپنے عدالتی بیان کے مطابق ان سے ہی نہیں، بلکہ ان کے باپ دادا اور بیٹے پوتے سے بھی ناراض ہیں۔ علم وفضل کی حالت یہ ہے کہ دو سطریں نہ صحیح لکھ سکتے ہیں اور نہ صحت لفظی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، پاؤ سیپارہ سے زیادہ کلام اللہ پڑھا نہیں۔ اردو کے مسائل سے بھی واقف نہیں۔ رہ گیا تقویٰ سو اس کی حالت یہ ہے کہ چالیس سال کا حساب دبائے بیٹھے ہیں سینکڑوں من شہد غائب ہے۔ اب خدمت خلق کی حالت ملاحظہ فرمائیے جامع مسجد کے سوسوں پر حکومت کو قابض کرا دیا۔ ہندوؤں کو ناجائز قبضہ کر کے پیاؤ کے بہانے مندر بنانے کا موقعہ دیا مسجد کی دکانیں ہندوؤں کو کرایہ پر دیں، جنہوں نے اپنے عقائد کے مطابق مورتیاں بھی رکھیں، اور پوجا بھی کرتے ہیں۔ مسجد کا ایک کوٹھہ جو جزو مسجد ہے اور جس میں چند قبریں بھی ہیں ایک ہندو حلوائی کو دیا جس نے قبروں پر بھٹہ لیا بنایا۔ مسجد کی صحنچیوں کے زیریں حصہ میں اس کے رہنے کے لئے کمرہ ہے جس میں وہ پوجا پاٹ کرتا ہے۔ میاں بیوی شب باشی کرتے ہیں۔ شاہجہاں کی خوب صورت مسجد کو کباڑ خانہ اور اصطبل تک بنا دیا ہے، رائے سینہ کی ۲۸ مسجدوں کا پٹہ بھی بحق سرکار والا تبار لکھ کر اس طرح قبضہ کرا دیا۔ گویا یہ ان کے باپ دادا کی میراث ہے۔ لال قلعہ کی سنہری مسجد کا قبضہ لینے سے انکار کیا، ان کی امامت اور تولیت کے خلاف علمائے ہند کا متفقہ فتویٰ شائع ہو چکا ہے، ایسی صورت میں کسی نوعیت سے بھی امام جی کو اور ان کے خاندان کو وظیفہ دینا جائز نہیں اور یقیناً ضرورت مندوں کی حق تلفی ہے، اور روپے کا صحیح مصرف نہیں ہے۔ اس شاہی عطیہ کی مستحق جامع مسجد ہے، نہ کہ جاہل اور مہاجن امام، جس نے سالہا سال سرکار نظام کا نمک کھایا، لیکن تاجدار دکن کے سب سے بڑے دشمن لالہ نرائن دت آریہ اس کے جگری دوست ہیں، جن کا کالج پر قبضہ کرانا اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ لالہ دیش بندھو اور لالہ نرائن دت کا نام طبیہ کالج کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے لئے یہ دیرینہ "خادم اسلام" پیش کریں اور وہ "عاشقان اسلام" ان کا نام پیش کریں، پھر یہ کیا حق نمک ہے کہ آقا حضور نظام کے دشمن نمک خوار (امام) کے دوست۔ لعنت ہے اس کورنمکی پر، اور تف ہے اس نام نہاد اسلام پر۔ بہر حال میری رائے میں وقت آگیا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نمک حراموں اور خیر خواہوں میں امتیاز کریں۔ اور جو لوگ مستحق ہیں ان کے وظائف جاری رہنے دیں اور جن غیر مستحقوں کے نام کسی وقتی مصلحت کے تحت وظائف جاری کئے ہوں یا جو موجودہ حالت میں سلطنت آصفیہ کے لئے مفید نہ ہوں، کوئی وجہ نہیں کہ ان کے نام وظائف جاری رہیں ان آستین کے سانپوں کو بہت دن دودھ پلایا۔ کوئی وجہ نہیں کہ ڈسنے والے افعیوں کو زیادہ عرصہ تک مہلت دی جائے۔

## تردید ومعذرت

شعبان کے پیشوا میں صفحہ ۱۴ پر بعنوان "اعلیٰ حضرت کی توہین" حسب ذیل الفاظ میں ایک نوٹ کی تمہید شائع ہوئی تھی۔

ریاست اخبار کے اصلی اور حقیقی ایڈیٹر مسٹر
دیوان سنگھ کو جعلی نوٹ بنانے اور چلانے کے
جرم میں ابتدائی عدالت سے قید ہو چکی ہے

ایک دوست نے توجہ دلائی ہے کہ یہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مسٹر دیوان سنگھ کو جعلی نوٹ رکھنے کے الزام میں ابتدائی عدالت سے

سزا ہوئی ہے، اور ان کا اپیل ہائی کورٹ میں زیر تجویز ہے۔ اگرچہ یہ اصلاح کی غلطی ہے جو پروف ریڈر اور کاتب کی مشترکہ فروگذاشت کا نتیجہ ہے۔ لیکن اخبار نویسی کا ایٹی کیٹ یہ چاہتا ہے کہ اگر کوئی غلط خبر شائع ہو جائے تو اس کی اطلاع ملتے ہی تردید کی جائے۔ چنانچہ میں اس غلط خبر کی اشاعت کی تردید کرتا ہوں، اور اس پر اظہار افسوس کرتا ہوں، اور مسٹر دیوان سنگھ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری نیت نوٹ لکھتے وقت ان کی توہین یا دل آزاری نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جوں ہی مجھے اس غلطی پر توجہ دلائی گئی۔ میں نے فوراً تردید کر دی۔

## مسلم لیگ کونسل کا اجلاس

۲۶ اکتوبر سے ۲۸ اکتوبر تک دہلی میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا، اور اس عرصہ میں کونسل کی ورکنگ کمیٹی کا بھی جلسہ ہوا۔ ان جلسوں کی بدولت لیگی حلقوں میں خاصی چہل پہل رہی، اور ان لیگی چھوکروں کو جن کی صورت ہی ان کا ذریعہ معاش ہے، چوبداری کے فرائض کی ادائیگی کی صورت میں ان لیگی لیڈروں سے بات کرنے اور بستر برداری کی خدمت انجام دینے کا موقع مل گیا، جن کے بہرے اور خانساماں بھی ان سے زیادہ سیاست سے واقف ہیں، اور جن کے جوتوں پر پالش کرنے کی قابلیت بھی ان میں نہ تھی۔

توقع کے مطابق بنگال اور پنجاب کے وزراء اپنی مضبوط پارٹیوں کے ساتھ آئے تھے، اگرچہ بنگال کے چیف منسٹر کو ۱۰۳ درجہ کا بخار تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے اجلاسوں میں شریک نہ ہو سکے۔

کونسل میں تین تجاویز پر سرگرم مباحثہ ہوا۔

(۱) مرکزی اسمبلی کا بائیکاٹ۔

(۲) ایران میں برطانوی پیش قدمی۔

(۳) مسٹر فضل الحق کا خط۔

میرے تاثرات ان تجاویز پر یہ ہیں:۔

(۱) کانگریس نے جب آزادیٔ وطن کے لئے وزارتوں اور ممبریوں کو چھوڑا تو لیگی حلقوں میں اس کا مذاق اڑایا گیا، اور اس طریق کار کو سستی شہرت اور بے عملی کا طعنہ دیا گیا۔ لیکن تعجب ہے کہ جب کانگریسی حلقوں میں یہ تحریک شروع ہوئی کہ کانگریس وزارتیں قبول کرے اور اسمبلیوں میں جائے تو لیگ نے اس بے نتیجہ طریق کار کو اختیار کیا۔

اگرچہ حکومت لیگ کے اس طریق کار سے متاثر نہ ہو گی لیکن آخر مسٹر جینا کو حکومت اور عوام میں اپنی لیڈری قائم رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اس لئے بیان بازی اور سستی شہرت کے موقع کو وہ ہاتھ سے کیوں جانے دیتے؟

رہ گیا مسلمان قوم کا فائدہ، اس کے لئے عمل اور بلا شرط تعاون ہونا چاہیئے یا عدم تعاون، یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کیا معنے؟ نہ درزنے زناں نہ ردے مرداں۔

اگر جینا صاحب میں عدم تعاون کی ہمت نہیں ہے تو ان کو تعاون کر کے مسلمان قوم کو فائدہ پہنچانا چاہیئے، لیکن اس طریقہ سے تو مسلمان اس فائدہ سے محروم رہ جاتے ہیں جو تعاون کی صورت میں پہنچنا ممکن تھا۔

(۲) ایران میں برطانوی پیش قدمی اور اسلامی ممالک کے تحفظ پر لیگ کونسل میں دو جماعتیں تھیں۔ ایک کانگریس کے چھٹے ہوئے کارتوس، مسٹر ظفر علی خاں، عبدالحامد بدایونی اور دوسری وفاداران ازلی کاسہ لیسان سرکار (سر سکندر حیات اینڈ کمپنی) لفظی بحثیں، گیلری کو خوش کرنے والی دھواں دھار تقریریں ہوئیں، لیکن ہوا وہی جس کے لئے سر سکندر خود آئے تھے، یا بھیجے گئے تھے، یعنی مہاراجہ محمود آباد جس پارٹی کو لیڈ کر رہے تھے وہ ہاری اور سر سکندر حیات کی سرکاری پارٹی جیتی، کیونکہ پنجابیوں نے پارٹی پالیٹکس کے ماتحت بہت اچھی تنظیم کے ساتھ کونسل کی نشستوں پر قبضہ کیا تھا۔ بڑا لطف اس وقت آیا جب مولوی ظفر علی خاں نے آزاد خیال طبقہ کی حمایت میں تقریر شروع کی، اور میجر خضر حیات خاں نے ان کو آنکھیں دکھائیں، تو مولوی صاحب کو فوراً دس ہزار روپے سالانہ کی پنجاب گورنمنٹ کی امداد یاد آ گئی۔ مولوی صاحب نے اپنے قدیم طریقہ کے مطابق پینترا بدلا اور سجدہ سہو ادا کر کے لگے پاکستان کی تعریف کرنے۔

سر سکندر کی تقریر میں نمائشی مظاہرے بھی ہوئے لیکن مسٹر جینا اپنے وفادار لفٹننٹ کے پشت پناہ تھے، اس لئے [illegible] لیگ نے پنجاب کے اس مسلم لیگی شیر کی وہ تمام سامراجی نقرہ پرستی اور برداشت کی جو وہ مسلمانوں کے عام جلسے میں کہنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ اور نتیجہ وہی ہوا جس کی تیاری کر کے سر سکندر حیات خاں معہ اپنی پارٹی کے آئے تھے، یعنی بمبئی کا وہ فرسودہ اور مہمل اور بے نتیجہ ریزولیوشن پاس ہو گیا، جس کو سر سکندر حیات پاس کرانا چاہتے تھے۔ آج ہی کے دن کے [illegible] نے وائسرائے کی کونسل سے استعفیٰ [illegible]

۳۔ مسٹر فضل الحق کا خط [illegible]

ایک ... بم کے گولے کی حیثیت رکھتا ہے، چونکہ گھر کے بھیدی تھے اس لئے انہوں نے مسٹر جینا کی پول ان لوگوں سے زیادہ کھولی جو مسٹر جینا کی عملی سیاست کو مسلمان قوم کے حقوق اور وطن عزیز کی آزادی کے لئے سم قاتل سمجھتے ہیں۔ مسٹر جینا کے چیلوں نے اپنے سابق لیگی شیر کے خلاف کافی زہر اگلا اور اندرونی طور پر فضل الحق صاحب پر اعزا و اقربا کے ذریعہ بہت کافی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اس بت کو سجدہ کریں جو اسلام اور مسلم قوم کے حقوق کے تحفظ کے نام پر "مصر کا ابوالہول" بنا ہوا ہے، لیکن آفرین ہے مسٹر فضل الحق کو جنہوں نے خوشامدوں اور دھمکیوں کی پروا کئے بغیر ان الزامات کو جو مسٹر جینا پر لگاتے تھے، واپس لینے سے انکار کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو دس دن کی مہلت جینا صاحب کی بارگاہ سے ملی، اور اگر دس دن میں انہوں نے جینا صاحب سے معافی نہ مانگی اور ان کی پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو لیگ سے اخراج عمل میں آئے گا، اور شاید بنگال کی چیف منسٹری پر دست کشی ہو جس میں توقع ہے کہ مولوی فضل الحق کی فتح ہوگی، کیونکہ بنگال میں لیگ کو کوئی دو کوڑی کو بھی نہ پوچھتا تھا، انہی کے طفیل اس کو چار چاند لگے ہیں۔

یہ ہے لیگ کونسل کے اجلاس کی کارروائی جس پر لیگی اخبارات پھولے نہیں سماتے، اور اس طرح فخر کا اظہار کیا جا رہا ہے گویا صلاح الدین ثانی نے بیت المقدس فتح کر لیا۔

## ۲۰۸ محبان وطن کی جانیں خطرہ میں

دیولی ریاست ٹونک کے قریب ایک غیر معروف مقام ہے جہاں ۲۰۸ محبان وطن ہندوستان کے تمام اضلاع سے لاکر بغیر مقدمہ چلائے نظر بند کر دیئے گئے ہیں، ان میں بہت اہم پوزیشن کے اعلیٰ تعلیم کے نوجوان ہیں جن کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ اس غلام ملک کی آزادی چاہتے ہیں، ان تمام محبان وطن کو اس برے برتاؤ کی شکایت ہے جو ان کی اعلیٰ پوزیشن کے منافی دیولی کیمپ میں روا رکھا جا رہا ہے، ان شکایات کا بڑا حصہ ایسا ہے کہ اگر حکومت ان کو منظور کرے تو اس سے حکومت کے مالیہ پر کوئی اثر پڑتا ہے اور نہ حکومت کے پرسٹیج پر، لیکن ضد اور راج ہٹ کا برا ہو کہ اس کی وجہ سے معقول باتیں بھی بیت : ... ہوئی ہیں۔

مجھے ان محبان وطن کے طریقہ کار سے اختلاف ... ہے لیکن ان کی بے لوث حب وطن اور ان کے اعلیٰ کردار اور ان کی اس بے ... ہے جو ان کو قوم پرست حلقوں میں حاصل ہے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ملک میں اس خبر سے انتہائی تشویش پھیل گئی ہے کہ دیولی کیمپ کے مذکورہ نظر بندوں نے بھوک ہڑتال اپنے مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے شروع کر دی ہے اس کے جواب میں حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے جس میں بتایا ہے کہ اگر بھوک ہڑتال جاری رہے گی تو نظر بندوں کے مطالبات پر غور نہیں کیا جائے گا، فرمایئے یہ راج ہٹ نہیں ہے تو کیا ہے؟

جو حکومت جرمنی اور اٹلی جیسی سفاک قوموں کے سپاہیوں کو گرفتار کرنے کے بعد انتہائی آسائش و آرام سے ہندوستان میں رکھ رہی ہے، اس کو ان محبان وطن کے معمولی مطالبات سے سرد مہری برتنے پر کوئی صحیح الدماغ انسان مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اس حالت میں کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی توسیع شدہ کونسل میں مسٹر اینے، سر سلطان احمد جیسے موڈریٹ لیڈر موجود ہوں، دیولی کے نظر بندوں کا سر اور دھڑ کی بازی لگانا اور ان کے مطالبات کا تسلیم نہ کیا جانا یہ بتا رہا ہے کہ کانگریس نے جو اس کھلونے کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا، اس میں وہ حق بجانب تھی۔

ہندوستان کے ہر محب وطن کا یہ فرض ہے کہ وہ دیولی کیمپ کے پولیٹیکل نظر بندوں کے ساتھ ہمدردی کے لئے پریس اور پلیٹ فارم سے ایک متحدہ آئینی ایجی ٹیشن شروع کریں اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ دیولی کیمپ کے اسیروں کے جائز مطالبات فوراً تسلیم کرے۔

## ختم امامت

شکر ہے اس مولائے بے نیاز کا جس نے اپنے ایک حقیر بندہ کی مخلصانہ مساعی کو کامیاب کیا۔ اور جامع مسجد کی اصلاح، ناگزاری، اور امام جی کے تسلط ناروا کے خلاف جو تحریک ۱۹۲۶ء سے پیشوا میں شروع کی گئی تھی، وہ ۱۹۴۱ء میں بار آور ہوئی۔ اور امامت اور تولیت کا چہلم اپریل ۱۹۴۲ء میں ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یوں تو جامع مسجد کے انتظام کی اصلاح سے مجھے ۱۹۲۶ء سے دلچسپی رہی ہے، لیکن ۱۹۱۲ء سے میں نے مختلف طریقوں سے اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیا، جو جامع مسجد کے روپے کے تحفظ اور انتظام کی اصلاح کے لئے شروع ہوا، لیکن کسے خبر تھی کہ اس کامیابی کو میں اپنی آنکھوں سے بھی دیکھوں گا۔

سال گذشتہ سے پیوستہ کنور اسماعیل علی خاں صاحب نے

کونسل آف اسٹیٹ میں بل پیش کیا تھا، اور سال گذشتہ مولوی عبدالغنی صاحب نے مرکزی اسمبلی میں بل پیش کیا، اور متعدد ممبران اسمبلی نے اس ایجی ٹیشن سے جو اخبارات اور پبلک جلسوں کے ذریعہ دہلی اور بیرون دہلی سے ہوا، متاثر ہو کر اصلاحی تحریک سے دلچسپی لی۔ اس عرصہ میں امام جی بھی غافل نہ رہے جنہوں نے مقامی حکام کو گمراہ کرنے کی انتہائی سعی کی۔ لیکن مسلمانوں کی خوش قسمتی سے مسٹر جنگن جیسے فرض شناس اور انتہائی دیانت دار چیف کمشنر کے سامنے کچھ نہ چلی۔ لیکن باشندگان دہلی کی بدقسمتی سے جلد ان کا تبادلہ ہو گیا، اور ان کی جگہ نئے چیف کمشنر صاحب آئے جن پر چھا جانے کی امام پارٹی نے انتہائی سعی کی، اور ابتدا میں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ مگر بالآخر ان پر بھی حقیقت منکشف ہوئی، اور اب نوبت یہ ہے کہ حکومت ہند کے مشورہ سے خان بہادر مسٹر خورشید محمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس، جو پنجاب سول سروس کے ایک ممتاز اور قابل اور دلیر افسر ہیں، دہلی کے اوقاف کی اصلاح اور فرسودہ کمیٹیوں کا خاتمہ کرنے اور جمہوری اصول پر نمائندہ کمیٹی بنانے کے اصول و قواعد منضبط کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں، اور امام جی کے قبضہ اور ان کی ڈمی کمیٹی کا خاتمہ انشاء اللہ ۱۹۴۱ء کے خاتمہ کے ساتھ ہو جائے گا، اور دہلی کے اوقاف کا بہتر اور جمہوری نظام غالباً اپریل ۱۹۴۲ء تک نافذ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

سرکار پرستی کے اس ہاتھی کی شکست پر میں نے خداوند قدوس کا سجدۂ شکر ادا کیا، جس نے مجھے ہمت اور صبر کی توفیق مرحمت فرمائی۔

اگر ان مظالم کو جو اس سلسلہ میں مجھ پر روا رکھے گئے، اور ان سازشوں کو جو میرے خلاف مرتب کی گئیں، اور ان غلط بیانیوں کو جو مجھے بدنام کرنے کے لئے پبلک اور افیشل سرکل میں کی گئیں اور ان تہمتوں کو جو مجھے مطعون کرنے کے لئے تراشی گئیں بیان کروں تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے، اور انشاء اللہ جب وقت آئے گا تو اس کو تفصیل سے بیان کروں گا۔

تاہم اس وقت تو میرا مشن کا ایک حصہ کامیاب ہوا ہے اب مجھے اس روپے کی وصولی کی تحریک کرنا ہے جو غبن ہوا ہے، اور اس بل کی نگرانی کرنا ہے جو جامع مسجد کے بہتر انتظام کے لئے پیش ہو رہا ہے، قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں، بکھیڑی کامیابی جتنی ہوئی ہے میں ان اخبارات کا اور ان دوستوں کا شکرگزار ہوں، جنہوں نے تحریک اصلاح سے ہمدردی اور دلچسپی ظاہر کی۔

## حادثہ کربلا کی تیرہ سو سالہ یادگار

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا کے ریگستان میں شہید ہوئے آئندہ عشرہ محرم کو تیرہ سو سال ہوں گے۔ اکثر محبان اہلبیت کی خواہش ہے کہ اس حادثۂ عظمیٰ کی تیرہ سو سالہ یادگار واقعہ کی اہمیت کے اعتبار سے منائی جائے۔ اس سلسلہ میں متعدد تحریکیں پیش ہو رہی ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی ایک پر محبان اہل بیت کا اجماع نہیں ہوا۔

کربلا میں جگر گوشۂ رسول پر جو بیتی، اس کی سفاکی سے انکار کفر ہے، لیکن کیا اولاد امام کو ہر زمانہ میں شمر و یزید کی اولاد کے ہاتھ زبان و قلم سے ایذا نہیں پہنچی؟ کیا آج بھی سید الشہدا کی اولاد شمر و یزید کی اولاد کے ہاتھوں مصائب و آلام میں مبتلا نہیں؟

بہر حال حادثۂ کربلا کی تیرہ سو سالہ یادگار بنانے کے لئے دہلی کے شیعہ اور سنی اکابر میں کوئی سرگرمی نہیں پائی جاتی، حالانکہ حادثۂ ہائلہ کی یادگار میں شیعہ سنی ہی نہیں، بلکہ سکھ، ہندو، عیسائی، پارسی اقوام کو بھی شریک کرنا چاہئے کہ اس سے بہتر موقع اتحاد بین الاقوام کا کوئی نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام نے ایک انقلاب پسند کی حیثیت سے بہت اہم کیرکٹر پیش کیا ہے، اور سامراج کو جو کراری ٹھوکر انہوں نے لگائی ہے، دنیائے اسلام میں اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے کانگریس اور کمیونسٹ پارٹی کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے اس اولین انقلابی رہنما کی تیرہ سو سالہ یادگار میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

## محکمہ تعلیم کی ہندو گردی

دہلی کے محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق مسٹر چٹرجی سپرنٹنڈنٹ اور مسٹر نانگپال ہیڈ کلرک کے ہاتھوں جس بے دردی سے پامال کئے جا رہے ہیں، اس پر سب سے پہلے ہم ہی نے مدلل مضامین شائع کئے، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آنریبل چیف کمشنر صاحب نے محکمہ متعلقہ سے جواب طلب کیا ہے۔

چونکہ حق بہت ہی کڑوا ہوتا ہے، اور جو ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں کے حق غصب کر چکے ہیں، وہ آسانی سے اس سے دست بردار ہونا نہیں چاہتے، چونکہ ان مضامین کا جواب وہ نہیں دے سکتے۔ لہذا انصاف کی پکار کو دبانے کا ایک ذریعہ یہ تلاش کیا گیا کہ نام نہاد ہندو جنتا اور ہندو سبھا کے نام پر آنریبل چیف کمشنر صاحب سے ہندو کلرکوں کے خلاف پروپیگنڈہ کو دور کرنے کی درخواست کی جا رہی ہے۔

میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ اس قسم کے تار کس کے اشارہ پر دئیے گئے اور میموریل پارٹی حکام کو ناجائز طور سے مرعوب کرنے کیلئے کس کس کا شاخسانہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# تمہید

مجاہدین و سلاطین اسلام نے ہندوستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی جو کوششیں کی ہیں، ان میں غزنی کے بادشاہ سلطان محمود بن سبکتگین اور سلطان شہاب الدین غوری کی مساعی جمیلہ نے شاندار تاریخ پیدا کئے ہیں۔ ان سلاطین عظام سے پہلے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی جو کوششیں کی گئی تھیں وہ صرف تبلیغ و اشاعت تک محدود تھیں۔ ملک پر قبضہ رکھنا اور مساعی تبلیغ کو دولت و اقتدار کے ماتحت جاری رکھنا مقصود نہ تھا یہی وجہ ہے کہ عرب خاندانوں نے اسلام کو ہندوستان میں پہنچایا اور مفتوحہ علاقوں کا معمولی سا انتظام کر کے واپس چلے گئے، ان کا خیال تھا کہ جو تحریک انہوں نے ہندوستان میں جاری کر دی ہے، اور جس درخت کو انہوں نے ہندوستان کی زمین میں نصب کر دیا ہے، وہ نشوونما حاصل کرتا رہے گا، اور کچھ عرصہ میں ہندوستان کی اقوام اسلام کے آغوش میں آجائیں گی لیکن ان کا یہ خیال غلط نکلا اور فطرت کے اصول کے مطابق غلط بھی تھا۔

کیوں غلط تھا؟ اس پر بحث طوالت چاہتی ہے، اور یہ مختصر اوراق طوالت کی گنجائش نہیں رکھتے۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لینا چاہئے کہ مجاہدین اسلام نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو لڑائیاں لڑی ہیں، وہ تمام کی تمام دفاعی ہیں یعنی ان سے مقصود ملک گیری نہیں تھا بلکہ اسلام کی اشاعت میں جو رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں یا معاذاللہ اسلام کا خاتمہ کر دینے کی جو کوششیں اغیار کی جانب سے کی جاتی تھیں محض ان کو دور کرنا مقصود تھا تاکہ اسلام کی اشاعت آسانی کے ساتھ ہو سکے، اور اس سکون کے ساتھ غیر قومیں اسلام کے محاسن پر غور کر کے اس کو قبول کر سکیں۔

حضور صلعم کے عہد مبارک میں غیر قوموں سے جو لڑائیاں ہوئیں اُن کی ابتدا ہمیشہ کسی ایسے ہی واقعہ سے ہوئی ہے، جو اشاعت اسلام میں رکاوٹ ڈالنے کا باعث ہوا ہے، یا جس میں آزادیٔ ضمیر و مذہب پر حملہ کیا گیا ہے مشرکین قریش ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے درپے رہے، یہود اسلام کی اشاعت کو ایک لمحہ کے لئے گوارا نہ کر سکے اور مشرکین قریش سے سازش کر کے اسلام اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے پر تیار رہے۔ اسی طرح مسیحیت خود اسلام سے ٹکرانے کے لئے میدان میں آئی ان تمام حالات میں ظاہر ہے کہ حضور صلعم اور مسلمانوں نے جس قوت کا مظاہرہ کیا، وہ تمام تر دفاعی غرض سے تھا یعنی اغیار کی غیر محمود مساعی کا خاتمہ اس سے مقصود تھا اس کا [illegible] کسی قوم کا [illegible] طاقت کو قائم و باقی رکھنے [illegible] سنگ راہ کر دے کر کے اپنے لئے راستہ صاف رکھنا۔

یہ خصوصیت صرف اسلام اور مسلمانوں ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنی مذہبی مساعی کو انصاف کی بنیاد پر شروع کیا، اور آخر تک اس پر قائم رہے، برخلاف دوسری اقوام کے کہ انہوں نے اپنے مذاہب کو جبر و زبردستی سے رواج دیا اور آزادیٔ ضمیر کو کچل کر رکھ دیا۔

اشاعت اسلام کی سعی میں ہم کو تین چیزیں نظر آتی ہیں، جن میں آزادیٔ ضمیر کا لحاظ کامل طور پر رکھا گیا ہے یعنی

۱۔ خوشی سے قبول اسلام،

۲۔ مسلمان حکمران کی اطاعت اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی قومیت اور مذہب کی حفاظت کا محصول (جزیہ) مسلمان حکمران کو ادا کرتے رہیں۔

۳۔ یہ دونوں شرطیں منظور نہ ہوں، تو پھر قوت کا قوت سے مقابلہ،

پہلی شرط میں آزادیٔ ضمیر کا لحاظ ظاہر ہے کہ قبول اسلام پر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری شرط میں آزادیٔ ضمیر کا علانیہ اعلان ہے، یعنی یہ کہ اگر غیر اقوام اپنے مذاہب کو پسند کرتی ہوں اور ان پر قائم رہنا چاہتی ہوں تو صرف تھوڑا سا سالانہ زر نقد دے کر اپنی قومیت اور اپنے مذہب کو قائم رکھ سکتی ہیں، یہ سالانہ محصول مسلمان حاکم کو دیا جائے گا، محض اس لئے کہ وہ ان کے مذہب اور ان کی قومیت کا محافظ ہوگا اور دشمنوں سے ان کو بچائے گا، تیسری شرط میں آزادیٔ ضمیر کا مظاہرہ واضح ہے۔ یعنی اگر کوئی قوم خوشی سے اسلام کو قبول نہ کرے اور نہ محصول دے کر مسلمانوں کے ماتحت رہنا چاہے وہ اپنی ضمیر کی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے قوت سے کام لے اور مسلمانوں سے لڑے۔

ظہور اسلام سے اب تک اشاعت اسلام میں انہیں تین چیزوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے عرب خاندانوں نے ہندوستان میں پہنچ کر اسلام کی اشاعت کی اور ہندوستان کے بہت سے مقامات پر اسلامی [illegible] کو پھیلا دیا، لیکن انہوں نے اس کا خیال نہیں کیا کہ ہندوستان کفر کی طاقت کا مرکز ہے، مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد بغیر اقتدار [illegible] کے ماتحت کیونکر آزاد زندگی بسر کر سکتی ہے، اور وہ مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر چلے گئے، اور ان کی اس غلطی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کے ہندو حکمرانوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے اور اسلام کا خاتمہ کر دینے کی غیر محمود مساعی ہی نہیں [illegible] بلکہ ان مسلمان حکمرانوں کے خلاف جنگی تیاریاں [illegible] سے باہر حکومت کرتے تھے۔

## ہندوستان پر مسلمانوں نے کیوں قبضہ کیا؟

اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ عرب خاندانوں نے اسلام کی اشاعت کر کے ہندوستان کو چھوڑ دیا تھا، چند روز تک تو ہندوستان کے مسلمان اپنے مسلمان سرداروں کی حمایت میں آزادی سے رہے اور اسلامی فرائض کو ادا کرتے رہے، لیکن بہت تھوڑے عرصہ بعد یہ حالت نہ رہی۔ ہندوستان کے ہندو راجوں نے پھر ان مقامات پر قبضہ کر لیا جن کو فتح کر کے عربوں نے مسلمانوں کا مستقر قرار دیا تھا، اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں ہندو راجوں کے جبر و ظلم سے مسلمانوں کی تعداد بہت کم رہ گئی، اور مسلمانوں کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

اس زمانہ میں ایران کے اندر مسلمانوں کی مختلف حکومتیں قائم تھیں، اور ان میں سے ہر ایک اس کوشش میں تھی کہ ملک پر پورا پورا اقتدار حاصل کر کے اشاعت اسلام کی اس کوشش کو شروع کیا جائے جو اندرونی خلفشار کے سبب ترک ہو گئی تھی، آخر سلطان محمود غزنوی رح کے والد ماجد سلطان سبکتگین رح نے خاندان سامان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور غزنی میں ایک طاقتور اسلامی حکومت قائم کر کے اشاعت اسلام کی کوشش پھر شروع کی، اور سب سے پہلے ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت پر کمربستہ ہوا۔

ہندوستان پر سبکتگین رح اور ان کے بیٹے محمود رح کے حملہ آور ہونے کی سب سے بڑی وجہ تو یہی ہے کہ ہندوستان کے راجوں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر عافیت تنگ کر دی تھی، اور ہندوستان میں اسلام کو پھیلنے نہ دیتے تھے سبکتگین اور محمود غزنوی رح کو ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت زار پر رحم آیا، اور وہ ان کی مدد کو پہنچے۔

ایران کی اسلامی حکومت کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے ہندو حقیقت میں ایران کے باشندے تھے جو ایران سے ہجرت کر کے آئے تھے اور ہندوستان کی قدیم وحشی قوموں کو اپنا غلام بنا کر ان پر حکومت کرنے لگے تھے مشہور شاعر فردوسی جو سلطان محمود غزنوی رح کے دربار کا شاعر تھا اور جس نے ایران کی قدیم تاریخ کو فارسی نظم میں لکھا تھا، اپنی اسی منظوم تاریخ شاہنامہ میں لکھتا ہے کہ

"ایران کے کیانی بادشاہ کیکاؤس کے عہد میں ہندوستان کے اندر ہندوؤں کی مختلف آزاد حکومتیں قائم تھیں اور یہ سب کی سب ایرانی حکومت کی باجگذار تھیں یعنی ایرانی حکومت کی سیادت کو تسلیم کرتی تھیں۔ ایران کا مشہور پہلوان رستم اور اس کا باپ دونوں ہندوستان آیا کرتے تھے، اور قنوج کے راجہ کی بیٹی سے رستم نے شادی کی تھی، اسی کے پیٹ سے فرامرز پیدا ہوا تھا پنجاب اور کشمیر کے راجاؤں نے ان دونوں باپ بیٹوں کے سامنے نذر پیش کی تھیں اور قیمتی تحائف دیے تھے"

شاہنامہ کے اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے راجے ایرانی حکومت کے ماتحت تھے، اور اس کو خراج ادا کیا کرتے تھے۔ ایران کی قدیم حکومتوں کی جگہ جب اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں تو ہندوستان کے ہندو راجوں نے خراج بند کر دیا، اور چونکہ ایران میں اور خود بغداد و دمشق کی مرکزی اسلامی حکومتوں میں عرصہ دراز تک خلفشار رہا، اس لئے مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کے ہندو راجوں کی اس بے عنوانی کی طرف توجہ نہ کی، یہاں تک کہ خاندان سامان کی حکومت کا خاتمہ کر کے سبکتگین نے ایران اور ہندوستان کے درمیان مقام غزنی پر ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کی اور قدیم دستور کے موافق ہندوستان کے ہندو راجوں کو اپنے ماتحت رکھنے کا انتظام شروع کیا۔ مختصر یہ کہ ہندوستان پر سبکتگین رح اور محمود غزنوی رح کے حملوں کا ایک سبب یہ بھی تھا بہر نوع سبکتگین رح اور محمود غزنوی رح نے جو حملے ہندوستان پر کئے، وہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بھی تھے ہندوستان کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے بھی تھے، اور سیاست کے قدیم دستور کے مطابق ہندوستان کو ایران کے ماتحت رکھنے کے لئے بھی تھے۔

مذکورہ بالا چند سطور کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ محمود غزنوی پر اس سلسلہ میں جتنے الزام یورپی اور ہندو مورخوں نے لگائے ہیں، وہ بے بنیاد ہیں اور مذہبی تعصب یا قومی عصبیت پر ان کی بنیاد رکھی گئی ہے، ہم ان تمام امور پر انشاء اللہ اس کتاب میں سیر حاصل بحث کریں گے۔

آغا رفیق
۱۷ ستمبر ۱۹۴۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی رح

(از مورخ اسلام جناب علامہ غار رفیق صاحب بلند شہری)

سلطان محمود غزنوی رح نے اسلام اور مسلمانوں کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں کسی سے مخفی نہیں ہیں، مخصوصاً ہندوستان میں اشاعت اسلام کے جو مواقع انہوں نے پیدا کئے ہیں، ان سے پہلے کے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جی چاہتا تھا کہ سلطان ممدوح کی پاکیزہ زندگی کے حالات تفصیل سے لکھے جائیں لیکن صفحات محدود ہیں اور حالات کی تفصیل طوالت طلب، اس لئے ہم مجبور ہیں کہ مختصراً سے کام لیں اور ضروری واقعات ہی سے بحث کریں۔

سلطان ممدوح کے حالات کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا ہے۔

۱۔ ابتدائی حالات۔

۲۔ حکومت اور فتوحات۔

۳۔ صفات اور مآثر۔

جہاں تک ممکن ہوگا ہم ان تمام چیزوں کو تفصیل سے لکھیں گے اور غیر معتبر روایات کو دانستہ ترک کر دیں گے۔

## پہلا باب

### ابتدائی حالات

ابتدائی حالات سے مراد پیدائش سے حکومت پر فائز ہونے تک کے حالات ہیں، جو اگرچہ نہایت مختصر ہیں، لیکن سبق آموز ہیں۔

**۱۔ خاندان، پیدائش، تعلیم و تربیت وغیرہ**

سلطان محمود رح شاہان ایران نوشیرواں کے خاندان سے ہیں اور چند نسلوں سے آپ کا سلسلہ نسب فقہ حنفی کے مشہور امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے مل جاتا ہے۔ حضرت امام اعظم رح اور سلطان محمود غزنوی رح کا صحیح سلسلہ نسب یہ ہے۔

سلطان محمود غزنوی رح بن امیر سبکتگین رح بن جوقان بن قزل حکم بن قزل ارسلان بن قرا ناماں بن فیروز بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز۔

یہ پرویز سلطان محمود غزنوی رح اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح دونوں کے دادا ہیں پرویز کے دو بیٹے تھے۔ ایک شیرویہ اور دوسرا شہریار۔ شہریار کی اولاد میں امام ابوحنیفہ رح ہیں یعنی شہریار کا بیٹا ابرکہ جو محمود کا بیٹا تھا۔ قیس کا بیٹا ثابت تھا۔ ثابت کا بیٹا نعمان رح ... نعمان کا بیٹا زوطی تھا، زوطی کے بیٹے ثابت اور ثابت کے بیٹے امام ابوحنیفہ رح ...

**پیدائش** سلطان محمود غزنوی رح صاحب تاریخ فرشتہ کے بیان کے مطابق شب عاشورہ ۳۵۷ھ میں پیدا ہوئے اگر یہ صحیح ہے تو وہ ۳۸۷ھ میں جبکہ وہ تخت غزنی پر جلوہ افروز ہوئے ۳۰ سال کی عمر رکھتے ہوں گے۔ ایک اور مورخ کا بیان یہ ہے کہ وہ ۳۰ سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد غزنی کے تخت و تاج کے مالک ہوئے اگر اس کو صحیح مانا جائے تو آپ کی پیدائش ۳۵۷ھ قرار پاتی ہے۔ لیکن اکثر مورخین نے آپ کی پیدائش ۳۶۱ھ ہی قرار دی ہے

سلطان محمود غزنوی رح کی پیدائش کے زمانہ میں بغداد میں عباسی خلافت کا تاجدار المطیع للہ تھا اور اس وقت امیر سبکتگین ابو اسحاق بن الپتگین کی اتالیقی پر مامور تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان کو فوج کی افسری مل گئی اور اپنی شاندار فوجی خدمات کے صلہ میں سامانی حکومت کے محبوب افسر قرار پائے۔

کہا جاتا ہے کہ امیر محمود رح کی پیدائش سے پہلے رات کو ان کے والد امیر سبکتگین رح نے خواب میں دیکھا کہ ان کی قیام گاہ کے آتش خانہ سے ایک درخت پیدا ہوا ہے، جس کی شاخیں اطراف و جوانب میں پھیل گئی ہیں۔ اور وہ ایک لمحہ میں ایک بہت بڑا درخت بن گیا ہے۔ اتنا بڑا کہ اس کے سایہ میں دنیا کی بہت بڑی آبادی بیٹھ جائے۔ صبح کو اٹھ کر امیر سبکتگین اپنے اس خواب کی تعبیر پر غور و فکر کر رہا تھا کہ امیر محمود کی پیدائش کی اس کو اطلاع دی گئی۔ اور فوراً خواب کی تعبیر اس کے ذہن میں آگئی کہ اس کا یہ بچہ ایک بڑا بادشاہ ہوگا۔

صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ امیر محمود کا ستارہ قسمت حضرت رسالت پناہ صلعم کے ستارہ طالع کے موافق تھا۔ امیر سبکتگین کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے اپنے اس مسعود بچے کا نام محمود رکھا نام اور اس کی پیدائش سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ اپنی عمر میں کبھی اتنا خوش نہ ہوا تھا۔

امیر محمود رح کی پیدائش کا زمانہ اگرچہ امن و سکون کا زمانہ نہ تھا اور ان کے والد کے آقا امیر الپتگین خراسانی حکومت کی طرف سے مختلف فوجی و جنگی خدمات میں مشغول رہتے تھے جن میں ان کے والد کو بھی برابر شریک رہنا پڑتا تھا لیکن چونکہ سامانی حکومت کے تاجدار اور الپتگین کے مالک امیر سبکتگین کی خدمات سے بہت خوش تھے اور وہ ان کو اپنی حکومت کا محبوب ترین افسر سمجھتے تھے۔ اس سے سبکتگین

---

ؔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ محمود غزنوی رح ۲۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ یہ روایت غلط ہے ۱۲ مولف

ؔ تاریخ فرشتہ نے اس روایت کو منہاج السراج جرجانی سے نقل کیا ہے اور اس کی صحت دوسری تاریخی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے ۱۲ مولف

ؔ ... امام اعظم رح اور سلطان محمود غزنوی رح کے نسب کا دادا ہے۔ ... بیان ... امام اعظم ... ہے ...

کو ہر قسم کی آسائش و راحت حاصل تھی، اور وہ ایک رکن حکومت کی طرح بہترین زندگی بسر کرتے تھے، ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ امیر محمودؒ نے دنیا میں آنکھیں کھول کر اپنے آپ کو راحت و آسائش کے گہوارہ میں پایا ہوگا۔

**تعلیم و تربیت** اس زمانہ میں جبکہ امیر محمودؒ نے دنیا میں قدم رکھا ہے، اگرچہ عباسی خلافت کا ستارۂ اقبال طاقتور اور خود غرض قوموں کی نامسعود مساعی کی وجہ سے نحوست کے برج میں تھا، اور مختلف طاقتور جماعتیں اس کے مقبوضات پر قابض ہوکر بڑی حد تک خود مختاری کے ساتھ حکومتیں کررہی تھیں، یہاں تک کہ ایک جماعت نے خود مرکز خلافت اقتدار قائم کر رکھا تھا کہ خلیفۂ وقت اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ لیکن امیر محمودؒ کے والد ماجد جس آزاد حکومت سے تعلق رکھتے تھے، وہ اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کی وفادار خیال کرتی تھی، اور خلافت کے مرکز کو اپنی بساط کے موافق مدد دیتی رہتی تھی۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ امیر محمود کی تعلیم و تربیت سامانی حکومت کے زیر سایہ خاطر خواہ ہوئی ہوگی۔

اس زمانہ میں اگرچہ مقبوضات خلافت میں عام سیاسی انتشار تھا لیکن علمی ترقیات اس درجہ کی تھیں کہ مقبوضات خلافت میں علوم و فنون کے دریا بہہ رہے تھے۔ سینکڑوں بڑی بڑی درسگاہیں بڑے
۱۱ بڑے شہروں میں قائم تھیں، جن میں علوم و فنون کے شائق اصحاب ہزاروں کی تعداد میں موجود رہتے تھے، ان کے علاوہ ہزاروں اہل علم و فضل ایسے تھے جن کے گھروں سے علوم و فنون کے دریا بہتے تھے، اور ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علم و فن ان سے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔

علوم و فنون کی ترقی کے اس دور میں امیر محمودؒ نے آنکھیں کھولیں، علماء و فضلاء وقت کی جماعت میں تربیت حاصل کی، اور اساتذہ علم و فن کی خدمت میں زانوئے شاگردی تہ کیا۔

کسی مستند ذریعہ سے اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ امیر محمودؒ کی تعلیم و تربیت کن اکابر زمانہ کی نگرانی میں ہوئی لیکن یہ امر مسلم ہے کہ ان کی تربیت و تعلیم امراء کے بچوں کی طرح ہوئی اور انہوں نے علوم و فنون عصریہ میں معقول دستگاہ حاصل کی۔

امیر محمودؒ نے علوم و فنون کی تعلیم کے ساتھ امراء کے بچوں کی طرح فوجی و جنگی تربیت بھی حاصل کی۔ سپہ گری چونکہ اس کا آبائی پیشہ تھا اس لئے اس نے اس میں غیر معمولی کمال حاصل کیا اور سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے پہلے [illegible] فوجی و جنگی معاملات میں اپنا نام پیدا کرلیا کہ اس کا باپ اس کو جنگی سفر کو بے کھٹکے ساتھ لے جانے لگا مورخین کا بیان ہے کہ امیر محمودؒ نے سولہ سال کی عمر میں متعدد جنگی خدمات انجام دی تھیں۔

**سن شعور** امیر محمودؒ چونکہ ایک دیندار فیاض اور مخلص باپ کے سایہ میں پرورش و تربیت حاصل کی تھی۔ اس لئے وہ خود بھی ایک دیندار، فیاض اور غیور الشان بنا۔ اس نے دیکھا تھا کہ اس کا باپ اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی تقویت کے لئے جہاد کو ضروری سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کے قلب و دماغ میں بھی اسی قسم کے جذبات پرورش پاتے رہے، اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچا تو ایک مخلص مسلمان تھا۔ مجاہد اسلام تھا۔ مذہب پرست تھا اور قوم کا خیر خواہ تھا۔ اسی تربیت کا یہ نتیجہ تھا کہ اس نے اپنے ایام حکومت کا زیادہ حصہ فتوحات اور اسلامی جہاد میں صرف کیا۔ اور تبلیغ و اشاعت کے لئے ہندوستان کا میدان صاف کردیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر محمود غزنوی ہندوستان کے وسیع میدانوں کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے صاف نہ کرتا تو اس کے بعد کے سلاطین کو ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے اور یہاں اسلامی حکومتیں قائم کرنے کا بھی موقع نہ ملتا۔

## ۲۔ ایام شباب

ایام شباب میں حکومت پر فائز ہونے سے پہلے سلطان محمود غزنوی نے عباسی خلافت اور اپنے والد کی حکومت کی جو خدمات انجام دی ہیں، اور اپنے آقا سامانی حکومت کے تاجداروں کی وقتاً فوقتاً جو اعانتیں کی ہیں، تاریخوں کے اوراق ان سے بھرے پڑے ہیں، یہ موقع نہ تو ان پر تفصیل سے بحث کرنے کا ہے، اور نہ اس رسالہ کے اوراق اتنی گنجائش رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم ان ایام کے واقعات کو اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں۔

**ہندوستان کے جہاد میں شرکت** امیر سبکتگین خاموشی کے

---

عہ اسلام کے رکن جہاد کے نام سے بہت سے غیر مسلم لوگ گھبراتے ہیں خصوصاً وہ اقوام جو جہاد کی نوعیت سے واقف نہیں، اگرچہ ان لوگوں کا علم ہے کہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں اسلام سے پہلے مذہب کے نام پر ایسی سختیاں کی جاتی تھیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔ بودھ مذہب کے حکمرانوں نے ہندوستان میں زبردستی اپنا مذہب پھیلایا اور جین مذہب کو نابود کیا، اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر ان کے زمانہ میں برہمنوں کے شور سے ہندو حکمرانوں نے بودھ مذہب کے پیرو اشخاص پر ایسے ظلم کئے کہ ان کو ہندوستان میں ٹھہرنا مشکل ہوگیا، اور آخر وہ ہندوستان سے نکل کر چین وغیرہ میں چلے گئے۔ ان واقعات کی موجودگی میں جہاد پر اعتراض کرنا جہالت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے جہاد اصل میں اقوام و مذاہب کی حفاظت کے لئے فتنہ و فساد اور بدامنی کو دور کرنے کا نام ہے یہ فتنہ و فساد یا بدامنی کبھی تو نرمی و آشتی سے دور کی جاتی ہے اس کا نام تبلیغ و اشاعت ہے۔ اور کبھی سرکشوں اور باغیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے سختی سے کام لیا جاتا ہے اس کا نام جہاد ہے، جہاد کے چند [illegible] ہیں [illegible] جہاد بالنفس [illegible] جہاد بالمال [illegible] ہے۔
[illegible]

ساتھ افغانستان کے سرکش قبائل کو زیر کر رہا تھا کہ ہندوستان کے راجہ جے پال نے قصبہ خیبر سے نکل کر بلا کسی وجہ کے غزنی کے مقبوضات پر حملہ کر دیا۔ امیر سبکتگین نے جے پال کی اس زیادتی کا انتقام لینے کے لئے اپنی فوج کو ہندوستان کی جانب کوچ کر دینے کا حکم دیدیا اور اپنے بیٹے محمود کو ساتھ لے کر جے پال سے دو مرتبہ جنگ کی۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں محمود کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی تھی اور اس نے اس جنگ میں شاندار فوجی خدمات انجام دی تھیں۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ شکست کے بعد جب راجہ جے پال نے صلح کی درخواست کی تو سلطان محمود نے باپ کو مشورہ دیا کہ صلح کی درخواست کو فوراً قبول نہ کر لیا جائے بلکہ کچھ توقف سے کام لیا جائے۔ امیر سبکتگین نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ جب جے پال کو صلح میں توقف کا سبب معلوم ہوا تو اس نے ایک عقلمند پیامبر سلطان محمود کی خدمت میں بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اب ہماری حالت اس قدر سقیم ہو گئی ہے کہ ہم اپنے اہل و عیال اور مال و متاع سب کو آگ میں جھونک دیں اور فارغ البال ہو کر لڑنے اور مرنے کے لئے ہتھیلیوں پر سر رکھ کر میدان میں آ جائیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ہم پر احسان کریں اور صلح کر لیں۔ یہ پیام پا کر سلطان محمود نے باپ کو صلح کر لینے کا مشورہ دیدیا اور صلح ہو گئی۔

دوسری جنگ کے بعد جیسا امیر سبکتگین نے راجہ جے پال کے علاقہ پر لمغان تک قبضہ کر لیا تھا۔ امیر سبکتگین نے پشاور میں اپنا ایک نائب اور دس ہزار سوار متعین کر دیئے تھے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ امیر محمود ہی کے مشورہ سے امیر سبکتگین نے پشاور کی افواج میں اضافہ کیا اور دس ہزار کی تعداد کر دی تھی۔

مورخین کا بیان ہے کہ افغانستان اور ہندوستان کی انہیں جنگوں میں امیر سبکتگین کو مقام بست پر مشہور انشا پرداز ابو الفتح بستی چھپا ہوا ملا تھا۔ اس نے ابو الفتح کو اپنے ساتھ لے لیا، خلعت فاخرہ عنایت کیا اور غزنی کی سلطنت کا میر منشی بنا دیا۔

ابو الفتح بستی کا ذکر ہم نے اس موقع پر اس لئے کیا ہے کہ محمود غزنوی کے عہد میں اس نے جو کام کئے ہیں ان کو پڑھ کر اس کا اندازہ ہو سکے کہ ابو الفتح نے اپنے آقا کے بعد آقا کے صاحبزادے کی قدر دانی سے کیا حصہ لیا۔

## ایرانی فتنہ و فساد کے استیصال میں شرکت

امیر محمود ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر باپ کے ساتھ غزنی پہنچا اور جو دولت جہاد ہندوستان کے سلسلہ میں اس کو ہندوستان کے مال غنیمت میں حاصل ہوئی تھی، اس سے اپنے لئے محل اور باغات تعمیر کرانے میں مشغول ہوا۔ چند ہی روز گذرے تھے کہ سامانی بادشاہ نوح بن منصور کا ایک خط ان کے پاس آیا، جس میں لکھا تھا کہ سامانی حکومت کے صوبہ دار فائق اور ابو علی سیمجور نے سامانی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے اور خراسان پر قابض ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے قدیمی حکومت (دولت بویہ) سے مدد طلب کی ہے۔ میں تم کو خراسان کی حکومت عطا کرتا ہوں، تم فوراً آؤ اور اس بغاوت کو فرو کرنے میں مدد دو۔ امیر سبکتگین نے یہ خط پا کر فوراً فوج کو آمادہ کیا اور امیر محمود کو ساتھ لے کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ امیر سبکتگین غزنی سے بخارا کی طرف گیا جو سامانی حکومت کا صدر مقام تھا، اور بخارا کے قریب پہنچ کر سامانی تاجدار نوح بن منصور کی خدمت میں یہ عرضداشت بھیجی کہ "میں چونکہ بڑھاپے کے سبب گھوڑے سے اتر کر تعظیم دینے سے معذور ہوں، اس لئے مراسم ادب و تعظیم بجا لانے سے مجھ کو معذور فرمائیں۔" نوح بن منصور نے اس عرضداشت کو اگرچہ منظور کر لیا تھا، لیکن جب امیر سبکتگین اور امیر محمود نوح بن منصور کے سامنے پہنچے اور جونہی سبکتگین کی نظر نوح بن منصور کے چہرے پر پڑی، تو ہیبت شاہی سے وہ مرعوب ہو گیا اور فوراً گھوڑے سے اتر کر نوح بن منصور کے گھوڑے کی رکاب چوم لی۔

مختصر یہ کہ دونوں باپ بیٹے نوح بن منصور کے خلوت خانہ میں پہنچے، اور بے تکلف صحبت منعقد ہوئی۔ قرار پایا کہ سامانی حکومت کو آراستہ کر کے جلد سے جلد بلخ پہنچنا چاہیئے۔ اس قرارداد کے بعد امیر سبکتگین اپنے بیٹے محمود اور فوج کو لے کر بلخ کی طرف بڑھا اور عقب سے نوح بن منصور کی فوج بھی آ گئی اور ہرات کے مقام پر فائق اور سامانی لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ ۱۳۰

سامانی لشکر اور غزنی کی سپاہ جب صفیں آراستہ کر کے کھڑی ہوئی تو نوح بن منصور، امیر سبکتگین اور امیر محمود نے قلب لشکر میں کھڑے ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ اول اول فائق کی سپاہ نے یورش کر کے سامانی لشکر کو پیچھے ہٹا دیا لیکن جب سبکتگین اور محمود نے اپنی ماتحت فوجوں کو آگے بڑھایا تو فائق کا لشکر ان بہادروں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ سبکتگین نے امیر محمود کو شکست خوردہ سپاہ کے تعاقب میں روانہ کیا اور امیر محمود نے تعاقب میں اس قدر عجلت سے کام لیا کہ فائق کی سپاہ اپنا تمام سامان چھوڑ جانے پر مجبور ہو گئی۔ محمود نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا، اور بہت سے دشمنوں کو تہ تیغ اور بہت سے بزدلوں کو گرفتار کر لیا۔

نوح بن منصور سبکتگین اور امیر محمود کی ان خدمات سے اس قدر خوش ہوا کہ سبکتگین کو ناصر الدولہ کا لقب عطا کیا اور سلطان محمودؒ کو سیف الدولہ کے لقب سے عزت دے کر امیر الامرائی کا منصب مرحمت فرمایا۔

؎ بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ امیر سبکتگین کی آمد کی خبر پا کر نوح بن منصور ولایت سرخس تک استقبال کو گیا تھا اور جب امیر سبکتگین نے گھوڑے سے اتر کر رکاب چومی ہے تو نوح بن منصور نے [illegible]

مورخین کا بیان ہے کہ فائق اور ابوعلی مجبوری کے عالم میں بھاگ کر جلے گئے تو امیر سبکتگین غزنی واپس چلا آیا اور نوح بن منصور نے امیر محمود کو خراسان کی حکومت پر مقرر کر دیا اور خود بخارا کو چلا گیا۔

ان دونوں کی واپسی کے بعد نیشاپور کا مقام چونکہ خالی ہو گیا تھا، اس لئے فائق اور ابوعلی نے اس سے فائدہ اٹھایا اور نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پاکر فائق کے مقابلہ پر فوج روانہ کی اور خود بھی جلد سے جلد پہنچ کر فائق کی فوج سے مقابلہ کیا لیکن فائق چونکہ بعض حکومتوں سے کافی مدد لے کر آیا تھا۔ اس لئے محمود کے لشکر کو اس نے شکست دیدی۔ امیر سبکتگین کو اس شکست کی اطلاع ملی تو وہ لشکر جرار لے کر روانہ ہوا، اور یہاں امیر محمود نے پھر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ امیر سبکتگین نے فائق کی فوج کا سخت مقابلہ جاری تھا کہ محمود تازہ دم فوج لے کر پہنچ گیا، اور دشمن کے قلب پر حملہ کیا یہ حملہ اس قدر سخت تھا کہ فائق اور ابوعلی اس کو برداشت نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے محمود نے ان کا تعاقب کیا اور اس قدر نقصان پہنچایا کہ پھر وہ سر نہ اٹھا سکے۔ یہ واقعات سنہ ۳۸۳ھ کے ہیں جبکہ امیر محمود کی عمر ۲۶ سال کی تھی۔

مورخین کا بیان ہے کہ فائق اور ابوعلی مجبوری کی غدارانہ سازشوں کے خاتمے کے بعد امیر نوح بن منصور نے خراسان کی حکومت مستقل طور پر سلطان محمود کے حوالہ کر دی اور امیر محمود اپنے والد کے مشورہ سے وہاں حکومت کرنے لگے۔ ۱۴

مورخین کا بیان ہے کہ ہندوستان کے جہاد سے واپس آکر سلطان محمود نے غزنی میں ایک باغ اور محل تعمیر کرایا تھا، جب وہ تیار ہو گیا تو سلطان محمود نے ایک جشن ترتیب دیا اور اپنے والد امیر سبکتگین اور اراکین دولت کو مدعو کیا۔ جشن سے فراغت کے بعد امیر سبکتگین نے سلطان محمود کو خلوت میں طلب کیا اور فرمایا:

"فرزند دلبند! یہ باغ اور عمارت جو تم نے تیار کی ہے، بلاشبہ بہترین اور پسندیدہ ہے لیکن ایسی چیزیں تو حکومت کا ہر ملازم اور ہر خوش حال شخص تیار کر سکتا ہے۔ سلاطین خوش تدبیر کے لائق اصل کام یہ ہے کہ وہ ایسی زینت گاہیں تیار کریں، جن کی تعمیر سے دوسرے لوگ عاجز ہوں۔"

سلطان محمود نے زمین خدمت چومی اور عرض کیا کہ "ایسی زینت گاہیں کون سی ہو سکتی ہیں؟" امیر سبکتگین نے فرمایا:

"وہ زینت گاہیں اہل علم و فضل کے دلوں کی تعمیر ہے ان کے دلوں میں تو احسان کا درخت لگا اور سعادت ابدیہ کا پھل حاصل کر اور اپنی دائمی یادگار دنیا میں چھوڑ۔"

سلطان محمود غزنوی بچپن یا ایام شباب کا ایک ادبی واقعہ مورخین نے لکھا ہے کہ وہ جب غزنی کے جنگلوں میں شکار کھیلنے یا فوجی مشق کرنے جاتا تو ان قافلوں کو دیکھتا جو ہندوستان سے تجارتی مال لایا کرتے تھے۔ آپ چونکہ فطری طور پر تحقیق و تجسس کا شوق رکھتا تھا اس لئے وہ قافلہ کے لوگوں سے باتیں کرتا اور ہندوستان کے حالات دریافت کرتا رہتا تھا۔ متعدد قافلوں سے اس کو یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان بڑا زرخیز ملک ہے، اس کے باشندے دولتمند ہیں۔ اور وہاں شاندار عمارات اور شہر ہیں، لیکن وہاں اسلام کا تذکرہ چرچا نہیں۔ اطراف و جوانب میں جو مسلمان آباد ہیں ہندو ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے اور نہ تجارت و کاروبار میں ان کو ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ محمود یہ حالات معلوم کرتا اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا کہ ایسا زرخیز اور سرسبز و شاداب ملک اور مسلمان اس کے فائدہ اٹھانے سے محروم ہیں، وہ چونکہ دل میں اسلام کا درد رکھتا تھا، اور اپنی مسلمان قوم کو عزت و اقبال پر پہنچانے کا متمنی تھا، اس لئے ہندوستان کی باتیں سن کر دل میں کہا کرتا تھا کہ جب خداوند تعالیٰ اس کو حکومت عطا فرمائے گا، تو وہ ہندوستان میں اسلام پھیلانے اور مسلمانوں کو وہاں آباد کرنے کے لئے پوری کوشش سے جہاد کرے گا اور کفر و شرک کی طاقت کو گھٹا کر اسلام کو قوت بخشے گا۔

مختصر یہ کہ ابتدائی فتنہ و فساد کو فرو کرنے کے بعد سلطان محمود غزنوی نے خراسان کی حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور نہایت خوبی سے حکومت کا انتظام کیا، جن لوگوں نے محمود کی تخت نشینی ۲۷ سال کی عمر میں بتائی ہے، اس سے مراد غالباً خراسان کی تخت نشینی ہے جو ۲۶ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

خراسان کی حکومت کا مرکز و مقام اس زمانہ میں نیشاپور تھا اور سلطان محمود وہیں قیام فرماتے تھے، غزنی کا علاقہ چونکہ وسیع تھا اس لئے امیر سبکتگین نے اس خیال سے کہ محمود ایک حکومت پر قابض ہے، اپنے چھوٹے بیٹے اسمٰعیل کو اپنا ولی عہد بنا دیا مگر امیر سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود غزنوی نے بھائی میں حکومت کی صلاحیت نہ پاکر غزنی پر قبضہ کر لیا اور امیر اسمٰعیل کو نظربند کر دیا۔

(بقیہ کالم ایک) بسا کاہلیکہ کہ محو کوشش بنا کرو۔ کہ از ربیعہ فاتو بر خاکر نہ بینو زائ ہمہ یک خشت بر جانے بجائے عنصری اعتراف کیا ہے ۱۲ مولف

عہ۔ عام مورخین نے سبکتگین کے دو بیٹے محمود اور اسمٰعیل بتائے ہیں، اور بعض خاص مورخین تین بیٹے بتاتے ہیں تیسرے بیٹے کا نام نصر تھا جس کو محمود نے اپنے عہد حکومت میں نیشاپور کی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ خراسان کی اصلاحات سے بھی جس کا ... ہو سکا ... تاریخ ... [illegible]

حقائق الملوک ... امیر سبکتگین نے امیر محمود کو جو نصیحت کی تھی اس کو ہم نے نظامی عروضی سمرقندی کا ... [illegible]

# دوسرا باب
## حکومت اور فتوحات

غزنوی حکومت پانچویں عباسی خلیفہ القادر باللہ کے عہد حکومت ۳۶۶ھ میں قائم ہوئی۔ پہلا بادشاہ امیر سبکتگین تھا جس نے ۳۶۶ھ سے ۳۸۷ھ تک اکیس سال حکومت کی۔ دوسرا بادشاہ اسمٰعیل بن سبکتگین ہوا جس نے صرف ایک سال حکومت کی۔ تیسرا بادشاہ سلطان محمودؒ ہوا، جس نے ۳۸۸ھ سے ۴۲۱ھ تک ۳۳ سال حکومت کی۔

سلطان محمود غزنوی رح نے اپنے ۳۳ سالہ عہد حکومت کا زیادہ حصہ فتوحات میں صرف کیا۔ کوئی ایسا سال اس کے عہد حکومت کا نہیں گذرا جس میں اس نے باغیان خلافت کی سرکوبی نہ کی ہو، یا غیر مسلم اقوام پر جہاد نہ کیا ہو۔

سلطان محمود غزنویؒ نے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سب سے پہلے حکومت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کیلئے ان ممالک اور علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرنے کی کوشش کی جو سلطنت کے اقتدار کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

### ۱۔ حکومت

سب سے پہلی چیز جو حکومت غزنی کے لئے ضروری تھی، خراسان اور اس کے ماتحت علاقے تھے، سامانی حکومت نے اگرچہ سلطان محمود غزنوی کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا تھا لیکن وہ اس وقت تک سامانی حکومت ہی کے ماتحت تھا، اور سامانی حکومت کی کمزوری سے ہر وقت یہ خوف لگا رہتا تھا کہ کہیں سامانی حکومت کے فوجی افسر باغی ہو کر اس پر قبضہ نہ کر لیں۔ سلطان محمود رح نے سامانی حکومت کے آخری تاجدار عبد الملک بن نوح کی وفات کے بعد فوراً خراسان پر قبضہ کر لیا۔ اور خراسان کا سارا علاقہ غزنی کی سلطنت میں شامل ہو گیا۔عہ

سلطان محمود غزنویؒ ایک عدل پرور اور رعایا نواز بادشاہ تھا۔ اور کمال دولت سے ہمدردی رکھتا تھا۔ ملک کی ترقی اور رعایا کی خوش حالی اس کے پیش نظر تھی۔ علما و فضلا کا قدر دان تھا۔ اطراف و جوانب سے سیکڑوں اہل علم و فضل آ آ کر اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے اور ان کی قدردانی کی جاتی تھی۔ مختصر یہ کہ چند سال کے اندر سلطان محمود غزنوی رح کے عدل و انصاف اور رعایا پروری کا تمام ممالک میں شہرہ ہو گیا، اور اطراف و جوانب کے لوگ اس کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرنے کے لئے اس کے مقبوضات میں سکونت اختیار کرنے لگے۔

سلطان محمود رح کو جو علاقہ سامانی حکومت سے ملا تھا وہ دریائے جیحون تک تھا، دوسری جانب یعنی ماوراء النہر کے علاقہ پر اس وقت ایلک خاں ترک قابض تھا۔ یہ علاقہ بھی سامانی حکومت کے ماتحت تھا، لیکن اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ایلک خاں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود رح نے ایلک خاں کو چھیڑنا پسند نہیں کیا۔ بلکہ اس سے محبت و دوستی کے تعلقات مستحکم کئے۔ خراسان پر محمود رح کے قبضہ کے بعد ایلک خاں نے چونکہ محمود کی خدمت میں تہنیت نامہ بھیجا تھا، اس لئے محمود اس کے اس فعل سے بہت خوش ہوا اور اہل حدیث کے مشہور امام ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو جو محمود کے دربار میں شامل تھا، گراں قدر تحائف دے کر اس کے پاس بھیجا۔

مولف تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ سلطان محمود غزنویؒ نے جو تحائف ایلک خاں کے پاس روانہ کئے تھے، یاقوت کے قیمتی ٹکڑے بہت سے لعل، موتیوں کی مالائیں، مرجان کے کنٹھے۔ عنبر کی ٹکیاں۔ سونے چاندی کے بہت سے برتن جن میں کافور اور ہندوستان کی قیمتی اشیا بھری ہوئی تھیں۔ عود کے درخت، آبدار تلواریں، کوہ پیکر جنگی ہاتھی۔ قیمتی کپڑے اور مرصع طوق تھے۔ ان کے علاوہ بہترین نسل کے گھوڑے ساز و سامان سے آراستہ بھی تھے۔

یہ تحائف ایلک خاں اور اس کی حکومت کے امراء نے دیکھے تو حیران رہ گئے، اس زمانہ میں چونکہ ترکستان کے بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، اس لئے ان مسلمانوں اور ایلک خاں اور ۱۵
اس کے امراء نے سلطان محمود غزنوی کے قاصد سہل بن سلیمان کی غیر معمولی خاطر و مدارات کی اور ان کو اپنے ملک میں ٹھہرا کر تحائف کے بدلے تحائف فراہم کرنے میں مشغول ہوئے۔

چند روز بعد ایلک خاں نے علاقہ ماوراء النہر کے قیمتی تحفے خالص سونا چاندی، ختن کی خوب صورت کنیزیں، چین کی خوب صورت لونڈیاں۔ قاقم، سنجاب، سمور اور بہت سے تبرکات فراہم کر کے سہل بن سلیمان کے ہاتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے اور تحائف کے اس تبادلے نے دونوں کے درمیان محبت و دوستی کی گرہ کو مضبوط کر دیا۔ یہاں تک کہ ایلک خاں نے سلطان محمود کو اپنا داماد بنا لیا اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دی۔

ایلک خاں اور محمود غزنوی کے درمیان تعلقات یگانگت عرصہ دراز تک قائم رہے، پھر رخنہ اندازوں کی غیر محمود ساعی سے یہ رشتہ ٹوٹ گیا اور محبت کے بجائے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی۔ انہیں ایام میں کہ سلطان محمود ملتان کی مہم میں مصروف تھا کہ حاکم ہرات نے محمود کو اطلاع دی کہ ایلک خاں لشکر لے کر خراسان کی طرف آ رہا ہے اور خراسان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ خبر اطلاع پا کر فوراً سلطان محمود واپس آیا اور ایلک خاں کے فتنہ کو فرو...

---

عہ خراسان پر قبضہ کی پوری تفصیل فتوحات کے عنوان میں لکھی جائیگی ۱۲ مؤلف

عہ ایلک خاں سے جنگ کے واقعات کو تفصیل سے فتوحات میں بیان کیا جائیگا۔

صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ جس سال سلطان محمود غزنوی غزنی کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں، اس سال کندن کی ایک کان سیستان میں برآمد ہوئی۔ اس کان کو جتنا کھودا جاتا تھا خالص سونا نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں اس کان کا دور کئی گز کا ہو گیا تھا۔ یہ کان سلطان مسعود (محمود غزنوی کے پوتے) کے عہد تک باقی رہی، اور پھر زلزلہ سے ایسی غائب ہوئی کہ نشان تک نہ ملا۔

سلطان محمود غزنوی رحمہ نے ہندوستان کی فتوحات کے بعد غزنی میں مساجد، مدارس اور شاہی عمارات کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا، اور چند روز میں غزنی کو ایک قابل دید شہر بنا دیا۔ ان عمارات کا تذکرہ ہم آثار کے عنوان میں تفصیل سے لکھیں گے۔

مختصر یہ کہ محمود غزنوی رحمہ اگرچہ ساری عمر فتوحات میں مشغول رہا اور دارالسلطنت میں رہ کر اس کو بہت کم حکومت کرنے کا اتفاق ہوا لیکن اس کے وزراء اور ارکان دولت اس قدر دانشمند اور سلطان کے وفادار اور ہوا خواہ تھے کہ انہوں نے ایک لمحہ کے لئے کوئی ایسا ارادہ نہیں کیا جو سلطان کے مقاصد و اغراض کے خلاف ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ سلطنت غزنی اپنے تاجدار کی عدم موجودگی میں بھی ہر قسم کے امن و سکون کا خیال رکھتی تھی، اور رعایا کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دیتی تھی، اور مقبوضات کے اندر کامل امن و سکون رہتا تھا۔

## ۲- ایرانی فتوحات ۱۹

سلطان محمود غزنوی رح کی فتوحات کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک وہ فتوحات جو اس نے عباسی خلافت کے مقبوضات میں امن و سکون قائم کرنے اور سرکش و متمرد اشخاص کو جو رعایا کو پریشان کرتے رہتے تھے سبق آموز سزا دینے کے لئے کی تھیں، اور دوسری وہ فتوحات جو اس نے خالصتاً لوجہ اللہ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں کی تھیں اور جن کو صحیح معنی میں جہاد فی سبیل اللہ کہا جا سکتا ہے۔

اس عنوان میں ہم ایرانی فتوحات کا ذکر کرتے ہیں، جو ابتداً محض عباسی خلافت کے مقبوضات میں امن و سکون قائم رکھنے کیلئے اختیار کی گئی تھیں لیکن پھر یہ مقصد حاصل نہ ہونے پر دوسری صورت میں تبدیل ہو گئی تھیں یعنی سلطان محمود غزنوی رح نے مفتوحہ علاقوں کو غزنی کی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اور وہاں کا انتظام قطعی طور پر اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

**خراسان کی جنگ** اس جنگ کے ابتدائی واقعات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں تفصیل یہ ہے کہ ۳۸۸ھ میں جب سلطان محمود غزنوی رح نے اپنے والد کی سلطنت غزنی پر قبضہ کر لیا اور حکومت کا صدر مقام بلخ کو قرار دیا تو خراسان کی امیر الامرائی کا منصب سامانی تاجدار نے بکتوزون کے حوالہ کر دیا۔ سلطان محمود رح کو سامانی تاجدار کا یہ فعل ناگوار ہوا اور اس نے سامانی بادشاہ منصور بن نوح کو عرضداشت بھیج کر اس کی شکایت کی۔ اس عرضداشت کے جواب میں منصور بن نوح نے لکھا کہ "میں نے بلخ، ترمذ اور ہرات کی امارت تم کو عنایت کی۔ رہا خراسان کا معاملہ اس کی نسبت یہ فرمان ہے کہ بکتوزون چونکہ سامانی دولت کا قدیم نمک خوار ہے، اس لئے بلا وجہ اس کا خراسان کی امارت سے معزول کرنا مناسب نہیں ہے"۔

سلطان محمود رح نے سامانی تاجدار کا یہ پیام پاکر ابوالحسن جموی کے ہاتھ گراں قدر تحائف و ہدایا منصور بن نوح کی خدمت میں روانہ کئے اور ابوالحسن کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ

"مجھ کو یہ توقع ہے کہ قدیم سے یکدلی و اخلاص کے جو تعلقات ہمارے اور سامانی حکومت کے درمیان چلے آتے ہیں، جناب امیر ان کو بے اتفاقی کے خار و خاشاک سے مکدر نہ ہونے دیں گے، تاکہ تعلقات کا رشتہ منقطع ہونے کے بجائے مضبوط رہے۔ جناب امیر کا فرض ہے کہ میرے اور میرے والد ماجد کے جو حقوق خاندان سامان کے ذمہ ہیں، ان کو یک سخت ضائع نہ فرمائیں اور رشتہ الفت کو شکستگی سے بچائیں تاکہ متابعت و مطاوعت کی بنیاد انہدام سے محفوظ رہے"۔

منصور بن نوح سامانی تاجدار نے یہ پیام پاکر اس کے بجائے کہ آشتی سے کام لیتا ایک عجیب سیاسی تدبیر سے جو اس کے خیال میں مفید مطلب ہو سکتی تھی، لیکن حقیقت میں انتہا درجہ کی مضر اور خطرناک تھی کام لیا یعنی سلطان محمود رح کے پیام بر کو اس نے منصب وزارت کا لالچ دیا۔ اور روک لیا، اور محمود غزنوی رح کو کوئی جواب نہیں دیا۔

انہیں ایام میں سلطان محمود غزنوی رح کو کسی ضرورت سے نیشاپور کا سفر درپیش ہوا وہ ادھر متوجہ ہوا، اور ادھر خراسان کا امیر الامرا بکتوزون خائف ہو کر خراسان سے بھاگ گیا اور فوراً منصور بن نوح کے پاس یہ اطلاع بھیج دی کہ محمود غزنوی رح کسی خاص ارادہ سے خراسان کی طرف آرہا ہے۔ منصور بن نوح چونکہ نوجوان تھا، جوانی کے نشہ اور غرور سے غضب ناک ہو گیا، اور فوراً سپاہ کو تیار کر کے خراسان کی طرف روانہ ہو گیا۔

سلطان محمود غزنوی رح حقیقت میں نیشاپور اس ارادہ سے نہ گیا تھا کہ خراسان پر قبضہ کرے بلکہ اور کسی سیاسی مقصد سے گیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ منصور بن نوح سرخس کے مقام پہنچ گیا ہے اور جنگ کا ارادہ رکھتا ہے تو محض اس خیال سے کہ دنیا یہ نہ کہے کہ محمود غزنوی نے اپنے باپ کے آقا خاندان سے سرکشی اختیار کی ہے۔ منصور بن نوح سے صلح کر لی اور نیشاپور کا علاقہ منصور بن نوح کے حوالہ کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ محمود غزنوی کافی طاقتور تھا اور منصور بن نوح کی فوج کو لمحوں میں شکست دے سکتا تھا لیکن قدیم حقوق کی بنا پر اس نے جنگ نہ کی تھی اور صرف صلح کر لی تھی لیکن یہ صلح منصور بن نوح کو راس نہ آئی اور جس شخص کی بدولت اس نے محمود غزنوی کا

حلہ مول لیا تھا یعنی بکتوزن خود آسی نے منصور بن نوح کو بخارے واپس جاتے ہوئے سامانی حکومت کے نمک حرام و باغی افسر فائق کی سازش سے قتل کر ڈالا۔ مورخین کا بیان ہے کہ بکتوزن نے منصور بن نوح کو گرفتار کرکے اول اس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی، اور پھر قتل کرا دیا۔ اور پھر منصور بن نوح کے خورد سال بیٹے عبد الملک کو بخارے کے تخت پر بٹھایا۔

بکتوزن ان خطرناک اقدامات کے بعد سلطان محمود غزنوی کے خوف سے مرو کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان محمود غزنوی کو ان امور کی اطلاع ہوئی تو وہ لشکر لے کر بکتوزن اور فائق کے تعاقب میں مرو کی طرف روانہ ہوا، جہاں انہوں نے مقابلہ کے لئے سپاہ جمع کر رکھی تھی، محمود غزنوی نے مرو پہنچ کر ان کے لشکر کو شکست دی۔ فائق تو عبد الملک بن نوح کو لے کر بخارے چلا گیا۔ اور بکتوزن اول نیشاپور گیا اور پھر وہاں سے بخارے پہنچ کر مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں۔

سپاہ کی فراہمی کا کام بخارے میں تیزی سے جاری تھا کہ فرشتہ موت نے فائق کی گردن کو آ دبایا اور اس کے مرتے ہی ایلک خان نے کاشغر سے بخارے کی طرف کوچ کیا، اور عبد الملک بن نوح اور اس کے توابع کو موت کے گھاٹ اتار کر سامانی خاندان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تمام واقعات ۳۸۸ھ و ۳۸۹ھ کے ہیں۔

سامانی حکومت کے خاتمہ کے بعد سلطان محمود غزنوی رح نے خراسان کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا، اور غزنی کی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ انہیں ایام میں جبکہ محمود رح کے اقبال کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی، اور چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس سے خوفزدہ تھیں۔ عباسی خلیفہ القادر باللہ نے خلافت کی حسن خدمات کے صلہ میں محمود غزنوی رح کو اتنا بیش قیمت خلعت بھیجا کہ اس سے پہلے اتنا قیمتی خلعت کسی کو نہ دیا گیا تھا۔ اور سلطان ممدوح کو امین الملۃ یمین الدولہ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ اور ساتھ ہی خراسان کی امارت کا فرمان سلطان محمود کے نام لکھ دیا۔

۳۹۳ھ میں عباسی خلافت سے خلعت و خطاب پا کر سلطان محمود غزنوی رح نے ہرات اور سیستان پر قبضہ کیا۔ اور سیستان کے حاکم خلف بن احمد کو اپنا باجگذار بنا لیا۔

## ایلک خاں سے جنگ

ایلک خاں سے سلطان محمود غزنوی نے جو مراسم یگانگت و یکجہتی قائم کئے تھے، وہ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہے بلکہ ان کا سلسلہ دراندازوں کی سازش اور خود غرض اشخاص کی طمع کے سبب ۳۹۵ھ میں ختم ہو گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ سلطان محمود ملتان کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھے کہ غزنی سے ارسلان بن جاذب حاکم ہرات نے سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں پیام بھیج کر یہ اطلاع دی کہ ایلک خاں کے لشکر غزنی مقبوضات کی طرف آ رہے ہیں اور رعایا کو پریشان کر رہے ہیں۔

یہ پیام پا کر سلطان محمود غزنوی رح نے انندپال حاکم پنجاب کی بغاوت کے استیصال کے کام کو سکھ پال کے حوالے کیا، اور خود بعجلت تمام ہندوستان سے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔

ایلک خاں نے دراندازوں، سخن چینوں اور چغل خوروں کی باتوں سے متاثر ہو کر غزنی حکومت کے مشہور صوبہ خراسان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور محمود کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس نے اپنے دو فوجی سرداروں سیاوش تگین اور جعفر تگین کو بے شمار فوج دے کر خراسان اور بلخ کی طرف روانہ کیا تھا۔

سلطان محمود غزنوی رح کی عدم موجودگی میں ایلک خاں کے لشکروں کو خراسان کی طرف آتا دیکھ کر حاکم ہرات ارسلان بن جاذب لشکر لے کر دار السلطنت کی حفاظت کے لئے ہرات سے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر غزنی کے اہلکاران دولت اور درباریوں نے صلح و آشتی کا مظاہرہ کر کے ایلک خاں کے لشکروں کو آگے بڑھنے سے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ سلطان محمود غزنوی منزلیں طے کرتے ہوئے ہندوستان سے غزنی پہنچ گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ سلطان محمود غزنوی رح نے غزنی پہنچ کر جلد سے جلد لشکر جرار فراہم کیا اور بلخ کے اطراف میں بڑھا۔ ایلک خاں نے سلطان محمود غزنوی کی تیاریوں کو دیکھ کر قدر خاں شاہ چین سے مدد طلب کی، جس نے پانچ ہزار فوج مدد کے طور پر روانہ کی اور خود بھی جنگ میں شرکت کی۔

ایلک خاں اور محمود غزنوی کے درمیان بلخ سے چار میل کے فاصلہ پر سخت جنگ ہوئی۔ سلطان ممدوح نے ایلک خاں کی فوج کے مقابل پہنچ کر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ قلب لشکر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصر کو جو جرجان کا حاکم تھا سپرد کیا اور دو فوجی سردار اس کی مدد پر مقرر کئے۔ میمنہ پر التونتاش اور میسرہ پر ارسلان بن جاذب کو مقرر کیا۔ لشکر کے سامنے پانچ سو کوہ پیکر ہاتھی کھڑے کئے۔

دونوں جانب لشکروں کی ترتیب ہو چکی تو جنگ شروع ہو گئی اور دونوں فریق کی فوجیں ایک دوسرے سے اس طرح مل گئیں، جس طرح پارے کے دو دریا آپس میں ٹکرا جاتے ہیں۔ دیر تک جنگ جاری رہی۔ ترکوں کا ترکوں سے مقابلہ تھا برابر کی ٹکر تھی۔

جب جنگ نے طوالت اختیار کی اور ایلک خاں کا پلہ بھاری نظر آیا تو سلطان محمود غزنوی نے سر نیاز درگاہ عبودیت میں جھکا دیا اور عجز و الحاح سے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ پھر فضل الٰہی پر اعتماد کر کے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر غراں کی طرح خاص فوج کو لے کر ایلک خاں کے قلب پر حملہ کیا۔ سلطان محمود کے ہاتھی نے اول ایلک خاں کے علم دار کو سونڈ میں لپیٹ کر دور پھینک دیا۔ اور اس کے بعد ایلک خاں کی فوج کی طرف جھکا اور ریلہ دے کر دور تک سپاہیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ اس ریلے میں ایلک خاں کا قلب لشکر ٹوٹ گیا اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔

ادھر یہ ہو رہا تھا اُدھر سلطان ممدوح کے فوجی افسروں نے جب یہ دیکھا کہ سلطان کے ہاتھی نے ایلک خاں کے قلب کو توڑ دیا ہے، تو وہ اپنی ماتحت فوج کو لے کر آگے بڑھے، اور پورے جوش سے حملہ شروع کر دیا: یہاں تک کہ ریلا دے کر ایلک خاں کی فوج کو انہوں نے دور تک پیچھے ہٹا دیا۔ اور ترکی سپاہیوں کو خاک مذلت پر لٹا دیا۔

ایلک خاں اور قدرخاں[ع] نے جب دیکھا کہ ان کے لشکر کو شکست ہوا چاہتی ہے، تو وہ حیلہ کر کے معرکۂ جنگ سے باہر آئے اور دریائے جیحون کو عبور کر کے اپنے ملک میں داخل ہو گئے، اور یہی حشر ان کی سپاہ کا ہوا یعنی جو لوگ سلطان محمودؒ کی سپاہ کے ہاتھوں سے بچے تھے، جدھر ان کا منہ اٹھا، اُدھر بھاگ کھڑے ہوئے اور مشکل سے اپنے ملک تک پہنچے۔

ایلک خاں کی فوج کو شکست دے کر سلطان محمود غزنویؒ نے تعاقب کا ارادہ کیا۔ سرما کا موسم تھا اور اس علاقہ میں سخت سردی پڑ رہی تھی، فوجی افسروں نے ترکِ تعاقب کا مشورہ دیا، لیکن سلطان نے اس مشورہ کو قبول نہ کیا، اور فوج کو لے کر تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ دو دن برابر تعاقب جاری رہا۔ تیسری رات کو لشکر ایسے میدان میں پہنچا جہاں سخت سردی تھی، اور برف گر رہی تھی۔ اہلکارانِ دولت نے سلطان کے لئے بارگاہ نصب کی اور بہت سی انگیٹھیاں روشن کر دیں۔ جب بارگاہ خوب گرم ہو گئی تو حاضرینِ دربار نے گرم کپڑوں کو اتارنا چاہا یکایک دلچک نامی ایک شخص جو طبیعت میں ظرافت رکھتا تھا سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے ظرافت کے طور پر اس سے کہا "دلچک باہر جا اور میری جانب سے سردی سے یہ کہہ دے کہ تو نے موسم کو سرد بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے، لیکن تیرا زور ہم پر نہیں چلتا، ہم تو اس قدر گرم ہیں کہ سردی کے لباس میں ملبوس ہونے کی خواہش رکھتے ہیں"۔ دلچک حکم شاہی کے مطابق باہر گیا، اور تھوڑی دیر میں واپس آ کر زمین ادب کو بوسہ دیا، اور عرض کی کہ "غلام نے حضور کا پیام سردی کو پہنچا دیا، وہ کہتی ہے کہ اگرچہ اس وقت میرا ہاتھ سلطان اور مقربانِ درگاہ کے دامن تک نہیں پہنچتا ہے لیکن سپاہیوں اور شاگرد پیشہ اشخاص کی آج رات میں ایسی خدمت کروں گی کہ کل خلل سبحانی ان سے اپنے گھوڑوں کی خدمت لینے کے بجائے خود خدمت کریں گے۔ میری اس عرض سے امید ہے کہ خاطر شریف میں غبار پیدا نہ ہوگا"۔

سلطان محمود غزنویؒ نے دلچک کی بات سن کر خوش طبعی سے اگرچہ اس وقت کچھ نہ کہا۔ لیکن دل میں اپنی جرأت پر بہت پشیمان

ع بعض مورخین نے بتایا ہے کہ قدرخاں پچاس ہزار فوج لے کر آیا تھا، جس کا زیادہ حصہ اس جنگ میں ضائع ہو گیا تھا ۱۲ مولف

ہوا اور صبح کو سب سے پہلے واپسی کا حکم جاری کر دیا۔

**غور پر قبضہ**

غور ایک پہاڑی علاقہ تھا جو ہرات اور غزنی کے درمیان واقع تھا، غوری حکومت اسی علاقہ میں بنی، اور چونکہ اس علاقہ میں اس وقت کوئی بڑا شہر نہ تھا، اس لئے حکومت کا صدر مقام فیروز کوہ کو بنایا گیا۔

حکومت کا بانی محمد بن سوری تھا۔ سلطان محمود غزنوی جہات فوجی و ملکی میں مشغول تھے کہ ۴۰۱ھ میں محمد بن سوری نے غزنی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے اس کی سرکوبی تمام امور پر مقدم خیال کی اس لئے کہ غور غزنی کی سلطنت سے قریب تھا، اور اس کے طاقتور ہو جانے سے غزنی کو خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔

سلطان محمودؒ غزنی سے لشکر لے کر غور کی طرف روانہ ہوئے محمد بن سوری دس ہزار سپاہ میدان میں لایا اور طلوع آفتاب سے دوپہر تک خوب لڑا۔ محمود غزنوی نے غوریوں کی جانبازیوں کو دیکھا تو ایک نئی جنگی تدبیر اختیار کی یعنی اپنے لشکر کو لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا لایا اور ایک کشادہ میدان میں پہنچ کر یکبارگی حملہ کا حکم دیدیا۔ جانباز غزنی پلٹ پڑے اور اس قدر سخت حملہ کیا کہ غوری سپاہ کے قدم اکھڑ گئے، اور وہ غور کی جانب بھاگ کھڑی ہوئی۔

محمد بن سوری کو غزنی سپاہ نے میدان کارزار میں گرفتار کر لیا تھا۔ جب غوری لشکر بھاگ گیا تو فوجی افسروں نے محمد بن سوری کو سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں پیش کیا۔ محمد بن سوری کو اپنی سپاہ کی شکست کا اتنا صدمہ ہوا تھا کہ اس نے محمود کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی انگشتری کا نگینہ کھا لیا اور سلطان کی مجلس میں پہنچ کر مر گیا۔

محمد بن سوری کی وفات کے بعد سلطان محمودؒ نے غور کے علاقہ پر قبضہ کر کے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ مصنف تاریخ فرشتہ نے تاریخ یمینی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس وقت تک غور کے باشندوں اور سرداروں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن دوسری تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غور میں اس وقت مسلمان آباد تھے، جن میں سے بعض شیعیت کی طرف مائل تھے، اور بعض نے قرامطہ کی تحریک کو قبول کر لیا تھا۔

**گرجستان پر قبضہ**

گرجستان سلطان محمود غزنوی کے عہد میں ایک چھوٹا سا علاقہ تھا، جو غور کے قریب واقع تھا۔ وہاں کے حاکموں کا لقب شار تھا۔ ابتدا میں یہاں کا حاکم شار ابو نصر تھا، جب اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو اس نے اپنے بیٹے ابو محمد کو اپنی جگہ مقرر کر دیا۔ اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

غور کی بغاوت سے متاثر ہو کر ابو محمد نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان محمود غزنویؒ نے ان کی سرکوبی پر التونتاش

اور ارسلان ابن جاذب کو مقرر کیا۔ یہ دونوں فوج لے کر گرجستان کی طرف بڑھے اور گرجستان کے علاقہ میں داخل ہو گئے۔ ابو محمد نے غزنی کے آراستہ لشکر کو دیکھا تو مقابلہ بے سود سمجھا اور قلعہ میں بیٹھ رہا۔ ابو نصر فوج کے سپہ سالار کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت قبول کر لی۔ سپہ سالار نے اس کو محمودؒ کے پاس بھیج دیا اور محمود نے اس کو ہرات کی طرف روانہ کر دیا۔

چند روز کے محاصرہ کے بعد ابو محمد نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ سپہ سالار نے اس کو گرفتار کر لیا اور سلطان محمود کے پاس بھیج دیا اور گرجستان کا علاقہ غزنی میں شامل کر لیا۔

## اطراف خراسان پر قبضہ

اسی سال سلطان محمود نے عباسی خلیفہ القادر باللہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیج کر یہ استدعا کی کہ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے چونکہ اطراف خراسان پر قبضہ ضروری ہے، اس لئے التماس یہ ہے کہ اطراف خراسان غزنی کی حکومت میں شامل کر دیئے جائیں، خلیفہ القادر باللہ نے سلطان محمود کی اس خواہش کو قبول فرما لیا اور اطراف خراسان کی امارت کا فرمان سلطان محمودؒ کے نام لکھ کر بھیج دیا۔[عہ]

## خوارزم کے علاقہ پر قبضہ

خوارزم اس زمانہ میں غالباً دولت سامانیہ کے ماتحت تھا۔ اور وہاں سلطان محمود غزنوی کا بھانجا ابو العباس مامون حکومت کرتا تھا۔ ابو العباس کا فوجی سپہ سالار نیالتگین ایک ترک تھا۔ اس زمانہ میں ترک فوجی افسروں اور سرداروں میں حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا عام جذبہ تھا اور جگہ جگہ وہ اپنی طاقتوں سے اپنا اثر و اقتدار قائم کر رہے تھے۔ ترکوں کی ایک جماعت نے نیالتگین کو یہی مشورہ دیا اور اس نے ان سازشیوں کے اثر میں آکر ابو العباس کو سنہ ۴۰۷ھ میں قتل کر ڈالا۔[عہ]

سلطان محمود غزنویؒ کو اس حادثہ کی اطلاع ملی تو وہ سنہ ۴۰۷ھ میں کافی فوج لیکر غزنی سے بلخ پہنچا اور بلخ سے خوارزم کی طرف بڑھا۔ خوارزم کے سرحدی مقام خضر بند میں پہنچ کر سلطان محمودؒ نے محمد طائی کو لشکر کے مقدمہ کا افسر بنا کر آگے روانہ کیا اور خود خضر بند میں رہا۔

محمد طائی مقدمۃ الجیش کے ساتھ خوارزم کی حدود میں داخل ہوا اور ایک منزل طے کر کے قیام کیا۔ صبح کے وقت مقدمۃ الجیش کے لوگ فجر کی نماز جماعت سے ادا کر رہے تھے کہ نیالتگین کے ماتحت فوجی افسر خمارتاش نے کمین گاہ سے ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگے اور سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ سلطان محمود یہ واقعہ سنکر غضبناک ہو گیا اور اپنے غلاموں کی خاص فوج کو حکم دیا کہ خوارزم پر حملہ کر کے خمارتاش کو گرفتار کر لائے۔

غلامان خاص کی جرار فوج خوارزم میں داخل ہوئی اور خمارتاش کی فوج کو گھیر لیا اور معمولی مقابلہ کے بعد خوارزم کے سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر خمارتاش کو گرفتار کر لیا اور سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں لے آئے۔

اس کے بعد سلطان محمود غزنوی ہزار اسب کے مقام پر
9 پہنچے، خوارزم کی سپاہ مقابلہ پر آئی اور سخت معرکہ فریقین کے درمیان وقوع میں آیا، خوارزم کی سپاہ کو شکست ہوئی اور غزنی کے لشکر نے آگے بڑھ کر خوارزم پر قبضہ کر لیا، اور وہاں کے بہت سے آدمیوں کو جن کا تعلق ابو العباس کے قتل سے تھا گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔

جب تمام امور سے فراغت ہو گئی تو سلطان محمود غزنوی نے اپنے فوجی افسر التونتاش کو خوارزم شاہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور خوارزم کی ولایت جاگیر میں عنایت کی،[عہ] اور پھر بلخ واپس آکر بڑے بیٹے امیر مسعود کو ہرات کا صوبہ عنایت کیا، اور چھوٹے بیٹے امیر محمد کو ولایت گورگان مرحمت فرمائی۔

## ماوراء النہر کے ظالموں کی سرکوبی

سنہ ۴۱۵ھ میں سلطان محمود غزنویؒ ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر دار السلطنت بلخ میں پہنچے ہی تھے کہ ماوراء النہر کے باشندوں کی ایک درخواست پیش ہوئی، جس میں لکھا تھا کہ علی تگین اور اس کے ساتھی ہم لوگوں پر بہت ظلم و ستم کر رہے ہیں، اس کا کچھ انتظام فرمایئے۔

یہ درخواست پاکر سلطان محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دیدیا اور چند روز بعد فوج کو ساتھ لے کر بلخ سے روانہ ہوا اور دریائے

---

عہ تاریخ فرشتہ میں ایک عجیب روایت نظر سے گذری ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمود نے عباسی خلیفہ سے سمرقند طلب کیا تھا اور خلیفہ کو فوج کشی کی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ نے اس کے جواب میں ال م۔ ال م لکھ کر بھیج دیا تھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ خلافت پر حملہ کرنے والے کا حشر اصحاب فیل جیسا ہوگا۔ یہ روایت ہمارے نزدیک بے اصل ہے، اول تو اس لئے کہ محمود نے کبھی عباسی خلافت کی مخالفت نہیں کی، بلکہ ہمیشہ خلافت کو مدد دیتا رہا۔ دوسرے اس لئے کہ خلیفہ اس زمانہ میں خود آل بویہ کے ماتحت زندگی بسر کر رہا تھا۔ ۱۲ مولف

عہ تاریخ فرشتہ کے مصنف نے ابو العباس مامون کو سلطان محمودؒ کا بہنوئی بتایا ہے یعنی یہ کہتا ہے کہ ابو العباس نے محمود غزنوی کی بہن سے شادی کی تھی، دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ ابو العباس محمود کا بھانجا تھا یہی روایت صحیح ہے۔ فرشتہ کے مصنف کو غلط فہمی ہوئی ہے محمود کی بہن کی ابو العباس کے باپ سے ہوئی تھی اور ابو العباس محمود کا بھانجا تھا۔ ۱۲ مولف

عہ بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ سلطان محمود نے التونتاش کو اپنی طرف سے خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا ۱۲ مولف۔

جیحون کو عبور کر کے ماوراء النہر کے علاقہ میں فوج اتری ہی تھی کہ اطراف و جوانب کے حکام اور سردار سلطان کے استقبال کو حاضر ہو گئے اور ہر شخص نے دربار میں حاضر ہو کر اپنی حیثیت کے موافق نذر پیش کی۔

ترکستان کا بادشاہ یوسف قدر بڑی شان سے سلطان کے استقبال کو آیا، اور انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ سلطان سے ملا سلطان اس سے مل کر بہت خوش ہوئے اور ایک نے دوسرے کو قیمتی ہدایا و تحائف پیش کئے۔ کئی روز دونوں بادشاہوں نے جشن کی محفلوں میں اپنا وقت گذارا، اور پھر ایک دوسرے سے رخصت ہوا۔

سلطان محمودؒ نے استقبال اور عقیدت کے مظاہروں سے فارغ ہو کر علی تگین کی تلاش میں فوج کو روانہ کیا۔ علی تگین اگرچہ سلطان کی آمد کی خبر پا کر بھاگ نکلا تھا لیکن سلطانی فوج نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور آخر ایک موقع پر اس کو پکڑ لیا اور سلطان کی خدمت میں لے آئے۔ سلطان محمود نے اس کو ہندوستان کے ایک قلعہ میں بند کر دیا، اور اس کے ساتھیوں کو سخت سزائیں دیں اور بلخ واپس چلا آیا۔

**رے کے صوبہ پر قبضہ** دیلم کے خاندان بویہ کا مختصر تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ اسی خاندان کا ایک فرد فخر الدولہ تھا، اس نے رے کے صوبہ پر حکومت قائم کر لی تھی فخر الدولہ کے بعد اس کا بیٹا مجد الدولہ رے کا حاکم ہوا جو بہت کم سن تھا، اس کے بلوغ تک اس کی ماں سیدہ خاتون ملک پر حکومت کرتی رہی۔ اور ایسی حکومت کی کہ کسی کو ادھر آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

مجد الدولہ نے بالغ ہونے کے بعد ماں کے کاموں میں مداخلت شروع کی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔ کچھ دنوں تک تو اس مخالفت نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، لیکن پھر یہ مخالفت عداوت کی حد تک پہنچ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ عرصہ دراز تک ماں بیٹوں کے درمیان خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہا، اور ماں نے بیٹے کی ناشائستہ حرکات سے عاجز آ کر بدر بن حسنویہ حاکم خوزستان کی مدد سے بیٹے کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

انہیں ایام میں سلطان محمود غزنوی رح نے سیدہ خاتون کے پاس یہ پیام بھیجا کہ تم اپنے ماتحت ملک میں میرے نام کا خطبہ پڑھواؤ (یعنی [illegible] کو غزنی حکومت کے ماتحت دیدو) اور یہ بات منظور نہ ہو تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سیدہ خاتون نے محمود غزنوی کے اس پیام کے جواب میں لکھا کہ

"مجھ کو سلطان کے اس مطالبہ کا اپنے شوہر کی زندگی میں بھی اندیشہ تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر ایسا مطالبہ کیا گیا تو سخت مشکل کا سامنا ہو گا، لیکن شوہر کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا اور ان کے مرنے کے بعد یہ اندیشہ میرے دل سے نکل گیا۔ اس لئے کہ اگر اب سلطان نے مجھ پر فوج کشی کی اور فتح یاب ہوا تو اس سے سلطان کی ناموری میں اضافہ نہ ہو گا، کیونکہ اس نے ایک بیوہ عورت پر فتح حاصل کی، اور اگر میں غالب آگئی تو سلطان کی بہت بدنامی ہو گی کہ ایک عورت سے ہار گیا۔ اس صورت میں مجھ پر فوج کشی سے سلطان کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔"

سیدہ خاتون کے اس معقول جواب نے سلطان محمود کو خاموش کر دیا، اور اس نے سیدہ خاتون کی زندگی میں اس کے ملک کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔

سیدہ خاتون کے مرنے کے بعد سنہ ۳۱۸ھ میں سلطان محمودؒ نے رے پر فوج کشی کی اور مجد الدولہ اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔

اس علاقہ میں مذاہب باطلہ اور قرامطہ کا بڑا زور تھا اور قریب ہی سلجوقی ترک شورش برپا رکھتے تھے، سلطان محمود رح نے سب سے پہلے سلجوقی ترکوں کے ظلم و فساد کو ختم کیا اور پھر مذاہب باطلہ اور قرامطہ کی جانب رجوع کی۔ قرامطہ چونکہ بہت ظالم تھے اور مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتے تھے، خصوصاً زائرین حرمین کو لوٹ لینا اور قتل کر دینا ثواب جانتے تھے۔ اس لئے سلطان محمودؒ نے ایک ایک قرمطی کو تلاش کرایا اور موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس علاقہ کو قرمطیوں کے ظلم و ستم اور سلجوقیوں کی ترک تازی سے بچا لیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ رے پر قبضہ کے بعد سلطان محمود غزنوی نے اپنے بڑے بیٹے امیر مسعود کو ہرات سے واپس بلا لیا۔ اور اصفہان و رے کی حکومت پر مامور کر دیا، اور دانشمند [illegible] کو اس کے ماتحت مقرر کیا۔

## ۳۔ ہندوستان کی فتوحات

ہندوستان پر امیر سبکتگین نے دو حملے کئے تھے۔ آخری حملہ کے بعد پشاور میں اس نے چھاؤنی قائم کر دی تھی، جس میں دس ہزار اور بقول بعض دو ہزار سپاہی رہتے تھے۔ جے پال والی پنجاب نے آخری شکست کے بعد امیر سبکتگین سے زر نقد اور ہاتھیوں کی پیش کش اور خراج کی ادائیگی پر صلح کر لی تھی۔

امیر سبکتگین ہندوستان سے واپس غزنی پہنچ کر خاندان سامان کے فوجی افسروں کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول ہو گئے، اور پھر سنہ ۳۸۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اس لئے پیش کش اور خراج کی وصولی کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ سلطان محمود غزنوی تخت نشین ہوئے تو ان کو بھی چند روز اندرونی جھگڑوں کو فرو کرنے کے سبب ہندوستان کی طرف رخ کرنے کا موقع نہ ملا۔

سنہ ۳۹۰ھ میں سلطان محمود رح کو ہر طرف سے اطمینان ہو گیا تو انہوں نے جے پال والی لاہور سے خراج اور [illegible]

کا مطالبہ کیا اور جے پال نے انکار کر دیا اس لئے سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کا ارادہ کر لیا۔

سلطان محمود غزنوی کو یقیناً جہاد سے خاص شوق تھا اور وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کو بھی اپنا دینی فرض خیال کرتے تھے اس لئے انہوں نے غیر مسلم قوموں سے جہاد کیا، اور خوب کیا لیکن جہاد کے شرائط کی خلاف ورزی نہیں کی، اور غیر مسلم غیر مسلح لوگوں کو فتوحات حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں کوئی اذیت و تکلیف نہیں دی اور نہ ان کے مذاہب میں کوئی دخل دیا۔ غیر مسلم مورخوں نے جو الزامات محمود پر لگائے ہیں بالکل جھوٹے ہیں، اور قومی عصبیت پر مبنی ہیں۔

سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ مدافعانہ حملے کئے تھے، ان میں سے ہر حملہ کسی خاص سبب پر مبنی ہے ہم ہر حملہ کے حالات، اسباب اور نتائج پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

## لاہور کے راجہ جے پال کے حملے کی مدافعت

امیر سبکتگین کی آخری جنگ میں سلطان محمود غزنوی شریک تھے اور فوجوں کی قیادت میں حصہ لیا تھا جے پال سے جو شرائط صلح طے ہوئی تھیں، سلطان ممدوح کی موجودگی میں ہوئی تھیں اس لئے جے پال کا ان شرائط کو پورا نہ کرنا بڑی غداری تھی سلطان محمود نے تخت نشین ہوتے ہی اول جے پال کو ادائیگی خراج کے لئے لکھا، اور اس کے انکار پر فوج کشی کی، جو بالکل حق بجانب تھی۔

مورخین کا بیان ہے کہ شوال ۳۹۱ھ (مطابق ۱۰۰۱ء) میں سلطان محمود غزنوی دس ہزار اور بقول بعض پندرہ ہزار چیدہ فوج لے کر غزنی سے پشاور کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ جے پال کو اس فوج کشی کی خبر ملی تو وہ بھی اپنے صدر مقام ویہند[عہ] سے بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل اور تین سو ہاتھی لے کر پشاور کی طرف بڑھا۔

پشاور کے قریب ۸ شوال ۳۹۱ھ کو دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا، دوپہر تک فریقین کے درمیان سخت جنگ جاری رہی جس میں فریقین کا کافی نقصان ہوا۔ دوپہر کے بعد جے پال کے لشکر میں شکست کے آثار نمودار ہوئے، اور تھوڑی دیر بعد اس کا لشکر صدر مقام کی طرف بھاگنے لگا۔ سلطان محمود نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایک سخت ریلا دے کر جے پال کے لشکر کو بھگا دیا۔

اس جنگ میں راجہ جے پال پھر گرفتار ہوا، اور اس کے بیٹے سے اہل و عیال اور افسران فوج بھی۔ پانچ ہزار ہندو مارے گئے اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ لگا، مورخین کا بیان ہے کہ جو مال فوجی افسروں اور جے پال وغیرہ سے محمود کے فوجی افسروں کو ملا تھا، اس میں سولہ مرصع مالائیں بھی تھیں، جو جے پال اس کے عزیزوں اور فوجی افسروں کے گلوں میں پڑی ہوئی تھیں، اور ان میں سے ہر ایک کی قیمت تقریباً دو لاکھ روپیہ تھی۔

ایک انگریز مورخ جے بی۔ الیس نے اس جنگ کی بابت لکھا ہے کہ "ہندوؤں کی فوج جس میں اسپ سوار ہاتھی اور پیدل شامل تھے جنگ کے شوق میں آگے بڑھے، ادھر سے مسلمان مقابلہ میں آئے۔ دونوں لشکروں نے تیر برسانے شروع کئے اور دیر تک تیر بازی ہوتی رہی۔ پھر تلواریں نکلیں اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی، مسلمان سپاہیوں نے آگے بڑھ کر ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹ ڈالیں اور نیزوں سے ان کی ٹانگیں زخمی کر دیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی گھبرا کر بھاگے اور پیچھے ہٹ کر ہندوؤں ہی کی فوج کو روندنے لگے، جس سے ہندوؤں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

مسلمانوں کے حملے پر جوش ہوتے تھے، جب وہ حملہ کرتے ہندوؤں کو پیچھے ہٹا دیتے، یہاں تک کہ مسلمانوں نے ایک سخت ترین حملہ کیا جس سے ہندوؤں کی فوج تتر بتر ہو کر بھاگ گئی اور مسلمان سپاہیوں نے راجہ جے پال اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ۲۱

مورخین کا بیان ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے چونکہ جے پال کے لشکر کو شکست فاش دی تھی، اس لئے اس نے جے پال کو ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھا اور خراج کی ادائیگی کا وعدہ لے کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ اور خود مناسب تعداد میں پشاور میں فوج چھوڑ کر غزنی کو چلا گیا۔

ہندو قوانین حکومت میں ایک دفعہ اس زمانہ میں یہ بھی تھی کہ جو راجہ دو مرتبہ جنگوں میں گرفتار ہو جائے، پھر وہ حکومت کے قابل نہیں رہتا، اور ہتھیار ڈالنے یا گرفتاری کی ذلت سے بچنے کا کفارہ یہ تھا کہ اس کو آگ سے پاک کیا جائے، چنانچہ راجہ جے پال نے دار السلطنت میں پہنچ کر اول اپنے بیٹے انند پال یا انند پال کو تخت حکومت پر بٹھایا، اور پھر اپنے آپ کو چتا میں جلا دیا۔

متعصب مورخ اگر غور کریں اور انصاف پسند اشخاص اگر سوچیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ محمود غزنوی کی یہ جنگ راجہ جے پال کی بد عہدی کا نتیجہ تھا، جس میں ہزاروں ہندو مسلمان مارے گئے تھے۔ اگر جے پال خراج ادا کرتا رہتا تو جنگ کبھی نہ ہوتی۔

## سلطان محمود غزنوی کی دوسری مدافعت

مورخین نے محمود کی دوسری مدافعت کا مفصل حال نہیں

[عہ] راجہ جے پال کے دار السلطنت کا نام بعض لوگوں نے بھٹنڈا لکھا ہے اور بعض نے ویہند لاہور بھٹنڈا ریاست پٹیالہ کے اس پار ہے اور مقام ویہند قلعہ اٹک سے ۱۵ میل شمال کی جانب ہے صحیح مقام ویہند ہی معلوم

کیا۔ بعض نے بتایا ہے کہ پشاور میں جے پال کو شکست دیکر سلطان محمود غزنوی جے پال کے صدر مقام ویہند کی طرف متوجہ ہوا۔ ویہند اس زمانہ کا مشہور قلعہ تھا۔ محمود کئی روز ویہند کا محاصرہ کئے پڑا رہا۔ آخر ایک روز پوری قوت سے حملہ کیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مال غنیمت کے سوا وہاں سے اور کوئی چیز حاصل نہیں کی، اور لشکر کو لے کر پشاور چلا آیا۔

بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ ویہند کو سلطان محمود نے پہلی ہی جنگ میں فتح کر لیا تھا اور ویہند کی فتح کے بعد ہی راجہ جے پال سے خراج کا وعدہ لے کر اس کو رہا کیا تھا۔

محمود کی دوسری جنگ ویہند کی جنگ نہیں۔ بہیرہ کی جنگ ہے بہیرہ دریائے جہلم کے کنارے پر ایک ریاست تھی، جس نے امیر سبکتگین کے عہد میں خراج پر صلح کر لی تھی۔ راجہ جے پال سے فارغ ہو کر سلطان محمود بہیرہ کی طرف متوجہ ہوا، اور اس کو شکست دے کر پھر اس سے خراج پر صلح کر لی۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس جنگ میں بہیرہ کا راجہ مارا گیا۔

## سلطان محمود غزنوی کی تیسری مدافعت

سلطان محمود غزنوی رح کے مدافعتی حملوں کی تعداد سترہ بتائی گئی ہے، لیکن ان کی تفصیل میں سخت اختلاف ہے بعض مورخ کچھ بتاتے ہیں اور بعض کچھ، اور اس لئے صحیح طور پر ان ۲ حملوں کی تعداد اور حملوں کے مقامات کی نسبت کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

سلطان محمود غزنوی کے تیسرے مدافعتی حملہ کی نسبت نہیں کہا جا سکتا کہ کون سا ہے۔ بعض مورخین نے بتایا ہے کہ یہ حملہ مقام بھاطیہ عہ پر سنہ ۳۹۵ھ میں ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک بھاطیہ سے قلعہ بہٹیز مراد ہے، جو ملتان کے قریب واقع تھا۔

عرب مورخین کا بیان ہے کہ بھاطیہ یا بہٹیز اس زمانہ میں ایک مضبوط قلعہ تھا اور قلعہ کے اطراف میں آبادی اور آبادی کے چاروں طرف مستحکم شہر پناہ تھی، شہر پناہ یا قلعہ کی دیوار کے نیچے گہری خندق تھی، جو شہر یا قلعہ کے اندر داخل ہونے سے مانع تھی۔

سلطان نے اس قلعہ یا شہر پر کیوں حملہ کیا، اس کی وجہ بعض مورخین کے بیانات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جے پال کی شکست سنہ ۳۹۱ھ کے بعد پنجاب کے قریب کی تمام ریاستوں نے خراج دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ ان ریاستوں میں بھاطیہ یا بہٹیز کی ریاست بھی تھی۔ اس ریاست نے دو سال تک خراج ادا کیا، اور پھر غالباً انند پال کی تحریک سے جو ہمیشہ سلطان محمود کو شکست دینے اور پریشان کرنے کی فکر میں رہا کرتا تھا، خراج دینا بند کر دیا۔ محمود غزنوی کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اس فتنہ کا سر کچل دینا اس لئے ضروری خیال کیا کہ کہیں اس کی رفتار سے متاثر ہو کر دوسرے باجگذار بھی ایسا نہ کریں۔

سلطان محمود غزنوی فوج لے کر بھاطیہ پہنچے اور شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ کئی روز کے محاصرہ کے بعد بھاطیہ کی فوج شہر یا قلعہ سے باہر آئی اور کھلے میدان میں مسلمانوں کے مقابل صف آرا ہوئی تین روز تک فریقین کے درمیان سخت جنگ جاری رہی، اور فریقین نے خوب داد شجاعت دی۔ چوتھے روز بھاطیہ کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ شہر میں داخل ہونے اور قلعہ کا پھاٹک بند کر لینے کے لئے تیزی سے بھاطیہ کی طرف بھاگی۔ مسلمانوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ اور مخالف فوج کے پہنچنے سے پہلے وہ شہر کے دروازوں میں داخل ہو گئے اور شہر پر قبضہ کر لیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھاطیہ کی فوج باہر رہ گئی، اور مسلمانوں نے اس کو گھیر کر قتل کرنا شروع کیا۔ بہت سے لوگ مارے گئے، اور بقیۃ السیف جدھر جس کا منہ اٹھا بھاگ گئے۔

بھاطیہ (یا بھاٹیہ) کے راجہ بجے راؤ نے جب دیکھا کہ اس کا لشکر بھاگ رہا ہے تو وہ بھی جان بچانے کے لئے پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ مسلمان اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور پہاڑ کی ایک چوٹی پر راجہ کو گھیر لیا۔ راجہ نے اپنے آپ کو محاصرہ

---

(بقیہ صفحہ [illegible]) عہ مورخین نے تقلیداً محمود کی ہندوستانی جنگوں کو حملوں کے نام سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ یہ تمام مدافعتی جنگیں تھیں، ان جنگوں میں محمود نے کسی مقام پر قبضہ نہیں کیا تھا اور جتنی جنگی کارروائیاں کی گئیں سب پشاور چھاؤنی کی حفاظت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کی گئیں، اس لئے ان کو حملوں سے تعبیر کرنا قطعاً غلط ہے۔ اگر سلطان محمود حملہ کرتا تو مقبوضہ مقامات کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیتا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، اور پشاور سے آگے قبضہ نہیں کیا۔ البتہ جب اطراف و جوانب میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہونے لگیں اور ان سے اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی تو محمود نے لاہور تک اپنے قبضہ کو وسعت دیدی۔ اگر وہ چاہتا تو سارے ہندوستان پر قبضہ کر سکتا تھا ۱۲ مولف

عہ بھاطیہ نام کو مورخین نے مختلف صورتوں میں بتایا ہے۔ عرب مورخ بھاطیہ لکھتے ہیں۔ انگریز مورخوں میں سے بعض نے بھاطیہ کو بہیرہ کا نام دیا ہے جو جہلم کے کنارے پر ایک مشہور شہر ہے اور جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ بعض نے [illegible] لکھا ہے اور بعض نے قلعہ بہٹیز۔ ممکن ہے صحیح نام قلعہ بہٹیز ہو جو ملتان کے قریب واقع تھا اور [illegible] ممکن ہے کہ پنجاب کے [illegible] کے صدر مقام دو ہوں ویہند اور [illegible] اور بھاطیہ سے [illegible] [illegible] ۱۲ مولف

کی حالت میں پاکر خودکشی کرلی اور مرگیا۔

سلطان محمود غزنوی نے چند روز بھاطیہ میں قیام کیا اور وہاں کی حکومت کا معقول انتظام کرکے تبلیغ و اشاعت اسلام کا ایک خاص محکمہ مقرر کیا، مورخین کا بیان ہے کہ اس جنگ سے واپسی میں سلطان محمود اور ان کے لشکر کو بارش کی کثرت اور نہروں کی طغیانی کے سبب سخت تکالیف اٹھانی پڑیں اور بہت سے آدمی بھی ضائع ہوئے

## سلطان محمود غزنوی کا چوتھا مدافعتی حملہ

۳۹۶ھ میں ملتان کے حاکم ابوالفتح نے جو شیخ حمید لودہی کا پوتا تھا بغاوت اختیار کی صورت یہ ہوئی کہ امیر سبکتگین نے جے پال کو شکست دے کر شیخ حمید لودہی کو ملتان پر برقرار رکھا تھا، اور خراج کا عہد لے لیا تھا کچھ عرصہ تک تو وہ خراج ادا کرتا رہا اور پھر انندپال کی تحریک سے کہ وہ آسی کے خاندان کا ساختہ و پرداختہ تھا خراج دینا بند کر دیا۔

بعض مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ شیخ حمید لودھی اور اس کا بیٹا نصیر غزنی حکومت کے وفادار رہے اور خراج ادا کرتے رہے ان کے مرنے کے بعد شیخ ابوالفتح داؤد حاکم ہوا اور اس نے صرف خراج ہی دینا بند نہیں کیا بلکہ بے دین ہوکر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابوالفتح کو جب یہ معلوم ہوا کہ محمود غزنوی فوج لےکر ملتان کی طرف آرہا ہے تو اس نے حاکم پنجاب انند پال کو مدد کے لئے لکھا، انندپال تو موقع کا منتظر ہی تھا، فوراً سپاہ کو آراستہ کیا اور نبرد آزما فوجی افسروں کو ساتھ لے کر پشاور کی جانب روانہ ہوا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ الحرب خدعۃ (جنگ فریب کا نام ہے) کے اصول پر ابوالفتح کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے محمود غزنوی نے اپنی فوج کو پشاور کی جانب سے ملتان لیجانا تجویز کیا تھا چنانچہ وہ غزنی سے روانہ ہوکر پشاور پہنچا، اس کا خیال تھا کہ انندپال چونکہ برابر خراج ادا کررہا ہے اس لئے اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن پشاور کے قریب پہنچ کر جب اس نے سنا کہ انندپال راستہ روکنے کے لئے فوج لئے پڑا ہے تو وہ غضب ناک ہوگیا اور اس نے عہد کرلیا کہ پہلے اسی دشمن اسلام اور غدار سے معاملہ صاف کرلینا چاہئے چنانچہ سلطان ممدوح نے لشکر پر حملہ کردیا جائے اور اس کے مقبوضات کو پامال کردیا جائے۔

سلطان محمود اگرچہ فوجی افسروں کو جنگ کا حکم دے چکے تھے لیکن فوجی افسروں نے جنگ سے پہلے نرمی و آشتی سے کام لیا اور انندپال کے فوجی افسروں سے مل کر ان سے ایسی باتیں کیں کہ ان میں پھوٹ پڑگئی یعنی ان کی بڑی تعداد تو سلطانی فوج سے جنگ چھیڑنے کے مخالف ہوگئی اور چند افسروں نے جنگ کی تائید کی۔ انندپال کو اپنے فوجی افسروں کے اس اختلاف کا علم ہوا تو وہ فوج کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اس کے فرار کا علم ہوا تو اس کے تعاقب میں فوج روانہ کی، انندپال نے پنجاب میں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور کشمیر چلا گیا۔ اور سلطان نے تعاقب ختم کردینے کا حکم دے دیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کی جنگ انندپال سے ہوئی تھی، اور وہ شکست کھا کر کشمیر بھاگ گیا تھا۔ ہم کو کسی معتبر تاریخ سے اس جنگ کی تصدیق نہیں ہوئی۔

بہرحال انندپال کے بھاگ جانے پر سلطان محمود غزنوی نے دیبند کے راستے سے فوج کو گذارا اور ملتان پہنچ گیا۔ ابوالفتح لودہی نے سلطان کے لشکر سے مقابلہ کی اپنے میں طاقت نہ دیکھی اور قلعہ بند ہوگیا اور جب غزنوی لشکر نے محاصرہ کرکے اس کی عافیت تنگ کردی تو اس نے خوشامد اور عاجزی سے کام لیا اور بیس ہزار سرخ درہم پر سلطان سے صلح کرلی۔

عرب مورخین نے ملتان کی جنگ کے جو واقعات لکھے ہیں وہ اگرچہ مذکورہ بالا حالات سے کچھ مختلف ہیں لیکن قرین ثواب ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ ملتان کا حاکم شیخ ابوالفتح (خود یا اس کا باپ نصیر لودہی یا اس کا دادا شیخ حمید لودہی) مسلمان ہوگیا تھا اور امیر سبکتگین نے اس کو ملتان کی حکومت پر برقرار رکھا تھا اور سلطان محمود غزنوی نے بھی اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا تھا۔

انندپال نے لاہور کے تخت پر قابض ہوکر قرب وجوار کے رئیسوں سے سازش شروع کی اور یہ مشورہ دیا کہ خراج بند کردیا جائے
۲۲۳ اور اسلام سے بیزاری کا اظہار کیا جائے۔ شیخ حمید لودہی کا بیٹا شیخ ابوالفتح اس کی باتوں میں آگیا اور اول اس نے دین اسلام سے بیزاری کا اظہار کیا یعنی بے دین ہوگیا، اور پھر اپنے مسلک کی تبلیغ و اشاعت کرکے دوسروں کو بھی بے دین بنانے لگا۔ یہاں تک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں اس کی حکومت کے اثر سے بہت سے مسلم وغیر مسلم اشخاص اس کے حلقہ عقیدت میں داخل ہوگئے، اور اس کے بعد اس نے خراج دینا بند کردیا۔

سلطان محمود غزنوی کو شیخ ابوالفتح کی بے دینی کا حال معلوم ہوا تو وہ فوراً اس سے جہاد کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا کہ اس کے الحاد کا خاتمہ کرکے ملتان کو بے دینی کی ناپاکی سے پاک کردے، چنانچہ وہ ۳۹۶ھ

---

عہ کسی مستند ذریعہ سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ابوالفتح نے کون سا مذہب اختیار کیا تھا بعض غیر معتبر روایات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ قرامطی ہوگیا تھا قرامطہ کو اگرچہ شیعیت میں شامل سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرامطہ کا کوئی عقیدہ ہی نہ تھا، ان کا دین و ایمان قتل وغارتگری تھا۔ خود شیعہ حکومتیں اور علماء ان سے نفرت رکھتے تھے اور ان کے اعمال کو اسلام کے خلاف سمجھتے تھے۔ سلطان محمود غزنوی چونکہ قرامطہ کا دشمن تھا، اس لئے ابوالفتح کی بے دینی کی خبر سنکر وہ فوراً سرکوبی پر آمادہ ہوگیا۔

۱۲ مولف

میں لشکر لے کر روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں دریا چونکہ خوب چڑھے ہوئے تھے، خصوصاً دریائے سیحوں اس لئے براہ راست ملتان جانا دشوار تھا۔ سلطان محمود نے انند پال کو اطلاع دی کہ وہ اپنے ملک سے لشکر اسلام کو گذر جانے کی اجازت دیدے، اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ سلطان محمود نے فوجی افسروں کو حکم دیدیا کہ پہلے انندپال کی غداری ہی کا خاتمہ کر دیا جائے، چنانچہ لشکر اسلام پشاور کی طرف بڑھا اور راستہ میں جو قوت مقابلہ پر آئی اس کو کچل ڈالا، جب کئی شہروں پر سلطانی فوج نے قبضہ کر لیا اور انندپال نے مزید مقابلہ کی طاقت نہ پائی تو وہ کشمیر بھاگ گیا، اور سلطانی افواج پنجاب سے گذر کر ملتان پہنچ گئیں۔

شیخ ابوالفتح نے جب سُنا کہ انندپال بھاگ گیا ہے اور سلطان لشکر جرار لے کر ملتان پہنچنا چاہتا ہے تو اس نے اپنا تمام قیمتی ساز و سامان سراندیپ روانہ کر دیا، اور ملتان کو خالی کر کے چلا گیا۔ سلطان نے ملتان کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ شہر کی بے دین رعایا مقابلہ پر آمادہ ہے تو اس نے فوج کو حکم دیدیا کہ وہ شہر کا محاصرہ کر لے۔ محاصرہ کئی روز جاری رہا اور آخر ایک روز اسلامی لشکر نے شہر میں گھس کر اس پر قبضہ کر لیا۔

شہر میں داخل ہو کر سلطان محمود غزنوی نے دیکھا کہ واقعی بے دینی نشو و نما حاصل کر رہی ہے اور بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے ہیں تو
۲۴ فوراً ان کی اصلاح کا کام شروع کیا اور علماء کو جگہ جگہ بھیجا جنہوں نے شاندار خدمات انجام دیں، اور بے دینوں کو پھر حلقہ اسلام میں داخل کر لیا۔ سلطان محمود غزنوی نے شہر کے باشندوں سے ان کی بدعہدی کے جرم میں زر تاوان مال غنیمت کی شکل میں وصول کیا اور بیس ہزار درہم زر سرخ سالانہ خراج مقرر کیا اور پھر غزنی کی راہ لی۔

## انندپال کی بدعہدی کے جرم میں پنجاب پر سخت حملہ

انندپال نے سلطان محمود غزنوی کا راستہ روک کر جو بدعہدی اور گستاخی کی تھی وہ ضرور سرزنش کے قابل تھی۔ ملتان کی مہم کو فتح کرنے کے بعد ہی سلطان کا ارادہ تھا کہ انندپال کے فتنہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے لیکن فتح ملتان کے بعد سلطان محمود ابھی انتظام ہی میں مشغول تھے کہ غزنی سے خراسان کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی اور سلطان فوراً غزنی چلے گئے۔

خراسان کی بغاوت فرو کر کے سلطان محمود غزنوی نے فوراً انندپال کی تادیب کے لئے فوجی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایران کے جن مقامات کو ان ایام میں فتح کیا گیا تھا۔ وہاں سے بھی تازہ دم فوجیں فراہم کی گئیں۔

ادھر تو یہ تیاریاں تھیں اور ادھر انندپال بھی برابر اس وقت سے تیاریوں میں مشغول تھا جب سے کہ اس نے تخت و تاج پر قبضہ کیا تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ انندپال نے مسلمانوں کے خلاف یہ کوشش کیوں شروع کی تھی جبکہ امیر سبکتگین اور سلطان محمود نے اس کے باپ کو شکستیں دے کر اس کے ملک پر نہ تو قبضہ کیا تھا اور نہ ان کے مذہب میں کسی قسم کی مداخلت کی تھی۔ صرف ایک معمولی سا خراج ہی تو اس کے ذمہ عائد کیا گیا تھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جے پال برہمن تھا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں برہمن دیوتا سمجھے جاتے تھے اس لئے اس نے ایک شریف مسلمان کا باجگذار ہونا پسند نہیں کیا اور اپنی راج ہٹ پر ہزاروں ہندو مسلمانوں کو موت کی بھینٹ چڑھا دیا۔

بہرحال انندپال اگرچہ غزنی کی حکومت کو برابر خراج ادا کرتا تھا لیکن اندرونی طور پر مسلمانوں کے خلاف زبردست تیاریاں کر رہا تھا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کو مذہبی جنگ بنا دیا تھا اور ہندوستان کے طول و عرض میں تمام راجوں، امراء، رؤسا اور عوام سے مذہبی جنگ میں شرکت اور امداد کی درخواست کی تھی۔

انگریز اور ہندو مورخ لکھتے ہیں کہ انندپال نے ہندوستان کے راجوں کو خطوط لکھ کر صاحب اثر لوگوں کے ہاتھ روانہ کئے اور زبانی کہلا بھیجا کہ اگر اپنے مذہب اور ملک کی عزت رکھنی منظور ہے تو محمود کے مقابلہ میں میرے ساتھ ہو کر جنگ کرو، ورنہ یاد رکھو کہ محمود تم سب کو برباد کر دے گا۔ ان خطوط اور پیامات کا معقول اثر ہوا اور شمالی ہند کے تمام راجوں نے امداد کا وعدہ کر لیا۔

عوام اور امراء میں مذہب کے نام سے انندپال نے جو تحریک شروع کی تھی وہ بھی بارآور ہوئی۔ ہزاروں جنگجو ہندو قبائل[عه] مذہبی جنگ لڑنے کے لئے پنجاب میں جمع ہو گئے۔ اور ہزاروں عورتوں نے اپنے سونے چاندی کے زیورات اور جواہرات بیچ بیچ کے جنگی امداد میں زر نقد پیش کیا۔ آخر جب یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں اور دہلی قنوج۔ اجمیر۔ اجین۔ گوالیار اور کالنجر کے راجے اپنی اپنی فوجیں لے کر لاہور پہنچ گئے تو انندپال نے محمود غزنوی کو اطلاع دیدی کہ اب ہم خراج ادا نہ کریں گے۔

مختصر یہ کہ انندپال نے بے شمار لشکر جمع کر لیا کسی مستند ذریعہ سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہندو لشکر کی صحیح تعداد کیا تھی لیکن جب عام بیان یہ ہے کہ ہندوستان کے بہت سے راجے خود امدادی لشکر لائے تھے جنگجو قبائل[عسه] اور اقوام میں سے ہزاروں جمع ہو گئے تھے تو آسانی

---

عه تاریخ فرشتہ کا بیان یہ ہے کہ ہندوؤں کی اس مذہبی جنگ میں مذہبی فرض ادا کرنے کیلئے قوم کھکھر یا کھوکھر کے ہزاروں ہندو پشاور کے قریب آکر جمع ہو گئے تھے، اور ان کی عورتوں نے اپنے زیورات فروخت کر کے ان کے مصارف خورد و نوش اور کرایہ وغیرہ کا انتظام کیا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس قسم کی جنگوں کو ہندوؤں میں بھی مذہبی جنگ کہا جاتا تھا ۱۲ مولف۔

عسه بعض مورخین کا بیان ہے کہ صرف کھوکھر قوم کے تیس ہزار آدمی اس جنگ میں شریک تھے ۱۲ مولف۔

کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ جنگجو ہندوؤں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہوگی۔

سلطان محمود غزنویؒ ۳۹۶ھ میں غزنی سے فوج لے کر پشاور کی طرف بڑھے اور ادھر سے انندپال بے شمار فوج لیکر آیا اور پشاور کے قریب صحرا میں پڑاؤ ڈالا۔ دونوں لشکروں کے درمیان تھوڑا فاصلہ تھا۔ ہندوؤں پر چونکہ مسلمانوں کے غلبہ کا خوف چھایا ہوا تھا اور مسلمانوں نے اب کی مرتبہ اپنے مقابلہ پر پہلے سے کئی گنی فوج دیکھی تھی، اس لئے دونوں پیش قدمی سے گھبراتے تھے۔ چالیس روز اسی طرح دونوں لشکروں کو گذر گئے اور اس عرصہ میں ہندوؤں کی فوج میں بھی مذہب پرست لوگوں کی تعداد بڑھ گئی، اور مسلمانوں میں بہت سے مجاہدین اطراف و جوانب سے آکر شامل ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی چالیس دن کی اس مدت میں غافل نہیں رہا بلکہ احتیاطی تدابیر کو عمل میں لاتا رہا۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ انہی ایام میں لشکر اسلام اپنے سامنے دونوں جانب خندقیں تیار کرنے میں مصروف رہا اور نہایت وسیع اور عمیق خندقیں تیار کر لیں، تاکہ لشکر کفار یکبارگی حملہ نہ کر سکے۔

جب خندقیں تیار ہو گئیں اور سلطان محمود غزنوی نے دیکھا کہ ہندو راجے بے حس و حرکت پڑے ہیں، آگے بڑھنے یا جنگ چھیڑنے کا نام نہیں لیتے تو اس نے ایک ہزار تیر انداز سواروں کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھیں اور ہندو راجوں کے لشکر پر تیر برسا کر ان کو جنگ پر آمادہ کریں اور جب وہ مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں تو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ کر ان کو آگے بڑھنے کا موقع دے دیں، تاکہ وہ ہماری فوج کے مقابل آ جائیں۔ چنانچہ ترک تیر اندازوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ہندو لشکر کو اپنے مقابل لاتے اور ان سے لڑنے لگے۔

ایک روز اسی قسم کی جنگ جاری تھی، اور سلطان محمود ہر قسم کی احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہے تھے کہ اچانک کھوکھر قوم کے تیس ہزار لوگ سلطان محمود کے چھ ہزار تیر اندازوں پر آ پڑے اور کشت و خون شروع ہو گیا۔ کھوکھر قوم کا یہ حملہ چونکہ بالکل غیر متوقع حملہ تھا اور اسلامی لشکر کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ دونوں طرف سے خندقوں کو عبور کرکے اچانک مخالف فوج آ سکتی ہے، اس لئے اس وقت تک کہ مسلمان حملہ آوروں کو روکیں ان کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

مورخین کا بیان ہے کہ کھوکھر قوم کا حملہ شروع ہوتے ہی ہندو لشکروں نے بھی حملہ شروع کر دیا۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت نازک تھا۔ وہ دونوں طرف سے گھرے ہوئے تھے اور دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ کھوکھروں کے حملے نے ان کے پانچ ہزار جانبازوں کو ضائع کر دیا تھا اور حالت نازک سے نازک درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ خداوند تعالیٰ کی مدد نازل ہوئی۔ مجاہدین اسلام کی استقامت نے ان کے لئے فتح کے دروازے کھول دیئے، بالکل اسی طرح جس طرح حضور صلعم کے عہد مبارک میں جنگ بدر کے کثیر التعداد لشکر مشرکین پر خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کی معمولی سی تعداد کو فتح مرحمت فرمائی تھی۔

عام مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ معرکہ کارزار گرم تھا، ہندو راجے انندپال کی ماتحتی میں اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور چاہتے تھے کہ آج ہی مسلمانوں کی پوری تعداد کا خاتمہ کر دے، ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کو قطعی رخصت کر دیا جائے کہ یکایک ٹڈی دل لشکر کفار کے سپہ سالار انندپال کا وہ کوہ پیکر ہاتھی جس پر وہ سوار تھا اور پورے جوش سے ہندوؤں کو لڑا رہا تھا مسلمان تیر اندازوں کے تیروں کی آواز اور رال کی آتش ریز پچکاریوں سے بھڑک گیا اور پریشان ہو کر بھاگا، اس کا رخ چونکہ ہندوؤں کے لشکر کی طرف ہو گیا تھا، اس لئے ہزاروں ہندوؤں کو اس نے مسل ڈالا اور اس قیامت کو دیکھ کر ہندو فوج کا وہ حصہ جو سامنے تھا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عقب کی فوج نے جب یہ کیفیت دیکھی تو ہزیمت کو شکست سمجھ کر وہ بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دم کے دم جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ ابھی ابھی جو ہندو سپاہی مسلمانوں کے خاتمہ پر تلے ہوئے داد شجاعت دے رہے تھے، میدان سے اس طرح بھاگے گویا قوم کا ننگ و ناموس خطرہ میں پڑ گیا ہے، اور بھاگنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے اس الٰہی مدد پر درگاہ رب العزت میں سجدہ شکر ادا کیا، اور پھر عبداللہ طائی کو پانچ ہزار عرب سوار اور ارسلان جاذب سپہ سالار کو دو ہزار ترک سوار دے کر تعاقب ۱۳۵
کا حکم دیا۔ دو دن تک راجوں کی مفرور فوجوں کا تعاقب کیا گیا اور اس سے پہلے کہ مفرور کسی پناہ کی جگہ میں پہنچ کر اپنے آپ کو بچا سکیں مسلمان سواروں نے ان کو جا لیا اور بہت بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ اس جنگ اور تعاقب میں بیس ہزار سے زیادہ ہندو مارے گئے اور مسلمانوں کا بھی کافی نقصان ہوا۔ مال غنیمت کی نسبت عام روایت یہ ہے کہ ہندو لشکروں کا سارا ساز و سامان زر نقد۔ اسلحہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور تیس ہاتھی پکڑے گئے۔

اس جنگ کے واقعات تمام مورخین نے یکساں لکھے ہیں بعض تاریخوں میں البتہ کچھ اختلاف ہے۔ لیکن یہ اختلاف زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ چند ضروری باتیں جو مختلف فیہ ہیں، ہم یہاں درج کئے دیتے ہیں۔

۱۔ یہ جنگ پشاور کے قریب کئی روز جاری رہی۔ جس میں ابتداً ہندو فوجوں کو کامیابی ہوئی، اور وہ اپنی تعداد کی زیادتی پر مغرور ہو کر جوش سے آگے بڑھتے رہے کہ یکایک ہندی فوج کے افسر کا ہاتھی مسلمانوں کے تیروں سے زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگا اور سارے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے (ملوک وسط ایشیا)

۲۔ اننگ پال (انندپال) باپ کی شکست کے بعد سلطان محمود سے اتنا خائف تھا کہ اس کو ہر وقت محمود کے حملہ کا خطرہ

لڑکا رہا تھا، اس نے تخت نشین ہوتے ہی ہندوستان کے راجاؤں کے پاس چٹھیاں لکھیں اور ایلچی روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ ملک کی عزت کچھ بھی منظور ہو تو سلطان محمود کے مقابلہ میں میرے ساتھ شریک ہو جاؤ ورنہ محمود تمام ہندوستان کو تباہ کر دے گا۔

(تاریخ ہند از عبدالرحیم ریاض)

۳۔ لکھا ہے کہ اس وقت ہندوؤں کے دلوں میں عموماً ایک ولولہ پیدا ہو گیا تھا، اور کیا مرد کیا عورت ہر ایک جان و مال سے مدد دینے کو تیار رہتا تھا چنانچہ ہندو عورتوں نے جواہرات اور زیورات بیچ بیچ کر اس جنگ میں مدد دی اور گکھڑ اور پہاڑی جنگجو قوموں نے متفق ہو کر محمود کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مگر محمود کی دلیری اور استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ اور اٹک کے قریب راجہ (انندپال) کو شکست فاش دی مگر اس لڑائی میں محمود کا بھی بہت سا نقصان ہوا۔ (مختصر تاریخ ہند مولفہ مشہور انگریز مورخ لیشرج)

۴۔ انندپال اپنے باپ کی گدی پر بیٹھ کر کچھ سال تو سلطان (محمود غزنوی) کو خراج ادا کرتا رہا، لیکن بعد میں انکار کر دیا اور پشاور کو مسلمانوں سے واپس لینے کے لئے ایک بڑے زبردست حملہ کی تیاری شروع کر دی، اس نے ملک کے تمام ہندو راجاؤں کو مذہب کے نام پر برانگیختہ کیا۔ چنانچہ دہلی۔ قنوج، اجمیر۔ اجین۔ گوالیار اور کالنجر کے راجے اس کے ساتھ شامل ہو گئے، لوگوں میں اس قدر جوش پھیلا کہ ہندو عورتوں نے اپنے سونے چاندی کے زیورات بیچ کر جنگ کے لئے سرمایہ بہم پہنچایا۔ کھوکھروں کے جنگجو قبائل بھی ہندوؤں کی مدد کے لئے آ پہنچے ...... محمود بھی ایک مضبوط لشکر لے کر پشاور پر چڑھ آیا لیکن ہندوؤں کی کثیر التعداد افواج اور بہت بڑے ساز و سامان کو دیکھ کر پہلے تو حملہ کرنے سے ہچکچایا لیکن کھوکھروں کی تیس ہزار جمعیت نے دفعتہً سلطانی لشکر پر ایسا زبردست حملہ کر دیا کہ چند لمحوں میں تین چار ہزار مسلمان تلوار کے گھاٹ اتر گئے پھر تو مسلمان سپاہیوں نے بھی بڑے جوش و خروش سے دشمن پر حملہ کیا۔ ہندوؤں کا پلہ قدرے بھاری نظر آتا تھا۔ لیکن فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے۔ عین اس موقع پر انندپال کا ہاتھی کچھ ایسا بھڑکا کہ دفعتہً میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ یہ دیکھ کر ہندوؤں کی فوجوں میں سخت ابتری اور پریشانی پھیل گئی، اور انہوں نے چاروں طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی دس ہزار رسالہ فوج نے دو دن تک ان کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار سے زیادہ ہندوؤں کو تہ تیغ کر دیا۔ ..... پشاور کی لڑائی کے بعد انندپال نے وفات پائی اور اس کا بیٹا جے پال ثانی جانشین ہوا۔ اس نے بھی راہ بھنسی کے قریب محمود کی فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر اجمیر کی طرف بھاگ گیا (تاریخ ہند از منشی رام رتن بی۔ اے)

## نگرکوٹ اور بھیم نگر کی جنگ

کانگڑہ پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے، جو ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے، یہاں ایک قلعہ پہاڑی کے اوپر تھا جس کو راجہ بھیم نے تعمیر کیا تھا اور بھیم قلعہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے اندر کثرت سے مندر تھے، اور ہندوؤں میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ کانگڑہ بتوں کا مخزن ہے۔

اطراف و جوانب کے ہندو راجے۔ روسا اور عوام چونکہ اس مقام کو انتہا درجہ کا متبرک جانتے تھے، اور یہاں کے مندروں میں زر نقد جواہرات، زیورات نقرئی و طلائی اور تحائف کو چڑھانا خداوند تعالےٰ سے تقرب کا ذریعہ سمجھتے تھے، اس لئے یہاں کثرت سے زر نقد جمع تھا، اور یہ سب برہمنوں کے ہاتھ میں تھا۔

۳۹۹ھ میں سلطان محمود غزنوی نے اس مقام پر حملہ کیا اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ انندپال کو شکست دینے کے بعد ہی سلطان نے نگرکوٹ پر چڑھائی کی تھی۔

نگرکوٹ پر چڑھائی کا کیا سبب ہوا، اس کی نسبت صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ انندپال کی تحریک سے جو لوگ پشاور کی جنگ میں شریک ہوئے تھے، ان سب کو سلطان محمود غزنوی نے دشمن اسلام قرار دیدیا تھا، اور ایک ایک سے لڑنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ کانگڑہ کے رئیس نے بھی انندپال کو مدد دی تھی۔ صرف مدد ہی نہیں بلکہ کانگڑہ کے تمام مشہور مندر مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تحریک کا مرکز بنے ہوئے تھے، جو لوگ اطراف و جوانب سے روزانہ ان مندروں میں آتے تھے، ان سے جنگ کا چندہ بھی لیا جاتا تھا، اور جنگ میں شرکت کا وعدہ بھی۔

انندپال کو شکست دے کر سلطان محمود غزنوی نے کانگڑہ کے مرکز فتنہ و فساد سے بھی ساتھ کے ساتھ فراغت کر لینی چاہی۔ تاکہ آئندہ سلطنت غزنی کے قریب کا علاقہ سازشوں، بغاوتوں اور فتنہ و فساد سے خالی رہے۔ چنانچہ وہ فوج لے کر آگے بڑھا اور کانگڑہ پہنچ کر قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں کانگڑہ کے اندر کوئی راجہ یا حاکم نہیں تھا، بلکہ یہاں کے تمام معاملات ان برہمنوں کے ہاتھوں میں تھے جو مندروں کا انتظام کرتے تھے، اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ کانگڑہ کی حکومت برہمن پال کے ہاتھ میں تھی، اس نے اپنی ماتحت فوج سے تھوڑی دیر اسلامی لشکر سے مقابلہ کیا اور قریب تھا کہ برہمن پال کی فوج مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے کہ یکایک خداوند تعالےٰ کی جانب سے فتح کی شکل میں رحمت نازل ہوئی اور مسلمانوں نے برہمن پال کے لشکر کو شکست دے کر بھگا دیا اور یہ تمام مفرور قلعہ بھیم میں داخل ہو گئے اور پھاٹک بند کر لیا، مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اور پھر چاروں طرف سے قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔

تین روز تک قلعہ کا محاصرہ جاری رہا، چوتھے روز محاصرین نے تنگ آ کر امن و صلح کی درخواست پیش کی اور سلطان [illegible]

نے اس درخواست کو قبول فرمایا، غرض قلعہ کا دروازہ کھولا گیا اور سلطان محمود غزنوی اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوتے۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے قلعہ کے اندر داخل ہو کر صلح کے شرائط پیش کئے۔ اور قلعہ بھیم کے برہمنوں نے وہ تمام سامان جو قلعہ میں موجود تھا سلطان کے حوالے کر کے صلح کر لی۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ تاوان جنگ کے طور پر یا شرائط صلح کے موافق جو سامان قلعہ کے آدمیوں نے سلطان کے حوالے کیا تھا، اس میں سات لاکھ دینار سرخ۔ سات سو من چاندی سونے کے آلات دو سو من کندن۔ دو ہزار من خالص چاندی اور بیس من قیمتی پتھر اور جواہرات تھے۔ کہتے ہیں کہ جو مال سلطان محمود کے سپرد کیا گیا تھا، اس میں چاندی کا ایک مکان بھی تھا، جس کا طول تیس گز اور عرض پندرہ گز تھا، اور اس کے ٹکڑے علیحدہ کئے جا سکتے اور پھر جوڑے جا سکتے تھے۔

غرض سلطان محمود غزنوی یہ تمام سامان لے کر نگرکوٹ سے واپس ہوا، اور راستہ کے چھوٹے چھوٹے رئیسوں سے اسلام کی تبلیغ کرتا اور وفادار رہنے کا عہد لیتا ہوا غزنی کی طرف بڑھا اور چند روز میں غزنی پہنچ گیا۔

مصنف تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ ۴۰۰ھ میں سلطان محمود غزنوی نے غزنی میں پہنچ نگرکوٹ کے مال غنیمت کو ایک وسیع میدان میں قرینہ سے سجایا، اور باشندگان شہر اور اطراف کے لوگوں کو دیکھنے کے لئے طلب کیا۔ تین روز تک اس سامان کی نمائش کا سلسلہ جاری رہا، اور ایک عظیم الشان جشن اس خوشی میں منایا گیا، اور مستحق اشخاص کو ان کی حیثیت سے زیادہ مال سلطان نے اس مال غنیمت میں سے عطا کیا۔

## ملتان پر دوسرا حملہ

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ملتان کا باغی و غدار حاکم ابوالفتح لودھی ۳۹۶ھ کے حملہ میں ملتان سے کشمیر بھاگ گیا تھا۔ سلطان کی واپسی کے بعد ابوالفتح پھر ملتان چلا آیا، اور پھر وہی بے دینی شروع کی جس کا وہ عادی تھا۔ سلطان محمود کو اس کا علم ہوا تو وہ ۴۰۱ھ میں پھر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور شیخ ابوالفتح لودھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا کہ وہ بھاگنے نہ پائے۔

جب راہ فرار ہر طرف سے بند کر دی گئی تو سلطان محمود نے ملتان پر سخت حملہ کیا، اتنا سخت کہ ابوالفتح کی فوج اس کی مدافعت نہ کر سکی، اور سلطان کی سپاہ نے زبردستی شہر پر قبضہ کر لیا۔

ملتان میں ابوالفتح کی بے دینی کے سبب ملاحدہ اور قرامطہ کا فتنہ جڑ پکڑ گیا تھا، اور چونکہ ان لوگوں سے ہر وقت یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں ہندو راجاؤں سے ساز کر کے یہ کسی روز غزنی سلطنت کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں، اس لئے سلطان محمود نے ان کا استیصال ضروری سمجھا اور شہر میں داخل ہو کر بے شمار ملاحدہ اور قرامطہ کو قتل کیا، اور بہت سے لوگوں کو یہ عبرت انگیز سزا دی کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔

اس زمانہ میں قرامطہ کا زور تمام اسلامی حکومتوں میں بڑھا ہوا تھا، اور ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مسلمانوں خصوصاً اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان پہنچانا موجب اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ ایام حج میں یہ لوگ ان راستوں پر اقامت اختیار کر لیتے تھے جن سے حجاج کے قافلے مکہ معظمہ کو جایا کرتے تھے، اور جب کوئی قافلہ آتا تھا تو اس کو لوٹ لیتے تھے اور بہت سے لوگوں کو قتل بھی کر ڈالتے تھے۔

سلطان محمود غزنوی نے چونکہ ان ملاحدہ اور قرامطہ کی ظالمانہ کارروائیاں ایران کے مقبوضات میں دیکھی تھیں، اور ان کی ذات سے جو فتنے اور فسادات آئے دن اٹھتے رہتے تھے ان کو بچشم خود دیکھا تھا، اس لئے انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ اس فرقہ کے جو لوگ جہاں کہیں ان کو ملیں گے، زمین کو ان کے بار سے سبکدوش کر دیں گے، چنانچہ ملتان پر قبضہ کر لینے کے بعد سلطان ممدوح نے ملاحدہ و قرامطہ کو گرفتار کرایا اور موت کے گھاٹ اتار دیا، اور شیخ ابوالفتح کو زندہ گرفتار کرا کر اپنے ساتھ غزنی لے گئے، اور غور کے قلعہ میں قید کر دیا، اور وہ اسی قید
46 میں مر گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان میں قرامطہ کا استیصال کر کے ایک بڑی شاندار اسلامی خدمت انجام دی تھی، اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اس تباہی سے بچا لیا تھا جس میں وہ ان کے ہاتھوں مبتلا ہونے والے تھے کسی صحیح روایت سے اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان میں قرامطہ اور ملاحدہ کے فتنہ کا استیصال میں کن تدابیر سے کام لیا تھا، لیکن یہ امر مسلم ہے کہ جو تدابیر اختیار کی گئی تھیں، وہ اس قدر موثر اور پائدار تھیں کہ آج ایک ہزار برس گذر جانے کے بعد بھی قرامطہ کا ہندوستان میں تقریباً کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔ کاش سلطان محمود غزنوی اسی قسم کی موثر تدابیر اشاعت اسلام کے لئے بھی اختیار کرتے، اور عوام کے قلوب میں اسلام کی اتنی محبت پیدا کر دیتے کہ وہ کبھی فنا نہ ہوتی۔

## تھانیسر کا معرکہ

تھانیشور یا تھانیسر ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ تھا اور چونکہ یہ مقام پنجاب اور سرحد سے قریب تھا یعنی دریائے جمنا اور دریائے سرسوتی کے درمیان، اس لئے اندیشہ تھا کہ یہاں کے پنڈت اور برہمن پنجاب کے حکمران برہمن سے ساز کر کے کسی وقت غزنی کی سلطنت کو نقصان پہنچائیں۔

تھانیشور جیسے بڑے تیرتھ گاہ سے صرف یہی ایک اندیشہ

نہ تھا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، بلکہ چند مسلسل واقعات ایسے پیش بھی آچکے تھے جنہوں نے خطرہ کو یقینی بنا دیا تھا۔ یعنی پشاور کے قریب انند پال کو شکست دینے کے بعد جب سلطان محمود غزنوی کا لشکر فاتحانہ انداز میں پنجاب کی حدود میں داخل ہوا ہے تو وہاں کے لوگوں سے فوجی افسروں اور خود سلطان محمود غزنوی کو یہ اطلاعات ملیں کہ انند پال نے اس جنگ کو مذہبی جنگ بنانے میں پوری سرگرمی سے کام لیا تھا اور اپنی قوم برہمن کے لوگوں کو جو ہندوستان کے تمام مشہور مندروں پر قابض ہیں، اپنا ہمنوا بنا لیا تھا، اسی کے ساتھ اگر ان اطلاعات کو بھی پیش نظر رکھا جائے جو وقتاً فوقتاً سلطان محمود غزنوی کو ہندوستان کے ہندؤں سے ملتی رہتی تھیں۔ اور جن میں بتایا جاتا تھا کہ مندروں میں مسلمانوں کے خلاف پوری کوشش سے کام لیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینے کی تدابیر اکثر مندروں ہی میں سوچی جاتی ہیں، اور ان پر عمل کرنے کے لئے بھی مندروں ہی کے عقیدت مند چنے جاتے ہیں، تو آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جا سکے گا کہ اس زمانہ میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مندر سیاست یا وزارت جنگ کا دفتر بنے ہوتے تھے، اور اسی بنا پر سلطان محمود غزنوی نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہندوستان کے کسی ایسے مقام کو جہاں آسانی کے ساتھ سازشیں کی جا سکتی ہوں باقی نہ رکھے گا۔ تھانیسر کے مندر پر بھی اسی غرض و غایت کے پیش نظر حملہ کیا گیا تھا۔

عرب مورخین کا بیان یہ ہے کہ ۴۰۵ھ میں یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کو بتایا گیا تھا کہ تھانیسر میں ایک ہاتھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھی کی نسل سے ہے جو فنون حرب سے خوب واقف ہے، اور اس ہاتھی کا مالک (تھانیسر کا پجاری) کفر و طغیان کی انتہائی حدود تک پہنچ گیا ہے اور مسلمانوں سے سخت عناد رکھتا اور ہر وقت ضرر پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے۔

سلطان محمود نے ان حالات کو سنکر جہاد کا ارادہ کر لیا اور بے شمار سپاہ لے کر تھانیسر کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر میں غزنی حکومت کی فوج کے علاوہ بہت بڑی تعداد مجاہدین اسلام کی بھی تھی جو رضاکارانہ طریقہ پر اسلامی خدمت انجام دینے آتے تھے۔

تھانیسر کے راستہ میں سلطان محمود غزنوی کو سخت تکالیف اٹھانی پڑیں، کیونکہ اس راستہ میں بڑے بڑے غار۔ دشوار گذار پہاڑی راہیں اور بڑے بڑے وسیع جنگل تھے، جن کا سلسلہ سینکڑوں میلوں تک چلا گیا تھا، اسی کے ساتھ پانی کمیاب تھا مختصر یہ کہ اسلامی فوج نے سخت مصائب برداشت کر کے راستہ کو طے کیا، اور منزل مقصود پر پہنچی۔

تھانیسر کے قریب ایک بڑا تیز رو دریا تھا (غالباً سرسوتی) جس کے ایک کنارہ پر تھانیسر کے رئیس نے اپنی فوج جمع کر رکھی تھی، اول تو تیز رفتار اور گہرے دریا ہی سے عبور کرنا دشوار تھا، دوسری مصیبت یہ پیش آگئی کہ دوسرے کنارہ پر دشمن کی فوجیں اس غرض سے پڑی تھیں کہ مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

سلطان محمود غزنوی نے حالات مشاہدہ کئے اور جانبازان اسلام کی ایک مختصر سی جماعت کو حکم دیا کہ وہ تیر برساتی ہوئی دریا کو عبور کرے اور دوسرے کنارہ پر پہنچ کر دشمنان اسلام سے جنگ چھیڑ دے تاکہ وہ جنگ میں مشغول ہو جائیں، اور ہماری طرف متوجہ ہونے کا موقع ان کو نہ ملے۔

تیر اندازوں کی بہادر جماعت مسلح ہو کر دریا میں اتر گئی اور دوسرے کنارے پہنچ کر پوری قوت سے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور جنگ کا ایسا طریقہ اختیار کیا کہ مخالف لشکر کو اسلامی سپاہ کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا۔ ادھر تو یہ جنگ جاری تھی اور جانبازان اسلام کثیر التعداد دشمن کو بے خوف و خطر جنگ میں الجھائے ہوتے تھے، اور ادھر اطمینان و سکون کے ساتھ مجاہدین اسلام کا لشکر دریا کو عبور کرنے میں مشغول تھا۔ یہاں تک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں سارا اسلامی لشکر دریا کو عبور کر کے اس پار پہنچ گیا۔

مجاہدین اسلام نے دریا کو عبور کر کے چاروں طرف سے دشمنان اسلام پر حملہ کر دیا، اور شام تک فریقین کے درمیان سخت جنگ جاری رہی، آفتاب غروب ہو رہا تھا کہ دشمنان اسلام کے لشکر میں تزلزل پیدا ہوا، یہ حالت دیکھ کر سلطان محمود نے اپنی خاص فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اس حملہ کو دشمنان اسلام برداشت نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے سارے مال و اسباب کو چھین لیا اور فاتحانہ شہر کے اندر داخل ہوئے۔

مصنف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ تھانیسر کی جنگ کے انتظام میں حاکم پنجاب انند پال یا اس کا بیٹا جے پال ثانی بھی شریک تھا، چنانچہ اس کا بیان ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کو یہ معلوم ہوا کہ تھانیسر کا مندر ہندوؤں کی نظر میں وہی وقعت رکھتا ہے جو مسلمانوں کے قلوب میں مکہ معظمہ کی ہے۔ اور یہ کہ اس مندر میں بڑی کثرت سے زائرین آتے ہیں، اور لاکھوں انسانوں کا اجتماع ہوتا ہے، جو کسی وقت خطرہ کا موجب ہو سکتا ہے، تو اس نے تھانیسر پر حملہ کا ارادہ کر لیا اور عہد و پیمان کے مطابق راجہ انند پال کو اطلاع دیدی کہ ہم تھانیسر کی طرف جا رہے ہیں، تمہارا فرض ہے کہ اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو جو تمکو دہ ہمارے ساتھ رہے اور راستہ کے انتظام میں ہماری حفاظت کی

انجام دے اور تمہارا ملک بھی محفوظ رہے۔

اننہ پال نے شاہی فرمان پاکر شاہی ضیافت کا انتظام شروع کردیا اور اپنے مقبوضات کے تاجروں اور بنیوں کو حکم دیدیا کہ وہ ہر قسم کا اجناس اور غلہ اور ضرورت کی تمام چیزیں فراہم کریں اور شاہی لشکر کے ساتھ رہیں اور ایسا انتظام کریں کہ لشکر کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور اس کے بعد دو ہزار سوار اپنے بھائی کی ماتحتی میں دیئے اور شاہی لشکر کے ساتھ رہنے کا حکم دے دیا اور جب اس لشکر کو سلطان کے استقبال کے لئے روانہ کیا تو یہ عرضداشت سلطان کے حضور میں روانہ کی۔

"بندہ مطیع اور فرماں بردار ہے اور در نورِ اخلاص واعتقاد سے مقربانِ بارگاہ کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ تھانیشور کا بت خانہ اس ملک کے باشندوں کا معبد ہے۔ اگر حضور اس ملک کی رعایا پر خراج عائد کرکے معاملہ طے کرلیں تو یہ کمترین اس کے شکریہ میں ہر سال پچاس زنجیر فیل اور دیگر تحف و ہدایا بے نقیصہ درگاہ عرش اشتباہ میں بھیجتا رہے گا۔"

اس درخواست کا سلطان محمود غزنوی نے کیا جواب دیا ہم کو کوئی صحیح رائے دستیاب نہیں ہوئی صرف تاریخ فرشتہ کا ایک بیان ہے جو ہمارے نزدیک زیادہ معتبر نہیں۔ اس لئے کہ کسی دوسرے مورخ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ بہر نوع چونکہ سلطان محمود غزنوی کا مقصد مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا انسداد تھا اس لئے اس نے عہد و پیمان لئے بغیر صرف خراج پر صلح کو قبول نہیں کیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ جب دہلی کے راجہ کو سلطان محمود غزنوی کے لشکر کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے تمام ماتحت رئیسوں کو مقابلہ کی دعوت دی اور تھانیشور کی مدافعت کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔

بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ تھانیشور چونکہ دہلی کے علاقہ میں شامل تھا اور اس علاقہ میں مسلمانوں کے پہنچ جانے سے دہلی کی حکومت خطرہ میں پڑ جاتی تھی، اس لئے دہلی کے راجہ نے اطراف و جوانب کے خود مختار راجوں اور روساء کو مدد کے لئے طلب کیا، اور طلب امداد میں اسی موثر ہتھیار سے کام لیا جس سے اننہ پال نے اپنی آخری جنگ میں لیا تھا، یعنی اس جنگ کو تھانیشور کے بت خانہ کی حفاظت کی جنگ قرار دے کر مذہبی جنگ بنا دیا تھا اور اس کا نتیجہ ہوا تھا جو اننہ پال کی تحریک کا ہوا تھا، یعنی اطراف و جوانب سے بے شمار سپاہ اور عام مخلوق مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع ہوگئی تھی۔

سلطان محمود غزنوی کو ان تیاریوں کی خبر ملی تو اس نے ایک خاص حکمت عملی سے کام لیا یعنی یہ کہ لشکر کفار کے مکمل اجتماع سے پہلے تھانیشور پر اس نے حملہ کردیا اور وہاں کے جن لوگوں نے مدافعت کی تھی ان کو سخت شکست دے کر بھگا دیا۔

جنگی اصول یہ ہے کہ جو قوم اپنے طاقتور مخالف کی شرائط صلح کو امن وسکون کی حالت میں قبول کرلے اس کے سامان کو لوٹنا ناجائز ہے، اور جو قوم مقابلہ کرے اور مخالف طاقت کو تباہ کرنے کے درپے ہو اس کا تمام ساز و سامان اور شہر کا مال لوٹنا جائز ہے تھانیشور کے ہندو رئیس نے چونکہ مسلمانوں سے مقابلہ کیا تھا، اس لئے سلطان محمود غزنوی رح کی سپاہ نے ان کو شکست دے کر ان کے ساز و سامان اور حکمران کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ یہی وہ مال غنیمت ہے جس کا طومار متعصب مورخین نے باندھا اور ظاہر کیا ہے کہ محمود نے کروڑوں کا سامان اور سونا چاندی مندر سے لوٹ کرلے گیا حالانکہ یہ غلط ہے۔

سلطان محمود غزنوی رح نے مندر سے جو سامان لیا تھا، اگر غور کیا جائے تو اس پر قبضہ کرنا ہر طرح جائز تھا، اس لئے کہ مندر کی یہی دولت مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے کام میں لائی جاتی تھی اور جو ہندو رضاکارانہ طریق پر مسلمانوں سے لڑنے آتے تھے ان کی ضروریات کا انتظام مندروں ہی کے ذریعہ ہوتا تھا۔ چونکہ مندر کی دولت فوجی و جنگی امور میں کام آتی تھی، اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا لوٹنا ہر طرح جائز تھا، اب رہا معابد کا احترام اس کا سلطان محمود نے کافی لحاظ رکھا ہے، اور کسی مندر کی عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا ہے، بجز اس نقصان کے جو جنگی معرکوں میں پہنچا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ تھانیشور پر قبضہ کرکے سلطان محمود غزنوی ۲۹
نے دہلی کی حکومت پر حملہ کا ارادہ کیا تھا لیکن ارکان دولت اور ماہرین سیاست نے سلطان کو یہ مشورہ دیا کہ دہلی پر اس وقت تک مستقل قبضہ نہیں ہوسکتا، جب تک پنجاب کو غزنی کی سلطنت میں شامل نہ کرلیا جائے سلطان محمود رح نے اس مشورہ کو درست تسلیم کیا اور دہلی پر قبضہ کی تجویز کو ترک کرکے غزنی کی طرف مراجعت کی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ تھانیشور کے معرکہ میں تقریباً دو لاکھ[ع] ہندو گرفتار ہوئے تھے جن کو غلام بناکر غزنی لے جایا گیا اور ان کی کثرت سے غزنی ہندوستان کا ایک شہر بن گیا بعض مورخین نے اس سے بھی زیادہ بلند پروازی دکھائی ہے، یعنی یہ بتایا ہے کہ تھانیشور کی جنگ میں جو ہندو غلام بنائے گئے تھے ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ غزنی کے بازاروں میں سپاہیوں نے ان غلاموں کو دو دو روپیہ کے معاوضہ پر بیچ ڈالا تھا۔

## کشمیر کی دو لڑائیاں

ریاست کشمیر نے اگرچہ جے پال کو کوئی مدد نہیں دی تھی لیکن پنجاب کے متمرد و سرکش قبائل اور باغی حکمران جب کبھی اپنے آپ کو عاجز پاتے تھے کشمیر بھاگ جاتے تھے اور سلطان محمود غزنوی

---

ع۔ صحیح روایت یہ ہے کہ اس جنگ میں سلطان محمود نے بیس ہزار جنگجو ہندوؤں کو گرفتار کیا تھا اور [illegible] حال ہی اسیر غلام تھے انہیں کو محمود غزنوی لے گیا

کی دسترس سے باہر ہو جاتے تھے اور کشمیر کے حکمراں ان کو پناہ دیتے تھے۔

سلطان محمود غزنوی نے صرف اسی وجہ سے کہ وہ غزنی حکومت کے باغیوں کو پناہ دیتی تھی، ریاست کشمیر پر حملہ نہیں کیا بلکہ اس کا اور ایک سبب یہ ہوا کہ جب پنجاب کے صوبہ کو سلطان محمود غزنوی نے غزنی میں شامل کر لینے کا ارادہ کر لیا تو کشمیر کی طرف سے بھی اطمینان کی ضرورت محسوس ہوئی، اس لئے کہ پنجاب پر اس وقت تک قبضہ مکمل نہیں ہو سکتا تھا، جب تک کہ کشمیر اقتدار حکومت کے ماتحت نہ آ جائے۔

ان تمام امور کے پیش نظر ۴۰۵ھ اور بقول بعض ۴۰۶ھ میں سلطان محمود غزنوی نے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیدل لشکر تیار کیا۔ اس میں بیس ہزار دہ رضا کار بھی شامل تھے جو ماوراء النہر کے علاقہ سے جہاد میں شرکت کی نیت سے آئے تھے۔

سلطان محمود غزنوی اس لشکر کو لے کر غزنی سے روانہ ہوا اور دریائے سیحوں اور دریائے جہلم کو عبور کر کے کشمیر کی جانب بڑھا۔ کشمیر سے ادھر جتنے اور خود مختار رئیس راستہ میں پڑے، سب نے اطاعت قبول کر لی اور خراج ادا کرنے کا عہد و پیمان کر لیا۔

کشمیر کے دروازہ پر قدم ہی رکھا تھا کہ وہاں کا رئیس سلطان محمودؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور مجاہدین اسلام میں شامل ہو کر کشمیر کی طرف چلا ۴۰

عرب مورخین کا بیان ہے کہ سلطان محمودؒ ۲۰ رجب کو ریاست جموں میں پہنچے، اور یہ سفر غزنی سے جموں تک تین ماہ میں طے کیا۔ جموں میں سلطان محمود نے کچھ عرصہ قیام کیا اور اس علاقہ کے شہروں اور قلعوں کو فتح کر کے قبضہ کر لیا یہاں تک کہ فتوحات کرتے ہوئے قلعہ ہودب پر پہنچے، ہودب ہندوستان کے راجوں میں آخری راجہ اس علاقہ کا ہوا ہے، ہودب نے قلعہ پر چڑھ کر دیکھا کہ مسلمانوں کا لشکر میلوں میں پھیلا ہوا ہے، تو اس پر خوف چھا گیا، اور اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اسلام قبول کئے بغیر اب کوئی چارہ نہیں ہے مختصر یہ کہ وہ دس ہزار اشخاص کو لے کر سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا سلطان ممدوح کی زندگی میں اشاعت اسلام کا اس سے بہتر موقع شاید اس سے پہلے نہ ملا ہو کہ دس ہزار آدمیوں نے ایک نشست میں ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہو۔

ہودب سے اسلامی لشکر قلعہ گل چند کی طرف بڑھا۔ یہ راستہ نہایت خطرناک تھا۔ سیکڑوں کوس تک پانی بھرا ہوا تھا جس کی گہرائی معلوم نہ تھی۔ گل چند کو جب معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر ادھر آ رہا ہے تو اس نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں۔ لشکر مرتب کیا اور ہاتھیوں کی بڑی تعداد میدان میں لایا۔

معروف لشکر ادھر آ کر ٹھہرے تھے۔ درمیان میں پانی تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے لشکر کے ایک حصہ کو حکم دیا کہ پانی سے گذر کر دشمن پر حملہ کر دیا جائے اور جنگ میں الجھائے رکھا جائے تاکہ لشکر دوسری جانب متوجہ نہ ہو سکے، چنانچہ حکم کے مطابق مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ جب گھمسان کا رنگ پڑنے لگا تو سلطان محمود نے لشکر کی معقول تعداد کو ساتھ لیا اور گل چند کے قلعہ کا مختصر زمین راستہ اختیار کیا دشمنوں کو سلطان ممدوح کی اس کارروائی کا پتہ نہ چلا اور سلطان نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور پھر دشمن کے عقب پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کی فوج دونوں جانب سے گھر گئی اور جب دونوں جانب سے سخت دباؤ پڑا تو فوج کا بڑا حصہ پانی میں گر گیا، اور ڈوب گیا، اور بے شمار سپاہی مارے گئے۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس معرکہ میں گل چند کے تقریباً پچاس ہزار آدمی قتل و غارت ہوئے۔

گل چند نے جب دیکھا کہ سلطانی لشکر سے اب نجات ناممکن ہے تو اول اس نے اپنی بیوی کو قتل کیا اور پھر خود بھی خودکشی کر لی۔ اور سلطان محمود نے اس کے سارے مال پر قبضہ کر لیا بعض مورخین کا بیان ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے قلعہ گل چند سے بے شمار مال غنیمت پایا تھا۔

سلطان محمودؒ نے کشمیر پر دوسرا حملہ ۴۱۲ھ میں کیا تھا بعض مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ اس حملہ میں صرف قلعہ لوہ کوٹ پر قبضہ کیا گیا تھا کہ سخت سردی پڑنے لگی، اور بعض کہتے ہیں کہ قلعہ لوہ کوٹ محاصرہ میں تھی کہ سخت سردی کے سبب فوج کو پریشان کر دیا۔ سلطان نے مجبور ہو کر محاصرہ اٹھا لیا اور غزنی کی طرف روانہ ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ واپسی میں راستہ میں اس قدر پانی بھرا ہوا تھا کہ سلطانی لشکر کے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور بہت سے برف باری اور سردی سے ہلاک ہوئے، دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ لشکر راستہ بھول گیا، اور سخت مصائب اٹھا کر غزنی واپس پہنچا۔

مورخین کا بیان ہے کہ کشمیر کے دوسرے سفر میں سلطان محمود غزنوی کو اتنا مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا تھا کہ ساری زندگی میں کبھی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا۔

## متھرا اور قنوج کے معرکے

جن راجوں نے پشاور کی جنگ میں انند پال کو مدد دی تھی ان میں قنوج کا راجہ بھی تھا، سلطان محمود غزنوی نے پنجاب اور غزنی کے قریب کے مقامات کو فتح کر کے جو غزنی حکومت کے استحکام کے لئے ضروری چیز تھی، ان راجوں کی طرف توجہ کی اور سب سے پہلے اس نے شمالی ہند کے سب سے مشہور شہر قنوج کے راجہ سے معاملہ کو صاف کر لینا چاہا۔

قنوج راجہ ہرش کے عہد میں ساتویں صدی عیسوی کا نصف

اول جس ہندوستان کا دارالسلطنت تھا، اور اس وقت سے برابر ترقی کر رہا تھا۔ سلطان محمود غزنویؒ کے عہد میں شمالی ہند کا سب سے بڑا شہر قنوج کو مانا جاتا تھا جس کی نسبت مورخین کا بیان یہ ہے کہ شہر کی وسعت میلوں میں تھی، اور لاکھوں روپے کا کاروبار یہاں ہوتا تھا۔

سنہ ... کے موسم بہار میں سلطان محمود غزنویؒ ایک لاکھ دس ہزار سپاہیوں کو غزنی سے لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ پنجاب کے جنگلوں اور دریاؤں کو عبور کیا، اور جمنا کے کنارے میرٹھ کے قریب پہنچ گیا چند روز آرام کیا اور پھر جمنا کو عبور کرکے بلند شہرعہ پہنچا، جہاں راجہ ہردت کی حکومت تھی، تاریخ فرشتہ کا بیان تو یہ ہے کہ راجہ ہردت راجدھانی چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا، اور قلعہ بلند شہر کے سرکاری ملازموں نے دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پر سلطان محمود سے صلح کرلی تھی۔ لیکن دوسرے مورخین نے یہ بتایا ہے کہ راجہ ہردت نے سلطان محمود غزنوی کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اپنے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ سلطان محمود کے ہاتھ پر حلقۂ اسلام میں داخل ہوگیا تھا۔ اور یہی روایت درست اور قرین قیاس ہے۔

بلند شہر سے روانہ ہوکر سلطانی لشکر متھرا پہنچا، اس زمانہ میں متھرا کو ایک خاص عظمت حاصل تھی، اور وہاں قابل دید عمارات تھیں۔ تاریخ فرشتہ میں ہے کہ متھرا کرشن جی کی پیدائش کی جگہ ہونے کے سبب بڑا باعظمت خیال کیا جاتا تھا، اور ہندوؤں کے نزدیک چونکہ کرشن جی خدا کے خاص اوتار ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ خدا ان کے جسم میں حلول کر گیا ہے، اس لئے ان کی پیدائش کا مقام یقیناً قابل عظمت ہے۔

عام مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ غزنوی لشکر متھرا میں داخل ہوا تو وہاں کی شاندار عمارات کو دیکھ کر دنگ رہ گیا اور شہر کو لوٹ لیا یعنی جو زر و جواہر شہر کی عمارتوں اور مندروں میں سے ان کو بلا مقابلہ ملے، انہوں نے ان پر قبضہ کرلیا اور جس مقام پر ان سے مقابلہ کیا گیا، وہاں زبردستی نقد جواہر اور ضرورت کی چیزوں کو چھین لیا گیا۔

سلطان محمود غزنوی رح کے اس لشکر میں وحشی ترکوں کی کافی تعداد تھی جو رضاکارانہ طریق پر بلا تنخواہ جہاد میں شرکت کے لئے آئی تھی۔ اگر ان مورخوں کے بیان کو قومی عصبیت اور سیاسی مصالح سے پاک خیال کرلیا جائے اور صحیح مان لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ متھرا میں جو غارت گری وقوع میں آئی وہ انہیں ترکوں کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی، اور جن مندروں کی عمارتوں یا مورتیوں کو نقصان پہنچا تھا، وہ انہیں ترکوں کے ہاتھوں ایسی حالت میں پہنچا تھا جبکہ ان کا مقابلہ کیا گیا تھا۔ اگر متھرا کے لوگ ان وحشی ترکوں کا مقابلہ نہ کرتے، یا ان کو مذہبی اشتعال نہ دلاتے، یا ان کو ناپاک الفاظ سے مخاطب نہ کرتے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہ تو عمارات کا انہدام ہوتا اور نہ مناور کو کوئی گزند پہنچتا۔ ہمارا یہ یقین واقعات پر مبنی ہے۔ ہندوستان میں جب کبھی کوئی قومی یا مذہبی فساد ہوتا ہے، عام عمارات کے ساتھ مذہبی عمارتیں بھی چشم زخم سے نہیں بچتیں اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ اقوام نے خود اپنی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کو نقصان پہنچایا ہے، جیسا کہ قرامطہ اور بعض ہندو اقوام کے واقعات تاریخوں میں ثبت ہیں۔

تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ متھرا اس زمانہ میں دہلی کے ماتحت تھا ممکن ہے دہلی کے ماتحت اس عظیم الشان تجارتی شہر میں نائب حکومت یا جاگیردار دہلی کے ماتحت کافی فوج رہتی ہو اور وہاں کے حاکم نے مسلمانوں سے کچھ مقابلہ کیا ہو یا کم از کم شہر پر قبضہ دینے میں اس نے کچھ مزاحمت کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو وحشی ترکوں کے مذہبی جوش کو پھر کون روکنے والا تھا، اور انہوں نے جو کچھ کیا

۳۱ تھا اشتعال اور مذہبی جوش کی بنا پر کیا تھا۔

بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ سلطان محمود غزنویؒ قنوج سے واپس ہوکر متھرا پہنچے تھے۔ یعنی قنوج سے واپسی میں متھرا پر قبضہ کیا گیا تھا جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب متھرا کے راجہ کو یہ معلوم ہوا کہ قنوج کے راجہ نے اطاعت قبول کرلی ہے تو اس نے بھی اطاعت قبول کرلی، لیکن اتفاق یہ پیش آیا کہ جب سلطانی لشکر متھرا میں داخل ہونے لگا تو ہندو لشکر نے مزاحمت کی اور اس پر فریقین کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ سلطان محمود نے اس اتفاقی حادثہ کو بغاوت یا راجہ کے فریب پر محمول کیا اور شہر کو لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ سلطانی لشکر نے تین روز تک متھرا کو لوٹا اور زر نقد میں سے جتنا ہاتھ لگا سب پر قبضہ کرلیا لیکن مناور کو ہاتھ نہیں لگایا، اس لئے کہ مندروں کی عمارتیں بے حد عمدہ اور خوب صورت تھیں، اور پھر ہندو ان کو مقدس خیال کرتے تھے۔ متھرا کے راجہ کو جب اس کی خبر پہنچی کہ اس کی ماتحت فوج نے سلطانی لشکر سے مقابلہ شروع کردیا ہے، تو اس نے بدعہدی کے خوف سے معہ اپنی رانیوں کے خودکشی کرلی۔

متھرا کو فتح کرکے سلطان محمودؒ قنوج کی طرف متوجہ ہوئے راستہ میں متعدد چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کیا، جن میں قلعہ منج یا مونج بھی تھا۔ سلطان پندرہ روز اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہا

---

عہ بلند شہر کا قدیم نام برن ہے جس کو راجہ برن نے آباد کیا تھا اصل میں یہ ایک بڑا قلعہ تھا اور شہر اسی کا باڑی۔ اب قلعہ کا نام و نشان باقی نہیں رہا ہے۔ سلطان محمود غزنویؒ کی آمد کی یادگار میں ایک انگریزی کتبہ تحصیل کے سامنے نظر پڑتا ہے، جو غالباً انگریزی عہد حکومت میں لگایا گیا ہے۔ مولف

عہ ترک وسط ایشیا صفحہ ۱۶۲ مولف

رہا، جب قلعہ کے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ محفوظ نہیں رہ سکتا تو انہوں نے اول اپنی عورتوں کو قتل کیا اور پھر خود آگ روشن کرکے اس میں جل مرے، اور بعض اشخاص نے مسلمانوں سے مقابلہ بھی کیا اور اسی میں مارے گئے اور قلعہ پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔

متھرا میں بیس روز قیام کرکے سلطان محمود قنوج کی طرف بڑھے، اس زمانہ میں وہاں کا راجہ راجیہ پال تھا، بعض مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی رح کی آمد کی خبر پاکر راجیہ پال راجدھانی چھوڑ کر بھاگ گیا، اور مسلمانوں نے قنوج پر قبضہ کر لیا چند روز بعد راجیہ پال واپس آیا، اپنی گردن میں سلطان محمود رح کی اطاعت کا حلقہ ڈالا اور باجگذار بن گیا۔ اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ جب راجیہ پال نے سلطان محمود کی آمد کی خبر سنی اور اپنے آپ کو اسلامی لشکر سے مقابلہ میں عاجز پایا تو شہر سے باہر نکل کر سلطان محمود کا استقبال کیا۔ عزیز مہمان کی طرح شہر میں لایا تین روز تک خوب خاطر و مدارات کی اور پھر خراج کی ادائیگی اور اطاعت و وفاداری کا عہد و پیمان کرکے سلطان محمود کو رخصت کر دیا، اور گراں قدر تحائف نذر کئے۔ مشہور انگریز مورخ بشریج لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں قنوج کمال رونق پر تھا۔ اس میں اس قدر دولت تھی جس کا حد و حساب نہیں۔ یہاں کا راجہ اکثر مہاراجہ ادھیراج کے لقب سے ممتاز ہوتا تھا، اس کا دربار شاندار تھا۔ جب محمود قنوج کے قریب

۲۲ پہنچ گیا تو راجہ نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ اس پر محمود اس کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا، بلکہ اس کا دوست بن گیا اور تین دن قیام کرکے وہاں سے رخصت ہوا۔

## راجہ کالنجر کی تادیب

ہندوستان کے جن راجوں کو جمع کرکے انندپال نے پشاور میں سلطان محمود غزنوی رح سے جو جنگ کی تھی، اس میں کالنجر کا راجہ بھی شامل تھا، اس کا یہی جرم سلطان محمود غزنوی کے اوپر حملہ آور ہونے کے لئے کافی تھا کہ اس نے ایک اور بڑے جرم کا ارتکاب کیا یعنی جب سلطان محمود غزنوی قنوج کے حکمراں راجیہ پال سے عہد مودت و پیمان اطاعت باندھ کر غزنی کو واپس ہوا تو پنجاب کے راجہ جے پال کی سازش و اعانت سے کالنجر کے راجہ نے قنوج پر محض اس حیلہ سے چڑھائی کر دی کہ اس نے سلطان محمود سے صلح کیوں کی۔

قنوج کے حکمراں راجیہ پال اس زمانہ میں اتنا کمزور تھا کہ مقابلہ کا انتظام نہ کر سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ کالنجر نے قنوج پر قبضہ کر لیا اور راجیہ پال کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ راجہ کالنجر کے ساتھ اس مہم میں گوالیار کا راجہ بھی شامل تھا۔

سلطان محمود غزنوی رح کو جب یہ اطلاع ملی کہ ہندو راجوں نے اس کے دوست اور باجگذار راجہ راجیہ پال کو مار ڈالا ہے، اور اس کی راجدھانی پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ ان راجوں کی اس ناشائستہ حرکت سے غضب ناک ہو گیا اور اپنے دوست راجیہ پال کے قتل کا اس کو سخت افسوس ہوا، فوراً اس نے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور ۴۱۳ھ میں وہ لشکر جرار لے کر قنوج کی طرف روانہ ہوا۔

پنجاب کے راجہ جے پال دوم نے چونکہ اپنے باپ انندپال کے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کی تھی اور باجگذار ہونے کے باوجود راجہ کالنجر کو مدد دے کر سلطان محمود غزنوی رح کے دوست راجیہ پال کو قتل کرڈالا تھا، اس لئے سلطان ممدوح نے سب سے پہلے جے پال دوم کے معاملہ کو ہمیشہ کے لئے صاف کر لینے کا ارادہ کر لیا۔

لشکر اسلام پشاور سے آگے بڑھا تھا کہ جے پال دوم نے اس کو اپنی طاقت سے روکنا چاہا۔ سلطان محمود رح نے پوری قوت سے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کو دھکیلتے ہوئے لاہور لے گیا لاہور پہنچ کر سلطان محمود نے لشکر کفار کو محاصرہ میں لے لیا اور راجہ جے پال دوم کو گرفتار کر لیا اور لاہور پر قبضہ کرکے پنجاب کے سارے علاقہ کو سلطنت غزنی میں شامل کر لیا اور جے پال دوم کو غزنی بھجوا کر قید کر دیا۔[ع]

چونکہ اب کی مرتبہ سلطان محمود غزنوی رح نے پنجاب کو غزنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا، اس لئے لاہور کو پنجاب کا دارالسلطنت قرار دیا اور اپنا نائب مقرر کر دیا، گویا پنجاب غزنی کا ایک صوبہ بن گیا یہ پہلا موقع تھا کہ ہندوستان میں ایک باقاعدہ اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی۔ بعض مورخین نے بتایا ہے کہ سلطان محمود غزنوی رح پنجاب کا سب سے پہلا حاکم اپنے محبوب و وفادار غلام ایاز کو بنایا اور حکم دیا کہ شہر کو از سر نو آباد کیا جائے۔

پنجاب سے سلطان محمود غزنوی قنوج کی طرف روانہ ہوئے کالنجر اور گوالیار کے راجوں نے راجیہ پال کو قتل کرکے اس کے بیٹے ترلوچن پال کو تخت پر بٹھا دیا تھا، قنوج پہنچ کر سلطان محمود رح نے اول وہاں کا انتظام کیا اور پھر کالنجر کی طرف روانہ ہوا۔

کالنجر کا راجہ اس وقت چندیل خاندان کا تھا، جس کا نام مورخین نے گنڈا[سے] بتایا ہے۔ گنڈا نے محمود سے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جمع

---

عہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جے پال دوم کو کالنجر سے واپسی میں قید کیا تھا اور اپنے ساتھ محمود غزنی لے گیا تھا، اور بعض کا بیان یہ ہے کہ جے پال دوم پر ایک سال بعد حملہ ہوا تھا اور سلطان محمود سارے پنجاب پر قبضہ کرکے غزنی میں شامل کر لیا تھا ۱۲ مولف۔

عسہ لاہور کی فصیل اور قلعہ ابتدا میں ایاز ہی نے تعمیر کرایا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی عمارتیں ایاز نے بنوائی تھیں۔ بعض مورخین نے یہ بھی بتایا ہے کہ اسی زمانہ میں مشہور بزرگ حضرت مخدوم علی ہجویری معروف بہ "داتا گنج بخش" جن کا مزار لاہور میں ہے، پنجاب میں تشریف لائے تھے، اور پھر لاہور میں قیام کیا تھا۔ ۱۲ مولف

سہ تاریخ فرشتہ میں نندا یا نندرائے نام لکھا ہے۔ ۱۲ مولف

کر لیا تھا جس میں پانچسو اسی ہاتھی تھے، سلطان محمود نے ہندو لشکر کا مقابلہ پوری قوت سے کیا۔ ابتدا میں ہندوؤں کا پلہ بھاری رہا لیکن جب محمودؒ نے خود میدان میں پہنچ کر فوج کو للکارا اور جوش دلاکر ایک سخت حملہ کیا تو راجہ گنڈا نے ہمت ہاردی اور فوج کا ایک حصہ ساتھ لے کر بھاگ گیا۔ اور بعض مورخین نے بتایا ہے کہ کالنجر کے مشہور قلعہ میں چلا گیا، اور دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا اور سلطان محمود غزنوی ہندوؤں کے تمام سازوسامان زر وجواہر، سونا چاندی اور ہاتھیوں کو لے کر غزنی چلا گیا۔

کسی مستند ذریعہ سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ راجہ گوالیار کے خلاف سلطان محمودؒ نے یہ کارروائی کی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی فوج کشی میں سلطان محمودؒ نے گوالیار کے خلاف بھی لشکر کشی کی تھی، اور قرین قیاس یہ ہے کہ راجہ گوالیار نے خراج قبول کرکے غزنی حکومت کی ماتحتی منظور کرلی تھی۔

کالنجر کا معاملہ صرف اسی ایک حملہ سے طے نہیں ہوا۔ بلکہ سلطان محمودؒ کو ۴۱۴ھ میں دوبارہ کالنجر پر حملہ کرنا پڑا۔ اس لئے کہ سلطان محمود کی واپسی کے بعد راجہ گنڈا پھر واپس آگیا تھا، اور سلطان کے نظام کو درہم برہم کرکے اپنا اقتدار قائم کرلیا تھا۔ سلطان دوبارہ فوج لے کر کالنجر کی طرف بڑھے۔ راجہ گنڈا اس لشکر کی خبر پاکر پھر قلعہ میں چلا گیا اور سلطان محمود غزنوی نے آگے بڑھ کر قلعہ محاصرہ میں لے لیا۔

راجہ گنڈا نے محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی درخواست پیش کی اور سلطان محمودؒ نے کافی زرِ نقد خراج میں لے کر اس سے صلح کرلی۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسی سال کی فوج کشی میں گوالیار کا معاملہ بھی طے ہوا، اور اس نے بھی راجہ گنڈا کی طرح سلطان سے مصالحت کرلی۔

## سومنات کی مشہور جنگ

سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملوں میں سومنات کے حملہ کو انتہا درجہ کی اہمیت دی جاتی ہے، بظاہر اس کی اہمیت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ ہندوستان کے تمام مشہور راجے چونکہ اس مہم میں اپنی پوری قوت سے شریک ہوتے تھے اور اپنے مقصد میں ناکام رہے تھے، اس لئے اس کی اہمیت اُن تمام معرکوں سے زیادہ ہوگئی تھی۔

سلطان محمود غزنویؒ نے سومنات پر کیوں حملہ کیا؟ مورخین نے اس کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں۔ بعض نے تو یہ بتایا ہے کہ سومنات کے اطراف میں ۲۷ ہندو راجے تھے اور گجرات کا علاقہ ان راجوں میں بٹا ہوا تھا، جب پنجاب۔ قنوج، کالنجر، گوالیار اور دہلی کے راجوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی طاقت بڑھتی جاتی ہے اور وہ اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف ہیں، اور جن ہندو راجوں نے ان سے مقابلہ کیا ہے، وہ ناکام رہے ہیں تو انہوں نے گجرات کے مشہور مندر سومنات کی طرف توجہ کی۔ مندر کے پجاریوں کو بتایا کہ مسلمان ہندو مذہب کا خاتمہ کردینا چاہتے ہیں، مناسب ہے کہ پوری قوت سے ان کا مقابلہ کیا جائے۔ پجاریوں نے کوشش شروع کی اور بہت تھوڑے عرصہ میں گجرات کے اندر مسلمانوں کے خلاف عام جوش و خروش پیدا ہوگیا۔ گجرات کے تمام ہندو راجے بھی اس مذہبی جنگ کے لئے تیار ہوگئے، اور صفِ مقابلہ آراستہ ہونے لگی۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ ہندوستان کے شکست خوردہ راجوں نے مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ سلطان محمود غزنویؒ کو گجرات کے میدان میں سمندر کے کنارے ایک ایسی جنگ میں الجھا دینا چاہیئے کہ وہ اس سے اپنا پیچھا نہ چھڑا سکے، اور مدت دراز تک دارالسلطنت سے دور اپنی حکومت کی فوج کو کٹواتا رہے یہاں تک کہ اس کی طاقت فنا ہوجائے۔

بعض مستند ذرائع سے سومنات کی جنگ کا ایک اور سبب بھی معلوم ہوا ہے، جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ مختصر یہ کہ سلطان محمود غزنوی کو یہ اطلاعات پہنچیں تو اس نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں، اور ہندوؤں کے خیالات کو پیش نظر رکھ کر اس نے بھی اس جنگ کو خالص مذہبی جنگ یا جہاد قرار دے دیا۔ اس کا اعلان ہونا تھا کہ اطراف و جوانب سے بے شمار مجاہدین اسلام شاہی لشکر میں شرکت کے لئے فراہم ہوگئے۔

سومنات اور سومناتھ کی تاریخی جنگ کے حالات ریاست جوناگڈھ کی تاریخ مولفہ شیخ غلام محمد صاحب میں، نہایت تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ ہم انہیں کو مناسب اصلاح کے ساتھ یہاں درج کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔

**سومناتھ مندر کی کیفیت** | جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے دکن جانب سمندر کے کنارے سومناتھ پٹن نامی شہر آباد ہے۔ اس شہر میں ایک مندر ہے جس کو سومناتھ یا سومیسر کہتے ہیں۔ اس مندر کے علاوہ دو مقام اور بھی ہندوؤں کے نزدیک اس شہر میں متبرک سمجھے جاتے ہیں تربینی[۵] اور دیہوت سرگ[۶]۔

اس مندر کی اصل حقیقت ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں یہ بتائی گئی ہے کہ سوم یعنی چاند کے نکاح میں دکش نامی رشی کی ۲۷ لڑکیاں تھیں، جن میں سے صرف ایک ہی مسماۃ روہنی کے ساتھ سوم کو زیادہ محبت و دلچسپی تھی۔ سوم کے اس طرز عمل کو دیکھ کر بقیہ تمام لڑکیوں نے باپ سے اس کی شکایت کی۔ دکش رشی نے سوم کو سمجھایا کہ تم کو سب کے ساتھ یکساں محبت کرنی چاہیئے۔ مگر اس نصیحت کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ مجبور ہوکر دکش نے سوم کے

---

[۵] تربینی وہ مقام ہے جہاں سرستی۔ ہیرن اور کپیلہ تینوں ندیاں باہم مل گئی ہیں ۱۲۔

[۶] دیہوت سرگ کرشن جی کی قتل گاہ ہے ۱۲۔

حق میں بد دعا کی، اور سوم اس بد دعا سے دق کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

سوم اس بیماری سے نجات پانے کی آرزو سے کہ بہت سے تیرتھوں میں گیا۔ مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی، اور مرض سے شفا حاصل نہ ہو سکی۔ مجبور ہو کر سوم پربھاس پٹن میں آیا اور شیو کی تپسیا میں پوری توجہ سے مشغول ہوا۔ اور برابر تپسیا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شیو اس کی تپسیا سے خوش ہوا۔ اور دکش کی بد دعا کا اثر کم ہو کر اتنا رہ گیا کہ پندرہ روز میں وہ جس قدر گھٹتا دوسرے پندرہ دنوں میں وہ اسی قدر بڑھ جاتا۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہا۔

مختصر یہ کہ جب سوم کو مرض سے نجات مل گئی تو اس نے شیو کے لنگ پر طلائی مندر بنوا کر سومناتھ اس کا نام رکھا۔ سوم کے بعد راون نے نقرئی اور اس کے بعد کرشن نے چوبی اور پھر سب کے بعد بھیم دیو راجہ انہل واڑہ نے اپنے عہد میں اسی لنگ پر سنگی مندر تعمیر کرایا۔

اسی مندر پر سلطان محمود غزنوی رح کا حملہ ہوا تھا۔ کرنل واٹسن نے سومناتھ مندر کی نسبت یہ قیاس کیا ہے کہ چندر بنسی خاندان میں کوئی راجہ سومراج نامی ہوا ہوگا جس نے یہ مندر تعمیر کرایا ہوگا۔

بہر حال یہ مندر اور شہر دونوں بہت قدیم ہیں۔ ہندوؤں کے خیال کے مطابق گذشتہ تین جگوں (زمانوں) میں اس شہر کے مختلف نام رہے ہیں، جیسے چندر پربھاس۔ شیو پٹن۔ سوم پور دیو پٹن۔ پربھاس پٹن۔ سومناتھ پٹن اور بلاول پٹن۔ آخری دونوں نام کل جگ (موجودہ زمانہ) کے ہیں۔ ۴۲

پرانوں یعنی ہندوؤں کی مذہبی تاریخوں سے ثابت ہے کہ زمانہ قدیم سے یہ جزیرہ نما پانچ چیزوں کی وجہ سے مشہور رہا ہے ایک سومناتھ کا مندر دوسری دوارکا (جس میں شیو کا مندر ہے)

عہ البیرونی نے دق کی جگہ برص کا مرض لکھا ہے ۱۲۔

عہ سنسکرت میں پربھاس کے معنے روشن اور پٹن کے معنے شہر کے ہیں۔ ۱۲۔

عہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ نارائن بذات خود پیدا ہونے والا ہے اور نارائن کی قوت تین پر تقسیم ہوتی ہے ایک برہما (پیدا کرنے والا) دوسرا وشنو (پالنے والا) تیسرا شیو (فنا کرنے والا) ان تینوں میں شیو اور وشنو کا مندر ہوتا ہے اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ وشنو کے مندر میں مورت ہوتی ہے جس کی پرستش وشنو مند کرتے ہیں اور شیو کے مندر میں صرف لنگ ہی ہوتا ہے جس کی پرستش شیو مند کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک ہندوستان بھر میں صرف بارہ مقام ایسے ہیں جہاں یہ لنگ خود بخود برآمد ہوتے ہیں۔ مثلاً کاشی (بنارس) ہردوار۔ اجین وغیرہ وغیرہ۔ ۱۲

عہ سوم کے معنی چاند اور ناتھ کے معنی آقا یعنی چاند کا آقا ۱۲۔

تیسری گومتی ندی چوتھی حسین عورتیں پانچویں اصیل گھوڑے۔ یہ مقام جیسا مذہبی طور پر مقدس ہے، ویسا ہی تجارت اور دولت میں بھی مشہور تھا۔ جاتریوں کی طرح دور دور کے تاجر بھی یہاں آیا کرتے تھے، خصوصاً عرب تاجروں نے اس مقام میں دولت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اہل فرنگ (یورپ) میں سے یہاں بار بوسا اور مارکو پولو نے بھی اس کی آبادی۔ ترقی تجارت اور دولت مندی کی تعریف کی ہے۔

## حملے کے وقت مندر کی حالت

سلطان محمود غزنوی کے عہد میں چاند گہن اور سورج گہن کے وقت لاکھوں آدمی اس مندر میں پوجا کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ دس ہزار گاؤں اطراف کے راجوں نے مندر کے مصارف کے لئے وقف کر رکھے تھے، اور دو ہزار پجاری، پانچسو گائیں۔ تین سو گوئیے (جو مجرا کیا کرتے تھے) اس کے وظیفہ خوار تھے تین سو حجام اور آٹھ سو بھجن گانے والے ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ دو سو من وزنی سونے کی زنجیر میں مندر کا گھنٹہ لٹکا ہوا تھا، جو عبادت کے وقت اطلاع عام کے لئے بجایا جاتا تھا۔ لنگ (عضو تناسل) کے اشنان (غسل) کے لئے روزمرہ دریائے گنگ سے پانی آتا تھا، جو وہاں سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ مندر میں ۵۶ ستون تھے، اس زمانہ میں اگرچہ اس مندر کو کوئی خاص شہرت حاصل نہ تھی اور اطراف و جوانب کے لوگوں ہی تک اس کی قدر و منزلت تھی، لیکن محمود غزنوی رح کے حملہ نے اس کو عالمگیر شہرت کی عزت مرحمت فرمائی۔

## محمود نے سومناتھ پر حملہ کیوں کیا

سلطان محمود غزنوی رح نے سومناتھ پر کیوں حملہ کیا۔ اس کی نسبت مشہور مورخین ابن اثیر اور ابن خلدون وغیرہ کا بیان یہ ہے کہ ہندوؤں کے عقیدہ میں سومناتھ سارے بتوں کا بادشاہ ہے، اور تمام روحیں اجسام سے نکل کر سومناتھ ہی کے پاس جاتی ہیں، اور وہ ان کو دوسرے اجسام میں ڈال دیتا ہے، گویا تناسخ کا عمل درآمد سومناتھ کے قبضہ اختیار میں ہے۔

سومناتھ کی نسبت ہندوؤں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ سمندر کا مد و جزر یعنی اتار چڑھاؤ کا جو عمل ہوتا رہتا ہے، وہ سومناتھ کی عبادت کا عمل ہے۔

سلطان محمود غزنوی رح نے جب ہندوستان پر حملے شروع کئے اور ان مندروں کو جو سازش کا گڑھ تھے، سازشوں سے پاک کیا تو سومناتھ کے پرستاروں نے اپنے حلقوں میں یہ تبلیغ شروع کی کہ سومناتھ چونکہ ان بتوں سے ناخوش تھا، جن کے مندروں کو محمود غزنوی رح نے تباہ کیا ہے، اس لئے ان کی تباہی کا انتقام سومناتھ نے محمود غزنوی سے نہیں لیا مگر سومناتھ

عہ یہ تمام باتیں البیرونی سے ماخوذ ہیں ۱۲۔

انتقام لینا چاہتا تو چشم زدن میں محمود کو برباد کر دیتا اور اس تبلیغ سے مندروں اور مقامی پجاریوں اور راجوں کی غرض یہ تھی کہ عوام میں اطمینان و سکون رہے اور وہ سومناتھ کی طاقت پر بھروسہ کر کے محمود سے مقابلہ کے لئے تیار رہیں۔ ایک اور غرض اس تبلیغ سے یہ بھی تھی کہ خود محمود مرعوب ہو جائے اور ادھر کا قصد نہ کرے۔

سلطان محمود غزنوی کو یہ تمام اطلاعات خصوصاً آخری اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور فوراً لشکروں کو فراہم ہو جانے کا حکم دے دیا۔ اور دسویں شعبان المعظم ۴۱۶ھ کو لشکر خاص کے علاوہ تیس ہزار رضاکار اور بیس ہزار بار بردار اونٹ لے کر غزنی سے سومناتھ کی طرف روانہ ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نہر والا سے دیل واڑہ ہوتا ہوا سومناتھ آیا تھا، اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ نہر والا سے گھوگھا اور دیل واڑہ ہوتا ہوا چکر کھا کے کنارے کنارے محمود سومناتھ میں داخل ہوا۔ اس وقت دریا کن سے کا شمالی حصہ کھمبایت تک جیٹھوا راجپوتوں کے ماتحت تھا اور کھمبایت سے میانی تک چاوڑا راجپوت حکمراں تھے۔ منگرول سے مادھو پور تک واگھیلہ راجپوتوں کا راج تھا۔ نولی بندر سے مہوا تک جیٹھوا اور چاوڑہ راجپوت حکمراں تھے۔ مہوا سے گھوگھہ تک جنوبی ساحل پر دالا راجپوت اور کولیوں کی حکومت تھی وسط جزیرہ نما میں چوڑاسما خاندان کی عظیم الشان سلطنت تھی۔ غرض یہ کہ اطراف سومناتھ کے راجے اور ان کے علاوہ جزیرہ نما کے دوسرے راجہ اور گجرات کے سولنکی خاندان کا بڑا راجہ بھیم دیو وغیرہ ہم چھوٹے بڑے ملا کر ۲۷ تھے سلطان کی آمد آمد سن کر اپنے مذہبی جوش سے حمایت سومناتھ کے لئے اکثر پہلے سے اور بعض سلطان کے آنے پر فراہم ہو گئے تھے۔

**جنگ**

سومناتھ کا قلعہ نہایت محفوظ و مستحکم تھا، اس کے تین طرف دریا اور ایک جانب گہری خندق تھی، جس کا فتح کرنا بہت ہی دشوار تھا، جس وقت سلطان محمود کا لشکر قلعہ کے قریب پہنچا، ہندوؤں نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ چڑھ کر دیکھنا شروع کیا، اور ساتھ ہی مسلمانوں کو مخاطب کر کے طعن آمیز کلمات کہنے شروع کئے۔

سلطانی لشکر نے ایک دن قیام کر کے سفر کی تکان دور کی اور قلعہ کے میدان ہی میں رات گزاری۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی آفتاب عالمتاب نے سر نکالا اور ادھر سلطان محمود نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم دیدیا۔

دلاوران اسلام نے کمانیں سنبھالیں اور قلعہ پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ قلعہ والوں نے اسلامی لشکر کی مسلسل تیر

اندازی کو یکساں حالت میں پایا تو قلعہ کی فصیل خالی کر دی۔ اور اندر ہی اندر راستہ طے کر کے سومناتھ کے گرد جمع ہو کر نصرت و فتح کی دعا کرنے لگے۔

جب قلعہ کی فصیل خالی ہو گئی تو لشکر اسلام کے افسروں نے سپاہیوں کو حکم دیدیا کہ وہ سیڑھیوں اور کمندوں کے ذریعہ فصیل پر چڑھ جائیں۔ چنانچہ مسلمان فصیل پر پہنچ گئے، اور اللہ اکبر کے نعرے لگانا شروع کئے۔

مسلمانوں کو قلعہ کی فصیل پر پاکر اور اللہ اکبر کے نعرے سن کر راجپوتوں کے خون میں غیرت نے جوش مارا اور وہ یکبارگی فصیل کی جانب دوڑ پڑے اور بتر انداز مسلمانوں سے دست و گریبان ہو گئے۔ اور ایسا سخت و جانبازانہ حملہ کیا کہ مسلمانوں کو فصیل چھوڑنی پڑی۔ اتنے میں شام ہو گئی، اور دونوں لشکروں نے جنگ بند کر دی۔

تیسرے دن پھر پوری قوت سے مقابلہ شروع ہوا، اور دن بھر سخت جنگ ہوتی رہی۔ لیکن فتح و نصرت نے فریقین میں سے کسی کا ساتھ نہیں دیا اور شام کو جنگ بند ہو گئی۔

چوتھے روز دن نکلتے ہی فریقین نے گذشتہ دنوں سے زیادہ جوش سے کام لیا اور دونوں گتھ گئے۔ جنگ جاری تھی کہ چند راجوں نے باہم مشورہ کر کے مسلمانوں سے قلعہ کا محاصرہ چھڑانے کی یہ صورت اختیار کی کہ جس جانب جنگ جاری تھی، اس طرف سے لشکر کی ایک ۴۵
معقول تعداد علیحدہ کی، اور اس جانب سے کتراتے ہوئے دوسرے رُخ پر پہنچے، اور عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر کے مسلمانوں کو گھیر لینا چاہا۔ مگر سلطان محمود غزنوی جس کے ہمراہِ رکاب فتح و اقبال تھا، ان کی یہ چال سمجھ گیا، اور اس تدبیر کے جواب میں اپنے لشکر کے ایک حصہ کو بدستور مصروف جنگ چھوڑ کر باقی ماندہ فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور ان راجوں کے مقابلہ کے لئے اس طرف پہنچ گیا جس طرف وہ حملہ کرنے آرہے تھے۔

دونوں لشکروں کا مقابلہ اس سمت میں بھی شروع ہو گیا اور سخت جنگ ہونے لگی۔ اسی اثنا میں اطلاع ملی کہ راجہ بھیم والیٔ انہلواڑہ لشکر لے کر آگیا ہے۔ فوراً سلطان محمود نے اپنے لشکر کو مخاطب کیا اور جوش دلا کر لڑنے اور مارنے مرنے پر آمادہ کر لیا، لشکر آیا اور اس سے بھی جنگ چھڑ گئی۔ مسلمانوں نے جوش میں آکر راجہ بھیم کے لشکر پر ایسا سخت حملہ کیا کہ بھیم کے لشکر کے پانچ ہزار سپاہی پہلے ہی حملہ میں کھیت رہے۔ باقی فوج نے مسلمانوں کے یکبارگی حملہ کا یہ نتیجہ دیکھا تو اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور راجہ بھیم بھی تاب مقاومت نہ لاکر بھاگ نکلا۔

جو ہندو لشکر قلعہ کو بچانے کے لئے مسلمانوں سے لڑ رہے تھے انہوں نے جب راجوں کے لشکروں کی یہ درگت دیکھی تو وہ بھی گھبرا گئے اور سومناتھ کے قلعہ کی حفاظت سے منھ موڑ لیا

عہ جامع التواریخ ۱۲

اندر دریا کی جانب کے دروازوں سے نکل کر کشتیوں پر سوار ہوئے اور جس طرف منہ اٹھا ادھر چل دیئے۔

لشکر اسلام نے جب یہ حالت دیکھی کہ ہندو کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ رہے ہیں تو وہ بھی کشتیوں پر سوار ہو گئے اور مفروروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس تعاقب میں چار ہزار کے قریب ہندو مارے گئے اور بہت سے دریا میں غرق ہوئے۔ روضۃ الصفا کے مصنف کا بیان ہے کہ سومناتھ کی جنگ میں پچاس ہزار ہندو مارے گئے تھے۔

سلطان محمود غزنوی ؒ نے قلعہ سومناتھ پر قبضہ کر لیا جو پجاری مندر کے اندر تھے، سلطان کے خوف سے تھرا اٹھے لیکن سلطان نے ان کو علی حالہ ان کی جگہ پر برقرار رکھا اور کوئی سختی ان پر نہیں کی۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود ؒ سومناتھ سے کافی دولت اپنے ساتھ غزنی لے گیا تھا، ممکن ہے یہ درست ہو ایک بڑے انگریز مورخ کا بیان تو یہ ہے کہ سلطان جو دولت مندروں سے لے گیا تھا، اس کو اپنے خزانہ میں داخل نہیں کیا بلکہ اس کو رفاہ عام کے کاموں یعنی تعلیم وغیرہ میں صرف کر دیا تھا۔

غزنی واپس ہوتے ہوئے سلطان محمود غزنوی رح نے سمصاخان نامی ایک شخص کو سومناتھ پٹن کا حاکم مقرر کر دیا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد راجا توم کے راجپوتوں نے پھر اس پر ۴۰
اپنا قبضہ کر لیا۔

سومناتھ اور اس کی جنگ کی مختصر کیفیت بیان کرنے کے بعد ہمارا تاریخی فرض یہ بھی ہے کہ ہم ان باتوں کو بھی مختصر طور پر لکھ دیں جو بعض دوسری تاریخوں میں درج ہیں اور ان کی غلط بیانی کی اصلاح بھی کر دیں۔

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ سومناتھ کرشن جی کے عہد سے ہندوؤں کی عبادت گاہ ہے، اور کرشن جی اسی مقام پر پہنچ کر غائب ہو گئے تھے۔ اس مندر کی نسبت ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ ارواح اجسام سے جدا ہو کر سومناتھ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں، اور وہ جس روح کو جس بدن کے مناسب سمجھتا ہے اس میں ڈال دیتا ہے، یعنی تناسخ یا اواگون کا عمل مدار سومناتھ کے اختیار میں ہے۔

سلطان محمود غزنوی دس شعبان ۴۱۶ھ کو لشکر جرار لیکر غزنی سے روانہ ہوئے، اور ۱۵ رمضان کو شہر ملتان میں داخل ہوئے۔ اگلا سفر چونکہ دشوار گذار تھا، اس لئے سلطان نے فوجی افسروں کو حکم دیا کہ جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام کر لیں، اور کافی مقدار میں پانی ساتھ لے لیں، چنانچہ بیس ہزار اونٹوں پر جو ساتھ تھے ہر قسم کا ضروری سامان لاد لیا گیا، اور ملتان سے لشکر آگے بڑھا۔ خشک میدانوں اور بے آب و گیاہ جنگلوں کو طے کر کے سلطانی لشکر اجمیر پہنچا۔ اجمیر کا راجہ چونکہ کمزور تھا اس لئے اس نے مقابلہ نہیں کیا سلطانی سپاہ کو راستہ دیدیا اجمیر سے روانہ ہو کر سلطان نے راستہ میں متعدد قلعے فتح کئے اور مقام نہروالہ پر پہنچ گئے جو گجرات کا مشہور مقام تھا۔

نہروالہ سے سلطانی لشکر نے پھر ضروری سامان اونٹوں پر بار کیا اور سومناتھ کی طرف بڑھا اور چند روز میں سومناتھ پہنچ گیا، دیکھا کہ ایک سربفلک قلعہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کا پانی قلعہ کی دیواروں سے ٹکرا رہا ہے۔ سلطانی لشکر نے قلعے کے سامنے میدان میں قیام کیا، اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

سومناتھ کی فصیل پر ہزاروں کی تعداد میں ہندو کھڑے ہوئے سلطانی لشکر کو دیکھ رہے تھے، اور بلند آواز سے پکار پکار کر کہتے تھے۔

"ہمارا معبود (معاذ اللہ) سومناتھ تمہیں یہاں لایا ہے، تاکہ تم سب کو یکبارگی ہلاک کر دے اور جس طرح تم نے ہندوستان کے بتوں کے سر اور پاؤں توڑے ہیں، اسی طرح تمہارے سروں اور پاؤں کو توڑے"۔

دوسرے دن، اسلامی لشکر نے تیر و کمان سنبھالے، اور قلعہ سومناتھ کی فصیل پر جو ہندو سپاہی مدافعت کے لئے تیار کھڑے تھے، تیر برسانے شروع کئے، مسلمانوں کی تیر بازی نے جب شدت اختیار کر لی اور ہندو سپاہی کافی تعداد میں مقتول و زخمی ہو گئے تو وہ فصیل سے اتر گئے اور سومناتھ کے بت کے سامنے حاضر ہو کر مدد طلب کی، مسلمانوں نے جب دیکھا کہ قلعہ کی فصیل خالی ہے تو انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور قلعہ کی دیوار پر سیڑھیاں لگا کر اور کمندیں ڈال کر چڑھ گئے، اور بلند آواز سے غلغلۂ تکبیر بلند کیا۔ ہندو سپاہیوں کو یہ دیکھ کر کہ مسلمان قلعہ کی فصیل پر چڑھ آئے ہیں غیرت آئی، اور انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ شام تک خونریز جنگ جاری رہی، آخر آفتاب غروب ہو گیا اور فریقین اپنے اپنے مقام پر واپس چلے گئے۔ تیسرے دن بھی سخت جنگ ہوئی اور اطراف و جوانب کے تمام راجوں نے اپنے اپنے لشکروں سے مسلمانوں پر حملہ کیا لیکن آج بھی جنگ کا فیصلہ کسی کے حق میں نہ ہو سکا۔

چوتھے روز قلعہ کے باہر سخت جنگ ہوئی۔ ہندوؤں نے کئی جگہ سے مسلمانوں کو گھیر لینے کی کوشش کی، لیکن سلطان محمود غزنوی کی مہارت جنگ نے اُن کی تدبیروں کو کامیاب نہ ہونے دیا، جنگ پوری شدت سے جاری تھی اور ہندو جان کی بازی لگا کر پوری ہمت سے لڑ رہے تھے کہ یکایک ہندوؤں کی

عــہ بعض کی روایت یہ ہے کہ اس مقام پر کرشن جی کو قتل کیا گیا تھا۔ ۱۲ مولف

سلطنت حملہ نے مسلمانوں کے قدم ڈگمگا دیئے۔ سلطان محمودؒ نے یہ حالت دیکھی تو پریشان ہوگیا اور فوراً خلوت گاہ میں پہنچ کر شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا عطا کیا ہوا خرقہ ہاتھ میں لیا اور سجدہ میں گر کر درگاہ رب العزت میں مدد کی التجا کی۔

دعا کے بعد سلطان مطمئن حالت میں لشکر کے اندر آیا اور دیکھا کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے، اور ہندو لشکروں میں اضطراب پیدا ہوگیا ہے، تو اس نے آگے بڑھ کر لشکر کو للکارا اور ایک اور جانبازانہ حملہ کا حکم دے دیا۔ ادھر مسلمانوں نے اپنا آخری پرجوش حملہ شروع ہی کیا تھا کہ ہندو راجوں کے لشکروں میں ابتری پھیل گئی، اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے، اور چند لمحوں کی کوشش میں مسلمانوں کا قبضہ سومناتھ پر ہوگیا۔

سلطان محمود غزنویؒ نے ہندو لشکروں کا دریا میں دور تک تعاقب کیا اور اس کی بڑی تعداد کو دریا میں غرق کر دیا جب اس طرف سے اطمینان ہوگیا تو اس نے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دے دیا، اور خود خاص سواروں کی جماعت کو لے کر قلعہ کے اندر داخل ہوا، اور وہاں کی تمام عمارات کی سیر کی، پھر بت خانہ میں گیا یہ ایک عریض و طویل جگہ تھی، اور ۵۶ مرصع ستونوں پر اس کی چھت تھی، اور سومنات ایک بت تھا پتھر سے تراشا ہوا، اور اس کا طول پانچ گز تھا، دو گز زمین میں دبا ہوا اور تین گز زمین کے اوپر جیسے ہی سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ میں آکر ایک گرز اس زور سے اس کے منہ پر مارا کہ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

بُت خانہ سومناتھ پر سلطان محمودؒ کے حملہ آور ہونے کی ایک اور وجہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنے سفرنامہ ہندوستان میں لکھی ہے، جو اگرچہ اس وقت تک کسی تاریخ میں ہماری نظر سے نہیں گذری ہے لیکن دلچسپ ہونے کے اعتبار سے ہم اس کا اندراج اس موقعہ پر مناسب سمجھتے ہیں۔ لکھی ہے یہ روایت خواجہ صاحب نے سومناتھ یا گجرات یا بمبئی میں کسی بڑی رسیدہ انسان سے سنی ہو یا ان مقامات میں سومناتھ کے متعلق جو روایات عام طور پر مشہور ہیں اور نسلاً بعد نسل اُن کا سلسلہ چلا آتا ہے، یہ روایت بھی انہیں میں سے ہو۔

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سومناتھ کا راجہ جب تک ایک مسلمان کو مورت کے سامنے قربان نہ کر لیتا تھا مسواک نہ کرتا تھا، اس لئے مسلمانوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر لایا جاتا تھا۔ ان دنوں کچھ مسلمان تجارت کیلئے ان علاقوں میں آگئے تھے بندی نامی ایک بڑھیا مسلمان تیلن کا جوان بیٹا بھی ہندوؤں نے بت پر قربان کر دیا۔ غریب بڑھیا لڑکے کے غم میں حضرت منگلوریؒ شاہ

ف مورخین میں تحقیق و اعتماد کا جو مرتبہ ابن خلدون اور طبری کو حاصل ہے، آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا، اور یہ مورخ فرشتہ کے مصنف سے بہت پہلے کے ہیں۔ پھر البیرونی وہ شخص ہے جس نے محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان کا سفر کیا ہے، عرصہ دراز تک ہندوستان میں رہا ہے، اور ہندوستان کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے تحقیقاً کرکے یا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھا ہے۔ یہ تمام مذکورہ بالا مورخ بتاتے ہیں کہ سومناتھ کا بت ایک ان گھڑ پتھر تھا، اس میں منہ ناک وغیرہ کچھ نہ تھا معلوم نہیں تاریخ فرشتہ نے سومناتھ کا منہ کہاں دیکھ لیا جس کا ذکر کیا ہے، اور یہ غلط بیانی اس نے کیوں کی، اور اس غلط بیانی کو نبھانے کے لئے کیوں یہ قصہ گڑھا کہ سومناتھ کے جسم کے اندر سے جواہرات برآمد ہوئے۔ یہ تمام امور بتاتے ہیں کہ تاریخ فرشتہ کے مصنف کو ممکن ہے اہل السنت والجماعت عقیدہ کے بادشاہوں اور مسلمانوں سے کچھ ذاتی نفرت ہو کہ اس نے اس قسم کی غلط باتیں اُن کی طرف منسوب کی ہیں، اول تو یہ بات سمجھنے کی ہے کہ سومناتھ میں شیولنگ کا بت تھا جو ہندوؤں کے عقیدہ میں ایک ان گھڑ پتھر یا لنگ ہوتا ہے جس میں ناک نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ سلطان محمود غزنوی کو بت شکن کا لقب غلط ہے، اس نے کہ ملتان، تھانیسر وغیرہ میں

(بقیہ کالم ۱) اس نے ایک بت بھی نہیں توڑا۔ بلکہ ملتان میں تو اس نے ہندوؤں کو ایک مندر واپس دلایا تھا، جس پر قرامطہ نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ انریبل ڈاکٹر ڈبلو ڈبو ہنٹر اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ سومنات کا مشہور بت ان بارہ لنگوں یعنی تولد کی علامتوں ۳۷
میں سے تھا جو ہندوستان کے مختلف مقاموں میں قائم کئے گئے تھے۔ ایرانی مورخوں کے بیان کے مطابق چونکہ محمود نے بت شکن کا نام اختیار کیا تھا، اس لئے یہ مورخ سومناتھ کے تاخت و تاراج سے محمود کے دینی جوش کی ایک روایت منسوب کرتے ہیں چنانچہ تاریخ فرشتہ کا مصنف بلا لحاظ اس بات کے کہ یہ بت محض ایک ناتراشیدہ پتھر تھا کوئی مورت نہ تھی، بیان کرتا ہے کہ جس وقت محمود مندر میں داخل ہوا تو پجاریوں نے اس سے اس بت کے عوض بے انتہا دولت دینے کا وعدہ کیا، مگر محمود نے جواب دیا کہ میں بت فروش مشہور ہونے سے بت شکن مشہور ہونا پسند کرتا ہوں، اور یہ کہکر اپنا گرز اس زور سے مارا کہ بت پاش پاش ہوگیا، اور جواہرات کثیر اس کے اندر سے نکلا اور اس طرح محمود کو گویا اپنی بے ریا دینداری کا غیب سے صلہ ملا۔ اگرچہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اس بے بنیاد قصہ کی ابتدا کیونکر ہوئی تاہم اکثر مصنفوں نے اس کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ پھر اس طرح یہ قصہ بھی بے بنیاد ہے کہ محمود سومناتھ کے مندر کا پھاٹک اور بت کے پتھر اپنے ساتھ غزنی لے گیا تھا اور صندل کا یہ پھاٹک لارڈ الینبرو کے عہد میں غزنی سے لایا گیا تھا۔

ف سومناتھ کے بیرونی مندر سے تھوڑی دور آگے ایک عمارت ہے یہ عمارت خواجہ حسن نظامی صاحب کے بیان کے مطابق منگلوری شاہ کی درگاہ ہے منگلوری شاہ محمود غزنویؒ کے حملہ سے پہلے یہاں تشریف لے آئے

[illegible] فرماد ے کہ کئی حضرت کے معتقد ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی [illegible] کی مظلومیت سے حضرت کو بہت تاسف ہوا اور آپ نے ایک خط محمود کو لکھا جس میں سومناتھ کے مظالم کے علاوہ تمام راستوں اور [illegible] نشیب و فراز کی اطلاع محمود کو دی۔ بڑھیا خط لے کر غزنی پہنچی اور محمود کو مع لشکر کے لے کر آئی اس عرصہ میں حضرت شاہ صاحب انتقال فرما گئے تھے عسه

مختصر یہ کہ سلطان محمود غزنوی نے سومنات پر قبضہ کر لیا، اور مجوس اقوام سے جو سامان ملا تھا اس کو فراہم کر کے واپسی کی تیاریاں شروع کیں۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ سلطان محمود غزنوی رح کے مقابلہ پر گجرات وغیرہ کے ۲۷ راجے اپنی فوجیں لے کر آئے تھے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ۱۵۰ راجے ہندوستان کے آئے تھے۔ بہر نوع ان راجوں میں نہروالہ (جس کا صحیح نام انہلواڑہ یا بقول بعض اجین ہے) کا راجہ بھی تھا۔ انہلواڑہ چونکہ واپسی کے راستہ میں پڑتا تھا، اس لئے سلطان محمود نے اس سے بھی معاملہ کو صاف کر لینا چاہا۔ انہلواڑہ کے راجہ کا نام فرشتہ نے پرم دیو اور بعض مورخین نے پرما دیو لکھا ہے، لیکن صحیح نام بھیم دیو ہے۔

انہلواڑہ میں پہنچ کر سلطان محمود کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہاں کا راجہ واپس نہیں آیا ہے تو اس نے انہلواڑہ پر قبضہ کر لیا، اور قدیم شاہی خاندان کے ایک شخص کو انہلواڑہ کا راجہ بنا دیا۔ فرشتہ کا بیان
ہے کہ ملک کی خواہش کے مطابق مرتاض کو حکمراں بنایا گیا تھا۔ [illegible]

سلطان محمود غزنوی انہلواڑہ میں قیام پذیر تھے کہ ان کو یہ اطلاع ملی کہ راجہ بھیم اور راجہ اجمیر نے فوجیں جمع کر لی ہیں، اور اسلامی لشکر کا راستہ روکنے اور جنگ کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ سلطان محمود نے یہ اطلاع پاکر سندھ کے راستہ ملتان جانے کا ارادہ کر لیا، اس لئے کہ وہ اس جنگ کے لئے صرف تیس ہزار سپاہ لے کر غزنی سے آئے تھے اور نصف سے زیادہ سپاہ مختلف مقامات کی جنگ میں ضائع ہو گئی تھی۔

سندھ کے راستہ ملتان جانے کے لئے سلطان نے ایک ہندو رہنما کو ساتھ لیا اور انہلواڑہ سے روانہ ہو گئے۔ ہندو رہنما نے قومی عصبیت کی بنا پر اسلامی لشکر کو فریب دیا اور مشرقی ریگستان کے اس علاقہ میں سے فوج کو گذارا جہاں پانی اور چارے کی بہت کمی تھی۔ ایک رات دن یا اس سے کچھ زیادہ سفر طے کرنے کے بعد فوج کو پانی اور چارے کی سخت تکلیف ہوئی اور کوشش و جستجو سے بھی پانی نہ ملا تو لشکریوں نے واقعہ سے سلطان کو آگاہ کیا۔ سلطان نے ہندو رہنما کو بلوایا اور پوچھا تو اس نے کہا "میں سومنات کا فدائی ہوں، اور ریگستان کے اس خشک علاقہ میں مسلمانوں کو اس لئے لایا ہوں کہ ان سے سومناتھ کا انتقام لوں اور ان کو بھوکا پیاسا مروڈالوں"۔

سلطان نے ہندو رہنما کے یہ الفاظ سن کر فوراً اس کو قتل کرا دیا اور رات کے وقت اپنے خیمہ سے نکل کر جنگل کی راہ لی اور سر عجز و نیاز زمین پر رکھ کر حضرت ذو الجلال سے اس بلا سے نجات کی دعا کی۔ اسی طرح رات کا زیادہ حصہ بسر کیا کہ یکایک شمال کی جانب سے ایک روشنی نمودار ہوئی، اور سلطان نے اسی طرف لشکر کو کوچ کا حکم دیدیا۔ لشکر روانہ ہوا اور صبح کے وقت ایک چشمہ کے کنارے پہنچ گیا۔

مختصر یہ کہ سلطان محمود غزنوی اور اسلامی لشکر نے اس سفر میں سخت تکالیف برداشت کیں اور بدقت تمام ملتان پہنچا اور ملتان سے روانہ ہو کر ۴۱۷ھ میں غزنی کے اندر داخل ہوا۔

## (۳) انتظامات اور فتوحات پر ایک نظر

سلطان محمود غزنوی رح کو غزنی کی جو سلطنت اپنے والد امیر سبکتگین سے ملی تھی اس کا علاقہ بہت محدود تھا۔ محمودؒ نے اپنی خداداد طاقت سے اس کو بڑھایا اور اپنی زندگی میں ایک اتنا بڑا بادشاہ بن گیا کہ اس کا شمار دنیا کے بڑے حکمرانوں میں ہونے لگا۔

اس نے اپنی خداداد قابلیت فوجی و جنگی مہارت اور کوہ شکن طاقت سے زابلستان۔ خراسان۔ طبرستان۔ اصفہان۔ کرمان۔ مکران۔ سندھ۔ پنجاب۔ قنوج، کالنجر اور سومنات کے بڑے ملکوں اور علاقوں کو فتح کیا اور اپنی سلطنت کو بڑی وسعت دی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی خداداد قابلیت اور فتوحات کے سبب خلیفہ وقت سے یمین الدولہ امین الملت کا لقب حاصل کر لیا۔

اتنی بڑی حکومت کو اس نے جس قابلیت سے چلایا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسی کا کام تھا۔ اس زمانہ میں وسط ایشیا طوائف الملوکی میں مبتلا تھا اور جس کے ہاتھ میں تھوڑی سی بھی طاقت ہوتی تھی۔ کسی علاقہ پر قبضہ کر کے وہاں کا حاکم بن جاتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی رح نے اس طوائف الملوکی کا خاتمہ کیا اور مذکورہ بالا ملکوں میں ایک زبردست سلطنت قائم کر کے ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنایا۔

محمود غزنویؒ نے ایک فاتح کی شان سے ممالک و امصار پر قبضہ کیا تھا اور اسی شان سے حکومت کی تھی۔ یعنی فاتح کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ مخالف کا دشمن اور موافق کا دوست ہوتا ہے۔ مخالفوں کے استیصال میں اس نے اپنی پوری طاقت خرچ کی تھی، اور وفادار رعایا کو آسائش پہنچانے میں بھی اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مخالف اس سے ڈرتے تھے اور رعایا اس سے بے حد خوش تھی۔

محمود غزنویؒ چونکہ بہادر تھا اور بہادر عموماً رحمدل ہوتے ہیں اس لئے اس کا دستور تھا کہ جنگ میں جو لوگ گرفتار ہو کر آتے تھے خواہ وہ کسی درجہ اور کسی طبقہ کے ہوں ان کو قتل نہ کرتا تھا جن سے کچھ اندیشہ ہوتا تھا ان کو معتمد اشخاص کی نگرانی میں [illegible]

---

عسه اس روایت کے قرین عقل و قیاس یا مقرون بصدق و صواب ہونے کا فیصلہ ناظرین کے ذوق پر چھوڑا جاتا ہے، وہ خود واقعات پڑھ کر اس کا فیصلہ کر لیں۔ ۱۲ مولف۔

اور جو ہندو ہوتا تھا ان کو غلاموں میں شامل کر لیتا تھا، اس کے عہد حکومت میں غزنی ہندوستانی غلاموں کی کثرت کے سبب ہندوستان کا ایک شہر بنا ہوا تھا۔ ممکن ہے ان غلاموں کو غزنی میں رکھنے کا بڑا سبب یہ ہو کہ وہ مسلمانوں میں رہ کر اسلام قبول کر لیں گے اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد برابر بڑھتی رہے گی۔

کسی تاریخ سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں جو غلام ہندوستان سے غزنی گئے تھے، ان کی آئندہ نسلوں کی معاشرت کیا رہی، البتہ قرائن و قیاسات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی بڑی تعداد مسلمان ہو گئی ہوگی، اور بہت تھوڑے لوگ اپنے مذہب پر باقی رہے ہوں گے، اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد غزنی اور افغانستان میں ہندو غلاموں کی تعداد بہت کم باقی رہ گئی تھی، اور اس وقت افغانستان میں جو ہندو موجود ہیں، ممکن ہے وہ انہیں کی نسلیں ہوں۔

سلطان محمود غزنویؒ کا انتظام حکومت اس قدر پسندیدہ تھا کہ تمام رعایا شاداں و فرحاں تھی، اور کسی کو کسی سے کوئی شکایت پیدا نہ ہوتی تھی۔ تمام لوگ خوش حال اور فارغ البال تھے، اور جب کبھی اس کے دربار میں کوئی شکایت پیش ہوتی تھی، فوراً اس کے ازالہ کی تدابیر اختیار کی جاتی تھیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک سن رسیدہ عورت سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ "قافلہ جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے اس پر حملہ کیا، مال لوٹ لیا اور میرے بیٹے کو جو قافلہ میں شامل تھا مار ڈالا۔

اس زمانہ میں ایشیا کے اکثر ملکوں میں مال و اسباب کو اونٹوں پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا کرتے تھے تاجر اکٹھے ہو کر قافلہ بنا لیتے اور سب ایک ساتھ سفر کیا کرتے تھے اونٹوں کی لمبی قطار درمیان میں ہوتی تھی، اور محافظ اطراف میں رہتے تھے۔ طوائف الملوکی کے عہد میں یہ قافلے اکثر لٹتے رہتے تھے سلطان محمود غزنویؒ نے ان قافلوں کو منزل تک پہنچانے کا معقول انتظام کیا تھا اور تجارتی مال و اسباب شہروں میں اطمینان و سکون کے ساتھ آیا جایا کرتا تھا۔ انہیں ایام میں یہ بڑھیا حاضر خدمت ہوئی اور اپنی شکایت پیش کی۔ سلطان نے ازراہ تمسخر بڑھیا سے کہا "اے نیک بی بی میں اتنے دور و دراز علاقہ میں کیونکر انتظام کر سکتا ہوں وہ جگہ جہاں تم قافلہ کا لٹنا بیان کرتی ہو غزنی سے سیکڑوں میل کے فاصلہ پر ہے، اتنے فاصلہ پر تو میں رہزنوں کی سرکوبی کر سکتا ہوں اور نہ راستوں کو محفوظ رکھ سکتا ہوں" بڑھیا نے کہا "پھر آپ ایسے ملک فتح ہی کیوں کرتے ہیں جن کا انتظام نہیں کر سکتے، ہر ایک ایسے ملک کی بد انتظامی کے بارے میں جس کے آپ بادشاہ ہیں، مرنے کے بعد خداوند تعالیٰ آپ ہی سے جواب طلب کرے گا"

سلطان محمود بڑھیا کی بات سن کر ہنس پڑے اور کافی زر نقد بڑھیا کو عطا کیا اور اس علاقہ میں جہاں قافلہ لٹا تھا کافی انتظام کر دیا۔

اس ایک ہی واقعہ سے بہ ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان محمودؒ کس قدر منتظم اور رعیت پرور بادشاہ تھا، اور اس کے دربار میں ایک معمولی سے معمولی شخص حاضر ہو کر اپنی حاجت کو پیش کر سکتا تھا۔ پھر یہ بھی اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ محمود کا دربار شاہان عجم کا دربار نہ تھا جہاں بڑے بڑے اشخاص کو بھی باریابی نہ ہوتی تھی بلکہ ایک عادل اور رعایا پرور بادشاہ کا دربار تھا، جس میں امیر و غریب ہر شخص پہنچ سکتا تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ بڑھیا کی فریاد پر سلطان محمود غزنویؒ نے خاص توجہ کی اور کرمان کے ماتحت حاکم کے نام فوراً حکم جاری کیا کہ بلوچی قوم کے جن رہزنوں نے قافلہ کو لوٹا ہے، ان کو گرفتار کر کے معقول سزا دی جائے۔ چنانچہ امیر کرمان ایک لشکر جرار لے کر گیا، اور اصفہان کے قریب ان رہزن بلوچیوں کو گھیر لیا۔ دس ہزار کے قریب اس جنگ میں بلوچی مارے گئے، اور ان کا سارا مال چھین لیا گیا، جس میں اس قافلہ کا سامان بھی تھا اور یہ تمام سامان غزنی بھجوا دیا۔ سلطان محمود نے عام منادی کرائی کہ جن لوگوں کا مال و اسباب لٹا ہے، وہ شناخت کر کے لے جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ آئے اور اپنا مال پہچان کر لے گئے، اور بڑھیا کو سلطان نے بہت سا زر نقد دے کر فارغ البال بنا دیا۔

مختصر یہ کہ سلطان محمود غزنویؒ ایک عادل اور رعایا پرور بادشاہ تھا اور ہر وقت مفتوحہ ممالک کے انتظام میں مصروف رہتا ۴۹
تھا۔ رعایا ہر طرح خوش تھی اور ملک میں ہر طرح کا امن و امان تھا۔

سلطان محمود غزنویؒ نے ۳۲ سال حکومت کی تھی اور ان میں سے تیس سال تک وہ فتوحات میں مصروف رہا تھا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اس کو دارالسلطنت میں بیٹھ کر حکومت کرنے کا موقع بہت کم ملا ہوگا اور انتظامات و فتوحات کے علاوہ اور کام کرنے کا موقع اس کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ یہ درست ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ محمود اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتا تھا، وہ عیش و عشرت کا دلدادہ نہ تھا، جتنا وقت فاضل ہوتا تھا اس کو وہ اہل علم و فضل کی صحبت میں بسر کرتا تھا اور تاریخ و ادب کی خدمت کرتا تھا، جہاں وہ مذہبی خدمات کا دلدادہ و شیدا تھا اور اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے جہاد کرتا تھا، وہاں علم و ادب کے ذوق کے سلسلہ میں اس کا دربار اہل علم و فضل اور شعراء سے بھرا رہتا تھا اور علمی مجالس برپا رہتی تھیں، جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں نظر سے گذرے گی۔

قدرت صدیوں کے بعد ایسا حکمراں پیدا کرتی ہے جو مذہب اور ملت کی خدمت کا ذوق رکھتا ہے، اور اپنی زندگی کو وہ انہیں کاموں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ سلطان محمود غزنوی انہیں حکمرانوں میں سے تھا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کو بہترین دل و دماغ عطا کیا تھا۔ حکمرانی کی قابلیت مرحمت فرمائی تھی۔ اور وہ علم و ادب کا

قمدوان بنایا تھا، اس نے بہترین سیادت اختیار کی۔ باپ کی سلطنت کو اپنی قابلیت سے بڑھایا۔ حسن انتظام سے سلطنت کے بعید و دراز گوشوں تک میں امن و امان قائم رکھا۔ رعایا کو مطمئن اور خوش حال بنایا۔ اور ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنائے رکھا۔

کہا جاتا ہے کہ ملک میں امن و امان قائم رکھنے اور فسادات کو مٹانے سے سلطان محمود کو خاص دلچسپی تھی، اور وہ اس سلسلہ میں بعض اوقات اس قدر سختی برتتا تھا کہ اس سے گناہ گار اور بے گناہ دونوں کو نقصان پہنچتا تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی غزنی کے مغربی علاقہ کو رہزنوں اور دشمنان امن و امان سے پاک کرنے میں مصروف تھا، اور اس علاقہ کے لوگ یار یار کی فہمائش اور سیاست کو خاطر میں نہ لاتے تھے تو سلطان محمود غزنوی نے لشکر کو حکم دے دیا تھا کہ اس علاقہ کی تمام آبادیوں کو ویران کر دیا جائے تاکہ دشمنان امن و امان اور رہزن منتشر ہو جائیں اور یہ علاقہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے۔

بعض مورخین نے بتایا ہے کہ سلطان ممدوح کے حکم سے اس علاقہ کی سینکڑوں آبادیاں لشکر نے برباد کر دی تھیں اور گنہگاروں کے ساتھ بہت سے بے گناہوں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ سلطان کے وزیر کو اس سیاست سے تکلیف پہنچی اور چاہا کہ کسی طرح سلطان اپنی اس سیاست کو ترک کر دے اور بے گناہ اشخاص ضرر سے محفوظ رہیں۔ اس نے ایک روز موقع پا کر سلطان محمود کی خدمت میں عرض کیا کہ عالی جاہ! میں نے بچپن میں ایک پیر مرد کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا جس کے عوض اس نے مجھ کو پرندوں کی بولی سکھا دی تھی۔

۴۰

دوسرے دن بادشاہ اور وزیر دونوں جنگل میں شکار کھیل رہے تھے کہ ایک درخت پر انہوں نے دو الوؤں کو دیکھا، جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ سلطان نے وزیر کی طرف دیکھا اور پوچھا، تم کل کہتے تھے کہ پرندوں کی بولیاں تم سمجھتے ہو بتاؤ یہ الو آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں۔ وزیر نے تھوڑی دیر الوؤں کی باتوں کو سنا اور پھر عرض کیا، جہاں پناہ! یہ پرندے جو باتیں کر رہے ہیں وہ حضور کے گوش گذار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ میرا قصور معاف کیا جائے کہ میں ان کو بتا نہیں سکتا۔ سلطان ممدوح نے فرمایا کہ جو کچھ بھی ہو مجھے سنا دو۔ خوف نہ کرو۔ میں ضرور سنوں گا۔ اس سے تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وزیر نے عرض کیا۔ عالی جاہ! ان الوؤں میں سے ایک کی تو بیٹی ہے اور دوسرے کا بیٹا۔ دونوں اپنے بچوں کی شادی کی فکر میں ہیں۔ لڑکے کے باپ نے بیٹی والے سے کہا، کیا تم اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اگر تم ایسا چاہتے ہو تو تم کو پچاس ویران گاؤں بیٹی کے جہیز میں دینا پڑیں گے۔ بیٹی والے نے کہا۔ خدا کے فضل سے جب تک ہمارا بادشاہ سلطان محمود حکومت کر رہا ہے، ویران گاؤں کی کیا کمی میں بڑی خوشی سے پچاس گاؤں نہیں پانچسو گاؤں دیدوں گا

سلطان نے دانشمند وزیر کی یہ بات سنی، تھوڑی دیر غور و فکر میں رہا، اور پھر حکم دے دیا کہ آبادیوں کو ویران کرنے کا کام بند کر دیا جائے۔ یہ واقعہ صحیح ہو یا غلط لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ سلطان اور اس کے مشیر حکومت اور رعایا کے خیر خواہ تھے، اور سخت سیاست سے بدرجہ مجبوری کام لیتے تھے۔

سلطان محمود غزنوی کی فتوحات دو قسم کی تھیں۔ ایک تو وہ جو ملک میں امن و امان قائم کرنے کے لئے حاصل کی گئی تھیں ان فتوحات میں سلطان نے خاص جد و جہد سے کام لیا اور ایران کے ان علاقوں کو جن میں طوائف الملوکی برپا تھی، اور رات دن حکمرانوں کے جنون سے فتنہ و فساد جاری رہتا تھا، مفسدہ پرداز لوگوں سے صاف کیا اور مضبوط حکومت قائم کی۔ ان فتوحات میں کابل، ماوراءالنہر کے علاقے۔ خراسان وغیرہ داخل ہیں۔ خراسان پر اگرچہ سلطان کا اقتدار شہزادگی کے ایام ہی میں قائم ہو چکا تھا لیکن حکومت مستقل نہ تھی۔ سلطان نے غزنی کے تخت پر قابض ہو کر خراسان پر مستقل قبضہ کر لیا اور اپنی حکومت میں شامل کر کے اس کو امن و امان کا گہوارہ بنا دیا۔ اور سلطان ممدوح کے عدل و انصاف اور امن و سکون کا فریفتہ ہونے کے سبب ہی خلیفہ بغداد نے بھی ان تمام ایرانی مقبوضات پر جن پر سلطان نے اپنا اقتدار قائم کیا تھا، ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، اور ان کی فتوحات سے بہت خوش ہوتے تھے۔

دوسری فتوحات خالص مذہبی رنگ کی تھیں یعنی ہندوستان پر سلطان محمود نے جو حملے کئے، وہ اگرچہ تمام کے تمام مدافعانہ نوعیت کے تھے، لیکن ان سب سے ان کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے راجوں کی قوت کو کمزور کر دیا جائے، تاکہ اسلام کو ہندوستان میں پھلنے پھولنے کا موقع ملے، اور مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں اسلام کی اشاعت میں خاطر خواہ کامیابی ہو۔ ہندوستان کو فتح کرنے سے ان کا مقصد ہرگز ملک گیری نہ تھی۔ اگر ایسا ہوتا کہ وہ مفتوحہ مقامات پر اپنی حکومت قائم کر دیتے اور وہاں کے قدیم حکمرانوں سے خراج ہرگز قبول نہ کرتے۔ البتہ پنجاب پر انہوں نے آخر میں مستقل قبضہ کر کے اس کو غزنی کی حکومت میں شامل کر لیا تھا، اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ پنجاب حکومت غزنی کا ہمسایہ ملک تھا اور ملک اور حدود ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے ملحقہ یا ہمسایہ ممالک پر قبضہ رکھنا ضروری تھا۔

ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی نے عام مورخوں کے بیانات کے مطابق سترہ حملے کئے تھے، جن میں وہ آخری حملہ بھی شامل ہے جو سلطان نے ان جاٹوں پر کیا تھا جو سومنات سے واپسی میں سد راہ ہوتے تھے اور ان کی مزاحمت سے سلطان کے لشکر کو کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

ان سترہ حملوں کی مناسب تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہے

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷



# سات دِن میں

جتنی وبا ہندوستان میں نامردی کی پھیلی ہے اتنی دنیا کے شاید کسی ملک میں ہو اور جتنی لوٹ یہاں کے اشتہار بازوں نے مچا رکھی ہے اور پبلک کی صحت کو برباد کر رکھا ہے ایسی دنیا کے کسی خطہ میں نہیں ہے کیا آپ کی آنکھیں ابھی تک نہیں کھلیں جب کہ آپ بھی جھوٹ اور فریب میں پھنس کر اپنا روپیہ اور صحت کھو بیٹھے ہیں، اس اندھیر گردی اور عام صحتوں کے برباد ہونے سے متاثر ہو کر آیورویدک اور یونانی طب کے فلاسفروں نے ایک وقت میں بیٹھ کر بڑے غور و فکر کے بعد نامردی، جریان، سرعت، انزال، احتلام، کجی، نمی، لاغری، سستی اور عام جسمانی کمزوری کا صرف سات دن کا علاج معلوم کر لیا۔ اور اس علاج سے ہندوستان کے لاکھوں انسانوں کو دوبارہ جوانی مل گئی جن کی وجہ سے ان کے گھر کی خوشی قائم رہ گئی اور ہزاروں برباد گھر آباد ہو گئے جو لوگ جوانی کے لئے ٹکریں مارتے پھرتے تھے راتوں کو تنہائی میں اپنے کئے پر پچھتا کر آٹھ آٹھ آنسو رویا کرتے تھے آج ان کے گھروں میں جا کر دیکھو وہ اولاد سے کھیلتے نظر آتے ہیں۔

مرد

## سات دن میں جوانی کس طرح مل سکتی ہے

بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ جوانی کو لوٹانے کا علاج صرف سات دن میں ہو جاتا ہے مگر ان سات دنوں کے اندر ........ پاس جانے کا پرہیز ضروری ہے۔ کیونکہ اس علاج کی پوشیدہ ترکیب کے اصول میں خرابی آجاتی ہے۔ اس لئے صرف ان ہی لوگوں کو یہ کورس استعمال کرنا چاہئے جو سات دن تک ضبط سے کام لینے کا اقرار کریں گے زبردست طاقت چوتھے ہی دن پیدا ہونے لگتی ہے۔ بس اس طاقت کو سات دن تک روک لینے سے انسان برسوں طاقت سے کھیل سکتا ہے۔ اور اس کی قوت کم نہیں ہوتی اس علاج میں دو دوائیں ہوتی ہیں۔ ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی دونوں دواؤں کے کورس کا نام "مری جووین" ہے کھانے کی دوا کی پہلی خوراک حلق سے اتری اور اس نے تمام اعصاب کو ہوشیار کرنا شروع کر دیا اور کمزوری کو بدن سے اس طرح نکالنا شروع کر دیا۔ جیسے کایا پلٹ دی۔ لگانے کی دوا بھی اپنے ایک قطرے کا کمال دکھاتی ہے۔ عضو پر پھیلتے ہی مریض حیرت زدہ ہو جاتا ہے کہ بجلی کی طرح لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔ اور طاقت کا سمندر ابل پڑتا ہے۔ اس کورس میں عجیب و غریب صفات بند ہیں۔ اگر کوئی تندرست انسان بھی ایک دفعہ استعمال کرے تو جوانی کا پورا سماں دیکھ لے۔ **گارنٹی**۔ اس بات کی گارنٹی تحریری دی جاتی ہے کہ ہماری "مری جووین" کورس سے اگر سات دن میں انسان تندرست نہ ہو تو قیمت واپس کی جاتی ہے اور ایک پیسہ رکھنا برا سمجھا جاتا ہے۔ پورے کورس کی قیمت پانچ روپے ہے ڈاک خرچ آٹھ آنہ علاوہ یہ کورس ان ہی لوگوں کو بھیجا جائیگا جو سات دن تک ضبط سے کام لینے کا اقرار کریں گے



**منیجر اکسیری دواخانہ کلاں محل۔ پی۔ ڈی۔ دھلی**

# میری درد بھری کہانی

ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والے فقیروں اور سادھوؤں نے وہ کارنامے کر دکھائے ہیں جن کو دیکھ کر آجکل کے سائنسدان اور ڈاکٹر حیران ہیں آجکل کسی ایک بیماری کا علاج جب ڈاکٹر حکیم نہیں کر سکتے تو اس کو لاعلاج قرار دیتے ہیں پرانے زمانے کے فقیر تنگ و تاریک جنگلوں میں بسنے والے مردوں کو زندہ کر دینے کی طاقت رکھتے تھے ان کے کرشمے ایسے ہیں کہ ایک دفعہ تو مردہ بھی اٹھ کر بیٹھ سکتا ہے گو زمانہ بدل چکا ہے لیکن پھر بھی ہندوستان کا نام روشن کرنے والے سچے فقیر موجود ہیں۔ اب میری کہانی سنئے جوانی کی غلط کاریوں اور کم فہمی کی بدولت بری صحبت کا شکار ہو کر طرح طرح کی بیماریوں میں پھنس کر اپنے ہاتھوں اپنی جوانی برباد کر بیٹھا اور طاقت مردمی سے محروم ہو گیا جریان، احتلام اور سرعت انزال وغیرہ سے جسم کو کھوکھلا کر دیا چہرہ زرد پڑ گیا آنکھیں اندر کو دھنس گئیں دل دھڑکنا بہت بڑھ گیا سستی نامردی وغیرہ سے محروم ہو گیا جریان احتلام اور سرعت انزال وغیرہ سے تنگ آ کر مایوس ہو گیا شہر شہر ڈاکٹر حکیموں اور اشتہاری دواؤں پر بہت کچھ دولت کو برباد کر کے زندگی سے مایوس ہو بیٹھا میری خوش قسمتی سمجھئے کہ سرینگر کشمیر جانا پڑا۔ ان ہی دنوں میں ایک عرس تھا میں بھی وہاں چلا گیا وہاں پر ہزاروں فقیر آئے ہوئے تھے ایک دن شام کو سیر کرتا کرتا ایک پہاڑی کے کنارہ پر جا نکلا۔ سردی زیادہ بڑھ گئی تھی وہاں اچانک سامنے جو دیکھا تو ایک درویش پہاڑی سے میری طرف آتے دکھائی دئے چہرے پر پورا جلال تھا جب میرے نزدیک آ گئے تو مجھ کو سردی سے کانپتا ہوا دیکھ کر پوچھا۔ بیٹا کیا سردی زیادہ لگتی ہے پہلے تو میں ڈرا پھر حوصلہ کر کے دھیمی آواز میں کہا جی ہاں۔ مجھ پر ترس کھا کر انہوں نے ایک سبز رنگ کی بوٹی کھانے کو دی۔

پیارے ناظرین! اس خدائے وحدہٗ لاشریک کو حاضر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک منٹ نہ گذرا تھا میرا جسم آگ کی طرح گرم ہو گیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر میں نے فقیر کے پاؤں پکڑ لئے اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ انہوں نے ہمدردی سے پوچھا بیٹا شام کے وقت جنگل میں اکیلا اور رونے کا سبب میں نے تمام دکھ بھری کہانی سچ سچ کہہ دی۔ اس سچے فقیر نے مجھے حوصلہ دیا اور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے مقام رہائش پر جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے لے گئے اور کہا کہ اگر تم سچے دل سے عہد کرو کہ اب بری باتوں سے بچو گے اور دنیا کی بھلائی کرو گے تب تمہارا بھلا ہو سکتا ہے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر سچے دل سے اقرار کیا اس پر اس سچے فقیر نے مجھ کو ایک دوائی کھانے کی اور ایک مالش کی دو نسخے لکھوا دئے اور کہا اب بیٹا تم جاؤ اور بے فکر ہو کر اپنے جیسے دکھیوں کا بھلا کرو۔ ناظرین یقین کریں کہ مجھ کو اس فقیر کی اچانک ملاقات سے اس قدر فائدہ ہوا کہ خود بخود میرے دل میں جوش پیدا ہونا شروع ہو گیا میں نے واپس آ کر فقیر کے کہنے کے مطابق دونوں دوائیاں تیار کر کے استعمال کرنی شروع کر دیں جس طرح میرا یقین تھا کہ اس کی پہلی ہی خوراک نے اپنا کرشمہ دکھانا شروع کر دیا۔ آپ یقین جانئے کہ پانچ چھ دن بعد ہی کایا پلٹ گئی سب تکلیفیں دور ہو کر بجلی کی طرح طاقتور جوش پیدا ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو ایک قابل فخر مرد خیال کرنے لگا۔ گو ضبط کرنا دشوار تھا پھر بھی بموجب حکم مرشد کے پندرہ دن دوائی جاری رکھی۔ دو دو کہن بھی خوب ہضم ہونے لگا آدھ کہنا خلاف تہذیب ہے گیارہ سال ہو چکے ہیں آج تک کسی دوائی کی ضرورت نہیں پڑی خدا کی مہربانی سے تین تندرست اور خوبصورت نور نظر ہیں آج تک میں نے ہزاروں دکھیوں کا بھلا ہوا ہے۔ سینکڑوں مرادیں پوری ہو چکی ہیں سورج مشرق کی بجائے مغرب کو نکل سکتا ہے۔ مگر اس دوائی کا اثر خالی نہیں جاتا دیکھا اسی دن سے مرشد سے کئے ہوئے وعدے اور دنیا کی بھلائی کے لئے اس دوا کا شہرہ گھر گھر چرچا کر رہا ہوں ہر قسم کی سستی نامردی۔ پیشاب میں سفید آنا یا آتا جریان احتلام رگوں پٹھوں کی کمزوری کجی لاغری کوتاہی غرض جسم کے خفیہ رگ جادو کی طرح دور ہو کر نئی جوانی کی سچی طاقت اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ دوائی میں کسی قسم کی مضر صحت یا نشہ والی چیز نہیں ہے مالش سے کسی قسم کا آبلہ یا خارش نہیں ہوتی ہر موسم میں کھانے کے لائق ہے جوان کیا بوڑھے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تندرست جوانی کا لطف لے سکتے ہیں۔ بڑھاپے میں لوہے کی مانند بڑی جوانی جیسا مزہ آ سکتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس دوائی کے بعد عمر بھر کسی دوائی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ قیمت پندرہ دن کی تین خوراک جو کہ صحت کے لئے کافی ہیں دو روپے علاوہ مالش دو روپے آٹھ آنے چونکہ مجھ کو اس کایا پلٹ دوائی نے موت کے منہ سے بچایا تھا۔ اس لئے اپنا ایمان سمجھ کر اس کی اشاعت کر رہا ہوں اور قیمت صرف خرچ اور لاگت پر رکھی گئی ہے۔ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگوانے پر محصول ڈاک معاف **ضروری گذارش** خشکی مزاج حضرات میری دوا طلب نہ کریں کیونکہ جو شخص ہر چیز کو بے یقینی کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ موتی پر بھی کوئی شک کر سکتا ہے جس کو اس دوا سے فائدہ نہ ہو وہ ایمان کو جان قیمت واپس منگالے اور ساتھ ہی آپ کا ایمان بھی ہے کہ اگر اس تحریر سے ٹھیک نکلے تو اس فقیر کے پیغام کی خبر گھر گھر پہنچا دیں کوئی مجھ سے کسی اور دوا کیلئے نہ لکھے اور نہ ہی کوئی بھائی ضرورت سے پہلے منگوائے۔

مشہور علامہ اور ڈاکٹر حکیم عمدہ ہند کے ہر مذہب اور مسلمان کو ہدایات کی خوشی ہے کہ اگر میری دوائی کے استعمال کا حسب منشاء فائدہ نہ ہو تو خلقی تحریر بھیج کر قیمت واپس منگوالیں عام صحت کی صورت میں کسی کا بھی یہ کہنا نہ ہو کہ میں کسی صاحب نے بھی اس دوائی سے فائدہ نہ اٹھایا ہو تو اس کی قیمت ہزاروں مریض اس کے شکر گزار ہیں جن کے لکھے ہوئے عام صاحبان کے علاوہ کئی ڈاکٹر حکیم اور وید بھی ڈاکٹروں حکیموں اور ویدوں کی بنائی ہوئی گولیاں اور روغن مالش لاجواب ہیں

**ضروری اطلاع** یاد رہے کہ میری دوائی صرف نامردی سستی جریان احتلام سرعت کمزوری اور لاغری اور جریان ازم و بیم کو دبانے کیلئے مخصوص ہے یا مرض خواہ کسی سبب سے پیدا ہوا ہو جلق یا کثرت مباشرت یا عادت بد سے سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ سوزاک آتشک سے پیدا کی ہوئی کمزوری کے لئے اس کا استعمال کرنا طاقت کا بیمہ کرانا ہے اور یاد رہے نامردی کے سوا میری دوائی ہر بیماری کے لئے اکسیر ہے۔

## صوفی ایم۔ اے۔ خان۔ پی۔ ڈی۔ ناہن۔ انبالہ

# دی مغل لائن لمیٹڈ

## عازمین حج سروس

رائل نیوی، رائل انڈین نیوی، اور رائل ایر فورس کی پناہ میں سال گزشتہ کا سفر حج سلامتی کے ساتھ پورا کیا گیا تھا اور مغل لائن فخر کے ساتھ اعلان کرتی ہے کہ حکومت ہند کے مشورہ سے عازمین حج کے لئے جہاز چلانے کے انتظامات کر دیے گئے ہیں، اور مغل لائن حسب معمول عمدہ جگہ اور سہولتیں بہم پہنچائے گی۔

صرف جنگ کی وجہ سے جہازوں کی روانگی کی تاریخیں نہیں بتائی جاسکتیں۔ لیکن عازمین حج کو مندرجہ ذیل تاریخوں تک بندرگاہوں میں پہنچ جانا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرکے آنا چاہیئے کہ کچھ دن ٹھہرنا ہوگا، جو ممکن ہے کہ پانچ دن ہوں۔

| | | |
|---|---|---|
| بمبئی | پہلے جہاز کی روانگی | ۱۰ نومبر ۴۱ء |
| " | دوسرے جہاز کی روانگی | ۱۷ نومبر ۴۱ء |
| کراچی | پہلے جہاز کی روانگی | ۱۱ نومبر ۴۱ء |
| " | دوسرے جہاز کی روانگی | ۱۸ نومبر ۴۱ء |
| کلکتہ | واحد جہاز کی روانگی | ۷ نومبر ۴۱ء |

## شرح کرایہ حسب ذیل ہے

| | بمبئی / جدہ | کراچی / جدہ | کلکتہ / جدہ اور واپسی بمبئی کو |
|---|---|---|---|
| فرسٹ کلاس واپسی معہ خوراک | ۴۴۷ روپے | ۴۱۶ روپے | ۷۹۵ روپے |
| عرشہ واپسی معہ خوراک | ۳۰۳ " | ۱۹۶ " | ۸-۲۳۵ " |

مندرجہ صدر کرایوں کے علاوہ ہر حاجی کو ان بندرگاہوں میں جہاں وہ جہاز پر سوار ہوں گے۔ تین روپیہ بابت کرایہ سواری جہاز سے ساحل تک اور جدہ میں ساحل سے جہاز تک لازمی طور پر ادا کرنے ہوں گے۔

مزید تفصیلات کیلئے حسب ذیل پتہ پر خط وکتابت کیجئے

**ٹرنر موریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی**

يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا

اپنا دفینہ نکال لیں اور کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ ہے حقیقت ان باتوں

لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا

**تفسیر:-** اما السفینۃ سے علیہ صبرا تک۔ وہ جو کشتی تھی سو چند غریب آدمیوں کی تھی جو اس کے ذریعہ سے دریا
میں محنت مزدوری کرتے تھے (اور اسی پر ان کی گذر اوقات ہوتی ہے) سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور وجہ اس کی یہ تھی
کہ) ان لوگوں سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا۔ اگر ان کی کشتی میں عیب نہ ڈالا جاتا تو اس
کو بھی چھین لیتا اور ان غریبوں کا گزارا مارا جاتا پس اس توڑنے میں یہ مصلحت تھی) اور رہا وہ لڑکا سو اس کے ماں باپ ایماندار تھے (اور وہ
اگر بڑا ہوتا تو کافر ہوتا اور ماں باپ اس کو چاہتے بہت تھے) سو ہم کو اندیشہ (یعنی تحقیق) ہوا کہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے
(یعنی محبت کے سبب وہ بھی بد دینی میں اس کا ساتھ نہ دینے لگیں) پس ہم کو یہ منظور ہوا (اس کا تو قصہ تمام کر دیا جاوے پھر) بجائے اس
کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی) جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور (ماں باپ کے ساتھ)
محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں (رہتے) ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا
کچھ مال مدفون تھا (جو ان کے باپ سے میراث میں پہنچا ہے) اور ان کا باپ (جو مر گیا ہے وہ) ایک نیک آدمی تھا سو اس کے نیک
ہونے کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس کی اولاد کے مال کو محفوظ فرمانا چاہا اور دیوار گرنے سے لوگ مال لوٹ لے جاتے اور غالباً
جو ان لڑکوں کا سرپرست تھا وہ اس کو دفینہ کا علم ہوگا وہ یہاں موجود نہ ہوگا جو انتظام کر لیتا) سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے
۱۱۳ چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہنچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور (یہ سارے کام میں نے باالہام الٰہی کئے ہیں ان میں
سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا (لیجئے صاحب) یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا (جس کو میں
حسب وعدہ بتلا چکا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد ان سے رخصت ہوئے، حدیث میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مسکرا کر یہ کہہ دیا
کہ اگر اب کی بار پوچھوں تو ساتھ نہ رکھنا ورنہ اگر ساتھ رہتے تو اور عجائب امور دیکھتے) **ف** اثنائے ترجمہ میں جس قدر مضامین روایت
کے متعلق ہیں سب احادیث صحیحین سے ہیں بجز ان جملوں کے جن میں یہ الفاظ آئے ہیں مطلب اور یعنی اور غالباً اور شاید اور احتمال
اور مراد اور ظاہراً اور ہو گیا ہوگا اور عجب نہیں اور یا اس قصہ سے بعض کو دھوکہ ہو گیا ہے کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے جواب
اس کا یہ ہے کہ علم باطن کے دو شعبے ہیں، علم مرضیات الٰہی جو متعلق بالنفس ہیں اور علم اسرار کونیہ سو پہلا تو شریعت کا ایک جزو ہے اور
جزو کبھی کل سے افضل نہیں ہو سکتا اور دوسرا چونکہ قرب الٰہی میں کچھ دخل نہیں رکھتا، اس لئے افضلیت کا احتمال ہی نہیں دوسرا دھوکہ
یہ ہے کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کو علم باطن کا دوسرا شعبہ حاصل ہونا اس قصہ
سے ثابت ہے اور ابھی سن لیا ہے کہ وہ علم شریعت سے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا افضل نہیں۔ رہا ان کا ان کے پاس بھیجنا سو
بنا اس کی افضلیت نہیں، بلکہ تعلیم و تادیب کہ آئندہ کلام میں احتیاط رکھیں اور مقید کی جگہ مطلق نہ بولا کریں بعض کو یہ دھوکہ ہوا ہے
کہ پیر اگر خلاف شرع کوئی کام کرے اس پر انکار نہ کرے۔ چنانچہ اس قصہ میں حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اگر صبر کرتے تو خوب
ہوتا جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کا کمال نص سے معلوم تھا اس لئے سکوت جائز تھا دوسرے کا ان پر قیاس کرنا مع الفارق ہے
بعض کو دھوکہ ہوا ہے کہ الہام پر خلاف شرع عمل جائز ہے جواب یہ ہے کہ یا تو وہ نبی ہوں گے اور یا یہ کہ شریعت سابقہ ہوگی مگر اس
شرع میں یہ جائز نہیں۔ یہاں بعض اہل کتاب کہتے ہیں کہ یہ قصہ موسیٰ مشہور پیغمبر کا نہیں ہے ورنہ ہماری کتابوں میں ہوتا مگر حدیث میں
تصریح ہے کہ یہی موسیٰ علیہ السلام صاحب واقعہ ہیں اور بعض کتابیں اہل کتاب کی گم ہو گئی ہیں ممکن ہے کہ ان میں ہو یا اگر نہ بھی ہو
تو شہادت مقدم ہے نافی پر اور بعض نے یہ خدشہ کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ سفر کب کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں مشہور نہ ہوا جواب
یہ ہے کہ یا تو ان کو علم ہوا ہو اور طول کی وجہ سے چرچا منقطع کر دیا ہو یا خود موسیٰ علیہ السلام نے بخیال ان کی غباوت کے ان کو اطلاع

ذ کی ہو کہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاویں اور بنی اسرائیل یوں سمجھے ہوں کہ کہیں حسب عادت تشریف لے گئے ہوں گے (ربط) اصحاب کہف کا قصہ جس سوال کے جواب میں مذکور ہوا ہے، اسی کے ساتھ ذوالقرنین کے قصہ کا بھی اسی امتحان نبوت کی غرض سے سوال ہوا تھا آگے اس کا جواب مذکور ہے جس میں ان کے تین سفروں کا بھی بیان ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ

اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین

فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَـٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان دیا تھا چنانچہ وہ ایک راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے

ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ

موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے یہ کہا کہ اے

إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ

ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو ذوالقرنین نے عرض کیا کہ لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو

ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا فَلَهُۥ ع ۱۲

ہم لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جاوے گا پھر وہ اس کو سخت سزا دیگا اور جو شخص ایمان لے آوے گا اور نیک عمل کرے گا تو

جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝

اس کیلئے بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم اپنے برتاؤ میں اس کو آسان بات کہیں گے

تفسیر:۔ ویسئلونک سے امرنا یسرا تک ۔ اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں (اس کے پوچھنے کی وجہ لکھی ہے کہ ان کی تاریخ قریب قریب گم تھی، اور اسی لئے جو امور ان کے متعلق قرآن میں مصرح نہیں کہ اصل قصہ سے زائد تھے وہ آج تک مختلف فیہ ہیں۔ اور اسی واسطے انہوں نے اس کو سوال کے لئے تجویز کیا تھا پس اس سوال کا جواب بھی کامل دلیل ہے نبوت کی) آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں (آگے حق تعالیٰ کی طرف سے اسکی حکایت شروع ہوئی کہ ذوالقرنین ایک ایسے جلیل القدر بادشاہ ہو گذرے ہیں کہ) ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا (جس سے وہ اپنے شاہی ارادوں کو پورا کر سکیں) چنانچہ وہ (بارادۂ فتوحات ملک مغرب) ایک راہ پر ہو لئے (اور اس راہ سے سفر کرنا شروع کیا) یہاں تک کہ جب (سفر کرتے کرتے اور درمیانی بلاد و امصار کو فتح کرتے کرتے) غروب آفتاب کے موقع پر (یعنی جہت مغرب میں منتہائے آبادی پر) پہنچے تو آفتاب ان کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا (مراد اس سے غالباً سمندر ہے کہ اس کا رنگ اکثر جگہ سیاہ ہے اور سمندر میں گو حقیقۃً غروب نہیں ہوتا لیکن جہاں سمندر سے آگے نگاہ نہ جاتی ہو تو بادی النظر میں سمندر ہی میں غروب ہوتا معلوم ہوگا) اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی (جن کے کافر ہونے پر اگلی آیت اما من ظلم الخ دلالت کرتی ہے) ہم نے (الہاماً یا اس زمانہ کی شریعت کے واسطے سے) یہ کہا کہ اے ذوالقرنین (اس قوم کے بارے میں تم کو دو اختیار ہیں) خواہ (ان کو ابتداء ہی سے قتل وغیرہ کے ذریعے سے) سزا دو اور خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو (یعنی اول دعوت ایمان کرو اور ابتداءً قتل کرنا شاید اس لئے جائز

کہ ان کو کسی ذریعے سے دعوت پہنچ چکی ہوگی لیکن دوسری صورت کو بوجہ ترجیح کے حسن سے تعبیر فرمایا) ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کروں گا) لیکن (بعد دعوت ایمان کے) جو (ان میں) ظالم (کافر) رہے گا سو اس کو تو ہم لوگ (قتل وغیرہ کی) سزا دیں گے (اور یہ سزا تو دنیا میں ہوگی) پھر (مرنے کے بعد) وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جاوے گا پھر وہ اس کو (دوزخ کی) سخت سزا دے گا اور جو شخص (میری دعوت ایمان کے بعد) ایمان لے آوے گا اور (قواعد دینیہ کے موافق) نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم (بھی دنیا میں) اپنے برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے (یعنی کوئی سختی بھی اس کے ساتھ روا نہ رکھیں گے، اور نعلی سختی تو بدرجہ اولیٰ روا نہ رکھی جاوے گی) فـ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کوئی مقبول بزرگ بادشاہ ہیں خواہ نبی ہوں یا ولی ہوں، کسی دوسرے نبی کے متبع۔ پھر ولایت کی صورت میں یہ مکالمت بطور الہام ہوئی ہو یا کسی نبی کے ذریعہ سے اور شاید ذوالقرنین ان کا لقب اس لئے ہوا ہو کہ قرن جانب کو کہتے ہیں اور تثنیہ سے مراد ذکر ہو چونکہ انہوں نے جانب ارض پر قبضہ حاصل کیا تھا اس لئے ذوالقرنین لقب ہو گیا ہو۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ

پھر ایک راہ پر ہو لئے۔ یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن

نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے

۴۱۵ تفسیر:۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سے خبرا تک۔ پھر (ممالک مغربیہ فتح کرکے ممالک مشرقیہ فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف) ایک (دوسری) راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کرکے) طلوع آفتاب کے موقع پر (یعنی جہت مشرق میں انتہائے آبادی پر) پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا (یعنی وہاں ایک ایسی قوم آباد تھی) جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی (ظاہرا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مکان وغیرہ بنانا نہ جانتے تھے کہ آفتاب کی گرمی سے پناہ لے سکیں) یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ

پھر ایک اور راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات

يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے انہوں نے عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ

سو کیا ہم لوگ آپ کیلئے چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس

رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ

مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو ہاتھ پاؤں سے میری مدد کر دیں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب

حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ

مضبوط دیوار بنا دوں۔ تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب ان کے دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو یہاں

أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝

میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب دے سکتے تھے

قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آوے گا تو اس کو ڈھا کر برابر کر دیگا اور میرے رب کا ہر

**تفسیر:** ثم اتبع سے ربی حقا تک۔ پھر (مغرب و مشرق فتح کرکے) ایک اور راہ پر ہو لئے (چونکہ آبادی شمالی حصہ میں زیادہ ہے اس لئے غالب گمان ہے کہ اس سے سمت شمال مراد ہو مفسرین نے یہی سمت سمجھی بھی ہے) یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کرکے ایک ایسے مقام پر پہنچے) دو پہاڑوں کے درمیان میں (تھا) پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو (غایت اجنبیت لغت و قلت فہم کی وجہ سے) کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے (یعنی غیر زبان ہونے کی وجہ سے تو بات نہیں سمجھتے اور وحشی اور قلیل الفہم ہونے کی وجہ سے سمجھنے کے لگ بھگ بھی نہیں پہنچتے ورنہ عاقل آدمی رموز و قرائن سے کچھ قریب قریب سمجھ لیتا ہے مگر کسی مترجم کے ذریعہ سے) انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی آکر) بڑا فساد مچاتے ہیں (یعنی ہم پر مار دھاڑ کرتے ہیں۔ اور ہم کو مقابلہ کی طاقت نہیں) سو کیا (آپ اجازت دیتے ہیں کہ) ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پاویں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو (تصرف کرنے کا) اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو (مال کی تو مجھ کو ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو (تو) میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (دام سرکار سے ملیں گے اور ضرورت کی اور بھی چیزیں منگوائی ہوں گی ۹۸ ۹۷
مگر لوہا عظیم اور اس وحشی ملک میں کم یاب چیز یہی تھی اس لئے ذکر میں اس کی تخصیص کی گئی۔ چنانچہ سب سامان جمع کیا گیا اور دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھود کر اس کو پتھروں وغیرہ سے بھروا کر اوپر سے یہی لوہے کی چٹانوں کے ردے رکھنے شروع کئے) یہاں تک کہ جب (ردے ملاتے ملاتے) ان (دونوں) پہاڑوں کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا کو (پہاڑوں کے) برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہو گیا) یہاں تک کہ جب (دھونکتے دھونکتے) اس کو لال انگارا کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں (یعنی ڈلوا دوں) چنانچہ تانبا لایا گیا اور آلات کے ذریعہ سے اوپر سے چھوڑ دیا گیا کہ تمام درزوں میں گھس کر سب چادریں ایک ذات ہو کر ایک مثال کی دیوار آہنی بن گئی طول و عرض خدا کو معلوم) سو (اس کے غایت ارتفاع و ملامت کے سبب) نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے اور (غایت استحکام کے سبب) نہ اس میں نقب دے سکتے تھے (اور دیوار بنانے کے وقت وہ لوگ اس موقع سے بہت دور تھے کیونکہ اس طرف وسیع زمین ہے) ذوالقرنین نے (جب اس دیوار کو تیار دیکھا جس کا تیار ہونا معمولی کام نہ تھا تو بطور شکر کے) کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے (مجھ پر بھی کہ میرے ہاتھ سے ایسا کام لیا اور اس دیوار سے باہر بسنے والوں کے لئے بھی کہ یاجوج و ماجوج کے شر سے محفوظ ہو گئے) پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آوے گا (یعنی اس کے فنا کا وقت آوے گا) تو اس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے (اور اپنے وقت پر ضرور واقع ہوتا ہے) ف جاننا چاہئے کہ مصنفین و مؤلفین نے اس سد یاجوج و ماجوج کی تعیین کے متعلق اپنے اپنے مقالات و خیالات جمع کئے اور اس کے مصداق میں اپنی اپنی کہی ہے لیکن قرآن و حدیث میں جو اس کے چند اوصاف معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ اس کا بانی کوئی بندہ مقبول ہے، دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہے تیسرے یہ کہ وہ دیوار آہنی ہے چوتھے یہ کہ اس کے دونوں سرے دو پہاڑوں سے ملے ہیں پانچویں یہ کہ اس دیوار کے اس طرف جو یاجوج و ماجوج ہیں وہ ابھی باہر نہیں نکل سکے، چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں تھوڑا سا سوراخ ہو گیا ہے سلاطین

یہ کہ وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے ہیں اور پھر وہ باذنہ تعالیٰ ویسی ہی دبیز ہو جاتی ہے، اور قرب قیامت میں جب چھیل چکیں گے تو کہیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل بالکل آر پار کر دیں گے چنانچہ اس روز پھر وہ دبیز نہ ہوگی اور اگلے روز اس کو توڑ کر نکل پڑیں گے آٹھویں یہ کہ یاجوج ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے آدمیوں سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور عدد میں بھی بہت زیادہ ہیں نویں یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلیں گے اور اس وقت عیسیٰ علیہ السلام بوحی الٰہی خاص خاص لوگوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جاویں گے باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہو جاویں گے دسویں یہ کہ وہ دفعۃً خیر معمولی موت سے مر جاویں گے اول کے پانچ اوصاف قرآن سے اور اخیر کے پانچ اوصاف حدیث صحیح سے معلوم ہوتے ہیں پس جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھے گا۔ اس کو معلوم ہوگا کہ جتنی دیواروں کا لوگوں نے اب تک پتہ دیا ہے یہ مجموعہ اوصاف ایک میں بھی پایا نہیں جاتا پس وہ خیالات صحیح نہیں معلوم ہوتے اور حدیثوں کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ خود دین کے خلاف ہے۔ رہا یہ شبہ مخالفین کا کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا اور اسی شبہ کے جواب

1 کے لئے ہمارے مؤلفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے لیکن اس کا صحیح جواب وہ ہے جس کو صاحب روح المعانی نے اختیار کیا ہے۔ حاصل ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشک وتری کو محیط ہو چکے ہیں واجب التسلیم نہیں۔ اور عقلاً یہ جائز ہے کہ اسی طرح سمندر کے درمیان میں کوئی حصہ زمین کا ایسا ہو جہاں اب تک رسائی نہ ہوئی ہو اور عدم وجدان سے عدم وجود لازم نہیں آتا اور جب مخبر صادق نے جس کا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی ہے تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں جس طرح اور امور ممکنہ کی خبر دی ہے اور تصدیق ضروری ہے اور اپنے متکلمین کے کلام فضول کی طرف التفات کرنے کا منشا محض ضعف دین ہے اھ اور قرآن میں سفر جنوب کا ذکر نہ ہونا شاید اس وجہ سے ہو کہ اس سفر کا اتفاق نہ ہوا ہو یا کسی وجہ سے ذکر نہ کیا ہو۔

ربط اوپر آخر قصہ میں ذوالقرنین کا قول جو مشعر اس دیوار کے فنا کا اور مشیر خروج یاجوج ماجوج کی طرف ہے حکایت کیا گیا ہے آگے حق تعالیٰ اپنی طرف سے خروج مذکور کے وقت کی خاص حالت اور عموماً دنیا کا فنا ہو کر پھر ثانیا پیدا ہونا اور اس کے بعد جزا و سزا کا معاملہ اور جو امور و اعمال جزا و سزا کے اسباب ہیں اجمالاً ان کا بیان فرماتے ہیں غرض فناء خاص کی مناسبت سے فنائے عام اور اس کی مناسبت سے بقاء ثانی اور اس کی مناسبت سے جزا و سزا اور اس کی مناسبت سے موجبات جزا و سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ ع ۱۷

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَ

اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ

اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا

عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا

اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر

عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ

میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دیں ہم نے کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے آپ کہئے کہ کیا ہم

نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گذری

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

ہوئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں — یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا اور اس سے ملنے

وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

کا انکار کر رہے ہیں سو ان کے سارے کام غارت گئے تو قیامت کے روز ہم ان کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے — ان کی سزا وہی ہوگی یعنی

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق بنایا تھا بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے — جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے

تفسیر:- وترکنا بعضہم سے عنہا حولا تک۔ اور ہم اس روز (یعنی جب اس دیوار کے انہدام کا وقت موعود آویگا اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا تو اس روز ہم ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے (بوجہ اس کے کہ کثرت سے ہوں گے اور ایک دم سے نکل پڑیں گے) اور (یہ قیامت کے قریب زمانہ میں ہوگا پھر بعد چندے قیامت کا سامان شروع ہوگا حتیٰ کہ ایک بار اول صور پھونکا جاوے گا جس سے تمام عالم فنا ہو جاوے گا پھر) صور (دوبارہ) پھونکا جاوے گا (جس سے سب زندہ ہو جاویں گے) پھر ہم سب کو ایک ایک کرکے (میدان محشر میں) جمع کر لیں گے اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے سمجھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور (جس طرح حق کو دیکھتے نہ تھے اسی طرح اس کو) وہ سن بھی نہ سکتے تھے (یعنی امر حق کا ذرا ادراک کرنا نہ چاہتے تھے) سو (جب یہ بات ثابت ہے کہ کفر پر ایسی وعید شدید کا استحقاق ہے تو) کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو (یعنی جو میرے مملوک و محکوم ہیں اختیاراً یا اضطراراً ان کو) اپنا کارساز (یعنی معبود و حاجت روا) قرار دیں (جو کہ شرک اور کفر محض ہے یعنی کفر کا موجب عذاب ہونا دریافت کرکے بھی کفر کرتے ہیں خیر وہ جانیں) ہم نے (تو) کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے (دعوت بطور تہکم کے فرمایا) اور (اگر ان کو اپنے اعمال پر ناز ہو جن کو وہ بزعم خود اعمال حسنہ سمجھتے ہیں اور اس سبب سے اپنے کو عذاب کفر سے محفوظ اور ناجی سمجھتے ہوں تو اس باب میں) آپ (ان سے) کہیئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت (جو اعمال حسنہ میں کی تھی آخرت میں) سب گئی گذری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں (آگے ان کا مصداق ایسے عنوان سے بتلاتے ہیں جس سے ان کی محنت ضائع ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوتی ہے اور پھر اس حبط اعمال کی تصریح بھی بطور تفریع کے فرماتے ہیں یعنی) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو (اس لئے) ان کے سارے (نیک) کام غارت گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) اُن کی سزا وہی ہوگی (جو اوپر مذکور ہوئی) یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا (جیسا اوپر بھی معلوم ہوا کہ کفر کا ثمرہ دوزخ ہے) اور (اسی کفر کا ایک شعبہ یہ بھی تھا کہ) میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق بنایا تھا (آگے ان کے مقابلہ میں اہل ایمان کا حال فرماتے ہیں کہ) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا) اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے ربط اوپر آیت افحسب الخ میں توحید کے انکار پر اور آیت واتخذوا آیتی ورسلی الخ میں رسالت کے انکار پر متعلق عذاب اور ان الذین آمنوا الخ میں ان کی تصدیق و اطاعت پر وعدہ ثواب مذکور تھا آگے بھی قل لو کان البحر الخ میں توحید کا اور قل انما انا بشر الخ میں رسالت کا بھی اثبات اور مومن کا اس پر جزا الخ میں مومن کا

ثواب منطوقاً اور منکر کا عذاب مفہوماً مذکور ہے اور اسی پر سورت ختم ہے اور بعینہ یہی مضمون افتتاح سورت میں بھی تھا چنانچہ ملاحظہ آیات سے واضح ہو سکتا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

آپ کہہ دیجیے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ

اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر مدد کیلئے ہم لے آویں آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

معبود ایک ہی معبود ہے سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

**تفسیر:** قل لو سے ربہ احدا تک۔ آپ (ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر میرے رب کی باتیں (یعنی وہ کلمات و عبارات جو اوصاف و کمالات الٰہیہ پر دال ہوں اور ان سے ان کی تعبیر کی جاوے پس ایسے کلمات) لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی (کی جگہ) ہو (اور اس سے لکھنا شروع کریں) تو میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں اور دوسرا سمندر بھی ختم ہو جاوے (اور باتیں احاطہ میں نہ آویں) اگرچہ اس سمندر کے مثل ایک دوسرا سمندر (اس کی) مدد کے لئے ہم لے آویں (تب بھی وہ باتیں ختم نہ ہوں اور دوسرا سمندر بھی ختم ہو جاوے پس جب اس کے کمالات تو غیر متناہی ہیں اور کوئی معبود تراشیدہ ایسا ہے نہیں پس الوہیت و ربوبیت اس کے ساتھ مختص ہوئی
۱۹ اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ (تم جو میرے ساتھ انکار سے پیش آتے ہو تو میں امر ممتنع یا مستبعد کا تو مدعی نہیں ہوں بلکہ) میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں (اس کا اقرار کرتا ہوں ملکیت وغیرہ کا مدعی نہیں کہ موجب توحش ہو اور) میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے (تو نہ وحی کا آنا کچھ عجیب اور نہ وہ مضمون کچھ وحشت ناک جو وحی کیا جاتا ہے بلکہ توحید خود دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہے) سو (جب توحید و رسالت ثابت ہو گئی تو) جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے (اور ان کا محبوب و مقرب بننا چاہے) تو (مجھ کو رسول مان کر میری شریعت کے موافق) نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (یعنی توحید و رسالت کا اعتقاد رکھے کہ نفس نجات کا موقوف علیہ دائمی ہے اور نیک عمل کرے کہ کمال نجات کا موقوف علیہ اکثری ہے اور شرک کے عموم میں شرک خفی یعنی ریاء کا دخول بھی حدیث سے معلوم ہوا پس اس جزو کے اعتبار سے عملاً صالحاً کے بعد یہ تخصیص بعد تعمیم ہو جاوے گی۔

| | | |
|---|---|---|
| سورۃ مریم مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی ثمان وتسعون اٰیۃ |

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ

کہیعص یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا

رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ

عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی اور آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام

شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ

نہیں رہا ہوں اور میں اپنے بعد رشتہ داروں سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو آپ مجھ کو خاص اپنے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ

پاس سے ایک ایسا وارث دے دیجئے کہ وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب پسندیدہ

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ

اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا زکریا نے

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝

عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ

ارشاد ہوا کہ حالت یوں ہی رہے گی تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھ کو آسان ہے اور میں نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے

شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ

زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ تمہاری علامت یہ ہے کہ تم

سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ

۲۰ک تین رات آدمیوں سے بات نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست ہو گے پس حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے تو ان کو اشارہ سے

عَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ

فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو۔ اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہو کر لو اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ اور خاص اپنے

لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ

پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے اور وہ سرکشی کرنے والے نافرمانی کرنے

عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

والے نہ تھے اور ان کو سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن انتقال کریں گے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سورۃ مریم علیہا السلام مکیۃ الا آیۃ السجدۃ وھی ثمان او تسع وتسعون آیۃ کذا فی البیضاوی ربط اس سورت کا خلاصہ تین مضمون ہیں اول اثبات توحید، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقریر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تذکیر اور بعض آیات واقعہ اخیر اس پر دال ہیں۔ دوم اثبات نبوت اس کی تقریر دو طرح ہے ایک بعض انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان فرمانے سے اس طرف اشارہ کیا کہ نبوت کوئی امر عجیب وغریب نہیں آپ سے پہلے اور حضرات کو بھی یہ دولت عطا ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے باوجود یکہ خلق سے علوم کو اخذ نہیں فرمایا اخبار ماضیہ کو کس طرح صحیح صحیح بیان فرماتے ہیں جو دلیل ہے صاحب وحی و نبوت ہونے کی سوم مباحث معاد جس میں جزا و سزا کے ذکر کے ساتھ بعض شبہات منکرین بعث کا بھی جواب ہے گذشتہ سورت میں بھی بڑا حصہ ان ہی مضامین کا تھا۔ و نیز یہ مضامین باہم گہرے متلاصق و متناسق ہیں اور سورت گذشتہ کے ختم پر جس طرح آپ کی رسالت کا ذکر ہے اس سورت کے ختم پر اسی طرح بعض انبیا

## دو سو ۲۰۰ روپے کا ذخیرہ چار روپے میں

# حدیث شریف کی گیارہ کتابیں

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی احادیث کی گیارہ کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام شافعی، مسند امام حنبل، مسند بیہقی،
ندیں اگر آپ خریدیں تو انکی قیمت کسی حالت میں بھی دو سو روپے سے کم نہ ہوگی۔ مگر ان سب کتابوں کی تمام صحیح حدیثیں حجۃ الاسلام حضرت علامہ شیخ ولی الدین بن محمد عبداللہ
خطیب تبریزی نے

# مشکوٰۃ المصابیح

میں نہایت تحقیق اور تلاش سے جمع کر دی ہیں۔ حضرت علامہ ولی الدینؒ دوسری صدی ہجری کے نہایت معتبر، محقق جامع احادیث تھے دنیائے اسلام نے
المصابیح سے زیادہ معتبر مشکوٰۃ المصابیح کو تسلیم کیا ہے اور ادارہ پیشوا نے حضرت علامہ ولی الدینؒ کی اسی معتبر اور مستند مشکوٰۃ المصابیح کا سلیس (تقریباً بامحاورہ) اردو ترجمہ

# بڑی مشکوٰۃ شریف کامل ہر دو جلد اردو

کے نام سے شائع کیا ہے جس میں چھ ہزار سے زائد احادیث معہ ضروری تشریح کے جمع کر دی گئی ہیں، اور یہ بڑی مشکوٰۃ صرف ادارہ پیشوا ہی نے
شائع کی ہے، دوسرے اداروں نے المصابیح کو جو مشکوٰۃ المصابیح کے مقابلہ میں کم مستند اور کم احادیث کی مشتبہ کتاب ہے، بڑی مشکوٰۃ کے نام سے جھوٹے
اشتہارات دے رکھے ہیں، شروع میں طویل فہرست مضامین ہے، اس کے بعد گیارہ جامعان احادیث کی مکمل سوانحعمریاں ہیں، آخر میں ایک ہزار سے زائد اصحاب
احادیث کے حالات زندگی درج ہیں، اعلیٰ درجہ کی رنگدار چھپائی، پیشوا کے ٹائٹل جیسا سفید چکنا کاغذ، پیشوا کے اس صفحہ کے تقریباً برابر سائز، ضخامت ایک
ہزار چھ سو پچھتر (۱۶۷۵) صفحے قیمت بلا جلد للعہ مجلد پارچہ للعہ مجلد چرمی پشتہ للعہ محصول ہر حالت میں ذمہ خریدار ہے۔ دو جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیں۔ مگر ریلوے
پارسل بغیر پیشگی آئے کسی کو نہیں بھیجا جائے گا۔

---

# اعجاز نما پارہ سورہ ۳۰ معہ مجموعہ وظائف

اس مجموعہ کی خصوصیات یہ ہیں کہ عربی قلم بہت موزوں اور خوشخط ہے ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے حاشیہ پر خواص القرآن، فوائد القرآن، شان نزول، ربط آیات اور فوائد القرآن چڑھائے گئے ہیں، ہر سورہ کے شروع میں اس کے مجرب اور مستند اعمال اور
وظائف و نقوش درج کئے گئے ہیں، اور اس کے علاوہ درود تاج، درود لکھی، دعائے حزب البحر، درود مستغاث، ختم خواجگان چشت و نقشبند اور اسماء الحسنیٰ اور
اسمائے مبارک حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور اسمائے بدریین وغیرہ معہ ضروری اور مستند و مجرب وظائف خاندان چشتیہ، قادریہ،
نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ درج کئے گئے ہیں۔ کاغذ بہت سفید چکنا، چھپائی اعلیٰ درجہ کی، سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ ضخامت ۱۹۸ صفحے قیمت ۸ محصول ڈاک ۵

---

# بڑے پیر کی گیارھویں

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہتر اور سب سے بڑی سوانحعمری ہے جس میں حضور غوث پاکؒ کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے لئے محافل گیارھویں منعقد کرنے
کا ترکیب ہے، آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسول پاکؐ حضور غوث پاکؒ کے حالات معلوم کریں، وہ دنیا میں کیوں
آئے، انہوں نے آکر کیا کیا؟ ان کی کرامات کیا ہیں، ان کی تعلیم کیا ہے۔ ان کے وظائف کیا ہیں، انہوں نے اپنے وعظوں میں کیا کہا؟
اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے
[illegible] کی تردید نا ممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی سائز $\frac{22 \times 29}{16}$ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۷۲ صفحے قیمت عہ

# قرآن شریف منگا اور مدارس میں تقسیم کرنے میں حضرات ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی لاگت

سے بھی کم ہو لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوائی سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم دمفسر تیار ہوگیا ہے۔ اور اس مرتبہ میں نے بلکہ از فضل ایزدی اور پاسبان و معاونین پیشوا یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دیدوں، جو خالص میرا خرچ ہوا ہے، حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں، مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا، جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے۔

## آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولینا شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ہے۔ حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے، بڑی تقطیع ہے، شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتلائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور استخارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورۃ کے مجوب اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بلحاظ ابواب لکھی گئی ہے قلم جلی ہے صحت اکمیں علماء اور قاریوں نے کی ہے۔ سفید ناروے کا کاغذ ہے قیمت مجلد نقرئی کار ۱۲؎ ار حاشیہ شدہ ارغوانی۔ مجلد نقرئی کار ۲؎ ار محصول ۱۲؎

---

### سیرت باقی رحؒ

سالار نقشبندیہ حضرت خواجہ غریب نواز حضور خواجہ باقی باللہ رحؒ بخاری کی مفصل مکمل سوانحعمری حضرت خواجہ کے تمام خلفاء کا تذکرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی تعلیم و تزکیہ نفس کے آسان طریقے مجرب مجرب اوراد و وظائف حضرت خواجہ غریب نواز کی صوفیانہ قرآن حکیم کی تفسیر پڑھنی چاہتے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ کریں جس کے مصنف پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی خیرخواہ باقی باللہ ایڈیٹر رسالہ پیشوا ہیں۔ اس میں پیرزادہ صاحب نے اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے۔ قیمت ۸؎

### بڑے پیر کی سوانحعمری

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ بہتر اور سب سے بڑی سوانحعمری ہے جس میں حضور غوث پاکؓ کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کیلئے محافل گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب آپ کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ فرزند رسولؐ پاک حضور غوث پاکؓ کے حالات معلوم کریں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے ؟ اور انہوں نے آکر کیا کیا ؟ اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے آپ بڑے پیر کی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۴؎

### چار انقلابی

۲۱۶ صفحہ کی کتاب ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی ہے دنیا میں شہنشاہیت کو نیچا دکھانے اور جمہوریت کو عروج پر پہنچانے کے لئے چار انقلابی ایک اہم پروگرام سرمایہ داری کا خاتمہ اور مزدوروں کو ابھارنے کیلئے بناتے ہیں۔ کارخانوں میں ہڑتالیں آئین حکومت کی مخالفت کے لئے نئی نئی ترکیبیں، اہم سازشیں، نظام حکومت کو درہم برہم کرنے اور دہشت انگیزی کی دل ہلا دینے والی داستان اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو ناول چار انقلابی پڑھئے جب تک ختم نہ ہوگی ہاتھ سے نہ چھوٹے گی قیمت ۸؎

### کارڈ سائز مترجم حمائل

صد ہا عجائبات کہہ رہے تھے کیسی مترجم حمائل چاہیئے کاغذ بہت گراں ہے پھر بھی مجلد کا ہدیہ صرف دس آنے ہے قلم کافی نمایاں ترجمہ صاف مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے ضخامت ۹۰۰ صفحے۔ حاشیہ شدہ متن۔ سب کو حیرت ہے کہ مترجم حمائل جس کا کاغذ بھی بے حد اعلیٰ ہو جب تو ادھر ملی ہیں سے کاغذ کم قیمت کا تھا۔ یہ آپکی امداد کا اعجاز ہے۔ مجلد پختہ نقش۔ ۱۰؎ مجلد چرمی ۱۲؎

### اوراد وظائف

حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیان جہاں گشت کے اوراد وظائف کا گنجینہ ہے، جو آپ نے پوری دنیا کے سفر میں واقفان اسرار روحانی سے حاصل کئے۔ یہ سب بے خطا ہیں۔ اس کے اوراد و وظائف سو فیصدی کامیاب ہیں۔ چھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ آپ کی ہر ضرورت اس کتاب سے پوری ہو سکتی ہے جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے پھر اس کتاب کے اوراد وظائف سے فائدہ اٹھایئے۔ قیمت ۱۲؎

### تہذیب المجالس

آج کل کے بچے مغربی تہذیب کی ہیبت زدہ ہیں مجلس کا ادب، گفتگو کرنے کا سلیقہ، آداب طعام و درعلم مجلسی سے قطعی نا آشنا ہیں، تہذیب اخلاق نام کو نہیں۔ اس کتاب میں کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور بولنے لکھنے کے آداب ہیں۔ ہر قسم کی مجلس کے آداب کا بیان نہایت عمدہ طریقہ سے کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ قیمت صرف [illegible]

## آفتاب رسالت

مصنفہ قلم حضرت آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا صلعم کی حیات مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں، پہلا حصہ ۲۸۰ صفحات، اس میں زیادہ حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول، حصہ دوم ۴۴۴ صفحات، اس میں پوری رسالت کے جزئی کل حالات مثل بلوغت، شادی، تبلیغ، غزوات، سیاسی تجربات اور متفرق واقعات کے تذکرے، آخر میں حضور کی معاشرت اور اخلاق و عادات کے علاوہ [illegible] قیمت [illegible]

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں، اور مہذب عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھیے۔ اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں۔ تعدد حسین جمیل بلاک میں لکھائی چھپائی بہت عمدہ شروع میں ایک جمیل سہ رنگی تصویر ہے قیمت ۸

## مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف دکھا سکیں، تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجیے۔ کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصویر سے مزین ہیں، جس کی رعایتی قیمت صرف ۸ر ہے۔

## چھیانوے اولیاء

کے حالات ان کی کرامات، ان کے خوارق، ان کی کلیات، ان کی اولیائی تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے، اس کا نام بھی تذکرہ اولیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں چھیانوے اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں، ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی۔ یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلیٰ آئینہ ہے قیمت ۱۴

## غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپے کے زور سے علاج کرایا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا بوتا کہاں، ان کو تو چار پیسے بھی خرچ کرنا گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں، تلاش کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں۔ افضل الناس خیر الناس رسول کریم کا فرمان ہے۔ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں ہونی چاہیے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پہنچے تو حفظ ماتقدم کے طور پر مرض کی آمد سے محفوظ رکھیے۔ قیمت ۸ر

## اسلام کے سورما سپاہی

یہ مفید اور اہم کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز بقائی ایڈیٹر پیشوا کے بیس سالہ مطالعہ تاریخ کا نتیجہ ہے پیشوا کے پڑھنے والے خوب واقف ہیں کہ جس وقت وہ اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے محیر العقول شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دل میں بھی اسلامی بہادری کا بحر ناپیدا کنار موجیں مارتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں اتحاد کی غیرفانی لہر پیدا ہو جائیگی وہ غلامی کے طوق لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دینگے اور عزم و استقلال کیساتھ اپنی عظمت کو واپس لانے کیلئے تیار ہونگے قیمت ۸

## کتاب التعویذات

یہ علاج روحانی از عمدۃ المفسرین و المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں بڑی تقطیع کے ۱۴۲ صفحہ کی کتاب ہے، اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے، اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں۔ اس لئے ایسی کبھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہوگی، جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت اور تجربہ علمی کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے، دین دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱۲

## مسدس حالی

عالم اسلامیہ میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لیکر جاؤنگا۔ یہ مسدس اسلام کی جو تعلیمی تاریخ اور مد و جزر اسلام ہے۔ مدتوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی۔ زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے۔ ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانحعمری ہے، بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۸ر

## جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے تیر بہدف ہیں، اس کے چار حصہ ہیں اور ایک ہی جگہ میں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ، سورہ یٰسین کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کے ہر سورۃ کے اعمال [illegible] [illegible] [illegible] حصہ چہارم [illegible] [illegible] تمام [illegible]

## نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن میں ذکر ہے۔ سب کی مکمل سوانحعمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۶ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے اہم ترین مقصد اس کتاب کا یہ ہے کہ پچھلی امتوں کے سخت تر ریاضیات کے مقابلہ میں امت محمدی کو ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ درجے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے

## مناجات مقبول

یہ ۱۹۲ صفحہ کی کتاب ہے مترجمہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیا عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں بعد قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جن کو مولانا نے جمع کیا، پھر استغاثہ منزل پھر دعا استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب جیسے موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں ملاکوں [illegible]

## خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت مولا علی و حضرت امام حسن رض کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات اور ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات و فتوحات کے مفصل حالات پچاس سالہ مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے عمدہ کاغذ قیمت بلا جلد ع۳ مجلد پارچہ ۴ مجلد پشت ع۲ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ [illegible] [illegible]

### اسلامی تعلیم

اسلام کی یہ مستند اور مقبول عام کتاب جو مفتی محمد محمود داوری نے کمال محنت سے مرتب فرمائی فقہ اسلامی اور آسان عام فہم ہیں اس کی بہت بلند ہے جن لوگوں نے یہ کتاب یکجا مجلد ہے انہیں کسی مولوی کی... پیشی سے ضرورت محسوس ہوگی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کی شہرت ہوگیا۔ اپنی آسانی کیلئے علماء کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔ مذہبی معلومات کیلئے یہ کتاب انمول ضروری ہے ضخامت... صفحے قیمت مجلد پارچہ ۱۲ مجلد چرمی لپشتہ ہے

### ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں الفاظ مسائل کو بیان کیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں ہو سکتا۔ دینی ضروریات نہ مسلموں میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ دینی ضروریات کی کم فرصت وکیل تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے قیمت ۸

### معلومات نماز

نئی تحقیق... باکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے، اور بتایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں، مذہب اسلامی عبادات کی حکمت، احکام عبادت، عبادات کے منافع، ثمرات عبادت، ثمرات آخرت، نماز کے طبی فائدے، امتیازی عبادت، لفظی عبادت، نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت، نمازیوں کی کہانیاں، اس کے بعد تمام نماز کا بیان اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ مع اصل عربی ضخامت... صفحے قیمت صرف ۸

### شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ... شاعر نامور فلاسفر حکیم عمر خیام کی رباعیات ... رسالے سرخیوں تو مختلف... رنگینی و لطافت کے ساتھ شائع ہوئی ہیں اس نامور حکیم کے سوانح اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور رباعی کے تحت میں خواجہ کی ساری رباعیوں کی شرح نہایت شرح وبسط ... میں لکھی ہے شرح میں عمر خیام کا ... اور تقریباً ایک سو رباعیوں کو ... ہے قیمت ۱۲

### فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کو مسحور کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔ اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی زبان میں نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب فن خطابت کا مطالعہ کیجیئے، اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجیئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے طلسم بن جائینگے۔ آپکی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی اور ہزاروں کے مجمع میں آپ تقریر کر سکیں گے قیمت صرف ۸

### اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں اور بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں، اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط وکتابت نہیں کر سکتے، ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز اور مدرسہ میں اونچے، کلبوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشمند ہو جائیں۔ اب قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور کالج میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول عمل ہے اس کے تین حصہ ہیں، اور تینوں یکجا قیمت صرف بارہ آنے محصول الگ

### درس معاشرت

ایہ ناز انشا پرداز کے نو پرکیف عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے۔ ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی بولتی تصویر ہے۔ افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے، کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے کاغذ، لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۸۰ صفحے۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف ۸ رکھی ہے۔

### سائیاں انکھیاں پھیریاں
### سو بیری ملک جہاں

اگر بابا کبیر داس کے اس دوہے کی سچی تصویر دیکھنا چاہتے ہو تو کتاب آہ مظلوم پڑھیئے۔ بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے آہ جب عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا۔ اس کے لئے سوائے خودکشی کے کہیں امکان نہیں۔ مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے: قیمت صرف ۸

### زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارہ بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں، دہلی کا مکمل باورچیخانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امرا و شرفاء دہلی کے تمام لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں تیسرے ایڈیشن میں باورچی کا ... اسلامی دسترخوان بھی شامل ... لکھائی چھپائی کاغذ سفید

### سگھڑ لڑکی

ماں باپ کیلئے دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی استانی ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیز داری سلیقہ شعاری آجاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا سفید چکنا کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے

### پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجاتی ہے اس گھر کا اطمینان اور سکون طلاق جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے مدلیا اور اس سند پر بے چین رہتی ہیں، انکو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھاؤ جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے، اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپکے ہاتھ سے نہیں چھوٹ... [illegible]

### تعلیم خانہ داری

کتنے گھر میں جو بیوی کی جہالت سے ویرانہ ہیں سلیقہ مند گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ... عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں ... انکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکو معلوم ... کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک ... آپکے گھر کا پلٹ سکتی ... تو آپ تعلیم خانہ داری ... ایک ... [illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

# پیشوا

ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ

ایڈیٹر: سیّد عزیز حسن بقائی



کاتب قسمت کی پوشیدہ تحریر

# بڑے پیر کی گیارھویں

[illegible] سوانحعمری ہے جس میں حضور غوث پاک کی ولادت [illegible]
عامل گیارھویں سے فائدہ کس طرح اٹھا سکتا ہے؟ آپ کے دل میں [illegible]
کہ فرزند رسول پاک حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں [illegible]

[illegible] اور انہوں نے کیا کیا؟ ان کی کرامات کیا ہیں؟ ان کی تعلیم کیا ہے؟ اللہ کے رفقاء کیا ہیں؟ انہوں نے اپنے وعظوں میں کیا کہا؟
اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیے گئے ہیں کہ ان کی تردید ناممکن ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ سائز ۲۰×۲۹ سفید چکنا کاغذ ضخامت [illegible] صفحے۔ فہرست مضامین [illegible]

فہرست مضامین [illegible] کربلا کے بعد [illegible]

## [illegible] کلاں مترجم

[illegible] بہت [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

ترجمہ حضرت [illegible] شاہ رفیع الدین

صاحب تحت اللفظ چرمی پشتہ نقرئی

جلد [illegible] میں ایک طویل مقدمہ

ترجمہ [illegible] خوب جلی ہے۔ ہدیہ

مجلد [illegible] پشتہ نقرئی کا رحناشدہ

کاغذ آسٹریلیا کا نہایت دبیز

نہایت اور نہایت خوشخط۔

قیمت صرف چار روپے علاوہ

محصول ڈاک

## [illegible] مترجم

تقطیع [illegible] دو ترجمہ اور کلاں

تفسیر [illegible] چھپائی بہت اعلیٰ ہے

ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

کا ہے۔ حاشیہ بہت مفصل ہے ابتدا

میں ایک مقدمہ ہے۔ ایک ہزار صفحے

کی ضخامت ہے کاغذ عمدہ و مضبوط

کتابت اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ

کامل جلد چمڑے کی نقرئی کار ہے

ہدیہ صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible]

یہی قرآن شریف اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے

کاغذ پر قیمت [illegible]

## [illegible] دو ترجمے والا

تقطیع [illegible] دو ترجمے والا

اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

دوسرا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

حاشیہ پر بہت اچھی تفسیر ہے۔ ابتدا میں

ایک بہت کامیاب اور مفید مقدمہ۔

ہر پارہ علیحدہ منقش چھپائی بہت عمدہ

کاغذ [illegible] سفید ضخامت جلد

چمڑے کی منقش نقرئی کار ہدیہ مجلد

چرمی کامل [illegible] یہ کلام اللہ دینی [illegible]

اور بہترین کتابت اور اعلیٰ درجہ کی صحت کی

وجہ سے بہت مقبول ہے۔ یہی کلام اللہ شریف

کاغذ پر مجلد بارچہ [illegible]

## [illegible]

[illegible]

[illegible]

نادر [illegible]

علامہ شاہ عبدالقادر صاحب

دہلوی حاشیہ پر آپ کی تفسیر

موضح القرآن [illegible]

مقدمۃ القرآن [illegible]

تلاوت وغیرہ [illegible] قرآن [illegible]

قرآن تعبیر نامہ [illegible]

وغیرہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ مجلد [illegible]

[illegible] مجلد چرمی [illegible] کاغذ [illegible]

[illegible]

## عکسی قرآن مصری کلاں

[illegible] لمبا [illegible] انچ چوڑا ہے ۔ ۵۰ صفحے

اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت بہترین لائق

چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی۔ ایک

لاکھ روپیہ خرچ کرکے اس کے فوٹو بلاک

بنوائے گئے ہیں۔ پانچ سال کی محنت

اور ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے بعد

[illegible] کا قرآن تیار ہوا ہے جس

کو دیکھ کر یورپ امریکہ کی اعلیٰ ترین

مطبوعات شرماتی ہیں کاغذ اتنا اعلیٰ

[illegible] خیال بھی نہیں کر سکتے

قیمت مجلد قسم اول [illegible]

## عکسی حبیبی حمائل مجلد

مصری کا رڈ سائز جدید الطبع

ایسی شاندار و دیدہ زیب چھپائی

اور کاغذ ہے کہ دیکھتے ہی روح

خوش ہو جاتی ہے سالہا سال

کی جدوجہد میں اب کامیابی ہوئی

ہے کہ اتنا سستا اشتہار ہو سکا

آپ تعجب سے سنیں گے کہ بلیٹا کے

[illegible] جیسا سفید اور چکنا کاغذ

چھپائی ایسی اچھی کہ آپ کے تصور میں

بھی نہ آسکے۔ ہدیہ مجلد فی جلد [illegible]

محصول ڈاک [illegible]

## دلائل الخیرات عکسی دو رنگ

دلائل الخیرات کل مشکلات کیلئے بڑی اکسیر

ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ ترتیل

کے ساتھ اس کو پڑھا جائے۔ ان کے اوصاف

بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔

جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس

کی کوئی حاجت کبھی آکر نہیں رہتی اس

کے استنا [illegible] کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے

عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے

ہیں۔ پھر یہی اکیلی یہ نعمت کیا کم ہے۔ [illegible]

وارادہ کے سلسلہ میں بہترین کتاب ہے [illegible]

خوب ہے قلمی ہے عکسی ہے دو رنگی چھپائی

قیمت [illegible] سستا ایڈیشن [illegible]

## تاریخ اسلام

بعثت رسول سے لیکر [illegible]

تک [illegible] اس میں [illegible]

سے لیکر وفات رسول تک [illegible]

ہیں [illegible] صفحے [illegible]

حضرت [illegible] حضرت [illegible]

کی خلافت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عباس کے [illegible]

حالات [illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت مجلد [illegible]

## تاریخ شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب

نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب

ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام

سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے

یہ مسلم شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت

مقبول ہے کیونکہ اس زمانہ میں [illegible] کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

## کیمیائے سعادت

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی

پوری کتاب دین و دنیا کی برکتوں

کا مجموعہ دل کو ایسا دھو دیتی ہے

کہ غفلت اور غرور کا نام بھی میل

باقی نہیں رہتا۔ تصوف اور

روحانیت کا خزانہ ہے۔ بڑی

تقطیع بہت عمدہ خط ۲۵۲

صفحے کی ضخامت قیمت مجلد

[illegible] مجلد [illegible]

علاوہ محصول

[illegible] کتاب ہے [illegible] تصوف

[illegible] کا بے مثل گنجینہ

## معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ

وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے

وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھے۔ اگرچہ ابھی

نہ بھی معلوم ہو تب بھی الفاظ کے

معانی [illegible] معلوم ہو جائیں عربی

پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب

تھا۔ اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی

[illegible] دیتے ہیں۔ معلم عربی [illegible]

[illegible] سلسلے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

## تلاوت آسان [illegible]

۲۰ × ۲۶ سائز [illegible]

قلم ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی مدد [illegible]

مجید [illegible]

[illegible]

# ایک ہزار روپیہ معمہ نمبر ۵۸ نقد انعام

۷۲

| | | |
|---|---|---|
| ۲۷ | ۲۹ | ۳۲ |
| ۳۶ | ۳۱ | ۲۶ |
| ۳۰ | ۲۸ | ۳۵ |

**ترکیب حل** سامنے نو خانے مربع ہیں، انہیں ہندسوں سے اس طرح پُر کریں کہ ہر طرف قطار کا مجموعہ ۹۳ آئے۔ بیٹھے ہوئے ہندسوں کی جگہ تبدیل نہ ہوگی نفی، بٹہ اور ضرب استعمال نہ ہوگی۔

**انعام** ہر درست حل والے کو کم از کم ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ۱۵ دسمبر تک جن کے سب سے زیادہ حل دفتر میں موصول ہوں گے، ایک ہزار روپیہ کا خاص انعام دیا جائے گا جن کے کم سے کم پانچ حل دفتر میں موصول ہوں گے ایک معزز خاتون بن انعام دیا جائے گا۔ تمام انعام گارنٹی شدہ ہیں۔

**شرائط و قواعد** کسی سادہ کاغذ پر کسی تعداد میں حل معہ فیس داخلہ بحساب ایک روپیہ فی حل دفتر میں روانہ فرمائیں جتنی تعداد میں حل روانہ فرمائیں اتنی ہی تعداد میں روپیہ روانہ کریں اور پانچ پیسہ کا ٹکٹ ہمراہ روانہ کریں، تاکہ نتیجہ آپکو براہ راست روانہ کیا جاسکے۔ رسید حلوں کے ہمراہ روانہ کریں، جن حلوں کے ہمراہ رسید نہ ہوگی وہ حل مقابلہ میں شامل نہ ہوں گے۔ تاریخ مقررہ کے گذرنے کے بعد جو حل دفتر میں موصول ہوں گے مقابلہ میں شامل نہ کئے جائیں گے تمام حل اور منی آرڈر ۱۳ دسمبر تک دفتر میں موصول ہونے چاہئیں، درست حل اور قابل انعام حل وہی تصور ہوگا جو بالکل سربمہر حل سے ہندسہ بہ ہندسہ اور خانہ بخانہ ملتا ہوگا۔ اس معمہ کی واضح شرط ہے کہ منیجر معمہ کا فیصلہ قطعی اور قانونی طور پر قابل قبول ہوگا۔ ۲۰ جنوری کو سربمہر حل شرفا کی موجودگی میں کھولا جائے گا۔ ۲۰ جنوری کو انعامات روانہ ہوں گے حل اور منی آرڈر پتہ ذیل پر روانہ کریں۔

**پتہ: منیجر انڈو امریکن ہائیڈ کمپنی ۳۷ اکرم روڈ بیت ۵۵ لاہور**

---

## حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت ہے پیدائش سے لیکر موت تک حقوق و فرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی اور دلائل عقلیہ سے اس کتاب میں ہے۔ یہ بیش بہا کتاب ہزاروں کی قیمتی مستند کتابوں کے پچاس ہزار صفحات کا خلاصہ ہے حوالہ کے ساتھ ترجمہ اور تشریح کی ہے۔ ۔۔۔ چھپائی عمدہ چکنا کاغذ ۔۔۔ قیمت مجلد ۔۔۔

## لیسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ روپیہ بکتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں۔ یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں حرکت ملا کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زبر زیر پیش اور حروف حرکات کے بجائے ہیلے کے بعد حرکات کو بتانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعوی ہے کہ قاعدہ ختم کرنے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ استاد کی مدد کے بغیر قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۔۔۔ صفحے قیمت ۳ ر ایک روپیہ کے آٹھ

## بچوں کا قرآن مجید

تقطیع ۱۲ انچ طویل اور ۱۰ انچ عریض ہے گویا بیشوا سے نصف صفحہ ہے کاغذ عمدہ بہت عمدہ چھپا ہوا ہے۔ بچوں اور عورتوں اور کمزور نگاہ والے مردوں کے لئے ایسا سستا اور اچھا دوسرا قرآن نہیں ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ہدیہ ہوچکا ہے بہت کم رہ گیا ہے۔ خدا جانے دوسرا ایڈیشن کب چھپے۔ اس کا دوسرا نام بطرز لیسرنا القرآن ہے۔ ہدیہ مجلد ۔۔۔ علاوہ محصول ڈاک ۱۳ ر

---

## برکتیں والی تصویر

عورت کی شباب آفرینی ۔۔۔ اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے ۔۔۔ [illegible]

## دوشیزہ سے لطف با تصویر

حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں۔ یہ کتاب صد ہا مشرقی و مغربی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ قیمت ۔۔۔

## سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کی جوڑی سات مست سہاگ ۔۔۔ راتوں کی لذیذ داستانیں۔ ان میں سب کچھ ۔۔۔ لذت میں ہوسکتا ہے سہیلیوں کی ۔۔۔ زندگی کے تمام ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ قیمت ۔۔۔

## اسلام کے سو رہا سپاہی

تیغیلدرا ہم کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے بیس سالہ مطالعہ تاریخ کا نچوڑ ہے۔ پیشوا کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ جس وقت وہ اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے نیلوہر سپاہیوں کے محیرالعقول شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دلوں میں بھی اسلامی بہادری کا سمندر موجیں مارتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں اتحاد کی غیر فانی لہر پیدا ہو جائیگی وہ خانہ جنگی کی طرح لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دینگے قیمت ۸ر

## مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لے کر جاؤں گا۔ یہ مسدس اسلام کی مختصر تاریخ اور مدو جزر اسلام ہے۔ لاکھوں سے زیادہ چھپی اور فروخت ہوئی۔ زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے۔ ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے گویا نثر مسدس ہے، اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے۔ بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۸ر

## جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مشہور کتاب ہے، جو ہر عامل کے لئے نہایت مفید ہیں۔ اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اور سورۂ یسین کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان، ورد قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال و اوراد ہیں حصہ چہارم افکار کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام ضربوں کے خواص ہیں۔ پانچویں حصے میں اشغال اور آخر میں متفرق نقوش ہیں قیمت ۱۲ر

## درس معاشرت

مایہ ناز [illegible] عبرت خیز عجیب افلاق آموز افسانوں کا [illegible] مجموعہ ہے ایک افسانہ اسلام کے [illegible] کی بولتی تصویر ہے [illegible] میں مسلمانوں کو [illegible] رسم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی کا گھر اس کتاب سے خالی نہ چاہیئے۔ کاغذ لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے [illegible] کے قیمت صرف ۸ر

## سائیاں انکھیاں پھیر ماں

## سو بیری ملک جہاں

اگر ایک بیرحماس کے [illegible] ہے کی سچی تصویر دیکھنا چاہتے ہو تو کتاب آہ مظلوم پڑھیئے۔ بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے، آہ جس عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا۔ اس کیلئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں امکان نہیں مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آئیگا حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے قیمت ۸ر

## چار انقلابی

٢١٦ صفحے کی کتاب ہے، اچھی لکھائی، چھپائی ہے دنیا میں ہٹلر نے بہت کو نیچا دکھانے اور جمہوریت کو عروج پر پہنچانے کیلئے چار انقلابی ایک اہم پروگرام سرمایہ داری کا خاتمہ اور مزدوروں کو ابھارنے کیلئے بناتے ہیں۔ کارخانوں میں ہڑتالیں، یہ حکومت کی مخالفت کیلئے نت نئی ترکیبیں، اہم سازشیں۔ نظام حکومت کو درہم برہم کرنے اور دہشت انگیزی کی دل ہلانے والی داستان اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو ناول چار انقلابی پڑھیئے جب تک کتاب ختم نہ کر لیں کتاب اگر ہاتھ سے رکھدیں تو ہمارا ذمہ قیمت ۸ر

## کارڈ ساز مترجم حمائل

مدت سے تقاضا تھا کہ ایک سستی مترجم حمائل چاہیئے۔ کاغذ بہت گراں ہے، پھر بھی مجلد کا ہدیہ صرف دس آنے ہے۔ قلم کا نی نمایاں۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ضخامت ۹۰۰ صفحات۔ حاشیہ متن، سب کو حیرت ہے کہ مترجم حمائل جس کا کاغذ بھی بے حد اعلیٰ ہو جب تو دار میں ملی نہیں جب کاغذ بے قیمت کا تھا۔ یہ اپنی امداد کا اعجاز ہے ہدیہ مجلد پارچہ سنہری منقش ۱۰ر مجلد چرمی ۱۴ر

## اوراد و وظائف

حضرت تاج العارفین محمد [illegible] جہاں گشت کے اوراد و وظائف کا گنجینہ ہے، جو آپ نے [illegible] کے سفر میں واقفان اسرار [illegible] سے حاصل کئے، یہ سب [illegible] اس کے اوراد و وظائف سو فیصد کامیاب ہیں۔ چھ ایڈیشن [illegible] چکے ہیں۔ آپ کی ہر ضرورت [illegible] سے پوری ہو سکتی ہے جب [illegible] مایوسی ہو جائے پھر اس کتاب کے وظائف سے فائدہ اٹھائیے قیمت [illegible]

## تہذیب المجالس

آج کل کے بچے مغربی تہذیب کی بدولت بزرگوں کا ادب، گفتگو کرنے کا سلیقہ، آداب طعام اور علم مجلسی سے قطعی نا آشنا ہیں۔ تہذیب و اخلاق نام کو نہیں۔ اس کتاب میں کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، پہننے، سونے، ہنسنے اور بولنے کے آداب، ہر قسم کی مجالس کے آداب کا بیان نہایت عمدہ طریقہ سے کیا گیا ہے۔

لکھائی، چھپائی اعلیٰ ہے اور قیمت صرف دس آنے ہے۔

## ہدایت نما متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۷×۱۰ انچ۔ ضخامت ۹۲۸ صفحے۔ کاغذ سفید ولایتی ناروے کا بہت اچھی صحت خاص شدہ۔ پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ سلیس اردو میں۔ شروع میں ۱۶ باب کا بے مثل دیباچہ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد چرمی کامل نقرئی ۲۸ر قیمت صرف چار روپے۔ یہی کلام اللہ رف کاغذ پر قیمت ۳ر

## متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۷×۱۰ انچ ضخامت ۹۲۸ صفحے، کاغذ سفید ولایتی ناروے کا بہت اچھی صحت خاص شدہ پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا، دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا۔ حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ سلیس اردو میں۔ شروع میں ۱۶ باب کا بے مثل دیباچہ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ کامل نقرئی ۲ر قیمت صرف ۱۲ر

## معجز نما کلاں مترجم

ہر قرآن مجید کے [illegible] خوش خط دو ترجمہ تقطیع [illegible] یعنی متوسط دو ترجمے ہوگئی [illegible] علیحدہ علیحدہ ہیں تاکہ بچے عورتیں آسانی سے پڑھ لیں۔ حاشیہ [illegible] احادیث سے انتخاب کر کے [illegible] گئی ہے شروع میں [illegible] حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب [illegible] کا لفظی ہے دوسرا ترجمہ مولانا [illegible] صاحب تھانوی کا [illegible] [illegible]

## کتاب التعویذات

باعلان سید [illegible] حضرت المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید صدیق حسن خاں بہادر [illegible] کے ایک سو بیس صفحہ کی کتاب ہے، اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے [illegible] علاوہ قرآن حکیم کی تمام سورتوں کے [illegible] اور تعویذ ہیں۔ اس کے لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کا حل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت اور تبحر علمی اس کے مجرب ہونے کا ضامن ہے۔ [illegible] دین و دنیا کی ضرورت [illegible] قیمت ۱ر

## مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت موثر مناجاتیں ہیں۔ دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی ادعیائے کرام کی مجرب دعائیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استفادہ نزول پھر دعائے استخارہ۔ شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف منظوم۔ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کے موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔
قیمت ۷ر

## تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے، اگر تم بزرگان اسلام کے فالنامے اور راز ہائے بہترین طریقہ سے ہر کام کرنے سے پہلے [illegible] فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو [illegible] قرآنی فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ [illegible] کا فالنامہ، اسماء [illegible] کا فالنامہ، انگریزی کا فالنامہ [illegible] فالنامہ [illegible] اعضاء کے پھڑکنے سے فالیں [illegible] حاضرات عملیات وغیرہ درج ہیں۔
قیمت صرف ۸ر

## اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویذات [illegible] حضرت اشرف علی حضرت مولانا کے تبحر علمی اور [illegible] تصنیف، اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو ایک جا کیا ہے اور دینی و دنیوی ضرورتوں میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دفع ہے مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہے، [illegible] وظیفہ میں تسخیر کے نقش ہیں۔ ۱۶۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۲ روپے رعایتی ۱ر

## فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں۔ اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمایئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کر سکیں گے۔ قیمت م ر

## پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں تو مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی ایڈیشنوں کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ مگر اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے تھے۔ اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت روح پرور انداز میں لکھی ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک درجن رباعیوں کو مصور کیا گیا ہے قیمت عہ ر

## اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری ہیں جو طلباء انگریزی میں کمزور ہیں، جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں، اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسوں میں اونچے، کلبوں میں بلند، اور کاروبار میں پیش پیش بن جائیں، اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے۔ مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا طول عمل، پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ ہے تین حصہ میں اور تینوں یکجا قیمت ۱۲ر

## مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں، جنکو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں بے تکلف رکھ سکیں تو مصری افسانے مطالعہ کیجئے کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں۔
قیمت صرف آٹھ آنے

## چھیانوے اولیاء

کے حالات ان کی کرامات [illegible] ان کے خوارق ان کی تعلیمات، ان کی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ [illegible] کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے۔ اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی [illegible] شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں [illegible] یہ کتاب [illegible] تعلیم کے [illegible] قیمت [illegible]

## نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریمؐ تک جس قدر نبی مبعوث ہوتے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے، سب کی مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۶ صفحوں کی کتاب ہے۔ انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پُر ہوں گے۔ اہم ترین جزو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین [illegible] کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر
علاوہ محصول ڈاک

## غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور سے علاج کرا لیا کرتے ہیں، غریبوں میں اتنا بوتا کہاں، انکو تو دو چار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہیں، یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تیار کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کریں افضل الناس خدمت الناس رسول کریمؐ کا فرمان ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت نہ بھی پڑے تو حفظ ما تقدم تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے۔ قیمت ۸ر

## محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں، اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھیئے اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط ہیں جس کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے۔ اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک ہیں۔
قیمت صرف آٹھ آنے محصول علاوہ

## تشخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو پانا چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو، مرد کو ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، ماں کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر پڑھیں۔ لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے تو آپ کا مسخر کرنا اور اس کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے ذریعہ معمولی بات ہے قیمت ۲ ر

## آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۲۰۰ صفحات اس میں زمانہ قبل تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت تا بعثت رسول حصہ دوم ۳۰۰ صفحات اس میں بعثت رسالت تا وفات تمام حالات مثلاً ہجرت ، غزوات ، تبلیغ غزوات اور سیاسی فتوحات اور متفرق واقعات کے تذکرے آخر میں حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲ ر

## بہشتی زیور کامل

مجلد جس میں فقہ حنفیہ کا پورا نسخہ جمع کر دیا گیا ہے جس میں حصہ الف اور ب اور عقائد حصہ وضو اور طہارت اور نماز کے مسائل حصہ روزہ حج قربانی حصہ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ حصہ معاملات تفریق حصہ ثبوت نسب حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ بیویوں کی حکایتیں حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ بنیادی ہدایتیں حصہ مردوں کیلئے خاص مسائل۔ یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۹۶۰ صفحے قیمت اصلی ۳ روپیہ نرخ مجلد ۔ عہ ر

## ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں صرف ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا دینی ضروریات مسلموں پر تعلیم کرنی چاہئے دینی ضروریات کو کم فرصت و کیل تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں حال اصول اسلام سے واقف ہو جائے ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۸ ر

## دینی معلومات

یہ ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے۔ امام محمد و یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب الفقہ کا آسان ترجمہ اور بہت مختصر ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اور کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت ، نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ ، نکاح ، طلاق ، حقوق آداب معاشرت ، شرعی مباحث ، دیوانی و فوجداری قوانین ، زراعت ، تجارت ، حکومت ، صنعت ، غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت ۴ ر

## بچی کی استانی

ہر پڑھی لکھی ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے۔ مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی استانی ہے جو ہر بچی کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیوی بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیز داری سلیقہ آ جاتا ہے اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا۔ سفید چکنا کاغذ اور اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ ر

## پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا امن اور سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بچوں کی تربیت کیلئے دولہا اور ساس نندیں بیچین رہتی ہیں۔ ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھائیے جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے۔ اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں، انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی۔ ضخامت ۸۰ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے محصول علاوہ

## تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے جہنم بن رہے ہیں، عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ۔ سیکڑوں مسلمان خاندانی عورتوں سے جنکی باتیں باوجود کوشش کے اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں، ایک مہینہ میں آپکے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف یہ کہ آپ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے۔ اچھی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت عہ

## قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابوالبصیر صاحب آزاد کی تحقیق کے ۴۰ سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن حکیم کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش منکرین کلام الہی کا اس کو سنکر مسلمان ہونا۔ قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر تحقیق الآراء اور اشاعت قرآن کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ

## تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر موخر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے۔ اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی، اس کے قدردان اب بھی اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپ چکی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اردو کوئی تفسیر نہیں۔ پیشوا نے نہایت عمدگی تقطیع کے ۴۰۰ صفحات ہیں۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک عہ ر

## تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت اور طغیانی کا زمانہ ہے، اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہدایات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں رہ جاتا ہے۔ یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت صرف

## کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الہی پڑھ سکے، ان کو کلید قرآن پڑھا کر دو مہینہ میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آ جائے گا، جو بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن پڑھایئے، دو مہینہ میں پڑھنے والا ہو جائیگا۔ کلید قرآن دنیا میں پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو ماہ میں قرآن پڑھنا آ جاتا ہے۔ آپ منگا کر تجربہ کیجئے۔ قیمت دو آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ

# پیشوا دہلی

مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو ۱۶ سال سے تبلیغ و اشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت سالانہ

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | دو روپے |
| اسلامی ایڈیشن | ایک روپیہ |

ممالک غیر سے
جس میں برما بھی شامل ہے

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | ۴ شلنگ |
| زنانہ ایڈیشن | ۳ شلنگ |

جلد ۱۸ | بابت ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۱

## شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

### پیشوا کا سیدہ زینبؓ نمبر

شیر خدا حضرت مولا علیؑ مشکل کشا کی صاحبزادی حضرت سیدہ زینبؓ کے حالات بہت کم عربی اور فارسی سے ناواقف مسلمانوں کی نظر سے گذرے ہیں۔ حالانکہ سیدہ زینبؓ کی زندگی کے مقدس حالات مسلم خواتین کے لئے معلوم کرنے جتنے ضروری ہیں، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا خصوصاً شیر خدا کی بیٹی نے دنیا کے سفاک ترین انسانوں (ابن زیاد اور یزید) کے درباروں میں جس آزادی اور دلیری سے اعلان حق کیا، اور حریت اور صداقت کا مظاہرہ کر کے مسلمان خواتین کے لئے ایک مقدس اور لافانی اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے، اس کی اگر دس فیصدی مسلمان عورتیں اور مرد تقلید کریں تو دنیا سے غلامی اور محکومی کا نشان مٹ جائے۔

شیر خدا کی بیٹی کی گرج جس وقت دنیا کے لعین ترین انسان نما حیوانوں کے درباروں میں گونجی، تو ان سفاکوں کے کلیجے دہل گئے، اور انہوں نے ناطمعؑ قافلہ کی لٹی ہوئی بہار کو نیست و نابود کرنے سے درگزر کیا۔

چونکہ بدقسمتی سے مسلمان خواتین اپنے اسلاف کی سرفروشیوں سے ناواقف ہیں، اور انگریزی تعلیم کی بدولت ان میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ مغربی خواتین حریت و آزادی کے لئے جدوجہد کوششیں کر رہی ہیں، اس سے وہ متاثر ہو کر اپنے اسلاف کی اور ان کے دلیرانہ کارناموں کو بھول گئی ہیں لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پیشوا کے سلسلہ مشاہیر نمبر میں حضرت سیدہ زینبؓ کے حالات کا اضافہ کیا جائے۔

کوشش کروں گا کہ یہ نمبر آئندہ مہینے تک تیار ہو جائے، ورنہ محرم کا پیشوا تو حضرت سیدہؓ کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالے گا۔

اس نمبر کے لئے بعض عربی کتابیں مصر سے منگانے کا انتظار کیا گیا ہے، اس لئے دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان میں پہلی...

### اکھنڈ ہندوستان کانفرنس

اکھنڈ ہند (ناقابل تقسیم) کانفرنس کا اجلاس ۳۰ نومبر کو بمبئی کے سابق (زیر مسٹر منشی کی صدارت میں ہوا۔ مہا سبھائی ہندوؤں اور فرقہ پرست سکھوں کے علاوہ کسی دوسرے خیال کی جماعت نے شرکت نہیں کی۔ اس کانفرنس میں پنجاب کے وزیر سر چھوٹو رام کا پیغام بہت دلچسپ تھا، اور اس سے زیادہ دلچسپ مشہور اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کی تقریر تھی، جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"سکھ اپنے خون کے آخری قطرے تک ہندوستان کی تقسیم کی مخالفت کریں گے۔ پاکستان کی اسکیم قومیت کے منافی اور سکھوں اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔"

ماسٹر صاحب جس قسم کی تقریریں کرنے کے عادی ہیں، ان میں یہ تقریر کوئی نئی نہیں ہے، البتہ مسلمانوں کے لئے ان کا یہ دعویٰ بہت دلچسپ ہے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندگی کے مدعی ہیں، کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ "پاکستان سکھوں اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے" غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ماسٹر صاحب کی داڑھی بہت زیادہ لمبی ہے۔ یا وہ مسلمانوں کو اتنا احمق سمجھتے ہیں کہ مسلمان اتنے جلدی ان کی اس قوم پرستانہ خدمت کو بھول جائیں گے، جو شہید گنج کی مسجد کو گوردوارہ بنانے کی صورت میں انہوں نے انجام دی ہے۔

تعجب ہے کہ جن لوگوں کی پوری زندگی فرقہ پرستی میں گذرتی ہو، ان کو بھی یہ ہمت ہوتی ہے کہ وہ قوم پرستی کا دعویٰ کرنے کی جرأت کریں۔

میں نے پاکستان کی مخالفت مسلمانوں کے مفاد کے لئے کی ہے۔ اور میرا نظریہ یہ ہے کہ پاکستان کی اسکیم جذباتی ہے عملی نہیں، اس سے ہندوؤں کو فائدہ پہنچنا ممکن ہے، لیکن مسلمانوں کے لئے کسی صورت میں بھی وہ مفید نہیں ہو سکتی۔ لیکن پاکستان کی مخالفت میں سکھوں کا اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کی دھمکیاں دینا مسلمانوں کی سلطنت کو چیلنج ہے جس کو کوئی غیور مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ ماسٹر صاحب کی اس قسم کی دھمکیاں مسلمان بہت عرصہ سے سن رہے ہیں، لیکن ماسٹر صاحب اس کو بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے جیتو کے مورچے اور سابق مہاراجہ

[illegible] کی واپسی کے متعلق بھی اسی قسم کی باتیں کہی گئیں جن کا عمل کی توقع نہیں کی جا سکتی کے باوجود بھی ثبوت نہیں ملتا بسلسلہ [illegible] کے لئے سکھ اور ان کی تلوار اور ان کا خون بہا دینا کوئی نئی چیز [illegible] ہے جو قوم خون کے سمندر میں تیرنا جانتی ہو اس کو ماسٹر صاحب کی یہی فضول دھمکیاں دینا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا [illegible] اس قسم کی دھمکیوں سے [illegible] ہوتے تو ہندوستان میں [illegible] ان کا وجود نہ ہوتا، وہ ہندوستان میں [illegible] زندگی گذارنے کے لئے نہیں آئے۔ انہوں نے خدا [illegible] کے بعد اپنی طاقت پر بھروسہ کیا ہے، اور اب بھی وہ اپنی ہی طاقت پر ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں، ان کو حفاظت کے لئے انگریزوں کی سنگین کی ضرورت نہیں ہے۔ پس ماسٹر صاحب کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ چیلنج بازی کی دنیا سے کچھ آگے بڑھیں، اور مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ اپنے مفاد کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

## شیر بنگال

خوشی کا مقام ہے کہ لیگیوں کی بدتمیز یوں سے مجبور ہو کر مسٹر فضل الحق شیر بنگال نے لیگ کے ابو الہول کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لیگ کے صدر پر جمہوریت شکنی اور غیر پارلیمنٹری طریقہ کار کے جو الزامات لگائے تھے، ان کو واپس لینے سے انکار کر دیا۔

اب بنگال کونسل میں لیگ اور مسٹر حق کی پارٹیوں میں رسہ کشی ہوگی۔ اور پندرہ انگریز ووٹ لیگ پارٹی کو مل کر بھی بنگال کونسل کی اکثریت مسٹر حق کے ساتھ ہے، اس لئے لیگ کے وہ ناعاقبت اندیش جو کر سے جنہوں نے لیگ ہائی کمانڈ کے ایک ممتاز رکن کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیا تھا، وہ اس رسہ کشی اور بنگال میں لیگ کی تدفین کے ذمہ دار ہوں گے۔

مسٹر حق غالباً لیگ کے بانیوں میں سے ایک ہیں، اور کئی مرتبہ وہ اس کے صدر رہ چکے ہیں، اور حال میں بھی انہوں نے لیگ کی [illegible] کے لئے [illegible] کونسل سے استعفیٰ دیدیا ہے جب ان جیسے وفادار لیگ کو صرف اس قصور میں لیگ سے دھکے دے کر نکالا جا رہا ہے وہ مسٹر جناح کو معصوم نہیں سمجھتے۔ حالانکہ مسٹر جناح شیعہ ہونے کے باوجود شیعوں میں امام [illegible] ہیں، اور شیعوں کے ہاں تو صرف پیغمبر اسلام کی ذات ہی غلطی سے بری ہے۔ لیکن لیگ میں مسٹر جناح کا درجہ پیغمبر اسلام صلعم اور امام عالی مقام سے کم نہیں ہے۔ اس لئے جو جناح صاحب پر ایمان نہ لائے وہ مرتد ہے کافر ہے، اور آج کل سب سے بڑے لیگی مرتد مسٹر فضل الحق ہیں۔

## [illegible] لیگ اور اسلامی خدمت

جبکہ قرآن حکیم کی تلاوت مع ترجمہ اور [illegible] کو گیتا کے اشلوک ریڈیو پر پڑھے جاتے ہیں۔ چونکہ مسٹر بخاری کنٹرولر [illegible] ۔ ابھی تھے اپنی [illegible] از راہ ہمدردی اسلام "قرآن حکیم" کا پروگرام جیسی [illegible] [illegible]

آبادی کا نام [illegible] رکھا ہوگا۔

سمجھ [illegible] نہیں آتا کہ اس اہم خدمت اسلام پر ہم اکبر جیسے ہی کو مبارکباد [illegible] مسٹر بخاری کو، یا مولانا سالک صاحب مدیر انقلاب لاہور کو، یا مسٹر ایڈوانی کو [illegible] سبحانہ [illegible] کو یا [illegible] کے [illegible] کو [illegible] لیگ کو۔

حقیقت یہ ہے [illegible] کے لئے یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ اپنے پنجابی [illegible] اور رشتہ داروں پر کنٹرول کر سکیں۔

لہٰذا جب تک حکومت ہند کسی مضبوط اور قابل اور [illegible] کا ہے وہ اتفاق ہندوستانی کو مسٹر بخاری کی جگہ کنٹرولر مقرر نہ کرے گی، [illegible] کی شکایات دور نہیں ہوں گی اور [illegible] کے باشندوں کی حق تلفی کا انتظام [illegible]

## علی گڑھ لیگ کانفرنس

نومبر کے پہلے ہفتہ میں علی گڑھ میں مسلم لیگ کا نفرنس زیر صدارت مسٹر شہید سہروردی ہوئی۔ مسٹر جناح نے بھی شرکت کی اور دوسرے لیگی لیڈر بھی سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے معہ اپنے لسٹ بردار [illegible] کے پہنچ گئے تھے۔

اس کانفرنس میں کوئی نئی بات نہیں ہوئی، وہی رٹا ہوا سبق تھا وہی مٹھو میاں نبی جی بھیجو کی گردان تھی، وہی پاکستان ہر مرض کی دوا کا اعلان تھا۔ البتہ یونیورسٹی کے طالب علموں نے برہنہ تلواروں کے مظاہرے کئے۔ اور ان کے کانوں کے ذریعہ فرقہ پرستی کا زہر دلوں میں اتارا گیا۔ پاکستان کی نئی تشریح کی گئی، وہی گالی گلوچ مار کر سیاں، وہی [illegible] جن کی پشت پر نہ عوام کی طاقت تھی اور نہ تدبر نہ خود لیگی لیڈروں میں ایثار [illegible] نتیجہ ظاہر ہے کہ نشستند گفتند برخاستند۔

تعجب ہے کہ صوبوں کی حکومتیں اس قسم کی فرقہ وارانہ زہریلی تقریروں پر بازپرس کیوں نہیں کرتیں۔ ابھی بدھ [illegible] میں مسٹر [illegible] نے اکھنڈ ہندوستان کے پردہ میں امن عامہ کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دیں، اور اس کے جواب میں علی گڑھ میں اس کا جواب دیا گیا۔

اگر صوبوں کی حکومتیں اسی طرح فرقہ پرستانہ تقاریر سے چشم پوشی برتیں گی، اور ان خود غرض لیڈروں کو عوام کے جذبات سے کھیلنے کا موقع دیں گی، تو نتیجہ ظاہر ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا اثر مسٹر [illegible] تارا سنگھ، جناح، شہید وغیرہ میں سے کسی ایک پر بھی نہیں پڑے گا۔ ان لوگوں نے تقریریں کیں اور چلتے بنے، بے گناہ عوام آپس میں جہالت سے لڑیں گے اور مریں گے، ان کی عورتیں بیوہ ہوں گی، ان کے معصوم بچے یتیم ہوں گے، کاروبار تباہ ہوگا، اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں اور بھی مضبوط ہوں گی۔

یہ حکومت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی تک پنجاب اور یوپی کی حکومت نے ان [illegible] کانفرنسوں کے متعلق [illegible] طلب کی یا نہیں؟ آخر معلوم [illegible] [illegible]

وہ کی گئی ہے؟

کہ حکومت اس وقت اس آگ کو روکنے کی کوشش کرے گی جبکہ ہزاروں بے گناہ ہندو و مسلمانوں کی لاشیں تڑپ چکی ہوں گی، اور ہزاروں بے گناہ بچے یتیم اور خواتین بیوہ ہو چکی ہوں گی۔

ضرورت ہے کہ فرقہ پرستی اور بدامنی کے انسداد کے لئے لدھیانہ اور [illegible] کانفرنسوں کے مقررین کی تقریروں کو مشیران قانونی کے پاس مشورہ کے لئے بھیجا جائے، اور اگر یہ تقریریں قانون کی زد میں آتی ہوں تو ہرگز درگزر نہ کیا جائے۔

## خطرہ کا انسداد کیونکر ہو؟

لڑائی ہندوستان کی دو سرحدوں کے قریب پہنچ گئی ہے، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر جاپان جنگ میں شریک ہوا تو برما پر حملہ کب ہوگا؟ اور جرمن سیلاب کو روس نہ روک سکا تو ایران کی راہ سے بلوچستان کی سرحد پر آگ اور خون کا ڈرامہ کب شروع ہوگا؟

لیکن یہ ہندوستان کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ عوام کے وہ کانگریسی لیڈر جیلوں میں ہیں جو نہتے اگر [illegible] اور اپنے تدبر سے اس وقت ہندوستان کے سب سے بڑے محافظ ہو سکتے تھے، چنانچہ اسی خطرہ پر لندن کا مشہور اخبار نیو اسٹیٹسمین حکومت کو ان الفاظ میں متنبہ کرتا ہے۔

"اس وقت برطانیہ کو ہندوستان سے سمجھوتہ کر لینا چاہئے، اور اگر تاخیر کی گئی تو وہ خطرناک ہوگی۔ لڑائی مشرق کی طرف چلی گئی ہے، اور ہندوستان خطرہ میں ہے۔"

لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ جتنا خطرہ کو لندن میں محسوس کیا جاتا ہے، ہندوستان میں اس کا تذکرہ ہے۔ اس کے انسداد پر حکومت ہند توجہ نہیں فرماتی، حالانکہ سب سے پہلے اس کو اسی کی فکر کرنی چاہئے تھی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سات صوبوں میں نظام حکومت معطل پڑا ہوا ہے۔ اور ہزارہا محبان وطن جیل کی تاریک کوٹھریوں میں بند ہیں۔ اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہندو مسلمان جیل میں جانے کے لئے مہاتما گاندھی کے اشارے کے منتظر ہیں۔

پس اگر گورنمنٹ ہند یہ چاہتی ہے کہ جو خطرہ ہندوستان کے قریب پہنچ گیا ہے، اس کو ہندوستان کی سرحد سے آگے روک دیا جائے تو اس کا ایک ہی علاج ہے، اور وہ یہ کہ فوراً کانگریس کی پوزیشن کو تسلیم کر لیا جائے، اور تمام نظربندوں اور پولیٹیکل قیدیوں کو شاہی اعلان کے ذریعہ بلاشرط رہا کر کے ہندوستان کے دفاع کو کانگریس کے سپرد کر دیا جائے، اور مرکز میں آئینی ذمہ دار حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جائے جس میں اقلیت کو کچلنے کی ہمت اکثریت کو نہ ہو۔

امید ہے کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے وہ قدم آج ہی اٹھائیں گے، جو کل ان کو مجبوراً اٹھانا پڑے گا۔

کیونکہ ہندوستان پر حملہ کی صورت میں فرقہ وارانہ فساد کا انسداد [illegible] اور یہ اس وقت ممکن ہے، جبکہ کانگریس [illegible] کر لیا جائے۔

## مسٹر بوس پر غداری کا الزام

مسٹر سبھاش چندر بوس مسٹر پٹیل سے رسہ کشی کے زور میں گاندھی جی سے الجھے، اور مسٹر نریمان وغیرہ کی طرح کانگریسی پلیٹ فارم سے محروم کر دیئے گئے۔ ان کی پبلک لائف کے خاتمہ کا اثر ان پر بے حد بڑا پڑا، اور وہ سی۔ آئی۔ ڈی کی آنکھوں میں دھول ڈال کر پراسرار طریقہ سے بنگال سے غائب ہو گئے، حکومت ان کی تلاش میں ناکام رہی۔

لیکن ۱۰ نومبر کے اجلاس کونسل آف اسٹیٹ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں بہت ہی عجیب انکشافات کیے۔ انہوں نے کہا کہ:-

"اس ملک کے بعض حلقوں میں عام طور سے کہا جاتا ہے کہ مسٹر بوس روم یا برلن میں ہیں، اور انہوں نے محوری طاقتوں سے سمجھوتہ کر لیا ہے کہ اگر جرمنی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو وہ پانچویں کالم کے طریق پر امداد کریں گے، جو اشتہارات تقسیم ہوتے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دشمن سے مل گئے ہیں۔"

جو اشتہارات ملک میں تقسیم ہوئے سکریٹری صاحب ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بیان کئے ہیں، ان کا اقتباس یہ ہے:-

"اب مسٹر سبھاش چندر بوس برلن میں ہیں، اور انہوں نے ہندوستان میں بغاوت پھیلانے کے لئے جرمنی سے معاہدہ کر لیا ہے۔"

جس وقت ایک ناعاقبت اندیش چھوکرے نے شملہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ

"مسٹر بوس ہندوستان میں اسی طرح واپس آئیں گے جس طرح لینن روس سے جلاوطن ہو کر انقلابی طاقت کے ساتھ اپنے وطن واپس آیا تھا۔"

اس تقریر میں اگرچہ یہ نہیں کہا گیا تھا کہ مسٹر بوس لینن کے دوست اسٹالن اور ٹراٹسکی دہلی میں انقلاب کے لئے زمین تیار کر رہے ہیں لیکن اس قسم کی بے تکی تقریروں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے مسٹر بوس پر غداری وطن کا الزام لگایا، اور اس الزام کے ثبوت میں ایک اشتہار پیش کیا جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی پوزیشن کیا ہے؟ آیا وہ مسٹر بوس کے دشمنوں کا شائع کردہ ہے، یا محوری استالین و ٹراٹسکی قسم کے نادان دوستوں کی حماقت ہے۔

چونکہ مسٹر بوس پر کسی عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا گیا، اور کسی عدالت نے ان کو غداری وطن کا مجرم نہیں ٹھہرایا، اور وہ ہندوستان میں اپنے اوپر عائد کردہ الزامات کا جواب نہیں دے سکتے، اس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت ہند ان کے خلاف اگر کوئی ٹھوس مصدقات اور ناقابل تردید ثبوت ہو تو پیش کرے، ورنہ کہا جاتا ہے [illegible]

کو مشرکوں نے ملک سے غداری کی ہے، اور وہ جرمنی کو ہندوستان پر حملہ کی ترغیب دے رہے ہیں، تو ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا کہ اس کو مشوروں کے طریق کار سے ہمدردی ہو۔

## کامرس ممبر کا غور

جنگ شروع ہونے پر ضروریات زندگی کی قیمتیں جس تیزی سے عوام کا خون چوسنے کی غرض سے سرمایہ دار تاجروں نے بڑھائی ہیں، ان میں سے بعض تو سو فیصدی تک پہنچ گئی ہیں۔ اخبارات لکھ رہے ہیں، جلسے ہو رہے ہیں، اسمبلی میں سوالات ہو رہے ہیں لیکن حکومت ہند کے کامرس ممبر ابھی غور ہی کر رہے ہیں۔

کپڑے کی قیمت کہیں سے کہیں پہنچ گئی، غیر ملکی کاغذ کا ذخیرہ ملک میں ہونے کے باوجود اور ملک میں کاغذ کے کارخانے کثیر ہونے کے باوجود کاغذ کی حالت یہ ہے کہ اخبارات کا [illegible] کاغذ جس کی قیمت قبل از جنگ دو روپے فی رم تھی، وہ اس وقت آٹھ روپے اور نو روپے کو بھی نہیں ملتا، دیسی کاغذ جس کی قیمت قبل از جنگ سات پیسے پونڈ تھی، وہ اس وقت دس آنے اور گیارہ آنے پونڈ بھی ناپید ہے۔ جو لٹھا چار آنے گز تھا، وہ تیرہ، چودہ آنے گز بھی نہیں ملتا، جو گیہوں ڈھائی اور پونے تین روپے من تھا، وہ پانچ روپے من سے بھی زائد ہے، یہی حالت ان تمام چیزوں کی ہے، جو ضروریات زندگی میں شامل ہیں۔ لیکن حکومت ہند کے کامرس ممبر دو سال گذرنے کے باوجود ابھی تک "غور" ہی کر رہے ہیں۔ حالانکہ عوام اس گرانی سے چیخ اٹھے ہیں، اور کچھ تعجب نہ ہوگا اگر اس "غور" کرنے والی پالیسی کا سلسلہ اسی رفتار سے چلا تو جنگ ختم ہونے کے بعد تک کامرس ممبر "غور" ہی کرتے رہیں گے۔ اور بے کاری و بے روزگاری سے تنگ آئی ہوئی رعایا، خدا ہی کو علم ہے کہ کامرس ممبر کے اس "غور" کا کب تک شکار رہے گی۔

۱۱ نومبر کو اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر لال چند نول رائے کے جواب میں کامرس ممبر نے فرمایا:-

"قیمتوں میں اضافہ کا سبب کچھ تو اس کی تیاری میں خرچ کی زیادتی ہے، اور کچھ پیداوار کے مقابلہ میں مانگ کی زیادتی ہے۔ مزید کہا کہ کاغذ کے بھاری ذخیروں کو جمع کرنے کے سوال پر حکومت کی توجہ مبذول ہو رہی ہے اور وہ اس پر غور کر رہی ہے"

کامرس ممبر نے ہندوستان کے بنے ہوئے کاغذ کی اقسام کے نرخ بتاتے ہوئے کہا کہ

"۱۰ ستمبر میں کلکتہ، بمبئی اور کراچی میں سفید پرنٹنگ کاغذ کا نرخ ۴ آنے ۸ پائی، پانچ آنے اور پانچ آنے نصف پائی فی پونڈ تھا۔ خاکی کاغذ کا نرخ ان شہروں میں چار آنے ایک پائی اور چار آنے ۱۰ پائی [illegible] آنے [illegible] فی پونڈ تھا۔"

[illegible] کے متعلق کامرس ممبر کو خود یہ معلومات

کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کلکتہ، بمبئی اور کراچی میں دیسی کاغذ کا وہی نرخ ہو، جو انہوں نے اسمبلی میں بیان کیا ہے۔ لیکن دہلی کی حالت یہ ہے کہ دیسی سفید کاغذ دس آنے اور گیارہ آنے پونڈ کے حساب سے بمشکل دستیاب ہوتا ہے، ہر شخص کاغذ کا نرخ بتا ہوتا ہے ۱۰ [illegible] دینے سے کاغذ انکار کرتا ہے۔ اور کاغذ کے متعلق ذخیروں کی موجودگی میں کاغذ کی فروخت کو زیادتی قیمت کے لئے قصداً روکا جاتا ہے۔ یہ حالات اکثر مقامی حکام کے علم میں بعض اخبار نویس دوست لا چکے ہیں لیکن افسوس ہے کہ کوئی تدارک نہیں کیا گیا۔

جب مرکزی حکومت کا ذمہ دار وزیر ابھی "غور" کر رہا ہو تو مقامی حکومتوں کا کیا قصور ہے؟

ہم آنریبل کامرس ممبر کو نہایت ادب سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ غور و فکر کی دنیا سے عمل کی دنیا میں آئیں، ورنہ حالات بہت بدتر ہو جائیں گے۔

## عزیز ملت زندہ باد

عزیز ملت مولوی سید عبدالعزیز صاحب وزیر دولت آصفیہ دکن نے ایک نہایت مفید تحریک حیدرآباد کے آنکھوں کے مریضوں کے لئے پیش کی ہے، جو بارگاہ خسروی سے شرف منظوری حاصل کر چکی ہے جو یہ ہے کہ حیدرآباد میں بلائنڈ کیمپ (اندھوں کا کیمپ) پندرہ روز کے لئے حضور نظام کے وزراء کے خرچ پر کھولا جائے، اور جس قدر آنکھوں کے مریض ہوں، ان کے علاج کے لئے بین الاقوامی شہرت کے مالک رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب کو مدعو کیا گیا ہے، اور ڈاکٹر صاحب نے مفت علاج اور آپریشن کرنا منظور کر لیا ہے۔ اس کیمپ میں غربا کا علاج مفت ہوگا، دوائیں مفت دی جائیں گی، آپریشن مفت ہوگا۔

محترم سید صاحب یہ کیمپ ہر سال پٹنہ میں ............ اپنے ذاتی خرچ و نگرانی میں قائم کرتے تھے، جب سے وہ حیدرآباد میں وزیر ہوئے تھے، عوام کی اس اہم خدمت کو انجام دینے میں ساعی تھے، خدا کا شکر ہے کہ ان کی کوشش بار آور ہوئی، اور صدر اعظم نے بھی تین ہزار روپے کی گرانقدر امداد دے کر اس کی افادیت میں اضافہ کیا۔

توقع کی جاتی ہے کہ رائے بہادر صاحب تقریباً دس ہزار آنکھوں کے مریضوں کا علاج کر سکیں گے، اور عزیز ملت کی حسن سعی سے ہزاروں بیکس انسان لکڑی ٹیکتے دوسروں کے سہارے آئیں گے اور اپنی آنکھیں لے کر واپس جائیں گے۔ اور عزیز ملت کی یہ اہم خدمت خلق ہمیشہ یاد رہے گی۔

## علامہ مشرقی کے مطالبات

میں علامہ مشرقی کے مذہبی معتقدات اور ان کے سیاسی مسلک کا ہمیشہ مخالف رہا ہوں، اور خصوصاً علامہ مشرقی کو خاکسار جیسی [illegible] جماعت کی لیڈری کا قطعی اہل نہیں سمجھتا، لیکن اس کے [illegible] خاکساروں پر لاٹھی چارج اور لاہور اور بلند شہر میں [illegible]، احمد [illegible]

مسلم لیگی اخباروں جیسے کچھ کا حکومت پنجاب سے روپیہ لے کر صرف یکطرفہ خاموش رہنا، بلکہ خاکسار تحریک کی حمایت کرنا؛ اور مسلم لیگ کے ایڈیٹر مسٹر حمید نظامی جیسے کہ یادش بخیر ہیں نے لاہور سے واپس آ کر اپنا تحقیقاتی بیان شائع کیا، جس میں انقلاب جیسے لیگی اخباروں کی ایمانداری کا بھانڈا پھوڑا، اور حکومت پنجاب کی بلا ضرورت سخت گیری کے خلاف آواز بلند کی۔

آج کل اخبار ملت میں مسٹر ستیا رامیہ چاہیہ کا ایک بیان شائع ہوا ہے، جس میں مشرقی صاحب کے روزے اور ان کے مطالبات کا حال درج ہے۔

میں اس وقت ان کے "کفارہ قسم کے روزے" کی مذہبی حیثیت پر کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ ان کے دو مطالبوں میں سے ایک کو قطعی بے ضرر پاتے ہوئے اس کی تائید کرتا ہوں، یعنی مشرقی صاحب کو ان کے اہل و عیال سے ملنے کی اجازت اور سہولت بہم پہنچائی جائے کیونکہ جب تمام نظر بندوں اور دشمن ممالک کے باشندوں کے بیوی بچے مل سکتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ مشرقی صاحب کے بیوی بچوں کو ملاقات سے روکا جائے، حکومت کے پاس اس کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

البتہ دوسرا مطالبہ (احیاء تحریک خاکساران) ان کا شاید جب تک جنگ ہے، حکومت ماننے کے لئے تیار نہ ہوگی، اور میں سمجھتا ہوں کہ جن مشکلات میں حکومت مبتلا ہے، اور جو ذمہ داریاں اس پر عاید ہوتی ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے مشرقی صاحب کو اپنے اس مطالبہ پر سردست اصرار بھی نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ بلند شہر اور لاہور میں جو افسوسناک واقعات پیش آئے، وہ ان کی امارت و قیادت کے کچھ اچھے خدوخال نہ تھے۔ اگرچہ حکومت کا طریق کار بھی صحیح نہ تھا۔ لیکن خاکساروں میں مسلح مقابلہ کی اسپرٹ نے یہ ثابت کر دیا کہ اس مفید تحریک کا قائد مسٹر مشرقی کے علاوہ کوئی ایسا مدبر ہونا چاہیے تھا، جو اپنی اس بہترین سرفروش قوم کو پر امن اور زیادہ محفوظ طریقہ سے حکومت سے ٹکرا کر کم سے کم نقصان اٹھاتا، اور حکومت کو زیادہ سے زیادہ پریشان کرتا جس کی اہلیت مسٹر مشرقی میں تھی نہیں۔

بہر حال ضرورت ہے کہ مسٹر مشرقی اپنے کفارہ کے لئے روزہ کے علاوہ کوئی دوسرا طریق اختیار کریں، اور حکومت ان کے معاملہ میں ضد اور سختی کی بجائے معقولیت اور انصاف سے کام لے، اور بہتر تو یہ ہو گا کہ ان کو رہا کر دیا جائے۔

## اعلان بالفور کی سخت جانی

دوسری جنگ عظیم کے شروع ہوتے ہی حکومت برطانیہ نے فلسطین میں عربوں کی تسخیر قلوب کے وسائل اختیار کرنے شروع کر دیئے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وطن پرست عربوں کے طریق کار میں بھی نرمی پیدا ہو گئی۔

لیکن دنیائے اسلام میں جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم کے اس بیان سے سخت بے چینی اور اضطراب پھیل گیا ہے کہ:

"اعلان بالفور زندہ ہے اور انگریز فلسطین میں

وطن یہود قائم کر کے رہیں گے۔"

تعجب ہے کہ حکومت چند مشتبہ سرمایہ دار یہودیوں کے لئے دنیائے اسلام کی ناراضگی جنگ کے اس اہم زمانہ میں مول لینے کی جرأت کیونکر کر رہی ہے۔

ضرورت ہے کہ وزیر اعظم افریقہ کے اس بیان کی تردید میں ایک سرکاری کمیونک شائع کیا جائے، اور مسلمانوں میں جو اضطراب کی لہر پھیل رہی ہے، اس کو جلد سے جلد روکا جائے کہ وہ لوگ حکومت کے بدترین دشمن ہیں، جو مسلمانوں میں مذہبی بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## باجہ کا بہترین حل

بنگال کونسل کے ایک مہا سبھائی ممبر نے باجہ کا ایک بہت ہی مفید حل بنگال کونسل میں پیش کیا ہے، جو تمام عبادت گاہوں کے احترام کے لئے اشد ضروری ہے یعنی "تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کے سامنے ہر قسم کا باجہ ممنوع قرار دیا جائے۔" اور اس حل کو حکومت بنگال نے منظور کر لیا ہے۔

باجہ اس غلام ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کی صلح سے سوراج کے راستہ میں بہت ہی بڑا روڑا تھا، اور ہندو مسلمانوں کی اس ناعاقبت اندیشی سے اغیار خوب فائدہ اٹھاتے تھے، اور ہر سال ہزاروں ہندو مسلمان قتل و قید ہوتے تھے، اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب ہوتے تھے۔

ضرورت ہے کہ بنگال کے اس مفید قانون کا ہر صوبہ میں خیر مقدم کیا جائے، اور بنگال کی اس رہنمائی سے پوری طرح فائدہ اٹھا کر ان ہی لائنز پر ہر صوبہ کی حکومت قانون نافذ کرے۔

## پنڈت سندر لال کا مفید مشن

پنڈت سندر لال صاحب الہ آبادی ان شریف اور غیور ہندوؤں میں ہیں جو ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں میں محبوب ہیں۔ وہ "بھارت میں انگریزی راج" جیسی قابل قدر تصنیف کے مصنف اور مسلمانوں کے آقا اور مولا حضور صلعم کے متعلق بہترین معلومات اور رائے رکھتے ہیں۔ اس لئے مسلمان ان کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

پنڈت سندر لال صاحب آج کل ہندو مسلم اتحاد پر نہایت مدلل اور موثر تقریریں کر رہے ہیں۔ اپنے اس دورہ کے سلسلہ میں ان کی کئی تقریریں دہلی میں ہوئیں، جو ہر نوعیت سے کامیاب تھیں۔ کاش یہ ممکن ہوتا کہ پنڈت جی کی یہ تقریریں تمام ہندوستان میں ہوتیں۔

میں پنڈت جی کے اس نیک مقصد کی کامیابی کی دعا کر کے ہندو اور مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پنڈت جی کی تقریروں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کریں، اور ان کے پاکیزہ خیالات سے استفادہ حاصل کریں۔

## پیشوا کا کا وارفنڈ

اس مہینہ نادار فنڈ میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی [illegible]

مہینے تو روپے وصول ہوتے تھے، جن کا خرچ یہ ہے یعنی حسب ذیل حضرات کے نام سال بھر کے لئے پیشوا مفت جاری کر دیا گیا۔

| | |
|---|---|
| لائبریرین صاحب | مجد گاؤں |
| محبوب حسن صاحب | نراتن گڈھ |
| حافظ انیس صاحب | بجنور |
| غلام رسول صاحب | راولپنڈی |
| امام و خطیب محمد صاحب | شاہ آباد |
| شفاعت احمد صاحب | پانی پت |
| محمد اسمٰعیل صاحب | جہلم |
| خدا بخش صاحب | پانی پت |
| لیسین صاحب چشتی | مظفر نگر |

پیشوا کی امداد کے صرف دو طریقے ہیں، ایک خرید کتب اور دوسرے نئے خریداروں کی فراہمی، جس کے ضمن میں نادار شوقینوں کے لئے امدادی رقومات کا بھیجنا ہے، تاکہ وہ لوگ جو مذہبی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور افلاس کی وجہ سے ایک روپیہ جیسی حقیر رقم بھی ادا نہیں کر سکتے، ان کے نام نادار فنڈ سے مفت پیشوا جاری کر دیا جائے۔

بہت ہی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مہینے نئے خریدار فراہم کرنے میں اتنا قابل ہو گیا کہ میں مختصر فہرست بھی معاونین پیشوا کی شائع نہیں کر سکتا۔ یہی حالت خرید کتب کی رہی، پھر بتایئے کاغذ کی اس ہوش ربا گرانی کے زمانے میں پیشوا کو زندہ رکھنے کیلئے کیا صورت اختیار کی جائے۔

میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی تجویز نہیں ہے کہ نئے خریدار فراہم کیجئے اور کتابیں خریدیئے، تاکہ اس سلسلے میں جو رقم آئے اس سے کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیا جا سکے۔

## غلط فہمیوں کا ازالہ

۲ اکتوبر کے اخبار وحدت دہلی میں جو توہین آمیز اور اشتعال انگیز اور دل آزار مضمون شائع ہوا، وہ میری قوت برداشت سے باہر تھا، اور اس کا جو برا اثر میرے حلقہ احباب اور میرے کاروبار، اور میری شہرت و عزت اور میرے دماغ اور میرے قلب پر پڑا، اس کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا کہ کارکنان وحدت کو اور ان کے ان دوستوں کو جن کے ورغلانے سے میرے خلاف یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے، موقع دیا جائے کہ وہ عدالت میں اپنے عائد کردہ الزامات کو ثابت کر سکیں۔

شہید ملت حضرت مولانا مظہر الدین ؒ سے میرے تعلقات باوجود سیاسی اختلاف کے بہت ہی خوشگوار تھے، اور یہ تعلقات ان کی شہادت کے بعد بھی قائم رہے، لیکن وحدت کے اشاعت میں ایک ایسا مضمون شائع ہوا [illegible] تعلقات میری مخالفت [illegible] بہت ہی خوشگوار تھے، اور وحدت [illegible] مجبور کر دیا کہ میں عدالت کے دروازے کو انصاف کے لئے دستک دوں، چنانچہ میرے پہلے نوٹس دیا، لیکن نوٹس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، اور اس میں مجھ پر مسلسل بے بنیاد و شرمناک، توہین آمیز، اشتعال انگیز اور دل آزار حملے جاری رہے، اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ طریقہ کار مسلسل جاری رہے گا۔

کارکنان وحدت جو اپنی قانونی اور سپیشل ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھتے ہیں، انہوں نے میری تحریرات کو قصداً توڑ مروڑ کر شائع کیا اور میری طرف وہ وہ باتیں منسوب کیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں، اور ایک ذاتی استغاثہ کو قومی رنگ دینے اور لیگ اور کانگریس کا محاذ بنانے کی کوشش کی ہے، اور اس طرح جو اشتعال میرے خلاف لیگی حلقوں میں دانستہ پھیلا کر میری زندگی اور آبرو کو خطرہ میں ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کی جواب دہی ان کو بہر حال عدالت میں کرنی پڑے گی، اور میں ان مضامین کے اشتعال سے پیدا ہونے والے اثرات کے انسداد کے لئے دہلی پولیس کے افسران کو توجہ دلاؤں گا، کیونکہ دہلی میں متعدد قتل ایسے اشتعال انگیز مضامین سے ہو چکے ہیں، اور ممکن ہے ان جھوٹی باتوں سے مشتعل ہو کر کوئی منچلا میری شمع حیات کو گل کرنے کی کوشش کرے، یا کوئی سازش مجھے لیگ کے راستہ سے ہٹانے کے لئے میرے قتل کی کی جائے۔ اس لئے قانون اور امن کی محافظ پولیس کو قبل از وقت میرے قتل کی سازش یا وسائل قتل کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کارکنان وحدت کو پہلا نوٹس پہنچنے کے بعد میرے ایک کرم دوست میرے پاس صلح کے لئے تشریف لائے، اور بعض ناواقف حلقوں میں بھی صلح کی تحریک شروع کی گئی میں نے صلح کا خیر مقدم کیا، اور میں صلح کے دروازہ کو کسی وقت بھی بند کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ وحدت کے سرپرست امام جامع مسجد ہیں، اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سکریٹری سنٹرل کمیٹی، اور دیگر لیگی پارٹی کی حمایت کے جرم کا ارتکاب مجھ سے ہوا ہے، اور میں اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ریڈیو کی سرکاری پارٹی کی پول بھی میں نے کھولی ہے، اور میں نے دہلی کے محکمہ تعلیم کو بھی گزشتہ سالوں میں، اور مسلم لیگ کی بے اصولی کی بھی شدید مذمت کی ہے، اور یہ سب مخالف ایک مرکز پر جمع ہوں گے۔ مگر میں اس کی مطلق پروا نہیں کرتا کہ مخالفین کی کثرت و جاہت، طاقت اور اتحاد کا گھمنڈ مجھے حصول انصاف کی راہ سے نہیں روک سکتا۔

جو لوگ مجھ پر طعنہ زن ہیں، میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر معاصرین سے مقدمہ بازی کوئی ایسا ہی شرمناک و ناجائز جرم ہے تو آپ کے سرگروہ مولانا مظہر الدین مرحوم اپنی زندگی میں درجنوں مرتبہ ہو چکے ہیں، اور آخر وقت جبکہ وہ شہید ہوئے، اس وقت بھی ایک درجن سے زائد ملزموں کو انہوں نے کٹہرے میں طلب کیا تھا، اور اگر یہ کوئی بہت ہی بڑا جرم ہے تو اخبار ریاست کے مجھ سے سرزد ہوا ہے تو کیا فرمائیں گے مجھ پر الزام لگانے والے سردار دیوان سنگھ مالک و ایڈیٹر اخبار ریاست کے متعلق جن پر خود مرحوم نے مجھ پر اور رسالہ کرم چند صاحب مدیر پارس پر اسی جرم (ازالہ حیثیت عرفی) میں دعوے کئے۔

میں چونکہ یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ جو لوگ قانون کو گھر کی لونڈی سمجھ کر مجھ پر [illegible] لگا رہے ہیں، ان کے حملوں سے بچنے کے لئے قانون کی پناہ لوں۔ اس [illegible]

# احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین شیعہ کیلئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب جلد شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۷۹) تجارتی لین دین یا بیع تعاطی کے جواز کا بیان

| | |
|---|---|
| یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا | ایمان والو! تم آپس میں ایک |
| اموالکم بینکم بالباطل | دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ |
| الا ان تکون تجارۃ عن تراض | ہاں آپس کی رضامندی سے |
| منکم ولا تقتلوا انفسکم | خرید و فروخت ہو تو مضائقہ |
| ان اللہ کان بکم رحیما ہ | نہیں۔ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو |

واللہ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

**تفسیر:** اس آیت میں خداوند تعالے نے سب سے پہلے ہم کو باطل طریقہ پر لوگوں کا مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔ باطل طریقہ سے مراد وہ طریقہ یا ذریعہ ہے جس کو شریعت مستحسن خیال نہیں کرتی مثلاً چوری، خیانت، غصب، جوا اور سود وغیرہ کہ ان طریقوں سے جو مال حاصل کیا جائے کا مسلمان کے لئے اس کا کھانا یعنی اپنے صرف میں لانا حرام و ممنوع ہے۔ اس کی مخالف صورت یعنی ان طریقوں سے مال حاصل کرنا جو طرفین کی رضامندی پر مبنی ہوں جائز و حلال ہوگی جن کی ایک صورت خداوند تعالے نے الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم سے بیان کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو تجارت فریقین کی مرضی اور رضامندی سے عمل میں آئے اس کے منافع کا مال کھانا جائز ہے خداوند تعالے نے اس آیت میں صرف تجارت ہی کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ روزی کے وسائل و ذرائع میں تجارت ایک خاص اور اہم چیز ہے لیکن اس میں ہر وہ معاملہ داخل و شامل ہے جو فریقین کی رضامندی سے عمل میں آئے یعنی جو معاملہ طرفین کی رضامندی سے وقوع میں آئے اس کے منافع کا مال حلال و جائز ہے خواہ وہ تجارت ہو یا اس قسم کا اور کوئی معاملہ۔

پھر تجارت بھی بعض فقہاء کے نزدیک ہر قسم کا وہ معاملہ داخل ہے جو مرابحہ خرید و فروخت میں فقہاء کے نزدیک ممنوع نہیں ہے مثلاً مال دے کر خود اس کی قیمت وصول کرنا یا بیع کرنا یا شفعہ کا موقع ملنا وغیرہ وغیرہ۔

آیت کے جملہ ولا تقتلوا انفسکم کا مطلب یہ ہے کہ مومنین کی جنس میں سے جو شخص بھی ہو اس کو قتل نہ کرو، اس لئے کہ مومنین نفس واحد کی مانند ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ اپنے آپ کو خطرہ یا ہلاکت میں دانستہ مبتلا کر کے قتل نہ کرو۔ یا یہ مطلب ہے کہ باطل طریقہ پر مال کو حاصل کر کے اپنے آپ کو قتل نہ کرو کہ مال حرام کا کھانا یا صرف میں لانا اپنے آپ کو قتل ہی کر دینے کے مرادف ہے یا مطلب یہ ہے کہ ایسے امور کا ارتکاب نہ کرو جو ہلاکت کے موجب ہوں یا یہ مطلب ہے کہ اپنے جرائم و معاصی کی بخشش کے لئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو جیسا کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں۔ آیت کا آخری جملہ یعنی ان اللہ کان بکم رحیما آخری معنی سے زیادہ مطابق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو بنی اسرائیل کی طرح اپنے گناہوں کی معافی کے لئے ہلاک نہ کرو۔ اللہ تم پر مہربان ہے۔

آیت کے جملہ ولا تقتلوا سے حضرت عمرو بن العاص صحابی نے سردی کی شدت کے وقت جبکہ سرد پانی سے وضو کرنا موجب ضرر ہو تیمم کے جواز کا استدلال نکالا ہے۔ حضورؐ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے انکار نہیں فرمایا۔

بعض مفسرین نے تجارت بتراضی طرفین کے یہ معنی بتائے ہیں کہ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتے ہوں فریق ثانی کے لئے بھی اس کو پسند کریں اور جس بات کو اپنے لئے ضرر رساں یا غیر مفید خیال کریں اس کو فریق ثانی کے لئے بھی ایسا ہی سمجھیں۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے قرابت داروں اور دوستوں کے گھر کا کھانا اکل حرام کے مطلب پر ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے گھروں میں آنا جانا بھی چھوڑ دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیس علی الاعمی حرج اور ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اباءکم یہ آیتیں سورہ نور کی ہیں۔ ان کی تشریح وہیں کی جائے گی۔

(۵۸)

## میراث اور لونڈی غلام کی ولا کے شرعی ہونے کا بیان

ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون - والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم ان اللہ کان علی کل شیء شھیدا

ماں باپ اور رشتہ والوں کے متروکہ کے ہم نے سب کے لئے وارث ٹھہرا دیئے ہیں جن لوگوں سے تمہارا عہد و پیمان ہے ان کے حصے بھی ادا کرو، بے شک اللہ ہر بات کا گواہ ہے۔

**تفسیر**۔ آیت مذکورہ کے مختلف معنے کئے گئے ہیں، ایک معنی تو یہی ہیں کہ پہلے یعنی خدا نے ہر ترکہ کے وارث مقرر کئے ہیں، خواہ وہ ترکہ والدین کا ہو یا قرابت داروں کا، دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر گھر کے اندر اس ترکہ کے وارث مقرر کئے ہیں جو میت چھوڑے تیسرے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر قوم میں اس مال کے وارث مقرر کئے ہیں جو ماں باپ یا قرابت دار اپنے مرنے کے بعد چھوڑیں۔

مفسرین کا بیان ہے کہ ایام جاہلیت میں متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بھی اولاد اور قرابتداروں کی طرح میت کے مال کا وارث ہوتا تھا خداوند تعالیٰ نے اس دستور کی تردید میں یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ ہم نے ہر گھر میں یا تم میں سے ہر ایک کے یعنی مرد اور عورت کے اس مال میں وارث مقرر کر دیئے ہیں جو ماں باپ یا قرابت دار چھوڑیں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکے کے وارث بیٹے بیٹیاں اور قرابتدار ہی ہو سکتے ہیں متبنّٰی بیٹے نہیں۔

آیت کے دوسرے جملہ والذین عقدت ایمانکم کے معنی میں مفسرین کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ بعض زمانہ جاہلیت کا بھائی چارہ اس سے مراد لیتے ہیں، بعض اخوت مہاجرین و انصار اور ضمانت بعض اس آیت کے حکم کو منسوخ بتلاتے ہیں، اور بعض اس میں تاویل کرتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

عقد موالات کی صورت جس کا ذکر اس آیت میں ہے بعض مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ ایک شخص دہریہ یا عورت مسلمان ہوا، اور اس کا کوئی شرعی وارث موجود نہیں ہے، اور نہ وہ کسی مرد و عورت کا آزاد کردہ غلام و لونڈی ہے۔ اس نے ایک مسلمان سے یہ معاہدہ کیا کہ اگر مجھ سے کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے تو وہ اس کی پیروی کرے یا ضمانت دے، اور جب وہ مر جائے تو اس کے مال کا وارث قرار پائے، اور وہ مسلمان جس سے اس نے یہ عہد یا قرارداد کی ہے اس کو قبول کرے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ یہ قرارداد شرعاً معتبر نہیں ہے اور نومسلم کی وفات پر وہ شخص جس سے اس نے معاہدہ کیا تھا اس کے مال کا وارث نہ ہوگا۔ یہ مال بیت المال کا حق ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ شخص مال کا وارث ہوگا اس لئے کہ عام صحابہ کے نزدیک اس کی وراثت حق اور مسلّم ہے معاصر فقہا نے مسئلہ کے اس اختلاف کو اس طرح رفع کیا ہے کہ جس شخص سے معاہدہ کیا گیا ہے اس کو متوفی کے مال میں سے چھٹا حصہ ملیگا خواہ اس کا کوئی وارث

# ادب نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۵۶)

## علانیہ جرم کرنے اور اعتراف جرم کا بیان

عن ابی ہریرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل امتی معافی الا المجاھرین وان من المجاھرۃ ان یعمل الرجل باللیل عملا ثم یصبح وقد سترہ اللہ فیقول یا فلان عملت البارحۃ کذا وکذا وقد بات یسترہ ربہ ویصبح یکشف ستر اللہ عنہ رواہ البخاری ومسلم

ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کے ہر شخص کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کے جرائم کو معاف نہیں کیا جائے گا جنہوں نے علانیہ گناہ کئے ہوں یا اپنے گناہوں کو علانیہ بیان کیا ہو اور علانیہ گناہ بیان کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان رات کو کوئی کام (گناہ) کرے اور خدا اس کو ظاہر نہ ہونے دے مگر صبح کو وہ خود لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ اے فلاں شخص! میں نے رات کو ایسا ایسا کیا۔ خدا نے تو رات بھر اس کے گناہ پر پردہ ڈالے رکھا لیکن صبح کو اس نے خدا کے پردہ کو چاک کر دیا اور اپنے گناہ کو ظاہر کر دیا۔

**تشریح الفاظ:-** معافاۃ کسی کا لوگوں کی اذیت سے محفوظ رہنا اور لوگوں کا اس کی اذیت سے مامون رہنا۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے عافی اللہ العبد واعفاہ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا نے بندہ کو بلاؤں، مصائب یا بیماری سے محفوظ رکھا۔ عفو کے معنی ہیں گناہ سے تجاوز کرنا یعنی اس کو معاف کر دینا۔ اس موقع پر اس کے معنی محو کر دینا اور مٹا دینا ہیں۔

مجاہرۃ کے معنی ہیں اعلان و اظہار یعنی کسی کام کو علانیہ کرنا یا اس کا اعلان و اظہار کرنا۔

المجاہر بے پروائی اور قول و فعل میں بے خوفی۔ الباحۃ [illegible] کا گذشتہ [illegible] کے وقت سے قریب تر ہو۔ الستر وہ چیز جس کو چھپا کر چھپایا جائے۔

**تشریح معانی:** جرائم اور معاصی خدا کی حدود ہیں جن کے اندر داخل ہونا بلکہ ان کے قریب تک جانا ہمارے لئے ممنوع ہے۔ اور یہ ممانعت اس لئے ہے کہ ہم اپنے اجسام و عقول اور جان و آبرو کو خطرات سے محفوظ رکھ سکیں۔

جرائم و معاصی کے ارتکاب کی ممانعت کا حکم کسی خاص وقت یا حالت پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر حالت کیلئے ہے۔ گناہ رات میں کیا جائے یا دن میں، علانیہ کیا جائے یا خفیہ ہر حال میں گناہ اور جرم ہے البتہ اس کے اثرات ارتکاب کے مختلف ہوتے ہیں مثلاً

بعض لوگ ہیں جو چھپ کر گناہ کرتے یا اپنے گناہوں کو مخفی رکھتے ہیں، ایسے لوگوں میں کچھ نہ کچھ حیا ضرور ہوتی ہے خدا سے نہیں انسانوں ہی سے سہی اور ان کا ضمیر بھی بالکل مردہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات ان کا ضمیر ارتکاب جرائم سے ان کو روکتا ہے اور معاصی پر ان کا نفس ان کو ملامت کرتا ہے لیکن چونکہ گناہ کا بھوت ان پر سوار ہوتا ہے اور شیطان ان پر غالب ہوتا ہے اس لئے وہ گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ بایں ہمہ ضمیر کی زندگی سے وہ علانیہ معاصی سے بچتے ہیں یا چھپ کر گناہ کرتے ہیں خداوند تعالیٰ ان کے گناہوں سے واقف ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ اپنے جرائم کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اگرچہ دوسرے لوگوں کو ان کے جرائم سے آگاہی نہیں ہوتی اور نہ وہ اپنے گناہوں سے دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ ان کے جرائم کو دیکھ کر دوسرے ان کی تقلید کریں اس لئے خداوند تعالیٰ ان کی توبہ کو جلد قبول کر لیتا ہے جبکہ وہ خلوص کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوں اور سچے دل سے توبہ کریں اور گذشتہ جرائم کی تلافی پر آمادہ ہوں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدی

جو شخص توبہ کرے ایمان لائے نیک کام کرے اور ہدایت پر رہے تو ہم اس کی مغفرت کریں گے

ان پر خدا کا یہ احسان اس سبب سے ہے کہ ان کے گناہ کا ضرر متعدی نہ تھا، اس کا خطرہ تو ہی منقطع اور کسی کو ان کے گناہ کا علم نہ تھا۔

بعض لوگ ہیں جن کا فسق ظاہر ہوتا ہے۔ وہ علانیہ گناہ کرتے اور اپنے گناہ کا اعلان کرتے ہیں، گویا اپنے اس طرز عمل سے وہ دین کی توہین کرتے یا دین کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ مثلاً راستوں پر بیٹھ کر علانیہ شراب پیتے ہیں، یا کھلی ہوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا علانیہ سود لیتے ہیں، یا علانیہ جوا کھیلتے ہیں، یا علانیہ نماز نہیں پڑھتے یا زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں، یا روزوں کے مہینے میں لوگوں کے سامنے کھاتے پیتے ہیں، یا رشوت لیتے ہیں اس قدر بیباک ہیں کہ علانیہ لوگوں سے رشوت لیتے ہیں۔ ایسے جری اور گناہ پر دلیر شخص بھی معافی کے قابل نہیں ہیں؟ اور خدا ان کے جرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اس لئے کہ ان کی اذیتوں سے لوگ محفوظ نہیں ہیں۔ ان کے شر سے خدا کے بندے مامون نہیں ہیں۔ ان کے فساد سے فضاء اسلام مسموم ہو گئی ہے۔

ان کے جرائم کو خداوند تعالیٰ کیونکر معاف فرما سکتا ہے جبکہ ان کا علانیہ ارتکاب جرم کرنا اس امر کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ برائی اور شر، فتنہ اور فساد ان کے دل و دماغ میں بلکہ ان کے خون، گوشت اور پوست میں جگہ پا چکا ہے اور مضبوطی سے جم چکا ہے۔ حیا و شرم ان میں باقی نہیں رہی ہے، اور ان کے تمام شریفانہ خصائل، اور اخلاق مردہ ہو چکے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ خدا کے فضل و کرم کے مستحق نہیں ہیں، خدا ان کی گمراہی کو اور بڑھا دیتا ہے، اور ان کے فسق و فجور میں غیر معمولی اضافہ کر دیتا ہے، اس لئے اور صرف اس لیے کہ ان کے اعلان و اظہار کی ان کو پوری پوری سزا دے، چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ | ان کے دلوں میں بیماری ہے جس کو اللہ نے اور بڑھا دیا ہے۔ |
| فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم واللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ | انہوں نے کجی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل کج کر دیئے قوم نافرمان کو اللہ راہ نہیں دکھاتا۔ |

(باقی آئندہ)

# ملفوظات باقی باللہؒ

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز ثانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کی نادر قلمی کتابوں سے اخذ کئے گئے)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۸۴) دعائے قنوت کے معانی

حضرت خواجہ رح نے ایک موقع پر دعائے قنوت کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا کہ "دعائے قنوت سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں ہیں، ان کی صفات کو ظاہر کیا جائے، اور ان صفات کو حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا سبب بنایا جائے، اور ساتھ ہی اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ ملانا بھی مقصود ہے جن پر خدا کی رحمت کا نزول ہے۔ بزرگانِ دین کا حکم ہے مسلمانوں کو چاہیئے خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کریں اور ان لوگوں کا دوست اپنے آپ کو قرار دیں، جن کا ذکر دعا میں ہے۔ اب دعائے قنوت کے معانی اور مطلب پر غور کرو۔ نماز میں انسان کہتا ہے کہ اے بزرگ و برتر خدا ہم سارے مسلمان تجھ کو اپنا مددگار اور بخشنے والا جانتے ہیں، یعنی ہمارا اعتقاد اور عمل یہی ہے، اور ہم سب پر جو کچھ تیرے رسول صلعم کی طرف سے پہنچا ہے، ہم اس کی سچے دل سے تصدیق کرتے ہیں، ہم زبان سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے، بے نیاز ہے، تو ہی ہمارے رزق کا ضامن ہے اور اسباب و علاج اور وسائل کی موجودگی میں بھی ہمارا بھروسہ تجھی پر ہے۔ اے اللہ تمام امور کی نجات اور نیز ہر امر تیرے ہی حکم کے تابع ہیں، ہم ہر لحظہ تیرا شکر ادا کرتے اور تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری عطا کی ہوئی نعمتوں کی ناشکری ہم نہیں کرتے اور جو کچھ ہم کو تیرے حکم سے ملا ہے، ہم اس کو کسی دوسرے کی جانب منسوب کر سکتے ہیں نہ تیرے سوا کسی کے شکر گذار ہیں۔ اے اللہ ہم کافروں، فاجروں اور مشرکوں سے بے تعلق ہیں، ان کی صحبت و ہمنشینی سے گریز کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، اور نماز و سجدہ کے لئے تیری طرف جلدی جلدی بھاگتے ہیں۔ تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں

اور تیرے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔" دعائے قنوت کا ترجمہ بیان کر کے حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دعائے قنوت کا یہ جملہ کہ "ان عذابک بالکفار ملحق" تمام مسلمانوں کی دعا کا نتیجہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیرا عذاب کافروں پر پڑا ہے۔ ان سے کبھی نہ ملا ہوا اور جدا ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ اصل دعا یہی ہے اور پہلے جملے دعا کے مقدمات ہیں۔

## (۱۸۵) عشق صوری یا مجازی بے حقیقت چیز ہے

حضرت خواجہ صاحبؒ نے شادی کی مضرتوں کو بیان کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ "عشق صوری یا مجازی کو جن بزرگوں نے طریقت میں شمار کیا ہے، اس میں بہت کچھ شبہ ہے، اور طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں غیر معتبر ہے (یعنی عشق صوری سلوک و طریقت میں کوئی روحانی قوت پیدا نہیں کرتا بلکہ روح کو ضرر پہنچاتا اور کمزور کر دیتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) جب شکیل و خوب صورت انسانوں کی جانب رغبت بڑھ جائے گی، بارگاہ الٰہی کا انجذاب کم ہو جائے گا یعنی نظر کے سامنے خوبصورت شکلیں رہیں گی، انسان ان کی طرف متوجہ رہے گا، اور محبت الٰہی کم ہوتی جائے گی، یہاں تک کہ عشق صوری غالب ہو کر انسان کو خدا سے بیگانہ بنا دے گا۔"

## (۱۸۶) عشق صوری ایک علاج ہے

بزرگانِ طریقت میں عشق صوری یا عشق مجازی کی نسبت مختلف رائیں ہیں، بعض کا خیال ہے کہ سالک طریق کے لئے عشق صوری ضروری چیز ہے، اس لئے کہ حق تعالیٰ سے سچی محبت اور محبوب کا گداز پیدا ہونے کے لئے اول محبت سے آشنا ہونا ضروری ہے اور محبت سے آشنائی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک عشق صوری کی لذت سے دل آشنا نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں عشق صوری ضروری تو نہیں البتہ عشق حقیقی کے لئے مفید ضرور ہے، بعض کا خیال ہے عشق صوری صرف ان لوگوں کے لئے علاج ہے جو سلوک طریقت کی استعداد

# سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۵۰) خدا کو پکارنے کے الفاظ کا فرق

ایک شخص شیخ شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "شیخ! تم صرف اللہ اللہ کیوں کہا کرتے ہو، لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے" شیخ ممدوح نے جواب دیا "اس لئے کہ میں ذکر الٰہی کا معارضہ نہیں چاہتا" شخص مذکور نے عرض کیا "اے ابوبکر شبلیؒ میں اس سے بھی بلند مرتبہ کا متمنی ہوں" شیخ نے فرمایا "مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں تو حجاب وحشت میں نہ جا پڑے" شخص مذکور نے کہا "شیخ میں اس سے بھی زیادہ بلندی چاہتا ہوں" شیخ نے فرمایا، خداوند تعالےٰ فرماتا ہے

قل اللہ ثم ذرھم فی　　اے محمدؐ تم کہہ دو کہ اللہ
خوضھم یلعبون۔　　اور پھر انہیں چھوڑ دو کہ وہ
اپنی بک بک میں کھیلتے رہیں۔

یہ آیت سنکر اس شخص نے ایک چیخ ماری، بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ شخص (میت) کے ورثا یہ دیکھ کر شیخ شبلی رحؒ کے سر ہو گئے، اور خلیفہ وقت کے دربار میں قصاص کا دعویٰ کر دیا۔ شیخ شبلیؒ کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا اور پوچھا گیا کہ تم پر یہ کیسا دعویٰ کیا گیا ہے۔ شیخ شبلی رحؒ نے کہا کہ "اس شخص کی روح ایک لطیفہ روح تھی، خدا سے خوف زدہ ہو کر تیں ہوئی پھر اس کو بلایا گیا اور اس سے لبیک کہی اس نے ندا کو سنا اور ادھر متوجہ ہو گئی، اس میں میرا کیا قصور ہے" خلیفہ وقت نے بلند آواز سے حکم دیا "شیخ شبلی کو چھوڑ دو ان کا کوئی گناہ نہیں ہے"

## (۱۵۱) وہ جگہ جہاں عزیز و ذلیل دونوں برابر ہیں

خلف بن سالمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو علی بن المغیرہؒ سے پوچھا "تمہارا ٹھکانہ (اقامت گاہ) کہاں ہے" انہوں نے جواب دیا "میں ایسے مقام میں رہتا ہوں جہاں عزیز و ذلیل اور شریف و رذیل سب برابر ہیں" میں نے پوچھا "یہ مقام کہاں ہے" انہوں نے کہا "وہ مقام قبرستان ہے" میں نے کہا "کیا آپ کو وہاں وحشت نہیں ہوتی خصوصاً تاریک راتوں میں" انہوں نے کہا "میں ہر وقت قبر کی تاریکی اور وحشت کو یاد رکھتا ہوں جس کے مقابلہ میں قبرستان کی تاریکی و وحشت کوئی حقیقت نہیں رکھتی" میں نے کہا "قبرستان میں ممکن ہے بعض ایسی چیزیں آپ کو نظر آتی ہوں جن کو آپ برا سمجھتے ہوں یا جن سے خوفزدہ ہوتے ہوں" انہوں نے کہا "بہت سی ایسی چیزیں نظر آتی ہیں لیکن قیامت کا خوف و اندیشہ مجھ کو تمام خطرات سے غافل رکھتا ہے"

## (۱۵۲) عارف کی ایک حالت کا بیان

امام غزالیؒ کا بیان ہے کہ امام الحرمینؒ اپنے استاد امام ابوبکرؒ کا یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایام طالب علمی میں میرا ایک ساتھی تھا، جو ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا اور غیر معمولی محنت کرتا تھا، اور ساتھ ہی پرہیزگار و عبادت گزار بھی تھا، وہ تعلیم میں جس قدر محنت و مشقت کرتا تھا، اتنا اس کو حاصل نہ ہوتا تھا۔ یعنی اس کی علمی استعداد نہ بڑھتی تھی۔ ہم لوگوں کو اس پر تعجب تھا کچھ دنوں بعد میرا وہ ساتھی بیمار ہوا اور بیماری کی حالت میں شفاخانہ میں جانے کے بجائے مسافر خانہ ہی میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رہا، وہ بیماری کے دنوں میں مرض سے مقابلہ کی پوری کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مرض نے خوفناک صورت اختیار کر لی اس کی حالت خطرناک تھی اور میں اس کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، اور مجھ کو مخاطب کر کے کہا "اے ابن فورک (امام الحرمین)

لمثل ھذا فلیعمل العاملون　　عامل اسی قسم کے اعمال کیا کرتے

اور یہ الفاظ اس کی زبان سے ادا ہوتے اور ادھر اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔

## (۱۵۳) وزن اور ناپ میں کمی کا عذاب

مالک بن دینارؒ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک پڑوسی پر حالت نزع طاری ہوئی، تو اس نے ان کو مخاطب کر کے کہا "مالک: آگ کے دو پہاڑ میرے سامنے کھڑے ہیں اور

اہلیت رکھتے ہوں لیکن حواس میں اجتماع نہ ہو اور اضطراب اکثر لاحق رہتا ہو۔ حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ وہ لوگ کافر ہیں جو عشق صوری کو مباح جانتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے عشق صوری کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی بعض صوفی استعداد والے طالبوں کا علاج ابتدا میں اس طرح کیا کرتے تھے کہ پہلے ان کو عشق صوری کا حکم دیتے تھے، اور جب ان کو اس عشق میں کمال بے تعلقی حاصل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ اس ایک تعلق کے سوا کوئی اور تعلق نہ رہتا تھا تو تھوڑے ہی تصرف سے ان کے دلوں کو صوری محبت سے پھیر لیتے تھے اور چونکہ تعلقات کا سلسلہ ان سے پہلے ہی منقطع ہو چکا تھا، اس لئے ان کو جلد حضوری اور آگاہی حاصل ہو جاتی تھی، حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے اس ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ عشق صوری حقیقت میں ایک علاج ہے جس کے ذریعہ سالک طریق کو راہ راست پر لایا جاتا ہے۔

(۱۸۵) حضور کے وقت عشق صوری کا علاج

حضرت خواجہ رح کے اس ارشاد کو سنکر ایک مرید نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سلوک طریق اور حضور کے وقت میں اس بلا (عشق صوری) میں مبتلا ہو جائے تو کیا علاج کرے؟ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ؟ اگر ایسے شخص کا کوئی مرشد ہے تو وہ اپنے مرشد سے حقیقت کو عرض کر دے تاکہ وہ اپنے تصرف سے اس مصیبت کو دور کر دے اور اس مصیبت سے اس کو بچالے اور اگر مرشد قریب نہیں ہے تو جس مقام میں اس کو اس مصیبت سے دوچار ہونا پڑا ہے اس مقام سے دوسری جگہ چلا جائے۔ امید ہے کہ انتقال مکانی اس مصیبت کو بند کر دے گا اور واقعہ یہ ہے کہ حضور و آگاہی کی نسبت حاصل ہو جانے کے بعد عشق صوری زیادہ عرصہ تک باقی نہ رہے گا، اس لئے کہ حضور کی لذت کے مقابلہ میں دنیا کی اور کوئی لذت نہیں ہے۔

(۱۸۹) حضور ذاتی کے حصول کا ذکر

حضرت خواجہ رح سے ایک مرید نے پوچھا کہ "نفی و اثبات کے بغیر حضور حاصل ہو جانے سے کیا مراد ہے؟" حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ " جب حضور صاف (یعنی وہ حضور جو خود بخود قائم ہو جائے) حاصل ہو جائے تو پھر نفی و اثبات کی مزاحمت نہیں رہتی"۔ اس کے بعد حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ جب تک سالک کو حضور ذاتی (یعنی حضور صاف) حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک وہ توحید جسمانی کی قید سے نہیں نکل سکتا (یعنی اس حالت کے حاصل ہونے پر وجود جسمانی اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو وجود حق جانتا ہے اس وقت بھی تمیز و تفرقہ کی صورت باقی رہتی ہے یعنی روح ابھی فنا و استغراق کے درجہ تک نہیں پہنچی، کیونکہ ہر چیز کی تمیز روح کے ساتھ ہوتی ہے، اور موحد توحید کے حقیقی درجہ تک نہیں پہنچا۔

کی ان پر بوجھ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" مالک کہتے ہیں، اس کی یہ بات سنکر میں نے اس کے گھر والوں سے پوچھا۔ "یہ کیا کام کرتا تھا؟" انہوں نے کہا "اس کے پاس اشیاء کی ناپ تول کے دو پیمانے تھے ایک سے وہ ماپ کر دیتا تھا اور دوسرے سے لیتا تھا۔" مالک کہتے ہیں، یہ سنکر میں نے دونوں پیمانوں کو طلب کیا اور ایک کو دوسرے پر مار کر دونوں کو توڑ ڈالا، اور اس کے بعد مریض سے دریافت کیا۔ "اب کیا حال ہے" اس نے کہا "تکلیف اور بڑھ گئی ہے"

اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ایک شخص مال کو وزن کرنے کا کام کیا کرتا تھا، حالت نزع میں اس سے کہا گیا لا الہ الا اللہ کہو اس نے کہا "ترازو کے پلڑے میری زبان کو دبا رہے ہیں میں ان الفاظ کو ادا نہیں کر سکتا" میں نے پوچھا کیا تو کم تولتا تھا؟ اس نے کہا نہیں، لیکن بعض وقت ایسا بھی ہوا کہ پلڑے میں گرد و غبار جمع ہو گیا، اور میں نے تولنے میں اس کی پروا نہیں کی۔"

## (۱۵۴) بعض بزرگان دین کے ساتھ خدا کا سلوک

حضرت امام احمد بن حنبل رح کے دوستوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ امام ممدوح کی وفات کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ نخوت و غرور کی چال چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا بھائی جان! یہ چال کیسی؟ امام ممدوح نے فرمایا "دارالسلام میں یہ چال خدام کی ہے" میں نے پوچھا، خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ امام ممدوح نے فرمایا "خدا نے مجھ کو بخش دیا اور سونے کی جوتیاں پہننے کو مرحمت فرمائیں، اور فرمایا کہ یہ جزا ہے تیرے اس قول کی کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور غیر مخلوق و قدیم ہے۔" اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا "احمد اٹھو اور جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ" یہ حکم پاکر میں جنت میں چلا گیا۔ جنت میں پہنچ کر میں نے سفیان ثوری کو دیکھا جن کے بازو میں دو سبز پر لگے ہوئے تھے، اور وہ اڑتے پھرتے تھے، ایک درخت سے دوسرے درخت پر پہنچ جاتے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے:

| | |
|---|---|
| الحمد للّٰہ الذی صدقنا | اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں |
| وعدہ و اورثنا الارض | اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اور |
| نتبوّ من الجنۃ حیث نشاء | زمین جنت کا ہمیں مالک بنایا |
| فنعم اجر العاملین | کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے |

میں نے سفیان ثوری رح سے پوچھا "عبد الواحد وراق کا کیا حال ہے" انہوں نے کہا میں نے ان کو نور کے دریا میں نور کی کشتی پر سوار چھوڑا ہے، اس حال میں کہ وہ رب غفور کے دیدار سے مسرور ہیں۔ پھر میں نے پوچھا بشر بن حارث رح کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ بس بس! ان کے برابر تو کوئی بشر نہیں ہے۔ میں نے ان کو رب جلیل کے حضور میں اس حال میں چھوڑا ہے کہ رب جلیل ان پر مہربان ہے، اور ان سے کہہ رہا ہے۔ اے وہ شخص جس نے میری یاد میں کچھ نہیں کھایا، اب خوب کھا اور اے وہ شخص جس نے میری یاد میں کچھ نہیں پیا، اب خوب پی اور اے وہ شخص

# ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ علامہ رشید احمد رضا صاحب نداوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۴۷) حضرت ابوایوب انصاری رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر پاخانہ پھرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو (یہ حکم اہل مدینہ کے لئے خاص ہے لیکن جن لوگوں کو کعبہ مغرب یا مشرق کی طرف پڑتا ہے، انہیں شمال اور جنوب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے)

(۲۴۸) حضرت ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھڑے ہو کر پانی پینے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔

## گھروں کے جھنڈوں میں اور پتھروں کے پیچھے قبلہ رو ہو کر پیشاب و پاخانہ کرنے کی ممانعت

(۲۴۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ سے قضائے حاجت کے وقت کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے پاخانہ نہ پھرا کرو لیکن میں نے ایک دن دوپہر کے وقت جبکہ میں اپنے مکان کی چھت پر تھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت کرتے دیکھا۔

(۲۵۰) حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھروں کے جھنڈ میں قبلہ رو ہو کر قضائے حاجت کرتے دیکھا جیسی اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے شعبیؒ سے یہی کہا تھا تو انہوں نے فرمایا ابن عمر رضؓ بھی سچے ہیں اور ابوہریرہؓ بھی۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کا قول صحرا پر صادق آتا ہے صحرا میں قبلہ رو ہو کر یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنے کی ممانعت ہے۔

(۲۵۱) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قبلہ رو ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی، اور میں نے آپؐ کے وصال سے ایک سال پہلے آپ نے وصال فرمایا قبلہ رو ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

## پیشاب کرنے کے بعد ناپاکی سے بچنے میں احتیاط

(۲۵۲) عیسیٰ بن یزداد الیمانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو پیشاب کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو تین بار اچھی طرح سے جھاڑ دے تاکہ پیشاب کے قطرات اندر نہ رہ جائیں۔

(۲۵۳) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضؓ پانی کا برتن اٹھا کر حضورؐ کے پیچھے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عمر! یہ کیا ہے حضرت عمر نے عرض کیا حضورؐ پانی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں جب بھی پیشاب کروں وضو کروں، اور اگر میں ایسا کرتا تو ضروری ہو جاتا۔

## گزرگاہوں پر پاخانہ کرنے کی ممانعت

(۲۵۴) حضرت معاذ بن جبل رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقامات پر پاخانہ کرنے سے روکا۔ بیٹھنے کی جگہ یا پانی کے پینے کی جگہ پر، سایہ میں اور گذرگاہوں پر۔

(۲۵۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گذرگاہوں پر رات کے وقت سونے کے لئے نہ اترو اور نہ ہی ان پر نماز پڑھو۔ اور نہ ہی وہاں قضائے حاجت کرو کیونکہ سانپوں، بھیڑیوں اور شیطانوں کا وہاں آنا ممکن ہے۔

## دور اور تنہائی میں جا کر پاخانہ کرنے کا بیان

(۲۵۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو دور نکل جاتے۔

(۲۵۷) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ ہوتا جب حضورؐ سفر میں تشریف لے جاتے۔ حضورؐ کو جب قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تو کہیں دور اور علیحدہ جگہ میں تشریف لے جاتے۔ پھر واپس آتے اور وضو کے لئے پانی منگتے۔

(۲۵۸) بلال بن حرث رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو دور نکل جاؤ۔

## پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت ستر کرنا

(۲۵۹) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پتھر سے استنجا کیا اُسے چاہیے کہ تین پتھر استعمال کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اچھا ہوگا اور اگر نہ کرے گا تو کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص خلال کرے اُسے چاہیے کہ جو کچھ وہ دانتوں سے نکالے، اسے پھینک دے۔ اور جس نے کوئی چیز چبائی اُسے چاہیے کہ نگل جائے

جس نے ایسا کیا اچھا کیا، اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی پاخانہ کرنے جائے تو اسے چاہیے کہ اوٹ میں کرے اور اگر کوئی چیز بھی ایسی نہ ہو جس کے پیچھے بیٹھ سکے تو اسے چاہیے کہ ریت کے ٹیلے کے ہی پیچھے بیٹھ جائے۔ کیونکہ شیطان انسان کی شرمگاہوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔ اور جس نے یہ کام کیا اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۶۶) یعلی بن مرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا کہ حضور نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا۔ اور مجھ سے فرمایا کیا تم کھجور کے ان دو پودوں کو دیکھتے ہو، ان سے کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ یک جا ہو جاؤ۔ پس وہ دونوں یک جا ہو گئے، اور حضور نے انہیں اوٹ بنا لیا اور قضائے حاجت کی۔ اس کے بعد فرمایا اے شخص ان سے کہو کہ یہ اب اپنی اپنی جگہ پر چلے جائیں۔ جس نے حضور کے حکم کی تعمیل کی اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(۲۶۱) حضرت عبداللہ بن جعفر رضہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کے وقت سب سے محبوب چیز جس کی حضور آڑ لیتے ٹیلا یا باغ کی دیوار تھی۔

## اکٹھے بیٹھ کر پاخانہ کرنے اور آپس میں باتیں کرنے کی ممانعت

(۲۶۲) حضرت ابوسعید خدری رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کی ممانعت فرمائی ہے کہ دو شخص اکٹھے بیٹھ کر پاخانہ پھریں اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

## ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنیکی ممانعت

(۲۶۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

## پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا حکم

(۲۶۴) عبدالرحمان بن حسنہ رضہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اور حضور کے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ حضور نے اسے زمین پر رکھ دیا، پھر بیٹھ گئے، اور اس پر پیشاب کیا۔ بعض یہودیوں نے کہا اس شخص کو دیکھو عورتوں کی طرح پیشاب کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی بکواس سن لی اور فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کو یہ تعلیم تھی کہ جب پیشاب ان کے جسم کو چھو جاتا تو وہ اس حصہ کو قینچی سے کاٹ دیتے۔

(باقی آئندہ)

# نسائی شریف کامل اُردُو

(مترجمہ حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

## دن کی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت نہ کی جائے

(۲۹۷) حضرت عطاء رحمۃ اللہ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ قرأت تو ہر نماز میں کی جاتی ہے، مگر ہم ان ہی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرتے ہیں جن میں حضورؐ نے بلند آواز سے کی، اور جن میں حضورؐ نے آہستہ آواز سے قرأت کی، ہم بھی ان میں آہستہ آواز سے کرتے ہیں۔

## ظہر کی نماز میں آہستہ قرأت

(۲۹۸) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ہم ظہر کی نماز حضورؐ کے پیچھا پڑھا کرتے تو کبھی کبھی کئی آیات کے بعد سے حضورؐ کو سورہ لقمان اور الذاریات کی ایک آدھ آیت پڑھتے سنتے۔

## ظہر کی پہلی رکعت میں قیام

(۲۹۸) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز شروع ہوتی تو ہم میں سے جو جنہیں قضائے حاجت کی ضرورت لاحق ہوتی وہ جنت البقیع کی طرف نکل جاتے، اور جب واپس آتے تو حضورؐ کو ابھی پہلی رکعت میں کھڑا پاتے۔

## مغرب کی نماز میں قرأت

(۲۹۹) حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو مغرب کی نماز میں الطور پڑھتے سنا۔

## مغرب کی سنتوں میں قرآن کی تلاوت

(۳۰۱) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے بیس مرتبہ مغرب اور صبح کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھی۔

## عشاء کی نماز میں قرآن کی تلاوت

(۳۰۱) حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ عشاء کی نماز میں سورہ والشمس وضحاها اور اسی قسم کی دوسری سورتیں پڑھا کرتے۔

## ایک رکعت میں دو سورتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں

(۳۰۲) حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک رات میں ایک رکعت میں سورہ حجرات سے ختم قرآن تک مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں، میں نے یہ سن کر کہا تم نے قرآن کو اشعار کی طرح جلدی جلدی [illegible] پیچھے کی دو دو سورتیں ملا کر پڑھا کرتے۔

## ایک رکعت میں کسی سورہ کا کچھ حصہ بھی پڑھنا جائز ہے

(۳۰۳) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضورؐ نے کعبہ کی بائیں طرف جوتا رکھ کر نماز پڑھی، اور پہلی رکعت میں سورہ مومنون پڑھنی شروع کی جب حضورؐ اس آیت پر ثم ارسلنا موسیٰ واخاه هارون پہنچے تو حضورؐ کھانسنے لگے اور رکوع میں چلے گئے۔

## قرآن تلاوت کرتے وقت دعا و استغفار

(۳۰۴) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی، حضورؐ جب کبھی ایسی تلاوت فرماتے جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو رک جاتے اور استغفار پڑھتے، اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہوتا تو اللہ سے رحمت کی دعا فرماتے۔

## نماز میں ایک ہی آیت کی تکرار جائز ہے

(۳۰۵) حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ایک رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور صبح تک اس ایک ہی ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم بار بار پڑھتے رہے۔

## لا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا کی تفسیر

(۳۰۶) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مکہ میں تھے اور دشمنوں کی شرارت کے ڈر سے چھپے رہتے، اور جب صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو اس میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرماتے، تو کفار حضورؐ کو قرآن پڑھتا سن کر قرآن، اللہ تعالےٰ اور حضورؐ کو گالیاں دیتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا

## قرآن بلند آواز سے اور خوش الحانی سے پڑھنا

(۳۰۷) حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی چھت پر [illegible] اور حضورؐ کو قرآن کی تلاوت کرتے سنتی۔

(۳۰۸) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ قرآن حروف کی آواز کو کھینچ کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔

(۳۰۹) حضرت ابو بریدہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت ابو موسیٰ رضؓ کو قرآن پڑھتے سنا، تو ان کی خوش الحانی سے متاثر ہو کر فرمایا۔ ابو موسیٰ کو حضرت داؤدؑ کی خوش الحانی سے حصہ ملا ہے۔

## رکوع، سجدہ میں جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا

(۳۱۰) حضرت ابو سلمہ رضؓ فرماتے ہیں کہ مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ کو اپنا نائب بنایا، حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، اور آپ نے شروع نماز رکوع میں اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہی، اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ خدا شاہد ہے میری یہ نماز حضورؐ کی نماز سے بہت مشابہ ہے۔

## رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا

(۳۱۱) حضرت مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔

## رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا

حضرت عبد اللہ رضؓ نے لوگوں سے کہا کہ میں تمہیں حضورؐ کی طرح نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ اس کے بعد نماز شروع کی، اور سوائے شروع نماز میں رفع یدین کرنے کے بیچ میں کہیں رفع یدین نہ کی۔

## رکوع اور سجدہ کا مسنون طریقہ

(۳۱۴) حضرت ابو مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، جو شخص رکوع اور سجدہ میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا، اس کی نماز نہیں ہوتی۔

## سجدہ میں دونوں ہاتھ زمین پر بچھانے کی ممانعت

(۳۱۵) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا رکوع میں پیٹھ سیدھی رکھو اور سجدہ میں اپنے ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھاؤ۔

## رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں

(۳۱۶) جناب مصعبؒ کہتے ہیں کہ میں نے رکوع میں دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھ لئے۔ میرے والد نے نماز کے بعد مجھ سے کہا کہ پہلے ہم رکوع میں اسی طرح ہاتھ رکھا کرتے تھے۔ مگر حضورؐ نے ہمیں حکم دیا کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا جائے کہ انگلیاں نیچے کی طرف رہیں۔

## رکوع میں بغلیں کھولنا ضروری ہے

(۳۱۷) جناب سالم رضؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں حضورؐ کی طرح نماز پڑھا کر دکھاتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی۔ پہلے کھڑے ہو کر تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور رکوع میں اپنی دونوں بغلوں کو کھلا رکھا، جب ہر عضو اپنی جگہ پر پہنچ گیا تو رکوع سے سر اٹھایا اور

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جس کی شرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(مترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اے گوگرد احمر (مقام فنا) تو کہاں ہے؟ تیرے ملنے کی کون سی جگہ ہے، تو کہاں دستیاب ہوتا ہے؟

اب مقام رضا کے التزام کی ترغیب دیتے ہیں۔

کیا تم نے اللہ جل شانہ کا فرمان سنا ہے کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون کفار سے جنگ کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اگرچہ تمہاری طبیعت پر شاق و مکروہ ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز کو تم برا سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے دین و دنیا میں بہتر ہے (یہ تمام تکلیف شرعیہ پر حاوی ہے کہ طبیعت پر شاق ہوں مگر حقیقتاً مصلحت و فلاح سے بھرے ہوئے ہیں) اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم جس چیز کو محبوب سمجھتے ہو، وہ تمہارے حق میں بری ہوتی ہے۔

تمام منہیات شرعیہ کا یہی حال ہے، کہ نفس انسانی اس کو دوست رکھتا ہے طبیعت اس کی طرف مائل رہتی ہے، حالانکہ وہ چیز باعث فساد حال ہے و باعث ہلاک مبدا و مآل۔

ہر چیز کی حقیقت کو اور اس کے نتائج کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے حقیقت اشیا کو سمجھنے کا علم تم سے پوشیدہ رکھا ہے، اس کو چھپا دیا ہے تم کو اس سے باز رکھا اور چھپایا ہے پس جب تم کو حقیقت حال کی خبر نہیں تو اس میں تصرف کرنے کی بے ادبی مت کرو کہ میلان طبیعت و خواہش نفس کے بموجب اپنے لئے کسی چیز کو اچھی اور کسی کو بری سمجھو۔ بلکہ اگر تم حالت تقویٰ میں ہو اور تم پر بظاہر حکم شریعت کی اتباع ضروری ہے اور تم کو مشاہدہ الٰہی کی اطلاع نہیں دی گئی ہے، اور فہم میں اللہ بھی حاصل نہیں ہوئی ہے تو تم کو لازم ہے کہ خوشی و بلا۔ خیر و شر، محبوب و مکروہ، جن چیزوں سے واسطہ پڑے، ان کو محبوب یا مکروہ سمجھنے میں حکم شرع کی پابندی کرو کہ تمہاری سلوک کے طریق میں یہ پہلا قدم اور ادنیٰ پایہ ہے لو اگر تم پر نفس تمہارا غالب ہو جائے یعنی جو چیز تمہاری خواہش نفس

کی آگ (حسب خاصہ قرب و وصول) بجھ چکی ہے تو تم کو امر باطن کی پابندی کرنی چاہئے (امر باطن عبارت ہے یقین صافی سے جو صحت قلب یا صریح قول و فعل ہے) اور اس کی حد سے باہر نہ جانا چاہئے کہ سلوک حق کے طریق میں یہ دوسرا قدم اور پایہ ثانی ہے۔ اللہ کے فعل پر راضی رہو اور اس سے موافقت کر لو اور حالت بدلیت و غوثیت و صدیقیت میں فنا ہو جاؤ۔

بدلیت فوق ہے ولایت پر اور قطبیت و غوثیت اس سے بھی فوق ہے اور صدیقیت ان سب سے اوپر ہے مگر نبوت سے نیچے ہے۔

کہ یہ انتہائی مرتبہ اور اعلیٰ مقام ہے۔

دسویں مقالہ میں ہے کہ امر مباح وہ ہے کہ جس کی بابت شرع میں کوئی حکم نہیں ہے، نہ واجب نہ نہی۔ اب ترک شکایت اور مقام رضا کو لازم پکڑنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

قضا و قدر کے راستہ سے ہٹ جاؤ، اس کی راہ خالی کر دو۔ اس میں رکاوٹ و مزاحمت مت ڈالو۔ اپنے نفس اور ہوا و خواہش کو قضا و قدر کی راہ میں سے واپس لے جاؤ، اور لوٹا لو کہ طریق قدر کی مزاحم ہوتی ہیں، اور اپنی زبان کو خلق کے پاس حوادث و نوازل قضا و قدر کی شکایت کرنے سے روکو جب تم اس پر عمل کرو گے، یعنی زبان کو شکایت سے روکو گے، اور تقدیر الٰہی پر راضی ہو جاؤ گے۔ تو اگر حکم قضا و قدر کا تمہارے حق میں بہتر رہا ہے یعنی تمہاری طبیعت و نفس کے موافق تھا اور تم پہلے ہی سے تونگر ہوا اور تم کو عافیت۔ فراغت و راحت وغیرہ حاصل ہے، تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اضافہ فرمائے گا کہ تمہاری زندگی لذات و شادمانی میں گذرے گی کہ سب سے بہتر طریقہ شکر نعمت کا رضا بقسمت و فرح بفضل و رحمت ہے۔ بوشہود منعم اور اس سے اپنی کبھی نعمت سے باز نہ رہنا۔ اور اگر حکم قضا و قدر یعنی تمہاری طبیعت و نفس کے مخالف رہا ہے، جیسے فقر، بلا، تفرقہ، الم، وغیرہ یا علم غیر مرغوب ہے تھا اگرچہ اس کے اندر لطف حقیقی کیوں نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ

تم کو اپنی طاعت میں پاس کے اندر محفوظ رکھتا ہے، اور تم سے ملامت کو اٹھا لیتا ہے، اور تم کو گم کر دیتا ہے کہ تم خود اپنے کو نہیں پا سکتے۔ اور بوجہ غلبہ رضا، محبت و شہود میں تم کو رنج و محنت کا احساس بھی نہ ہوگا یہ بھی اچھی زندگانی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ تقضائے مدت سے گذر جاتی ہے اور ابتلا کا معینہ زمانہ کوچ کر جاتا ہے، جیسے رات گذر جاتی اور دن کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی ہے۔ یا جیسے جاڑوں کی فصل گذر جاتی اور فصل گرما کے رخ سے پردہ چاک ہو کر گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تاریکیوں کا دور ہو کر روز روشن کا ظاہر ہونا اور جاڑوں کا ختم ہو کر گرمیوں کا آنا تمہارے لئے ایک نمونہ ہے۔ اس سے قیاس کر لو کہ یوں ہی حالتیں تبدیل ہوا کرتی ہیں۔ رنج و محنت گذر جاتی ہے۔ خوشی و راحت میسر آتی ہے۔ یہ ایک نشانی ہے جو اختلاف لیل و نہار میں اہل عبرت و اولی الابصار کی یاد کے لئے رکھی گئی ہے۔ لہٰذا اپنی حالت کو اس پر قیاس کر کے عبرت حاصل کرو۔

انسان پر بلاؤں، محنتوں اور مصیبتوں کے نازل کرنے میں ایک دوسری حکمت اور بھی ہے کہ دیا منت و محنت کی بھٹی میں ڈال کر کدورت بشری اور آلائش طبعی سے پاک کرتے ہیں۔ اور یہ بلائیں گناہوں کی کفارہ اور بلندی درجات کا سبب ہو جاتی ہیں۔ آگے اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

اور بمقتضائے انسان میں خطائیں، گناہیں اور غلطیاں ہوتی ہیں۔ بعد اس طرح طرح کی نافرمانیوں اور گناہوں میں آلودہ ہوتا ہے، اور سب سے بڑا گناہ تو اس کا ابتداء ہے، اور اپنے فعل وارادت پر دعوئے استقلال۔ ایسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہم نشینی کے قابل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام نقائص وعیوب سے پاک ہے۔ لہٰذا انسان کو پاک ہونا چاہئے۔ کبائر و صغائر گناہوں کی لغزشوں سے۔ اس پاک آستانہ کو وہی شخص چوم سکتا ہے جو خود بھی دعاوی کی میل سے پاک ہو۔ مثلاً وہ شخص بادشاہ کی ہم نشینی کی صلاحیت نہیں رکھتا جو میلا کچیلا ہو۔ پس بلائیں گنہگاروں کے گناہوں کو چھپاتی اور پاک کرتی ہیں۔ اور نیکوکاروں کے مدارج کو بلند کرتی ہیں۔ فرمایا نبی صلعم نے کہ ایک دن کی تپ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ اور جب بہت [illegible]

[illegible]

# شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

(از معاون مدیر)

باچنان غالب خداوندے کسے　　چون نمیرد گر نباشد او خسے

ترجمہ :- ایسے غالب و برتر خدا کے سامنے کون شخص ہے جو نہ مرے گا اگر کمینہ نہ ہوگا۔

تشریح :- اوپر کے اشعار میں خداوند تعالیٰ کی قدرتوں اور غلبہ کا بیان ہوا تھا، اور دلائل سے ثابت کر دیا گیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت ایسی قدرتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جب صورت یہ ہے تو ظاہر ہے کون ایسا شخص ہے جو ایسے غالب خدا کے سامنے اپنے آپ کو فنا نہ کر دے گا یعنی اپنی پستی و شکستگی کا اعتراف کر کے خداوند تعالیٰ کو غالب و برتر نہ سمجھے گا۔ اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے گا تو پھر وہ انتہا درجہ کا ذلیل و خوار ہوگا۔ مولانا نے اس شعر میں پستی و شکستگی کی ترغیب دی ہے۔

بس دل چون کوہ را انگیخت او　　مرغ زیرک با دو پا آویخت او

ترجمہ :- بہت سے دل جو پہاڑ کی مانند سخت تھے، ان کو ان کی جگہ سے اکھاڑ دیا، اور مرغ زیرک کو دونوں پاؤں سے الٹا لٹکا دیا۔

تشریح :- مطلب یہ ہے کہ خدا کی قدرت ایسی ہے کہ اس نے بہت سے ایسے دلوں کو جو پہاڑ کی مانند مستقل اور مستقیم تھے یعنی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتے تھے، اس نے ان کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دیا، اور ان کے استقلال کو خاک میں ملا دیا، یعنی ان کے قلوب کو کفر و معصیت کی آلودگی میں ڈال دیا، اور اپنے آپ کو معصیت سے نہ بچا سکے، اور مرغ زیرک کو الٹے پاؤں لٹکا دیا۔

مرغ زیرک سے مراد اس شعر میں طوطی ہے، اس کے الٹے پاؤں لٹکانے کا مطلب یہ ہے کہ جب طوطی کا شکار کرنا مقصود ہوتا ہے، تو شکاری ایک نلکی میں ڈورا ڈال کر اس ترکیب سے درخت میں اس کو باندھ دیتا ہے کہ جب طوطی نلکی پر آ کر بیٹھ جائے تو وہ نلکی گھومنے لگے۔ نلکی گھومتے ہی طوطی نلکی کو پنجوں سے مضبوط پکڑ لیتا ہے اور لٹک جاتا ہے۔ اور فوراً شکاری آ کر پکڑ لیتا ہے۔

مطلب یہ کہ طوطی جیسا عقلمند جانور بھی خدا کی قدرت سے خود بخود الٹے پاؤں لٹک جاتا ہے، اور اپنے آپ کو قید میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس شعر میں مرغ زیرک سے مراد فلسفی یا ابلیس بھی ہو سکتا ہے جو احکام شرع میں بیہودہ دلائل سے رخنہ اندازیاں کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ فلسفی یا ابلیس جیسے ہوشیار بھی فلسفہ یا گمراہی کے غلط استدلالات میں گرفتار رہتے ہیں۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ　　جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ترجمہ :- فہم و خاطر یعنی عقل و دانش کو تیز کرنا حق تک پہنچنے کا راستہ نہیں ہے بلکہ شکستگی کی ضرورت ہے، شکستہ حال ہی خدا کے فضل کو حاصل کرتے ہیں۔

تشریح :- مطلب یہ ہے کہ عقل و دانش سے کام لینا یعنی معقولات کے ذریعہ خدا کو پہچاننا یا خدا تک پہنچنے کا ذریعہ معقولات کو بنانا بالکل غلط طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے نہ تو خدا مل سکتا ہے، اور نہ خدا تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ خدا تک پہنچنا یا خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم کا اپنے آپ کو مستحق بنانا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ انسان اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنا لے، خدا کی قدرتوں کے سامنے سر جھکا دے اور اس کو مناسب و برتر مان لے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ انا عند المنکسرۃ قلوبہم یعنی خداوند تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں شکستہ دلوں کے قریب ہوں۔

اوپر جو مطلب بتایا گیا ہے، اس کا مقصود یہ نہیں ہے کہ علم و عمل بیکار چیز ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان علم و عمل پر فخر و ناز نہ کرے، یا ان ہی چیزوں پر اعتماد کر کے مغرور نہ ہو جائے بلکہ علم و عمل کے ساتھ درماندگی و شکستگی کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ علم و عمل سے ضرور کام لے، لیکن خدا کے فضل و کرم پر بھی بھروسہ کرے۔

---

# شرح دیوان حافظ

(از معاون مدیر)

حیف است طائرے چو در خاکدان وہر
زینجا باشیان وفا می فرستمت

ترجمہ :- تجھ ایسے پرند پر افسوس ہے کہ تو دنیا کے خاکدان میں محبوس ہے میں تجھ کو وفا کے آشیانہ کی جانب بھیجتا ہوں۔

تشریح :- خاکدان دہر سے مراد انسانی وجود ہے، اور آشیان وفا سے مراد عالم قدس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیر و مرشد تو اس خاکدان غم میں کیوں آگیا، تجھ پر افسوس ہے، تو پھر عالم قدس کی طرف متوجہ ہو میں تجھ کو وہیں بھیج رہا ہوں۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اے انسان تجھ پر افسوس ہے، تو عالم قدس سے اس خاکدان غم میں کیوں آگیا یہاں قیام کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے، تو پھر عالم قدس کی طرف روانہ ہو جا میں تجھ کو وہیں بھیج رہا ہوں۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا میفرستمت

ترجمہ :- عشق کے راستہ میں منزل کی نزدیکی و دوری کوئی چیز نہیں ہے، میں اے محبوب تجھ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیج رہا ہوں۔

تشریح :- عشق کی راہ میں قرب و بعد کی کوئی منزل ہی نہیں ہے محبوب کتنا ہی دور ہو قریب ہے، اور قریب تو قریب ہی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں محبوب کو ہر وقت دیکھتا رہتا ہوں اور اس کے حق میں دعا کرتا رہتا ہوں، مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں محبوب خواہ کتنی ہی دوری پر کیوں نہ ہو عشق کی نظر میں قریب ہے اور اتنا قریب ہے کہ عاشق صادق ہر وقت اس کو دیکھتا رہتا ہے۔

در روے خود تفرج صنع خدائے کن
کائینہ خدائے نما میفرستمت

ترجمہ :- اپنے چہرہ میں خدا کی صنعتوں کو دیکھ کر آئینہ خدا نما میں تیرے پاس بھیج رہا ہوں۔

تشریح :- یہ شعر گویا محبوب حقیقی کی جانب سے ہے یا ایک غافل کو خاص تنبیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے عاشق صادق تو محبوب کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے، اس کی صنعتوں کا تماشا تو تیرے چہرے میں موجود ہے یعنی تیرا چہرہ تو آئینہ خود نما ہے۔ اسی پر نظر ڈال اور خدا کی قدرتوں کا تماشا کر۔

تا لشکر غمت نہ کند ملک دل خراب
جان عزیز خود بنوا میفرستمت

ترجمہ :- میں اپنی عزیز جان کو تجھ پر قربان کر رہا ہوں، اس لئے کہ کہیں تیرے عشق کا غم دل کے ملک کو خراب نہ کر دے۔

تشریح :- عشق کا غم بعض اوقات عاشق کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے، اور یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ تبدیلی کفر و طغیان کی حد تک نہ پہنچا دے، اور عاشق اپنے عشق میں گمراہ نہ ہو جائے اس لئے عاشق کا فرض ہے کہ گمراہی سے اپنے آپ کو بچائے اور عشق کو پاک و صاف رکھے۔ اسی لئے عاشق کہتا ہے کہ میں اپنی جان عزیز کو فدا کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو عشق کے صدموں اور غموں کے فتنہ سے بچا رہا ہوں جو منزل محبوب یا دل کو خراب کر دیتے ہیں۔

ہر دم بخدمت مراد مگو بناز
کاین تحفہ از برائے خدا میفرستمت

ترجمہ :- اے معشوق! تو ہر وقت میرے پاس غموں کو بھیجا کر اور ناز سے یہ بات کہہ کہ یہ تحفہ میں تیرے پاس محض خدا کے لئے بھیج رہا ہوں۔

تشریح :- عاشق صادق کہتا ہے کہ اے محبوب تو بار بار غم پر غم مجھ کو دیئے جا لیکن انداز کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر تا رہ کہ میں یہ کام خدا کی خوشنودی کے لئے کر رہا ہوں یعنی یہ غم و الم صرف خدا کی خوشی کے لئے تیرے پاس بھیج رہا ہوں، صرف اتنی سی بات کہنے سے وہ تمام غم و الم میرے لئے موجب راحت بن جائیں گے۔

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل
میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

ترجمہ :- اے وہ کہ نظر سے غائب ہے اور دل کا ہم نشین بنا ہوا ہے میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں اور تعریف بھیجتا ہوں۔

تشریح :- یعنی اے وہ ذات محبوب کہ اگرچہ تو نظروں سے غائب ہے لیکن تیرا دل مسکن بنا ہوا ہے۔ میں تیرے لئے ہر وقت دعا کرتا رہتا ہوں اور تیری تعریف میں رطب اللسان ہوں، مطلب یہ ہے کہ تو اے محبوب اگرچہ نظروں سے غائب ہے لیکن دل میں تو تیری ہی جگہ

# مذہبی معلومات

## دونوں جہان کی بادشاہی

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی)

حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں دین اور دنیا دونوں کی برکتیں لے کر آئے، آپ نے صرف آسمانی بادشاہی کی خوشخبری نہیں سنائی، بلکہ آسمانی بادشاہی کے ساتھ دنیا کی بادشاہی کی بھی بشارت دی، تاکہ دنیا میں خدا کی بندگی بے خوف وخطر کی جا سکے، اور خدا کی بادشاہی دنیا میں قائم ہو۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ط یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا (نور ۷)

خدا نے ان سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے، یہ وعدہ کیا کہ ان کو زمین میں حاکم بنائیگا جیسا کہ ان کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے اس دین کو جس کو اس نے ان کے واسطے پسند کیا ہے جما دیگا اور ان کو اوپر کی اس بے امنی کے بدلہ امن دے گا میری بندگی کریں گے میرا کسی کو ساجھی نہ بنائیں گے۔

اور اس کے لئے خدا کے نافرمانوں سے لڑائی لڑی جائے تاکہ سارا حکم بس ایک کا ہو جائے۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ (انفال ۵)

اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فساد نہ رہے، اور سب حکم اللہ کا ہو جائے۔

قرآن نے خدا کے بعض نیک بندوں کی دعا یہ بتائی ہے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (بقرہ ۲۵)

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھلائی دے، اور آخرت میں بھلائی دے، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آخرت کی بھلائی تو معلوم ہے لیکن دنیا کی بھلائی ہمارے مفسروں نے یہ بتائی ہے علم وعبادت، تندرستی، روزی، مال و دولت، فتح و نصرت، اولاد صالح، مگر یہ بھی خدا سکے اخلاق کی تقدیر ہے۔ دنیا کی بھلائی دنیا کی ہر وہ بھلائی ہے، جو خدا کی شریعت میں جائز ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا،

للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین (نحل ۴۴)

اور جنہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے دنیا میں بھلائی ہے، اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے اور پرہیزگاروں کا گھر کیا اچھا ہے۔

مقصود یہ ہے کہ نیکوکاروں کے لئے دنیا کی بھلائی اور عزت بھی ہے، اور آخرت کی بھی۔ لیکن آخرت کی بھلائی دنیا کی بھلائی سے زیادہ بہتر اور زیادہ خوب ہے۔

جن لوگوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کی بازی لگائی ہے ان کو بشارت ہے۔

فاتھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ ط واللہ یحب المحسنین۔ (آل عمران ۱۵)

تو اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا بھلا ثواب عنایت کیا اور اللہ نیکی والوں کو چاہتا ہے۔

دنیا کا ثواب فتح و نصرت، ناموری و عزت، مال و دولت اور حکومت و سلطنت ہے۔

جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا، اور خوشی خوشی ہر طرح کی تکلیف جھیلی، خدا نے ان کو دونوں جہان کی نعمتیں بخشیں۔

والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر (نحل ۶۰)

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے لئے ستائے جانے کے بعد، ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دینگے اور بیشک آخرت کی مزدوری سب سے بڑی ہے۔

دنیا کا اچھا ٹھکانا، دنیا کی ہر جائز نعمت اور سطوت و حکومت ہے ان سب آیتوں میں یہ بات خیال کے قابل ہے کہ ایمان اور نیکی والوں کو گو دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کی امید دلائی گئی ہے مگر ہر جگہ یہ بتا دیا گیا ہے کہ دنیا کی ہر بھلائی سے آخرت کی بھلائی اونچی، اچھی اور پائدار ہے، اس لئے دنیا کی بھلائی ہماری زندگی کا اولین مقصد نہیں بلکہ ثانوی مقصد ہو، یعنی آخرت کے کاموں کے صدقہ میں ہو، ورنہ اگر دنیا ہی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تو الٹی ہو جائے گی

مگر آخرت ناقص نہ آئے گی۔

من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیہ وباطل ما کانوا یعملون (ھود ۔ ۲)

جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش [illegible] کے عمل ان کو اسی دنیا میں بھر کر دیتے ہیں، اور کمی نہیں کی جاتی، یہ وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں، اور وہاں جو کیا تھا سب مٹ گیا۔

من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب (شوریٰ ۔ ۳)

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہو تو ہم اس کی کھیتی بڑھاتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہو تو ہم دنیا میں سے اس کو کچھ دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلٰھا مذموما مدحورا ومن اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا (بنی اسرائیل ۔ ۲)

جو کوئی چاہتا ہو دنیائے عاجل کو تو ہم جلد دیدیتے ہیں جس کو جو چاہتے ہیں، پھر ہم نے اس کے لئے دوزخ کو بنایا ہے، وہ اس میں داخل ہوگا برا ہو کر دھکیلا جاکر، اور جو کوئی آخرت چاہے اور اس کی پوری کوشش کی اور وہ ایمان والا ہو تو وہی ہیں جن کی کوششوں کی قدر کی جائے گی۔

من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ (نساء ۔ ۱۹)

تو جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اس کو معلوم ہو کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے۔

پھر وہ کتنا احمق ہے، جو صرف دنیا کے ثواب کا طالب ہے حالانکہ خدا کے پاس تو دو جہان کے خزانے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ جو تنہا دنیا کا طالب ہے، وہ آخرت سے محروم ہے، لیکن جو آخرت کا طلبگار ہے، اس کے لئے دونوں گھروں کے دروازے کھلے ہیں۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت حکومت اور سلطنت اور دنیا کی سیاست داری ہے، یہاں تک کہ کتاب اور نبوت کی دولت کے بعد اسی کا درجہ ہے۔

فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینٰھم ملکا عظیما (نساء ۔ ۸)

تو ہم نے ابراہیم والوں کو کتاب اور حکمت دی اور بڑی سلطنت بخشی۔

حضرت موسیٰ اپنی قوم کو کہتے ہیں،

یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (مائدہ ۔ ۴)

اے میرے لوگو! اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو، جب تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔

یہ نعمت کسی کے دینے لینے سے نہیں ملتی، اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ جس کو چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء (آل عمران ۔ ۳)

اے اللہ! اے سلطنت کے مالک، تو جسے چاہے سلطنت بخشے اور جس سے چاہے چھین لے۔

وہ دنیا کس کو اور چھینتا کس سے ہے، اس کے متعلق اس نے اپنا قاعدہ کلیہ بتا دیا ہے۔

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین (انبیاء ۔ ۷)

بیشک زمین کے مالک میرے صالح بندے ہوتے ہیں، اس اعلان میں خدا کے عبادت گزار بندوں کے لئے پیام ہے۔

مسلمانوں کو جب اس نعمت ملنے کی بشارت ملی تھی تو ساتھ ہی یہ بتا دیا گیا کہ یہ نعمت ان کے کن کاموں کا معاوضہ ہے۔ فرمایا،

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

اور البتہ خدا اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ زبردست قوت والا ہے، وہ کہ ہم اگر ان کو زمین میں جما دیں تو وہ نماز کھڑی کریں، زکوٰۃ دیں، اچھے کاموں کو کہیں اور برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام خدا کے اختیار میں ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جو اچھے کاموں کو کہے گا، اور برے کاموں سے روکے گا، وہ پہلے خود اچھا ہوگا، اور برے کاموں سے محفوظ رہتا ہوگا۔ خدا کی مدد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے دین حق کی مدد کی جائے، جو لوگ حق کی مدد کے لئے اٹھتے ہیں، خدا ان کی مدد فرماتا ہے

ان آیتوں سے یہ اشارہ بھی نکلا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں خدا کے قانون کے اجرا کی طاقت ہونی چاہیئے، چنانچہ اسلام میں سارے حدود اور تعزیرات اسی منشا کے مطابق ہیں۔ زنا کی حد میں فرمایا

(بقیہ مضمون صفحہ ۔۔ کالم ۔۔ پر)

# ضروریاتِ دین

## شراب کے نقصانات اور حکومت کا فرض

(از جناب پروفیسر سید محمد ادریس صاحب سروری ایم اے)

شراب ایک قسم کا زہر ہے، جو انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر کے اس کی صحت، جوانی اور عقل و ہوش کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ناتجربہ کار انسان اس کے عادی بن گئے ہیں، اور اپنی خدا داد قوتوں اور باپ دادا کی جائدادوں کو اس کے بھینٹ چڑھا رہے ہیں، اس لئے ہم ذیل میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شراب جسمانی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور مذہبی نقطۂ نظر سے انسان کے لئے کس قدر مضر ہے۔ اور اس کی تباہ کاریوں کی روک تھام کے لئے کون سی مفید تدبیر اختیار کی جا سکتی ہے۔

### شراب کا اثر جسم پر!

اس بات پر طبیبوں اور ڈاکٹروں کا اتفاق ہو چکا ہے کہ الکحل جو شراب کا جزو اعظم ہے کسی آدمی کے لئے کسی حالت میں بھی مفید نہیں۔ اس کی تھوڑی سی مقدار بھی نظام جسم کو نقصان پہنچاتی ہے، اس کے مسلسل استعمال سے اعضاء رئیسہ خراب ہو جاتے ہیں، اور عقل و ہوش کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے انسان عمر طبعی تک نہیں پہنچتا۔ اس کے جسم کی مشینری بہت جلد جواب دے جاتی ہے۔ اور شرابی کو یا تو ایسی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے جو موت سے بدتر ہوتی ہے، یا وہ بہت جلد پیوند خاک ہو جاتا ہے۔ سکندر اعظم، بائرن، ولیم پٹ دی ینگر وغیرہ اولوالعزم اشخاص اسی دشمن کا شکار ہو کر جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔

دنیا کی بیمہ کمپنیوں کی رپورٹ اس کی شاہد ہے کہ اس قدر آدمی دریاؤں میں نہیں ڈوبے (جنگ کا زمانہ مستثنیٰ ہے) ملیریا اور تپ دق سے نہیں مرے، وحشی جانوروں کا شکار نہیں ہوئے جس قدر شراب پینے سے ہلاک ہوئے۔

### ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض ناتجربہ کار اور عاقبت نااندیش لوگ یہ کہتے ہیں کہ شراب سے جسم طاقتور ہو جاتا ہے۔ اور خاص کر برانڈی کو بہت ہی مقوی بتاتے ہیں، حالانکہ ڈاکٹروں نے برانڈی کا تجزیہ کر کے ثابت کیا ہے کہ ایک بوتل شراب میں جس کا وزن دس چھٹانک ہو، سات چھٹانک خالص پانی ہوتا ہے، باقی دو اور تین چھٹانک کی طرح کی کوئی لیسدار چیز ہوتی ہے جو طاقت دیتی ہے، ۵ تولہ زہر ہوتا ہے، اور ۵ تولہ فضول اجزاء۔ پس وہ کون سا عقلمند ہو گا جو ایسی بوتل کو جس میں صرف ۲ تولے طاقت دینے والی چیز ہو، آٹھ، دس روپے میں خریدے گا۔ کیونکہ اس رقم سے دودھ، گھی، گوشت اور پھل وغیرہ خرید کر نہیں کھا سکتا جن میں ضرر بالکل نہیں اور فائدہ اور لطف اس سے کہیں زیادہ ہے۔

### شراب کا اثر روح پر

شراب کا برا اثر جسم پر اتنا نہیں پڑتا جتنا دماغ پر پڑتا ہے، اس کے پینے کے تھوڑی دیر بعد خون کا دوران غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتا ہے جس سے اعصاب میں ایک غیر فطری کھچاوٹ سی پیدا ہو جاتی ہے، اور عقل پر بے ہوشی کا پردہ چھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ شرابی اخلاق حسنہ سے عاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بہیمی طاقتیں جیسا چاہتی ہیں، اس سے کام لینے لگتی ہیں۔ بے ہوشی کی حالت میں وہ کون سا گناہ ہے، جس کی توقع ایک شرابی سے نہیں کی جا سکتی۔ زنا، قتل، مار پیٹ، یاوہ گوئی، گالی گلوچ تو ان کا روزمرہ کا معمول ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کو جماع الاثم (گناہوں کی جامع) اور ام الخبائث (برائیوں کی ماں) بتایا ہے۔

### شراب کا اثر اخلاق پر

چونکہ شراب کا اثر اعصاب پر پڑتا ہے جن کے ساتھ اخلاق کا گہرا تعلق ہے، اس لئے شراب کا برا اثر اخلاق پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔ شرابی کی قوت ارادی چند دنوں میں کمزور ہو جاتی ہے، اور وہ جام مے کا ایسا غلام بن جاتا ہے کہ ہزار ارادہ کرے کہ اس سے چھوٹ جائے، مگر وقت آنے پر اس کے سارے عزائم دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور وہ سیدھا شراب خانے پہنچ جاتا ہے۔

نیز جوں جوں اس کے اعضائے رئیسہ کمزور ہوتے جاتے ہیں، اس کا تحمل، ذکاوت، حافظہ بلکہ دیانت وغیرہ خوبیاں فنا ہو جاتی ہیں، اسی لئے شرابی کے ساتھ ہو پاس کرنے کا کوئی بھی روادار نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا تنہا دوست شراب فروش بھی اس کو قرض کبھی نہیں پلاتا اور اس کے دوست بھی اس سے دور ہی رہتے ہیں۔

### شراب کا اثر معاشرت پر

شرابی سے لوگ اتنے دور رہتے ہیں، گویا اسے سماج کا رکن ہی نہیں سمجھتے اور واقعی ایسے لوگوں کو سماج میں شامل ہی کیونکر کیا

جاسکتا ہے جن پر اگر اتفاق سے وقت میں کوئی کام پڑ جائے تو وہ اس وقت مدہوش ہوں۔ اگر ان کو کسی ضروری کام کے لئے پیسے دیئے جائیں تو انہیں ٹھکانے لگانے کے لئے [illegible] پہنچ جائیں اور ان کی طرف سے عزت و آبرو کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہر وقت لگا ہوا ہو، اور اگر ان کا بس چلے تو کسی شریف آدمی کی آبرو اور مال پر صرفہ نہ کریں۔

## شراب اور اقتصادیات

یہ مسلمہ ہے کہ ہندوستان غریب ملک ہے، لیکن غربت میں بھی ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے ملک میں سالانہ ایک ارب اور ایک کروڑ روپے کی شراب اوسطاً پی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں جس کی آب و ہوا شراب کے لئے نسبتاً ناسازگار ہے۔ تقریباً چھ کروڑ روپیہ کی شراب سالانہ پی جاتی ہے۔ اس فضول خرچی کے ہوتے ہوئے اگر کسی ملک کے پاس پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو وہ بھی چند سالوں میں ختم ہوجائے گا یہی وجہ ہے کہ اکثر شرابی باپ دادا کی جائدادیں فروخت کرکے یا تو در بدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں یا خودکشی کرکے ختم ہوجاتے ہیں۔

## شراب اور ملکی سیاست

سیاسی طاقت کسی مستقل قوت کا نام نہیں، بلکہ اخلاقی قوتوں اور معاشرتی صلاحیتوں پر اس کا مدار ہے جب کسی قوم کے افراد میں اخلاقی اور جسمانی قوت نہ ہو، اور ان کی سماجی حالت ناگفتہ بہ ہو تو وہ سیاسی میدان میں بازی نہیں لے جاسکتے۔

گزشتہ جنگ میں لندن کے جنگی سامان بنانے والے مزدوروں کو زیادہ کام کرنا پڑتا تھا، اس لئے وہ تکان دور کرنے کے لئے شراب پی لیا کرتے تھے۔ ایک دن شاہ جارج پنجم آنجہانی کو معلوم ہوا کہ ایک جنگی جہاز پر ایک خاص ضروری کام اس وجہ سے انجام نہ پاسکا کہ چند مزدوروں نے شراب پی رکھی تھی۔ اس بات کا ان کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ جنگ کے اختتام تک محلات شاہی میں ہر قسم کی شراب کا داخلہ بند کر دیا۔ اور انگلینڈ میں شراب پر پابندیاں عائد کر دیں، اور چونکہ سب سے پہلے خود بادشاہ نے قربانی دی تھی۔ اس لئے انگلینڈ میں کافی حد تک شراب نوشی کم ہو گئی۔

بادشاہ کو شراب بند کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ صرف اس لئے کہ افراد کی مدہوشی ملک کی سیاسی طاقت کو تباہ کر رہی تھی۔

## شراب اور مذہب

شراب کی برائی اتنی کھلی ہوئی ہے کہ دنیا کے تمام اصلاحی مذاہب خصوصاً دین کی تو صرف یہی خاص کر اسلام نے اس کا استعمال قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ اور اسلامی حکومت کو ہدایت کی ہے کہ وہ شراب پینے سے لوگوں کو روکنے کے لئے ہر موثر تدبیر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یاایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۝ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۝

مسلمانو! شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو۔ تاکہ تم کو فلاح ہو، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے۔ سو اب بھی باز آؤ۔

اور آنحضرت نے فرمایا، جس نے شراب پی۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ ہاں اگر وہ ہمیشہ کے لئے سچے دل سے توبہ کرے، تو خدا اسے معاف کر دے گا۔ (ترمذی۔ نسائی)

اور اسلام نے اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ شریعت نے شرابی کے لئے یہ سزا مقرر کی ہے کہ اسے کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ اسی کوڑے مارے جائیں۔ جب کبھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی شرابی لایا جاتا تو آپ حاضرین کو اس کے مارنے کا حکم دیتے۔ لوگ جوتیوں چادروں، تھپڑوں اور لاٹھیوں سے اس کو پیٹنا شروع کر دیتے۔ جب چالیس ضربیں پڑ چکتیں، تو آپ ان کو حکم دیتے کہ اس کو لعنت ملامت کرو۔ چنانچہ لوگ اسے ملامت کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے مٹی اٹھا کر شرابی کے منہ پر پھینکی تھی (ابو داؤد)

یاد رہے کہ جس طرح شراب پینا حرام ہے، اسی طرح شراب پلانا، بنانا، بیچنا، خریدنا، لینا، دینا، بکوانا سب حرام ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں ایک دوسرے کی اعانت کرنے والوں پر خدا نے لعنت فرمائی ہے۔

## طریق اصلاح

عوام کو شراب سے روکنے کے لئے بہت سے طریقے اختیار ہو سکتے ہیں لیکن وہ جو حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ لوگ آسمانی کتابوں کے ڈراوے سے اتنا نہیں بچتے جتنا حاکم وقت کے ڈر سے، تو ہمارے نزدیک سب سے زیادہ موثر تدبیر یہی ہو سکتی ہے کہ حکومت اس کام پر کمربستہ ہو، اگر وہ شراب خانے بند کرا دے اور اسے جرم قرار دے کر اس کی نگرانی رکھے اور مجرموں کے لئے سخت سے سخت سزائیں مقرر کرے اور کسی بارسوخ مجرم کو بھی سزا سے بچنے کا موقع نہ دے، تو کوئی وجہ نہیں کہ چند سالوں میں شراب پینے والے باقی بھی مجبور ہو کر توبہ نہ کرلیں کیا ہم امید رکھیں کہ ہمارے ملک کی موجودہ حکومت اس بارہ میں عنقریب کوئی موثر قدم اٹھائے گی، اگر نہیں تو فنا کے لئے تیار ہو جائیں؟

# افسانے

## جہانگیر کے دربار میں

(از مس ای۔ آر۔ بینیٹ)

مس ای۔ آر۔ بینیٹ انگلستان کی باشندہ ہیں، اور ان کی تحریریں جو علوم مشرقی سے متعلق ہوتی ہیں، بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں، آپکو ہندوستان اور ہندوستان کے مسائل سے غایت دلچسپی ہے، جو ہندوستانی تعلیم یا کسی اور مقصد سے لندن پہنچتے ہیں، ان سے مس بینیٹ ضرور ملتی ہیں، اور ہندوستان کے حالات جاننے کی کوشش کرتی ہیں۔ ذیل کا افسانہ انگریزی سے لیا گیا ہے جو اس امر کا شاہد ہے کہ آپ ہندوستانی مزاج اور کلچر سے کس قدر واقفیت رکھتی ہیں۔

اصل میں عبادت کا ذرا بھی قصور نہ تھا۔ وہ لڑکا خود ہی اچھلتا کودتا اچانک ہاتھی کے پاؤں پر آ گرا۔ عبادت نے نہایت پھرتی اور ہوشیاری کے ساتھ ہاتھی کو موڑا، لیکن بچہ اس قدر خوف زدہ ہو گیا تھا کہ بجائے دور بھاگنے کے وہ ہاتھی ہی کی طرف بڑھا۔ ہاتھی کچھ ٹھٹکا لیکن اس کا اٹھا ہوا پیر بچہ کے ننھے جسم پر پڑ ہی گیا۔ ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی، اور چھوٹی سی کچلی ہوئی لاش زمین پر ڈھیر تھی۔

مخملی اور ریشم سے ڈھکے ہوئے سنہرے ہودے پر عبادت کے پیچھے سیف اللہ بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ اگرچہ سیف اللہ ایک عظیم الشان صوبہ کا صوبہ دار تھا پھر بھی اس کے سینہ میں دل تھا، بچہ کی دل ہلا دینے والی چیخ سے اس کا دل دہل گیا۔

ہاتھی کو زانو پر کر کے عبادت نے ذرا ذرا جھکایا۔ سیف اللہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہودہ پر سے اتر پڑا، اور بھیڑ کو چیرتا ہوا اس کسان کی جھونپڑی کی طرف بڑھا جس نے اس نونہال کو کتنی ہی تمناؤں سے پالا تھا۔ سیف اللہ نے اس کے والدین کے رنج سے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔ ماں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا، اور باپ غصہ سے کانپ رہا تھا۔

"انصاف! انصاف! خون! عبادت کو بھی ہاتھی کے پیروں کے نیچے روندوا دیا جائے۔" یہ کہتے ہوئے بھیڑ شور کے ساتھ آگے بڑھی۔ سیف اللہ نے خاموش کرنے کی کوشش کی۔ بھیڑ والوں کا رنگ دیکھ کر سپاہیوں نے عبادت کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ سیف اللہ بلند آواز سے بولا۔

"بھلا سوچو تو سہی، اس میں عبادت کا کیا قصور تھا۔ عبادت نے اس بچہ کو بچانے کی دو بار کوشش کی لیکن خدا ہی کو منظور نہ تھا۔ بہرحال تمہیں اس کا خاطر خواہ معاوضہ دیا جائے گا۔"

"بچہ کی قیمت ۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔ عبادت کو موت کی سزا دی جائے، تب ہی ہماری تشفی ہو سکتی ہے۔" باپ نے کانپتے ہوئے کہا اور سارے مجمع نے اسے دہرایا۔

"اور اگر آپ ہمارا انصاف نہ کیجئے گا تو یہ معاملہ ہم شہنشاہ کے پاس لے جائیں گے۔" باپ نے تیوریاں چڑھا کر کہا۔

ایک صوبہ دار کو معمولی کسان دھمکی دے، یہ بات سیف اللہ سے برداشت نہ ہوئی۔ اس کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا، جیسے وہ کہہ رہا ہو: "تمہاری دھمکی منظور!" سیف اللہ نے مجمع کو مخاطب کیا۔

"جب میں پندرہ سال کا تھا، اسی وقت مجھے شہنشاہ نے اس صوبہ کا صوبہ دار بنا کر بھیجا تھا، اور میرا دعویٰ ہے کہ میں نے تم پر انصاف سے حکومت کی جس شخص کو میرے اس دعوے سے انکار ہے، وہ سامنے آئے۔" نہ کسی نے کوئی جواب دیا، نہ کوئی سامنے آیا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم انصاف نہیں چاہتے، اور سراسر ہٹ دھرمی کا مطالبہ کر رہے ہو۔" سیف اللہ نے حقارت سے کہا۔

سیف اللہ ہودہ پر جا بیٹھا اور عبادت نے "انکس" اٹھایا۔ بھیڑ میں بے چینی پھیلی۔ انتقام کی آوازیں اٹھیں، اور عبادت پر لاٹھیاں چلیں۔ سیف اللہ کا اشارہ پاتے ہی سپاہی مجمع پر جھپٹ پڑے جس طرح آندھی کے سامنے پتیاں اڑ جاتی ہیں، لوگ تتر بتر ہو گئے صرف غمگین ماں اور باپ وہاں کھڑے رہ گئے تھے، اور لاش ان کے سامنے پڑی تھی۔ سیف اللہ کی آواز کچھ نرم ہوئی اور اس نے پھر مڑ کر کہا۔

"میں تمہارے درد کو محسوس کرتا ہوں لیکن عبادت کا اس میں کوئی قصور نہیں، تمہیں بتاؤ وہ کیا کر سکتا تھا؟"

"بدلا" باپ نے غصہ سے کانپتے ہوئے کہا۔ سیف اللہ نے تنگ آ کر ہاتھی کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہاتھی بردوان کے راج محل میں داخل ہو گیا۔ ہاتھی کے داخل ہوتے ہی محل کا پھاٹک بند ہو گیا۔ مردہ بچہ کے ماں باپ پھاٹک تک پہنچ کر

جو کھٹ کی اوٹ لے کر بیٹھ گئے۔ آہستہ آہستہ شام ہوئی۔ اور رات گہری ہو چلی۔

دوسری صبح کو بھی وہ دونوں اسی جگہ بیٹھے تھے، انہوں نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ صوبہ دار نے انہیں دیوان عام میں بلایا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"انتقام"

"میں نے تمہیں معاوضہ دینا چاہا۔ تمہاری شکایت سن لی۔ لیکن تم جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو، وہ قطعی ناممکن ہے"

کسان کی عورت گھونگھٹ کاڑھے چپ چاپ کھڑی تھی، اس کے شوہر نے آپے سے باہر ہو کر کہا۔

"اگر آپ ہمارا انصاف نہ کریں گے تو شہنشاہ جہانگیر ہمارا فیصلہ کریں گے۔ وہ بہت انصاف ور ہیں، میں انہیں کے پاس یہ شکایت لے کر جاؤں گا"

کسان کی اس بدتمیزی سے سارے درباری غصہ سے بھر گئے ایک منصب دار نے چلا کر کہا" جس کسان کی زندگی کی قیمت دس روپیہ بھی نہیں، ایسے ذلیل سے آپ کیا معاملہ طے کر رہے ہیں؟ اس پر صوبہ دار بھی کچھ ابھرے اور اس پر برس پڑے۔

"ذلیل کتو" میں صوبہ دار ہوں۔ ملکہ نور جہاں نے مجھے اپنے بیٹے کی طرح پالا ہے۔ میں تمہاری دھمکی کی پروا نہیں کرتا۔ اور سپاہیوں کی طرف مڑ کر کہا" انہیں قید میں ڈال دو، وہاں انہیں اپنی بدتمیزی اور حماقت پر غور کرنے کا موقع ملے گا"

(۳)

کئی مہینے کے بعد دونوں قیدی پھر سیف اللہ کے حضور میں پیش کئے گئے، انکی صوبہ دار کی بدانصافی کی شکایت اور انتقام کا مطالبہ حسب دستور جاری تھا۔

"انہیں شہر بدر نکال دو اور اعلان کر دو کہ جو بھی ان سے بات چیت کرے گا، یا کوئی سلوک کرے گا اسے سزا دی جائے گی، یہ احسان فراموش اسی طرح درست ہوں گے" اس حکم کے بعد دونوں قید خانہ سے باہر نکال دیئے گئے۔

چھ مہینے گذر گئے اور سیف اللہ اس کسان کو بھول بھی گیا شاہی سڑک پر انہیں دوبارہ کسی نے نہ دیکھا۔ شہر اور سلطنت کا کام بے روک ٹوک چل رہا تھا۔ کسانوں کا کام بھی اپنی رفتار سے چل رہا تھا۔ بلکہ اس میں کچھ اور ترقی ہی ہوئی تھی: کسان خوشی خوشی سرکار کا لگان ادا کرتے اور بیاہ شادی کی خوشیاں مناتے تھے۔ جہانگیر اپنے لاہور کے شاہی محل میں نور جہاں کے دل پر حکومت کر رہا تھا، اور نور جہاں ہندوستان کی شہنشاہیت پر۔

سیف اللہ نور جہاں کی سگی بہن کا اکلوتا بیٹا تھا۔ لاہور کے نور جہاں اور جہانگیر کی نگرانی میں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ جوان ہو کر اسے بنگال جیسے صوبہ کا صوبہ دار بنایا گیا۔ بیسیوں برس اس بنگال پر حکومت کی، لیکن شہنشاہ کو کسی طرح کی شکایت پیدا نہ ہو سیف اللہ میں کچھ غرور تھا، لیکن بڑی پاک اور صاف زندگی بسر کرتا تھا، اس کی حکومت میں کسان سکھی اور کاریگر اور بیوپاری خوش تھے"

یکایک سیف اللہ کی زندگی میں ایک گرہ پڑی، چھ مہینے ہو اس نے ایک بے پناہ کسان کو شاہی سڑک پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ سیدھے لاہور کو آتی تھی۔ شیر شاہ کی پاک یادگار کو کتنے ہی مغل حکم نے اپنی دولت سے سینچا تھا، اور مسافروں کے آرام کا مکمل انتظام تھا۔ ایک اندھا بھی سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سر پر پہنچ سکتا تھا، اور جہانگیر کے محل کے نیچے پہنچ کر انصاف کا طا ہو سکتا تھا۔

نور جہاں نے اپنے بھانجے سیف اللہ کو لکھا۔

"ایک کسان اور اس کی بیوی شاہی محل کے جھروکے کے آگے انصاف کی دہائی دیتے ہیں، یہ دونوں تمہارے ہی صوبے سے آ بیٹھے! ان کی کیا شکایت ہے؟ تم جانتے ہو، جہاں پناہ غریبوں کی شکا پر کتنا دھیان دیتے ہیں"

پہلی بار سیف اللہ کی سنہری زندگی پر بادشاہ کے عتاب کا سا لگا۔ سیف اللہ نے فوراً گھوڑوں کی ڈاک سے نور جہاں کو اطلاع

"خالہ جان! خدا کے لئے انہیں جہاں پناہ سے نہ ملنے دیں"

قلعہ شاہی سے نور جہاں کا جواب آیا: "میں نے انہیں طر سے سمجھایا اور انعام واکرام دے کر رخصت کرنا چاہا، لیکن وہ کی دیوار کے نیچے راوی دریا کے کنارے گدھوں کی طرح منڈلا ملکہ کا خیال درست تھا۔ نامعلوم بنگالی کسان گدھوں کی طرح منڈلاتے رہے، ایک خوب صورت شام کو جہانگیر کا شاہی رقاصہ کی سریلی آواز کے ساتھ دھیرے دھیرے راوی کے کنارہ آ نکلا۔ یہ دونوں گدھوں کی طرح تاک میں بیٹھے ہی۔ ان کی ہر لہر اور وہ شاہی عیش ونشاط میں خلل انداز ہونے میں کامیاب ہو گئے

"شہنشاہ! جہاں پناہ! میں ایک بنگالی ... میں کسان...... میرا...... انصاف...... کریں؟" ان کی ہوا کو چیرتی ہوئی شہنشاہ کے کانوں تک جا پہنچی، شاہی بجرہ پہلو اور سارا عیش وطرب خاک میں مل گیا۔ ہر طرف خاموشی ہی تھا۔

...گئی صرف کشتی بہنے والوں کے ٹکڑوں کی آواز سنائی دے رہی تھی کشتی دھیرے دھیرے اس آواز کی سمت بڑھی، کنارے آگئی جہانگیر کی نظر ... اور سنائی دی۔

"کون ہے جو جہانگیر کو کوئی انصاف کے لئے پکار رہا ہے؟"

"جہاں پناہ! ایک غریب بے یار مددگار کسان سرکار سے انصاف چاہتا ہے" وہ آگے بڑھتا ہوا بالکل جہانگیر کے قریب جا پہنچا۔

شاہی بجرا کنارے لگایا گیا۔

"کیا ہے تمہاری شکایت؟" شہنشاہ نے نرمی سے پوچھا۔

کسان نے اپنی مصیبت کی داستان سنانی شروع کی، جوں جوں وہ بیان کرتا جاتا تھا، شہنشاہ کے چہرہ پر غصہ اور پیشانی پر شکنیں ... جاتی تھیں۔ دیکھنے والے کانپ رہے تھے، کہ آج پھر ایسے انصاف ... نہیں آئیں، خدا خیر کرے انصاف کی دہائی دیتے ہوتے دونوں ... عورت جہانگیر کے سامنے زمیں بوس ہوتے۔

"تمہارا انصاف کیا جائے گا" شہنشاہ جہانگیر نے کہا، چند اشرفیاں کسان اور اس کی بیوی کو دی گئیں، اور کچھ زیورں کی بخششیں شادی گئیں، بجرا دریا کی لہروں میں جانے لگا عیش طرب ... ختم ہوگیا، شہنشاہ کا چہرہ دیکھ کر مطربوں اور قاصوں کو بھی ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ کوئی صدا چھیڑیں، ہر شخص شہنشاہ کی ایما پانے کے لئے جہانگیر کا چہرہ دیکھ رہا تھا، وہ غمگین اور متفکر بیٹھا تھا۔

محل میں پہنچ کر جہانگیر نے پہلا کام یہ کیا کہ معاملہ کی جانچ کے لئے حاکموں کو بہ دوان جانے کا حکم دیا۔

مختصر حاکموں نے اپنی تحقیقات ختم کرلی، اور لاہور لوٹنے کے بعد اپنی جانچ کے ناگوار نتائج شہنشاہ کے گوش گذار کئے۔ سیف اللہ سے سلطنت کے تمام حکام کو از حد محبت تھی، اس لئے ہر شخص خوفزدہ تھا اور جہانگیر کے فیصلے کا انتظار کر رہا تھا۔

کسان کے بچے کا ہاتھی کے پیروں کے نیچے کچلا جانا کسان اور اس کی بیوی کو قید کرنا، پھر ان دونوں کا شہر بدر کیا جانا — ساری باتیں شہنشاہ نے چپ چاپ سن لیں۔ شاہی قلم اٹھا اور جہانگیر نے سیف اللہ کو لکھا :-

"کسان کے ساتھ انصاف کرو، اور انہیں خاتمے کی زندگی گذارنے دو۔ شہنشاہ جس طرح اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کے پابند ہوتے ہیں ... انصاف کے بھی۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں ان کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے ... اور ... کی ... نادری ... ہے"

لیکن سیف اللہ کی رگوں میں ایرانی خون تھا، وہی خون جو نورجہاں کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ جہانگیر کے الفاظ پڑھ کر وہ جھلا اٹھا، وہ دل میں سوچنے لگا: "کیا میں نورجہاں کی سگی بہن کا لڑکا نہیں ہوں؟ کیا میں شہنشاہ کے سب سے بڑے اور معتمد وزیر کا نواسا نہیں ہوں؟ کیا شہنشاہ نے مجھے بچپن میں گود نہیں کھلایا؟ کیا شہنشاہ نے کئی بار مجھے اپنے ساتھ تخت پر نہیں بٹھایا؟ کیا سب خواب تھا؟ یہ دو بدنصیب اور ذلیل میری قسمت کا بگاڑنے کی طاقت رکھتے ہیں؟" سیف اللہ کا سر غرور سے اونچا ہوگیا۔

سیف اللہ اس بدنصیب کسان کی آمد کا انتظار کر رہا تھا اور حکم دیدیا کہ جوں ہی وہ صوبے کی سرحد میں داخل ہوں، انہیں قید کرلیا جائے، کسان کو موت کی سزا دینے کی جرأت اسے نہ ہوئی جب سیف اللہ کو کسان کے قیدخانے پہنچ جانے کی اطلاع ملی تو اس نے انتقامی جذبے میں دانت پیستے ہوئے کہا "اب ساری زندگی انہیں اس قیدخانے میں سڑنا ہوگا"

کئی مہینوں کے بعد ایک دن سیف اللہ کو یہ خبر ملی کہ کسان کسی طرح جیل سے نکل بھاگا، پہلی بار سیف اللہ کے دل میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ سپاہیوں نے صوبہ کا چپہ چپہ ڈھونڈ لیا لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ سیف اللہ نے فوراً اپنی خالہ نورجہاں کو ایک نجی خط لکھا "خدا کے لئے اس کسان کو شہنشاہ سے نہ ملنے دیجئے" سیف اللہ کا سوار خط لے کر لاہور پہنچ گیا، لیکن اس سے بھی پہلے اس کی بدقسمتی لاہور میں داخل ہو چکی تھی۔

سیف اللہ کچھ گھبرایا گھبرایا سا رہنے لگا، وہ کبھی کبھی تعجب بھی کرتا کہ ایک معمولی کسان سے وہ کیوں اس قدر ڈر رہا ہے، اور وہ ادنیٰ کسان اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔

چند مہینے کے بعد مغل دربار میں سیف اللہ کی حاضری کا وقت آگیا۔ شاہی دربار میں سیف اللہ کا جو مرتبہ تھا، اس کے مطابق تمام ساز و سامان اور لاؤ لشکر تیار کئے گئے۔ لاہور پہنچ کر شاہی محل کے سامنے اس کا خیمہ نصب ہو گیا۔ حرم کی خواتین کے لئے ریشمی چھولداریاں کھڑی ہوگئیں۔ شہر کے گانے اور ناچنے والوں نے اجازت چاہی، اور ناچ گانے کی محفل سجائی گئی۔ شراب کے دور چلنے لگے، آخر وہ سلطنت مغلیہ کا صوبہ دار ٹھہرا۔

کئی دنوں کے بعد سیف اللہ نے بادشاہ سے ملاقات کے لئے درخواست کی، جہانگیر نے اس کے جواب میں یہ پیغام بھیجا: "کل صبح راوی کے کنارے سیف اللہ سے ملاقات ہوگی، آج کی رات آپ صوبہ دار اور میرے عزیز کی حیثیت سے عیش و عشرت

کی اجازت ہے۔

اس جواب سے سیف اللہ کو بڑا صدمہ پہنچا، اس کا غرور چکنا چور ہوگیا، شہنشاہ اس سے ایک عام آدمی کی طرح ملاقات کریں گے یہ اس سے برداشت نہ ہوسکا۔ اس نے بے پروائی سے حکم دیا "محفل کا انتظام ہو، شراب کے دور چلیں، اور آج کی رات کھل کر جشن منایا جائے"

ساری رات گویوں کی تانیں، مجیروں کی آواز، گھونگھروں کی جھنکاریں، راوی کی لہروں پر تیرتے ہوئے شہنشاہ کے شاہی محل کی دیواروں سے ٹکریں لیتی رہیں۔

معلوم ہوتا تھا کہ بس آج ہی رات تک یہ ساری دنیا اور اس کی چہل پہل ہے، اور صبح آتے ہی قیامت آنے والی ہے، اور جب آفتاب کی پہلی کرن نے زمین کا منہ چوما تو سیف اللہ اپنی بہترین پوشاک میں شہنشاہ کے سامنے پیشی کے لئے روانہ ہوگیا۔

لاؤلشکر کے ساتھ شاہی ہاتھی جھومتا ہوا اپنی مستانی چال سے قلعہ سے باہر نکلا۔ اس ہاتھی پر سونے کے ہودے میں شہنشاہ نہیں بلکہ وہ کسان بیٹھا تھا، نوجوان سیف اللہ نے ہاتھی کو بغور دیکھا۔

شہنشاہ خود معمولی لباس میں بجرے میں آرہے تھے، سیف اللہ اس ہودے والے ہاتھی کو بھول گیا اور بجرے کی طرف دیکھنے لگا اس کا لشکر شہنشاہ کے استقبال میں قطاروں میں کھڑا ہوگیا۔ اور وہ خود دوزانو ہو کر شہنشاہ کا انتظار کرنے لگا۔ شہنشاہ بجرے سے اترے، ان کے چہرے پر موت کی سی سنجیدگی چھائی تھی، نزدیک پہنچ کر سیف اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہنشاہ نے سیف اللہ کے سپاہیوں کو کہا۔

"اس شخص کی مشکیں کس لو"

صبح کی نرم ہوا نے اس جابر حکم کو سپاہیوں کے کانوں تک پہنچا دیا۔ کچھ دیر تک انہیں اس آواز کا یقین تک نہ آیا، وہ سناٹے میں کھڑے رہے، جیسے کوئی سانپ سونگھ گیا ہو، لیکن جب شہنشاہ نے غصے میں اپنے جملے کو دہرایا تو حکم کی تعمیل ہوگئی۔

"اسے زمین پر لٹا دو" جہانگیر نے کہا۔

سیف اللہ بالکل خاموش تھا، اور اس کے سپاہی خود اپنے صوبیدار کو زمین پر لٹا رہے تھے۔ ہاتھی جھومتا ہوا آگے بڑھا، لیکن نزدیک پہنچ کر اس کے بھی قدم ٹھٹکے۔ شاید اسے بھی اپنے ناگوار فرض کا احساس تھا۔ مہاوت اپنی ملک کے بیٹے کو دیکھ کر سہم اٹھا، اس نے جھٹ سے ہاتھی کا رخ موڑا۔

"حکم عدولی کی سزا موت ہے" شہنشاہ کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

ہاتھی نے اپنے راستے کا کانٹا ہٹا دیا۔

جہانگیر کے شاہی حکم سے سیف اللہ کی میت کا جنازہ اٹھا۔ شہنشاہ ننگے پیر جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے، دفن کرنے کے بعد شہنشاہ نے حکم دیا،

"تین دن تک ہماری ساری سلطنت میں پیارے سیف اللہ کا ماتم منایا جائے"

جہانگیر نورجہاں کے پاس پہنچا، اور آنسوؤں کے ساتھ کہا "میں اسے اپنے بیٹے کی طرح پیار کرتا تھا ملکہ!"

(تجلی زندگی الہ آباد)

## بقیہ مضمون صفحہ ۳

| | |
| --- | --- |
| ولا تاخذکم بھما رافۃ | اور تم کو ان دونوں زانیوں |
| فی دین اللہ ان کنتم تومنون | پر اللہ کی حد جاری کرنے میں |
| باللہ والیوم الاخر | کوئی ترس نہ آوے، اگر تم اللہ |
| (نور ــ ۲) | اور پچھلے دن پر یقین رکھتے ہو۔ |

سود کے اسلامی قانون کو جو نہ مانے، اس کو اللہ اور رسول سے لڑائی کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

| | |
| --- | --- |
| فاذنوا بحرب من اللہ و | تو اے سود کھانے والو، اللہ |
| رسولہ (البقرہ ــ ۳۸) | اور اس کے رسول سے لڑنے |
| | کے لئے خبردار ہو جاؤ۔ |

اسی لئے نجران کے عیسائیوں سے آپ نے صلح کا جو معاہدہ کیا تھا، اس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ اگر وہ سودی لین دین کریں گے تو یہ معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ (ابوداؤد باب اخذ الجزیہ)

مخالفین کی نبوت کا مضمون ہے پس اس تقریر سے تمام ارتباطات مقصودہ واضح و لائح ہو گئے۔ جاننا چاہیے کہ اس سورت میں انبیاء علیہم السلام کے کئی قصے مذکور ہیں۔

تفسیر: کٓھٰیٰعٓصٓ ۔۔۔ سے یٰبُنَیَّ حَیًّا تک۔ کٓھٰیٓعٓصٓ (اس کے معنی تو اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (جو آئندہ قصہ آتا ہے) تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے (مقبول) بندہ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کے حال پر جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جس میں یہ) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بڑی عمر کی وجہ سے) کمزور ہو گئیں اور (میرے) سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی (یعنی تمام بال سفید ہو گئے اور اس حالت کا مقتضا یہ ہے کہ میں اس حالت میں اولاد کی درخواست نہ کروں مگر چونکہ آپ کی قدرت و رحمت بڑی کامل ہے اس لئے) [illegible] اور (اس سے) پہلے (کبھی) آپ سے (کوئی چیز) مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں [illegible] اور (اس طلب کا مرجح ایک امر خاص ہو گیا ہے کہ) میں اپنے (مرنے کے) بعد اپنے رشتہ داروں (کی طرف) سے (یہ) اندیشہ رکھتا ہوں (کہ دین کا اہتمام نہ کریں گے) [illegible] اور (چونکہ) میری بیوی (بھی) بانجھ ہے (جس سے اولاد کی امید نہیں اور اسباب عادیہ اولاد ہونے کے بھی مفقود ہیں) سو (اس صورت میں) آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے (یعنی بلا واسطہ اسباب عادیہ کے) ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجئے کہ وہ (میرے علوم خاصہ میں) میرا وارث بنے اور (میرے جد) یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان (کے علوم متوارثہ میں ان) کا وارث بنے [illegible] اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ (و مقبول) بنائیے [illegible] ارشاد ہوا کہ اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل (خاص اوصاف میں) ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا [illegible] وہ ان کو [illegible] اور مزید برآں کچھ اوصاف خاص بھی عنایت کئے جاویں گے مثلاً خشیت الٰہیہ سے خاص درجہ کی [illegible] اس بشارت میں کوئی خاص کیفیت حصول ولد کی بتلائی نہ گئی تھی اس لئے اس کے استفسار کے لئے زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں (پس معلوم نہیں کہ ہم جوان بنائے جاویں گے یا مجھ کو دوسرا نکاح کرنا ہوگا یا بحالت موجودہ اولاد ہوگی) ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یوں ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی) [illegible] تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے اور (یہ) میں نے تم کو (بھی) پیدا کیا ہے حالانکہ (پیدائش کے قبل) تم کچھ بھی نہ تھے (اسی طرح خود آدم کو بھی جبکہ کوئی چیز نہ تھے جب معدوم کو موجود کرنا آسان ہے تو ایک موجود سے دوسرا موجود کر دینا کیا مشکل ہے یہ سب ارشاد تقویت رجا کے لئے تھا [illegible] کیونکہ زکریا علیہ السلام کو کوئی شبہ نہ تھا جب زکریا (علیہ السلام) کو قوی امید ہو گئی تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب (وعدہ پر تو اطمینان ہو گیا اب اس وعدہ کے قریب وقوع یعنی حمل کی بھی) میرے لئے کوئی علامت مقرر کر دیجئے (تاکہ زیادہ شکر کروں اور خود خوش ہوں تو محسوسات ظاہرہ میں سے ہے) ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیوں سے بات (چیت) نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست ہو گے (کوئی بیماری وغیرہ نہ ہوگی اور اللہ کے ذکر و تسبیح کے ساتھ تکلم پر قدرت رہے گی چنانچہ باذن اللہ تعالیٰ زکریا علیہ السلام کی بی بی حاملہ ہو گئیں اور حسب اخبار زکریا علیہ السلام کی زبان بند ہو گئی) پس حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو اشارہ سے فرمایا (کیونکہ زبان سے تو بول نہ سکتے تھے) کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو [illegible] یا تو حسب معمول تھا [illegible] اشارہ سے کہا اور یا اس نعمت جدیدہ کے شکر میں خود بھی تسبیح کی کثرت فرمائی اور ان لوگوں کو بھی [illegible] یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے [illegible] اے یحییٰ کتاب (یعنی توریت) کو مضبوط ہو کر لو [illegible] خاص کوشش سے عمل کرو [illegible]

اور ہم نے ان کو (ان کے) فر لیبن ہی میں رد ین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب (کی صفت) اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی (حکم میں علم کی طرف اور حنان اور زکوٰۃ میں اخلاق کی طرف اشارہ ہو گیا) اور آگے اعمال ظاہری کی طرف اشارہ فرمایا کہ) وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے (اس میں حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کی طرف اشارہ ہو گیا) اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے یا حق تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور عند اللہ ایسے مقبول و مکرم تھے کہ ان کے حق میں منجانب اللہ یہ ارشاد ہوتا ہے کہ) ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ

اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجئے جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا گئیں پھر

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ

ان لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا پس ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر

اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے فرشتے نے کہا کہ میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ ۶۴

تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہو جاوے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک

بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً

نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں فرشتے نے کہا کہ یوں ہی ہو جاوے گا تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے

لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

اور اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کیلئے ایک نشانی بناویں اور باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک

تفسیر۔ واذکر فی الکتب سے مقضیا تک۔ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اس کتاب (یعنی قرآن) کے اس خاص حصہ یعنی سورت) میں (حضرت) مریم (علیہا السلام) کا (قصہ) بھی ذکر کیجئے (کہ قصہ مذکورہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے اور وہ اس وقت واقع ہوا) جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کیلئے) گئیں پھر ان (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے (درمیان میں) پردہ ڈال لیا (تاکہ آڑ میں غسل کر سکیں) پس (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) کو بھیجا اور وہ (فرشتہ) ان کے سامنے (ہاتھ پاؤں اور حسن و جمال سے) ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا (چونکہ حضرت مریم اس کو بشر سمجھیں اس لئے گھبرا کر) کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاوے گا) فرشتے نے کہا کہ میں بشر نہیں ہوں کہ تم مجھ سے ڈرتی ہو بلکہ) میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اس لئے آیا ہوں) تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں (یعنی تمہارے شکم میں پاک بیان پھونک دوں کہ اس کے اثر سے باذن اللہ تعالیٰ حمل رہ جاوے گا اور لڑکا پیدا ہو) وہ (تعجب سے) کہنے لگیں (نہ کہ انکار سے) کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاوے گا حالانکہ مجھ کو [illegible]

متعجب ہوئے اور وہ بالکل مفقود ہے کیونکہ) مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا (یعنی نہ تو نکاح ہوا) اور نہ میں بدکار ہوں فرشتے نے کہا کہ (بس بلا مس بشر) یوں ہی (لڑکا ہو جا) وے گا (اور میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ) تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات (کہ بلا اسباب عادیہ پیدا کر دوں) مجھ کو آسان ہے اور (یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بلا اسباب عادیہ) اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے (استدلال علی القدرۃ الالٰہیہ کے) لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنادیں اور (نیز اس کے ذریعہ سے لوگوں کی ہدایت پانے کے لئے اس کو) باعث رحمت بنادیں اور یہ (بے باپ کے اس بچہ کا پیدا ہونا) ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی)

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لئے ہوئے کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں پھر درد زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا

کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی پس جبرئیل نے ان کی پائیں سے ان کو

تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ

پکارا کہ تم مغموم نہ ہو تمہارے رب نے تمہارے پائیں میں ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے

عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

تم پر تازہ کھجوریں جھڑیں گے پھر کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ

فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا

کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو میں آج کسی آدمی سے نہیں بولوں گی پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے

تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَـيْــــًٔـا فَرِيًّا ۝

اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا

تفسیر۔ فحملتہ سے شیئاً فریاً تک۔ پھر (اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کے گریبان میں پھونک مار دی جس سے) ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر (جب ان کو آثار وضع کے معلوم ہوئے تو) اس حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ (جنگل پہاڑ میں) الگ چلی گئیں پھر (جب درد شروع ہوا تو) درد زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (کہ اس کے سہارے بیٹھیں اٹھیں اب حالت یہ تھی کہ نہ کوئی انیس نہ جلیس درد سے بے چین ایسے وقت جو سامان راحت و ضرورت کا ہونا چاہئے وہ ندارد ادھر بچہ پیدا ہونے پر بدنامی کا خیال آخر گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی پس (اسی وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت) جبرئیل (علیہ السلام پہنچے اور ان کے احترام کی وجہ سے سامنے نہیں آئے بلکہ جس مقام پر حضرت مریمؑ تھیں اس سے اسفل مقام میں آڑ میں آئے اور انہوں) نے ان کو (اس) پائیں (مکان) سے ان کو پکارا (جس کو حضرت مریمؑ نے پہچانا کہ یہ اسی فرشتہ کی آواز ہے جو اول ظاہر ہوا تھا) کہ تم (بے سر و سامانی سے یا بوف بدنامی کے) مغموم مت ہو (کیونکہ بے سر و سامانی کا تو یہ انتظام ہوا ہے کہ) تمہارے رب نے تمہارے پائیں (مکان) میں ایک نہر پیدا کر دی ہے (جس کے دیکھنے سے اور پانی پینے سے فرحت طبعی ہو اور نیز حسب مدا احتیاج

ان کو اس وقت پیاس بھی تھی، اور جب سے ملیں ثخنات کا استعمال قبل وضع یا بعد وضع مسہل ولادت و دافع فضلات و مقوی معدہ بھی ہے اور پانی میں اگر کھجور تری ہو جیسا بعض چشمے میں ہے تو یہ بھی مشابہ ہے اور زیادہ مزاج کے موافق ہو گا و نیز کھجور کثیر الغذا ہے اور مولد دم سمین و مقوی گردہ و کمر و مفاصل ہونے کی وجہ سے رحم کے لئے خیر الاغذیہ والادویہ ہے اور حرارت کی وجہ سے جو اس کی مضرت ہے سو اول تو زچہ میں حرارت کم ہے دوسرے پانی سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے تیسرے مضرت کا ظہور جب ہوتا ہے کہ عضو میں ضعف ہو ورنہ کوئی چیز بھی کچھ نہ کچھ مضرت سے خالی نہیں ہوتی ہو نیز قوت طبیعت کے ساتھ خوارق کا ظہور ہو کہ یہ علامت کرامت و قبول عند اللہ ہونا موجب مسرت روحانی بھی ہے) اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑیں گی سو (اس وقت) کھاؤ اور پانی پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو یعنی بچہ کے دیکھنے سے اور کھانے پینے سے اور علامت قبول عند اللہ ہونے سے خوش رہو پھر اگر لوگوں کی بدگمانی کے احتمال کا موقع آئے یعنی کوئی آدمی اس قصہ پر مطلع ہو تو اس کے ساتھ اشتعال ہوا ہے کہ) اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (آتا اور اعتراض کرتا) دیکھو تو (تم کچھ مت بولنا بلکہ اشارہ سے اس سے) کہہ دینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے روزہ کی منت مانی ہے تو (جس میں بولنے کی بندش ہے) سو (اس وجہ سے) میں آج (دن بھر) کسی آدمی سے نہیں بولوں گی اور خدا کی یاد اور دعا میں مشغول ہونا اور بات ہے پس تم (اتنا جواب دے کر بے فکر ہو جانا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو خرق عادت کے طور پر گویا کر دیگا جس سے ظہور اعجاز دلیل نزاہت و عصمت ہو جاوے گی غرض پھر تم کا علاج ہو گیا۔ ف حمل و تولد بلا توسط مرد گو خارق عادت ہے اور خوارق میں کتنا ہی استبعاد ہو مضائقہ نہیں لیکن اس میں اس وجہ سے زیادہ استبعاد بھی نہیں کہ جب بعض کتب طب عورت کی منی میں قوت منعقدہ کے ساتھ قوت عاقدہ بھی ہے اسی لئے مرض رجا میں اعضا کی کچھ ناتمام صورت بھی بن جاتی ہے کما صرح فی القانون پس اگر یہی قوت عاقدہ اور بڑھ جاوے تو زیادہ مستبعد نہیں ہے۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۚ فَاَشَارَتْ

اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں ۔ بس مریم نے

اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ؕ اٰتٰىنِيَ

بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے وہ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ

الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ

کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور

وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ

زکوۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام

عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝

ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا

تفسیر: یا اخت ہرون سے حیا تک۔ غرض مریم علیہا السلام کی اس کلام سے تسلی ہو گئی اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے (وہاں سے بستی کو چلیں اور) اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے جو دیکھا ان کی شامت کی بے بہت سی گمانی میں کچھ بدگمانی ہونے لگی) کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا یعنی نعوذ باللہ بدکاری کی اور بچہ کو بے باپ بتاتی ہو

بڑا ہے لیکن تم سے ایسا فعل ہونا زیادہ غضب کی بات ہے کیونکہ) اے ہارون کی بہن (تمہارے خاندان میں کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا چنانچہ) تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے (کہ ان سے یہ اثر تم میں آیا ہو) اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں (کہ ان سے یہ اثر تم میں آیا ہو پھر ہارون جو تمہارے رشتہ کے بھائی ہیں جن کا نام ان ہارون نبی کے نام پر رکھا گیا ہے وہ کیسے کچھ نیک شخص ہیں غرض جس کا خاندان کا خاندان پاک صاف ہو اس سے یہ حرکت ہونا کتنا بڑا غضب ہے) پس مریم علیہا السلام نے (پہلی تقریر کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ) بچہ کی طرف اشارہ کردیا (کہ اس سے کہو جو کچھ کہنا ہو جواب دیگا) وہ لوگ (سمجھے کہ یہ ہمارے ساتھ تمسخر کرتی ہیں) کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے (کیونکہ بات اس شخص سے کی جاتی ہے جو وہ بھی بات چیت کرتا ہو سو جب یہ بچہ ہے اور بات چیت پر قادر نہیں اس سے کیا بات کریں اتنے میں) وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں (نہ تو اللہ ہوں جیسا جہلائے نصاریٰ سمجھیں گے اور نہ غیر مقبول ہوں جیسا یہود سمجھیں گے اور بندہ خاص ہونے کے یہ آثار ہیں کہ) اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی (یعنی گو آئندہ دیگا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہی ہے کہ جیسے دیدی) اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بناوے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا (یعنی مجھ سے خلق کو دین کا نفع پہنچے گا) میں جہاں کہیں بھی ہوں گا مجھ سے برکت پہنچے گی وہ نفع تبلیغ دین ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے انہوں نے تو نفع پہنچا ہی دیا) اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ ہوں (اور ظاہر ہے کہ آسمان پر جانے کے بعد مکلف نہیں رہے اور دلیل ہے بندہ ہونے کی جیسا اور دلائل میں خصوصیت کے) اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا (اور چونکہ بے باپ پیدا ہوئے ہیں اس لئے والدہ کی تخصیص کی گئی) اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا (کہ ادائے حق خالق یا ادائے حق والدہ سے سرکشی کروں یا حقوق و اعمال کے ترک سے بدبختی خریدلوں) اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا (کہ وہ زمانہ قرب قیامت کا بعد نزول من السماء کے ہوگا) اور جس روز (قیامت میں) زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا (اور اللہ کا سلام دلیل ہے خاص بندہ ہونے کی) (ربط آگے مضمون قصہ عیسیٰ علیہ السلام پر توحید کی تفریع ہے اور اس کے ساتھ ذکر قیامت سے منکرین توحید کی تقریع ہے

۲۲۷ع

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ

یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم میں سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے

يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ

کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے اور بیشک

رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ

اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے سو مختلف گروہوں نے باہم اختلاف ڈال لیا

بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا

سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی ہے جس روز یہ لوگ ہمارے پاس آویں گے کیسے کچھ شنوا

لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ

اور بینا ہو جاویں گے لیکن یہ ظالم آج صریح غلطی میں ہیں اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ اخیر فیصلہ

وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝

کر دیا جاویگا اور وہ لوگ غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے تمام زمین اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث رہ جاویں گے اور یہ

تفسیر:- ذٰلک سے یمترون تک، یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (جن کے اقوال و احوال مذکور ہوئے جس سے ان کا بندہ مقبول ہونا معلوم ہوتا ہے نہ جیسے کہ عیسائیوں نے ان کو عبدیت سے خارج کر کے الوہیت تک پہنچایا ہے اور نہ ویسے جیسا کہ یہودیوں نے ان کو مقبولیت سے خارج کر کے طرح طرح کی تہمتیں لگائی ہیں) میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ (افراط و تفریط کرنے والے) لوگ جھگڑ رہے ہیں (چنانچہ یہود و نصاریٰ کے اقوال اوپر معلوم ہوئے اور چونکہ یہود کا قول ظاہر ابھی موجب تنقیص نبی تھا جو کہ بداہۃً باطل ہے اس لئے اس کے رد کی طرف اس مقام پر توجہ نہیں فرمائی بخلاف قول نصاریٰ کے کہ ظاہراً مثبت زیادت کمال ہے کہ ابنیت کے ساتھ نبوت حق تعالیٰ کے ساتھ ثابت کرتے تھے اس لئے آگے اس کو رد فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں حق تعالیٰ کی تنقیص بوجہ انکار توحید کے لازم آتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ (کسی کو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے (کیونکہ اس کی یہ شان ہے کہ) وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے (اور ایسے کمال والے کے واسطے اولاد کا ہونا عقلاً نقص ہے) اور (آپ تقریر توحید کے لئے لوگوں سے فرما دیجئے کہ شرکین بھی سن لیں کہ) بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اسی کی عبادت کرو (یعنی) یہی (خالص خدا کی عبادت کرنا یعنی توحید اختیار کرنا دین کا) سیدھا رستہ ہے سو (توحید پر باوجود ان دلائل منقولہ و معقولہ کے قائم ہونے کے پھر بھی) مختلف گروہوں نے (اس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا (یعنی انکار توحید کا کر کے طرح طرح کے مذہب ایجاد کر لئے) سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے (بھاری) دن کے آنے سے بڑی خرابی (ہونے والی) ہے (مراد اس سے قیامت ہے کہ باعتبار امتداد و اشتداد کے عظیم ہوگا) جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لئے) ہمارے پاس آویں گے (اس روز) کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جاویں گے (کیونکہ قیامت میں یہ حقائق پیش نظر ہو جاویں گے اور تمام غلطیاں رفع ہو جاویں گی) لیکن یہ ظالم آج (دنیا میں کیسی) صریح غلطی میں (مبتلا ہو رہے) ہیں اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ (جنت دوزخ کا) اخیر فیصلہ کر دیا جاوے گا (جس کا ذکر حدیث میں ہے کہ جنت اور دوزخ والوں کو موت دکھلا کر اس کو ذبح کر دیا جاوے گا اور دونوں کو خلود کا حکم سنا دیا جاوے گا اور اس وقت کی حسرت کا بیحد ہونا ظاہر ہے) اور وہ لوگ (آج دنیا میں) غفلت میں (پڑے) ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے (لیکن آخر ایک دن مریں گے اور) تمام زمین اور زمین پر رہنے والوں کے وارث (یعنی آخر مالک) ہم ہی رہ جاویں گے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاویں گے (پھر اپنے کفر و شرک کی سزا بھگتیں گے)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

اور آپ اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْــًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ

کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے اے میرے باپ میرے

جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ

پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا تو تم میرے کہنے پر چلو میں تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا اے میرے باپ

لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ

تم شیطان کی پرستش مت کرو بے شک شیطان رحمان کا نافرمانی کرنے والا ہے اے میرے باپ میں

اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ

تفسیر: واذکر فی الکتٰب سے ولیا تک ۔ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کتاب (یعنی قرآن) میں ان لوگوں کے سامنے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا (قصہ) ذکر کیجئے تاکہ ان پر توحید و رسالت کا مسئلہ زیادہ منکشف ہو جاوے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے (اور وہ قصہ جس کا ذکر کرنا اس جگہ مقصود ہے اس وقت ہوا تھا) جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے جو کہ مشرک تھا کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے (مراد بت ہیں حالانکہ اگر کوئی دیکھتا سنتا کچھ کام آتا بھی ہو مگر واجب الوجود نہ ہو تب بھی لائق عبادت نہیں چہ جائیکہ ان اوصاف سے بھی عاری ہو وہ تو بدرجہ اولیٰ لائق عبادت نہ ہوگا) اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا (مراد اس سے وحی ہے جس میں احتمال غلطی کا ہو ہی نہیں سکتا پس میں جو کچھ کہہ رہا ہوں قطعاً حق ہے جیسے وحی ہے) تو تم میرے کہنے پر چلو میں تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا (اور وہ توحید ہے) اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو (یعنی شیطان کو اور اس کی عبادت کو تم بھی برا سمجھتے ہو اور بت پرستی میں شیطان پرستی بالیقین لازم ہے کیونکہ یہ اطاعت کرنا ہے اور کسی کی ایسی اطاعت کرنا کہ حق تعالیٰ کے مقابلہ میں بھی اس کی تعلیم کو حق سمجھے یہی عبادت ہے پس جب بت پرستی میں شیطان پرستی بھی ہوئی اور) بے شک شیطان (حضرت) رحمان کا نافرمانی کرنے والا ہے (تو وہ کب اطاعت کے لائق ہوگا) اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں (اور وہ اندیشہ یقینی ہے) کہ تم پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آ پڑے (خواہ دنیا میں یا آخرت میں) پھر تم عذاب میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ (یعنی جب اطاعت میں اس کا ساتھ دے رہے تو نفس عقوبت میں بھی اس کا ساتھ ہوگا گو شیطان کو دنیا میں نہ ہوا ہو جس کو کوئی اپنی بھلائی چاہنے والا پسند نہ کرے گا ف اور عذاب کے ساتھ من الرحمٰن کہنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ گو وہ رحمان ہے مگر یوں نہ سمجھنا کہ کفر پر سزا نہ دے گا بلکہ باوجود رحمان ہونے کے بھی اس پر سزا دے گا۔

۲۴۷ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو پتھروں سے سنگسار

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ

کر دوں گا اور ہمیشہ کیلئے مجھ سے دور کنارہ ہو ابراہیم نے کہا میرا سلام لو اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا بیشک

حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى

وہ مجھ پر بہت مہربان ہے اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت

اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان

اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ

سے علیحدہ ہو گئے ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطا فرمایا اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا ۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت

رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

سے حصہ دیا اور ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا

تفسیر: قال اراغب سے صدق علیا تک ۔ ابراہیم علیہ السلام کی یہ تمام نصائح سنکر) باپ نے جواب دیا

کہا کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم (اور خود ہی نہیں بلکہ مجھ کو بھی منع کرتے ہو) یاد رکھو اگر تم (ان باتوں سے) باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو پتھروں سے سنگسار کر دوں گا اور تم مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جاؤ (یعنی مجھ کو کبھی صورت نہ دکھاؤ) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میرا سلام لو (اب میں تم سے کچھ کہنا بے سود ہے) اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی (اس طرح) درخواست کروں گا کہ تم کو ہدایت کرے جس پر مغفرت مرتب ہوتی ہے بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے (اس لئے امید ہے کہ میری عرض قبول کر لی جائے گی)۔ اور (دونوں مختلف اعتبار سے رحمت اور مہربانی ہے) اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کنارہ کرتا ہوں (یعنی یہاں رہنا بھی نہیں) اور (اطمینان سے علیحدہ ہو کر) اپنے رب کی عبادت کروں گا (چونکہ یہاں رہ کر میں بھی مزاحمت ہوگی) امید (یعنی یقین) ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا (جیسا تم بت پرست اپنے باطل معبودوں کی عبادت کر کے محروم رہتے ہو غرض اس گفتگو کے بعد ان سے اس طرح علیحدہ ہوئے کہ ملک شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے) پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے (اس طرح) علیحدہ ہو گئے (تو) ہم نے ان کو اسحق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمایا (جو کہ رفاقت کے لئے ان کی بہت سی برادری سے بدرجہا بہتر تھے) اور ہم نے (ان دونوں میں) ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے (طرح طرح کے کمالات دے کر) اپنی رحمت کا حصہ دیا اور (آئندہ نسلوں میں) ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا (کہ سب تعظیم اور ثنا کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اسحق سے قبل اسمٰعیل ان ہی صفات کے ساتھ عطا ہو چکے تھے) ف اسمٰعیل علیہ السلام کا اس جگہ ذکر نہ فرمانا اس وجہ سے ہے کہ اول تو وہ ان سے اول عطا ہو چکے تھے بعد والوں کے ذکر سے قبل والے کا ذکر خود ہی مفہوم ہو جاتا ہے دوسرے ان کا ذکر مستقل طور پر آئندہ قریب آنے والا ہے تیسرے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں عرب کا استجلاب قلب مقصود ہے اور اسحق و یعقوب علیہما السلام کے ذکر سے اہل کتاب کا استجلاب قلب مقصود ہے اور اسی نکتہ کی وجہ سے انہی کے متصل موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے پھر ان کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام کا آوے گا واللہ اعلم باسرار کلامہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ

اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے

مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ

ان کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کیلئے مقرب بنایا اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون

هَارُونَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

کو نبی بنا کر عطا کیا اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے

رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ

نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک

مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ

پسندیدہ تھے اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے بیشک وہ بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو



# سید فاطمہ کا لال



خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع ——

**مظلوم کربلا** تیار ہو گیا ہے۔ کتاب کیا ہے، کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی وہ دردناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت کے دامن کو اشک خونیں سے سرخ کرتا ہے۔ دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

## دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

"مظلوم کربلا" کے مصنف سے زیادہ جانگداز دیتی کے ساتھ آج تک کسی نے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے۔ اگر روتے روتے ہچکیاں نہ بندھ جائیں تو واپسی کتاب کی شرط ہے۔

## مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

اس کتاب نے اسلام کے دو بڑے گروہوں کے درمیان تیرہ سو برس کے بعد ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار کیا ہے اس میں بغیر جانب داری کے تمام واقعات پر تاریخ کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے بھی قابل دید ہے اور اہل سنت کے لئے بھی۔

## حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

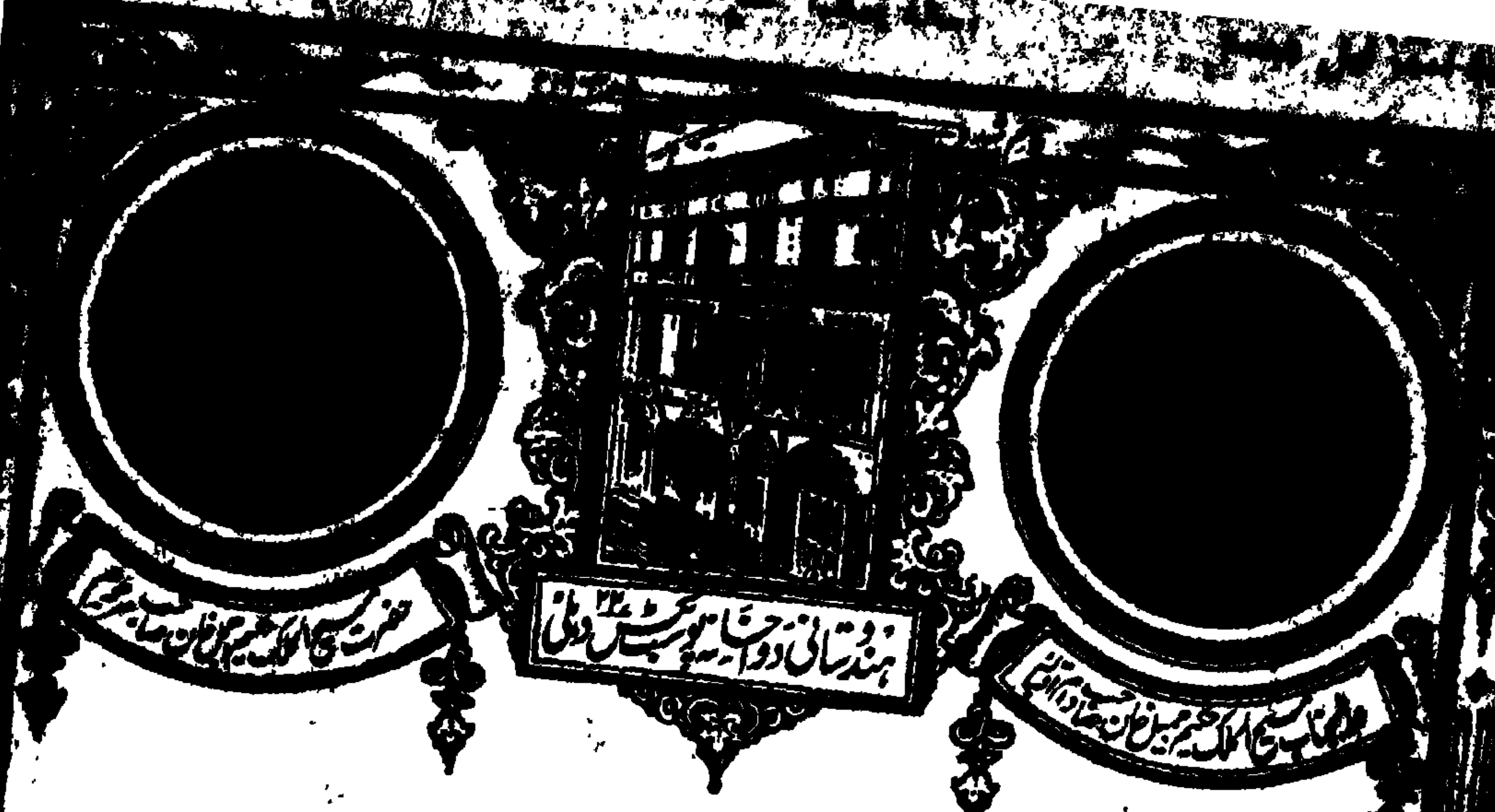
حضور مولا علی کا خلافت سے محروم ہونا، خلیفۂ ثالث کے عہد میں بنو امیہ کی ناپاک ریشہ دوانیاں، جنگ جمل و جنگ صفین کے نظارے ...

## حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

... کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے:—

فوٹو بلاک ... پہلی مجلس ... دوسری مجلس ... تیسری مجلس ... چوتھی مجلس ... پانچویں مجلس ... چھٹی مجلس ... ساتویں مجلس ... آٹھویں مجلس ... نویں مجلس ... دسویں مجلس ... گیارہویں مجلس ... بارہویں مجلس ...

**ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا دہلی**




پوسٹ بکس نمبر ۲۲

قائم شدہ ستمبر ۱۹۰۳ء

# قرص جریان

## جریان کے بیماروں کو شفا و زندگی کی خوشخبری

قرص جریان کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے، شہرت اور چہل پہل ہے۔ کیونکہ اس جریان کے ایسے بیمار بھی اچھے ہوئے ہیں جنکو سب نے جواب دیدیا تھا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

قرص جریان کوئی معمولی دوا نہیں ہے، یہ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم دہلی کے چشمۂ فیض کا کرشمہ ہے۔ مسیح الملک اسوقت ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب ہیں۔ آسمان طب کے اس آفتاب کی روشنی ہر جگہ ہے اور آپکی شفا بخشی کی ہر جگہ دھوم ہے۔

قرص جریان سے "جریان" اور اس سے پیدا ہونے والی تمام شکایتیں جاتی رہتی ہیں۔ مثلاً سستی، کمزوری اور اعضا کی سستی، کثرت احتلام، پیشاب سے پہلے یا بعد قطرے کا آنا، تولیدی مادہ کا پانی ہونا، پٹھوں کی کمزوری، اعضاء رئیسہ کا بگاڑ، آلات ہضم کی خرابی، دماغ و دل اور پٹھوں کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ منحوس مرض دیر تک رہ جائے تو پھر مرگی یا پاگل پن یا خطرناک بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ اس سے زندگی منحوس ہو جاتی ہے۔ اس لئے قرص جریان کے استعمال کرنے میں دیر نہ کیجیے۔ ہمدردی غربا کی وجہ سے قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ قیمت ۲۴ قرص ... ترکیب استعمال دو قرص صبح و شام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔



ملنے کا پتہ: منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۲۲ دہلی

# پیشوا

ایک ماہوار مذہبی علمی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی

جنوری ۴۳ء


حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم
ہندوستانی دواخانہ حکیم اجمل خان دہلی
عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب
پوسٹ بکس نمبر ۲۲
قائم شدہ ۱۹۰۳ء
قرص جریان
جریان کے بیماروں کو شفاء و زندگی کی خوشخبری
قرص جریان کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے شہرت اور ہلچل ہے۔ کیونکہ اس سے جریان کے ایسے بیمار بھی اچھے ہوئے ہیں جنکو سب نے جواب دیدیا تھا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔
قرص جریان کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے یہ عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب رئیس اعظم دہلی کے چشمۂ فیض کا کرشمہ ہے
قرص جریان کوئی معمولی دوا نہیں ہے یہ آسمان طب کے اس آفتاب کی روشنی ہر جگہ ہے اور آپکی شفار بخشی کی ہر جگہ دھوم ہے
اسوقت ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب ہیں
قرص جریان سے "جریان" اور اس سے پیدا ہونے والی تمام شکایتیں جاتی رہتی ہیں۔ مثلاً سستی، کمزوری اور اعضاء رئیسہ کا بگاڑ۔ علامات کثرت احتلام، پیشاب سے پہلے یا بعد قطرے کا آنا تولیدی مادہ کا پانی بننا۔ پٹھوں کی کمزوری، اعضاء رئیسہ کا بگاڑ، بہانتک کہ دق وسل، دماغ و دل اور پٹھوں کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ منحوس مرض دیر تک رہ جائے تو پھر مرگی یا پاگل پن یہانتک کہ دق وسل ہوجاتی ہے۔ ہمدردی فرما کر زندگی محفوظ ہوجاتی ہے
اس لئے قرص جریان کے استعمال کرنے میں دیر نہ کیجئے

# بڑے پیر کی گیارھویں

پیشوائے اعظم سرکار بغداد کی سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہتر اور سب سے بڑی سوانحعمری ہے جس میں حضور غوث پاک کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کیلئے محافل گیارھویں منعقد کرنے کی ترکیب ہے۔ آپ کے دل میں خواہش ہوگی کہ فرزند رسول پاک حضور غوث پاک کے حالات معلوم کریں کہ وہ دنیا میں کیونکر آئے اور انہوں نے آکر کیا کیا؟ انکی کرامات کیا ہیں؟ ان کی تعلیم کیا ہے۔ ان کے وظائف کیا ہیں؟ انہوں نے اپنے وعظوں میں کیا کہا؟ اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے آپ بڑے پیر کی بڑی سوانحعمری ہم سے طلب کیجئے جس میں گیارھویں شریف کے واجب ہونے کے ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ انکی تردید ناممکن ہے کتاب کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ سائز ۲۲×۲۹ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۷۲ صفحے فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔

# کربلا کے بعد آلِ رسولؐ پر کیا بیتی

**اگر آپ** قاتلانِ حسینؑ کا عبرتناک انجام معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کربلا کے بعد پڑھیئے

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حادثۂ کربلا کے بعد یزید کے جانشین بادشاہوں نے سادات بنی فاطمہؑ پر کیسے کیسے وحشیانہ بیدردانہ مظالم کیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت امویہ کے کارنامے کیا ہیں تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے۔

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو فاطمہؑ نے بنو عباس پر کیسے بھروسہ کیا اور جابرانہ مظالم کیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے۔

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت عباسیہ کے کیا کارنامے ہیں اور ہارون الرشید اور مامون الرشید کے ہاتھوں کیا ہوتا تھا تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سادات بنی فاطمہؑ نے خلافت کیلئے کیسی سرفروشانہ جدوجہد کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے۔

**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو فاطمہؑ نے مصر اور مراکو میں کیونکر خلافت قائم کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے۔

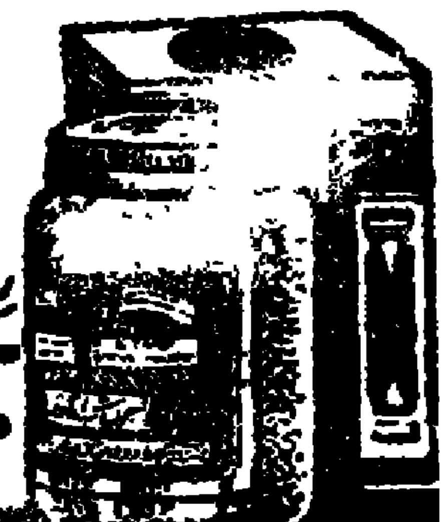
**اگر آپ** یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فاطمی خلافت کیونکر تباہ ہوئی اور اس نے کیا کارنامے انجام دیئے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیئے۔

## مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ کی رُوح

کربلا کے بعد میں ملے گی، جو تاریخ کے ایک لاکھ اوراق سے نکالی گئی ہے، اور کتاب کربلا کے بعد میں جمع کر دی گئی ہے۔ صدہا کتابیں تاریخ کی پڑھ کر وہ معلومات آپ کو حاصل نہ ہوگی جو کتاب کربلا کے بعد پڑھنے سے حاصل ہوگی۔ کتابت طباعت اعلیٰ درجہ کی۔ سفید چکنا بڑھیا کاغذ ضخامت ۵۰۰ صفحے۔ ٹائیٹل دو رنگ کا۔ قیمت بلا جلد ۶ مجلد پارچہ ۴ مجلد چرمی ۷ مختصر فہرست مضامین کربلا کے بعد یہ ہے۔

# میاں بیوی میں ملاپ

جب ایک معمولی بات پر بیوی خفا ہو کر چلی گئی تو وہ بہت خوش ہوا، درحقیقت وہ فرائض شوہری انجام دینے کے قابل نہ تھا۔ ابتدائی عمر کی غلط روش نے اسے بالکل کمزور کر دیا تھا، جوانی کی روح رخصت ہو چکی تھی اور اب ایک متحرک نقش سے زیادہ اس میں طاقت نہ تھی۔ ایک دن جب وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کر موت کی دعائیں مانگ رہا تھا، کسی نے اسے **معجون شباب آور** کی طرف توجہ دلائی۔ اگرچہ وہ طاقت کی دواؤں سے بدعقیدہ ہو چکا تھا، لیکن اصرار سے مجبور ہو کر اس نے دوا منگائی، دوا کا پہلا اثر یہ ہوا کہ اسے خلاف معمول بھوک معلوم ہوئی، اور کھانا کچھ زیادہ کھا لینے پر بھی بخوبی ہضم ہو گیا، دو تین دن کے بعد وہ طبیعت میں ایک طرح کی خوشی، ہاتھ پاؤں میں طاقت، دل میں تازگی اور جسم میں امنگ محسوس کرنے لگا۔ پندرہ دن کے بعد اسے کھوئی ہوئی قوتوں کی واپسی کا اندازہ ہوا، رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ اس کی راتیں بے چینی سے کٹنے لگیں، اور جذبات میں ایسا تلاطم برپا ہوا کہ وہ ناراض بیوی کی منتیں کر رہا تھا، اور اس کی زبان پر تھا کہ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ آپ بھی اس مایہ ناز دوا کی آزمائش کیجیے، اور موسم سرما کی طرح طلب راتوں کو پر کیف بنائیے یہ نہ صرف قوت جسمانی میں اضافہ کرتی ہے بلکہ فاسد شدہ قوت کا بدل بھی پیدا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپیہ۔ نمونہ کی شیشی عہ منگا کر آزمائش کر کے مایوسی کا شکار ہونا چھوڑئیے، اور یہ دوا دیکھ بھال کر لیجئے۔



سالہا سال سے ہمدرد دواخانہ ... [illegible]

**ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی**

---

## عبد الرحمٰن بن ناصر

ایک سچا تاریخی ناول جس میں امیر المومنین خلیفہ عبد الرحمٰن بن ناصر کے زمانے کے تمام واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے جرجی زیدان کے عربی ناول کا ترجمہ ہے قیمت عہ

## حجاج بن یوسف

عربی ناول کا سلیس ترجمہ جس میں حجاج کے سفاکانہ مظالم اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کے خون آشام معرکے کے حالات اور اموی خلافت کے قیام کیلئے عیاریاں دکھائی گئی ہیں۔ قیمت عہ

## فتاوی عزیزی اردو

اردو میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی کا مجموعہ بہت بہترین چیز ہے۔ قیمت تین روپے [illegible]

## تفسیر عزیزی

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی مقبول عام تفسیر جو عرصہ سے نایاب تھی حال ہی میں زر کثیر صرف کر کے تیار کی گئی ہے۔ اس کی [illegible] جلدوں میں پوری تفسیر ... قیمت ... تبارک الذی ... تیسری جلد ... قیمت [illegible]

## استاد شاعری

ہر شخص چند منٹ میں شاعر بن سکتا ہے اس میں صرف تین چھوٹے چھوٹے لفظ تجویز کر دیئے ہیں۔ ان سے جن بحر کی چاہیں تقطیع نکال لو، بس اگر آپ شاعر بننا چاہیں تو استاد شاعری منگائیے قیمت ۸ر

## عقائد اسلام

کتاب عقائد اسلام کا مطالعہ فرمائیے اس میں تمام اسلامی معتقدات و معلومات کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور ہر قسم کے مسائل مع دلائل عقلیہ و نقلیہ سلیس اردو میں درج ہیں۔ مصنفہ علامہ عبد الحق [illegible] قیمت [illegible]

## خیر المواعظ

وعظ کہنے کی سب سے بڑی اور بہتر کتاب جس کے مطالعہ سے انسان وعظ کہنے پر پوری قدرت حاصل کر لیتا ہے، ہر وعظ کو آیات قرآنی سے شروع کیا ہے، اور پھر احادیث صحیحہ سے تائید کی دلائل پیش کئے ہیں۔ قیمت [illegible]

## مقالات شبلی

حضرت علامہ شبلی کے ان علمی تاریخی تحقیقی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی، اخلاقی مضامین کا مجموعہ جن سے ان کی دھاک بیٹھ گئی۔ قیمت [illegible]

## محرم نامہ

شہادت امام حسین ؓ پر سب سے زیادہ پُر درد کتاب محرم نامہ ہے اور یہ سچ ہے کہ یہ اپنی نوع کی پہلی اور انوکھی کتاب ہے قیمت ایک روپیہ

## یزید نامہ

اس کتاب میں قاتلان امام حسین ؓ کے عبرت خیز انجام کا تذکرہ ہے بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو نہایت وضاحت سے لکھا ہے قیمت [illegible]

## دیوان حافظ مترجم

حال میں یہ دیوان خاص اہتمام سے شائع کیا گیا ہے اصل فارسی اشعار جلی قلم سے لکھے گئے ہیں نیچے صاف اور سلیس اردو ترجمہ ہے اور حاشیہ پر اردو میں تشریح ہے قیمت [illegible]

## اکسیر ہدایت

اردو ترجمہ کیمیائے سعادت تصوف کی مقبول عام کتاب ہے جو حضرت امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ ہے اس کتاب کا مطالعہ ہر ایمان والے ... [illegible]

---

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

## قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تیرہ چار ہزار ہدیہ ہوتا ہے۔ اور جو مدارس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں، وہ اسی کو منگاتے ہیں۔ نہایت ہی آسان قاعدہ ہے۔ اس میں بچے کو کتابت کی خوبی سے لفظ، زبر، زیر، پیش کیا ہے اور حروف مرکبات کی پہچان ہوتی ہے کہ بعد قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف ۶ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے ۴۴ صفحات ۳ جلد ۳ روپیہ۔

## مسدس حالی

عالم اسلامی میں قبلہ ثانی بننے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے یہی کتاب لے کر جاؤں گا۔ یہ مسدس اسلام کی پچھلی کتاب ہے اور مدوجزر اسلام ہے لاکھوں سے زیادہ چھپا اور فروخت ہوا۔ زیر نظر ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے اس میں ایک دیباچہ ہے جس میں کہ ماسٹر مدرس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے۔ بچوں کو یاد کرایا جاتا ہے تو ابتدا سے جوش اسلام پیدا ہوتا ہے۔ ضخامت ۔۔ صفحات

قیمت ۲ ۔۔۔

## کریم اللغات

فارسی زبان کے ہیں ہزار الفاظ کی مستند کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کتاب کی زبان اور بیرون شہر کی بول چال میں کیسے فارسی کے الفاظ ہیں جو یا جدید بعد مرو ہونے کے ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں، اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے۔ اتنی بڑی بات کیلئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے جدید کریم اللغات منگوا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے۔ دو چار مہینے میں آپکی بول چال نہایت موزوں اور برجستہ الفاظ پر محمول ہو جائیگی قیمت ۔۔

## کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب۔ یہ بڑی تقطیع کے ۱۶۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس لئے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہوگی جس کا حل یا دعا یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت تو ظاہر ہی اس کتاب کے صحیح و مجرب ہونے کی ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت خدا کے فضل سے یہ کتاب پوری کرتی ہے قیمت ۱۰ ۔۔

## دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ اس کو پڑھا جائے ان کے اوصاف بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں، جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے، اس کی کوئی بھی حاجت کبھی اٹکی نہیں رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ پھر یہی اکیلی نعمت کیا کم ہے۔ وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۴۴ صفحات مترجم حاشیہ ہے قیمت ۱۰ ۔۔

## مناجات مقبول

۱۹۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ مترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی نظم میں بہت ہی موثر مناجات ہیں۔ دعا مانگنے کے موثر طریقے اور اولیا عظام کی مقبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو مولانا صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل بھی دعا، استخارہ، شجرہ امدادیہ مترجم درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بہت موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں۔ قیمت صرف ۶ ۔۔

## مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی معہ تعویذات لاثانی از علامہ حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقف اسرار ربانی ہونے کا کون قائل نہیں آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دینی و دنیاوی ضروریات میں ایک بھی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو۔ امراض کی شفا ہے۔ بلیات کی دفع ہے۔ مقدمات کی جیت ہے، کشائش رزق ہے جس کے وظیفے تسخیر کے نصر ہیں۔ ۱۶۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے کاغذ اعلیٰ ہے قیمت ولایتی ۲ ۔۔

## نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے ملکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوتے ہیں، اور جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے، سب کی کامل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات طاہرہ کے پڑھنے بڑے معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی ہلکی عبادتوں اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے ضخیم کتاب ہے اور ہدیہ صرف ۱۲ ۔۔

## نماز حنفی مدلل و مکمل

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آج تک فروخت ہو چکی ہے ۵۲۰ صفحہ کی کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی، اس میں دعاء سے لیکر جنازہ تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور نماز کے صدہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں بلکہ ترغیب کے لئے نقلیں اور اکابرین سلف کی بھی حکایات ہیں غرضکہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو، اس کو نماز کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی

قیمت ۔۔

## اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف سے مایوس ہو جائے اور دنیا کے اسباب ٹوٹ جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اور اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے دعا پر اہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقیر کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے، ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت مجرب ہیں اور مخدوم صاحب نے دنیا کا گشت کر کے لکھے ہیں قیمت ۔۔

## چھیانوے اولیا

ان کے حالات، ان کی کرامات، ان کے خوارق، ان کی تعلیمات، ان کی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اوراد ان کے اسرار باطنیہ کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے، جس میں اکابر اولیا اللہ کے حالات ہیں اس کا نام تذکرۃ الاولیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیا اللہ کے حالات ہیں۔ ہندوستان کے بھی شام کے بھی ایران کے بھی اور مغرب کے بھی اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب خدا رسیدہ بزرگوں کا مجلی ذخیرہ ہے بڑی تقطیع کے ۴۰۰ صفحات کی۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ ۔۔

## مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی معاشرتی اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو، اور آپ گھروں میں ان کو رکھ سکیں۔ تو مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں

قیمت صرف ۔۔

محصول علاوہ

# اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

## محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

**(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے**

مترجم نے صرف معمولی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے، ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت قابل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

**(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے**

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا، سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصویر اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے، اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے، جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے، اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے، اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے، اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے، کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا، جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان القرآن فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

**(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین کی رائے**

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر ایسے علمی بدایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

**(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے**

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل۔ اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر غریب امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں، جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور بہترین تفسیر چاہتے ہیں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

**(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم۔ اے کی رائے**

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے، جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے سمجھا دیتے ہیں۔

**(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے**

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زائد ترجمہ قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی (؟) سبب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

## (۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

## (۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم وقت اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات ہیں۔ قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کردی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے، اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

## (۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعمال و وظائف، قصص و امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے، حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

## (۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین و دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے مکمل کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کردی گئی ہیں، جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں، اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے، بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے، یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

## (۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں، اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے، ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی، وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے بڑے بڑے جید علماء ہند، صوفیاء کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے، اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے، اور قرآن سمجھنے کیلئے سب سے بہتر تفسیر بیان القرآن کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چھاپی گئی ہے) اور علوم قرآن اور اس کی تاریخ سمجھنے کے لئے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں، ایک رف اور ایک چکنا سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے۔ رف ایڈیشن جنا شدہ ہدیہ بلا جلد ۸ مجلد پارچہ ۱۲ مجلد چرمی کامل ۱۶ اعلیٰ ایڈیشن پیشوا کے ٹائٹل اپ چکنا سفید کاغذ ہدیہ بلا جلد جنا شدہ ۱۲ مجلد پارچہ ۱۶ مجلد چرمی آٹھ روپے محصول ڈاک ۱۴ اگرچہ کاغذ کی قیمت چہار گنی بڑھ گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ بڑھایا نہیں گیا ہے۔ اس لئے جلدی طلب کریجیے، ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا۔ کہاں سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ، سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ہو گا اتنا سستا اور عمدہ قرآن آج ہی طلب فرمالیں ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی اس سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ

# پیشوا دہلی

مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد۔ دہلی

جو قمری مہینہ کی ۱۲ تاریخ کو ۱۲ سال سے تبلیغ
و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | دو روپے |
| ارزاں ایڈیشن | ایک روپیہ |

ممالک غیر سے
جس میں ہر جا بھی شامل ہے

| | |
|---|---|
| اعلیٰ ایڈیشن | ۵ شلنگ |
| ارزاں ایڈیشن | ۴ شلنگ |

جلد ۱۸　　بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق جنوری سنہ ۱۹۴۲ء　　نمبر ۱۲

# شذرات

(از سید عزیز حسن بقائی)

## کاغذ نہیں ملتا

جو لوگ پریس کے کاروبار سے واقف نہیں ہیں، وہ ان مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے جو پیشوا کو شائع کرنے میں آ رہی ہیں۔

پیشوا کبھی بھی نفع کا کاروبار نہ تھا۔ اس کے نقصان کو ہمیشہ دوستوں سے قرض لے کر، کتابوں کی فروخت، اور نئے خریداروں کی فراہمی سے پورا کیا جاتا تھا۔ لیکن جنگ کی گرانی اور بے روزگاری نے کتابوں کی فروخت اور نئے خریداروں کی فراہمی پر بے حد برا اثر ڈالا ہے اور ان دونوں ذریعوں سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس سے پیشوا آفس تقریباً محروم ہو گیا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ پیشوا کو ناقابل برداشت مالی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

گذشتہ مہینہ تک کاغذ کی کیفیت یہ تھی کہ جو رم دو روپے کا آتا تھا، وہ دس روپے تک بکا، اور پھر درویش بر جان درویش پر عمل کرتے ہوئے ایک پیسہ قیمت کا بڑھائے بغیر پیشوا کو شائع کرتا رہا۔ لیکن اب اس سے بھی زیادہ مصیبت کا سامنا ہے۔ اور وہ یہ کہ کاغذیوں نے کاغذ زیادہ مہنگا کرنے کی توقع میں اب کاغذ بیچنا ہی بند کر دیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ دہلی میں کاغذ کا قحط ہے، اور کاغذ کسی قیمت پر نہیں ملتا۔ نقد روپے منہ مانگی قیمت پر پیش کئے گئے، لیکن کاغذ ہونے کے باوجود انکار کر دیا گیا۔ سوائے اس کے کیا چارہ کار ہو گیا ہے کہ ضخامت کم کی جائے، اور پیشوا کو ہر حالت میں زندہ رکھا جائے۔

چنانچہ مجبوراً سر دست جب تک کاغذ کے اسٹاک پر حکومت قبضہ کر کے قیمت مقرر نہیں کر لی، دو کاپیاں کم کر دی گئی ہیں، جس وقت کاغذ کے ملنے میں مشکلات کم ہو جائیں گی، پھر ضخامت بڑھا دی جائے گی۔

امید ہے کہ ناظرین پیشوا کاغذ کی اس مجبوری کے پیش نظر غنیمت سمجھیں گے کہ پیشوا وقت پر شائع ہو، اور زندہ رہے۔

پیشوا اس گئی گذری حالت میں بھی رجبکہ ایک طرف حکومت نے اس کا داخلہ فوج میں محض کانگریس کی حمایت کے جرم میں بند کر کے تقریباً دس ہزار روپیہ ماہوار کا نقصان پہنچا رہی ہے، اور دوسری جانب لیگ کے "مجاہدین اسلام" اس کے لئے نت نئے طریقوں سے مشکلات پیدا کر رہے ہیں) چھ ہزار چھپتا ہے، جس کی نو کاپیوں کے لئے ۵۴ رموں کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی مجموعی قیمت پانسو چالیس روپے ہر مہینہ ہوتی ہے، اور کاغذ کی درآمد جنگ کی وجہ سے تقریباً بند ہے، اور جب سے جاپان شریک جنگ ہوا ہے، اس وقت سے آسٹریلیا، کنیڈا، امریکہ کے سمندری راستے بھی مخدوش ہو گئے ہیں، اس لئے صرف کاغذ جو ہندوستان میں نہیں بنتا، اب صرف ان کاغذیوں کے رحم پر ہے، جن کے پاس سر بفلک ذخائر ہیں، لیکن زیادہ مہنگا فروخت کرنے کے بیہودہ ارادے سے انہوں نے کاغذ کی فروخت ہی بند کر دی ہے۔

ضخامت کی مجبوری کمی کے باوجود پیشوا گرانی کاغذ اور نئے خریداروں کے فراہم نہ ہونے، اور کتابوں کے نہ بکنے کی وجہ سے اب بھی تقریباً چار سو روپے ماہوار کے نقصان میں ہے۔ اس لئے پیشوا کے ہمدرد بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ پیشوا کے لئے ہر ممکن ذریعے سے نئے خریدار فراہم کریں، اور کم سے کم ایک جلد حدیث شریف کی اہم ترین کتاب مسلم شریف کامل اردو کی خود خریدیں، یا اپنے کسی دوست کو خرید کر تحفتاً دیں۔ یا کسی مسجد یا لائبریری میں صدقہ جاریہ کے لئے رکھ دیں۔

مسلم شریف کا درجہ اگرچہ بخاری شریف کے بعد ہے، لیکن اس کی ترتیب، اور احادیث کے جمع کرنے کا طریق اور صحت کو ہر جماعت کے مسلمان مستند مانتے ہیں۔

مسلم شریف کے دو حصے ہیں۔ ضخامت ۸۰۰ صفحے ہے، اور تقریباً تین ہزار حدیثیں ہیں، لکھائی چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی ہے

قیمت مدت کا غذ پر دو روپے ہے، اور چونکہ یہ قیمت لاگت کے برابر ہے اور میں نے دوسرے تاجران کتب کی طرح اس کی قیمت میں ایک پائی کا بھی اضافہ نہیں کیا ہے، اس لئے کلام رسول اللہؐ کے اس سب سے بڑے اور سب سے مستند ذخیرہ کو دو روپے کی حقیر قیمت میں خریدنے میں کسی حالت میں بھی نقصان نہ ہوگا۔

پیشوا کے دفتر میں اس وقت دو ہزار جلدیں مسلم شریف کامل کی موجود ہیں، اور پیشوا کے چھ ہزار خریداروں کے لئے دو ہزار جلدوں کا خرید لینا کچھ بھی مشکل نہیں لیکن مسلم شریف کی ان دو ہزار جلدوں کی فروخت سے چار ہزار روپے پیشوا کے دفتر کو وصول ہو جائے گا، اور اس طرح مجھے کئی مہینہ کے لئے کاغذ خرید لینا سہل ہو جائے گا۔ اور پیشوا مسلسل باقاعدگی سے شائع ہوتا رہے گا۔

خریداران پیشوا میں سے صدہا بھائیوں کا تقاضا تھا کہ پیشوا کی قیمت گرانی کاغذ کی وجہ سے بڑھائی جائے، لیکن میں اس کو گوارا نہ کرتا تھا کہ پیشوا غریب بھائیوں تک نہ پہنچ سکے۔

لہذا میں ایسے تمام حساس اور غیور اور فرض شناس بھائیوں سے جو پیشوا کی امداد کرنا اپنے فرائض میں شمار کرتے ہیں، درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو پڑھتے ہی صرف ایک مسلم شریف خرید لیں، اور پیشوا آفس کو لکھ دیں کہ فوراً مسلم شریف بذریعہ وی۔ پی بھیج دی جائے، اگر کسی شہر یا قصبہ میں پاس پاس خریدار ان کے گھر ہوں تو وہ شریک ہو کر آرڈر بھیج دیں۔ تاکہ محصول ڈاک میں بچت ہو۔ پانچ جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیں۔

بہتر یہ ہوگا کہ ڈاک خانہ کو زیادہ دام دینے کی بجائے ذریعہ منی آرڈر مسلم شریف طلب فرمائیں۔ ایک مسلم شریف پر محصول ۹ر ہوتا ہے، دو پر ایک روپیہ، اور تین پر ۱۴ر خرچ ہوگا۔ اب اگر آپ نے وی۔ پی طلب کیا تو مسلم شریف کامل پر علاوہ مذکورہ محصول کے ۵ر زائد ڈاک خانہ وصول کرے گا، اس لئے مناسب یہی ہوگا کہ جتنی جلدیں درکار ہوں، ان کی قیمت مع محصول ڈاک منی آرڈر کے ذریعہ آج ہی بھیج دیجئے، اور اس آڑے وقت میں میرا ہاتھ بٹا کر پیشوا کو زندہ رکھئے۔

## عید اضحیٰ کا خطبہ

آگرہ سے ایک حساس مسلمان نے لکھا ہے

"ابھی حال میں حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ مساجد میں خطبہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ غالباً اس حقیقت کو آپ تسلیم کریں گے کہ عیدین اور جمعہ کے بڑے مجمعوں کے موقعوں پر جامع مسجدوں اور عیدگاہوں میں لاکھوں مسلمانوں تک خطبہ کی آواز نہیں پہنچتی۔ حالانکہ اس نازک دور میں جبکہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ عیدین اور جمعہ کے سوا مسجدوں میں نہیں جایا کرتا۔ مذکورہ مخصوص اجتماعوں میں خطبہ کی آواز ان کے کانوں تک پہنچانی بے انتہا ضروری ہے چنانچہ ہندوستان کی ہر بڑی جامع مسجد اور ہر بڑی عیدگاہ میں لاؤڈ اسپیکر کے انتظام کی بڑی ضرورت تھی، لیکن افسوس کہ اس وقت تک کہیں اس کا انتظام نہیں کیا گیا۔

پیشوا اسلامی پرچہ ہے، اور اس کی رائے ایک خاص وقعت رکھتی ہے، اگر وہ اس پر موثر نوٹ شائع کرے تو یہ آواز خالی نہیں جا سکتی، اور عیدگاہوں اور جامع مسجد کے متولیوں کو گہری نیند سے بیدار کر سکتی ہے۔ اس لئے کیا یہ امید کی جائے کہ آپ عید اضحیٰ سے پہلے اس پر توجہ فرمائیں گے؟"

اس تحریک کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ صرف خطبہ کے وقت ہی کیوں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جائے اور نماز و اذان کی قرأت کا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ دور کے نمازی کیوں محروم رہیں؟

ایک طرف تو مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام دین الفطرت ہے دوسری جانب سائنس کی ایجادات سے فائدہ اٹھانے پر جائز و ناجائز کی بحث چھیڑی جاتی ہے۔

تاہم اب جبکہ خطبہ کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنانے پر علمائے کرام متفق ہو گئے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ جمعہ اور عیدین کے خطبے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسلمانوں تک نہ پہنچیں، خصوصاً عید اضحیٰ کے خطبہ کے لئے تو جامع مسجدوں اور عیدگاہوں کے اماموں اور متولیوں کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے، اور عربی خطبوں کے بعد اردو میں حالات حاضرہ پر ضروری خطبوں کا انتظام ہونا بہت ضروری اور مفید ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ پورے اسلامی ہند میں کے امام خطبہ دیتے

## ریڈیو کی "اسلام نوازیاں"

بخاری گردی نے اردو زبان اور مسلمانوں کے حقوق کو آل انڈیا اور یو۔ پی کے قابل ہندو مسلمانوں کے حقوق کو جس طرح پامال کیا گیا ہے، اس کی مثال دہا سبھائی راج میں بھی مشکل سے ملے گی۔

خیال تھا کہ اب سر اکبر حیدری کے محکمہ میں یہ محکمہ آگیا ہے شاید کچھ انصاف ہو لیکن افسوس کے ساتھ اعتراف کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک تمام امیدوں پر پانی پھر رہا ہے کہا جاتا ہے کہ سر اکبر حیدری جب بمبئی کے ریڈیو اسٹیشن کے معائنہ کے لئے گئے، تو مسٹر بخاری نے چار روز پہلے بمبئی پہنچ کر سر اکبر کے اعزا کو ہموار کیا، اور سر اکبر سے مطمئن ہو گئے، اور غالباً یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اخبارات کی چیخ و پکار جس طرح پہلے بے اثر تھی، اسی طرح آج بھی ہے۔ ریڈیو پر جو الزامات لگائے گئے ہیں، ان کی تردید کی جرأت مسٹر بخاری کے بھاٹ میں بھی نہیں ہے۔

مسٹر بخاری کی اسلام نوازیوں کو جس طرح میں نے گنوایا ہے اگر اس غلام ملک کے علاوہ کسی آزاد ملک کا کوئی اخبار لکھتا تو بخاری اینڈ کمپنی کا بستر کبھی کا گول ہو چکا ہوتا، لیکن غلامی صد عیب است اسی لئے کہا گیا ہے۔

مسٹر بخاری کا اسلامی کارنامہ ایک اور ملاحظہ کیجئے کہ حاجیوں کی معلومات کے لئے سفر حج اور مصارف حج اور ہدایات سفر حج پر کوئی تقریر اس سال براڈ کاسٹ نہیں کی گئی، کیونکہ سال گزشتہ حضرت علامہ سید محمد اسماعیل صاحب غزنوی آل انڈیا پلگرم پروٹیکشن لیگ (راہ دان کے بااہمیت موضوع پر ہندوستان میں کوئی دوسرا مسلمان تقریر کے لئے نہیں مل سکتا تھا) سے تقریر براڈ کاسٹ کرنے کی درخواست کی گئی۔ مولانا نے تقریر کا افتتاح اذن للناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا سے کیا۔ لیکن بخاری گردی کا یہ ادنیٰ شاہکار ملاحظہ ہو کہ مولانا سے کہا گیا کہ وہ کلام اللہ کی یہ آیت اپنے مضمون سے علیحدہ کر دیں، تو اس کو براڈ کاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ مولانا کی غیور طبیعت نے ریڈیو کے اہلکار کا یہ حکم ماننے سے انکار کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریر کسی ملازم نے حسب منشا قطع برید کر کے پڑھی، اور بطور جرمانہ اس سال حج جیسے اہم رکن اسلام کے متعلق ایک تقریر بھی براڈ کاسٹ نہیں ہوئی حتیٰ کہ حاجیوں کی روانگی کے متعلق سرکاری کمیونک بھی دو روز کے بعد صرف انگریزی زبان میں براڈ کاسٹ ہوا۔ اور اب تو مسٹر بخاری کی پنجابی ٹولی کی جرأتیں یہاں تک بڑھ گئی ہیں کہ جمعہ کے روز مجلس کا افتتاح کلام اللہ سے ہوا کرتا تھا یہی نہیں کہ گیتا سے کلام اللہ کے پانچ منٹ کم کئے۔ بلکہ کلام اللہ کی توہین کرنے کے لئے کلام اللہ سے پہلے گانا شروع کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بخاری صاحب نے دیکھا ہوگا کہ تمام اسلامی مجالس کا افتتاح کلام اللہ سے ہوا کرتا ہے، پھر جمعہ کے روز تلاش کر کے ایسی بھری آواز کے گانے والے بھرتی کئے جاتے ہیں کہ پورے ہفتہ کے پروگرام کا کوڑا مسلمانوں ہی کے سر پھینکنا ضروری ہوتا ہے اس سے زیادہ فرض شناسی اور اسلام نوازی بخاری صاحب کی اور کیا ہوگی؟

کیا مولانا سالک صاحب مدیر انقلاب جو "کافر کانگریسی مسلمان" سے زیادہ حقوق اسلام کی حفاظت کے مدعی ہیں، ہمت ہے کہ وہ ریڈیو کی اس "اسلام نوازی" کی تائید یا تردید کریں۔

## کانگریس پروگرام میں تبدیلی

دورا دل کے سیتہ گرہی لیڈروں کی رہائی کے بعد واردھا میں مہاتما گاندھی سے ملاقات کے بعد مسٹر راج گوپال اچاریہ اور مسٹر ستیہ مورتی وغیرہ لیڈران کی سرکردگی میں زبردست پراپیگنڈا ہو رہا ہے کہ کانگریس اپنے پروگرام میں تبدیلی کرے، انتہا پسند جماعت یہ چاہتی ہے کہ عام سول نافرمانی شروع کر کے حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ ہندوستان کے مطالبات تسلیم کرے، ایک دوسرا طبقہ پارلیمنٹری جد و جہد پر یقین رکھتا ہے، لیکن میں ایک تیسرا بھی پیش کر رہا ہوں جو ان دونوں سے کسی طرح کم اہم نہیں ہے، اور وہ یہ ہے کہ نازی سیلاب ہندوستان کی سرحدوں کی طرف پوری تیزی سے بڑھ رہا ہے، اور حکومت کی حماقت سے ہندوستان میں جو مارشل اسپرٹ ہونی چاہئے تھی، وہ نہیں ہے۔

ہندوستان کو ایک طرف جاپان سے خطرہ ہے، اور دوسری طرف قاف کے راستے ایران کے ذریعہ جرمنی افواج کا سیلاب نظر آتا ہے، حکومت اپنے فرض کو ادا کر رہی ہے، لیکن باشندگان ہند کا بھی کچھ فرض ہے، اور اس فرض کی انجام دہی کانگریس کے ذمہ ہے، اور وہ فرض ہندوستان کا ڈیفنس ہے، جس کے لئے ہر محب وطن ہزارہا شکایتوں کے باوجود حکومت سے تعاون کرنے پر مجبور ہے۔ ایسی صورت میں کہ غیر ملکی حملہ ہندوستان کی سرحدوں کے قریب پہنچ گیا ہے کانگریس جیسی محب وطن جماعت کا ہندوستان کی مدافعت میں حصہ نہ لینا بہت ہی افسوسناک ہے۔

ہندوستان پر اگر حملہ ہو، خواہ کسی طرف سے ہو، تو اس وقت ہندوستان کو دو خطرے ہوں گے، ایک بیرونی حملہ آور کا خطرہ ہوگا، اور دوسرے فرقہ وارانہ اور طبقہ وارانہ فسادات کا خطرہ جو سرمایہ داروں اور لیگ اور مہاسبھا کی شرارتوں کا نتیجہ ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر کانگریس جو اس ملک کی سب سے با اثر طاقتور غیر فرقہ وارانہ آرگنائزیشن ہے۔ دور سے کھڑی تماشہ دیکھتی رہی، اور ملک کو تباہ و برباد ہونے دیا گیا تو خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ اس کا اثر ملک کی آزادی اور امن پر کیا پڑیگا!

یہ نظریہ ایسا نہیں ہے جو نظر انداز کیا جا سکے، اور میں اس کو مقدم الذکر نظریہ سے زیادہ اہم اور ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ میرے نزدیک حب وطن کا تقاضہ یہی ہے کہ ہندوستان کے ڈیفنس کو اتنا مضبوط کر دیا جائے کہ غیر ملکی حملہ آور کو خواہ وہ کوئی ہو، مادر وطن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہو۔ انگریز کو اور اس کے سامراج کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں، اور دو سو برس کی غلامی میں برٹش سامراج کی نبضوں کو ہم نے ٹٹول لیا ہے، اور پھر یہ راز معلوم ہو گیا ہے کہ انگریز سے آزادی کس طرح حاصل کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم آقاؤں کی تبدیلی نہ چاہتے ہوئے پر امن ذرائع سے آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور اس آزادی حاصل کرنے کے لئے ہم کو ہندوستان کے حملہ آور کا پوری طاقت کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ ہمیں انگریزوں سے شکایات ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ شکایات نہایت اہم ہیں، لیکن ان شکایات کے ازالہ کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سر دست پارلیمنٹری پروگرام کو فوراً قبول کر لیا جائے، اور تا اختتام جنگ آزادی کی جد و جہد اسی کے ذریعہ جاری رکھی جائے۔

مہاتما گاندھی سے مشورہ ہونے کے بعد خیال کیا جاتا ہے کہ سیاسی قیدی اور نظر بند جلدی رہا کر دیئے جائیں گے، اور اگر حکومت کے تدبر کا بالکل ہی دیوالہ نہیں نکلا ہے تو یقیناً سینہ چاک ...

سے سینہ چاک مل چکے ہوں گے، اور مسٹر راج گوپال اچاریہ اور مسٹر شیخ مدنی اور حضرت علامہ ابوالکلام آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو کی رہنمائی میں کانگریس ہائی کمانڈ اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبران کو اس پر غور کرنا پڑے گا کہ ملک کو فرقہ وارانہ اور طبقہ وارانہ فسادات سے کیونکر محفوظ رکھا جائے۔ اور اگر جاپان یا جرمنی کا حملہ ہو تو اس کا مقابلہ کیونکر کیا جائے۔ ان تمام باتوں کے لئے طاقت کا ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔ اور طاقت صرف اسی صورت میں ہاتھ میں آسکتی ہے کہ کانگریس وزارتیں پھر سنبھالے۔ اور حکومت بعد از جنگ آزادی کامل کا اعلان کرے، کہ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔

## مسٹر ساورکر کا ہذیان

آسام میں پراونشل ہندو مہاسبھا کا اجلاس زیر صدارت مسٹر ساورکر منعقد ہوا، جس میں بہت ہی دلچسپ تجویزیں پاس ہوئیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) کثرت سے ہندوؤں کو فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے۔

(۲) مردم شماری میں ہندوؤں کی تعداد بہت گھٹ گئی ہے لہذا آسام کی مردم شماری دوبارہ ہونی چاہیئے۔

(۳) مسلمانوں کی آمد آسام پر اعتراض۔

(۴) ہندو تارکین وطن کے لئے مساوی حقوق کا مطالبہ۔

ان تجاویز پر میرے تاثرات یہ ہیں۔

(۱) اگر ہندوؤں کو خدمت وطن کے جذبہ کے ماتحت فوج میں بھرتی کرایا جائے، تو کسی محب وطن کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس فرقہ پرستانہ جذبہ کی کون شریف انسان تعریف کر سکتا ہے کہ چونکہ فوج میں ساٹھ فیصدی تناسب مسلمانوں کا ہے، اس لئے اس تناسب کو ختم کر کے مہاسبھائی ہندوؤں کو فوج پر قابض کیا جائے، تاکہ فوج کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کی جاسکیں۔

(۲) مسلمانوں کو بھی یہی شکایت ہے کہ ان کی تعداد بہت گھٹا کر لکھی گئی ہے۔ اس لئے نہ صرف آسام کی بلکہ تمام ہندوستان کی مردم شماری دوبارہ ہونی چاہیئے اور کارکنوں میں ہندو مسلمان مساوی ہونے چاہئیں۔ تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم ہو سکے۔

(۳) چونکہ آسام میں مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اس لئے مسٹر ساورکر آسام میں مسلمانوں کی آمد برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن حکومت کے لئے یہ ممکن ہے اور نہ مسٹر ساورکر کی امت کے لئے۔ مسلمان نہ پہلے کسی کے روکے رکا ہے، نہ اب رک سکتا ہے، پھر یہ بیکار غوغا کیوں ہے؟

(۴) چونکہ ہندوؤں کے لئے آسام میں کیوں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں، اس لئے کہ وہ ہندو ہیں، کیا اسی کا نام انصاف ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ساورکر کو فرقہ پرستی کا بخار ایک سو دس ڈگری پر ہے، بہتر ہوتا کہ اس شخص کو عجائب خانہ میں رکھا جاتا، یا دماغی امراض کے شفاخانے میں، تاکہ ہذیانی حالت درست ہوتی، یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے مسلم لیگ زندہ ہے، اور ہر شخص اس کا مداح بن رہا ہے۔

## میسور کی مسجد

ریاست میسور کا شمار ان ریاستوں میں ہوتا ہے، جو فرقہ پرستی کی لعنت سے دور کہی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ریاست کے متعلق شکایت نہیں ہوتی۔

لیکن ۳۰ نومبر کے منشور (لیگ کا سرکاری آرگن) سے معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ حکومت میسور نے تکبر پیٹھ کی مسجد کے متعلق ۱۳ جون کے میسور گزٹ میں یہ حکم شائع کیا ہے۔

"تکبر پیٹھ کی مسجد کو اس کی موجودہ جگہ سے ہٹا دیا جائے۔"

اس حکم کے بعد ریاست کے وزیر مالیات سے مسلمانان ریاست کا ایک وفد ملا، اور ان کی خواہش کے مطابق ایک میمورنڈم کے ذریعہ مساجد کے متعلق احکام شرعی تفصیل سے بیان کر دیئے کہ مسجد ہر حالت میں مسجد رہتی ہے، وہ کسی صورت میں منتقل نہیں ہو سکتی ازل سے ابد تک مسجد رہتی ہے، اور مسجد کا انہدام مسلمان کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کریں گے۔

یہ تمام حالات محض اس وجہ سے پیدا ہوئے ہیں کہ ایڈمنسٹریشن میں مہاسبھائیوں کا زور ہے۔ لہذا مہاراجہ صاحب میسور کا فرض ہے کہ وہ فوراً مداخلت کریں، اور حالات کو خراب ہونے سے پہلے ان پر قابو پا جائیں، اور اپنی نیک نامی اور بلاتعصبی کی روایت کی حفاظت کے لئے رنجیدگی پیدا ہونے سے پہلے اس حکم کو منسوخ کریں کہ مسجد ہو یا مندر، گرجا ہوں یا گوردوارے، ان کا احترام ہر حکمران کا فرض ہے۔ مسجد کو اس لئے منہدم کر کے منتقل کرنا کہ اس راستہ سے ہندو باجہ بجاتے ہوئے گزرتے ہیں، اور ان کو مسجد کے آگے باجہ روکنا پڑتا ہے، لہذا مسجد کا وجود ہی مٹا دیا جائے، نہ دانشمندی ہے نہ راج نیتی ہے، نہ انصاف ہے۔

اگرچہ ریاست کا حکمران ہندو ہے لیکن وہ ہندو ہونے کے علاوہ والی ریاست بھی ہے، جس کی رعایا میں ہندوؤں کی طرح مسلمان بھی ہیں، اور ان کے مذہبی فرائض بھی ہیں، جن کی حفاظت مہاراجہ کا فرض ہے۔

کیا مہاراجہ میسور کو نہیں معلوم کہ میسور کو چار چاند لگانے والا حیدر علیؒ اور ٹیپو سلطان اسی سرزمین پر حکمران تھے جن کا تاج مسلمانوں کی بدبختی سے آج ان کے سر پر ہے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کے پڑوسی تاجدار دکن نے ہندو رعایا کے ساتھ کیسا اعلیٰ درجہ کا سلوک روا رکھا ہے۔ پھر بھرت پور اور شہید گنج کی تاریخ کا اعادہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دینا نہ ان کی نیک نامی کے لئے مفید ہے، اور نہ ریاست کے امن کے لئے ضروری ہے۔ لہذا جتنے جلدی ہو سکے، اس حکم کو منسوخ کر کے مسلمانوں کو مطمئن کرنا چاہیئے کہ انصاف اور راج نیتی کا تقاضا یہی ہے۔

## بنگال پراونشل ہندو کانفرنس

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی ورکنگ صدر ہندو مہا سبھا کی صدارت میں بنگال ہندو پراونشل کانفرنس کا اجلاس بردوان میں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں جو زہر اگلا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فرقہ پرستی میں اپنے استاد ڈاکٹر مونجے سے بھی بازی لے جانا چاہتے ہیں کہ ان کی ایسی ہی تقریروں کا انجام کتنا خوفناک ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر مکرجی کی تقریر کا ماحصل یہ ہے:۔

(۱) کانگریس نے مسلمانوں کو بے جا رعایتیں دیں۔

(۲) تحریک خلافت میں کانگریس نے شریک ہو کر ہندو مفاد کو نقصان پہنچایا۔

(۳) وزارتیں ترک کر کے ہندوؤں کو نقصان پہنچایا۔

(۴) مسلم صوبوں کی اکثریت میں وزارتیں قائم ہیں۔

(۵) ہندو سنگھٹن کی بنیاد پر ہندوستان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

(۶) کمیونل ایوارڈ کی مخالفت نہ کر کے کانگریس نے ہندوؤں کو نقصان پہنچایا۔

توقع نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مہا سبھائی جوش میں کسی صحیح بات کو قبول کریں۔ فرقہ پرستی ایک بیماری ہے جس میں سستی شہرت آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے، لیکن اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو خود ان کو اپنی تقریر ایسی مہمل اور لغو نظر آئے گی کہ منطقی دلائل کے سامنے ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ مثلاً ان کا جواب یہ ہو سکتا ہے،

(۱) کانگریس نے کبھی مسلمانوں کے ساتھ رعایت نہیں کی، بلکہ سمجھوتہ میں ہمیشہ مسلمانوں کے مطالبات میں کمی کی، جس کا اعتراف ہر شریف اور دیانتدار ہندو کو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں میں مقبول ہوتی اور آج کانگریسی مسلمان ایک ایسی مشکل پوزیشن میں ہیں کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوی چونکہ بالکل بے دلیل ہے، اس لئے خارج۔

(۲) تحریک خلافت میں کانگریس مسلمانوں کے خوش کرنے کے لئے نہیں شریک ہوئی تھی، بلکہ پنجاب میں مارشل لا کے زمانہ میں جو ظلم ہندو مسلمانوں پر مشترکہ ہوا تھا، اس میں انصاف حاصل کرنے کا ذریعہ تحریک خلافت میں شرکت تھی، تاکہ عوام تک کانگریس کا پیغام پہنچے، اور کانگریس جو اس وقت تک صرف چند جنٹلمین پوشوں، سرمایہ داروں، وکیلوں کی جماعت تھی، مسلمانوں کے دردپے اور بے پناہ ایثار سے عوام کی جماعت بن کر موجودہ اقتدار ملک اور حکومت میں حاصل کر سکی، جو اس سے پہلے ناپید تھا۔

(۳) وزارتیں ترک کرنے سے اگر نقصان پہنچا ہے، تو کیا اس نقصان میں مسلمان شریک نہیں ہیں، اور کیا مسلمان وزراء نے کانگریس سے بغاوت کی؟ اگر نقصان ہوا ہے تو دونوں قوموں کا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کا یہ اصول بھی غلط ثابت ہوا۔

(۴) یہ بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ صوبہ سرحد سب سے بڑا اسلامی صوبہ ہے، لیکن وزارت وہاں بھی قائم نہیں ہے۔

جن اسلامی صوبوں (پنجاب، بنگال، آسام) میں وزارتیں قائم ہیں، وہ کسی مسلم لیگی یا کانگریسی اصول پر نہیں ہیں، بلکہ ان کی وزارتیں مہاسبھائی ممبروں کی طاقت سے قائم ہیں، کیونکہ لیگی اور مہاسبھائی ممبروں کے مقاصد مل گئے ہیں، اس لئے وزارتیں قائم ہیں، اس میں کانگریس کا کیا قصور ہے؟ اگر مہاسبھائی ممبر لیگیوں سے تعاون نہ کریں، تو ایک دن بھی مذکورہ صوبوں میں وزارتیں قائم نہیں رہ سکتیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہاسبھائی ممبر کتنے بے اصول ہیں، اور اپنے کاز کے لئے ان میں قربانی اور ایثار کا جذبہ بالکل مفقود ہے۔

(۵) یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ جب تک ہندو سنگھٹن کی ولادت نہیں ہوئی تھی، ہندو مسلمانوں کی الجھی ہوئی گتھیاں کانگریس ہی کے ذریعہ آسانی سے سلجھ جاتی تھیں، لیکن جس دن سے ہندو سنگھٹن کی بنیاد پڑی، مسلمانوں میں کانگریس سے بے اعتمادی پیدا ہوئی، اور ملک کی غلامی کی میعاد میں اضافہ ہوا، جس کی ذمہ داری صرف ہندو مہاسبھا پر ہے۔

(۶) کمیونل ایوارڈ کی مخالفت میں مہاسبھا نے کون سی کمی کی ہے، جو کانگریس پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کمیونل ایوارڈ مہاسبھا کی وجہ سے زندہ ہے، اور جب تک مسلمانوں سے انصاف نہ ہوگا وہ ضرور ہی رہے گا۔

ڈاکٹر مکرجی کے خطبہ صدارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو مہاسبھا میں اور کانگریس میں کوئی فرق نہیں سمجھتے، یہی نظریہ مسٹر جینا اور لیگ کا ہے، تضاد کے ساتھ اتحاد عمل کی اس بے نظیر مثال کو سامنے رکھئے اور غور کیجئے کہ کانگریس کو سمجھنے میں دونوں ہی نے غلطی کی ہے، یا بے ایمانی کی ہے۔ کانگریس نہ ہندو ہے نہ مسلمان، وہ ہندوستان کی تمام اقوام کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے، جس قوم کے افراد اس پلیٹ فارم پر زیادہ تعداد میں پہنچ کر قبضہ کریں گے، اس قوم کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی قربانیوں سے عیار مہاسبھائی فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور ان ہی کی اکثریت کانگریس اسٹیج پر قابض ہے، جس کی وجہ سے جائز طور سے مسلمانوں کو کانگریس سے شکایات ہیں، اور اس کا علاج ایک اور صرف ایک ہے، اور وہ یہ کہ اس کثرت سے مسلمان کانگریس میں شریک ہوں کہ ان مہاسبھائی کھدر چھاپ قسم کے کانگریسی ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کرنے کی جرات نہ ہو۔

## گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز

اردو کی اس ضرب المثل کا اطلاق مسٹر جینا کی اس دورنگی پر ہے کہ مرکزی اسمبلی کا تو بائیکاٹ کیا جائے، لیکن صوبوں کی اسمبلی میں راج کیا جائے۔ کیا صوبوں کی حکومتیں پاکستان میں ہیں، جو مسٹر جینا ان کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کرتے۔

پبلک مفاد کا تقاضا ہے کہ مسٹر جینا اپنی اس دو رنگی اور بے اصولی کی وجہ بیان کریں کہ کیوں انہوں نے کانگریس کی تقلید میں صوبوں کی اسمبلیوں کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا۔

## سیاسی قیدیوں کی رہائی

۴ دسمبر کو توقع کے مطابق سیاسی قیدیوں کی رہائی کا اعلان ہو گیا لیکن اس اعلان کی عجیب خصوصیات یہ ہیں :-

(۱) نظر بند رہا نہیں کئے گئے۔

(۲) وہ قیدی رہا کئے گئے، جنہوں نے جنگ کے خلاف نعرے لگائے۔

(۳) حضرت علامہ آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو اس کلیہ سے مستثنیٰ قرار دے کر رہا کئے گئے۔

(۴) احراری قیدیوں کو رہا نہیں کیا گیا۔

(۵) خاکسار قیدیوں کو رہا نہیں کیا گیا۔

(۶) فارورڈ بلاک کے قیدی رہا نہیں ہوئے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیاسی قیدیوں کی رہائی سے جو پرسکون فضا سمجھوتہ کے لئے پیدا ہونی چاہیئے تھی، وہ نہیں ہوئی، اور وہی مثل صادق آئی کہ

"بکری نے دودھ دیا لیکن مینگنیوں بھرا"

## امام جی کی سرکاری کرامت

مرکزی اسمبلی میں اس وقت دو بل دہلی کے اوقاف کے تحفظ کے لئے پیش ہیں۔ ایک کنور تحسین علی خاں کا، دوسرا مولوی عبدالغنی کا۔ کنور صاحب کے بل کی تائید : اس وقت کی تھی، جس وقت مولوی عبدالغنی صاحب کا بل اسمبلی میں پیش نہیں ہوا تھا، لیکن مولوی عبدالغنی صاحب نے دہلی کے اوقاف کے تحفظ کے لئے ایک جامع اور مفید بل سال گزشتہ اسمبلی میں پیش کیا جس کی تائید تمام ہندوستان میں ہو رہی ہے، مسلمان اخبارات اس کی حمایت میں لکھ رہے ہیں، ہزارہا مسلمانوں کے جلسوں میں اس کی تائید ہو رہی ہے، لیکن چونکہ اس بل کی وجہ سے امام جی اور ان کے حواریوں کی گرفت اوقاف پر ڈھیلی پڑتی ہے اور تغلب اور خیانت کے مواقع نہیں رہتے ہیں، اس لئے امام جی کی سرکاری کرامت کا ظہور ہے سنا ہے امام جی نے اپنی سرکاری خدمات کی دہائی دے کر بعض افسران کو مولوی عبدالغنی صاحب کے بل کی مخالفت کے لئے آمادہ کر دیا ہے۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حکومت یا اس کے ملازم امام جی کی حمایت میں رائے عامہ کی مخالفت ایک خالص اسلامی معاملہ میں کن اغراض کے لئے کر سکتے ہیں، اوقاف مسلمانوں کے ہیں، اور مسلمان ہی یہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اوقاف کے تحفظ کے لئے کون سا بل مفید ہو سکتا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت کیوں اپنی ٹانگ اڑانے کی کوشش کرتی ہے۔

خدا کرے یہ خبر غلط ہو، اور نا واقف حکام اپنی غیر جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے اوقاف بل کے معاملہ کو صرف مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ کر امام جی کی حمایت کے لئے اپنے دماغ پر اثر نہ ڈالیں، اور اس جنگ کی حالت میں مسلمانوں میں رائے عامہ کو اپنے خلاف کریں۔

## رسول نمبر تیار ہے

پیشوا ۱۹۲۲ء سے جاری ہے، اور خدا و ند قدوس کے فضل سے ہر سال پیشوا کا رسول نمبر نہایت کامیابی سے شائع ہوتا ہے۔

اس سال کا رسول نمبر لسان الحسان حضرت علامہ ضیاء القادری صاحب بدایونی نے مرتب کیا ہے، پورا رسول نمبر منظوم ہوگا، اور ساری سیرت سرورِ کائنات فخر موجودات صلعم نظم ہوگی، جس کے غالبا چار ہزار شعر ہوں گے۔

حضرت علامہ ضیاء القادری صاحب یوپی کے کہنہ مشق ادیب اور بدایوں کے علم دوست خاندان کے ممتاز فرد ہیں، بڑے عبادت گذار، دین دار اور متقی ہیں، دنیائے شعر و ادب میں بہت ممتاز ہیں بہت کہنہ مشق ہیں۔ سیرت پاک سے خاص تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارا کلام عشق و محبت، سوز و گداز میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔

اس وقت تک کوئی میلاد نامہ نظم میں میری نظر سے نہیں گذرا، چہ جائیکہ کسی رسالہ کا کوئی سیرت نمبر، اور میری بڑی تمنا تھی کہ سیرت نبوی نظم میں شائع ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ مدت کی خواہش پوری ہوئی، اور میں حضرت علامہ سے اس پیرانہ سالی میں تاجدار مدینہ صلعم کی سیرت نظم میں لکھوانے میں کامیاب ہوا۔ اب میں فخر و مسرت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ سالِ آئندہ کا رسول نمبر اپنی خصوصیات معنوی، لٹریری افادیت، سوز و گداز کے اعتبار سے اس وقت تک کے تمام رسول نمبروں سے بڑھ چڑھ کر ہوگا، اور دنیائے شعر و ادب کا شاہکار ہوگا، اور ہندوستان کے ہر حصہ کی مجالس میلاد میں یہ منظوم ولادت نامہ پڑھا جائے گا، جس کا کوئی شعر بغیر درود پڑھے اور بے وضو نہیں لکھا گیا۔

فردوسی نے شاہنامہ لکھ کر دنیائے ادب میں لازوال شہرت حاصل کی، حضرت علامہ ضیاء کا یہ میلاد نامہ فردوسی کے شاہنامہ سے بہت بلند ہوگا کیونکہ جن کے حالات لکھے گئے ہیں، وہ بھی تو دنیا میں سب سے افضل ہیں۔ اور ان ہی کی شان میں ورفعنا لک ذکرک آیا ہے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ منظوم میلاد نامہ زیادہ ضخیم شائع ہو تو آپ کا یہ فرض ہے کہ

(۱) کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر کے ان سے قیمت وصول کر کے منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام بھیج دیجئے۔

(۲) ایک جلد مسلم شریف کی فوراً خریدیئے، یا کسی کو خریدنے پر آمادہ کیجئے تاکہ اس طرح جو روپیہ آئے، اس سے رسول نمبر کیلئے کاغذ خرید لیا جائے، ورنہ بہت ممکن ہے کہ وقت پر روپیہ ہو لیکن مارکیٹ میں کاغذ نہ ہو، اور کاپیاں لکھی ہوئی تیار ہوں، لیکن کاغذ کی کمیابی کی وجہ سے ضخامت کم کی جائے۔

لہذا تمام خریدار صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ہر دو مذکورہ تجاویز پر اسی ہفتہ عمل کریں، تاکہ کاغذ دو چار مہینہ کے لئے خریدا جا سکے۔

# احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

گذشتہ سے پیوستہ

## (۸۱) معاشرتِ ازواج کا بیان

1 الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض و بما انفقوا من اموالہم فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ. التی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیا کبیرا. وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا.

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی دی ہے، اور نیز اس لئے بھی کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ نیک عورتیں اپنے شوہروں کی وفادار رہتی ہیں، اور اللہ کی حفاظت سے پیٹھ پیچھے حفاظت کرتی ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، ان کو سمجھاؤ ان کے ساتھ ہم بستری موقوف کردو اور ان کو مارو۔ اگر وہ مان جائیں تو الزام کے پہلو نہ ڈھونڈو۔ بیشک اللہ غالب اور بڑا ہے۔ اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پھوٹ پڑنے کا ڈر ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے مقرر کردو۔ اگر یہ دونوں (یعنی پنچ) اصلاح چاہیں تو اللہ ان میں موافقت کرادے گا۔ اللہ سب کچھ جانتا اور سب کی خبر رکھتا ہے۔

**تفسیر**۔ حضور صلعم نے مدینہ کے مسلمانوں میں سے جن بارہ لوگوں کو اپنا نقیب مقرر کیا تھا ان میں سے ایک سعدؓ بن ربیع تھے۔ ایک روز انہوں نے اپنی بیوی حبیبہؓ بنت زید بن زبیر کے منہ پر طمانچہ مارا، اس زمانہ میں حضور صلعم چونکہ عورتوں کا غیر معمولی لحاظ فرمایا کرتے تھے، اور ان کے حقوق کی حفاظت میں اکثر کوشاں رہتے تھے، اس لئے حبیبہؓ بنت زید خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں یا ان کے باپ ان کو حضورؐ کی خدمت میں لائے اور واقعہ بیان کیا، حضورؐ نے واقعہ سنکر حکم دیا کہ سعدؓ بن ربیع سے انتقام لیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور حضورؐ اور عام مسلمانوں کو خدا نے یہ بتایا کہ عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنی چاہیئے اس لئے کہ مرد حاکم کی حیثیت رکھتے ہیں، اور دنیوی انتظام کے لئے ضروری ہے کہ ایک پر ایک حاکم رہے۔ خداوند تعالےٰ نے مردوں کی حکومت کی دوسری وجہ یہ بتائی کہ مرد چونکہ عورتوں کے لئے کماکر لاتے ہیں، اور عورتیں اپنے شوہروں کی کمائی سے اپنے مصارف پورے کرتی ہیں، اس لئے بھی مردوں کو عورتوں پر حکومت کا حق حاصل ہے، ایسی حالت میں عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ عورت کی تنبیہ کے لئے اگر شوہر نے اس کو مارا ہو تو مرد سے اس کا انتقام لیا جائے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر حضور صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا: "میں سعدؓ بن ربیعؓ کو سزا دینا چاہتا تھا، اور خدا کا حکم اس کے خلاف آیا، اور خدا ہی کا حکم ہر حال میں بہتر و برتر ہے۔ یہ فرماکر حضورؐ نے قصاص کے حکم کو واپس لے لیا۔

اس زمانہ میں جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، قتل سے کم کے زخموں اور مارپیٹ کی سزا بھی مقرر تھی، اس آیت میں میاں بیوی کے معاملات میں معمولی مارپیٹ وغیرہ کے قصاص کو منسوخ کردیا گیا چنانچہ فقہا کا بیان ہے کہ زخم رسانی اور قتل کی سزا تو میاں بیوی کو دی جائے گی، لیکن معمولی مارپیٹ کی کوئی سزا نہیں ہے۔

آیت میں بتایا گیا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ علماء نے فضیلت کی وجہ یہ بیان کی ہیں کہ مرد عقلمند اور صاحب عزم و حزم ہوتا ہے سپہ گری کے فنون سے واقف اور مضبوط ہوتا ہے۔ روزہ اور نماز کو کامل طریقہ پر ادا کرتا ہے۔ نبوت، خلافت، امامت اذان، خطبہ، جماعت اور تکبیرات تشریق اس کے لئے مخصوص ہیں۔ حدود اور قصاص میں اس کی شہادت معتبر ہوتی ہے

میراث میں وہ عورت سے دُگنا حصہ پاتا ہے، وہ نکاح وطلاق کا مالک ہوتا ہے، نسب مرد ہی کا معتبر ہوتا ہے، اور نسل اُسی سے چلتی ہے۔

آیت میں مرد کے جو فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہ یہ ہیں کہ مرد اپنے مال یا اپنی کمائی کو عورتوں سے نکاح کرنے، عورتوں کا مہر ادا کرنے، اور ان کے مصارف خورد و نوش کو پورا کرنے پر خرچ کرتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ جو شخص کسی پر اپنا مال خرچ کرتا ہے، وہ اس کا حاکم ہوتا ہے۔

آیت میں عورتوں پر مردوں کی جو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، وہ دو قسم کی ہیں، ایک تو یہ کہ عورتیں شوہروں کی اطاعت گذار و وفادار ہوتی ہیں، اور دوسری یہ کہ عورتیں مردوں کی محکوم ہوتی ہیں، اور نافرمانی ان کے لئے ممنوع ہے۔ چنانچہ فالصالحات قانتات میں بتایا گیا ہے کہ نیک عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت گذار ہوتی ہیں، اور شوہروں کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کی پوری پوری حفاظت کرتی ہیں، جن کی حفاظت ان کے ذمہ فرض ہوتی ہے، مثلاً اپنی شرمگاہ اور جسم کی حفاظت، اور شوہر کے گھر اور مال کی حفاظت اور اس کے بچوں کی نگرانی اور حفاظت۔ چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک روز حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ "بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو (یعنی شوہر) اس کی طرف دیکھے تو اس کے چہرہ کا دلکش منظر تجھ کو خوش کر دے یا عورت خود پیار و محبت کا مظاہرہ کرکے تیرے قلب کو مسرت سے لبریز کر دے، اور جب تو اس کو کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، اور جب تو مجھ سے غائب ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس کی پوری پوری حفاظت کرے۔" اور اس کے بعد حضور صلعم نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر سنائی۔

بعض مفسرین کا بیان یہ ہے کہ حافظات للغیب سے مراد شوہر کے اسرار کی حفاظت ہے۔ اس صورت میں اس جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ خداوند تعالے شوہروں کے اسرار کی حفاظت میں عورتوں کی مدد فرمائے گا۔ ایک اور معنی اس جملہ کے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ خداوند تعالے نے مرد پر مہر، نفقہ اور حفاظت کے جو فرائض عائد کئے ہیں عورتیں ان کی محافظ رہیں گی، اور شوہروں کو ان سے منحرف نہ ہونے دیں گی یا عسرت و تنگی میں مرد کو تنگ نہ کریں، اور اپنے حقوق کے عدم ادائیگی کے راز کو ظاہر نہ ہونے دیں گی۔

(باقی آئندہ)

# ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایسے لوگوں سے توبہ کی امید چونکہ غیر متوقع ہے اور نصیحت بے فائدہ۔ اس لئے خداوند تعالےٰ سے ان کی مغفرت کی توقع کیونکر کی جاسکتی ہے خدا کا طریقہ اور نظام تو یہ ہے کہ وہ خلوص سے توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رجوع کرنے والوں کی طرف رجوع ہوتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ نصیحت و ہدایت سے وہی اثر پذیر ہوتا ہے جس کا ضمیر مردہ نہ ہوا اور جس کی اہلیت و استعداد ضائع نہ ہوگئی ہو، اور وہ دینی توہین یا دین سے بے پروائی کا مرتکب نہ ہوا ہو۔

جن لوگوں کا ضمیر مردہ ہوگیا ہے، جو دین کی پروا نہیں کرتے ہیں اور جن کی اہلیت و استعداد ضائع ہوگئی ہے، خداوند تعالےٰ ان کو اور ڈھیل دیتا ہے، اور ان کی گمراہی میں اضافہ کرتا رہتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

واما الذین فی قلوبھم مرض — جن لوگوں کے دلوں میں مرض
فزادتھم رجسا الی — نفاق ہے، ان کی خباثت پر اور
رجسھم وماتوا وھم کافرون — خباثت یہ سورۃ بڑھا دیتی ہے
اور وہ کافر ہی مرتے ہیں۔

جن لوگوں کی حالت یہ ہے ان کو معافی کیونکر مل سکتی ہے ان کا اعلانِ گناہ گویا دوسروں کے لئے دعوتِ عمل اور پیامِ تقلید ہے خصوصاً ایسے لوگوں کے لئے جن کا ایمان ضعیف اور عزم سست ہو یقیناً اس قسم کے لوگ ان کی راہ پر چل پڑیں گے، اور گناہ کے ارتکاب میں ایسے ہی دلیر ہوجائیں گے جیسے کہ یہ ہیں، نتیجہ یہ ہوگا کہ فتنہ اور فساد بڑھتا جائے گا، اور جرائم کے ارتکاب زیادہ ہونے لگیں گے اور ان تمام کا گناہ انہیں لوگوں کے سر پڑے گا جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے

ومن دعا الی ضلالۃ — جو شخص گمراہی کی دعوت دے
کان علیہ وزرھا ووزر — اس پر گمراہی کا اور جو اس پر عامل
من عمل بھا الی یوم القیامۃ — ہو اس کا گناہ عائد ہوگا اور
قیامت تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔

خدا نے اگر ان لوگوں کو توبۂ نصوح کی توفیق بھی مرحمت فرمائی اور وہ تائب ہوگئے، تب بھی ان لوگوں کے گناہوں سے کیونکر ان کو رستگاری نصیب ہوسکے گی، جنہوں نے گناہ کی زندگی ان کی زندگی سے حاصل کی ہے

حضور نے اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ اعلان و اظہار یا فحش و بے حیائی۔ یا دینی توہین و تذلیل۔ یا دین سے بے پروائی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان رات کو کوئی جرم یا ممنوع فعل کا ارتکاب کرے، اور اگرچہ اس کو رات کی تاریکی نے چھپا لیا ہو، لوگ اس سے قطعاً غافل اور نا آشنا ہوں، کسی آنکھ نے اس کو دیکھا نہ ہو بجز خداوند بزرگ و برتر کی آنکھ کے، اور بجز ان فرشتوں کے جو اعمال کی کتابت پر مامور ہیں، اس سے کوئی آگاہ نہ ہوا ہو، لیکن صبح ہوتے ہی وہ انسان اس عیب یا جرم کو لوگوں سے بیان کردے، یعنی جس جرم کو علام الغیوب اور ستار العیوب نے مخفی رکھا تھا، وہ اس کو ظاہر کردے، اپنے جرم کا واضح الفاظ میں اعتراف کرے اور اپنی بری عادتوں اور ناروا افعال سے لوگوں کو آگاہ کرکے اپنی عزت اور اپنی آبرو کو جو ڈھکے ہوئے کپڑے کے مانند پاک و صاف تھی جرم کی نجاست سے آلودہ کرلے اور شیطانی ناپاکی کو اپنے جسم پر تھوپ لے۔

انسان رات کو گناہ - جرم یا عیب کرتا ہے، اور صبح کو یار دوستوں کی صحبت میں شامل ہوکر - یا لہو و لعب کے مشاغل میں شریک ہوکر لوگوں سے کہتا ہے کہ رات کو میں نے فلاں عورت سے جماع کیا - فلاں شخص کی عزت برباد کی۔ شراب پی - جوا کھیلا، گویا وہ اس پردہ کو چاک کردیتا ہے جو خداوند تعالےٰ نے اس کے عیوب پر ڈال دیا تھا۔ اور گویا اس طرح وہ اپنے آپ کو مجرم ثابت کرتا اور ناروا افعال کا مرتکب قرار دیتا ہے، اور جو بدی اس نے تنہا یا کسی کے ساتھ شریک ہوکر کی تھی، اس کو سب میں پھیلا دیتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے یا جن کے قلوب معاصی سے زیادہ خوفزدہ نہیں ہوتے

ان میں ارتکاب جرم اور معاصی کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ بھی رات کی تاریکی میں ایسے ہی جرائم پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اور پھر جرم کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں۔

وہ شخص یقیناً انتہا درجہ کا احمق دبے وقوف ہے، اور انتہا درجہ کا بے باک اور بے پرواہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنے نفس کا دشمن اور انسانی شیطان ہے جو علانیہ گناہ کرتا ہو، یا مخفی گناہوں کو علانیہ بیان کر دیتا ہو، ہاں ایسا شخص بلا شبہ ان لوگوں میں شامل ہے، جن کے جرائم کو اللہ معاف نہیں فرماتے گا۔

اولٰئک الذین ابسلوا — ایسے لوگ اپنے اعمال کے سبب سے مبتلائے آفت رہیں گے

بما کسبوا لھم شراب — کفر کی وجہ سے انہیں کھولتا ہوا

من حمیم وعذاب الیم — پانی پینے کو ملے گا، اور ان پر

بما کانوا یکفرون ۔ — دردناک عذاب ہوگا۔

مسلمان بھائی! راہِ راست اختیار کر، معاصی سے اپنے آپ کو بچا۔ علانیہ کوئی برا کام نہ کر۔ دین سے بے پرواہ بن۔ اگر کوئی لغزش ہو جائے، تو اس کو مخفی رکھ، ممکن ہے خدا اس کو معاف کر دے، اگر تو اس سے توبہ کرے۔

(باقی آئندہ)

# سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۵۰) محبت الٰہی کا نشہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معروف کرخی رح کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ گویا وہ عرش الٰہی کے نیچے سو رہے ہیں پھر میں نے سُنا کہ خداوند تعالےٰ فرشتوں سے دریافت کر رہا ہے کہ "یہ کون شخص ہے"۔ فرشتوں نے عرض کیا "اے پروردگار تجھ ہی کو اس کا علم ہے"۔ خداوند بزرگ و برتر نے فرمایا کہ "یہ شخص معروف کرخی ہے جو میری محبت کے نشہ میں غافل و مدہوش ہے اور اس کو صرف میری ملاقات ہی سے ہوش آئے گا"۔

## (۱۵۱) شرف طاعت

ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رح کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا "اے ابو عبداللہؒ! خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا"؟ امام ممدوح نے فرمایا "خداوند تعالےٰ نے مجھ کو سونے کے تخت پر بٹھایا، اور مجھ پر جواہرات نثار کئے"۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک بزرگ نے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی کو خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ سفید لباس میں ملبوس ہیں اور سر پر تاج پہنے ہوئے ہیں، میں نے پوچھا "یہ لباس کیسا ہے"۔ فرمایا "شرف طاعت ہے"۔ پھر میں نے پوچھا "اور یہ تاج" فرمایا "علم کی عزت"۔

## (۱۵۲) خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کی عظمت کا بیان

ایک شخص کا بیان ہے کہ میرا ایک بیٹا جہاد میں شہید ہو گیا تھا میں نے اس کو صرف ایک روز خواب میں دیکھا یعنی اس دن جس دن کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اموی خلیفہ رح نے وفات پائی تھی میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا "بیٹا! کیا تمہارا انتقال نہیں ہوا تھا"؟ اس نے کہا "نہیں ابا جان! میں تو شہید ہوا تھا، اور خدا کے پاس زندہ ہوں، اور خدا کی عطا کی ہوئی غذا کھاتا ہوں"۔ میں نے پوچھا "آج تمہارا ادھر کیونکر آنا ہوا"؟ اس نے کہا "آج آسمانوں میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ "کوئی نبی، کوئی صدیق اور کوئی شہید باقی نہ رہے، سب کے سب عمر بن عبد العزیز رح کے جنازہ پر جاکر نماز پڑھیں میں اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں، اور اب جنازہ کی نماز پڑھ کر آپ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

## (۱۵۳) ولی کے جنازہ میں فرشتے شرکت کرتے ہیں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب سہل بن عبد اللہ تستریؒ کا انتقال ہوا تو اطراف و جوانب سے بے شمار مخلوق ان کے جنازہ میں شریک ہوئی، شہر میں ایک یہودی بھی رہتا تھا جس کی عمر اس وقت ستر سال کی تھی، اس نے جنازہ کے ہجوم کا شور سُنا تو واقعہ معلوم کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل آیا، اس نے جنازہ کی طرف دیکھتے ہی لوگوں سے پوچھا "کیا تم اس چیز کو دیکھ رہے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں"؟ لوگوں نے پوچھا "تم کیا دیکھ رہے ہو" یہودی نے کہا "میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے لوگوں کے پرے کے پرے اتر رہے ہیں، اور جنازہ سے برکت حاصل کر رہے ہیں"۔ یہ واقعہ بیان کرکے یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے وقت کا بہترین مسلمان ہوا۔

## (۱۵۴) رابعہ عدویہ کی عبادت کا بیان

حضرت رابعہ عدویہ رح کی خادمہ کا بیان ہے کہ رابعہ عدویہ ساری رات عبادت کیا کرتی تھیں، جب فجر قریب ہوتی تو وہ تھوڑی دیر کے لئے مصلّے پر اپنے آپ کو ڈال دیتیں، اور روشنی ہوتے ہی وہ اٹھ بیٹھتیں اور یہ کہتیں کہ "اے نفس! تو کب تک سوتا رہے گا اور کب تک حق تعالےٰ کی عبادت سے غافل رہے گا، وہ وقت قریب ہے کہ تو ایسی نیند سوئے گا کہ روز قیامت کا شور ہی تجھ کو بیدار کر سکے گا"۔ غرض رابعہ عدویہ کی عادت یہی تھی اور یوم وفات تک یہی عادت رہی، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ کو بلایا اور فرمایا "میری موت کی خبر کسی کو نہ دینا، میرے جبے ہی میں مجھ کو کفنانا اور دفن کر دینا"۔ خادمہ کا بیان ہے کہ رابعہ عدویہ کا جبہ بالوں کا تھا، جس کو وہ رات کی عبادت میں استعمال کیا کرتی تھیں، ہم نے اسی جبہ میں ان کو کفنایا، اور ان کی ایک اوڑھنی ان کو اڑھا دی جس کو وہ اکثر استعمال فرمایا کرتی تھیں۔ خادمہ کہتی ہے کہ ان کی وفات کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہترین

چمکتی ریشمی لباس میں ملبوس ہیں، اور سبز ریشمی چادر اوڑھے ہوئے ہیں میں نے آج تک ان سے بہتر کپڑے نہیں دیکھے تھے۔ میں نے پوچھا "اے رابعہ اس جبہ اور اوڑھنی کا تم نے کیا کیا، جن میں تم کو کفنایا گیا تھا؟" فرمایا "خداوند تعالےٰ نے ان کو میرے جسم سے اتار لیا، اور یہ لباس مجھ کو مرحمت فرمایا، اور میرے کفن کے کپڑوں کو علیین میں پہنچا دیا گیا، تاکہ ان کا ثواب قیامت تک مجھ کو ملتا رہے" میں نے کہا "کیا تم اسی صلہ کے لئے دنیا میں عبادت کیا کرتی تھیں؟" انہوں نے فرمایا "یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، ان انعامات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں، جو خداوند تعالےٰ اولیا کو مرحمت فرماتا ہے" میں نے عرض کیا "کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ مجھ کو خداوند تعالےٰ کا تقرب حاصل ہو جائے" فرمایا "کثرت سے خدا کا ذکر کیا کرو"

## (۱۵۵) دو صالحہ عورتوں کا ذکر

بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو حبیب عجمی کی بیوی رات کو اپنے شوہر کو عبادت کے لئے جگایا کرتی تھیں، جب وہ شوہر کو جگاتیں، تو یہ الفاظ کہتیں "اے شخص! رات گذری جا رہی ہے، تیرے سامنے طویل راستہ ہے۔ سامان سفر بہت تھوڑا ہے، اور صالحین کے قافلے آگے جا چکے ہیں، اٹھو اور جلد چلو" ایک اور بزرگ کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک بزرگ سے نکاح کیا، دونوں جب عشا کی نماز پڑھ چکتے تو بیوی عمدہ لباس پہنتی۔ خوشبو لگاتی، اور شوہر کے پاس حاضر ہو کر کہتی کہ "کوئی حاجت ہے؟" اگر شوہر کہتا کہ ہاں تو وہ شوہر کے پاس سو جاتی، اور انکار کر دیتا تو واپس آ کر کپڑے اتار دیتی معمولی لباس پہن لیتی، اور رات بھر عبادت میں مصروف رہتی۔

## (۱۵۶) عبادت کی اقسام

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ بزرگوں کی ایک جماعت جو عسقلان میں قیام پذیر تھی، ایک رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھی، اور مکان کی چھت پر پہنچی۔ یکایک دریا کی جانب سے غیب سے یہ آواز آئی کہ "عابد کی جماعت! میں نے عبادت کو تین قسموں پر منقسم کیا ہے۔ اول قیام اللیل یعنی رات کی عبادت، دوسرے دن کا روزہ اور تیسرے دعا تسبیح اور استغفار اور یہ عبادت کی بہترین تقسیم ہے۔ ان میں زیادہ سے زیادہ پر عمل کرو"

## (۱۵۷) یحییٰ بن ذکریا ع کا ایک واقعہ

شیطان لعین ایک روز حضرت یحییٰ بن ذکریا ع کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت یحییٰ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ خداوند تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت یحییٰ ع کو ہدایت کی کہ وہ شیطان لعین سے کچھ باتیں دریافت کریں، وہ درست اور صحیح جواب دے گا، حضرت یحییٰ ع نے شیطان سے چند باتیں دریافت کیں، ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ "کیا لے شیطان! مجھ پر تجھ کو کبھی قدرت حاصل ہوئی ہے؟" شیطان نے جواب دیا "ہاں صرف ایک رات جبکہ آپ کا پیٹ خوب بھرا ہوا تھا اور آپ اپنے اوراد سے غافل ہو کر سو رہے تھے" یحییٰ ع نے یہ سنکر عہد کیا کہ "اب میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤں گا" (باقی)

# ملفوظات باقی باللہ

(یہ سیم اور معتقدات کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کے نادر اور قلمی کتابوں سے اخذ کئے گئے

(جامع سید عزیز حسن نقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## (۱۹۴) کیا ائمہ شرع کی طرح بزرگان طریقت کی خطا بھی معاف ہے

ایک مجذوب نے خواجہ باقی باللہ رح کی خدمت میں عرض کیا کہ "امام شرع (یعنی مجتہد) خطا بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے اور اس کی خطا پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے) کیا بزرگان طریقت کے باہمی اختلاف کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے (یعنی بزرگان طریقت میں جو باہم اختلاف نظر آتا ہے۔ کیا یہ اختلاف بھی قابل معافی ولائق اجر و ثواب ہے)" حضرت خواجہ باقی باللہ رح نے فرمایا کہ "بزرگان طریقت کا خلاف اصل میں ایک دوسرے کے کلام کے مفہوم کو سمجھنے میں ہے، اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے (یعنی حقیقت میں سب ایک امر پر متحد و متفق ہیں (دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ) خطا صرف مفہوم میں ہے یعنی قائل (بعض اوقات) فصیح نہیں ہوتا کہ اپنے مطلب کو واضح، صاف اور دل نشین الفاظ میں بیان کر دے، اور لوگ آسانی سے سمجھ جائیں) حالانکہ اس کی عبارت میں (یعنی طرز ادا و بیان میں) قصور ہوتا ہے۔ اس لئے وہ (عبارت) اپنے مفہوم کو واضح نہیں کرتی (اور نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ سننے والے اپنی استعداد کے موافق اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض کچھ سمجھتے ہیں اور بعض کچھ، اور یہی صورت وجود اختلاف کی ہوتی ہے)

## (۱۹۵) سالک کی استعداد ازلی ہے یا مرشد کی توجہ کا نتیجہ

اسی مجذوب نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ سے دریافت کیا کہ "سالکان طریقت یا اولیاء اللہ میں جو استعداد پائی جاتی ہے، وہ اس کو ازل سے ساتھ لاتے ہیں، یا مرشد کی توجہ یہ استعداد پیدا کرتی ہے (یعنی مرشد کی توجہ سے سالک بتدریج درجات و مراتب کو حاصل کرتا ہے، اور ولایت کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے)" حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ "یہ بھی تھا اور وہ بھی تھا (یعنی سالک کی استعداد ازلی بھی ہوتی ہے اور مرشد کی توجہ کا نتیجہ بھی) اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ کیمیاگری کے فن کا استاد دھاتوں ہی کو مرکب کر کے سونا اور چاندی بناتا ہے، مٹی سے نہیں بناتا۔ (یعنی سالک میں استعداد تو ازلی ہوتی ہے لیکن بایں ہمہ مرشد اس استعداد سے کام لیتا اور اس کو قابلیت کے درجہ تک پہنچاتا ہے۔ واضح الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سالک میں ازلی یا فطری استعداد نہ ہو تو پھر مرشد مشکل سے اس کو کسی درجہ پر پہنچا سکتا ہے، اور اس کی مثال حضرت خواجہ رح نے مٹی سے سونا چاندی بنانے سے دی ہے جو ناممکن ہے۔

## (۱۹۶) آرام وقلق کے سوا تیسری کوئی حالت نہیں

ایک مرید نے حضرت خواجہ باقی باللہ رح سے دریافت کیا کہ "آرام وقلق کے سوا کوئی اور حالت بھی ہے؟" حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ "طالب کا حال ان دو حالتوں کے سوا (کچھ اور) نہیں ہوتا، یعنی اس کو آرام وسکون حاصل ہوگا یا قلق اور جس شخص کو ان دونوں حالتوں میں سے ایک بھی حاصل نہیں، وہ طالب نہیں"

## (۱۹۷) شبہ کے لقمہ کی مثال

حضرت خواجہ باقی باللہ رح نے ایک موقع پر فرمایا کہ "شبہ کا لقمہ اس دھوئیں کی مانند ہے جو دیکھنے والے اور اس چیز کے درمیان حائل ہو جس کو دیکھنے والا دیکھنا چاہتا ہے، اور مقصود (یعنی اس چیز کو جس کو دیکھنے والا دیکھنا چاہتا ہے) کے چہرے کو نظر سے چھپا دیتا ہے، پس جو شخص حضور الہی سے واقف ہوتا ہے، وہ حقیقت کو سمجھ لیتا ہے، اور بے قرار ہو جاتا ہے۔

---

# شرح دیوان حافظ

(از معاون مدیر)

اے غائب از نظر بخدا می سپارمت جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

ترجمہ :- اے وہ ذات جو نظر سے غائب ہے، میں تجھ کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں، تو نے میری جان کو جلا کر خاک کر دیا ہے، بایں ہمہ میں تجھ کو دل سے دوست رکھتا ہوں۔

تشریح :- شعر کا ظاہری مطلب واضح ہے یعنی یہ کہ اے محبوب تو اگرچہ نظر سے غائب ہے، اور تیری جدائی نے مجھ کو جلا کر خاک کر دیا ہے، بایں ہمہ میں تجھ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ ممکن ہے شعر میں محبوب غائب سے مراد مرشد کامل ہو۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کامل اگرچہ نظروں سے غائب ہے لیکن میں نے اس کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے، یعنی خدا کے حفظ و امان میں دیدیا ہے کبھی نہ کبھی اس سے ملاقات ہوگی، یا اس سے فیض پہنچے گا، اس کی جدائی میں اگرچہ دل جل گیا ہے لیکن میں اب بھی اس کی محبت دل میں زیادہ سے زیادہ پاتا ہوں۔

تا دامن کفن نکشم زیر پائے خاک باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت

ترجمہ : جب تک اپنے کفن کے دامن کو خاک کے پانوؤں میں نہ کھینچ لوں گا، یقین رکھ کہ اس وقت تک تیرے دامن کو نہ چھوڑوں گا۔

تشریح :- یعنی اے محبوب جب تک زندہ ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا حقیقی معنی یہ ہیں کہ دل میں محبوب کی محبت نے اتنی جگہ حاصل کر لی ہے کہ اب یہ محبت زندگی میں تو دل سے نکل نہیں سکتی۔ مطلب یہ کہ دل ذوق محبت سے آشنا ہو چکا ہے۔ اب اس ذوق کا دل سے جدا ہونا ممکن نہیں ہے۔

گر بایدم شدن سوے ہاروت بابلی صد گونہ ساحری بکنم تا بیارمت

ترجمہ اگر میں ہاروت بابلی کی جانب چلی جاؤں تو سو قسم کے جادو تجھ کو بلانے کے سیکھ کر آؤں۔

تشریح :- شعر کا مطلب واضح ہے، یعنی یہ کہ محبوب کی طلب میں اگر میرا گذر ہاروت بابلی کے ہاں ہو جائے تو میں اس سے ہر قسم کے جادو سیکھ کر آؤں، اور ان سے تجھ کو اپنے پاس بلاؤں یعنی محبوب کی طلب اتنی سچی ہے کہ ہاروت بابلی کے ہاں جا کر بھی طلب محبوب کی تدبیریں سیکھ کر آؤں، اور کوئی چیز نہیں۔

اس شعر میں ہاروت بابلی کا جملہ تشریح طلب ہے۔ عام روایت یہ ہے کہ عرب کے صوبہ عراق میں ایک مقام حلہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی حلہ کے قریب بابل ایک کنواں یا گاؤں ہے، جہاں کا جادو مشہور تھا، اور بعض کا بیان ہے کہ مقام بابل کے ایک ٹیلہ پر ایک بڑا قلعہ تھا جس میں ایک کنواں تھا، اور اس کنوئیں میں ہاروت و ماروت دو شخص قید تھے، جو جادو سکھایا کرتے تھے۔ قرآن مجید اور تفاسیر میں بھی ہاروت و ماروت کا واقعہ درج ہے، جو اس سے کسی قدر مختلف ہے۔ عام مفسرین کا خیال ہے کہ بابل میں خدا نے دو فرشتوں کو قید کر دیا تھا جو وہاں کی مخلوق کی آزمائش کے لئے جادو سکھایا کرتے تھے خدا کے خاص بندے اول تو جادو سیکھتے نہ تھے، اور جو سیکھ لیتے تھے، وہ عمل نہ کرتے تھے، اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ ایک فتنہ ہے، اور خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، اور عوام اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے تھے، اور جادو سیکھ کر اس پر عمل نہ کرتے تھے

ایک اور روایت یہ ہے کہ بابل ایک شہر کا نام ہے، جہاں نمرود نے ایک بڑا محل تیار کرایا تھا، جس کی بلندی پانچ ہزار گز کی تھی کہا جاتا ہے۔ نمرود نے یہ محل حضرت ابراہیم پیغمبر کے خدا سے لڑنے کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ تاکہ اس پر چڑھ کر خدا سے جنگ کرے کہا جاتا ہے جب محل بنکر تیار ہوا تو خدا کے حکم سے ہوا نے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی محل کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

صد جوے آب بستہ ام از دیدہ در کنار بر بوے تخم مہر کہ در دل بکارمت

ترجمہ :- پانی کی سو نہریں آنکھ کے دامن میں باندھے ہوا اس لئے کہ دل میں۔ میں نے تیری محبت کا جو بیج بویا ہے اس کی آبیاری اس سے کروں۔

تشریح :- تیری محبت میں۔ میں اس قدر روتا ہوں کہ دل میں میں نے جو تخم محبت بویا ہے، وہ اس کے پانی سے شگفتہ ہو رہا ہے، اور محبت ترقی پذیر ہے، یعنے جس قدر روتا ہوں تیری محبت بڑھتی ہے، اور تیرے سوا دوسروں سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ بغیر اس کے تعمیل نہ ہوگی

# ... شریف کامل اردو

(مترجم حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## رکوع میں تلاوت کرنے کی ممانعت

(۳۱۸) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے حالتِ رکوع میں قرآن کی تلاوت سے منع فرمایا۔

## رکوع اور سجدہ میں پڑھنے کی دعا

(۳۱۹) حضرت حذیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی، اور حضورؐ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا۔

## رکوع سے اٹھتے وقت کی دعا

(۳۲۰) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا۔

## رکوع کے بعد قیام

(۳۲۱) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا رکوع اور قیام سجدہ اور دونوں سجدوں کا درمیانی وقفہ برابر ہوتا تھا۔

## رکوع کے بعد عارضی طور پر دعائے قنوت پڑھی

(۳۲۲) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی، حضورؐ اس دعا میں قبیلہ رعل ذکوان اور عصیہ کے لئے بد دعا فرمایا کرتے۔ اور اس کے بعد ترک کردی۔

## صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنی

(۳۲۳) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی۔

## سجدہ میں کنکریاں ٹھنڈی کرنا

(۳۲۴) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتے تو دھوپ کی کثرت کی وجہ سے چونکہ فرش بہت گرم ہوتا، اس لئے میں مٹھی میں کنکریاں اٹھا لیا کرتا، اور انہیں ٹھنڈا کرنے کے لئے دوسرے ہاتھ میں رکھ لیتا، اور جب سجدہ کرتا تو ان کنکریوں کو اپنی پیشانی کے نیچے رکھ لیتا۔ تاکہ فرش کی گرمی سے محفوظ رہوں۔

## سجدہ کے آداب

(۳۲۵) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب نمازی سجدہ کرے تو گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔ ابو اسحاق رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت براءؓ نے ہمیں حضورؐ کی طرح سجدہ کر کے دکھایا، آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر کندھوں کے برابر رکھے اور پیٹھ اوپر کی طرف اٹھائی۔ آپ سے ہاتھ اتنے کشادہ رکھتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

## سجدہ کے اعضاء

(۳۲۶) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پیشانی، دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

## رکوع اور سجدہ میں کپڑوں کو سمیٹنے کی ممانعت

(۳۲۷) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے رکوع اور سجدہ میں کپڑے سمیٹنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

## کوّے کی طرح جلد جلد سجدے کرنے کی ممانعت

(۳۲۸) حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے تین چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ کوّے کی طرح جلد جلد سجدہ کرنے سے، سجدہ میں درندوں کی طرح ہاتھ بچھانے سے، اور نماز کے لئے اونٹ کی طرح ایک ہی جگہ مقرر کر لینے سے۔

## کپڑے پر سجدہ کرنے کی اجازت

(۳۲۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب حضورؐ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھا کرتے، تو گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے پر سجدہ کرتے۔

## سجدہ میں تسبیح

(۳۳۰) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے سوا اور کسی شخص کی نماز حضورؐ کے مشابہ نہیں پائی۔ عمر بن عبدالعزیز کے رکوع اور سجدہ میں ٹھہرنے کا اندازہ کیا تو دس تسبیح کے برابر پایا۔

## سجدہ کی فضیلت

(۳۳۱) حضرت ربیعؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے لئے وضو وغیرہ کے لئے پانی لایا کرتا۔ ایک دفعہ حضورؐ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ربیع تمہاری کوئی آرزو ہے؟ میں نے عرض کیا، کہ جنت

میں حضور کی رفاقت کا شرف، حضور نے فرمایا سجدے زیادہ کیا کرو۔

(۳۳۲) حضرت سعدان رض فرماتے ہیں کہ میں حضور کے غلام حضرت ثوبان سے ملا میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کی وجہ سے میں جنت میں جاؤں، انہوں نے فرمایا سجدے کثرت سے کیا کرو، کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کو ایک سجدہ کرتا ہے، اللہ اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے، اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

(۳۳۳) حضرت عطا رض فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوسعید رض کی خدمت میں بیٹھا تھا، ان دونوں میں سے ایک نے شفاعت کی حدیث بیان کی، انہوں نے حدیث بیان کرتے کرتے فرمایا کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میں پل صراط سے گزروں گا جب خدا تعالے مخلوق کے حساب سے فارغ ہوں گے اور دوزخیوں میں سے جسے چاہیں گے بخش دینگے تو پھر فرشتوں اور نبیوں کو شفاعت کا حکم دیں گے۔ فرشتے اور نبی شفاعت کے مستحقوں کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان کر شفاعت کریں گے۔ مسلمان گنہگاروں کی شفاعت کے لئے مخصوص علامت یہ ہوگی کہ آگ ان کے جسم کے تمام حصے کو کھا جائے گی لیکن پیشانی کو نہیں کھا سکے گی۔ اس نشانی کی وجہ سے ان کو جہنم سے بچا یا جائے گا، اور ان پر چشمہ حیات کا پانی ڈالا جائے گا، جس کی وجہ سے وہ اس طرح سرسبز ہو جائیں گے جیسے دانہ پانی سے سیراب ہونے کے بعد سرسبز ہوتا ہے۔

## دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ کی دعا

(۳۳۴) حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی، حضور نے دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ میں یہ دعا پڑھی

اللهم اغفرلی وارحمنی واهدنی وعافنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی۔

## دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ میں بیٹھنے کا طریقہ

(۳۳۵) حضرت میمونہ رض فرماتی ہیں کہ حضور دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ میں بیٹھتے وقت اپنی بائیں ران زمین پر لگا دیتے۔

## آخری سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۳۶) حضرت مالک رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا، حضور جب دونوں سجدوں سے پہلی یا تیسری رکعت کے لئے فارغ ہوتے تو اس وقت تک قیام کے لئے نہ اٹھتے، جب تک اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے۔ (باقی آئندہ)

# ابن ماجہ شریف کامل اُردو

مترجمہ حضرت علامہ رشید اختر صاحب ندوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۶۵) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گذرے، اور فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ لیکن گناہ کبیرہ کی بنا پر نہیں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے [illegible] ہے ماخوذ ہے اور دوسرا غیبت کی وجہ سے۔

## پیشاب کرنے کی حالت میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہئے

(۲۶۶) عمرو بن جذعان کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؐ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا، مگر حضورؐ خاموش رہے، جب وہ فارغ ہوئے تو فرمایا میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس حال میں تمہارے سلام کا جواب دوں۔

(۲۶۷) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گذرا۔ اور سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا، لیکن جب وہ پیشاب کر چکے تو زمین پر ہاتھ مار کر تیمم کیا اور سلام کا جواب دیا۔

## پانی سے استنجا کرنے کا بیان

(۲۶۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاخانہ میں پانی سے استنجا کئے بغیر کبھی نکلتے نہیں دیکھا۔

(۲۶۹) حضرت ابوایوب انصاری رضؓ، جابر بن عبداللہؓ اور انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار اللہ نے تمہاری طہارت کی تعریف کی ہے۔ تم کس چیز سے طہارت کرتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا۔ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں۔ جنابت کے بعد غسل کرتے ہیں، اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تو یہ اسی کی وجہ سے ہے ایسا ہی کیا کرو۔

(۲۷۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی شرمگاہ کو تین دفعہ دھویا کرتے۔ حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں، ہم نے ایسا ہی کیا تو یہ چیز دوا بھی ثابت ہوئی اور طہارت بھی

(۲۷۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار قضاء حاجت کی، اس کے بعد استنجا کیا، اور پھر اپنے ہاتھ پر مٹی مل لی۔

## برتنوں کے ڈھانکنے کا حکم

(۲۷۲) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پینے اور کھانے کے برتنوں کو ڈھانک کر رکھیں۔

(۲۷۳) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں رات کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تین برتن ڈھانک کر رکھا کرتی، ایک تو طہارت کا برتن، ایک مسواک کا برتن، اور پینے کے پانی کا برتن۔

## کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو دھونے کا حکم

(۲۷۴) ابی رزین رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ اپنی پیشانی پر مار رہے تھے، اور فرما رہے تھے تم اہل عراق گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہوں تاکہ تمہارے لئے آسانی ہو، اور مجھے گناہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے سات دفعہ دھوؤ۔

(۲۷۵) عبداللہ بن مغفل رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے سات دفعہ دھوؤ، اور آٹھویں بار مٹی سے صاف کرو۔

## بلی کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے

(۲۷۶) کبشہ بنت کعبؓ نے حضرت ابوقتادہ رضؓ کے وضو کے لئے پانی رکھا۔ بلی آئی اور اس میں منہ ڈال دیا۔ آپ نے برتن کو اس کی طرف جھکا دیا۔ راوی کہتی ہیں کہ میں اس کی طرف دیکھتی رہی تو انہوں نے فرمایا۔ اے میری بھتیجی کیا تم اس پر تعجب کرتی ہو حالانکہ حضورؐ نے فرمایا ہے یہ ناپاک نہیں ہے۔ یہ تو گھروں میں پھرنے والی مخلوق ہے۔

(۲۷۷) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے وضو کرتے۔ اور یہ برتن وہ ہوتا جس میں پہلے بلی منہ ڈال گئی ہوتی۔

(۲۷۸) حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ پانی کو نہیں توڑتی کیونکہ یہ تو گھر کے سامان میں سے ہے۔

## عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا جائز ہے

(۲۷۹) حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ کسی حرم نبوی ؐ نے ایک شب سے غسل کیا کہ سرکار ؐ غسل یا وضو کے لئے تشریف لاتے، تو انہوں نے عرض کیا، حضور ؐ میں تو جنبی تھی حضور ؐ نے فرمایا پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔

## عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل یا وضو کرنا جائز نہیں ہے

(۲۸۰) حکم بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس چیز سے روکا ہے کہ مرد عورت کے پانی سے وضو کرے۔ اور عورت مرد کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ ہاں دونوں ایک ساتھ ایک پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔

(۲۸۱) حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور ؐ کے گھر والے ایک ہی برتن سے وضو فرماتے۔ لیکن ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہیں فرماتے تھے۔

## مرد اور عورت ایک ساتھ غسل کر سکتے ہیں

(۲۸۲) حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتے۔

(۲۸۳) حضرت میمونہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلعم ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتے۔

## عورت اور مرد ایک ہی برتن سے وضو کر سکتے ہیں

(۲۸۴) حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے۔

(۲۸۵) ام حبیبہ رضہ کہتی ہیں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بسا اوقات ایک برتن سے وضو کرتے وقت ایک دوسرے سے ٹکرا جاتے۔

## نبیذ سے وضو

(۲۸۶) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیلۃ الجن میں پوچھا کہ کیا تمہارے پاس وضو کے لئے پانی ہے۔ انہوں نے کہا، حضور ؐ اور تو کچھ نہیں ہے، مگر ایک برتن میں نبیذ ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا پاک کھجوریں اور پاک پانی، پھر فرمایا اور اس سے وضو فرمالیا۔

(باقی آئندہ)

# مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص کی)

(مترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

## مقالہ (۱۹)

(دل ضعیف کی تقویت بہ ایفائے وعدہ و ترقی مرتبہ علی حصول یقین کامل)

جب تمہارا ایمان کمزور اور یقین سست ہو جائے، اور اس وقت اللہ تعالے کوئی وعدہ فرماوے، تو وہ وعدہ پورا کیا جاتا اور شے موعودہ پہنچائی جاتی ہے، تاکہ تمہارے قلب کی تالیف ہو تم سے خلاف وعدگی نہیں کی جاتی، تاکہ تمہارا ایمان زوال پذیر ہو اور یقین جاتا نہ رہے، اور جب ایمان و یقین تمہارے دل میں مضبوط ہو جائیں اور تم بجائے خود مضبوطی سے قائم ہو جاؤ، اور اللہ تعالے کے اس قول کے خلاصے سے خطاب کئے جاؤ انک الیوم لدینا مکین امین۔ آج تم میرے نزدیک صاحب مرتبہ اور ہر چیز کے امانت دار ہو۔

ملک مصر کا قصہ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حکایۃً فرمایا گیا تھا۔

اور یہ خطاب ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک وقت سے دوسرے وقت میں مکرر کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ کے خاص بلکہ خاص الخاص بندوں میں ہو جاتے ہو، اور سوائے نفس کی کوئی خواہش و مطلب باقی نہیں رہتا، بجز اس چیز کے جو اللہ تعالے تم کو تقضائے حق وامر و نہی میں فنا کرنے کے لئے تم سے طلب کرے اور چاہے۔ اور نہ کوئی عمل ہی باقی رہتا ہے جس کو تم پسند کرو اور خوش ہو، کیونکہ تم کو توفیق حق کی رویت حاصل ہو جاتی ہے، اور تم اللہ تعالے کے فعل میں فنا ہو جاتے ہو، اور حقیقتاً کسی عمل کی نسبت تمہاری ذات کی طرف نہیں ہو سکتی نہ کوئی عبادت ہی رہ جاتی جس کو تم دیکھو اور اپنی ثابت کرو، اور عمل پر اعتماد کرو۔ نہ کوئی قدر و مرتبہ رہ جاتا کہ جس کو دیکھ کر خوش ہو اور تمہاری ہمت اس سے اوپر ترقی کرنے کے لئے قصد کرے پس جب طلب، ارادت، عمل، عبادت اور قدر و منزلت سب ساقط ہو گئے اور تم سب سے خالی اور فانی ہو گئے، تو گویا تم ایک شکستہ ظرف ہو گئے، جس کے پیندے میں سوراخ ہو کہ اس کے اندر کوئی سیال پانی وغیرہ ٹھیر نہیں سکتا پس اسی طرح تمہارے اندر کوئی خواہش کوئی خصلت اور کوئی قصد کسی چیز کی طرف باقی نہیں رہتا اور ٹھیر نہیں سکتا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ اور تم ماسوا اللہ کی آلائش سے پاک ہو جاتے ہو، اور تم کو اللہ تعالے کی رضامندی حاصل ہو جاتی ہے، جس کی تم کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تم کو اللہ تعالیٰ کے جمیع افعال میں لذت و نعمت کا احساس عطا ہو جاتا ہے۔ یعنی تم اللہ تعالے کے ہر فعل کو لذیذ سمجھنے لگتے ہو، اور اس کو نعمت محسوس کرتے ہو، چاہے وہ نعمت ہو یا بلا ہو، منع ہو یا عطا ہو

عاشقم بر لطف و بر قہرم بجد ــ ای عجب من عاشق این ہر دو ضد

تمہاری حالت موجودہ کے امتحان کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، اور جب تم کو اس وعدہ پر اطمینان ہو جاتا اور شے موعود کے حاصل ہونے کا شوق ہو جاتا ہے، اور دل میں خواہش کا کچھ بھی شائبہ پیدا ہوتا ہے تو وعدہ اول سے بھی زیادہ اعلیٰ وارفع ایک دیگر وعدے کی طرف تم کو مدعو کیا جاتا ہے۔ گویا تمہاری توجہ نہایت ہی مرغوب تر وعدہ کی طرف منعطف کی جاتی ہے، اور وعدہ اول کی طرف سے تم کو مستغنی و بے نیاز کر دیا جاتا ہے۔

یعنی ایمان و یقین کے قوی ہونے، تمکین و استقامت و درجہ فنا حاصل ہونے کے بعد اگر تم سے کسی چیز کا وعدہ کیا جائے اور اس وعدہ کی وجہ سے ایک ذرہ برابر بھی تم کو امید و اطمینان پیدا ہو تو چونکہ تم جناب عزت میں رضامندی پا چکے ہو، اور تم پر خدا کی مہربانی و عنایت کی نظر ہے۔ لہٰذا تم کو اس وعدہ کے اطمینان و امید سے اس طرح نکالتے ہیں کہ اس سے بڑھ چڑھ کر ایک دوسرا وعدہ کر دیتے ہیں، اور چونکہ یہ دوسرا وعدہ پہلے وعدہ سے کہیں اعلیٰ و اشرف ہوتا ہے، لہٰذا تم پہلے وعدہ سے بے نیاز و بے پروا ہو جاتے ہو، اس طرح تم کو اس سے بھی خالی کرتے ہیں، اور یہ بھی ایک مہربانی

وعنایت ہے جو محض محبوبان و مقربان درگاہ کے ساتھ برتی گئی ہے، اور اس ادائے لطف آمیز و محبت انگیز کے ذریعہ ماسوا اللہ کی طرف میل کرنے سے باز رکھتے ہیں، اور وعدوں پر رکھ لیتے ہیں، اور قہر اور زجر کے ذریعہ توجہ کا بھٹکی دوسری طرف مائل کرنا اخراج کا دوسرا طریقہ ہے۔ واللہ اعلم۔ نظم

بہر زماں از وعدہ لطف و کرم دارد کرم ۔ نے وصال ست نے ہجراں ایں مقام دیگر است

پائے دارم کہ جور و لطفش بہم ست ۔ نے نے ہم لطف دارد و جور و کرم است

وصلش طلبم بوعدہ ے اندازد ۔ نے وصل دیدنہ ہجراں ہم کرم است

پس جس محبوب الٰہی پر یہ مہربانیاں کی جاتی ہیں، اس کے لئے وعدوں کا متواتر ہونا اور ایک وعدہ سے دوسرے شریف تر و لذیذ تر وعدہ کی طرف نقل و تبدیل باعث عروج مقامات عالیہ کا ہوتا ہے، اور معارف و حقائق کے دروازے کھل جاتے ہیں، جیسا کہ آگے فرماتے ہیں۔

اور اس طریق سے تم پر معارف و علوم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور تم سخت کاموں پر، پوشیدہ رازوں پر، حکمت کی حقیقتوں پر اور ایک وعدہ سے دوسرے وعدہ کی طرف منتقل ہونے میں جو مصلحتیں پوشیدہ ہیں، ان پر مطلع و خبردار کئے جاتے ہو، اور اس حالت میں کہ ابواب معارف علوم کے تم پر کھل جاتے ہیں اور حکمتوں کے حقائق و دقائق پر۔ تم کو آگاہی ہو جاتی ہے۔ "حفاظت حال" کے لئے تمہاری قدر و منزلت میں افزائش کی جاتی ہے۔ تاکہ تم ہر وقت مضبوط و ثابت قدم زیادہ ہوتے جاؤ۔ بعدہ "حفاظت مقام" کے لئے زیادتی کی جاتی ہے۔ پھر "حفاظت اسرار" کے لئے تم میں امانت داری و رازداری کی افزائش کی جاتی ہے، اور تم کو امانت کی صفت بخشی جاتی ہے۔ تاکہ اسرار فاش نہ کرو۔

(باقی آئندہ)

# شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون مدیر)

اے بسا گنج آگنان کنج کاو
کان خیال اندیش را شد ریش گاو

ترجمہ:۔ بہت سے خزانہ بھرنے والے جو خزانہ کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، اس خیال (ذلیل یعنی تابع حرص و ہوا) شخص کے پیچھے لگے رہتے ہیں، حالانکہ وہ خود حماقت میں گائے کے مانند ہے

تشریح:۔ گنج گاو سے مراد تجسس و جستجو ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گنج گاو سے مراد وہ خزانہ ہے جو بہرام شاہ فارس کے عہد میں ظاہر ہوا تھا اور جمشید کا خزانہ بتایا جاتا تھا۔ اس خزانے میں چونکہ گائے وغیرہ بہت سے جانور جواہر و طلا کے تھے، اس لئے اس کو گنج گاو کہا گیا، مطلب یہ ہے کہ بہت بڑا خزانہ۔

مولانا رح نے اوپر کے اشعار میں فلسفی کی مذمت کی تھی، ان اشعار میں ان لوگوں کی مذمت ہے، جو انبیاء و اولیا کی پیروی ترک کرکے فلاسفہ یعنی طالبان دنیا کی پیروی اختیار کر لیتے ہیں۔ فلسفی چونکہ لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ دھاتوں میں فلاں عمل کرو تاکہ وہ سونا بن جائے، یا کاروبار میں یہ تدبیریں اختیار کرو کہ دولت ہاتھ آئے، اس اعتبار سے فلاسفہ کا اتباع گویا طلب دنیا ہے، اور خزانوں کی تلاش و جستجو۔

مولانا فرماتے ہیں کہ بہت سے خزانہ بھرنے والے جو خزانہ کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، اس شخص کے پیرو ہیں جو خود احمق ہے اور حرص و ہوا کا تابع ہے، ایسی حالت میں کہ جب متبوع خود احمق و تابع حرص و ہوا ہے، تمہارا اس کی پیروی کرنا یا اس کو اپنا مرشد بنانا کہاں تک درست ہے۔

گاو کہ بود تا تو ریش او شوی
خاک چہ بود تا حشیش او شوی

ترجمہ:۔ اے بے وقوف کیوں بنتا ہے کہ تو اس فلسفی یا حریص و طامع شخص کا اتباع کرتا ہے خود خاک (زمین) ہی کیا چیز ہے کہ تو اس سے پیدا ہونی گھاس بننا چاہتا ہے۔

تشریح:۔ یعنی اے وہ شخص جو باوجود علم و فضل یا باوجود اس مشاہدہ کے کہ انبیاء و اولیا کی پیروی باعث نجات اور موجب فلاح دارین ہے، تو کیوں بے وقوف بنتا ہے کہ ذلیل شخص یا ذلیل چیز کی پیروی کرکے اپنے دین و ایمان کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے، دنیا کی طرف بلانے والا یعنی فلسفی خود ہی احمق و بے وقوف ہے کہ حرص و ہوا میں مبتلا ہے، اس کی اطاعت تیرے لئے کہاں تک مناسب ہے زمین خود ہی ذلیل چیز ہے اور تو اس سے گھاس کی مانند نپٹنا چاہتا ہے۔

زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی
چیست صورت تا چنین مجنون شوی

ترجمہ:۔ سونا چاندی کیا چیز ہے کہ تو اس کا دیوانہ بنا چاہتا ہے اور یہ عالم ظاہری (یعنی دنیا) کیا حقیقت رکھتا ہے کہ تو اس پر فریفتہ ہوا جاتا ہے۔

تشریح:۔ دنیا کا سونا چاندی اور بہترین صورتیں اور شکلیں کیا چیزیں ہیں جن پر تو دیوانہ ہوا جا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا حسن عارضی اور ظاہری ہے اور یہ چیزیں ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ سالک یا عالم حقیقت کے مقابلہ میں ان کو پسند کرے اگر تو دانا ہے اور حقیقت کا متلاشی ہے تو دنیادار کی باتوں میں نہ آ، اور دنیا کے حسن پر دل نہ دے۔ دنیا کی دولت پر وہی جان دیتا ہے جو حقیقت سے آشنا نہیں ہوتا۔

ایں سرا و باغ تو زندان تست
ملک و مال تو بلائے جان تست

ترجمہ:۔ تیرا یہ گھر تیرا یہ باغ اور تیرا یہ ملک و مال تیرے لئے قیدخانہ اور بلائے جان ہے۔

تشریح:۔ دنیا کی یہ تمام چیزیں یعنی گھر اور باغ وغیرہ جن میں دلکشی پائی جاتی ہے اور انسان ان کو دیکھ کر خوش ہوتا اور جسمانی لذائذ و آسائش حاصل کرتا ہے حقیقت میں قیدخانہ ہے جس میں انسان گرفتار ہو کر خدا کو بھول جاتا ہے اور عاقبت میں نقصان اٹھاتا ہے صحیح حدیث الدنیا سجن المومن یعنی دنیا مومن کیلئے قیدخانہ ہے اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہے، دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ مال اور ملک دنیا کی سب سے زیادہ لذیذ و شیریں چیزیں ہیں لیکن حقیقت میں انسان کو سب سے زیادہ یہی چیزیں گمراہ کرتی ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے، اور پھر معرفت حق اس کو حاصل نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تمام اشعار سے مولانا نے یہ بتایا ہے کہ جس طرح علم الہی اور معرفت حق کے مقابلہ میں ایک فلسفی بے حقیقت چیز ہے یعنی اس کا علم بے جان اور بیکار شے ہے، اسی طرح فلسفی کا اتباع بُرا اور بہت بُرا ہے جو انسان کو گمراہ کر دیتا ہے فلسفی سے مراد ان اشعار میں یا تو وہ شخص مراد

# مذہبی معلومات

## تدوین حدیث

(از مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبۂ دینیات)

مولانا نے یہ مقالہ نائب امیر جامعہ عثمانیہ کی فرمائش پر بطور توسیعی لکچر کے پڑھا تھا جو مجموعہ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ میں چھپ چکا ہے۔

علم حدیث پر بحث کرنے کے لئے ہمیں اپنے سامنے ان چند سوالات کو رکھ لینا چاہئے۔

(۱) حدیث کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) اس علم کی تدوین کب، کس طریقہ سے کس زمانہ میں شروع ہوئی اور ان طریقوں کا اس علم کے وثوق و اعتماد پر کیا اثر مرتب ہوا یا ہو سکتا ہے؟

(۳) ابتدا سے اس وقت تک اس فن کی ممتاز خدمتیں جن بزرگوں نے انجام دیں، خود ان کی اور ان کے کارناموں کی تفصیل۔

(۴) اس فن کے متعلق کیا جدید تکمیلی کوششوں کی ضرورت باقی ہے۔

(۵) حدیث کے بعد فن حدیث کے دوسرے متعلقات یعنی فن اسماء الرجال اور اصول حدیث کی حقیقت، ان کی تاریخ موجودہ حیثیت، ان میں آئندہ ترقیوں کے امکانات۔

### حدیث کی حقیقت

سب سے پہلے میں پہلے سوال کو لیتا ہوں۔ یعنی حدیث کی حقیقت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ عموماً دنیا میں دو طرح کی قومیں پائی جاتی ہیں، بعض بلکہ شاید زیادہ تر قومیں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے حال کو ماضی سے وابستہ رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگرچہ واقعہ تو یہی ہے کہ کسی قوم کا کوئی حال ماضی سے الگ ہو کر تعمیر پذیر نہیں ہو سکتا، لیکن باوجود اس واقعہ کے جیسے جیسے وہ آیندہ کی طرف بڑھتی رہیں، اپنے ماضی کو بھلاتی چلی آئیں، ان کے پاس اپنے موجودہ حالات پر غور و فکر کرنے کے لئے گذشتہ حالات و واقعات، تجربات و مشاہدات کا کوئی سرمایہ نہیں ہے، گویا جس طرح جنگل کی زندگی گذاری جاتی ہے یہ بھی گذارتے ہیں، آخر ریچھوں اور بندروں کو کیا معلوم کہ ان کے جد اعلیٰ کون تھے، کن کن جنگلوں اور وادیوں پہاڑوں سے چھلانگیں مارتے ہوئے ان کے آباؤ اجداد موجودہ مقام تک پہنچے کن کن حالات سے ان کو دو چار ہونا پڑا۔

لیکن ان کے مقابلہ میں انسانوں ہی کا ایک طبقہ ان قوموں کا بھی ہے جنہوں نے حتی الوسع اس کی کوشش کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حال کی تعمیر میں ماضی کے تجربات و واقعات سے نفع اٹھایا جائے۔ اور اس کے لئے ان کو ضرورت محسوس ہوئی کہ گذرے ہوئے واقعات کو کسی نہ کسی طرح محفوظ کر لیا جائے، انسانیت کے اس گروہ کی اسی کوشش کا نام "تاریخ" ہے۔ ابتدا میں تاریخ کی حفاظت و بقا کا شوق قوموں میں کم رہا ہے، لیکن اب تو یہ ایک ایسی ناگزیر ضرورت بن گئی ہے کہ اپنی قوا نائیوں کا ایک بڑا حصہ ہر قوم اس پر خرچ کر رہی ہے جس سے ہم اور آپ سب واقف ہیں جنگل کی زندگی بسر کرنے والے بھی اب اپنے اجداد و اسلاف کے کارناموں کی جستجو گڑی ہوئی ہڈیوں اور پرانے مقبروں اور ویرانوں میں کر رہے ہیں۔ کونہ کونہ سے قدیم سکے برآمد کئے جا رہے ہیں، کہنہ قبروں کی کتبوں کے حروف کے پڑھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، پرانے کھنڈروں کی ایک ایک ٹھیکری چنی جا رہی ہے، ان ہی پر واقعی کہئے، یا خیالی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ گویا اس علم کی ناگزیر ضرورت کو دنیا کی اکثر قوموں نے اب تسلیم کر لیا ہے، اور بجز چند رہبانی الطبع شکی مزاج خشک دماغ فلسفیوں کے عام دنیا کا شدید رجحان بھی ان چیزوں کے جاننے کی طرف ہے۔

### تاریخ اور فن حدیث

دنیا کی اسی تاریخ کے ایک عظیم الشان حیرت انگیز انقلابی حصہ کا نام سچ پوچھئے تو حدیث ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ جن انقلابات و حوادث سے گذر کر نسل انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبۂ حیات ہی میں نہیں، بلکہ مذہبی، سیاسی معاشرتی، اخلاقی تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا جس سے زمین کا کوئی خاص حصہ نہیں، بلکہ بلا مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں، اور ہوتے رہیں گے، ماضی کے اسی مدہش حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیلی بیان کا نام حدیث ہے، اگرچہ عام طور پر مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ سے حدیث کا تعلق قرار دیا جاتا ہے، لیکن جہاں تک واقعات و حالات کا تعلق ہے

ہیں "حدیث" کو "انسانیت" کی تاریخ کا ایک حصہ اور ایسا حصہ قرار دیتا ہوں، جس کی صرف یہی خصوصیت نہیں ہے کہ ایک بے نظیر عدیم المثال عالمگیر انقلابی عہد سے اس کا تعلق ہے، بلکہ سچ پوچھئے تو آج جس کسی کے پاس یا جس قوم و امت کے ہاتھ میں نہیں بلکہ حال کی تاریخ کا بھی جو حصہ ہے، وہ وثوق و اعتماد میں تاریخ کے اس "محفوظ حصہ" یعنی حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں کہ میں ان آزردہ فطرت شکیوں میں نہیں ہوں جو تاریخ کو جھوٹ کا جنگل قرار دے کر ماضی کا انکار کرتے ہیں، اور جو کچھ محسوس ہو رہا ہے، یہ نہیں محسوس ہوتا ہے۔ اس سوفسطائی نظریہ پر زور دیکر حال کے وجود کو بھی شک کے دانتوں سے چبا کر ختم کرنا چاہتے ہیں، بلکہ تاریخ کے مقررہ معیار پر ماضی کے جن واقعات کی اب تصحیح ہو چکی ہے، ان کی قدر کرتا ہوں، اور سمجھتا ہوں کہ آئندہ کی راہ درست کرنے میں ہمیں ہمیشہ ماضی کی روشنی سے نفع اٹھانا چاہیئے۔

فاقصص القصص لعلهم یتفکرون۔ لوگوں سے پچھلے قصے بیان کیا کر دیتا کہ وہ سوچیں۔

لیکن اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ ایک بڑے مشہور مسلم الثبوت مورخ کا بیان ہے "کسی زمانہ کے حالات جب قلم بند کئے جاتے ہیں، تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی بازاری افواہیں قلم بند کرلی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا۔ ان افواہوں سے وہ واقعات انتخاب کرلئے جاتے ہیں، جو قرائن و قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں۔ تھوڑے زمانہ کے بعد (یعنی کتابی شکل اختیار کرنے کے بعد) یہی ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتی ہے یورپ کی اکثر تصنیفیں اسی اصول پر لکھی گئی ہیں، اور اس وقت ہمارے پاس ماضی کی تاریخوں کا جو ذخیرہ ہے خواہ وہ روم ہو یا یونان، چین ہو یا ایران، ان قدیم اقوام کی تاریخ جن ذرائع سے مرتب ہوتی ہے، اگر ان کے اساسی سرچشموں کی جانچ کی جائے گی تو جو کچھ اس فاضل مورخ نے بیان کیا ہے بہت کچھ اس کی توثیق کرنی پڑے گی، مشکل ہی سے انسانوں کے پاس اس وقت کوئی ایسی تاریخی یادداشت مل سکتی ہے، جسے واقعہ کے عینی شاہدوں نے خود مرتب کیا ہو، یا ان کے براہ راست بیانوں کو خود ان ہی سے سنکر کتابوں میں درج کیا گیا ہو، اتفاقاً اگر کوئی ایسی چیز مل بھی جائے، تو اس کا پتہ چلانا قطعاً دشوار بلکہ شاید ناممکن ہے کہ ضبط و اتقان سیرت و کیرکٹر کے لحاظ سے ان کا کیا درجہ تھا معتبر سے معتبر ترین کسی تاریخی ذخیرہ تک وثوق کے متعلق، یہی بات پیش کی جاسکتی ہے، تو یہی ہے کہ جس زمانہ میں واقعہ گذرا ہے مورخ خود بھی اس زمانہ میں موجود تھا۔ اتفاق سے کسی واقعہ کے متعلق اگر ایسی شہادت میسر آجاتی ہے تو تاریخ کا یہ حصہ زریں شاہکار میں شریک کردیا جاتا ہے۔ لیکن خود اس معاصرت کا یہ حال ہے کہ قدیم ماضی کے تاریک زمانہ کو تو جانے دیجئے، آج جب کہ جدید صناعات و ایجادات نے زمین کی طنابیں کھینچ کر ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملادیا ہے، تعلیم عام ہوچکی ہے کم از کم یورپ کے کتبوں اور اسکولوں میں روئے زمین کے اطلسوں کا مطالعہ ہر ایک کو کرادیا جاتا ہے، لیکن ایک واقعہ نہیں آئے دن ایسی ایسی جہالتوں اور غلط فہمیوں کے شکار غریب جاہل مشرقی ہی نہیں، بلکہ فرزانہ دانایان فرنگ کے ارباب خبر و علم ہوتے رہتے ہیں، کہ بعض دفعہ آدمی کو حیرت ہو جاتی ہے، اور تاریخ جھوٹ کا جنگل ہے، دماغ سوچنے لگتا ہے کہ کیا اس دعوے میں کچھ واقعہ کا عنصر بھی شریک ہے بہت پرانے زمانہ کی بات نہیں ہے کہ ۱۹۰۵ء میں کانگڑہ (پنجاب) کا مشہور زلزلہ ہندوستان میں آیا تھا، ایک نہیں، بلکہ متعدد انگریزی اخباروں میں اس زلزلہ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ "کانگڑہ جو بمبئی کے قریب ایک جزیرہ ہے، وہاں ایک سخت زلزلہ آیا" اور بیچارے اخبار والے تو شہر خبروں کی جماعت ہے" عام طور پر گپ نویسی میں یہ بدنام ہے، لیکن مشہور فرنس ہک ہنزل کی ایڈیل جو مشہور کتاب ہے، اور ہر قسم کے حوالجات کے لئے ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے، اس میں اسی زلزلہ کے متعلق یہ عبارت اس وقت تک موجود ہے:۔

"ایک سخت زلزلے نے ایک وسیع ضلع میں جو آگرہ اور دہلی کے درمیان واقع ہے، عام تباہی اور سخت نقصان برپا کیا"

نقصان کی تفصیل بتاتے ہوئے صرف اسی مورخ نے نہیں بلکہ دوسروں نے بھی یہ ارقام فرمایا ہے:۔

"اس سے کئی سو آدمی ہلاک ہوئے"

حالانکہ پنجاب گورنمنٹ کی رپورٹ کے مطابق اس زلزلہ میں بیس ہزار سے کم آدمی ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ معاصر مورخین کی کتابوں میں اگر اس قسم کی طرفگیوں اور بوالعجبیوں کو تلاش کیا جائے، تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ سیاحوں کی یادداشتوں کو بھی تاریخی وقائع کے ثبوت میں بہت اہمیت دی جاتی ہے، اور اس سے بے پروا ہو کر دی جاتی ہے کہ خود اس سیاح کا اپنے ذاتی رجحانات، سمجھ بوجھ، سچائی، راستبازی

# فضائل واحکام عید الضحیٰ

(از حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب)

یہ مہینہ ذی الحجہ کا بڑی خیر و برکت کا مہینہ اشہر حرام سے ہے اس مہینہ میں کثرت سے نفل نماز، روزہ، تلاوت، قرآن، تسبیح تہلیل، تکبیر، صدقات، خیرات وغیرہ اعمال نیک کا بہت بڑا ثواب ہے خصوصاً عشرہ اول ماہ ذی الحجہ کہ اس میں اعمال نیک کا ثواب جہاد سے بھی زیادہ ہے، جہاں تک ہو سکے، اس متبرک مہینہ میں کثرت سے نیک کام کرو اور برے کام سے اجتناب واحتیاط کرو بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ، من ھذہ الایام العشر قالوا یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ قالوا ولا الجہاد قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیئ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجہ یعدل صیام کل یوم منھا الصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر، رواہ الترمذی وابن ماجہ اور صحیح ابو عوانہ اور صحیح ابن حبان میں جابرؓ سے مروی ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں اور اس عشرہ ذی الحجہ کے نو دن روزہ رکھنے کی فضیلت میں ابوداؤد اور نسائی میں احادیث موجود ہیں حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چار باتوں کو ترک نہیں فرماتے تھے۔ عشرہ محرم کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کے روزے یعنی نو دن کے اور ہر مہینے کے تین روزے اور فجر کی سنتیں۔ اور ان دس دن میں یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا دن تمام سال کے دنوں سے افضل اور متبرک ہے اور اس دن کا روزہ سنت ہے، اور وہ ایک برس گذشتہ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ صحیح مسلم میں ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصیام یوم عرفہ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ لیکن صرف حاجیوں کو اگر میدان عرفات میں ٹھیرنے اور ادعیہ واذکار واکثر میں روزہ رکھنے سے خوف ضعف ہو تو ان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے، اگر خوف ضعف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے، ۸ و ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا چاہیئے۔

جو شخص بطور فرض یا نفل قربانی کرنا چاہے، اس کیلئے سنت ہے کہ عید الضحیٰ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ ہیں سے اپنے جسم کے بال کتروائے نہ منڈوائے، نہ ناخن کتروائے، عید الضحیٰ کو قربانی کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، بال کتروائے، صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یمسہ من شعرہ والبشرہ شیئا وفی روایۃ فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا وفی روایۃ من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذہ من شعرہ ولا من اظفارہ۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو نماز صبح کے بعد سے ۱۳ ذی الحجہ نماز عصر کے بعد تک ہر فرض نماز کے بعد متصل سلام تکبیر تشریق ایک دفعہ پکار کر کہنا واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت ہو یا مسافر ہو خواہ نماز جماعت ہو یا تنہا ہو، یہی روایت معتمد و مفتیٰ بہ ہے اور بعد نماز عید کے بھی تکبیر کہنا مستحب ہے، تکبیر تشریق یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

۱۰ ذی الحجہ یعنی عید الضحیٰ کو مسواک اور غسل کرکے اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر بے کھانا کھائے یہ تکبیر پکار کر پڑھتا ہوا عیدگاہ کو روانہ ہو۔ نماز عید الضحیٰ کے بعد کھانا چاہیئے خواہ قربانی کرے یا نہ کرے قربانی کرنے والے کو پہلے اپنی قربانی میں سے کھانا مستحب ہے۔ عیدگاہ کو پیادہ جانا بہتر و اولیٰ ہے۔ سواری پر جانے میں کچھ ڈر نہیں عیدگاہ میں بھی بیٹھ کر تکبیر پڑھتے رہنا بہتر ہے۔ نماز عید کا وقت اچھی طرح آفتاب روشن اور بقدر نیزہ دو نیزہ بلند ہو جانے سے زوال تک ہے مگر عید الضحیٰ کی نماز جلد پڑھ لینی چاہیئے۔ نماز عید شہر سے باہر جنگل یعنی عیدگاہ میں سنت ہے۔ اگرچہ مسجد یا جامع مسجد ایسی وسیع ہو کہ جس میں سب آدمی آ سکیں، اگر بوجہ ضعف پیری یا مرض وغیرہ کے وہاں تک جانا مشکل ہو تو شہر کی مسجد میں بھی پڑھ لینا درست ہے، یہ نماز عید واجب ہے اور وہ دو رکعت بے اذان و بے اقامت کے ہیں۔ نماز سے پہلے تکبیر تحریمہ ہے۔ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر پھر ہاتھ باندھ لیں۔ اور سبحانک اللھم پڑھیں۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تین تکبیریں اور کہیں، اور ہر تکبیر کے درمیان بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کریں، اور ہر تکبیر میں ہاتھ لٹکا دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں اور اب امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر بعد قرأت الحمد و سورۃ کے رکعت پوری پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے جیسے پہلی رکعت میں کہی تھیں اور ہر تکبیر میں ہاتھ لٹکا دے چوتھی تکبیر پر رکوع میں چلا جائے اگر کسی شخص نے امام کو پہلی رکعت میں بحالت قیام قرأت پڑھتے ہوئے پایا تو پہلے تکبیر تحریمہ اور پھر تین تکبیرات کہکر شامل جماعت ہو جائے اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کہکر

مل جائے، اور اگر یہ سمجھے کہ سب تکبیریں کہہ کر بھی رکوع میں مل جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد سب تکبیرات عید بھی کہہ کر رکوع میں مل جائے اور اگر یہ سمجھے کہ تکبیرات عید کہتے کہتے رکوع فوت ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ
1 کہہ کر رکوع میں مل جائے، اور تکبیرات عید رکوع میں کہہ لے، اور ان میں ہاتھ نہ اٹھائے، اگر امام تکبیرات عید کے پورا ہونے سے پہلے کھڑا ہو جاوے تو یہ بھی امام کی متابعت کرے اور باقی تکبیرات اور تسبیح رکوع معاف ہو گئیں اور جس وقت امام رکوع پورا کر کے قومہ میں کھڑا ہوتا ہے، اس وقت مقتدی جماعت میں ملے تو اب تکبیرات قومہ میں نہ کہے۔ بلکہ جب اپنی گئی ہوئی رکعت پڑھے اس وقت قرأت سے تکبیرات کہہ لے اور اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا تو مقتدی اپنی پہلی رکعت فوت شدہ کے پڑھنے میں الحمد و سورۃ اول پڑھ کر پھر تکبیرات عید کہہ کر اپنی رکعت پوری کرے یعنی شروع رکعت پر قبل قرأت تکبیرات عید نہ کہے۔ پہلے قرأت پوری کر کے پھر تکبیرات عید کہے۔ تاکہ توالی تکبیرات لازم نہ آئیں۔ نماز کے بعد عید کا خطبہ بھی مثل خطبہ جمعہ کے خاموش بیٹھ کر سننا واجب ہے۔ اثنا خطبہ میں کھانا، پینا، باتیں کرنا حرام
2 ہے بلکہ سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا بھی منع ہے، خواہ امام سے قریب ہو یا دور ہو، ہاں جب سرور زمانہ د عالم ﷺ کا نام مبارک خطبہ میں لیا جاوے، تو چپکے سے درود شریف پڑھ لینا چاہیئے۔ اکثر دیہات اور شہر کے ناواقف مسلمان خطبہ سننے سے پہلے نماز کے بعد ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، اور باتیں اور شور و غل کرنے لگتے ہیں، وہ تارک واجب اور گنہگار ہوتے ہیں، مسلمانوں کو پابندی کے لئے اس کی احتیاط ضرور ہے۔ اب جس راستہ سے گئے تھے، اس کے خلاف دوسرے راستہ سے آنا مستحب ہے۔

قربانی ہر آزاد مسلمان مقیم پر جو آسودہ حال اور مالک نصاب ہو، خواہ بڑا ہو یا صغیر سن بچہ ہو واجب ہے، نصاب چاندی کا دو سو درم ہے، جس کی باون تولہ ۶ ماشہ چاندی ہوتی ہے، اور سونے کا نصاب ۲۰ مثقال ہے، جس کا ساڑھے سات تولہ ماشہ سونا ہوتا ہے، خواہ زیور ہوں یا پترہ ہوں یا برتن ہوں، یا روپیہ اشرفی ہوں، اور گائے بیل بھینس کا نصاب میں راس ہے، اور اونٹ کا پانچ، اور بھیڑ بکری، دنبہ کا چالیس راس کے رہنے کے مکان اور پہننے کے کپڑے اور اثاث البیت اور سواری کی گھوڑی اور ہتھیار اور غلام اور قرض اور خرچ سے فاضل زائد ہو، مگر زکوٰۃ کی طرح اس میں مال کا نامی یعنی بڑھنے والا تجارت کا مال ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ جب بلا خرچ اس کے کرنے کی ادنیٰ قدرت ہو جائے اور اسباب اور سامان حاجت سے زیادہ کی قیمت بقدر نصاب

ہو جائے، مثلاً حاجت سے زیادہ پرانے کپڑے ہی دو سو درم کے ہوں، یا اپنے رہنے کے مکان سے زیادہ دوسرا مکان، یا ایک غلام سے زیادہ دوسرا غلام یا ایک گھوڑی سے زیادہ یا زمیندار کو چار بیلوں سے زیادہ یا اہل علم کو ایک دو ضروری کتابوں سے زیادہ یا قاری کو ایک قرآن سے زیادہ بقدر نصاب ہو جائیں، تو قربانی واجب ہوگی۔ خواہ وہ اسی وقت وجوب کے بعد ہی خرچ ہو جائے، اگر صغیر سن بچہ مالک نصاب ہو تو باپ یا وصی اس کی طرف سے قربانی کر دیں فقیر اور مسافر پر قربانی واجب نہیں، شہر کے لوگ بعد نماز عید اضحیٰ قربانی کریں، اور گاؤں والے اگر فجر کے بعد کر لیں تو بھی درست ہے قربانی کے جانور بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑی، مینڈھا، مینڈھی، دنبہ، دنبی، اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس ہیں۔ دسویں، گیارھویں، بارھویں ذی الحجہ قربانی کے دن ہیں، عید کا دن یعنی دسویں زیادہ افضل ہے، ہر ایک آدمی کی طرف سے ایک بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑی، مینڈھا مینڈھی برس دن کا یا دو دانت ہونا چاہیئے، لیکن دنبہ جس کے چکتی ہوتی ہے چھ مہینہ کا بھی درست ہے جبکہ تیم تحیم ہو اور سال بھر کی عمر والوں کے ساتھ ملا جلا کر کھڑا ہونے میں دیکھنے والے کو دور سے شبہ ہو کہ سال بھر کا ہے یا چھ مہینہ کا۔ بکرا۔ بھیڑ یا مینڈھا جس کے چکتی نہیں ہے، وہ برس روز کا ہی ہونا چاہیئے۔ درمختار کے قول وصح الجذع ذو ستة اشهر من الضان پر علامہ شامی رحمہ ضان کو لکھتے ہیں ہو ماله الية منح قيد به لانه لا يجوز الجذع من المعز وغيره بلا خلاف كما في المبسوط قهستانی اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا نعمة الاضحية الجذع من الضان یعنی چھ مہینہ کا نر دنبہ اچھی قربانی ہے، اور گائے بھینس دو برس کی اور اونٹ پانچ برس کا ہونا چاہیئے۔ کان کٹا۔ دم کٹا و اندھا۔ کانا۔ لنگڑا جو مذبح تک نہ چل سکے، بہت دبلا بہت بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو درست نہیں اور اگر کم حصہ دم کا چکتی کا۔ کان کا کٹا ہوا ہو اور زیادہ باقی ہو تو درست ہے، حضرت امام اعظم سے روایات میں تہائی یا تہائی سے کم کٹا ہو تو جائز ہے، تہائی سے زیادہ ہو تو جائز نہیں، بعض اسی کو مفتی بہ کہتے ہیں، بعض روایات میں چوتھائی کٹا ہوا ہو تو جائز نہیں چوتھائی سے کم کٹا ہوا ہو تو جائز ہے، اور صاحبین رح کے نزدیک جب نصف سے زیادہ ہو اور نصف سے کم کٹا ہوا ہو تو درست ہے۔ اسی کو پسند کیا ہے، فقیہ ابو اللیث رح اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام اعظم کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا کہ جو تمہارا قول ہے، وہی میرا قول ہے، تو یہ رجوع ہے اپنے قول سے۔ امام

ابو یوسف رح کے قول پر اور یہی پسندیدہ ہے، اگر پورا ایک کان کٹا ہوا ہو یا پیدائشی ایک ہی کان ہو یا پیدائشی دونوں کان نہ ہوں، تو وہ درست نہیں۔ ہاں اگر پیدائشی چھوٹے کان ہوں تو درست ہے اور جس کے سینگ نہ ہوں، خواہ پیدائشی نہ ہوں یا بعد میں اگر حصہ سینگ کا ٹوٹ گیا ہو لیکن شکستگی مغز تک نہ پہنچی ہو، اور ایسا دیوانہ جو گھاس چرتا ہو درست ہے اور جو گھاس بھی نہ چر سکے وہ جائز نہیں، اور خارش پھرا جانور جو موٹا تازہ ہو درست ہے، اور جو دبلا سوکھا ہو تو درست نہیں اور جس کے زیادہ دانت نہ ہوں اور چر نہ سکے، وہ درست نہیں، اگر اتنے دانت ہوں کہ چر لیتا ہو تو درست ہے، اور خصی درست ہے، خواہ خصیتین کوٹے ہوئے ہوں یا نکالے ہوئے ہوں، کیونکہ مقصود دونوں چیزوں سے ایک ہی ہے حدیث میں جو الفاظ موجود ہیں وہ ظاہر حال ہے، لیکن نکالے ہوئے کی کوئی ممانعت حدیث فقہ میں نہیں ہے خصی کرنے کی ترکیب کا اختلاف ہے غایت یہ کہ موجوء[1] یعنی کٹے ہوئے افضل ہیں، اور یہ عدم جواز ان عیوب کی وجہ سے اس صورت میں ہے کہ وقت خرید کوئی عیب ان عیوب میں سے موجود ہو، اور اگر کوئی جانور صحیح سالم قربانی کے لئے خریدا اور بعد خریدنے کے ان عیوب میں سے کوئی عیب ہو گیا تو مالدار آدمی دوسرا جانور بے عیب لے کر قربانی کرے، کیونکہ اس پر قربانی بصفت کمال واجب ہے اور مفلس وہی عیب دار جانور قربانی کر دے۔ کیونکہ اس پر قربانی واجب نہ تھی، بہ نیت قربانی خرید لینے سے واجب ہو گئی۔ اس لئے وہی جانور قربانی کر لے، اور اس پر اس نقصان کا کوئی تاوان بھی نہیں، اسی اصول پر اگر غنی کے پاس قربانی کا خرید کیا ہوا جانور مر گیا تو وہ اور جانور خرید کر قربانی کرے، اور مفلس پر کچھ نہیں۔ اگر جانور قربانی کا کھو گیا یا چوری گیا اور پھر دوسرا خریدا پھر وہ پہلا بھی قربانی کے دنوں ہی میں مل گیا، تو مفلس آدمی ان دونوں میں سے صرف ایک کی قربانی کرے اور مالدار آدمی دونوں کی کرے، کیونکہ مالدار پر بہ نیت قربانی خرید کرنے سے دونوں کی قربانی واجب ہو گئی اور اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اور سات سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں، اور خرید کے بعد شریک کرنے سے خرید کے وقت ساتوں کا شریک کر لینا بہتر ہے۔ اور ایام نحر میں جانور کا قربانی کرنا اس کی نقد قیمت دینے سے افضل ہے، خواہ غنی ہو یا فقیر اگرچہ واجب تو اس سے بھی ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کسی خاص بھیڑ بکرہ وغیرہ کے اوپر بطور نذر یہ نیت کرے کہ اس کو قربانی کروں گا اور ایام قربانی گذر گئے، اور قربانی نہ کی خواہ وہ نذر کرنے والا غنی تھا یا فقیر تھا، اور بہ نیت قربانی جانور خرید لیا اور ایام قربانی گذر گئے اور قربانی نہ کی تو اس زندہ جانور کو خیرات کر دے یا ذبح کر کے سب کا سب گوشت خیرات کر دے، خود اس میں سے مطلق کچھ نہ کھائے، اگر اس جانور کی قیمت خیرات کر دی تو بھی درست ہے، اور غنی ایام قربانی گذر جانے پر قیمت جانور کی صدقہ کرے، اور اگر خرید لیا تھا تو بعینہ اسی زندہ جانور کو خیرات کرنا یا ذبح کر کے گوشت خیرات کرنا بھی جائز ہے، لیکن ذبح کرے تو اس کا گوشت خود نہ کھائے۔

ایام قربانی میں کوئی عمل آدمی کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہے، جانور کا خون زمین پر پیچھے گرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پہلے اس کو قبول کرتا ہے، اور شرف رضامندی سے مشرف فرماتا ہے۔ بھیڑ بکری وغیرہ کے ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا اور زید ابن ارقم سے مروی ہے قال قال اصحاب رسول اللہ صلعم ما ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم قالوا فما لنا فیھا یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ رواہ احمد وابن ماجہ

ذبح مابین ٹھوڑی اور سینہ کے گلے کے کاٹنے کو کہتے ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ بیچ میں سے ہو کہ جس سے نرخرہ جو سانس کی آمد و رفت کا راستہ ہے اور مری جو دانہ پانی جانے کا راستہ ہے، اور دونوں شہ رگیں کٹ کر بہتا ہوا خون نکل جائے اور جانور کو لٹانے سے پہلے چھری خوب تیز کر لینی چاہیئے، تاکہ ذبح میں جانور کو بے فائدہ تکلیف نہ پہنچے، اور جانور کو لٹا کر پھر اس کے سامنے چھری تیز کرنا مکروہ ہے، پانی بھی پہلے پلا دینا چاہیئے، بھوکا پیاسا ذبح کرنا نہیں چاہیئے عن شداد ابن اوس عن رسول اللہ صلعم۔ قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ رواہ مسلم۔ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ذبح کرنا چاہیئے بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے بعد پھر ذبح میں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اور اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو، تو دوسرے سے دبا کر پکڑنے میں مدد لے اور جو دوسرا مسلمان قصاب وغیرہ دبانے پکڑنے میں شریک ہو اس کو بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اگر دو آدمی ذبح میں شریک

[1] موجوء ایسے مرضوض الانثیین۔ اسے مدقوقہما ۱۲ ثنائی

ہوں اور ایک بسم اللہ اللہ اکبر کہے اور دوسرا نہ کہے تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا، درمختار کی کتاب الاضحیہ میں ہے اراد التضحیۃ فوضع یدہ مع ید القصاب فی الذبح واعانہ علی الذبح سمی کل وجوبا فلو ترکھا احدھما وظن ان تسمیۃ احدھما تکفی حرمت اور ذبح کرنا جانتا ہو تو کسی دوسرے آدمی سے بھی ذبح کرا سکتا ہے مگر خود بھی حاضر رہے، کیونکہ حضور سرور عالم صلعم نے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ تم اٹھو اور اپنی قربانی کے پاس آ جاؤ کہ اس کے اول قطرۂ خون سے تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے جاویں گے۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، اور اونٹ لٹا کر ذبح نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے کھڑی ہوئی گردن کے نیچے سینہ کے اوپر جہاں گوشت نہیں ہے، رگیں مجتمع ہیں بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے رگیں وغیرہ کٹ کر خون جاری ہو جاتا ہے، اس کو نحر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فصل لربك وانحر۔

اور واجب قربانی کے گوشت سے خود بھی کھائے، اور فقرا اور اغنیا کو بھی دے، اور جمع بھی رکھے، اور بہتر ہے کہ ایک تہائی خیرات کرے اور ایک تہائی خود کھائے، اور ذخیرہ رکھے، ایک تہائی دوست احباب عزیز و اقارب کو تقسیم کرے، اور قربانی کے جانور کی کھال یا تو بجنسہ خیرات کر دے یا اس کا فرش یا توشہ دان یا جانماز یا ڈول یا مشک بنا لے۔ بیچ کر اس کے داموں سے کوئی چیز خریدنی نہیں چاہیئے۔ ہاں موجودہ کھال کے بدلے کوئی دوسری چیز جیسے توشہ دان، چھلنی، فرش، ڈول، دسترخوان، ہانڈی پیالہ وغیرہ خرید لے یا بدل لے تو درست ہے، یعنی ایسی چیز کہ جو بعینہٖ قائم و موجود رہ کر قابل استفاع رہتی ہیں، وہ قربانی کی کھال سے خرید یا بدل سکتا ہے، اور جن اشیاء کے خرچ اور صرف ہو جانے سے نفع حاصل ہوتا ہے جیسے سرکہ، گرم مصالحہ، نمک، آٹا، دال وغیرہ کھال کے بدلے میں لینا یا خریدنا درست نہیں ہے اور اگر کھال کو داموں سے فروخت کرے، تو اس کے دام خیرات کر دے مگر بیچنا کراہت سے خالی نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی، اس کی قربانی نہیں یہ کم سے کم کراہت پر دلالت کرتی ہے، مگر بیع جائز ہے، دام خیرات کر دے اور قصاب کی مزدوری بنوائی کھال کی قیمت میں سے نہ دی جاوے علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہیئے، اور مکروہ ہے کہ قربانی کے جانور کا صوف، اون ذبح سے پہلے اتارے، اور اپنے صرف میں لاوے، البتہ ذبح کے اتار کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے، اور ایسے ہی قربانی کے جانور کا دودھ دوہ کر اپنے کام میں لانا یا بیچ کر داموں سے نفع اٹھانا نہیں چاہیئے، بلکہ اس کو خیرات کر دے، اور قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا تازہ کرنا مستحب اور مستحسن ہے۔ حدیث میں ہے سمنوا ضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم۔ یعنی اپنی قربانیوں کو موٹا کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، لیکن قربانی کے جانور کو پھولوں کے یا گوٹہ کے ہار سے یا عمدہ پوشش پہنا کر مذبح میں لے جانا مناسب نہیں۔ خصوصاً غیر مسلموں کی دل آزاری کی نیت سے قربانی کے جانور کو سجا کر لے جانا یا جلوس نکالنا قطعاً منع ہے۔

# افسانے

## بڈھا سود خوار

(از جناب ح۔ و صاحب)

بڈھا سود خوار لالہ سدھا ل لکڑی ٹیکتا، آہستہ آہستہ قدم دھرتا گلی سے گذر کر اپنے مکان میں داخل ہوا ڈیوڑھی پر پہنچ کر حسب معمول زور سے کراہا، پھر ذرا لنگڑاتا ہوا سامنے کے دالان میں چلا گیا اور ایک کھرے تخت پر بیٹھ گیا۔ کچھ دور ایک پلنگ پر اس کی بیوی گرجا ایک پھٹا دوشالہ اوڑھے خاموش لیٹی تھی۔

پلنگ کا بچھونا بہت میلا تھا۔ پائینتی سدھال کی لڑکی سندری جس کی عمر نو سال کی ہوگی بیٹھی بیمار ماں کے پاؤں دبا رہی تھی۔ پلنگ کے پاس ایک برتن راکھ سے بھرا پڑا تھا جس پر تھوک اور بلغم ہونے کی وجہ سے مکھیاں بھنک رہی تھیں۔ بڈھے کا دم پھول گیا تھا، اس لئے تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"یہ ٹانگ کا درد میری جان لیکر رہے گا"

گولر کے پتے پلائے تھے؟

گرجا۔ ہاں۔

سندری۔ اس وقت بھی پلاتے تھے، مگر پتاجی اس سے کچھ فائدہ ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ آج صبح پھر جاڑا دیکر بخار آ گیا۔ اس وقت تو اتنا تیز ہے کہ بدن پر ہاتھ رکھو تو جلنے لگتا ہے۔

سدھال۔ فائدہ دینا نہ دینا بھگوان کے اختیار میں ہے لوگ سینکڑوں روپے دواؤں میں خرچ کر ڈالتے ہیں، اور پھر بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ لالہ جگنا تھ کہتے تھے کہ ایک دفعہ کسی گاؤں میں بخار پھیلا۔ آدھا گاؤں تہس نہس سا ہو گیا کسی ڈاکٹر وید کے کئے کچھ نہ ہو سکا تب کہیں سے ایک سادھو آ گیا جس نے لوگوں کو گولر کے پتے بتائے۔ لوگوں نے پینا شروع کئے تو تھوڑے ہی دن میں سب اچھے ہو گئے۔ بزرگوں کی زبان میں بھی عجب تاثیر ہوتی ہے، سدھال یہ کہہ کر کراہا اور اپنی ٹانگ کی کل بدلی

سندری۔ پتاجی ماں کے پینے کے لئے عرق منگوا دیجئے پیاس بہت ہے اور پانی پیتی ہیں تو کلیجے میں لگتا ہے۔

سدھال۔ عرق بھی کلیجے میں لگے، اور دوسرے گولر کے پھولوں کے ساتھ پانی ہی پیا جاتا ہے، سدھال پھر کراہا، سندری اٹھ کر باورچی خانہ چلی گئی، اور ایک تھال میں تین موٹی موٹی پوریاں، تھوڑے سے آلو، ایک پیالی بھر چٹنی اٹھا لائی اور پاس رکھ کر بولی "پتاجی! مصرانی نے کہلا بھیجا ہے کہ میں اب اس گھر میں نہیں رہوں گی۔ ماں کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے، اس لئے میں بھی کچھ نہیں پکا سکی۔

گرجا۔ وہ کل ہی کہہ رہی تھی کہ مجھ سے دمڑی دمڑی کا حساب نہیں دیا جائے گا، میں نے چھوٹے بڑے بھی گھروں میں نوکری کی ہے، مگر کہیں تیل اور مسالے کا حساب نہیں دیا۔

سدھال۔ ہاں پیسے خرچ کروں، مگر حساب نہ لوں؟ تم ہمیشہ پکایا کیں، موسی نے اتنے دنوں پکایا، ہمیشہ سیر بھر تیل آٹھ روز خرچ کیا۔ یہ تھیں کہ چھٹے روز سر پر موجود، لاؤ تیل کے پیسے۔

گرجا۔ کیسی باتیں کرتے ہو؟ میں یا موسی تمہارے ڈر سے کبھی پوریاں پکاتی تھیں؟ اگر دوسرے تیسرے پکاتی بھی تھیں تو سوکھی ہوکھی جیسے روٹیاں ہوں۔

سدھال۔ تم ہر بات میں میری ہی تصویر نکالتی ہو۔ میں نے مصرانی سے کہا تھا کہ روز پوریاں پکاؤ؟ نا بابا مجھ سے اتنا خرچ نہیں برداشت ہو سکتا۔ تنخواہ کی تنخواہ پھر اتنا خرچ۔ نہ میں نے کبھی ماما رکھی اور نہ رکھ سکتا ہوں، جب تک تم بیمار ہو سندری دال بھات پکا لیا کرے گی۔

سندری! راجو کے لئے کچھ رکھا ہے؟

سندری۔ کہاں پتاجی؟ چار پوریاں رات کی رکھی تھیں، ایک بھیا اسکول جاتے وقت کھا گئے تین بچی ہیں۔

سدھال۔ اچھا تو میں اس وقت کم ہی کھاؤں گا۔ دو پوریاں اور یہ آلو راجو کے لئے رکھ دو۔ سدھال جلدی سے کھا کر کلی کرنے اٹھا۔ سندری برتن اٹھانے گئی۔ سدھال آ کر پھر تخت پر بیٹھ گیا اتنے میں گرجا نے پانی مانگا۔ اور پی کر بولی۔

ایسا سیدھا کلیجے میں جا کر لگتا ہے۔

سدھال کچھ سوچ کر بولا "لے سندری گوپال کو بلا کر اپنی ماں کے لئے عرق منگوا لے"۔ سندری اپنے چچا زاد بھائی گوپال کو بلانے کوٹھے پر چلی گئی، سدھال اور اس کے بھائی کا مکان ملا جلا تھا۔ پہلے بیچ میں ایک کھڑکی بھی تھی۔ مگر اب آپس کی ناچاقیوں کی وجہ سے چن دی گئی تھی۔ اب کوٹھے پر ایک موکھا سا تھا جس سے عورتیں باتیں کر لیا کرتی تھیں۔ سندری نے اسی موکھے سے گوپال کو پکارا اور پھر نیچے آئی، دیکھا تو گرجا بیٹھی کھانس رہی تھی۔ سندری نے دوڑ کر سنبھال لیا۔ کھانسنے میں اس کا سر اور سینہ برابر جھکولے لیتا رہا۔ جب بہت سا تھوک اور بلغم گر گیا تب اس کو تسکین ہوئی، اور پلنگ پر آنکھیں بند کر کے لیٹ

گئی اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب دم میں دم آیا، تو گوپال کی طرف متوجہ ہوئی، جو دیر سے کھڑا تھا۔

گوپال!

گوپال۔ کیسی ہو چاچی؟

گرجا۔ ویسی ہی ہوں بیٹا! موسی کیسی ہیں۔

گوپال۔ صبح سے دست آ رہے ہیں، آٹھ آ چکے ہیں، اور ابھی بند نہیں ہوتے ہیں، ماں نے آ و بخار سے حکیم سے پوچھ کر لانے کو

گرجا۔ بھگوان شفا دے۔ بیچاری ہاتھ پاؤں سے معذور ہو کر رہ گئی ہیں۔ میں تو آٹھ روز سے بالکل چل پھر نہیں سکتی، ورنہ ضرور دیکھنے آتی۔ بیٹا ذرا میرے پینے کے لئے عرق تو لا دے، بوتل یہ سامنے طاق پر رکھی ہے، پیسے اپنے چاچا سے لیلے۔

سدھال۔ دو بیٹا دو پیسہ کا عرق لا دو۔

سندری۔ پتا جی ایک بوتل منگوا دیجئے۔

سدھال۔ ایک بوتل، ایک بوتل کیا ہوگی، کچھ پانی پلانا کچھ عرق۔

گرجا، رہنے دے، سندری ان کے جی سے چھ پیسے تھوڑی نکلیں گے۔

سدھال۔ چھ پیسے کیسے، کہو میں آٹھ پیسے دیدوں، بارہ پیسے دیدوں، مگر ضرورت تو ہو۔ اچھا لے ایک ہی بوتل لا دے۔

سدھال نے چھ پیسے نکال کر گوپال کو دیئے، پھر بولا کوئی میں اپنے لئے پیسہ پیسہ جوڑتا ہوں، میں خود ٹانگ کے درد سے مرا جاتا ہوں، اور تیری میری بتائی ہوئی دوا کرتا ہوں، کبھی یہ دیکھا کہ چار روپے کی دوا کسی ڈاکٹر سے لی ہو۔ اگر ایسا کرتا تو آج لڑکی اور لڑکے کے بیاہ کے لئے ایک پیسہ بھی نہ ہوتا۔

ابھی سدھال کی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کا لڑکا راجو آیا، اور دوڑتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور ایک اسٹول پڑا تھا، میز پر ٹاٹ بچھا تھا، دو تین کتابیں، چند کاپیاں، دیا سلائی کی ڈبیا، ایک لالٹین، دو ایک دفتی کے ڈبے میز کی آرائش تھے، دیواروں پر اخبار سے کاٹی ہوئی تصویریں چپکی ہوئی تھیں۔ ایک آدھ پرانے کیلنڈر لٹکے ہوئے تھے، راجو نے کپڑے اتار کر دیں ٹانگ دیئے، اور پھر باپ کے پاس آ کر بولا۔

ماسٹر صاحب نے آج ایک نئی کتاب بتائی ہے، اور کہا ہے اس کو ضرور خرید لو، ورنہ اب کے فیل ہو جاؤ گے۔

سدھال۔ فیل ہو جاؤ گے۔ ابھی شروع سال میں پانچ روپیہ کی کتابیں خرید دی تھیں، اب نئی کتاب کیسی؟

راجو۔ اس کتاب کی بہت ضرورت ہے، ماسٹر صاحب نے سب لڑکوں سے کہا ہے کہ کل لیتے آنا۔

سدھال۔ کتنے کی ملے گی؟

راجو۔ ساڑھے چودہ آنے کی۔

سدھال۔ بیٹا ماسٹر کو بکنے دو۔ یہ لوگ، ایسے ہی کہا کرتے ہیں، پھر تم کو پڑھنے کی کیا ضرورت، گھر میں کیا کھانے کی کمی ہے میں تو آج کہتا ہوں، پڑھنا چھوڑ دو، اور اپنا کام دیکھو بھالو مجھ سے کتنے اب نہیں ہوتا۔

راجو۔ پتا جی! تمہاری تو پیسہ کے نام سے جان سوکھتی ہے، چودہ آنے کون بہت ہوتے۔ جہاں ہم نے روپیہ بھی مانگے اور تم کہنے لگتے ہو، پڑھنا چھوڑ دو، یہ جو جوڑ جوڑ کر ہزاروں رکھا ہے، کس کے کام آئے گا، لعنت ہے ایسے روپے پر جو اپنے کام نہ آئے، جاہل کی بھی آج کل کوئی عزت ہے؟ بابو بہاری لال کو دیکھو چھوٹی سی دوکان معمولی آمدنی، مگر اپنے دونوں لڑکوں کو خوب پڑھوا رہے ہیں۔

سدھال۔ تم تو ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہو، میں نے کب کہا کہ نہیں دوں گا، کل پرسوں تک لے لینا، ابھی نہیں ہیں۔

"ضرورت آج ہے، لینا پرسوں تک، ان کے پاس چودہ آنے پیسے نہیں، اور وہ بھی شاید نہ ملیں، وعدہ تو کرلیتے ہو، مگر دینے کا نام نہیں لیتے"

"پانچ روپیہ کی کتابیں نہیں منگوا دی تھیں"

"اسٹک بھی تو منگوا دینے کا وعدہ کیا تھا، آج تک آئی ہے؟"

بیٹا تم تو سمجھتے نہیں، کل ضرور لے لینا۔ میں جو کچھ کرتا ہوں تم ہی لوگوں کے خاطر کرتا ہوں۔ پیسہ یوں ہی جمع ہوتا ہے، اگر یہ نہ کرتے تو تمہارے چچا کی ایسی حالت ہوتی، چھوٹی سی دوکان آمدنی کم۔ خرچ زیادہ، پیسہ پیسہ کو محتاج۔

یہ کہہ کر سدھال کراہا، اور اپنی ٹانگ کا رخ بدلا۔ اتنے میں گوپال عرق کی بوتل لایا۔

سدھال۔ ذرا یہ عرق دیکھوں (سونگھ کر) ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے کسی نے اس میں پانی ملا دیا ہو۔ یہ کتنے کا لائے ہو؟

گوپال۔ جتنے پیسے دیئے تھے۔

راجو۔ بس رہنے دو پتا جی۔

سدھال۔ تھوڑا تھوڑا پینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل پھر کہو، ایک بوتل اور منگوا دو۔

راجو۔ ماتاجی کو ڈاکٹر رام بہاری کو کیوں نہیں دکھا دیتے؟ ہومیوپیتھک کی دوائیں سستی ہوتی ہیں۔

سدھامل۔ خاک سستی ہوتی ہیں۔ تو پیسے روز سے کم کا کوئی نسخہ نہیں ہوتا، پھر ڈاکٹر کی فیس الگ دینا پڑتی ہے، علاج کرنا ان لوگوں کا کام ہے، جن کے پاس لٹانے کے لئے روپیہ ہے اگر ہم یہ کرنے لگیں تو آمدنی کی ذرا سی دوکان، دس روپے آمدنی کی چولہے۔ یہ کہہ کر سدھامل کراہا اور پھر بولا "بیٹا علاج سے کچھ نہیں ہوتا، صحت ہونا بھگوان کی مرضی پر ہے، لالہ نوش حال چند نے ہزاروں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا، مگر اچھے نہ ہوئے، علاج تو بہانہ ہے پھر وہ اچھے بھی ہوتے تو کسی کی بتائی ہوئی دو پیسے کی دوا سے مجھ ہی کو دیکھو، مرتا ہوں مگر علاج نہیں کرتا۔

سدھامل نے کراہ کر پھر اپنی ٹانگ کا رُخ بدلا۔

گوپال۔ ماں نے پوچھا ہے اب تمہاری ٹانگ کیسی ہے؟

سدھامل۔ کیسی بتاؤں بیٹا۔ کہہ دینا ویسی ہی ہے۔

گوپال دوڑتا ہوا چلا گیا۔

سدھامل۔ یہ عرق چھ پیسے کا ہرگز نہیں ہے، چار پیسے کا ہے، دو پیسے بھر لڑکے نے پانی ملا دیا۔

راجو۔ تم کو تو کسی پر اعتبار نہیں۔ سندری کھانا لا۔

سندری اٹھ کر گئی، اور تھال لا کر سامنے رکھ دیا۔

راجو۔ یہ کیا، کیا آج کچھ پکا نہیں

سندری۔ بھیا مصرانی چلی گئی۔

راجو۔ وہ تو کل ہی کہہ رہی تھی کہ میرا اس گھر میں نباہ ہونا مشکل ہے۔

پتاجی جو تنخواہ دیتے ہیں سو تھوڑا ہے۔

سدھامل۔ پتاجی ہی کو کہو گے، وہ آپ مرتے جی مصرانی آپ ہی چلی گئی، کوئی میں نے بھگا دیا۔

راجو۔ تم نے، ماں نے اور پتاجی نے بھی کچھ کھایا؟

سندری۔ پتاجی نے ایک پوری کھائی تھی، میں نے اور ماں نے کچھ نہیں کھایا۔

راجو۔ پھر اٹھا لے جاؤ۔ اگر پتاجی کو کھلانا ہے تو بازار سے اور پوریاں منگوائیں۔

سدھامل۔ تو لے آؤ کتنی پوریاں منگواؤں۔

گرجا۔ تم بھی تو بھوکے ہو گے، کہیں ایک پوری میں پیٹ بھرتا ہے۔ تین پاؤ منگواؤ۔

سدھامل۔ میں اس وقت نہیں کھاؤں گا۔ راجو تین آنے کی دے کر۔ تو اس کی پوریاں لے آؤ۔ باسی ملا جلا کر کام چل جائیگا۔

راجو۔ تین آنے میں ڈیڑھ پاؤ پوریاں ملیں گی۔ کیا میں کھاؤنگا اور کیا سندری، اور کیا ماں کو دو گے پتاجی اب کیا جو کا مار کر روپیہ جوڑو گے۔

سدھامل۔ ایک آنی اور پھینک کر) بے فکرے ہے کہ سر اٹھے ادھر آئے، ادھر غل مچا کر یہ منگا دو، وہ منگا دو۔ لوٹ لو۔ تباہ کردو۔ مار ڈالو۔ گویا میں اپنے لئے روپیہ بچاتا ہوں۔ ابھی پارسال لڑکی کی رخصتی ہے، کہاں سے روپیہ آئے گا۔ اگر ابھی سے پیسہ پیسہ نہ بچاؤں۔

راجو نے آنی اٹھا کر کرتہ پہنا اور باہر چلا۔ تھوڑی دیر کے بعد گرجا بولی، ذرا جا کر موسی کو دیکھ آؤ، وہ تم کو پوچھ پوچھ تھکی ہیں۔ بیچاری نے چار برس پکا پکا کر رندھا۔ اب بیمار پڑیں، تو بھائی کے گھر چلی گئیں، تم نے روکا تک نہیں۔

سدھامل۔ اگر مر جاتی تو تم کو تو کچھ نہ کرنا پڑتا، مجھ کو کریا کرم کرنا پڑتا۔ کیا تم اپنے میکے سے لا کر دے سکوگی، ہر وقت موسی موسی کیا کرتی ہو۔

"میری موسی ہوتی تو یہی کرتی"

سدھامل۔ کہنے کو تو سب میرے ہیں۔ مگر یہ کسی سے نہیں ہوتا کہ چار پیسے لا کر دیدے، کچھ نہ سے میری دوا ہی کر دے، جس کو دیکھو وہ بنا ہی چلا چاہتا ہے، بیٹا ہے تو، بیوی ہے تو، موسی ہیں تو۔

بڈھا بکتا جھکتا دروازہ کی طرف چلا۔

گرجا۔ شام کو دو پیسہ کے پان لیتے آنا۔ کل کی طرح بھول نہ جانا۔

سدھامل لکڑی ٹیکتا دوکان چلا گیا۔

راجو نے بازار سے تین آنے کی پوریاں خریدیں، ایک پیسہ کی بیڑی اور ایک پیسہ کی روشنائی کی ٹکیاں لیں، دو پیسے بچا کر اپنے پاس رکھے اور گھر کی طرف چلا۔ راستہ میں ایک لڑکا ملا جس نے کہا۔

"آج تم نے کلب کا چندہ دینے کو کہا تھا"

کہا تو تھا۔ مگر پتاجی نے آج نہیں دیا۔ کل دینے کو کہا ہے۔

جلدی ہی دینا، دو مہینے کا چندہ چڑھ گیا ہے۔ نہ دوگے تو دو ایک روز میں نام کٹ جائے گا، پھر فیس داخلہ بھی دینا پڑے گی۔

لڑکا آگے چلا گیا۔ راجو گھر آیا پوریاں سندری کو دیدیں۔ اس نے تھوڑی سی پوریاں تھال میں لگا کر سامنے رکھدیں۔ راجو کھانے لگا۔ کھاتے کھاتے بولا۔

سندری۔ یہ باسی پوری مجھ سے نہیں کھائی گئیں۔ ایک پوری بھی کھا لیتی تو کیا ہوتا میں ہی نے پتاجی سے پیسے مانگے تھے، اور مجھ کو ہی



# سیدہ فاطمہ کا لال

[illegible]

**مظلوم کربلا** [illegible]

**دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے المناک نظارے** [illegible]

**مشہور سنی پلیٹ فارم** [illegible]

**حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد** [illegible]

## حضرت امام مظلوم کی تقریر میدان جنگ میں

[illegible]

**فوٹو بلاک** [illegible]

**فہرست مضامین** [illegible]

**پہلی مجلس** [illegible]

**دوسری مجلس** [illegible]

**تیسری مجلس** [illegible]

**چوتھی مجلس** [illegible]

**پانچویں مجلس** [illegible]

**چھٹی مجلس** [illegible]

**ساتویں مجلس** [illegible]

**آٹھویں مجلس** [illegible]

**نویں مجلس** [illegible]

**دسویں مجلس** [illegible]

**گیارہویں مجلس** [illegible]

**بارہویں مجلس** [illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی